

فتاویٰ محمد نبوت

جلد اول

مرتب:

مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری
رئیس دائرالافتاء حکم نبوت کراچی

ت تحقیق و تصدیق:

مولانا فتح الزمان مولانا عبدالتبارجدی جناب عزیز الرحمان حسانی

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضورِ باغِ روئے • ملتان • فون: 514122

فتاویٰ ختم نبوتؐ

جلد اول

مرتب:

مولانا مفتی سعید احمد حیدر پوری
رکنین دارالافتاء حکم نبوت کراچی



تحقیق و تخریج:

جناب فخر الزمان جناب عبدالستار حیدری جناب عزیز الرحمن حسانی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضورى باغ روڈ • ملتان • فون: 514122

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

انتساب

حکیم العصر شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
 فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید
 مجاہد اسلام..... حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہید
 مجاہد ختم نبوت..... حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہید
 مناظر اسلام حضرت مولانا منظور احمد الحسینی مدفون مدینہ طیبہ
 کے نام اس کاوش کو منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان حضرات کے صدقہ جاریہ ”عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت“ کو
 دن دگنی رات چوگنی ترقیات سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

فہرست کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائی جائے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

حرفے چند!

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى . اما بعد!

بیس سال قبل ایک پارٹنر کسی بات کے تذکرہ میں مخدومنا المحترم حضرت مولانا عزیز الرحمن چاندھری مدظلہ نے فرمایا کہ آج تک قادیانیت کے خلاف امت مسلمہ کے جو فتاویٰ جات شائع ہوئے ہیں انہیں یکجا کر دینا چاہئے۔ بہت اہم امر تھا۔ جب سوچ لیا کہ ایسے کرنا ضروری ہے۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ سے تذکرہ کیا۔ انہوں نے تصویب و تائید سے سرفراز فرمایا۔

لیکن ”کل امر مرہون بآوقا تھا“ کے بموجب بوجہ اس پر عمل درآمد میں تاخیر ہوئی۔ شہید اسلام حضرت لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد احساس ہوا کہ حضرت مرحوم کی زندگی میں ان کی زیر نگرانی یہ کام ہو جاتا تو نور علی نور! کا مصداق ہوتا۔ اب تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔ چنانچہ مخدوم محترم حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری رئیس دارالافتاء ختم نبوت کراچی کی مشاورت سے اس کام کو ہنگامی بنیادوں پر کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان ہردو حضرات نے جلدۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ناؤن کراچی کے فاضل اور دارالافتاء ختم نبوت کراچی کے رکن حضرت مولانا مفتی فخر الزمان صاحب کی ذیوبی لگائی کہ وہ ملتان دفتر مرکزیہ جا کر اس کام کو سرانجام دیں۔ کچھ عرصہ بعد وہ ملتان تشریف لائے۔ طریقہ کار کے خطوط متعین کئے اور کام شروع کر دیا۔ چنانچہ:

۱.....	فتاویٰ دارالعلوم دیوبند	۲.....	کفایت المفتی
۳.....	آپ کے مسائل اور ان کا حل	۴.....	خیر الفتاویٰ
۵.....	فتاویٰ مفتی محمود	۶.....	فتاویٰ محمودیہ
۷.....	فتاویٰ رحیمیہ	۸.....	امداد الفتاویٰ
۹.....	امداد الاحکام	۱۰.....	فتاویٰ حقانیہ
۱۱.....	احسن الفتاویٰ	۱۲.....	فتاویٰ نذیریہ
۱۳.....	فتاویٰ ثنائیہ	۱۴.....	فتاویٰ مولانا عبد اللہ روپڑیؒ
۱۵.....	احکام و مسائل	۱۶.....	فتاویٰ نعیمیہ

۱۸..... احکام شریعت	۱۷..... فتاویٰ مہر یہ
۲۰..... منہج الفتاویٰ	۱۹..... فتاویٰ رضویہ
۲۲..... فتاویٰ جماعتیہ	۲۱..... تنبیہ الامحکام
۲۳..... فتاویٰ امجدیہ	۲۳..... فتاویٰ نظامیہ
۲۶..... عبقت	۲۵..... فتاویٰ حکمیہ
۲۸..... نظام الفتاویٰ	۲۷..... فتاویٰ علماء اہل حدیث
	۲۹..... جواہر الفقہ

فتاویٰ جات کی ان کتب کو حاصل کیا گیا۔ ان کو پڑھ کر ان سے وہ فتاویٰ جات جو قادیانیت کے خلاف دیئے گئے تھے۔ ان کو جمع کیا گیا۔ ان کی تخریج و تحقیق کی گئی۔

قرآن و حدیث فقہ تاریخ اور کتب قادیانیہ کے حوالجات کو ایڈیشنوں کی قید سے ساتھ مکمل کیا گیا۔ یہ کام برادر عزیز مولانا مفتی فخر الزمان مولانا عبدالستار حیدری اور جناب عزیز الرحمن رحمانی نے سرانجام دیا۔ یہ کام ہو رہا تھا تو کراچی سے اطلاع آئی کہ فقہ ملت حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب بھی مرتبہ شادت سے سرفراز ہو گئے ہیں۔ اب جب یہ سطور لکھ رہا ہوں تو حضرت مولانا مفتی محمد نبیل خان اور حضرت مولانا ذریعہ احمدہ نسوی ایسے بزرگ رہنماؤں کی شفقتوں سے بھی محروم ہو چکے ہیں۔

مولانا مفتی فخر الزمان صاحب اس پورے مسودہ کو کراچی ساتھ لے گئے۔ حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری مدظلہ نے ترتیب کے لئے خاکہ مرتب کیا۔ ایک ایک فتویٰ پر سرخی قائم کی۔ پھر تبوہ و ترتیب قائم کی۔ آپ کے گرامی قدر رفقاء مولانا مفتی محمد نعیم احمد سیلوی اور مولانا مفتی عبدالحمید دین پوری نے بھی آپ کی رہنمائی میں اس کام پر نظر ڈالی۔ یوں تقریباً اڑھائی سال کی محنت کے بعد مسودہ اس قابل ہوا کہ اسے کمپوزر کے سپرد کر سکیں۔

چند توضیحات

نمبر ۱..... اس میں قادیانیت کے خلاف وہ فتاویٰ جات شامل نہیں جو کتابی شکل میں علیحدہ علیحدہ شائع ہوئے۔ وہ انشاء اللہ علیحدہ جلد میں شائع ہوں گے۔

نمبر ۲..... اس میں جواہر الفقہ جلد اول سے ”وصول الافکار“ شامل نہیں کیا۔ اس لئے کہ وہ احتساب قادیانیت جلد تیرہ میں شائع ہو چکا ہے۔

نمبر ۳..... بعض فتاویٰ جات ترک کر دیئے گئے۔ مثلاً فتاویٰ رضویہ اور احسن الفتاویٰ کے بعض فتاویٰ جات

ترک کرنے پڑے۔ اس لئے کہ ہر دو بزرگ حضرات فقہ قادیانیت کے خلاف فتویٰ دیتے وقت فتاویٰ جات کو صرف رد قادیانیت کے خلاف منحصر نہ رکھ سکے۔

نمبر ۴..... فتاویٰ حکمیہ کے بعض فتاویٰ کو مختصر اور بعض کو قلمزدکرا پڑا۔ اس لئے کہ اس میں بعض دوسرے فتاویٰ جات کے فتوؤں کو من و عن اپنا فتویٰ ظاہر کیا گیا ہے۔ بعض دوسرے حضرات کے رسالہ جات کو نام لئے بغیر اپنے فتویٰ کا جزو بنایا گیا اور دوسروں کے رسالہ جات کو اپنے فتویٰ میں ضم کرنے کے لئے سوال تیار کیا گیا۔ وغیرہ! ان تسامحات کے ہوتے ہوئے ہمارے لئے اس کے بغیر اور کوئی چارہ کار نہ تھا کہ اس کو ترک کرتے یا اختصار کرتے۔ علاوہ ازیں افسوس کہ اس فتویٰ میں بعض مقام پر فتویٰ کی جگہ خطابت نے لے لی ہے۔

نمبر ۵..... اس کے علاوہ تقریباً تمام فتاویٰ جات سے رد قادیانیت کے فتویٰ جات شامل ہو گئے ہیں۔ کہیں ہو ہوا ہے تو اللہ رب العزت سے معافی کے طلب گار ہیں۔ ہر فتویٰ کے آخر میں جس کتاب سے وہ فتویٰ لیا گیا اصل کا حوالہ بقید صفحہ و جلد دے دیا گیا ہے۔

نمبر ۶..... اس میں صرف مطبوعہ فتاویٰ جات کو جمع کیا گیا ہے اور وہ بھی وہ جو فتاویٰ کی کتب میں مل گئے۔ غیر مطبوعہ یا دیگر رسائل وغیرہ میں قادیانیت کے خلاف جو فتوے شائع ہوئے ان کو ہم جمع نہیں رہا ہے۔

نمبر ۷..... اس میں ابھی بہت محنت کی ضرورت تھی۔ جو ہم نہیں کر پائے۔ تاہم جو کچھ ہو سکا وہ پیش خدمت ہے۔ حق تعالیٰ شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ کوئی اللہ کا بندہ اس کی اشاعت کے بعد ان پر مزید محنت کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ اشاعت ثانی میں اس کا خیال رکھنے کے قابل ہوں گے۔

پروف ریڈنگ کے لئے حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی، حضرت مولانا عبدالرزاق مجاہد، جناب الحاج رانا محمد طفیل جاوید اور برادر قاری محمد حفیظ اللہ نے معاونت کی۔ غرض ہر وہ شخص جس نے اس کتاب کی اشاعت کے کسی مرحلہ میں کسی بھی قسم کا تعاون فرمایا وہ سب عند اللہ اجر عظیم، وعند الناس شکریہ کے مستحق ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ ان سب دوستوں اور بزرگوں کو دارین میں جزائے خیر نصیب فرمائیں۔ آمین!

رد قادیانیت پر جو کتب و رسائل علیحدہ علیحدہ شائع ہوتے رہے ان کی بھی کمپوزنگ شروع ہے۔ امید ہے کہ اسے بھی بہت جلد شائع کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ کوشش ہوگی کہ فتاویٰ جات کی اشاعت کی تکمیل ۲۹/۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ء کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نمرے قبل ہو جائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز!

طالب دعا..... فقیر اللہ وسایا دفتر مرکز یہ ملتان

۲۳/۴/۱۴۲۶ھ..... ۲/۴/۲۰۰۵ء

کتاب العقائد

قادیانی اور کلمہ طیبہ

کلمہ شہادت اور قادیانی

سوال..... اخبار جنگ ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ کے عنوان کے تحت آجانب نے ایک سائل کے جواب میں کہ کسی غیر مسلم کو مسلم بنانے کا طریقہ کیا ہے۔ فرمایا ہے کہ:

”غیر مسلم کو کلمہ شہادت پڑھا دیجئے مسلمان ہو جائے گا۔“

اگر مسلمان ہونے کے لیے صرف کلمہ شہادت پڑھ لینا کافی ہے تو پھر قادیانیوں کو باوجود کلمہ شہادت پڑھنے کے غیر مسلم کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔ ازراہ کرم اپنے جواب پر نظر ثانی فرمائیں۔ آپ نے تو اس جواب سے سارے کیسے کرائے پر پانی پھیر دیا ہے۔ قادیانی اس جواب کو اپنی مسلمانی کے لیے بطور سند پیش کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کریں گے اور آپ کو بھی خدا کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا۔

جواب..... مسلمان ہونے کے لیے کلمہ شہادت کے ساتھ خلاف اسلام مذاہب سے بیزار ہونا اور ان کو چھوڑنے کا عزم کرنا بھی شرط ہے۔ یہ شرط میں نے اس لیے نہیں لکھی تھی کہ جو شخص اسلام لانے کے لیے آئے گا ظاہر ہے کہ وہ اپنے سابقہ عقائد کو چھوڑنے کا عزم لے کر ہی آئے گا۔ باقی قادیانی حضرات اس سے قائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ ان کے نزدیک کلمہ شہادت پڑھنے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا بلکہ مرزا قادیانی کی پیروی کرنے اور ان کی بیعت کرنے میں شامل ہونے سے مسلمان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ خدا نے انھیں یہ الہام کیا ہے کہ:

”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“

(تذکرہ طبع حدیث ص ۳۲۶)

نیز مرزا قادیانی اپنا یہ الہام بھی سناتا ہے کہ:

”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۰۰ طبع دوم)

مرزا قادیانی کے بڑے صاحب زادے مرزا محمود احمد قادیانی لکھتے ہیں:

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“

(آئینہ صداقت ص ۳۵)

مرزا قادیانی کے منہ لڑکے مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (غلام احمد) قادیانی کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر، بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“
(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

قادیانیوں سے کہئے کہ ذرا اس آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ کر بات کیا کریں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۱۹۹، ۲۰۰)

مسلمان اور قادیانی کے کلمہ اور ایمان میں بنیادی فرق

سوال..... انگریزی دان طبقہ اور وہ حضرات جو دین کا زیادہ علم نہیں رکھتے لیکن مسلمانوں کے آپس کے افتراق سے بیزار ہیں۔ قادیانیوں کے سلسلہ میں بڑے گونگو میں ہیں۔ ایک طرف وہ جانتے ہیں کہ کسی کلمہ کو کافر نہیں کہنا چاہیے جبکہ قادیانیوں کو کلمہ کا کج لگانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ دوسری طرف وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تھا۔ برائے مہربانی آپ بتائیے کہ قادیانی جو مسلمانوں کا کلمہ پڑھتے ہیں کیونکر کافر ہیں؟

جواب..... قادیانیوں سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہیں، جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے، تو پھر آپ لوگ مرزا قادیانی کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے؟ مرزا قادیانی کے صاحب زادے مرزا بشیر احمد قادیانی ایم اے نے اپنے رسالہ کلمۃ الفصل میں اس سوال کے دو جواب دیئے ہیں۔ ان دونوں جوابوں سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ میں کیا فرق ہے، اور یہ کہ قادیانی صاحبان ”محمد رسول اللہ“ کا مفہوم کیا لیتے ہیں؟
مرزا بشیر احمد قادیانی کا پہلا جواب یہ ہے کہ:-

”محمد رسول اللہ کا نام کلمہ میں تو اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سر تاج اور خاتم النبیین ہیں، اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آ جاتے ہیں۔ ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں! حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت سے پہلے تو محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت کے بعد ”محمد رسول اللہ“ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہو گئی۔ غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لیے یہی کلمہ ہے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی آمد نے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے اور بس۔“
(کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

یہ تو ہوا مسلمانوں اور قادیانی غیر مسلم اقلیت کے گلے میں پہلا فرق..... جس کا حاصل یہ ہے کہ قادیانیوں کے کلمہ کے مفہوم میں مرزا قادیانی بھی شامل ہے، اور مسلمانوں کا کلمہ اس نئے نبی کی ”زیادتی“ سے پاک ہے۔ اب دوسرا فرق سنئے! مرزا بشیر احمد قادیانی ایم اے لکھتے ہیں:-

”علاوہ اس کے اگر ہم بقرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو جب بھی کوئی خراج واقع نہیں ہوتا، اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی، کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم ﷺ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ وہ (یعنی مرزا قادیانی) خود فرماتا ہے۔ ”صارو جودی وجودہ۔“ (یعنی میرا وجود محمد رسول اللہ ہی کا وجود بن گیا ہے۔ از

ناقل)۔ نیز ”من فرق بینی و بین المصطفیٰ فماعر فنی و ماری۔“ (یعنی جس نے مجھ کو اور مصطفیٰ کو الگ الگ سمجھا، اس نے مجھے نہ پہچانا، نہ دیکھا۔ ناقل) اور یہ اسی لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ (نعوذ باللہ۔ ناقل) جیسا کہ آیت آخرین منہم سے ظاہر ہے۔

پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔ ”فقد بدوا۔“ (کھجور فصل ص ۱۵۸ مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز جلد ۱۲، نمبر ۲۳ بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

یہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ میں دوسرا فرق ہوا کہ مسلمانوں کے کلمہ شریف میں ”محمد رسول اللہ“ سے آنحضرت ﷺ مراد ہیں اور قادیانی جب ”محمد رسول اللہ“ کہتے ہیں تو اس سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد ہوتے ہیں۔ مرزا ابیر احمد قادیانی ایم اے نے جو لکھا ہے کہ ”مرزا قادیانی خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لیے دنیا میں دوبارہ تشریف لائے ہیں۔“ یہ قادیانیوں کا بروزی فلسفہ ہے۔ جس کی مختصری وضاحت یہ ہے کہ ان کے نزدیک آنحضرت ﷺ کو دنیا میں دوبار آنا تھا۔ چنانچہ پہلے آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف لائے اور دوسری بار آپ ﷺ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بروزی شکل میں۔ معاذ اللہ..... مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر میں جنم لیا۔ مرزا قادیانی نے تحفہ گوڑویہ، خطبہ الہامیہ اور دیگر بہت سی کتابوں میں اس مضمون کو بار بار دہرایا ہے۔ (دیکھئے خطبہ الہامیہ ص ۲۵۳ خزائن ج ۱۶ ص ۱۶۱) یاد رہے کہ قادیانیوں کا یہ بروزی فلسفہ بعینہ ہندوؤں کا اداگون ہے۔

اس نظریہ کے مطابق قادیانی امت مرزا قادیانی کو ”عین محمد ﷺ“ سمجھتی ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ نام، کام، مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے مرزا قادیانی اور محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی دوئی اور مفارقت نہیں ہے نہ وہ دونوں علیحدہ وجود ہیں بلکہ دونوں ایک ہی شان، ایک ہی مرتبہ، ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں۔ چنانچہ قادیانی، غیر مسلم اقلیت..... مرزا غلام احمد قادیانی کو وہ تمام اوصاف و القاب اور مرتبہ و مقام دیتی ہے جو اہل اسلام کے نزدیک صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی بعینہ محمد رسول اللہ ہیں، محمد مصطفیٰ ہیں، احمد مجتبیٰ ہیں، خاتم الانبیاء ہیں، امام الرسل ہیں، رحمۃ للعالمین ہیں، صاحب کوثر ہیں، صاحب معراج ہیں، صاحب مقام محمود ہیں، صاحب حج مبین ہیں، زمین و زمان اور کون و مکان صرف مرزا قادیانی کی خاطر پیدا کیے گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اسی پر بس نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر بقول ان کے مرزا قادیانی کی ”بروزی بعثت“ آنحضرت ﷺ کی اصل بعثت سے روحانیت میں اعلیٰ و اکمل ہے، آنحضرت ﷺ کا زمانہ روحانی ترقیات کی ابتدا کا زمانہ تھا اور مرزا قادیانی کا زمانہ ان ترقیات کی انتہا کا..... وہ صرف تائیدات اور دفع بلیات کا زمانہ تھا اور مرزا قادیانی کا زمانہ برکات کا زمانہ ہے۔ اس وقت اسلام پہلی رات کے چاند کی مانند تھا (جس کی کوئی روشنی نہیں ہوتی) اور مرزا قادیانی کا زمانہ چودھویں رات کے بدر کمال کے مشابہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کو تین ہزار معجزے دیئے گئے تھے اور مرزا قادیانی کو دس لاکھ، بلکہ دس کروڑ، بلکہ بے شمار۔ حضور ﷺ کا ذی ارتقاء وہاں تک نہیں پہنچا جہاں تک مرزا قادیانی نے ذی ترقی کی، آنحضرت ﷺ پر بہت سے وہ رموز و اسرار نہیں کھلے جو مرزا قادیانی پر کھلے۔

مرزا قادیانی کی آنحضرت ﷺ پر فضیلت و برتری کو دیکھ کر..... قادیانیوں کے بقول..... اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام نبیوں سے عہد لیا کہ وہ مرزا قادیانی پر ایمان لائیں اور ان کی بیت و نصرت کریں۔ خلاصہ یہ کہ قادیانیوں کے نزدیک نہ صرف مرزا قادیانی کی شکل میں محمد

رسول اللہ خود دوبارہ تشریف لائے ہیں، بلکہ مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی کے گھر پیدا ہونے والا قادیانی ”محمد رسول اللہ“ اصلی محمد رسول اللہ ﷺ سے اپنی شان میں بڑھ کر ہے۔ نعوذ باللہ، استغفر اللہ۔

چنانچہ مرزا قادیانی کے ایک مزید (یا قادیانی اصطلاح میں مرزا قادیانی کے ”صحابی“) قاضی ظہور الدین اکمل نے مرزا قادیانی کی شان میں ایک ”نعت“ لکھی، جسے خوش خط لکھوا کر اور خوبصورت فریم بنوا کر قادیان کی ”بارگاہ رسالت“ میں پیش کیا، مرزا قادیانی اپنے نعت خواں سے بہت خوش ہوئے اور اسے بڑی دعا کیں دیں۔ بعد میں وہ قصیدہ نعتیہ مرزا قادیانی کے ترجمان (اخبار بدر جلد ۲ نمبر ۴۳) میں شائع ہوا۔ وہ پرچہ راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے۔ اس کے چار شعر ملاحظہ ہوں۔

امام اپنا عزیز! اس جہاں میں	غلام احمد ہوا دارالامان میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر	مکان اس کا ہے گویا لامکان میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں!	اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھتے ہوں جس نے اکمل	غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

مرزا قادیانی کا ایک اور نعت خواں، قادیان کے ”بروزی محمد رسول اللہ“ کو ہدیہ عقیدت پیش کرتے

ہوئے کہتا ہے:-

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک	کہ جس پر وہ بدر الدینی بن کے آیا
محمد بنے چارہ سازی امت	ہے اب ”احمد مجتبیٰ“ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعث ثانی کی ہم پر	کہ جب مصطفیٰ مرزا بن کے آیا

(افضل قادیاں ۲۸ مئی ۱۹۲۸ء)

یہ ہے قادیانوں کا ”محمد رسول اللہ“ جس کا وہ کلمہ پڑھتے ہیں۔

چونکہ مسلمان، آنحضرت ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کو خاتم النبیین اور آخری نبی مانتے ہیں، اس لیے کسی مسلمان کی غیرت ایک لمحہ کے لیے بھی یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ آپ ﷺ کے بعد پیدا ہونے والے کسی بڑے سے بڑے شخص کو بھی منصب نبوت پر قدم رکھنے کی اجازت دی جائے۔ کیا کہ ایک ”غلام اسود“ کو نعوذ باللہ ”محمد رسول اللہ“ بلکہ آپ ﷺ سے بھی اعلیٰ و افضل بنا ڈالا جائے۔ بنا بریں قادیان کی شریعت مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ دیتی ہے۔ مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:-

”اب معاملہ صاف ہے۔ اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ وہی ہے۔“

”اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو (نعوذ باللہ) نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو، مگر دوسری بعثت (قادیان کی بروزی بعثت..... ناقل) میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت کوئی اور اکمل اور اشد ہے..... آپ کا انکار کفر نہ ہو۔“ (کلمہ الفضل ص ۱۳۷)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:-

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

خارج ہے۔“

ان سے بڑے بھائی مرزا محمود احمد قادیانی لکھتے ہیں۔

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انھوں

نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ (آئینہ ص ۳۵)

ظاہر ہے کہ اگر قادیانی بھی اسی محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہیں جن کا کلمہ مسلمان پڑھتے ہیں تو قادیانی شریعت میں یہ ”کفر کا فتویٰ“ نازل نہ ہوتا۔ اس لیے مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ کے الفاظ گواہی ہیں مگر ان کے مفہوم میں زمین و آسمان اور کفر و ایمان کا فرق ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۱۹۳ تا ۱۹۹)

لا الہ الا اللہ ایوب خان رسول اللہ کا قائل کافر ہے

سوال..... ایک شخص نے بھری مجلس میں کہا کہ اگر صدر صاحب غلہ روک دیں اور لوگوں کو غد نہ ملے تو ہم لا الہ الا اللہ ایوب خان رسول اللہ کہیں گے۔ ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب..... کلمہ طیبہ میں ایوب خان رسول اللہ کے الفاظ اگر اعتقاد اور اس معنی سے کہے گئے ہوں کہ کسی وقت ”ایوب خان“ بھی ”رسول اللہ“ ہو سکتا ہے تو یہ کفر یہ عقیدہ ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لیے بھی نبوت و رسالت کا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔ اور اگر یہ اعتقاد کی وجہ سے نہ ہو بلکہ کسی پر بطور تعریض کہے گئے ہوں، مثلاً قوم کی خوشامدی اور ذہنی غلامی پر طنز کے طور پر یہ کلمات کہے گئے ہوں کہ یہ قوم اب اس قدر ذہنی غلامی میں گرفتار ہے کہ اپنے حکمرانوں کو کسی وقت بھی خدا کا پیغمبر کہنے کو تیار ہو سکتی ہے، تو یہ کفر نہیں۔

صورت مسئلہ میں چونکہ ایوب خان رسول اللہ کہنے والے کے اعتقاد کا ہمیں پورا علم نہیں ہے اس لیے یقینی حکم اس پر نہیں لگایا جاسکتا۔

قال العلامة ظفر احمد العثماني: قال الموفق في المغني ومن ادعى النبوة او صدق من ادعاها فقد ارتد لان مسيئمة لما ادعى النبوة فصدقه قومه صاروا بذلك مرتدين. (اعلاء السنن ج

(قادیانی تہذیب ص ۱۷۳)

۱۳ ص ۶۳۶ من ادی النبوة او صدق من ادعاها)

قادیانیوں کا انکار ختم نبوت

نبوت کے متعلق عقائد کی وضاحت

سوال..... ایک عام مسلمان کو نبوت و رسالت کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟ آخر ختم نبوت کے بارے میں بھی وضاحت کریں کہ ایک مسلمان کو ختم نبوت پر کس طرح ایمان رکھنا چاہیے تاکہ قادیانیوں کے فتنہ و شر سے مسلمان محفوظ رہ سکیں۔ کیونکہ وہ خود بھی کہتے اور لکھتے ہیں کہ آنحضور ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ لہذا مہربانی فرما کر تفصیلی جواب سے نوازیں۔

الجواب..... نبوت و رسالت کے بارے میں ایک مسلمان کو جو عقیدہ رکھنا چاہیے ان کو ہم خصوصیات نبوت کے نام سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ باقی جہاں تک قادیانیوں کی بدعتی ہوئی نئی پالیسی ہے۔ اس کے بارے میں صرف اتنا ہی عرض کروں گا کہ یہ لوگ زمانہ ساز ہیں اسی طرح مرزا قادیانی خود بھی متلون مزاج تھا اس نے خود اپنی زندگی میں اتنے دعوے کیے جن کی ضخیم کتاب تیار کی جاسکتی ہے اور ہر روز نئے دعوؤں کے ساتھ آنا ہی اس چیز کی دلیل ہے کہ ایسا آدمی جھوٹا ہے اور جھوٹ کی کوئی بنیاد نہیں ہوا کرتی۔ اس لیے جھوٹا آدمی ہمیں بدل بدل کر ایمان پر ڈاکہ ڈالتا ہے۔ یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ ختم نبوت کا عقیدہ رکھ کر منکرین ختم نبوت کی تکذیب کرنا بھی ضروری ہے جو شخص ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہو مگر منکر ختم نبوت کو ولی یا غوث یا قطب یا اللہ تعالیٰ کو مان کر شیطان کو دوست رکھتا ہو اور مسلمان ہو کر کافر کو بھی اس کے کفر کے باوجود مسلمان سمجھتا ہو۔ لہذا محض ختم نبوت پر ہی ایمان لانے سے ایمان معتبر نہیں ہوگا بلکہ منکرین ختم نبوت کی تکذیب کرنا بھی ضروری ہے۔ اب ہم اس طرف آتے ہیں کہ ایک مسلمان کو نبوت و رسالت کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے اس کا جواب حسب ذیل ہے۔

خصوصیات نبوت ”نبوت عہدہ وہی ہے کسی نہیں۔“ ”اللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ“ (الانعام ۱۲۴، ۱۲۵)

”اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ عہدہ رسالت کس کو دینا چاہیے۔“

کوئی اپنی کوشش و محنت اور ریاضت و عبادت سے نبی نہیں بن سکتا۔ ایسی آرزو سے عبادت و ریاضت کرنے والا جھوٹا کذاب ہے اور ایسا شخص واجب القتل ہے۔ نبی کے علوم وہی ہوتے ہیں کسی نہیں۔ وہ زمین کے کسی استاد سے تعلیم حاصل کیا ہوا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ تعلیم کرتا ہے۔ بالخصوص آنحضرت ﷺ کو جو علوم عطا فرمائے گئے ہیں ان کا تعدد و شمار احاطہ انسانی سے باہر ہے۔ انھیں گنا اور شمار کرنا حماقت ہے اور نفی کرنا بھی بدعقیدگی ہے۔ ہاں تمام علوم عطائی ہیں ذاتی نہیں۔ حسن صورت و سیرت کے لحاظ سے بھی پوری امت پر ممتاز ہوتے ہیں۔ علمی اور عملی کمال یعنی نبی کا علم اور عمل دونوں کامل ہوتے ہیں۔ کمال علم یہ ہے کہ اس میں کوئی غلطی نہیں ہوتی اور نبی کا عمل کامل ہوتا ہے۔ ہر گناہ سے پاک ہوتے ہیں چونکہ وہ امت کے لیے نمونہ عمل ہوتے ہیں ان کی طرف کسی قسم کی غلطی اور خطا کی نسبت کرنا گمراہی ہے۔ نبی مڑکی و مٹھر ہوتا ہے وہ لوگوں کا تزکیہ نفس کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے

ترتیب، یا فیکان دیگر تمام اشخاص سے ممتاز و منفرد ہوتے ہیں۔

نبی انسانوں کا خیر خواہ ہوتا ہے وہ ہر وقت انسانوں کی فلاح کا چاہنے والا ہوتا ہے۔ ان کو تمنا، ساق، بنیلہ کا مدد نجات انسانیت ہے۔ نبی کی معاشی زندگی اور اخلاقی کردار، امارت اور فقر دونوں صورتوں میں یساں ہوتی ہے۔

نبی کی پوشاک، خوراک، مسکن میں جو سادگی فقر کی حالت میں ہوتی ہے۔ بادشاہی، حکومت حاصل ہونے پر بھی وہی ہوتی ہے۔ دونوں حالتوں میں تواضع و انکساری ہوتی ہے۔ وہ مفاد عوام پر ذاتی مفاد و قربان کرتے ہیں۔ غلبہ و سلطنت حاصل ہونے پر بھی ان کے ہجر و نیاز اور شان عہدیت اور تواضع پر کسی قسم کا اثر نہیں پڑتا۔ ان کے قلب و روح کی پاکیزگی کسی بھی ماحول سے منتر نہیں ہوتی۔ نبی کی زندگی میں بناوٹ، تکلف، نمائش، علو ذات، نمود و شخصیت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ان کا حب و بغض رب العالمین کے لیے ہوتا ہے۔ وہ حق نفس کو معاف کرنے والا ہوتا ہے۔ لیکن حق اللہ کو معاف نہیں کرتا۔ نبی اطاعت الہی کا عملی نمونہ ہوتا ہے۔ خلوت، جوت، گھر میں، گھر سے باہر، دوستوں اور دشمنوں میں، غصہ اور خوشی الغرض کسی حالت میں بھی رضا الہی کی راہ سے سرمو تہاؤ نہیں کرتا۔ حق کی اطاعت اس کی فطرت میں شامل ہوتی ہے۔ نبی کے دعویٰ نبوت کی تائید میں خوارق اور معجزات کا ظہور ہوتا ہے۔ معجزہ کے لیے سات شرطیں بیان کی گئیں ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا فعل ہو۔ ۲۔ خارق عادت ہو۔ ۳۔ اس کا معارضہ ناممکن ہو۔ ۴۔ مدعی نبوت سے ظاہر ہو۔ ۵۔ دعویٰ کے موافق ہو۔ ۶۔ نبی کا کذب نہ ہو۔ ۷۔ دعویٰ پر مقدم ہو۔

نبی کا والد اور والدہ مشرک اور کافر نہیں ہو سکتے۔ نبی خالق و مخلوق کے درمیان وسیلہ ہوتا ہے۔ نبی کو علم غیب سے نوازا جاتا ہے۔ اس کی نفی کرنا جہالت و حماقت ہے۔ ہر نبی کی طرف وحی آتی ہے۔ ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ رسول صاحب کتاب و صحیفہ ہوتا ہے اور نبی کی طرف کتاب کا نازل ہونا لازمی نہیں ہوتا۔ نفس نبوت میں سب انبیاء برابر ہیں لیکن درجات و مراتب میں فرق ہے

معجزہ کی اصولی دو قسمیں ہیں

۱۔ معجزہ معنویہ۔ ۲۔ معجزہ حیہ۔

معجزہ معنویہ خواص کے لیے ہوتا ہے۔ جیسے قرآن اور دیگر کتب وغیرہ۔ معجزہ حیہ عوام کے لیے ہوتا ہے۔ جیسے شق القمر، بکثیر طعام و میاء، تکلم حیوانات و بہادرات، معجزات معنویہ کو عقلی معجزات بھی کہتے ہیں۔ (نوٹ)..... بنی اسرائیل کے اکثر معجزات حسی تھے۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ قوم بڑی کند ذہن اور کم فہم تھی۔ اور امت محمدیہ ﷺ کے زیادہ تر معجزات عقلی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت محمدیہ چونکہ تاقیام قیامت رہنے والی ہے۔ اس لیے اسے باقی رہنے والا معجزہ بصورت قرآن دیا گیا۔

معجزہ کرامت اور سحر میں فرق

معجزہ و کرامت دونوں فعل خداوندی ہیں۔ معجزہ کا ظہور نبی پر ہوتا ہے اور کرامت کا مظہر ولی ہوتا ہے۔ دونوں غیر اختیاری ہیں۔ کسب اور اکتساب اور تعلیم و تعلم کو اس میں کوئی دخل نہیں دونوں کا سبب محض ارادہ الہی ہے اس کے برعکس سحر، ایسا فعل و عمل ہے جو جتنی اسباب پر مبنی ہو۔ یہ انسانی فعل ہے اور اس کے اختیار میں ہے۔ سحر،

تعلیم، تنعم اور نسب و اکساب اور مشق اور تجربہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ مکہ ص ۱۵۹-۱۶۰)

خاتم النہیین کا صحیح مفہوم وہ ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

سوال..... ایک بزرگ نے خاتم النہیین یا لفظ خاتمیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔

”اسلام کو خاتم الادیان کا اور پیغمبر اسلام کو خاتم الانبیاء کا خطاب دیا گیا ہے۔ خاتمیت کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ کوئی چیز ناقص اور غیر مکمل ہو اور وہ رفتہ رفتہ کامل ہو جائے دوسرے یہ کہ وہ چیز نہ افراط کی مد پر ہو نہ تفریط کی مد پر بلکہ دونوں کے درمیان ہو جس کا نام اعتدال ہے۔ اسلام دونوں پہلوؤں سے خاتم الادیان ہے۔ اس میں کمال اور اعتدال دونوں پائے جاتے ہیں۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں اس عالیشان عمارت کی آخری اینٹ ہوں جس کو گزشتہ انبیاء تعمیر کرتے آئے ہیں۔ یہ اسلام کے کمال کی طرف اشارہ ہے اسی طرح قرآن مجید میں ہے کہ مذہب اسلام ایک معتدل اور متوسط طریقہ کا نام ہے اور مسلمانوں کی قوم ایک معتدل قوم پیدا کی گئی ہے اس نے اسلام کے اعتدال کا ثبوت ملتا ہے۔“ کیا خاتم النہیین کا یہ مفہوم صحیح ہے اور بھی فرقوں کا اس پر اتفاق ہے؟ راہنمائی فرما کر ممنون فرمادیں۔

الجواب..... ”خاتم الانبیاء“ کا وہی مفہوم ہے جو قرآن و حدیث کے قطعی نصوص سے ثابت اور امت کا متواتر اور اجماع عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ”آخری نبی“ ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی۔ اس مفہوم کو باقی رکھ کر اس لفظ میں جو نکات بیان کیے جائیں وہ سر آنکھوں پر۔ اپنی عقل و فہم کے مطابق ہر صاحب علم نکات بیان کر سکتا ہے لیکن اگر ان نکات سے متواتر مفہوم اور متواتر عقیدہ کی نفی کی جائے، تو یہ ضلالت و گمراہی ہوگی اور ایسے نکات مردود ہوں گے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا مکمل جلد ۱ ص ۲۴۱-۲۴۲)

عقیدہ کی اہمیت

سوال..... عقیدہ اور اعمال کا باہمی کیا تعلق ہے؟ اور آپ ﷺ کی ذات کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟ دلائل سے جواب دیں۔

الجواب..... ایمان کامل کے دو اجزاء ہیں۔

۱۔ عقائد، ان کا تعلق دل سے ہے۔ ۲۔ اعمال، ان کا صدور اعضاء ظاہری سے ہوتا ہے۔

عقائد ایمان کامل میں اصل اور اساس کی حیثیت رکھتے ہیں اور اعمال فروع کا درجہ رکھتے ہیں۔ گویا کہ عقیدہ روح ہے اور اعمال جسم، ایمان پھول کا نام ہے اور اس میں خوشبو عقیدہ کا نام ہے اور پھول کی پتیاں اعمال ہیں۔ ایمان و اسلام ایک درخت ہے اور ان میں عقیدہ جڑ ہے، شاخیں اور ٹہنیاں اعمال ہیں۔ پس عقیدہ صحیح سے دل کی طہارت ہوتی ہے۔ بغیر درستی عقیدہ کے کوئی عمل مقبول نہیں ہے اور اختلاف مذاہب کا مدار اختلاف عقائد پر ہے نہ کہ اختلاف عمل پر، اسی لیے مذاہب اربعہ باوجود اختلاف اعمال کے وحدت عقیدہ کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کہلاتے ہیں۔

(فتاویٰ مکہ ص ۱۷۱)

ختم نبوت یا اجرائے نبوت

سوال..... خاتم النہیین کے کیا معنی ہیں اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت کا قائم رہے گا یا نہیں؟

جواب:۔۔۔ ہمارے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی قسم کا نیا نبی نہیں آئے گا چنانچہ قرآن مجید میں
 "تم النبین وکان اللہ بکل شئی علیم" یعنی ختم اللہ بہ النبوة فلا نبوة بعده ای ۱۰۰
 ابن عباسؓ فرمید لولم اختتم بہ النبین ليجعلت لہ ابنا یكون بعده نبیا وعنه قال ان اللہ لما حکم ان
 لانی بعدی لم یعطنی ولدا یصیر رجلاً (وکان اللہ بکل شئی علیم) اے داخل فی علمہ انہ لا نبی
 بعده فان قلت قد صلح ان عیسیٰ علیہ السلام یزول فی آخر الزمان بعده وهو نبی قلت ان عیسیٰ
 علیہ السلام من نبی قبلہ وحين یزول فی آخر الزمان یزول عاملاً بشریعة محمد ﷺ و مصلیا الی
 قبلتہ کانہ بعض امتہ۔ (نقل از تفسیر خازن ص ۵ ج ۵ ص ۲۱۸)

”ختم کر دی اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود گرامی پر نبوت اور کسی قسم کی نبوت آپ کے بعد نہ ہوگی کیونکہ
 لا نبوت میں انفسی جنس کا ہے اس لیے بعد آپ ﷺ کی ذات کے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے
 ہیں کہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر میں آپ ﷺ کے وجود پر سلسلہ نبوت کا ختم نہ کرتا تو آپ ﷺ کے لیے
 کوئی بیٹا عطا کرتا جو بعد آپ ﷺ کے نبی ہوتا اور آپ ﷺ ہی سے مروی ہے کہ جب خداوند کریم نے حکم دیا ہے
 کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو اس نے مجھے نرینہ اولاد نہ دی جو زندہ رہتی اور خدا کے علم میں یہ پہلے ہی سے تھا
 کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جو اخیر زمانہ میں نزول ہوگا تو
 وہ نبی ہوں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ پہلے نبی مبعوث ہو چکے ہیں اور آپ ﷺ کی ذات خاتم النبیین ہے اور
 ان کا دوبارہ آنا خاتم النبیین کے منافی نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی شریعت کے عامل ہوں گے اور یہی بیت
 اللہ ان کا قبلہ ہوگا۔“

(بخاری شریف ج ۱ ص ۵۰۱) میں پائیں طور ہے۔ عن ابی ہریرۃؓ ان النبی ﷺ قال ان مثلی و مثل
 الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون
 بہ و تعجبون لہ و یقولون ہلا وضعت ہذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔ ”ابو ہریرہؓ سے فرمایا
 کہ میری اور ان پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اس کو خوب آراستہ پیراستہ کیا مگر ایک
 کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس گھر میں پھرتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں ایسا آراستہ گھر؟ یہ اینٹ
 کیوں نہ لگائی تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔“ اور ایسا ہی (ترمذی ج ۲ ص ۳۵ و ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۷)
 میں ہے کہ فرمایا آنحضور ﷺ نے ”انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم
 النبیین لا نبی بعدی“ کہ قریب ہے ”کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے وہ دعویٰ نبوت کا کریں گے لوگ
 ان کو نبی تصور کریں گے اور حالانکہ میں نبوت کے سلسلہ کو ختم کر چکا ہوں میرے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آئے گا۔“
 پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ جناب نبی کریم ﷺ کی ذات پر سلسلہ نبوت کا ختم ہو چکا ہے ان
 کے بعد کوئی نبی صادق نہیں آئے گا اگر آئیں گے تو وہ کذاب اور بے دین ہوں گے۔

(فتاویٰ نظامیہ جلد ۴ ص ۳۱۱ ۳۱۲)

ختم نبوت کے وقت کے تعین کی تحقیق

سوال:۔۔۔۔۔ حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین کس وقت سے تسلیم کرنا چاہیے؟ ولادت کے بعد ت یا نبوت ملنے
 کے بعد سے یا بعد الوفا؟ مقصد یہ ہے کہ وحی کا دروازہ کس وقت سے بند تصور کیا جائے؟

الجواب..... حضور نبی کریم ﷺ ابتدائے امر سے ہی خاتم النبیین ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس منصب مبارک کے لیے ازل سے ہی منتخب فرما دیا تھا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۳) میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ کو نبوت کب ملی، ارشاد فرمایا۔ ”جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کی غایت بھی نہیں ہوئی تھی۔“ البتہ عالم اجساد میں آپ ﷺ سب انبیاء کے بعد آئے اور جب عمر مبارک چالیس برس ہوئی تو نبوت ملی اور وحی کا نزول شروع ہوا، آپ ﷺ کوئی شریعت اور نئی کتاب ملی جو تمام انبیاء سابقین کی شریعتوں کے لیے ناخ بیاوی گئی، لہذا آپ ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ کر دے، تاہم نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں اور قیامت کے قریب نزول فرمائیں گے اور شریعت محمدی کا احیاء اور اس کی اتباع کریں گے، اور احادیث صحیحہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ پر وحی بھی آئے گی لیکن یہ وحی شریعت مصطفیٰ ﷺ کو بدلنے کے لیے نہ ہوگی بلکہ اس وقت کے ضروری امور کے متعلق ہوگی، گویا انقطاع وحی سے مراد وہ وحی ہے جو حضور انور ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرے۔

لما ورد فی الحدیث: قال ابوہریرۃ: قالوا: یا رسول اللہ منی وجبت لک النبوة قال والادام بین الروح والجسد۔ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص ۵۱۳ باب فضائل سید المرسلین ﷺ، الفصل الثانی) قال العلامة ملا علی القاری فی شرح هذا الحدیث: وجبت لی النبوة والحال ان آدم بین الروح والجسد یعنی وانہ مطروح علی الارض بلا روح والمعنی انہ قبل تعلق روحہ بجسده۔ وروی ابو نعیم فی الدلائل وغیرہ من حدیث ابی ہریرۃ مرفوعاً کنت اول النبیین فی الخلق واکثرہم فی البعث۔ (مرقاۃ المصابیح ج ۱ ص ۵۸)

وقال العلامة جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ: فبینما هو کذلک اذ وحی اللہ الی عینی بن مریم علیہ السلام انی قد اخرجت عبداً لی لا ید لاحد یقتالہم حول عبادی الی الطور وقال صحیح علی شرط الشیخین۔ ذلک صریح فی انہ وحی حقیقی، لا وحی الہام والثانی ان ماتوہمہ هذا الزاعم من تعذر الوحی الحقیقی فاسد لان عینی علیہ السلام نبی فای مانع من نزول الوحی علیہ؟ فان تخیل نفسہ ان عینی علیہ السلام قد ذهب عنه وصف النبوة والنسلخ منه فہذا قول یقارب الکفر لان النبی لا ینہب عنه وصف النبوة ابدأ ولا بعد موته وان تخیل اختصاص الوحی للنبی ﷺ بزمان دون زمن فہو قول لا دلیل علیہ و یطلہ ثبوت الدلیل علی خلافہ۔ (نزول عینی بن مریم آخر الزمان ص ۵۲، ۵۳ الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۶۵ مکبہ نوربہ) (فتاویٰ حنفیہ جلد ۱ ص ۳۸۹، ۳۹۰)

ختم نبوت

سوال..... ختم نبوت پر عقیدہ رکھنا کیوں ضروری ہے؟ کیا اس کے بغیر ایمان معتبر نہیں۔ مہربانی فرما کر جواب سے نوازیں۔

(محمد احمد سعیدی / لاہور)

”دین اسلام کی اصل روح عقیدہ ختم نبوت ہے اور اسی عقیدہ پر پختہ ایمان ہی اسلام کی بنیاد ہے۔ اس عقیدہ میں کسی قسم کا ریب و شک، گویا پورے دین کو منہدم کرنے کے مترادف ہے۔ لہذا ختم نبوت کا عقیدہ بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے۔ اس کے بغیر کسی کا بھی عقیدہ و ایمان مسلمانوں کے نزدیک معتبر نہیں ہو سکتا۔

تکمیل نبوت

کمالات نبوت ایسی انتہا کو پہنچ کر مکمل ہو گئے جو اب تک نہ ہوئے تھے اور اب جو نبوت قائم ہے وہ خاتم کی ہے اور اس کامل نبوت کے بعد کسی نئی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ نبوت جب سے شروع ہوئی اور جن کمالات کو لے کر شروع ہوئی تھی اور آخر کار جس حد پر رکی اور ختم ہوئی اس کے اول سے آخر تک جس قدر بھی کمالات نبوت طبقہ انبیاء میں سے کسی کو ملے وہ سب کے سب خاتم النبیین میں آ کر جمع ہو گئے۔ یہ کمال جامعیت آپ ﷺ کی نبوت کے ساتھ خاص ہے۔

قرآن اور ختم نبوت

قرآن حکیم کی ایک سو سے زائد آیات میں مسئلہ ختم نبوت بیان کیا گیا ہے۔ چند آیات یہ ہیں۔
 ”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا“ (الاحزاب: ۴۰) ”محمد ﷺ باپ نہیں کسی کے تم مردوں میں سے لیکن اللہ کے رسول ﷺ ہیں“ اور انبیاء کرام میں کوئی بھی اس کمال جامعیت سے متصف نہیں ہوا۔ ورنہ جہاں بھی کمال جامعیت کا اجتماع ہوتا وہیں پر نبوت ختم ہو جاتی اور آگے بڑھ کر یہاں تک نہ پہنچتی۔

خاتم النبیین ہونا کمال جامعیت کی دلیل ہے

خاتم النبیین کا جامع علوم نبوت جامع اخلاق نبوت جامع احوال نبوت اور جامع شئون نبوت ہونا ضروری ٹھہرا پس آپ ﷺ کی ذات جملہ انبیاء کرام کے کمالات کا خلاصہ ہوئی بلکہ کائنات کے جملہ خصائل و فضائل کا خلاصہ ہوئی۔ ہر کمال آپ ﷺ کی ذات میں جمع ہے اور ہر جمال آپ ﷺ کی ذات سے متصف ہے۔ گویا ہر جمال و کمال و خوبی و حسن وہی ہوگا جو آپ ﷺ کی ذات میں جمع ہو ورنہ وہ خوبی و کمال نہیں ہوگا۔ پس دامن مصطفیٰ ﷺ سے جدا ہو کر کوئی شے کمال خوبی کے نام سے تعبیر نہیں کی جاسکتی۔ علم کمال ہے بے علمی کمال نہیں۔ تصرف کمال ہے عاجزی کمال نہیں۔ حیات کمال ہے موت کمال نہیں۔ لہذا جب آپ ﷺ کو جامع کمالات تسلیم کرنا ضروری ٹھہرا پھر آپ ﷺ کے علمی کمال اور تصرف کے کمال کو بعد از وصال حیات کے کمالات کو تسلیم کرنا ضروری ہوگا۔ جیسے کمالات کی حد ہوئی اسی طرح شریعت بھی مکمل ہوئی کیونکہ کمالات علم و عمل پر ہی شریعتوں کی بنیاد ہے۔ جب یہ کمالات اپنے آخری کنارے کو پہنچے تو اس کا صاف مطلب یہ نکلا کہ شریعت اور دین بھی آ کر خاتم پر مکمل ہو گیا اور شریعت و دین کا بھی کوئی تکمیل طلب حصہ باقی نہیں رہا کہ اسے پہچانے اور مکمل کرنے کے لیے کسی اور نبی کو بھیجا جائے اس لیے جب آپ خاتم النبیین ہوئے تو خاتم الشرائع خاتم الادیان اور خاتم الکتاب یا بالفاظ دیگر کمال الشریعت کمال الدین اور کمال الکتاب ہونا بھی ضروری ہوا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ کمال ہی ناقص کے لیے ناخ بن سکتا ہے نہ کہ ناقص کمال کے لیے اس لیے شریعت محمدی بوجہ اپنے انتہائی کمال اور ناقابل تغیر و تبدل ہونے کے سابقہ شریعتوں کو منسوخ کرنے کی حقدار ٹھہرتی ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ناخ آخر میں آتا ہے اور منسوخ اس سے مقدم ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ ”حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔“

ختم نبوت

لا الہ الا اللہ میں الکرہ ہے جو عموم پر دال ہے اور جب کمرہ پر حرف نفی داخل ہو جائے تو معنی حصر کا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی طرح کا کوئی معبود نہیں نہ اصلی نہ ظلی نہ بروزی، نہ مراقی، نہ مذاقی، اسی طرح ہی لانی بعدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

”انی عبد اللہ و خاتم النبیین۔“ (رواہ البیہقی) میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور خاتم النبیین ہوں۔

آپ نے نبوت کو قصر (محل) سے تشبیہ دے کر اپنی ختم نبوت کی حقیقت یوں واضح فرمائی۔

”فانا سددت موضع تلك اللبنة و فتم و ختم بی المرسل۔“

(کنز العمال ص ۳۵۲ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۴۱۲)

ہوا ہے یعنی آخری خاتم ختم سے بنا ہے۔ اس کے معنی افضل نہیں۔

ورنہ ”ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم“ کے معنی یہ ہوتے اور کیے جاتے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دل اور کان افضل کر دیے۔ (العیاذ باللہ) ختم کا معنی آخری ہی ہے جیسے آنحضرت ﷺ نے حضرت عباس کو فرمایا:

”انت خاتم المهاجرین۔“ ”تم مهاجرین میں آخری مهاجر ہو۔“

کیونکہ انھوں نے فتح مکہ کے دن ہجرت کی۔ اس کے بعد ہجرت بند ہو گئی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

”لا ہجرة بعد الیوم۔“ ”آج کے بعد اب مکہ سے ہجرت نہ ہوگی۔“

یعنی مکہ فتح ہو جانے کے بعد مسلمانوں کے پاس ہی رہے گا۔ خاتم المهاجرین کے معنی افضل المهاجرین نہیں کیے جاسکتے۔

تمام مفسرین نے خاتم النبیین کی یہی تفسیر کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ آنحضرت ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین آپ ﷺ پر نبوت کو ختم کیا اور اس پر مہر لگا دی۔ پس آپ ﷺ کے بعد نبوت کسی پر نہ کھولی جائے گی۔ قیامت کے قائم ہونے تک اور ایسا ہی ائمہ تفسیر، صحابہ و تابعین نے فرمایا۔ کسی قادیانی کے عقلی و حکوسلوں پر کان نہیں دھرنے چاہئیں کیونکہ دین نقل سے پہنچا ہے عقل سے نہیں۔ دین عقل کے مطابق ہے لیکن ہر کس و ناکس کے عقل میں دین کی ہر بات کا آ جانا ضروری نہیں۔ باقی اگر اپنے ایمان کو محفوظ کرنا چاہتے ہیں تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ صحبت بد کو ترک کر دو اسلام کا آغاز ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے ہوا ہے۔ اثبات بعد میں ہے نفی پہلے ہے لہذا توحید میں غیر خدا کی نفی کرنا شرط اول ہے اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کی پہلی شرط دشمن و گستاخ اور منکر ختم نبوت کا قوی و علمی رد ہے۔ سوا غلامی کا دعویٰ کیا جائے لیکن ان کی صحبت ترک نہ کی جائے تو یہ دعویٰ کامل نہیں ہو سکتا۔ لہذا ان قادیانیوں کی صحبت سے خود بھی بچو اور دوسروں کو بھی بچاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ختم نبوت سے منکرین کے عقلی و حکوسلوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

نوٹ..... مذکورہ بالا بحث کی مزید تفصیل کے لیے قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی ”ختم نبوت“

(نفاذی علیہ س ۱۶۱ تا ۱۷۰)

کتاب الائق مطالعہ ہے۔

فتنہ انکار ختم نبوت

نبوت و رسالت کی اقسام

نبوت تشریفی و غیر تشریفی

سوال..... صاحب شریعت کس نبی کو کہتے ہیں۔ اس کی تعریف کیا ہے؟ غیر تشریفی نبی کس کو کہتے ہیں۔ اس کی تعریف کیا ہے؟

الجواب..... حامداً و مصلحاً جس کی شریعت مستقل ہو۔ (وہ صاحب شریعت نبی کہلاتا ہے۔ ناقل) اور جو دوسرے نبی کے تابع ہو۔ (وہ غیر تشریفی نبی کہلاتا ہے۔ ناقل) (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۵ ص ۱۲۶-۱۲۸)

مرزا ظلی و بروز نبی

سوال مرزا کی..... کیا مرزا قادیانی نبی ظلی و بروز تھے؟

جواب حقیقی..... نبی کریم ﷺ کے بعد جو شخص دعویٰ نبوت کا نئے سرے سے کرے وہ کافر و مفتری و جہنمی ہے کیونکہ یہ سلسلہ نبوت ختم ہے۔ ہاں البتہ عالم فاضل، مجدد، غوث، قطب، ہادی، مہدی، متبع نبی ﷺ کے ہو کر تا انتظام عالم تک آتے رہیں گے۔ جن کے ذریعہ سے تبلیغ اسلام ہر دور و ہر فرد کے کانوں تک پہنچتی رہے گی اور قلب مومنین انوار تجلیات الہیہ سے اپنے اپنے مقامات کو مشاہدہ فرماتے رہیں گے لیکن یاد رکھنا کہ خاتم الانبیاء صاحب جامع کمالات والبرکات محمد ﷺ کے بعد نئے نبی کا آنا محال ہے چنانچہ ذیل کے دلائل سے ظاہر ہوتا ہے۔

☆..... ما کان محمد انا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین. وکان الله بکل شیء علیما.

(احزاب ۴۰)

(سہا ۲۸)

☆..... وما ارسلناک الا کافۃ للناس.

(اعراف ۱۵۸)

☆..... یا ایہا الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً.

(فرقان ۱)

☆..... تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیكون للعالمین نذیراً.

☆..... الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً. (الانبیاء ۱۰۸) وما ارسلناک الا رحمة للعالمین.

(انبیاء ۱۰۷)

(النساء ۶۳)

☆..... وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله.

(ابراہیم ۴)

☆..... وما ارسلنا من رسول الا لیلسان قومہ.

☆..... فبعث الله النبییین مبشرین و منذرین و انزل معهم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس.

(البقرہ ۲۱۳)

- ☆... لقد ارسلنا رسلنا بالبينت وانزل معهم الكتاب والميزان. (حدید ۲۵)
 ☆... فانه نزل علی قلبک باذن اللہ. (بقرہ ۹۸)
 ☆... وانا او حینا الیک کما او حینا الی نوح والنبیین من بعدہ. (النساء ۱۲۳)
 ☆... وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی. (یوسف ۱۰۹)

پس ان دلائل قاطعہ سے ثابت ہوا کہ بعد نبی ﷺ کے کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت نہیں کیونکہ نبی ﷺ کامل اور اکمل نبی آچکے ہیں تو پھر کامل اور اکمل کے بعد ناقص کا آنا کون سی عقل ہے اور خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

من یشتم رسول وینا ور وہ ام کتاب۔ (ازالہ ادہام ۶۱ خزائن جلد ۳ ص ۵۱۱) خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بواسطہ جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول مرسل حیرایہ وحی رسالت نہ ہو۔“ (عبارت ازالہ ادہام ص ۶۱ ایضاً)

اسی طرح کتاب (انجام آختم ص ۲۷ خزائن جلد ۱۱ ص ۲۷) میں ہے۔ ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انی نبی او رسول فہو کافر کذاب اور شہادت القرآن صفحہ ۲۸ خزائن جلد ۶ ص ۳۲۳-۳۲۴ میں یوں لکھتے ہیں کہ ”ہمارے رسول ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا ہے۔ اس لیے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے“ اور ایسے ہی (تزیین القلوب ص ۳۰۴ خزائن جلد ۱۵ ص ۳۴۲) میں ہے کہ ”میرا منکر کافر نہیں چونکہ میں ایک ملہم ہوں۔ انبیاء کا منکر کافر ہوتا ہے“ اور مرزا لکھتے ہیں۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام
 ہر نبوت را بد شد انتقام

(درشین ذری ص ۱۱۳)

پس ان عبارات مرزا سے خود واضح ہوا کہ جو شخص بعد خاتم الانبیاء کے دعویٰ نبوت کرے وہ خود کافر و دجال و مفتری ہے۔ لہذا مرزا قادیانی ان الفاظ کے مصداق ہوئے اور چند کذاب مرزا قادیانی کے بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں تاکہ ناظرین خود موازنہ کر لیں کہ مرزا قادیانی کس نمبر کے کذاب تھے۔ وہ ہوندا۔

کتاب (حقیقہ الوہی صفحہ ۱۰۱ خزائن جلد ۲۲ ص ۱۰۳ حاشیہ) میں بایں طور مسطور ہے کہ ”خدا کا قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مر گیا ہے اور اس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے۔“ اور اسی طرح (کشی نوح ص ۵ خزائن جلد ۱۹ ص ۵) مرقوم ہے کہ ”قرآن مجید میں بلکہ تورات کے بعض محیفوں میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔“ (تزیین القلوب بر حاشیہ ص ۸۰ خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۸) پر موجود ہے کہ ”احادیث نبویہ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ مسیح موعود حارث کہلائے گا۔ یعنی زمیندار اور زمینداری کے خاندان سے ہوگا۔“ کتاب (حقیقہ الوہی ص ۲۰۱ خزائن جلد ۲۲ ص ۲۰۸) پر ہے کہ ”احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا سو وہ میں ہوں۔“

(ضمیمہ گولڈ ویہ ص ۱۷ خزائن جلد ۱۷ ص ۵۳) پر مرزا نے لکھا کہ ”ضروری تھا قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لیے فتوے دیے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور

اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سوان دنوں میں وہ پیشین گوئی انھیں مولویوں نے اپنے ہاتھوں پوری کی۔“

کتاب (شہادۃ القرآن ص ۳۱ خزائن جلد ۶ ص ۳۳۷) پر تحریر ہے کہ ”وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لیے آواز آئے گی۔ ہذا خلیفۃ اللہ المہدی آپ سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو اسی کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے جس کا نام بخاری ہے۔“

ناظرین انصاف کریں کہ کس حدیث صحیح میں قبر کشمیر میں ہے۔ پس ان تمام عبارتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ میں خود جھوٹے تھے کیونکہ نہ کسی حدیث صحیح میں قبر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا کشمیر میں ہونے کا ذکر ہے اور نہ ہی ان کے زمانہ میں طاعون پڑنے کا ذکر ہے اور نہ ہی ان کے زمیندار ہونے کا بیان ہے اور نہ ہی کہیں یہ لکھا ہے کہ مسلمان لوگ اس کے قتل کے لیے فتوے دیں گے اور اس کی توہین کریں گے اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو دائرہ اسلام سے خارج کریں گے اور نہ ہی بخاری شریف میں ہذا خلیفۃ اللہ المہدی لکھا ہے۔

ناظرین! مرزا قادیانی آنجہانی کے افتراء و کذبات ہیں۔ اگر کوئی مرزائی یہ کلمات پیش کردہ دیکھا دے تو یک صد روپیہ انعام حاصل کرے اور علاوہ اس کے خود مرزا آنجہانی اپنی کتاب (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۸۸ خزائن جلد ۵ ص ۳۸۸) میں لکھتا ہے کہ ”ہمارے صدق و کذب جانچنے کے لیے ہماری پیشین گوئی سے بڑھ کر اور کوئی امتحان نہیں ہو سکتا۔“ اور (چشمہ معرفت ص ۲۲۲ خزائن جلد ۲۳ ص ۲۳۱) میں لکھتا ہے کہ ”جب کوئی ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں اعتبار نہیں رہتا۔“ پس میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کی یہ سب باتیں جھوٹی ہیں۔ لہذا کذاب و دجال ٹھہرا۔ اگر کسی مرزائی کو شک ہو تو مرد میدان بن کر ان سب باتوں میں سے ان کی ایک بات ہی صحیح کر دے اور علاوہ اس کے کتاب قبر یزدانی بر قلعہ قادیانی میں حیات و ممات حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر بدلائل قاطعہ پوری پوری بحث کی گئی ہے۔

(فتاویٰ نظامیہ ص ۸۹۱ تا ۸۹۵)

مہاتما بدھ کے متعلق عقیدہ نبوت درست نہیں ہے

سوال..... قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (۱) لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (الرعد ۷) (۲) وَاَنْ مِنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (فاطر ۲۳) ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم کے لیے کوئی نہ کوئی پیغمبر آیا ہے تو ہندوستان میں بھی کوئی پیغمبر آیا ہوگا، جبکہ مہاتما بدھ کی تعلیمات بھی انبیاء کرام کی تعلیمات کے مطابق ہیں، تو کیا اس کو بھی نبی ماننا درست ہے یا نہیں؟

الجواب..... مذکورہ بالا آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ حضور انور ﷺ سے پہلے کوئی قوم یا امت ایسی نہیں گزری ہے جس میں ہادی (راہ بتلانے والا) نذیر (ڈرانے والا) نہ آیا ہو، لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا صریح غلطی ہے کہ جو بھی مذہبی راہنما دنیا میں گزرے ہیں وہ پیغمبر ہی ہوں گے تاکہ ”مہاتما بدھ“ بھی نبی بن سکے۔

گذشتہ اقوام کے نبیوں کے بارے میں اسلامی شریعت کا قطعی فیصلہ یہ ہے کہ جن انبیاء کے متعلق کتاب و سنت میں کوئی تصریح نہ ہو تو ان کے متعلق ہم اجمالی طور پر یہ عقیدہ رکھیں گے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے وہ نبی ہوگا اور جس کو یہ منصب نہیں ملا وہ نبی نہیں اگرچہ اس کی تعلیمات شرائع آسمانی کے مطابق ہی کیوں نہ ہوں، زیادہ سے زیادہ اگر اس کے بارے میں کچھ کہہ سکتے ہیں تو وہ یہ کہ اس کی تعلیمات اگر

شرک سے پاک اور توحید پر مشتمل ہوں تو وہ ایک نیک آدمی ہوگا۔ الحاصل: حضور انور ﷺ سے پہلے بجز ان حضرات کے جن کی نبوت پر قرآن و حدیث میں تصریح کی گئی ہو کسی دوسرے شخص کے بارے میں خصوصی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ نبی ہے اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ نبی نہیں، احتمال ہے کہ نبی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ نبی نہ ہو۔

باقی رہا حضور انور ﷺ کے بعد کا معاملہ تو اس کے متعلق اسلام کا قطعی فیصلہ یہ ہے کہ حضور انور ﷺ کی بعثت کے بعد تاقیامت کسی شخص کو کسی قسم کی نبی نبوت نہیں مل سکتی، خواہ وہ تشریف ہی ہے یا غیر تشریف ہی! اور جس کسی نے بھی نئی قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ کافر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہوگا اور جو بھی اس کو نبی مانے گا وہ بھی کافر ہوگا۔

قال الشيخ ظفر احمد العنماني قال الموفق في "المغني": ومن ادعى النبوة او صدق من ادعاه فقد ارتد لان مسيئله لما ادعى النبوة فصدقه قومه صاروا بذلك مرتدين. الخ.

(اعلاء السنن ج ۱۲ ص ۵۹۸ من ادعى النبوة او صدق من ادعاه). (فتاویٰ حنائیہ جلد ۱ ص ۱۵۶-۱۵۷)

ختم نبوت کا منکر کافر ہے

سوال حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا عقیدہ رکھنا فرض ہے یا سنت یا مستحب؟ اور انکار ختم نبوت کفر ہے یا معمولی گناہ؟

الجواب عقیدہ ختم نبوت جس قرآن و حدیث فرض ہے، رسول اللہ ﷺ کو خاتم الانبیاء والمرسلین اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو خاتم الادیان سمجھنا فرض ہے، آپ ﷺ کی ختم نبوت کا منکر اور آپ ﷺ کے بعد کسی نے نبی کے آنے کا معتقد کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

قال الله تبارک و تعالیٰ: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِّنْ دُجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ.

(الاحزاب آیت ۴۰)

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله ﷺ مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصیر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنۃ فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الاموضع تلك اللبنۃ فکنث انا فسدذث موضع اللبنۃ ختم بی البیان و ختم بی الرسل و فی روایۃ فانما اللبنۃ وانا خاتم النبیین. متفق علیہ.

(مشکوٰۃ ج ۳ ص ۵۱۱ حدیث نمبر ۵۷۴) (فتاویٰ حنائیہ جلد ۱ ص ۱۳۸)

منکرین ختم نبوت کو مسلمان سمجھنا کفر ہے

سوال (۱)..... کیا جس جماعت میں خدا کے منکر کیونٹ، ختم نبوت کے منکر مرزا لگی۔ جنت دوزخ عذاب ثواب اور فرشتوں کے منکر نیچری بحیثیت مسلم شامل ہوں اس جماعت میں شامل ہونا اور اسے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت قرار دینا۔ اور اس جماعت کے نمائندہ کو مسلمانوں کا نمائندہ سمجھ کر انتخاب میں کامیاب بنانے کی کوشش کرنا یا ووٹ دینا شرعاً حلال ہے یا حرام اور یہ تینوں گروہ مسلمان ہیں یا کافر؟ نیز ان تینوں گروہوں کے عقائد باطلہ سے واقف ہونے کے باوجود ان کو مسلمان قرار دینے والوں کا کیا حکم ہے؟ (۲)..... کیا جو شخص سول میرج ایکٹ کو اپنا ذاتی عقیدہ قرار دے جس میں ہر مسلمان مرد اور عورت کا نکاح غیر مسلم عورت مرد سے جائز قرار دیا گیا ہو اور نکاح کے وقت فریقین کو اپنے مذہبی عقائد سے انکار کرنا پڑتا ہے۔ اس شخص کا کیا حکم ہے؟ اور جو لوگ ایسے شخص کے اس قسم کے عقیدے سے واقف ہونے کے باوجود اسے مسلمان قرار دیں ان کا کیا حکم ہے؟

(۳) کیا وہ شخص جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو لیکن ایسے قرآنی احکام کو جو نص قرآنی سے ثابت ہیں جیسے عقد نکاح تقسیم وراثت وغیرہ کو موجودہ دور ترقی میں رکاوٹ سمجھتا ہو اور احکام قرآن کے خلاف جو قانون حکومت نے پاس کیے ہوں ان کی پیروی کی ترغیب دیتا ہو تاکہ مسلمان مقتضیات زمانہ اور موجودہ ضروریات کا ساتھ دے سکیں۔ مسلمان ہے یا کافر؟ اور ایسے شخص کے اس قسم کے عقائد سے واقف ہوئے کے باوجود اسے مسلمان قرار دینے والے کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۳)..... کیا جو شخص قرآن کریم کے صریح احکام کی مخالفت کرنے والوں کو ترقی پذیر اور مبنی بر انصاف قرار دے۔ جیسا کہ مسٹر محمد علی جناح صاحب نے سول میرج ایکٹ کی ترمیم پر تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر؟ اور ایسے شخص کے اس قسم کے عقائد سے واقف ہونے کے باوجود اسے مسلمان قرار دینے والوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۵)..... کیا جو شخص کلمہ گو ہونے کے باوجود مندرجہ بالا عقائد رکھتا ہو مسلمان ہے یا کافر؟ اور ایسے شخص کو مسلمان قرار دینے والوں کا کیا حکم ہے؟

المستفتی محمد یسین نعت خواں (لوحیانہ) مورخہ ۲۰ محرم ۱۳۶۵ھ۔

جواب..... (۱)..... جو شخص خدا کے مکروہ و منکرہوں کے منکر و عذاب و ثواب کے منکر و کوسلمان سمجھے وہ خود بھی اسلام سے خارج ہے۔ (۲)..... جو شخص سول میرج ایکٹ کے ماتحت نکاح کرے اور اپنے مذہب سے قطعی منکر ہو جائے وہ اسلام سے خارج ہے اور جب تک توبہ کر کے دوبارہ اسلام نہ لائے مسلمان نہیں۔ (۳)..... قرآنی احکام کو موجودہ دور ترقی کے خلاف اور مانع ترقی سمجھنا صریح گمراہی ہے۔ ایسا شخص اسلام کے خلاف ہے۔ (۴)..... جو شخص قرآنی احکام کے خلاف کرنے والوں کو ترقی پذیر بتائے اور ان کے افعال کو مبنی بر انصاف سمجھے وہ مسلمان نہیں۔ (۵)..... ایسا شخص جو مذکورہ بالا عقائد رکھتا ہو صرف نام کا مسلمان ہے ورنہ وہ اسلامی عقائد و احکام کا مخالف اور حقیقی اسلام سے خارج ہے۔ (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دعلی) (کفایت المفتی جلد ۹ ص ۴۳۳-۴۳۴)

ختم نبوت کی تحریک کی ابتداء کب ہوئی

سوال..... ختم نبوت کی تحریک کی ابتداء کب ہوئی۔ آیا رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب جھوٹے مدعیان نبوت، نے دعویٰ کیا تھا یا کسی اور دور میں؟

جواب..... ختم نبوت کی تحریک آنحضرت ﷺ کے ارشاد ”انا خاتم النبیین لانی بعدی“ سے ہوئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے مدعیان نبوت کے خلاف جہاد کر کے اس تحریک کو پروان چڑھایا۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد نمبر ۱ ص ۲۲۵)

قادیانی عقائد

قادیانی عقیدہ کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی ہی (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہیں

سوال..... اخبار جنگ میں ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ کے زیر عنوان آپ نے مسلمان اور قادیانی کے کلمہ میں کیا فرق ہے، مرزا بشیر احمد قادیانی کی تحریر کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ:-

”یہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ میں دوسرا فرق ہے کہ مسلمانوں کے کلمہ شریف میں ”محمد رسول اللہ“ سے آنحضرت ﷺ مراد ہیں اور قادیانی جب محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو اس سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد ہوتے ہیں۔“

مکرم جناب مولانا صاحب! میں خدا کے فضل سے احمدی ہوں اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلقہ کہتا ہوں کہ میں جب کلمہ شریف میں محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں تو اس سے مراد آنحضرت ﷺ ہی ہوتے ہیں۔

”مرزا غلام احمد قادیانی“ نہیں ہوتے۔ اگر میں اس معاملہ میں جھوٹ بولتا ہوں تو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام مخلوق کی طرف سے مجھ پر ہزار بار لعنت ہو اور اسی یقین کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ کوئی احمدی کلمہ شریف میں ”محمد رسول اللہ“ سے مراد بجائے آنحضرت ﷺ کے ”مرزا غلام احمد قادیانی“ نہیں لیتا۔ اگر آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو اسی طرح حلفیہ بیان اخبار جنگ میں شائع کروائیں کہ درحقیقت احمدی لوگ (یا آپ کے قول کے مطابق قادیانی) کلمہ شریف میں ”محمد رسول اللہ“ سے مراد آنحضرت ﷺ نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔

اگر آپ نے ایسا حلف شائع کروا دیا تو سمجھا جائے گا کہ آپ اپنے بیان میں خلص ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دے گا کہ کون اپنے دعوے یا بیان میں سچا اور کون جھوٹا ہے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو ظاہر ہو جائے گا کہ آپ کے بیان کی بنیاد، خلوص، دیانت اور تقویٰ پر نہیں بلکہ یہ محض ایک کلمہ گو جماعت پر افترا اور اتہام ہوگا جو ایک عالم کو زیب نہیں دیتا۔

نوٹ..... اگر آپ اپنا حلف شائع نہ کر سکیں تو میرا یہ خط شائع کر دیں تاکہ قارئین کو حقیقت معلوم ہو سکے۔

جواب..... نامہ کرم موصول ہو کر موجب سرفرازی ہوا۔ جناب نے جو کچھ لکھا غیری توقع کے عین مطابق لکھا ہے۔ مجھے بھی توقع تھی کہ آپ کی جماعت کی نئی نسل جناب مرزا قادیانی کے اصل عقائد سے بے خبر ہے اور جس طرح عیسائی تین ایک، ایک تین، کا مطلب سمجھے بغیر اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ساتھ ہی توحید کا بھی بڑے زور شور سے اعلان کرتے ہیں۔ کچھ بھی حال آپ کی جماعت کے افراد کا بھی ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ آپ ”محمد رسول اللہ“ سے مرزا قادیانی کو نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ ہی کی ذات عالی کو مراد لیتے ہیں اور یہ کہ اگر آپ ایسا عقیدہ رکھتے ہوں تو فلاں فلاں کی ہزار لعنیں آپ پر ہوں۔ مگر آپ کے مراد لینے نہ لینے کو میں کیا کروں مجھے تو یہ بتائیے کہ میں نے یہ بات بے دلیل کی یا مدلل؟ اور اپنی طرف سے خود گھڑ کر کہہ دی ہے یا مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کے حوالوں سے؟ جب میں ایک بات دلیل کے ساتھ کہہ رہا۔

ہوں تو مجھے قسمیں کھانے کی کیا ضرورت؟ اور اگر قسموں ہی کی ضرورت ہے تو میری طرف سے اللہ تعالیٰ "انک رسول اللہ" کی قسمیں کھانے والوں کے مقابلے میں "انہم لکاذبون" کی قسم کھا چکا ہے۔

میرے بھائی! بحث قسموں کی نہیں، عقیدے کی ہے۔ جب آپ کی جماعت کا لٹریچر پکار رہا ہے کہ مرزا قادیانی "محمد رسول اللہ" ہیں، وہی رحمت للعالمین، وہی ساقی کوثر ہیں، انہی کے لیے کائنات پیدا کی گئی، انہی پر ایمان لانے کا سبب نبیوں سے (بشمول محمد رسول اللہ ﷺ کے) عہد لیا گیا ہے، اور مصطفیٰ اور مرزا میں سرے سے کوئی فرق ہی نہیں بلکہ دونوں بعینہ ایک ہیں وغیرہ وغیرہ اور اسی پر بس نہیں بلکہ یہ بھی فرمایا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی بعینہ محمد رسول اللہ ہیں اس لیے ہمیں کسی اور کلمے کی ضرورت نہیں۔ ہاں! کوئی دوسرا آتا تو ضرورت ہوتی اور پھر اسی بنیاد پر پرانے محمد رسول اللہ ﷺ کے ماننے والوں کو منہ بھر کر کافر بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ نئے محمد رسول اللہ کے منکر ہیں تو فرمائیے کہ آپ کے ان سب عقائد کو جاننے کے باوجود میں کس دلیل سے تسلیم کر لوں کہ آپ نئے محمد رسول اللہ کا نہیں بلکہ اسی پرانے محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ اگر جناب کو میرے درج کردہ حوالوں میں شبہ ہو تو آپ تشریف لا کر ان کے بارے میں اطمینان کر سکتے ہیں۔ (آپ کے رسائل اور ان کا مکمل جلد نمبر اس ۲۰۰ ۲۰۲)

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

سوال..... ثابت کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ان کی تحریروں کے حوالے دیں۔ ہمارے محلے کے چند قادیانی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

جواب..... مرزا قادیانی کے ماننے والوں کے دو گروہ ہیں ایک لاہوری، دوسرا قادیانی (جن کا مرکز پہلے قادیان تھا اب چناب گھر ہے) ان دونوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات اور تحریروں میں باصرار و تکرار نبوت کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ لیکن لاہوری گروہ اس دعوئے نبوت میں تاویل کرتا ہے۔ جبکہ قادیانی گروہ کسی تاویل کے بغیر مرزا قادیانی کے دعوئے نبوت پر ایمان لانا ضروری سمجھتا ہے۔

آپ سے جن صاحب کی گفتگو ہوئی ہے وہ غالباً لاہوری گروہ کے ممبر ہوں گے۔ ان کی خدمت میں عرض کیجئے کہ یہ جھگڑا تو وہ اپنے گھر میں منائیں کہ مرزا قادیانی کے دعوئے نبوت کی کیا توجیہ و تاویل ہے؟ ہمارے لیے اتنی بات بس ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور دعویٰ بھی انہی لفظوں میں جن الفاظ میں آنحضرت ﷺ نے کیا تھا۔ مثلاً:-

قل یا ایہا الناس الی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ (الاعراف ۱۵۸)

قل انما انا بشر مثلكم یوحی الی۔ (الکہف ۱۱۰)

وغیرہ وغیرہ۔ (مرزا کا انھیں الفاظ میں دعویٰ نبوت کے لیے دیکھیں۔ (تذکرہ ص ۳۵۲، ۸۹، ۳۳۵)

اگر ان الفاظ سے بھی دعویٰ نبوت ثابت نہیں ہوتا تو یہ فرمایا جائے کہ کسی مدعی نبوت کو نبوت کا دعویٰ کرنے کے لیے کیا الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔

رہیں دعویٰ نبوت کی تاویلات! تو دنیا میں کس چیز کی لوگ تاویلیں نہیں کرتے، بتوں کی تاویل؟
لیے لوگوں نے تاویلیں ہی کی تھیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ماننے والے بھی تاویلیں ہی کرتے ہیں۔
کسی اور کھلی ہوئی غلط بات یا غلط عقیدہ کی تاویل لائق اعتبار نہیں۔ اسی طرح حضرت خاتم النبیین ﷺ۔ بعد

نبوت کا دعویٰ بھی قطعی غلط ہے اور اس کی کوئی تائید (خواہ خود مدعی کی طرف سے کی گئی ہو یا اس کے ماننے والوں کی جانب سے) لائق اعتبار نہیں۔ دسویں ضمیمہ کے مجدد ملا علی قاری "شرح" "فقد کبرص ۲۰۲" میں فرماتے ہیں۔
دعویٰ النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع۔ "ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ بالاجماع کفر ہے۔"

آگے چل کر وہ لکھتے ہیں "کہ اگر نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوش و حواس سے محروم ہو تو اس کو معذور سمجھا جائے گا ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔" (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۱ ص ۲۰۲-۲۰۳)
قادیانی عقائد

سوال..... مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں:-

- (۱)..... آیت "مبشر اب رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" کا مصداق میں ہوں۔
(ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۷۳ خزائن ص ۳۶۱ ج ۳)
- (۲)..... "مسح موعود کے آنے کی خبر احادیث میں آئی ہے میں ہوں۔"
(ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۶۶-۶۶۷ خزائن ص ۳۶۰ ج ۳)
- (۳)..... "میں مہدی مسعود اور بعض نبیوں سے افضل ہوں۔"
(معیار الاخیار ص ۱۱)
- (۴)..... "ان قدمی علی منادۃ ختم علیہ کل دفعۃ۔"
(خطبہ الہامیہ ص ۷۰ خزائن ص ایضاً ج ۱۶)
- (۵)..... "لا تقیسونی باحد ولا احدا بی۔"
(خطبہ الہامیہ ص ۵۲ خزائن ص ۵۲ ج ۱۶)
- (۶)..... "میں مسلمانوں کے لیے مسیح مہدی اور ہندوؤں کے لیے کرشن ہوں۔"
(پیکر سیالکوٹ ص ۳۳ خزائن ص ۲۲۸ ج ۲۰)
- (۷)..... "میں امام حسین سے افضل ہوں۔"
(دافع البلاء ص ۱۳ خزائن ص ۲۳۳ ج ۱۸)
- (۸)..... "وانی قاتل الحب لکن حسینکم: قتیل العدی فالفرق اجلی و اظہر۔"
(انجاز احمدی ص ۸۱ طبع اول خزائن ص ۱۹۳ ج ۱۹)
- (۹)..... "یسوع مسیح کی تین وادیاں اور تین نانیاں زنا کار تھیں۔"
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ص ۲۹۱ ج ۱۱)
- (۱۰)..... "یسوع مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔"
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ خزائن ص ۲۸۹ ج ۱۱)
- (۱۱)..... "یسوع مسیح کے معجزات مسریم تھے۔ اس کے پاس بجز دھوکہ کے اور کچھ نہ تھا۔"
(ملخص ازالہ اوہام ص ۳۰۳-۳۰۴ خزائن ص ۲۵۹ ج ۳ و ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ص ۲۹۱ ج ۱۱)
- (۱۲)..... "میں نبی ہوں اس امت میں نبی کا نام میرے لیے مخصوص ہے۔"
(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ص ۴۰۶-۴۰۷ ج ۲۲)
- (۱۳)..... "مجھے الہام ہوا۔ یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔"
(معیار الاخیار ص ۱۱)
- (۱۴)..... "میرا منکر کافر ہے۔"
(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳ خزائن ص ۱۶۷ ج ۲۲)
- (۱۵)..... "میرے منکروں بلکہ متاظرین کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔"
(فتاویٰ احمدیہ اول)
- (۱۶)..... "مجھے خدا نے کہا اسمع ولدی۔ اے میرے بیٹے سن۔"
(البشری ص ۴۹)
- (۱۷)..... "لولا کبیر لما خلقت الافلاک۔"
(حقیقۃ الوحی ص ۹۹ خزائن ص ۱۰۲ ج ۲۲)
- (۱۸)..... "میرا الہام ہے وما ینتطق عن الہوی۔"
(اربعین ص ۳۶-۳۳ خزائن ص ۳۸۵ ج ۱۷)

(۱۹) .. و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۲ خزائن ج ۸۵ ص ۲۲)

(۲۰) ”انک لمن المرسلین۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷ خزائن ج ۱۱۰ ص ۲۲)

(۲۱) اتانی مالم یؤت احد امن العالمین۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷ خزائن ج ۱۱۰ ص ۲۲)

(۲۲) ”ان الله معک ان الله یقوم انما قمت۔“ (شیر انجم آتھم ص ۱۷ خزائن ج ۳۰۱ ص ۱۱)

(۲۳) مجھے خوش کوشلا ہے۔ انا اعطینک الکثیر۔ (انجم آتھم ص ۵۸ خزائن جلد ۱ ص ۵۸)

(۲۴) میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو، ہو اللہ ہوں۔ وایتی فی المنام عین اللہ و تیقت انتی ہو فخلقت السموت والارض۔ (آئینہ کمال ص ۵۶۳-۵۶۵ خزائن ج ۱ ص ۵)

(۲۵) میرے مرید کسی غیر مرید سے لڑکی نہ بیاہ کریں۔ (فتاویٰ احمدیہ ص ۷)

جو شخص مرزا قادیانی کا ان اقوال میں صدق ہو اس کے ساتھ مسلم غیر مصدق کا رشتہ زوجیت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور تصدیق بعد نکاح موجب افراق ہے یا نہیں؟ بیٹو اتوجروا۔

جواب مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ اقوال جو سوال میں نقل کیے گئے ہیں اکثر ان میں سے میرے دیکھے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ان کے بے شمار اقوال ایسے ہیں جو ایک مسلمان کو مرتد بنانے کے لیے کافی ہیں۔ پس خود مرزا قادیانی اور جو شخص ان کا ان کلمات کفریہ میں صدق ہو سب کافر ہیں اور ان کے ساتھ اسلامی تعلقات مناکحت وغیرہ رکھنا حرام ہے۔ تعجب ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کے جانشین تو اپنے مریدوں کو غیر مرزائی کا جنازہ پڑھنا بھی حرام بتائیں اور غیر احمدی انھیں مسلمان سمجھ کر ان کے ساتھ رشتے تاتے کریں۔ آخر غیرت بھی کوئی چیز ہے۔ کفایت اللہ دہلی (کفایت المغنی جلد ۱ ص ۳۱۲-۳۱۳)

مرزا غلام احمد قادیانی کا معراج جسمانی کا انکار و اقرار

سوال ”دعوت“ کی کسی سابقہ اشاعت میں نظر سے گزرا تھا کہ معراج شریف کے جسمانی ہونے پر تمام صحابہؓ کا اجماع ہے۔ مرزائی کہتے ہیں کہ یہ بالکل غلط ہے۔ اکثر صحابہؓ معراج کو روحانی مانتے تھے۔ یہ معراج جسمانی کا عقیدہ بہت بعد کی پیداوار ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی طور پر اوپر اٹھائے جانے کے خیال کی تائید کے لیے وضع کیا گیا تھا اس اجماع کا حوالہ مطلوب ہے؟ (منصور علی از کیمیل پور)

جواب مرزا غلام احمد قادیانی خود لکھتے ہیں:-

”اس بارہ میں کہ وہ جسم سمیت شب معراج میں آسمانوں کی طرف اٹھائے گئے تقریباً تمام صحابہ کا یہی اعتقاد ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۴۷ خزائن ج ۳ ص ۲۴۷)

مرزا قادیانی نے اس کتاب کے ص ۱۴۸ کی آٹھویں سطر میں اس کے لیے اجماع صحابہؓ کا لفظ بھی بیان کیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۴۸ خزائن ج ۳ ص ۲۴۸)

امید ہے کہ اب آپ کے مرزائی دوست کا کوئی شبہ باقی نہیں رہا ہوگا۔ باقی رہا نہ ماننا تو یہ دلوں کی مہرہ ایک ظاہری نشان ہے۔ حق تعالیٰ اتباع حق کی توفیق عطا فرمائیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ۔ خالد محمود عفا اللہ عنہ ۱۸ جنوری ۱۹۶۳ء۔ (عبقات ص ۸۹-۹۰)

عقائد قادیانی ”انا انزلناہ قریباً من القادیان قرآن میں ہوتا۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۹۱ خزائن ج ۲۲ ص ۹۱)

- ... ﴿۱﴾ ”اور مرزا قادیانی کا زمین و آسمان نئے سرے سے بنانا۔“ (کتاب البریہ ص ۸۷ خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۵)
- ... ﴿۲﴾ ”اور حضور ﷺ کے معراج جیسی سے انکار کرنا۔“ (ازالہ ابہام ص ۳۷ خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)
- ... ﴿۳﴾ ”اور قرآن مجید کو اپنے منہ کی باتیں کہنا۔“ (اشعار لکھنؤ مارچ ۱۸۹۷ء مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۷)
- ... ﴿۴﴾ ”اور فرشتے کو اکب کا نام تصور کرنا۔ فرشتوں کا نزول زمین پر نہ ہوتا۔“ (حماد البشری ص ۱۱۰ خزائن ج ۷ ص ۲۷۶)
- ... ﴿۵﴾ ”اور انبیاء کا کاذب سمجھنا۔“ (ازالہ ص ۲۲۹ خزائن ج ۳ ص ۳۳۹)
- ... ﴿۶﴾ ”اور آپ ﷺ کی وحی کو غلط کہنا۔“ (ازالہ ص ۳۷۳ خزائن ج ۳ ص ۳۷۳)
- ... ﴿۷﴾ ”اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا فرزند سمجھنا۔“ (ازالہ ابہام ص ۱۵۳ خزائن ج ۳ ص ۲۵۳)
- ... ﴿۸﴾ ”اور مسجد اپنے والد کی بنی ہوئی کو مسجد حرام سمجھنا۔“ (خطبہ الہامیہ ص ۱۵ خزائن جلد ۱۶ ص ۱۵)
- ... ﴿۹﴾ ”اور معجزات کو مسمریزم کہنا۔“ (ازالہ ابہام حاشیہ ص ۳۰۵ خزائن ج ۳ ص ۲۵۶) اور اپنی کتاب براہین کو خدا کا کلام تصور کرنا۔ (خطبہ الہامیہ ص ۲۱ خزائن ج ۱۶ ص ۲۱) اور اپنے آپ کو سچا نبی اور رسول سمجھنا۔ (دافع ابلاس ج ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱) اور خداوند کریم کے لیے اولاد کا ثبوت کرنا انت منی بمنزلت ولدی وانت منی انا منک (دافع ابلاس ص ۶ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۷) اور عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے سے حقیر سمجھنا وہ یہ ہے۔
- ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (درشین اردو ص ۵۳)
- علیٰ هذا القیاس منہ نمونہ از خوار سے لکھے گئے۔ (فتاویٰ نظامیہ جلد اول ص ۳۰-۳۱)

قادیانی کے جھوٹے خدا

مرزا ”ایسے کو خدا کہتا ہے۔“ (ازالہ ابہام ص ۲۲۵ خزائن جلد ۳ ص ۳۳۹) ”جس نے چار سو جھوٹوں کو اپنا نبی کیا ان سے جھوٹی پیشین گوئیاں کہلوائیں۔“ جس نے ایسے کو ایک عظیم الشان رسول بنایا جس کی نبوت پر اصلاً دلیل نہیں بلکہ اس کی نفی نبوت پر دلائل قائم، جو (خاک بدین ملعونان) ولد الزنا تھا۔ (اعجاز احمدی ص ۱۳ خزائن جلد ۱۹ ص ۱۲۰) ”جس کی تین دادیاں نائیاں زنا کار کسبیاں تھیں۔“ (ضمیمہ انجام آختم ص ۷ خزائن جلد ۱۱ ص ۲۹۱) ایسے کو جس (کشتی نوح ص ۱۶ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸ حاشیہ) نے ”ایک بوہی کے بیٹے کو محض جھوٹ کہہ دیا کہ ہم نے بن باپ کے بنایا اور اس پر یہ فخر کی جھوٹی ڈیگ ماری کہ یہ ہماری قدرت کی کیسی کھلی نشانی ہے۔“ ایسے کو جس (ضمیمہ انجام آختم ص ۷ خزائن جلد ۱۱ ص ۲۹۱) نے ”ایک بدچلن عیاش کو اپنا نبی کیا جس نے ایک یہودی فتنہ گر کو اپنا رسول کر کے بھیجا جس کے پہلے ہی فتنہ نے دنیا کو تباہ کر دیا۔“ (مواب الرحمن ص ۲ خزائن ج ۱۹ ص ۲۹۰) ایسے کو ”جو اسے ایک بار دنیا میں لا کر دوبارہ لانے سے عاجز ہے۔“ (دافع ابلاس ج ۱۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۵) وہ جس نے ایک شجہہ باز کی مسمریزم والی مکروہ حرکات قابل نفرت حرکات جھوٹی بے ثبات کو اپنی آیات عینا بتایا، ایسے کو جس کی آیات عینا لبو و لعب ہیں اتنی بے اصل کہ عام لوگ ویسے عجائب کر لیتے تھے اور اب بھی کر دکھاتے ہیں بلکہ آج کل کے کرشمے ان سے زیادہ بے لاگ ہیں اہل کمال کو ایسی باتوں سے پرہیز رہا ہے۔ ایسے کو جس نے اپنا سب سے پیارا بروزی خاتم النبیین دو پارہ قدین میں بھیجا مگر اپنی جھوٹ فریب تسخیر ٹھٹھول کی چالوں سے اس کے ساتھ بھی نہ چوکا، اس سے کہہ دیا کہ تیری جو رو کے اس حمل سے بیٹا ہوگا جو انبیاء کا چاند ہوگا بادشاہ اس کے کپڑوں سے برکت لیں گے، بروزی بیچارہ اس کے دھوکے میں آ کر اسے اشتہاروں میں چھاپ بیٹھا اسے تو یوں ملک بھر میں جھوٹا بننے کی ذلت

د رسوائی اوزھنے کے لیے یہ نخل دیا اور جھٹ پٹ میں اُلٹی کس بھرا دی بیٹی بنا دی بروزی بیچارہ کو اپنی غلط فہمی کا اقرار چھاپنا پڑا اور اب دوسرے پیٹ کا منتظر رہا اب کی یہ سحرگئی کی کہ بیٹا دے کر امید دلائی اور ڈھائی برس کے بچے ہی کا دم نکال دیا، نہ نبیوں کا چاند بننے دیا نہ بادشاہوں کو اس کے کپڑوں سے برکت لینے دی، غرضیکہ اپنے جیسے بروزی کا جھوٹا کذاب ہونا خوب اچھالا اور اس پر مزہ یہ کہ عرش پر بیٹھا اس کی تعریفیں گا رہا ہے، اس پر بھی صبر نہ آیا بروزی کے چلتے وقت کمال بے حیائی کی ذلت و رسوائی تمام ملک میں طشت از باہم ہونے کے لیے اسے یوں چاؤ دلا یا کہ اپنی بہن احمد بیگ کی بیٹی محمدی کا پیام دے، بروزی بیچارے کے منہ میں پانی بھرا آیا، پیام پر لالچ پر لالچ، دھمکی پر دھمکی، ادھر احمد بیگ کے دل میں ڈال دیا کہ ہرگز نہ بیچ، یوں لڑائی ٹھنوا کر اپنے امدادی وعدوں سے بروزی کی امید بڑھائی کہ دیکھ محمدی کا باپ اگر دوسری جگہ اس کا نکاح کر دے گا تو ڈھائی برس میں وہ مرے گا، اور تین برس میں وہ شوہر، یا بالکس، بروزی جی تو ہمیشہ اس کی چالوں میں آ جاتے تھے اسے بھی چھاپ بیٹھے یہاں تک تو وہی جھوٹی پیشین گوئیاں رہتیں جو سدا کی تھیں۔ اب اس قادیانی کے خود ساختہ خدا کو اور شرارت سوچھی جھٹ بروزی کو وحی بھنکانی کہ ”ذو جنان کھما“ محمدی سے ہم نے تیرا نکاح کر دیا۔ اب کیا تھا بروزی جی ایمان لے آئے کہ اب محمدی کہاں جا سکتی ہے یوں جل دے کہ بروزی کے منہ سے اسے اپنی منکوحہ چھپوا دیا، تاکہ وہ حد بھرنے کی ذلت جو ایک چمار بھی گوازا نہ کرے کہ اس کی جو رد اور اس کے جیتے جی دوسرے کی بغل میں، یہ مرتے وقت بروزی کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا ہو، اور رہتی دنیا تک بیچارے کی فضیحت و خواری و بے عزتی و کذابانہ کی ملک میں ڈنکا ہو، ادھر تو عابد و معبود کی یہ وحی بازی ہوئی ادھر سلطان محمد آیا اور نہ عابد کی چلتے دی نہ معبود کی، بروزی جی کی آسانی جو رو سے بیاہ کر ساتھ لیا، یہ جا، وہ جا، چلتا بنا، ڈھائی تین برس پر موت دینے کا وعدہ تھا وہ بھی جھوٹا گیا، اگلے بروزی جی زمین کے نیچے چل بے وغیرہ و غیرہ خرافات ملعونہ۔ یہ ہے قادیانی اور اس کا ساختہ خدا۔ کیا وہ خدا کو جانتا تھا یا اب اس کے پیرو جانتے ہیں۔ حاش للہ سبحن رب العرش عما یصفون۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ ص ۵۴۳ تا ۵۴۴)

قادیانی اور اس کی کتابیں

سوال..... میں تبلیغی جماعت کا ایک خادم ہوں۔ ایک سفر میں میری ملاقات ایک قادیانی سے ہو گئی میں نے اس سے دریافت کیا کہ علماء و پوہندہ متدین لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس نے کہا کہ ان لوگوں نے ہماری کتابوں کا مطلب غلط سمجھا۔ حالانکہ ان حضرات کو ہم سے مطلب معلوم کرنا چاہیے تھا اور کافر نہیں کہنا چاہیے تھا۔ میں نے کہا کہ ان کتابوں کے نام کیا ہیں؟ انھوں نے ان کتابوں کے نام بتائے۔ ایک غلطی کا ازالہ نمبر ۲، انجام آتھم نمبر ۳، حقیقت الوجودی نمبر ۴، ازالہ الاولیاء۔ سوال یہ ہے کہ یہ کتابیں کہیں ہیں اور اس پر عمل کرنا کیسا ہے۔ اس شخص کا کہنا درست ہے یا غلط؟ فقط۔

الجواب..... حامداً و مصلیاً۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا اور ختم نبوت کا انکار کیا ہے حالانکہ حضرت رسول مقبول ﷺ سب سے آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور یہ مسئلہ قرآن پاک اور احادیث مشہورہ اور اجماع سے ثابت ہے۔ اس دعویٰ کی وجہ سے مرزا کافر ہے اور جو شخص اس کے اس دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے وہ بھی اس کے حکم میں ہے۔ مرزا کی زندگی میں اس سے مناظرہ کیا گیا اور اس کے ہر غلط دعویٰ کی تردید، قرآن پاک اور احادیث کے ذریعہ سے کی گئی ورنہ اس پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ وہ خود اپنی عبادت اور

کتابوں کا کوئی صحیح مطلب نہیں بیان کر سکا تو آج اس کے ماننے والے کس شمار میں ہیں۔ اگر وہ کوئی ایسا مطلب بیان بھی کریں جس کے خلاف صراحت مرزا نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے تو وہ خود ان کا مطلب ہے مرزا کا مطلب نہیں ہوگا۔ اس کی تردید کے لیے ہدیۃ المفتری انکار الملحدین، عقیدۃ الاسلام فی حیوۃ عیسیٰ علیہ السلام، ختم النبوة، عشرہ کاملہ وغیرہ بہت سی کتابیں تصنیف ہو کر عرصہ ہوا شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں ان کی کفریات ایک دو نہیں بلکہ بڑی مقدار میں پوری تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ اس لیے اس کی کتابوں کا مطالعہ عوام ہرگز نہ کریں۔ اہل علم حضرات تردید کے لیے ان کی کتابوں کا مطالعہ کر کے اس کی اور کفریات کو ظاہر کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک شعر کہا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(درشین اردو ص ۵۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ ”انھوں نے اپنے باپ یوسف کے ساتھ سترہ سال کی عمر تک نجاری (برہمنی) کا کام سیکھا“ (ازالہ اوہام ص ۱۵۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۳) اور خود ان کی قبر کشمیر میں ہے (راز حقیقت ص ۱۱، خزائن ج ۱۳ ص ۳۳) اور ان کی تین داویاں اور تین تانیاں زانیہ تھیں۔ (ضمیمہ انجام آتسم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور ان کی والدہ اور ان کی نانی کا تذکرہ قرآن شریف میں احرام کے ساتھ کیا گیا اور فرمایا گیا ہے۔ **وَلَمْ نَجْعَلْ لَكَ خَلْقًا مِثْلَهُ**۔ غرض مرزا غلام احمد قادیانی نے کفریات لکھنے میں کچھ کی نہیں کی۔ اس لیے وہ تمام علماء کے نزدیک کافر ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررۃ العبد محمود غنی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۵-۸-۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۵-۸-۱۳۸۷ھ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۱ ص ۳۲-۳۳)

مرزا کا قول کہ اللہ نے مجھ سے ہمبستری کی اور مجھے حمل قرار پایا

سوال..... ایک دفعہ جناب والا نے قادیانی ملعون کا تذکرہ فرماتے ہوئے اس کا ایک الہام ذکر فرمایا تھا کہ ”آج رات خدا نے میرے سے قوت ربوبیت کا اظہار کیا (ہمبستری کی) جس کے نتیجہ میں مجھے حمل قرار پایا گیا“ یہ الہام کن کتاب میں ہے؟ جناب والا کو یاد ہو تو تحریر فرمادیں۔

جواب..... حامداً و مصلیاً۔ صفحہ تو محفوظ نہیں لیکن مرزا کی کتابوں سے عشرہ کاملہ میں بھی نقل کیا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررۃ العبد محمود غنی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱-۶-۱۳۸۵ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱-۶-۱۳۸۵ھ

الجواب صحیح سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۱-۶-۱۳۸۵ھ

مرزا کے الہامات ذیل پر غور کریں۔

(الف) مرزا کا حیض اور بچہ بریدون ان یروا طمشک۔ اس الہام کی تشریح مرزا قادیانی یوں بیان کرتے ہیں۔ بابو الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاک پر اطلاع پائے مگر اللہ تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔ (نعمۃ حقیقت الوبی ص ۱۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

(ب) اللہ تعالیٰ کا نطفہ انت من ماءنا وہم من فضل یعنی اسے مرزا تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے۔
دوسرے لوگ خشکی سے۔
(ابریں ص ۳۳-۳۴ خزائن ج ۱ ص ۴۲۲)

(ج) اللہ تعالیٰ سے ہمبستری (نعوذ باللہ) زنا شوکی کے فعل کا وقوع۔ مرزا قادیانی کے ایک خاص مرید یار محمد صاحب بی۔ او۔ ایل پلڈر اپنے ٹریکٹ نمبر ۳۳ موسوم بہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرت سر میں لکھتے ہیں کہ ”جیسا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت (مردانہ) طاقت کا اظہار فرمایا سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔“
(اسلامی قربانی ص ۱۲)

(د) استقرار حمل مرزا قادیانی (کشتی نوح ص ۴۷ خزائن ج ۱۹ ص ۵۰) پر لکھتے ہیں کہ ”مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور کئی ماہ بعد جو دس ماہ سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔“
(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱ ص ۱۱۶-۱۱۷)

یہ دعویٰ کہ مجھ میں رسول اللہ کی روح حلول کر گئی ہے کفر ہے

سوال..... ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی روح میرے بدن میں حلول کر گئی ہیں وغیرہ، اس اعتقاد کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب..... عقائد مذکورہ کفر کے عقائد ہیں۔ مدعی مذکور گمراہ اور بے دین ہے۔ (درعی ص ۳۳-۳۴ ج ۷ طبع رشیدی) اس سے مرید ہونا اور اس کا اتباع کرنا درست نہیں ہے۔ وہ شخص مصداق ضلوا فافضلوا کا ہے، اس کی صحبت سے بچیں، ولنعم ما قال فی المثنوی المعنوی۔

اے باطلیس آدم روئے بہت
پس بہر دستے نباید داد دست

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۱۲ ص ۳۳۵)

اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا دعویٰ کرنا

سوال..... اللہ جل جلالہ کا کلام کرنا اپنے بندہ سے اور بندہ کا اللہ تعالیٰ سے، یہ منصب و درجہ خاص انبیاء علیہم السلام کا ہے یا عام۔ اگر خاص انبیاء علیہم السلام کا ہے اور نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اب فی زمانہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ کلام فرمایا تو اس پر اور اس کلام کو حق جاننے والا اور اس کے معتقد پر شرعاً کیا حکم ہوگا۔
بیّنوا بسند الكتاب. تو جو وامن اللہ الوہاب؟

جواب..... اللہ تعالیٰ کا کلام بالمشافہہ اور بطور وحی کے خاصہ انبیاء علیہم السلام ہے، جو آنحضرت ﷺ کے بعد قطعاً منقطع ہے اور مدعی اس کا کافر ہے۔ صرح یہ فی شرح الشفاء۔

البتہ بصورت الہام عامہ مومنین کو حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن عرفا اس کو کلام نہیں کہا جاتا۔ اس لیے ایسے الفاظ بولنا کہ (اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلام فرمایا) اگر اس کی مراد یہ ہے کہ بطور وحی کے بالمشافہہ فرمایا تب تو کفر ہے اور اگر مراد اس سے بطور الہام دل میں ڈالنا ہے تب بھی درست نہیں۔ کیونکہ اس میں ایہام ہوتا ہے ادعا وحی کا، اور

کفر کے ایہام سے بچنا بھی ضروری ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنی عمر کے بارہ میں جھوٹا الہام

سوال مکرری و محترمی جناب علامہ صاحب قبلہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ نے رحیم یار خاں مجلس کے دوران فرمایا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی عمر کے متعلق جو الہام شائع کیا تھا وہ امر واقع کی روشنی میں بالکل غلط لکھا۔ قادیانی اس کا انکار کرتے ہیں اور حوالہ مانگتے ہیں۔ براہ کرم مجھے اس کے مفصل حوالہ جات سے مطلع کریں۔ ممکن ہے اس سے کچھ لوگوں کے عقائد درست ہو جائیں؟

الجواب علیکم السلام ورحمۃ اللہ!

مرزا قادیانی نے جولائی ۱۸۸۷ء میں یہ پیش گوئی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔
باتی علیک زمان مختلف بارواح مختلفہ و تری نسلأ بعیداً والنحنینک حیوة طیبہ ثمانین حولا
او قریباً من ذلک۔

خط کشیدہ عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔

”اور ہم تجھے ضرور ایک پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے، اسی سال یا اس کے قریب قریب۔“

مرزا قادیانی نے اپنی اس پیشگوئی کا اشتہار شائع کیا تھا اور پھر اس الہام کو اپنی کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم میں بھی نقل فرمایا۔ مرزا قادیانی اسے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

”اب جس قدر میں نے بطور نمونہ کے پیشگوئیاں بیان کی ہیں۔ درحقیقت میرے صدق یا کذب کے آزمانے کے لیے یہی کافی ہے۔“

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۲۳۳ خزائن ج ۳ ص ۴۳۳)

اس تصریح سے یہ امر واضح ہے کہ اسی سال عمر ہونے کی یہ پیشگوئی مرزا قادیانی کے صدق یا کذب کو جانچنے کے لیے کافی ہے۔ ہاں مرزا قادیانی نے اس پیشگوئی کو ”او قریباً من ذلک“ یعنی یا اس کے قریب قریب کے الفاظ سے جس طرح گول کیا ہے۔ اب ہم اس کی بھی تحدید کیے دیتے ہیں کہ اس سے مراد کیا تھی۔

مرزا قادیانی حقیقۃ الوحی میں اپنا یہ الہام پیش کرتے ہیں۔

اطال اللہ بقاءک اسی یا اس پر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔ (حقیقۃ الوحی ص ۹۶ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰)

پھر مرزا قادیانی نے احتیاطاً اس کی اور توسیع کی، خود لکھتے ہیں۔

”خدا نے صریح لفظوں میں مجھے اطلاع دی تھی کہ تیری عمر ۸۰ برس ہوگی اور یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا

پانچ چھ سال کم۔“ (براین احمد یہ حصہ پنجم ص ۹۷ ضمیر خزائن ج ۲ ص ۲۵۸)

ان تصریحات کی روشنی میں مرزا قادیانی کی عمر کم از کم ۷۴ سال اور زیادہ سے زیادہ ۸۶ سال ہونی چاہیے تھی۔ مگر افسوس کہ مرزا قادیانی ان تمام پیشگوئیوں کو غلط ثابت کرتے ہوئے ۱۳۲۶ھ میں تقریباً ۶۶ سال کی عمر میں فوت ہو گئے اور وہ پیشگوئی جسے انھوں نے خود اپنے صدق و کذب کا معیار ٹھہرایا تھا انھیں یکسر کاذب ٹھہرا گئی۔

مرزا قادیانی کی عمر پر پہلا استدلال

مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

”جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے شرف کیا اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آپہنچا۔ تب خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ تو اس صدی کا مجدد اور صلیبی فتنوں کا چارہ گر ہے۔“

(تزیان القلوب ضمیمہ ۲ ص ۶۸ خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۳)

”غلام احمد قادیانی“ اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کر رہا ہے یعنی ۱۳۰۰ کا عدد جو اس نام سے لکھتا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ تیرہویں صدی کے ختم ہونے پر بھی مجدد آیا جس کا نام تیرہ سو کا عدد پورا کر رہا ہے۔“

(تزیان القلوب ص ۱۶ خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۷-۱۵۸)

مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا تحریروں سے یہ دو باتیں ثابت ہیں۔

(۱).... مرزا قادیانی تیرہویں صدی کے ختم ہونے پر مجدد مبعوث ہوئے۔

(۲).... اس وقت مرزا قادیانی کی عمر پورے چالیس برس کی تھی۔

مرزا قادیانی کی وفات بالاتفاق ۱۳۲۶ھ میں ہوئی ہے۔ چودھویں صدی کے یہ چھبیس سال، چالیس میں جمع کیے جائیں تو آپ کی کل عمر ۶۶ سال کے قریب بنتی ہے۔

مرزا قادیانی کی عمر پر دوسرا استدلال

”خدا تعالیٰ نے ایک کشف کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے کہ سورۃ العصر کے اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت ﷺ کے مبارک عصر تک جو عہد نبوت ہے یعنی تیس برس کا تمام و کمال زمانہ یہ کل مدت گزشتہ زمانہ کے ساتھ ملا کر ۴۷۳۹ برس ابتدائے دنیا سے آنحضرت ﷺ کے روز وفات تک قمری حساب سے ہیں۔“ (تحد گولڈیہ ص ۹۳ خزائن ج ۱۷ ص ۲۵۱-۲۵۲)

اس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے وقت دنیا کی عمر ۴۷۳۹ سے گیارہ برس کم یعنی ۴۷۲۸ برس تھی۔ مرزا قادیانی کی وفات ۱۳۲۶ھ میں ہوئی۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی وفات کے وقت دنیا کی عمر ۴۷۲۸ + ۱۳۲۶ = ۶۰۵۴ برس کے قریب تھی۔ اب مرزا قادیانی کی پیدائش کا وقت ان کے اپنے بیان کی رو سے ملاحظہ کیجئے۔

اس حساب سے میری پیدائش اس وقت ہوئی جب چھ ہزار میں سے گیارہ برس رہتے تھے۔

(حاشیہ تحد گولڈیہ ص ۹۵ خزائن جلد ۱ ص ۲۵۲)

چھ ہزار سے گیارہ نکال دیں تو باقی ۵۹۸۹ رہ جاتے ہیں۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی پیدائش ۵۹۸۹ کے آغاز یا ۵۹۸۸ کے آخر میں کسی وقت ہوئی۔

خلاصہ اینکه مرزا قادیانی کی پیدائش اس وقت ہوئی جب دنیا کی پیدائش پر تقریباً ۵۹۸۸ سال گزر چکے تھے اور وفات اس وقت ہوئی جب دنیا کی عمر ۶۰۵۴ برس کے قریب تھی۔ اس مدت سے ۵۹۸۸ نکال دینے سے باقی ۶۶ سال ہی رہ جاتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی عمر کا یہ تعین ان کے دعوؤں اور الہامات پر مبنی ہے۔ ان کی بعثت اگر تیرہویں صدی کے ختم پر چودھویں صدی کے آغاز سے کچھ ایک دو سال پہلے تجویز کی جائے تو زیادہ سے زیادہ اس عمر کا تصور ۶۷ یا ۶۸ سال ہو سکے گا۔ اس سے زیادہ کسی صورت میں ممکن نہیں۔ مشہور انگریز سر لیبل گرینٹن نے ”پنجاب چیفس“ (Punjab Chiefs) کے نام سے پنجاب کے زمینداروں کی ایک اہم تاریخ مرتب کی تھی۔

اس کی دوسری جلد میں مرزا قادیانی کے خاندان کا بھی تذکرہ ہے۔ مورخ موصوف اس میں لکھتے ہیں۔
 ”غلام احمد جو غلام مرتضیٰ کا چھوٹا بیٹا تھا۔ مسلمانوں کے ایک مشہور مذہبی فرقہ احمدیہ کا بانی ہوا۔ یہ شخص

(پنجاب پرنٹس جلد ۲ ص ۶۲)

۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا۔“

مرزا قادیانی کی وفات انگریزی حساب سے ۱۹۰۸ء کے اوائل میں واقع ہوئی۔ ۱۸۳۹ء میں پیدائش ہو
 تو ۱۹۰۷ء کے اختتام تک مرزا قادیانی کی عمر ۶۸ سال بنتی ہے۔ قادیانی سلسلے کے خلیفہ اول جناب حکیم نور الدین
 صاحب بھی اپنی کتاب ”نور الدین“ میں (جو مرزا قادیانی کی زندگی میں ہی لکھی گئی تھی اور ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی)
 مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش ان الفاظ میں لکھی ہے۔

سنہ پیدائش حضرت صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود ۱۸۳۹ء۔ (نور الدین ص ۷۰ مطبع فناء الاسلام قادیان)
 الہامات پر مبنی عمر ۶۶ سال ہو یا تاریخی واقعات پر مبنی ۶۸ سال ہو ہر دو اعداد عمر مرزا غلام احمد کے اس
 الہام کو غلط ثابت کرنے کے لیے کہ ان کی عمر کم از کم ۷۳ سال ہوگی اور زیادہ سے زیادہ ۸۶ سال کی ہوگی۔ کافی
 دوائی ہیں۔

اب ہم مرزا قادیانی کی اس عبارت کو پھر پیش کرتے ہیں جو انھوں نے اسی سال کی عمر کی پیشگوئی تحریر
 فرمانے کے متصل بعد لکھی ہے۔

”اب جس قدر میں نے بطور نمونہ کے پیشگوئیاں بیان کی ہیں۔ درحقیقت میرے صدق یا کذب کے
 آزمائے کے لیے یہی کافی ہے۔“ (ازالہ ابہام ص ۳۳۳ خزائن ج ۳ ص ۴۴۳)

نہایت افسوس کا مقام ہے کہ قادیانیوں نے مرزا قادیانی کی خلاف الہامات سے سبق لینے کی بجائے
 آپ کے واقعات عمر میں ہی رد و بدل کرنا شروع کر دیا۔ وفات کی تاریخ تو وہ نہ بدل سکتے تھے۔ ناچار انھوں نے
 تاریخ پیدائش میں اختلاف کرنا شروع کر دیا تاکہ کسی نہ کسی بہانے واقعات کو پیشگوئی پر منطبق کیا جاسکے۔

یاد رہے کہ مرزا قادیانی کی زندگی میں ان کی پیدائش کبھی زیر اختلاف نہیں آئی۔ ہم نے مرزائیوں کو بارہا
 چیلنج دیا ہے کہ مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش کا کوئی اختلاف وہ مرزا قادیانی کی زندگی کے واقعات سے پیش کریں
 اور بتائیں کہ کبھی ان کے صحنہ حیات بھی اس موضوع میں کوئی اختلاف رونما ہوا ہو۔ اگر یہ اختلافات سب مرزا
 قادیانی کی وفات کے بعد ہی اٹھے ہیں تو کیا یہ خود اس امر کا ثبوت نہیں کہ اس کا واحد سبب مرزا قادیانی کی وہ
 الہامی پیشگوئی ہے جس پر مرزا قادیانی کی مدت حیات کسی طرح منطبق نہ اتر سکی۔ مرزا بشیر الدین محمود نے سیرت
 مسیح موعود کے نام سے ایک مختصر رسالہ لکھا تھا۔ جو اب پانچویں بار بارہوہ کے مرکز جدید سے شائع ہوا ہے اس میں
 جماعت کے خلیفہ نے سرلیبل گریفن کی کتاب ”پنجاب پرنٹس“ سے مرزا قادیانی کا سنہ پیدائش نقل کرنے میں کھلم
 کھلا تحریف اور خیانت کی ہے۔ مرزا محمود اس رسالہ کے ص ۵ پر اسے یوں نقل کرتے ہیں۔

”غلام احمد جو غلام مرتضیٰ کا چھوٹا بیٹا تھا۔ مسلمانوں کے ایک مشہور مذہبی فرقہ احمدیہ کا بانی ہوا یہ شخص
 ۱۸۳۷ء میں پیدا ہوا۔“ (سیرت مسیح موعود ص ۵ مصنف مرزا بشیر الدین محمود)

قارئین دعوت مطلع رہیں کہ اصل کتاب میں ۱۸۳۷ء نہیں بلکہ ۱۸۳۹ء ہے۔ یہ تحریف مرزا قادیانی کی عمر
 کو کم لہا کرنے کے لیے عمل میں لائی گئی ہے تاکہ اسے کچھ تو پیشگوئی کے قریب لایا جاسکے لیکن افسوس کہ اس پر
 بھی مرزا قادیانی آنجمانی کی پیشگوئی واقعات کا ساتھ نہیں دے سکی۔

مرزائی حضرات سے دوسرا سوال

(۱) ... اپنے قدیم تحریری ذخائر سے یہ ثابت کریں کہ مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش کے متعلق اختلاف کبھی ان کی زندگی میں بھی اٹھا ہو۔

(۲) ... مرزا محمود نے پنجاب چفص کے حوالے سے قادیانی کا سنہ پیدائش نقل کرنے میں تحریف اور خیانت نہیں کی؟ نقل کو اصل کے مطابق ثابت کر کے خلیفہ قادیانی سے بدویاتی کے اس داغ کو دور کریں۔

الحاصل مرزا قادیانی کی عمر ۶۶ اور ۶۷ سال کے قریب ہی بنتی ہے اور کسی صورت میں بھی ۷۳ سال ثابت نہیں ہوتی۔ مرزا قادیانی اپنی خلاف الہام وفات سے اپنے دعوؤں کی پوری طرح تکذیب کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مکتبہ خالد محمود عفا اللہ عنہ ۲ اکتوبر ۶۳ء۔ (عبقات ص ۳۶۰-۳۶۳)

قادیانی عقائد

سوال..... کیا فرماتے ہیں۔ علمائے دین اس مسئلہ میں، کہ زید کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سورہ زلزال کے معنی غلط سمجھے، وہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ یوسف نجار کے بیٹے تھے، وہ کہتا ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کو ابن مریم اور دجال کی خبر نہیں دی گئی، وہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا انتقال ہو گیا، کشمیر میں قبر ہے، ایسے شخص کی اقتدا موجب نجات ہے یا نار، ایسا عقیدہ رکھنے والا کیسا ہے اور وہ مدعی ہے، کہ عیسیٰ موعود میں ہوں، اور کوئی عیسیٰ نہیں آئے گا۔ حضرت رسول اکرم خاتم النبیین نہیں اس کے اور ایسے صدہا عقیدے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب..... ایسا عقیدہ رکھنے والا بلاشبہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ایسے شخص کی اقتدا سراسر ضلالت و موجب نار ہے، جتنی باتیں اس شخص کے سوال میں نقل کی گئی ہیں، وہ محض غلط و باطل ہیں، اور الحاد و زندہ کی باتیں ہیں، اس تالائق شخص نے رسول تو رسول خود اللہ تعالیٰ کو جھوٹا بنایا (العیاذ باللہ) اللہ تو فرماتا ہے۔ وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى۔ (انجم ۴۳) اور فرماتا ہے۔ ثم ان علينا بيانہ۔ (التیلۃ ۱۹) یعنی قرآن کے معنی اور مطلب کا بیان کر دینا اور آپ ﷺ کو سمجھا دینا ہمارے ذمہ ہے اور یہ تالائق کہتا ہے کہ آپ ﷺ نے سورہ زلزال کے معنی غلط سمجھے۔ نعوذ باللہ من ذلك اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قالت انى يكون لى غلام ولم يمسن بشراً ولم اک بغيا قال كذا لك قال ربك هو على هين ولنجعل له اية للناس ورحمة منا وکان امرأ مقصبا (مریم ۲۱-۲۴) یہ آیت اور مثل اس کے اور آیتیں صاف صاف باطل ہیں کہ عیسیٰ ﷺ بن باپ کے پیدا ہوئے اور یہ تالائق کہتا ہے کہ عیسیٰ ﷺ یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما کان محمداً با احد من رجالکم ولكن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ (الاحزاب ۴۰) اور یہ تالائق کہتا ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین نہیں تھے۔ رسول اللہ ﷺ تو قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ عیسیٰ ﷺ اتریں گے اور پھر آپ ﷺ نے ان کے نازل ہونے کا پورا قصہ و نیز دجال کا مفصل حال بیان فرمایا ہے کما موعود فی کتب الاحادیث اور یہ تالائق مردود کہتا ہے کہ آپ کو ابن مریم اور دجال کی خبر نہیں دی گئی اور عیسیٰ کا انتقال ہو گیا اور اپنے آپ ﷺ کو یہ مردود عیسیٰ موعود بتاتا ہے، الحاصل یہ شخص بالکل ملحد اور ضال و مضل اور دجال و کذاب ہے، جمع اہل سلام کو لازم ہے کہ ایسے شخص سے نہایت ہی احتراز کریں۔ حررہ محمد علی عفی عنہ سید محمد نذیر حسین۔ (نفاذی نذیر بجلد اس ۹-۱۰)

قادیانی شہادت

مفتی علی اللہ کے خائب ہونے کا مفہوم؟

سوال..... قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اگر یہ محض افتراء اور جھوٹ تھا تو وہ حیات طبعی تک زندہ کیسے رہے۔ جو شخص خدا پر افتراء باندھے وہ نہایت ذلت کی موت مرتا ہے۔ حیات طبعی تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ مگر مرزا قادیانی کا سلسلہ تو ان کے بعد بھی قائم ہے اس مغالطے کی وضاحت کیجئے؟ مسائل: فضل رحیم از شہنشاہ پورہ۔

الجواب..... ”فلاح نہ پانا اور فائز المرام نہ ہونا“ یہ صرف انہیں کفار سے خاص نہیں جو اللہ رب العزت پر افتراء کر کے اللہ پر جھوٹے دعوے کریں بلکہ قرآن کی رو سے کوئی کافر بھی فوز و فلاح کا مستحق نہیں قرآن کریم میں ہے۔

انہ لا یفلح الکافرون۔ (المومنون ۱۱۷) ترجمہ: بے شک کافر فلاح نہیں پائیں گے۔ اس آیت کی رو سے کوئی کافر خواہ وہ ہندو یا عیسائی، دہریہ ہو یا یہودی، ہرگز فلاح نہیں پائیں گے۔ اب اس فلاح نہ پانے اور کامیاب نہ ہونے کو کسی خاص قسم کے کافروں سے مخصوص کرتا اور یہ کہتا کہ جو شخص نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے وہ فلاح نہیں پائے گا۔ یہ محض سینہ زوری اور تحکم ہے۔ قرآن کریم اس خیال کی تائید نہیں کرتا۔ وہ شخص جو خدا پر افتراء باندھے اور وہ شخص جو اللہ کی آیتوں اور نشانیوں کو جھٹلائے قرآن میں دونوں کو ایک ہی لڑی میں پرو یا گیا ہے اور پھر دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ ایسے ظالم ہرگز فلاح نہیں پائیں گے۔ قرآن پاک کہتا ہے۔

ومن اعظم معن افتراء علی اللہ کذبہا او کذب بائیاتہ انہ لا یفلح الظالمون۔ (انعام ۲۸) ترجمہ: اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے یا اس کی نشانیوں کو جھٹلائے، بے شک ایسے ظالم ہرگز فلاح نہیں پائیں گے۔

پھر ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:-

فمن اعظم معن افتراء علی اللہ کذبہا او کذب بائیاتہ انہ لا یفلح المعجرون۔ (نہل ۱۷) ترجمہ: اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے خدا پر جھوٹ باندھا یا اس کی آیات کی تکذیب کی۔ ایسے گنہگار یقیناً فلاح نہیں پائیں گے۔

ان آیات کریمہ میں ”مفتی علی اللہ“ اور ”کذب بائیات اللہ“ دونوں کو ایک ہی حکم میں داخل کیا گیا ہے۔ پس اس عدم فلاح اور ناکامی کو مفتی علی اللہ سے خاص کرنا فہم قرآن سے خالی ہونے کی وجہ سے ہے۔

فلاح نہ پانے سے یہ مراد لیتا کہ وہ عمر طبعی پوری نہ کریں گے۔ یا دنیا میں کسی قسم کی عزت نہ پائیں گے۔ یہ نظریہ بالکل غلط اور ہدایت کے خلاف ہے جن لوگوں نے تاریخ عالم کے تشیب و فراز دیکھے ہیں اور نیکیوں اور بدوں کی دنیوی تاریخ ان کی نظر سے اجھل نہیں۔ انہیں یقین ہے کہ ان آیات قرآنیہ میں کامیابی سے مراد دنیا کی کامیابی نہیں بلکہ آخرت کی فوز و فلاح مقصود ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کے تمام ساتھیوں سے خطاب فرمایا تھا۔

قال لهم موسى وبلغکم لا تتفرون علی اللہ کذبہا فیسحتکم بعدذاب وقد خاب من افتراء۔

(طہ ۶۱)

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے انہیں کہا کہ تمہارے حال پر افسوس ہے خدا تعالیٰ پر تم افتراء نہ باندھتے۔ ایسا

کرنے سے خدا تمہیں کسی عذاب سے برباد کر دے گا۔ بے شک جس نے خدا پر افتراء باندھا وہ نامراد اور خاسر رہا۔ اس آیت شریفہ میں فرعون اور اس کے ماننے والوں سب کو مفتری علی اللہ کہا گیا ہے اور پھر سب کے لیے کہا گیا ہے کہ وہ یقیناً نامراد رہیں گے۔ فرعون نے چار سو برس تک حکومت کی اور اس مدت دراز میں اسے کبھی سر درد تک نہ ہوئی۔ مگر بایں ہمہ وہ قرآن کی رو سے خائب و خاسر اور محروم الفلاح تھا۔ مرزا قادیانی اس آیت کا آخری جملہ قدحاً من افتویٰ تو پیش کرتے ہیں مگر پوری آیت نقل نہیں کرتے تاکہ بات کھل نہ جائے اور حقیقت سے پردہ نہ اٹھ جائے کہ خدا پر افتراء باندھنے والے چار سو برس تک بھی کامیابی سے زندہ رہ سکتے ہیں۔ یہ محض دنیوی زندگی ہے۔ حقیقی زندگی میں یہ لوگ ایک آن واحد کے لیے بھی فائز الفلاح نہیں کہے جاسکتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

خالد محمود

(معقات ص ۲۲۰-۲۲۱)

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کے کفر کے اسباب!

سوال براہ کرم ہفت روزہ ”دعوت“ میں مندرجہ ذیل امور کا جواب دیں۔ دلائل ایسے قطعی ہوں کہ ان کی تائید نہ کی جاسکتی ہو۔

(۱)..... مرزا غلام احمد قادیانی نبی کیوں نہیں تسلیم کیے جاتے؟

(۲)..... مرزا قادیانی مجدد کیوں نہیں تسلیم کیے جاتے؟

(۳)..... مرزا قادیانی عالم کیوں نہیں تسلیم کیے جاتے؟

(۴)..... مرزا قادیانی عابد و زاہد کیوں نہیں تسلیم کیے جاتے؟

(۵)..... مرزا غلام احمد قادیانی مسلمان کیوں نہیں تسلیم کیے جاتے؟

آپ کا قلم: نذیر احمد بیٹ، رحیم شریٹ سردار پور انچہرہ لاہور

الجواب (۱)..... مرزا قادیانی نبی اس لیے نہیں تسلیم کیے جاسکتے کہ وہ حضور ﷺ کے بعد تیسویں صدی میں پیدا ہوئے اور حضور خاتم النبیین کے بعد میں پیدا ہونے والا کوئی شخص کبھی نبی نہیں ہو سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی آمد پر محض اس لیے نبی تسلیم کر لیے جائیں گے کہ وہ حضور ختمی مرتبت ﷺ سے بہت پہلے کے پیدا ہوئے ہیں مگر آنحضرت ﷺ کے بعد پیدا ہونے والا کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر طرح کی نبوت حضور ﷺ پر ختم ہو چکی ہے اور وحی نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں پیغمبروں کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ رب العزت کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

الذین یبلغون رسالات اللہ و یخشونه ولا یخشون احدا الا اللہ۔ (احزاب ۳۹) ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رسالت آگے پہنچاتے ہیں اور وہ اسی سے ڈرتے ہیں اور اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

اور مرزا قادیانی انگریزوں سے ڈرتے تھے۔ مسلمانوں سے ڈرنے کا ثبوت یہ ہے کہ انھوں نے حج نہیں کیا تھا اور محض اسی لیے نہیں کیا تھا کہ انھیں حجاز کے مسلمانوں سے جان کا خوف تھا اور پھر یہ نہیں کہ یہ ڈر کوئی امر دینی تھا بلکہ زندگی بھر مرزا قادیانی کے ساتھ رہا اور انگریزوں سے ڈرنے کی دلیل یہ ہے کہ ڈوکی کی عدالت میں انھوں نے محض ڈرتے ہوئے اپنے طریق کار کے خلاف آئندہ ضمانت کے طور پر دستخط کر دیے تھے اور پھر ساری عمر انگریزوں کی مدح خوانی اور سلطنت برطانیہ کی قصیدہ خوانی کرتے رہے۔ پس ایسے اشخاص کے متعلق جن کی

قلبی اور ذہنی کیفیت اس قدر کمزور ہو نبوت کے تصور کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۲)..... مرزا قادیانی مجدد اس لیے تسلیم نہیں کیے جاسکتے کہ مجدد کا کام قوم کو پہلی بدعات اور پہلی آلائشوں سے نجات دلانا ہے۔ جو زمانے کے تاثرات اور رسم و رواج سے وہ داخل دین کر چکے ہوں اور وہ بھی زیادہ تر علمی میدان میں معروف کے قیام اور منکرات کی روک تھام کے لیے عمل میں آتا ہے۔ مرزا قادیانی بجائے اس کے کہ قوم کو کسی پہلے انتشار سے نجات دلاتے، خود ایک وجہ انتشار بن گئے۔ بجائے اس کے کہ پہلی فرقہ بندی میں کچھ کمی ہوئی ایک اور فرقے کا ان میں اضافہ ہو گیا اور وہ فرقہ بھی ایسا بنا جو پوری قوم سے کٹ کر ایک جداگانہ ملت بن گیا۔ پس جبکہ مرزا قادیانی کا کوئی کام مجددین سابقین کے منہاج پر نہ تھا۔ انھیں مجدد کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

(۳)..... مرزا قادیانی کو ایک عالم اس لیے تسلیم نہیں کیا جاتا کہ وہ معقول منقول اور ادب ہر اعتبار سے کمزور اور خام تھے۔ ادب عربی کے اعتبار سے وہ متعدد غلطیوں کے مرتکب ہوئے۔ جن کی تفصیل سب اپنی اپنی جگہ موجود ہیں۔ منقول میں بھی انھوں نے بہت سی غلطیاں کی ہیں۔ حدیث کی بحث کرتے ہیں تو قواعد محدثین اور آداب محدثین سے ناواقف دکھائی دیتے ہیں۔ تفسیر کرتے ہیں تو قرآنی علوم سے خالی نظر آتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس ان میں کوئی علمی ممتاز شان نہ تھی کہ انھیں امتیازی طور پر عالم تسلیم کیا جائے۔

(۴)..... مرزا قادیانی کا غیر محرم عورتوں سے عام اختلاط اور متعدد غلط بیانیوں کا ارتکاب، انھیں ایک زاہد اور پرہیزگار انسان سمجھنے کی اجازت نہیں دیتا۔

(۵)..... مرزا قادیانی کو مسلمان تسلیم کرنے سے یہ امور مانع ہیں۔

(۱)..... انھوں نے عراق سے افاقہ کی حالت میں بھی ختم نبوت کے انکار جاری رکھا جو آنحضرت ﷺ سے لے کر آخر تک امت مسلمہ نے بالاجماع سمجھ رکھے تھے اور ختم نبوت کا یہ انکار ایک مستقل وجہ کفر ہے۔

(۲)..... انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی اور انھیں بہت سے نامناسب الفاظ کے ساتھ ذکر کیا اور قاعدہ شریعہ ہے کہ نبی کی توہین اور اس کی شان میں کسی قسم کی گستاخی ہر دو موجب کفر ہیں۔

(۳)..... مرزا قادیانی نے بعض ان امور شریعہ کو جو حضور ختمی مرتبت ﷺ کی شریعت میں عبادات تھے حرام قرار دے کر تحریم حلال اور حلال حرام کا ارتکاب کیا۔ جیسے جہاد کو حرام قرار دینا وغیرہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(عنایت ص ۱۹۳-۱۹۶)

کتبہ خالد محمود عفا اللہ عنہ

چودھویں صدی ہجری کی شریعت میں کوئی اہمیت نہیں

سوال..... چودھویں صدی ہجری کی اسلام میں کیا اہمیت ہے اور جناب کسی شخص نے مجھ سے کہا کہ ”چودھویں صدی میں نہ تو کسی کی دعا قبول ہوگی اور نہ ہی اس کی عبادات۔“ آخر کیا وجہ ہے؟

الجواب..... شریعت میں چودھویں صدی کی کوئی خصوصی اہمیت نہیں۔ جن صاحب کا قول آپ نے نقل کیا ہے وہ غلط ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد نمبر ۱ ص ۲۷۹)

کیا چودھویں صدی آخری صدی ہے

سوال..... بعض لوگ کہتے ہیں کہ چودھویں صدی آخری صدی ہے اور چودھویں صدی ختم ہونے میں ڈیڑھ سال باقی ہے۔ اس کے بعد قیامت آ جائے گی۔ جبکہ میں اس بات کو غلط خیال کرتا ہوں۔

الجواب..... یہ بات سراسر غلط ہے۔ قرآن کریم اور حدیث نبوی ﷺ میں قیامت کا معین وقت نہیں بتایا گیا اور اس کی بڑی بڑی جو علامتیں بیان فرمائی گئی ہیں وہ ابھی شروع نہیں ہوئیں، ان علامتوں کے ظہور میں بھی ایک عرصہ لگے گا۔ اس لیے یہ خیال محض جاہلانہ ہے کہ چودھویں صدی ختم ہونے پر قیامت آجائے گی۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد نمبر اس ۲۷۸-۲۷۹)

پندرھویں صدی اور قادیانی بدحواسیاں

سوال..... جناب مولانا صاحب! پندرھویں صدی کب شروع ہو رہی ہے۔ باعث تشویش یہ بات ہے کہ بندہ نے قادیانیوں کا اخبار ”الفضل“ دیکھا اس میں اس بارے میں متضاد باتیں لکھی ہیں، چنانچہ مورخہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ، ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۹ء کے پرچم میں لکھا ہے کہ ”سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے غلبہ اسلام کی صدی کے استقبال کے لیے جس کے شروع ہونے میں دس دن باقی رہ گئے ہیں ایک اہم پروگرام کا اعلان فرمایا ہے۔“ مگر الفضل ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ، ۳ نومبر ۱۹۷۹ء کے اخبار میں لکھا ہے کہ سیدنا امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث پر آسمانی انکشاف کیا گیا ہے کہ پندرھویں صدی جس کی ابتدا اگلے سال ۱۹۸۰ء میں ہو رہی ہے۔۔۔ اور ربوہ (جناب نگر) کے ایک قادیانی پرچہ ”انصار اللہ“ نے ربیع الثانی ۹۹ھ مارچ ۷۹ء کے شمارے میں ”چودھویں صدی ہجری کا اختتام“ کے عنوان سے ایک ادارتی نوٹ میں لکھا ہے کہ:-

”اسلامی کیلنڈر کے مطابق چودھویں صدی کے آخری سال کے چوتھے ماہ کا بھی نصف گزر چکا ہے یعنی آج پندرہ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ ہے اور چودھویں صدی ختم ہونے میں صرف ساڑھے آٹھ ماہ کا عرصہ رہ گیا ہے پندرھویں صدی کا آغاز ہونے والا ہے۔ (گویا محرم ۱۴۰۰ھ سے)۔“

آپ ہماری رہنمائی فرمائیں کہ پندرھویں صدی کب سے شروع ہو رہی ہے اس ۱۴۰۰ھ سے یا اگلے سال محرم ۱۴۰۱ھ سے۔ یا ابھی دس سال باقی ہیں؟

الجواب..... صدی سو سال کے زمانہ کو کہتے ہیں چودھویں صدی ۱۳۰۱ھ سے شروع ہوئی تھی اب اس کا آخری سال محرم ۱۴۰۰ھ سے شروع ہو رہا ہے اور محرم ۱۴۰۱ھ پندرھویں صدی کا آغاز ہوگا۔ باقی قادیانی صاحبان کی اور کون سی بات تضادات کا گورہ دھندا نہیں ہوتی۔ اگر نئی صدی کے آغاز جیسی بدیہی بات میں بھی تضاد بیانی سے کام لیں تو یہ ان کی ذہنی ساخت کا فطری خاصہ ہے اس پر تعجب ہی کیوں ہو۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد نمبر اس ۲۷۹-۲۸۰)

کیا آنحضرت ﷺ کی کنگن پنپنے والی پیشگوئی غلط ثابت ہوئی

سوال..... یہاں قادیانی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں لیکن وہ کنگن حضور ﷺ نہ پہن سکے، اس کا مطلب ہے کہ ان کی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ (نور: باللہ) یہ حدیث کیا ہے؟ کس کتاب کی ہے، وضاحت سے لکھیں۔

الجواب..... دو کنگنوں کی حدیث دوسری کتابوں کے علاوہ صحیح بخاری کتاب المغازی باب قصۃ الاسود العنسی ج ۲ ص ۶۲۸ اور کتاب التعلیو باب النفع فی الصنام ج ۲ ص ۱۰۴۲ میں بھی ہے۔ حدیث کا متن یہ ہے۔
”میں سو رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں پر دو

کنگن سونے کے رکھے گئے۔ میں ان سے گھبرایا اور ان کو ناگوار سمجھا، مجھے حکم ہوا کہ ان پر پھونک دو۔ میں نے پھونکا تو دونوں اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر ان دو جھوٹوں سے کی جو دعویٰ نبوت کریں گے۔ ایک اسودغنی اور دوسرا میلہ کذاب۔“

اس خواب کی جو تعبیر آپ ﷺ نے فرمائی وہ سو فیصد سچی نکلی، اس کو ”جھوٹی چشم گوئی“ کہنا قادیانی کافروں ہی کا کام ہے۔
مہابلہ اور خدائی فیصلہ

سوال..... مہابلہ کی کیا حقیقت ہے؟ اس بارے میں کلام مجیدی کون کون سی آیات کا نزول ہوا ہے؟

الجواب..... مہابلہ کا ذکر (سورہ آل عمران آیت ۶۱) میں آیا ہے جس میں نجران کے نصاریٰ کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔

”پھر جو کوئی جھگڑا کرے تجھ سے اس قصہ میں بعد اس کے کہ آپکی تیرے پاس خبر سچی تو تو کہہ دے، آؤ! بلائیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے، اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں، اور اپنی جان اور تمہاری جان۔ پھر التجا کریں ہم سب، اور لعنت کریں اللہ کی ان پر جو جھوٹے ہیں۔“
(ترجمہ شیخ الہند)

اس آیت کریمہ سے مہابلہ کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جب کوئی فریق حق واضح ہو جانے کے باوجود اس کو جھڑپتا ہو اس کو دعوت دی جائے کہ آؤ! ہم دونوں فریق اپنی عورتوں اور بچوں سمیت ایک میدان میں جمع ہوں اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹوں پر اپنی لعنت بھیجے..... رہا یہ کہ اس مہابلہ کا نتیجہ کیا ہوگا؟ مندرجہ ذیل احادیث سے معلوم ہو جاتا ہے۔

(۱)..... متدرک حاکم (۵۹۳-۲) میں ہے کہ نصاریٰ کے سید نے کہا کہ ان صاحب سے (یعنی آنحضرت ﷺ سے) مہابلہ نہ کر دو اللہ کی قسم اگر تم نے مہابلہ کیا تو دونوں میں سے ایک فریق زمین میں دفن دیا جائے گا۔
(۲)..... حافظ ابوالفیض کی دلائل النبوة میں ہے کہ سید نے عاقب سے کہا! ”اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ یہ صاحب نبی برحق ہیں اور اگر تم نے اس سے مہابلہ کیا تو تمہاری جڑ کٹ جائے گی۔ کبھی کسی قوم نے کسی نبی سے مہابلہ نہیں کیا کہ پھر ان کا کوئی بڑا باقی رہا ہو یا ان کے بچے بڑے ہوئے ہوں۔“

(۳)..... ابن جریر، عبد بن حمید اور ابوالفیض نے دلائل النبوة میں حضرت قتادہ کی روایت سے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ”اہل نجران پر عذاب نازل ہوا چاہتا تھا اور اگر وہ مہابلہ کر لیتے تو زمین سے ان کا صفایا کر دیا جاتا۔“
(۴)..... ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، عبد بن حمید ابن جریر اور حافظ ابوالفیض نے دلائل النبوة میں امام شعبی کی سند سے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ”میرے پاس فرشتہ اہل نجران کی ہلاکت کی خوشخبری لے کر آیا تھا اگر وہ مہابلہ کر لیتے تو ان کے درختوں پر پرندے تک باقی نہ رہتے۔“

(۵)..... صحیح بخاری، ترمذی، نسائی اور معصف عبدالرزاق وغیرہ میں حضرت ابن عباس کا ارشاد نقل کیا ہے کہ ”اگر اہل نجران آنحضرت ﷺ سے مہابلہ کر لیتے تو اس حالت میں واپس جاتے کہ اپنے اہل و عیال اور مال میں سے کسی کو نہ پاتے۔“
(یہ تمام روایات درمنثور ج ۲ ص ۳۹ میں ہیں)

ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ سچے نبی کے ساتھ مہابلہ کرنے والے عذاب الہی میں اس طرح مبتلا

ہو جاتے کہ ان کے گھربار کا بھی صفایا ہو جاتا اور ان کا ایک فرد بھی زندہ نہیں رہتا۔

یہ تو تھا سچے نبی کے ساتھ مہبلہ کرنے کا نتیجہ اب اس کے مقابلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مہبلہ کا نتیجہ بھی سن لیجئے۔

۱۰ ذیقعد ۱۳۱۰ھ مطابق ۲۷ مئی ۱۸۹۳ء کو مولانا عبدالحق غزنوی مرحوم سے ایک دفعہ مرزا قادیانی کا عید گاہ امرتسر کے میدان میں مہبلہ ہوا۔ (مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی ج ۱ ص ۳۲۷-۳۲۸)

مہبلہ کے نتیجے میں مرزا قادیانی کا مولانا مرحوم کی زندگی میں انتقال ہو گیا (مرزا قادیانی نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کیا اور مولانا عبدالحق مرحوم مرزا قادیانی کے نو سال بعد تک زندہ رہے ان کا انتقال ۱۶ مئی ۱۹۱۷ء کو ہوا)

(رکس قادیانی ج ۲ ص ۱۹۲)

مرزا قادیانی نے اپنی وفات سے سات مہینے چوبیس دن پہلے۔ (۱۲ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو) فرمایا تھا:

”مہبلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔“

(ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی ج ۱۹ ص ۳۳۰)

مرزا قادیانی نے مولانا مرحوم سے پہلے مر کر اپنے مندرجہ بالا قول کی تصدیق کر دی اور دو اور دو چار کی طرح واضح ہو گیا کہ کون سچا تھا اور کون جھوٹا تھا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۱ ص ۳۹۷-۳۹۸)

قادیانی تحریک کی بنیاد

سوال..... عبادت پڑھنے کا موقع ملا ہے ماشاء اللہ مطالعہ شیعیت میں یہ حرف آخر ہے لیکن اس میں جو قادیانی مباحث لکھے ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو یہ کتاب ایک موضوع پر زبانی ملتفت ہوں کہ نئے الیٹیشن میں قادیانیوں کے رد کو اس کتاب سے علیحدہ کر دیں۔ اس میں زیادہ فائدہ ہوگا؟

الجواب..... مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک دراصل شیعہ تحریکوں کی ہی ایک کڑی ہے۔ شیعیت میں چھ مہدی

کے تصور نے بہت سے لوگوں کو مہدی بننے کا شوق دیا۔ محمد علی باب کی تحریک اور بہاء اللہ ایرانی کی تحریک بھی

دراصل اسی شیعہ عقیدے کی صدائے بازگشت تھیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی ابتداء میں اسی راستے پر چلا ہے۔ سو

قادیانیت کو بھی اس پہلو سے شیعیت کی ایک بدلی ہوئی صورت کہہ سکتے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے مصر کے ایک مشہور

محقق علامہ رشید رضا مصری کو ایک خط لکھا اور اس میں اپنے دعویٰ کا ذکر کیا۔ علامہ رشید رضا نے وہ خط اور اس کا رد

اپنے رسالہ المنار میں دے دیا۔ مرزا غلام احمد نے پھر اپنی تحریرات میں علامہ رشید رضا کو بہت برا بھلا کہا اور اسے

سیہزم فلاوی (اسے شکست ہوگی اور پھر وہ کہیں دیکھا نہ جائے گا) کے لفظوں سے موت کی دھمکی دی اور گمان

کیا کہ یہی وہی ہے جو اپنے خدا کی طرف سے ملی ہے۔

علامہ رشید رضا لکھتے ہیں:

وتروعدنی بقوله عنی ”سیہزم فلاوی“ وزعم ان هذا بناوحی جاءہ من اللہ جل وعلا وقد

کان هو الذی انہزم ومات۔

کان هذا الرجل يستدل بموت المسيح ورفع روحه الى السماء كما رفعت ارواح

الانبياء على انه هو المسيح الموعود به ولايزال اتباعه يستدلون بذلك وقد جرى على طريقة ادعياء المهدوية من شيعة ايران (كالباب والبهاء) في استبطائ الدلائل الوهمية على دعوتہ من

القرآن وهو يحد عن جاهلي اللغة وفاقدي الاستقلال العقلي من يقبل منه كل دعوى.

(تفسیر المنار جلد ۶ ص ۵۸)

ترجمہ۔ اس شخص نے مجھے میرے بارے میں یہ کہہ کر ڈرایا کہ یہ منقرض پسا ہوگا پھر کہیں دیکھا نہ جائے گا (میری موت کی پیشگوئی کر دی) اور گمان کیا کہ یہ وحی کی خبر ہے جو اسے خدا جلا و علا سے ملی ہے اور بات یوں نکلی کہ وہ خود ہی پسا ہوا اور مر گیا۔ یہ شخص (اپنے لیے) موت مسیح سے مسیح موعود ہونے پر استدلال کرتا تھا اور اس بات سے حضرت مسیح کی روح بھی اسی طرح آسمانوں میں چلی گئی ہے جس طرح اور انبیاء کے ساتھ ہوا۔ اور اس کے پیرو اس بات سے برابر استدلال کرتے چلے آ رہے ہیں اور مرزا غلام احمد اس میں ایران کے شیعوں مدعیان مہدویت کے طریق پر چلا ہے..... اپنے دعویٰ کے وہی دلائل قرآن سے اخذ کرنے میں..... ”جو لوگ عربی زبان سے جا مل ہیں اور ان کی عقل اپنی جگہ قائم نہیں۔ ان میں ایسے بھی ہیں جو اس کے ہر دعوے پر اس کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔“

سو اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانیت ایک بگڑی ہوئی شیعیت کا ہی دوسرا نمود ہے۔ سو عقبات میں ان پر تنقید اپنے موضوع سے باہر نہیں۔ اور یہ بات تو آپ سے مخفی نہ ہوگی کہ عقبات کوئی مستقل کتاب نہیں۔ ہفت روزہ دعوت لاہور کے باب الاستفسار (جو مختلف موضوعات پر ہوئے تھے) کی ہی ایک مجموعی پیش کش ہے۔ فیضی اللہ مناو منکم۔ خالد محمود عفا اللہ عنہ۔ (عقبت ص ۳۴۳-۳۴۴)

مرزا قادیانی کی تردید عیسائیت کی غرض؟

سوال..... مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ سلطنت برطانیہ کا خیر خواہ اور انگریزوں کا ایجنٹ تھا۔ مگر اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں کی تردید میں وہ بہت پیش پیش تھا اگر وہ واقعی ان عیسائی قوموں کا نمک خوار تھا تو وہ پھر عیسائیوں کی تردید میں اس قدر کام کیوں کرتا رہا۔ اس کا جواب ہفت روزہ دعوت میں دیں؟

الجواب..... سلسلہ مرزائیت کے سربراہ اور قادیانیوں اور لاہوریوں ہر دو طبقوں کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی خود اس تناقض سے پردہ اٹھا چکے ہیں۔ ان کی اپنی تحریر سے زیادہ کوئی بیان اس مسئلہ کی وضاحت نہیں کر سکتا۔ مرزا قادیانی آنجمانی ۱۸۹۹ء کی ایک تحریر میں عیسائی پادریوں کی سخت تحریروں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

”مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے۔ ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لیے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تاکہ سر بلیغ الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو، تب میں نے بمقابلہ ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدگمانی کی گئی تھی۔ چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کائناتس نے مجھے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں۔ ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہوگا کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی اور ان کتابوں کا یہ اثر ہوا کہ ہزار ہا مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آ چکے تھے۔ ایک دفعہ ان کے اشتعال فرو ہو گئے کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب سخت الفاظ کے مقابل اس کا

عوض دیکھ لیتا ہے تو اس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ بایں ہمہ میری تحریر پادریوں کے مقابل بہت نرم تھی۔ مگر کچھ بھی نسبت نہ تھی۔ ہماری محسن گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے کہ مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی ﷺ کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ ﷺ کو گالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی ﷺ سے محبت رکھتے ہیں ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ ﷺ سے محبت رکھتے ہیں۔ سو کسی مسلمان کا یہ جوصل ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے کہ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت ﷺ سے پہلے ہو چکے ہیں ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح ﷺ سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں جس کی تفصیل کے لیے اس جگہ موقع نہیں سوچھ سے پادریوں کے مقابل جو کچھ وقوع میں آیا بھی ہے کہ حکمت علی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنا دیا ہے۔ اوّل والد مرحوم کے اثر نے۔ دوم اس گورنمنٹ کے احسانوں نے۔ تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔ اب میں اس گورنمنٹ محسن کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔“

(تبلیغ رسالت جلد ۸ ص ۵۱-۵۲ مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص ۱۳۲)

اس تحریر سے یہ بات نہایت واضح ہے کہ قادیانیوں کا سبکی تبلیغات کا مقابلہ کرنا اسلام کی خیر خواہی کے لیے ہرگز نہ تھا۔ عیسائی قوتوں کو ہر ممکن اضمحلال اور کمزوری سے بچانے کے لیے یہ ان کا ایک حکیمانہ طریق کار تھا۔ اسلام کی خیر خواہی اگر کچھ بھی ان کے دلوں میں موجود ہوتی تو یہ آنحضرت ﷺ کی نبوت جامعہ اور رسالت جاریہ کے بعد کسی قسم کی نبوت کے ملنے کے ہرگز قائل نہ ہوتے اور ان کا مرکز عقیدت مدینہ منورہ کی بجائے کسی صورت میں قادیان قرار نہ پاتا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انگریز کا خود کاشتہ پودا خود عیسائیوں کے ہی خلاف کام کرنے لگے۔ یہ جو کچھ دکھائی دے رہا ہے یہ فقط ظاہر ہے۔ حقیقت وہی ہے جسے مرزا قادیانی آنجہانی خود سپرد قلم کر چکے ہیں اس پر تعجب نہ کیا جائے کہ انھوں نے اپنا راز خود کیسے کھول دیا۔۔۔۔۔۔ یہ انگریزوں کو مطمئن کرنے کے لیے ضروری تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اسے صرف ایک اشتہار میں لکھا تھا کتاب میں نہیں۔ اس کے پیروؤں نے کیا کہ اس کے تمام اشتہارات کتابی شکل میں جمع کر دیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ: خالد محمود عفا اللہ عنہ ۲۶ جون ۶۳ء۔

(عقبات ۲۲۱ ص ۲۲۲)

علامہ اقبالؒ نے قادیانیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے کی تحریک کی تھی

بخدمت جناب حضرت علامہ دامت برکاتہم السلام علیکم

سندری میں ۲۲ اپریل کو دفتر بلدہ سندری کے چیئرمین کی زیر صدارت یوم اقبال منایا گیا۔ جس میں چند مرزائی بھی مدعو تھے میں نے اقبال اور ختم نبوت کے موضوع پر تاریخی روشنی ڈالی۔ جن پر مرزائی مبلغ نے اعتراض کیا کہ یہ واقعہ غلط ہے۔ میں نے بیان کیا تھا کہ کشمیر کمیٹی میں جب مرزا بشیر الدین محمود صدر تھے۔ ڈاکٹر اقبال نے استعفیٰ دیا تھا اور انجمن حمایت اسلام میں جب ڈاکٹر اقبال صدر تھے تو انھوں نے مرزائی ارکان انجمن حمایت اسلام سے خارج کر دیے تھے۔ میں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ ڈاکٹر اقبال نے مرزائیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے پر بھی ایک بیان دیا تھا۔ مرزائی مبلغین نے ان سب امور کا انکار کیا ہے۔ اس لیے آپ ان موضوعات کے

متعلق دعوت کے باب ۱۱ استفسارات میں تفصیلاً بیان فرمائیں بہت مشکور ہوں گا؟ (محمد علی چانہاز)

جواب۔ یہ صحیح ہے کہ علامہ اقبالؒ جب انجمن حمایت اسلام لاہور کے صدر تھے تو ان کی تحریک اور عام مسلمانوں کی تائید سے انجمن حمایت اسلام نے ۱۹۳۶ء کے اوائل میں ایک قرارداد منظور کی تھی جس کی رو سے مرزا کی انجمن حمایت اسلام کے ممبر نہیں ہو سکتے تھے۔ اور اس قرارداد کے مطابق اس وقت جتنے بھی مرزا کی ممبر تھے۔ سب انجمن حمایت اسلام کی رکنیت سے خارج ہو گئے تھے۔ سمندری کے مرزا کی مبلغ نے غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے ان حقائق پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ آپ اسے لاہور لاکر انجمن حمایت اسلام کا ریکارڈ دکھا سکتے ہیں۔ ایسے روشن حقائق کا انکار بہت موجب تعجب ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے ۱۹۳۶ء کے وسط میں پنجاب کے مختلف مقامات کا دورہ کیا تھا اور مرزائیوں کی ایک سیاسی انجمن نے اس دوران میں پنڈت جی کو ایک دعوت استقبالیہ بھی دی تھی۔ اس پر بعض حلقوں سے مرزائیوں پر کافی اعتراضات ہوئے اور مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان نے اپنے خطبہ جمعہ میں ان اعتراضات کے جوابات دیے تھے۔ ان جوابات کے ضمن میں مرزا بشیر الدین نے بیان کیا تھا کہ ڈاکٹر اقبال نے احمدیوں کو عام مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دینے کی تحریک کی تھی اور پنڈت جواہر لال نہرو نے اس کا رد کیا تھا۔ اس لیے ایسے شخص کا استقبال بالکل حق بجانب ہے۔ خلیفہ قادیان کا یہ خطبہ اخبار الفضل میں شائع بھی ہوا۔ الفاظ یہ ہیں:-

”اگر پنڈت جواہر لال نہرو اعلان کر دیتے کہ احمدیت کو مٹانے کے لیے وہ اپنی تمام طاقت خرچ کر دیں گے جیسا کہ احرار نے کیا ہوا ہے تو اس قسم کا استقبال بے غیرتی ہوتا لیکن اس کے برخلاف یہ مثال موجود ہو کہ قریب کے زمانہ میں ہی پنڈت صاحب نے ڈاکٹر اقبال کے ان مضامین کا رد لکھا ہے جو انھوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دیے جانے کے لیے لکھے تھے اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا احمدیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گزشتہ رویے کے خلاف ہے تو ایسے شخص کا جب کہ وہ صوبہ میں مہمان کی حیثیت سے آ رہا ہو ایک سیاسی انجمن کی طرف سے استقبال بہت اچھی بات ہے۔“

(اخبار الفضل ۱۱ جون ۱۹۳۶ء جلد ۲۲ شمارہ نمبر ۲۸۷ خطبہ جمعہ)

خط کشیدہ عبارت میں نہایت واضح اقرار ہے کہ مرزائیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے کے محرک اوّل علامہ اقبالؒ ہی تھے۔ پس سمندری کے مرزا کی مبلغ کا انکار حقیقت پر مبنی نہیں۔

(۳) ڈاکٹر یعقوب بیگ انجمن حمایت اسلام کے ایک پرانے سرگرم کارکن تھے۔ وہ مرزائیوں کی لاہوری جماعت سے وابستہ تھے۔ علامہ اقبالؒ کی اسی مذکورہ بالا تحریک کی بناء پر وہ بھی انجمن حمایت اسلام کی رکنیت سے علیحدہ کر دیے گئے۔ اس لیے علامہ اقبالؒ کی یہ تحریک لاہوری جماعت پر بھی بہت گراں تھی۔ انہی دنوں لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے بھی اخبار پیغام صلح میں یہ بیان شائع ہوا تھا:-

”علامہ اقبال جیسے بلند پایہ انسان جسے آج سے چار برس پہلے ایک مسلمان کمیٹی کا صدر بنائیں۔ آج اسے کافر قرار دیں۔ مرزا محمود احمد قادیانی کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنانے میں سر محمد اقبال پیش پیش تھے اور جس جماعت کو سولہ سترہ سال پیشتر ٹھیکہ اسلامی سیرت کا نمونہ بنائیں۔ آج اسے کافروں کی جماعت قرار دیں۔ پس مناسب ہے کہ جو کچھ فوٹی دیں وہ آج کی تحریرات پر دیں۔“

(اخبار پیغام صلح جلد ۲۳ شمارہ ۲۸ فروری ۱۹۳۶ء)

گو ہمیں اس سے اتفاق نہیں کہ مرزا بشیر الدین محمود کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنانے کے محرک علامہ اقبالؒ تھے۔

اس وقت اس سے بھی بحث نہیں کہ پھر علامہ اقبال نے اس کمپنی سے آخر کیوں استعفیٰ دے دیا تھا۔ اس وقت ہمیں صرف یہ دکھانا ہے کہ قادیانی اور لاہوری دونوں جماعتوں کے بیان کے مطابق مرزائیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دینے کو محرک اہل علامہ اقبال مرحوم بنی تھے۔

ڈاکٹر یعقوب بیگ (لاہوری مرزائی) انجمن حمایت اسلام کے اس فیصلے کے پورے ایک ہفتہ بعد فوت ہو گئے تھے اور مرزائی اخبارات نے لکھا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کی وفات اسی صدمہ سے ہوئی ہے کہ ملت اسلامیہ انھیں کس طرح پوری ملت سے کٹا ہوا سمجھتی ہے۔

پھر اخبار پیغام صلح کی اسی جلد کے شمارہ نمبر ۶۰ کی اشاعت میں یہاں تک مذکور ہے کہ ”ان دنوں آسٹریا کے امیدوار یہ عہد کرتے پھرتے تھے کہ اسمبلی میں جا کر احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت منظور کرانے کی کوشش کروں گا۔“ (پیغام صلح ۹ ستمبر ۱۹۳۶ء)

علامہ اقبال کو اگر ایک وقت تک مرزائیوں کے تفصیلی نظریات کی اطلاع نہ ہو سکی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ علامہ اقبال کے اپنے نظریات میں کوئی کمزوری تھی۔ نہیں ان کا اپنا اعتقاد اس وقت بھی اتنا ہی پختہ تھا جتنا کہ وہ بعد میں ظاہر ہوا۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کا ایک مضمون ۱۹۱۳ء کی ابتداء میں ”لمعات“ شائع ہوا تھا۔ جسے اخبار الفضل نے بھی جلد نمبر ۳ کے شمارہ نمبر ۱۰۵ میں نقل کیا تھا۔

”وہ (ڈاکٹر اقبال) لکھتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کے بعد کسی ایسے نبی کے آنے کا قائل ہے جس کا انکار مستلزم کفر ہو وہ خارج دائرہ اسلام ہے۔ اگر قادیانی جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“ (الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۱۳ء)

رہا یہ مسئلہ کہ قادیانی فرقہ کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کا انکار ”مستلزم“ کفر ہے یا نہیں۔ سو اس کے لیے اتنی بات یاد رکھیے کہ علامہ اقبال مرحوم کے والد مرحوم پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے وابستگان میں سے تھے۔ پھر جب وہ مزائیت کی حقیقت سے واقف ہوئے تو انھوں نے ان کی جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس پر مرزا قادیانی نے انھیں لکھا کہ آپ کا نام نہ صرف جماعت سے بلکہ اسلام سے ہی کاٹ دیا گیا ہے۔ اس واقعہ کا کچھ تذکرہ مرزا بشیر الدین کے بھائی مرزا بشیر احمد نے بھی سیرت المہدی کی تیسری جلد ص ۳۳۹ میں کیا ہے اور اس مسئلے کی بحث کہ مرزائیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کا انکار ”مستلزم“ کفر ہے یا نہیں۔ احقر کی کتاب عقیدہ الامتانی میں معنی ختم النہو میں نہایت مفصل طور پر موجود ہے۔ بہر حال اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ علامہ اقبال کی اسلامی خدمات میں سے عقیدہ ختم نبوت کی خدمت ملت اسلامیہ پر ایک ایسا احسان ہے کہ اسے بیان کرنے کے بغیر یاد اقبال کا کوئی حق ادا نہیں ہو سکتا۔ آپ کی (مولانا محمد علی صاحب) کی یہ ہمت لائق تحسین ہے کہ آپ نے سمندری کے اس جلسہ یوم اقبال میں علامہ اقبالؒ کی اس عظیم اسلامی خدمت کو تفصیل سے بیان کیا۔ رب العزت آپ کو جزائے خیر دے۔ والسلام۔ احقر خالد محمود عفا اللہ عنہ۔ (عجبات ص ۳۱۳ تا ۳۱۷)

معراج نبوی، سیر روحانی تھایا جسمانی؟

سوال..... آنحضرت ﷺ کی سیر، معراج کے متعلق صحیح عقیدہ کیا ہے؟ حضور انور ﷺ کو یہ سیر جسمانی طور پر کرائی گئی یا یہ ایک روحانی سیر تھی۔ اگر یہ ایک جسمانی سیر تھی تو پھر بعض روایات میں واقعہ معراج مذکور ہونے کے بعد یہ الفاظ کیوں کہے۔ ثم استیقظت کہ ”پھر میں جاگ پڑا“ اس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے کا سارا واقعہ ایک

خواب کا واقعہ تھا۔ پھر یہ معراج جسمانی طور پر کیسے صحیح ہوا؟ سائل۔ عبدالمزاق از سعدی پارک لاہور

الجواب..... جمہور اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو یہ سیر جسدِ مغربی کے ساتھ بحالتِ بیداری کرائی گئی اور معراج شریف کا واقعہ جسمانی طور پر ہی عمل میں آیا اور یہی ۱۱ اہلسنت کا عقیدہ ہے۔
(۱)..... حافظ ابن قیم فرماتے ہیں:-

ثم اسرى برسول الله ﷺ بجسده على الصحيح.
ترجمہ: صحیح یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو سیر معراج آپ کے جسدِ اطہر سمیت کرائی گئی۔
(۲)..... حضرت امام شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

اسرى به ﷺ الى المسجد الاقصى ثم الى سدرة المنتهى والى ما شاء الله وكل ذلك بجسده ﷺ في البقعة.
(ترجمہ اللہ العالیہ ج ۲ ص ۲۰۶ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

”آنحضرت ﷺ کو مسجد اقصیٰ تک پھر وہاں سے سدرة المنتہی تک اور پھر وہاں سے اس مقام تک جہاں بھی خدا کو منظور تھا حضور ﷺ کو معراج کی سیر کرائی گئی اور یہ سب کچھ جسدِ اطہر کے ساتھ عالمِ بیداری میں واقع ہوا۔“
(۳)..... دارالعلوم دیوبند کے محدث جلیل شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:-

”ان الاسراء والمعراج وقفا في ليلة واحدة في البقعة بجسد النبي ﷺ و روحه بعد المبعث والى هذا ذهب الجمهور من العلماء المحدثين والفقهاء والمتكلمين و تواردت عليه ظواهر الاخبار الصحيحة ولا ينبغي العدول عن ذلك اذ ليس في العقل ما يحيله حتى يحتاج الى تاويل قلت ولا سيما في هذا العصر الذي شاهد الناس فيه من التجارب الروحية والاعمال الكهربية مائرك الاوهام حائرة.“
(فتح البہم جلد ۱ ص ۳۱۶)

ترجمہ: حافظ عسقلانی لکھتے ہیں کہ اسراء اور معراج دونوں ایک ہی رات میں آنحضرت ﷺ کے جسدِ اطہر اور روحِ انور کے مجموعہ کے ساتھ عالمِ بیداری میں واقع ہوئے اور یہ واقعہ بعثت شریفہ کے بعد عمل میں آیا جمہور علماء و محدثین فقہاء اور متکلمین کا یہی فیصلہ ہے۔ صحیح احادیث کے ظاہر فیصلے بھی یہی ہیں جن سے روگردانی کرنا صحیح نہیں۔ عقل اسے محال قرار نہیں دیتی کہ اس کی کوئی تاویل کرنی پڑے، میرے خیال میں اس زمانے میں تو خاص کر اس کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ روحی تجربات اور برقی اعمال نے انسانی فکر و گمان کو نہایت حیرت میں ڈال رکھا ہے۔“

(۴)..... نواب صدیق حسن خاں صاحب تفسیر فتح البیان میں لکھتے ہیں:-
”جس امر کی کثرت سے احادیث صحیحہ دلالت کرتی ہیں وہ وہ ہے جس کی طرف سلف و خلف کے اکثر اکابر گئے ہیں کہ اسراء آپ ﷺ کے جسدِ شریف اور روح کے ساتھ عالمِ بیداری میں تھا۔“ (فتح البیان جلد ۳ ص ۱۸)

ثُمَّ اسْتَيْقَظَتْ كِي روايات کا جواب

پہلا جواب۔ معراج شریف کا واقعہ اتنا طویل البیان ہے اور اس کی جزئیات اس قدر طویل ہیں کہ اس کے تذکرے میں بعض امور کا آگے پیچھے ہو جانا کوئی تعجب خیز بات نہیں۔ یہاں جس جاگئے کا بیان ہے یہ وہ جاگنا ہے جو پہلے مسجد حرام میں واقع ہوا تھا۔ جب کہ حضرت جبریل آنحضرت ﷺ کو لینے آئے تھے۔ اس وقت حضور ﷺ بیدار ہوئے اور پھر یہ واقعہ معراجِ عمل میں آیا۔ کسی راوی نے اس جاگنے کا یہ جزو آخر میں بیان کر دیا۔ جس سے یہ

وہم ہونے لگا کہ شاید یہ واقعہ خواب کا ہو۔ آئیے دیکھیں کہ ا۔ حدیث کی روایات میں کوئی ایسا راوی تو نہیں جو تقدم تاخر کا مرتکب ہوتا ہو۔ صحیح بخاری کتاب التوحید میں ”فاستیقظ“ کی روایت کہ ”حضور ﷺ پھر جاگے پڑے شریک بن عبداللہ کی روایت سے مروی۔“ (جلد ۲ ص ۱۲۰ سطر ۳ طبع دہلی) اور شریک بن عبداللہ تقدم تاخر کا مرتکب ہوا ہے۔ صحیح مسلم کے متن میں واقعہ معراج میں ہی امام مسلم کی یہ تصریح موجود ہے۔

قدم فیہ شینا و اخر و زاد و نقص۔ (صحیح مسلم جلد ۱ ص ۳۳۴ مع الفتح)

ترجمہ: شریک نے مضمون کو آگے پیچھے کر دیا ہے اور کسی بیشی کا مرتکب ہوا ہے۔“

حافظ ابن کثیر نے معراج کی روایات میں راویوں کے ذکر و حذف، اختصار و اجمال اور تفسیر و تشریح کے ایک عمومی صورت میں واقع ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۱۱۷ مصر)

حافظ ابن قیم نے زاد المعاد میں اس روایت کا جواب شریک بن عبداللہ پر جرح کی صورت میں ہی پیش کیا ہے۔ (دیکھئے زاد المعاد جلد ۱ ص ۳۰۲) علاوہ ازیں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی (فتح الباری ج ۲ ص ۷۱ دہلی) میں اسے ایک جواب کی صورت میں جگہ دی ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ شریک بن عبداللہ کی روایت میں جو ہم استیقظت کے الفاظ وارد ہیں وہ شریک کی اغلاط میں شمار ہیں۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۱۱۳)

دوسرا جواب اگر اس جاگنے کو آخری احوال پر محمول کیا جائے تو اس سے وہ ب نامراد ہوگا جو سیر معراج سے واپسی اور آنحضرت ﷺ کے پھر سو جانے کے بعد حسب معمول ظہور پر آیا۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں:-

یحتمل أن يكون استيقظاً من نومة نامها بعد الاسراء لان اسراءه لم يكن طول ليلة.

(البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۱۳)

ترجمہ: ہو سکتا ہے کہ اس میں وہ جاگنا مراد ہو جو آپ ﷺ معراج سے واپسی پر سونے کے بعد پھر جاگے کیونکہ سیر معراج ساری رات تو ہوتی نہ رہی تھی۔

تیسرا جواب عربی عمارہ میں ایک حالت سے دوسری میں آنے کو بھی یقظ یعنی جاگنے سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ جب طائف میں گئے اور لوگوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی تو حضور ﷺ نہایت ٹنگن حالت میں واپس ہوئے۔ اس غم کا آپ ﷺ پر بہت اثر تھا۔ ابواسیدؓ جب اپنے لڑکے کو آنحضرت ﷺ کے پاس گھٹی دلانے کے لیے لایا تو اس نے اپنے لڑکے کو حضور ﷺ کی ران پر بٹھا دیا اور آنحضرت ﷺ باتوں میں مشغول ہو گئے۔ ابواسیدؓ نے اس دوران میں لڑکا آنحضرت ﷺ کی ران سے اٹھالیا۔ جب آنحضرت ﷺ اپنی پہلی گفتگو کی حالت سے اس دوسری حالت کی طرف متوجہ ہوئے تو کہا کہ لڑکا کہاں ہے۔ حدیث میں آتا ہے:-

ثم استيقظ رسول الله ﷺ فلم يجد الصبي فسال عنه فقالوا ارفع فسماه المنذر.

(البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۱۳)

ترجمہ: پھر جب آنحضرت ﷺ اس حالت سے اس طرف متوجہ ہوئے (یعنی یقظ میں آئے) تو آپ ﷺ نے اس لڑکے کو اپنے پاس نہ پایا۔ پس آپ ﷺ نے لوگوں سے اس کی بابت پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ اسے اٹھالیا گیا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے اس کا نام منذر رکھا۔ اس کے جاگنے کے متعلق حافظ قرطبی لکھتے ہیں:-

”ويحتمل ان يكون المعنى افقت مما كنت فيه مما خامر باطنه من مشاهدة الملاء الاعلى“

لقوله تعالى لقد راى من ايات ربه الكبرى فلم يرجع الى حالة البشرية الا وهو فى المسجد الحرام۔
ترجمہ: اس کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مجھے اس حالت سے افادہ ہوا جس میں کہ میں پہلے تھا آپ ﷺ
ملاء الاعلىٰ کے مشاہدہ میں اپنی باطنی توجہ پوری طرح لگا چکے تھے اور اپنے پروردگار کی آیات کبریٰ مشاہدہ فرما چکے
تھے پس جب آپ ﷺ پھر حالت بشری کی طرف لوٹے تو آپ ﷺ مسجد حرام میں ہی تھے۔

حافظ ابن کثیر کی رائے یہ ہے کہ شریک بن عبد اللہ کی روایت کو اس معنی پر محمول کرنا اسے غلط قرار دینے
کی نسبت زیادہ اچھا ہے۔ حاصل اینکه فاستقظت اور فاستیقظت کی روایت یا اصلاً صحیح نہیں اور یا ذمہ معنی ہے جو
اپنے معنوں پر محمول نہیں معنی خفی پر مشتمل ہے اور اس کے مقابلہ میں اصح روایات اور اکثر روایات یہی کہہ رہی ہیں
کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ پھر میں مکہ آ گیا۔ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ لکھتے ہیں:-

بعض احادیث میں صاف لفظ ہیں۔ صحبت بمعکة یا اتيت بمعکة (پھر صبح کے وقت میں مکہ پہنچ گیا)
اگر معراج محض کوئی روحانی کیفیت تھی تو آپ ﷺ مکہ سے غائب ہی کہاں ہوئے تھے۔ (فوائد تفسیر یہ ص ۳۶۵)
واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ: خالد محمود عفا اللہ عنہ۔

معراج خواب تھا یا حقیقی رویت؟

سوال..... قرآن پاک نے آنحضرت ﷺ کے معراج کو لفظ ”رؤیا“ سے بھی بیان کیا۔ فی قوله تعالى و
ما جعلنا رؤیاک التی ادرینک الا فتنة للناس اور رؤیا خواب کو کہتے ہیں۔ پس معراج ایک واقعہ خواب ہوا۔ یہ
نہیں کہ آپ ﷺ نے خود چشم مبارک سے یہ مشاہدات دیکھے تھے؟
عبد الحفیظ از کوہاٹ

الجواب..... بے شک رؤیا کا لفظ خواب کے معنی میں بھی آتا ہے اور اکثر ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ لفظ کبھی کبھی
مطلق رویت کے معنی میں بھی آتا ہے اور علامہ قسطلانیؒ نے اس کی تصریح کی ہے۔ یہاں اس آیت سے مراد اگر
یہ واقعہ معراج ہی ہے تو لفظ رؤیا حقیقی طور پر آنکھوں سے دیکھنے کے معنی میں وارد کیجئے نہ کہ خواب کے معنی میں۔
ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:-

عن ابن عباس وما جعلنا الرؤیا التی ادرینک الا فتنة للناس قال هی رؤیا عین اریہا رسول
اللہ ﷺ لیلۃ اسری بہ۔ (بخاری جلد ۲ ص ۶۸۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد آنکھوں کا دیکھنا ہے جو
حضور ﷺ کو معراج کی رات دکھایا گیا۔ کتبہ: خالد محمود عفا اللہ عنہ۔ (عجقات ص ۸۹)

خواب میں زیارت نبوی ﷺ اور مرزا قادیانی

سوال..... کیا خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ممکن ہے؟ اگر ممکن ہے تو کیسے پہنچے چلے کہ یہ خواب سچا ہے؟
بعض لوگ خواب میں حضور ﷺ کو کسی دوسری شکل میں دیکھتے ہیں کیا وہ بھی صحیح خواب ہوگا؟

الجواب..... صحیحین کی روایت میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد متعدد اور مختلف الفاظ میں مروی ہے کہ:

”من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یمثل لی۔“ (بخاری جلد ۲ ص ۱۰۳۵)

ترجمہ: ”جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ
سکتا۔“ ایک اور روایت میں ہے:

”من رانی فقد رانی الحق“ (کنوز ص ۳۹۴) ترجمہ: ”جس نے مجھے دیکھا اس نے سچا خواب دیکھا۔“

خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت شریفہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ کی اصلی ہیئت و شکل اور حلیہ مبارکہ میں دیکھے۔ دوم یہ کہ کسی دوسری ہیئت و شکل میں دیکھے۔ اہل علم کا اس پر تو اتفاق ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کی زیارت آپ ﷺ کے اصل حلیہ مبارکہ میں ہو تو ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق، واقعی آپ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، لیکن اگر کسی دوسری ہیئت و شکل میں دیکھے تو اس کو بھی زیارت نبوی ﷺ کہا جائے گا یا نہیں؟ اس میں علماء کے دو قول ہیں، ایک یہ کہ یہ زیارت نبوی ﷺ نہیں کہلائے گی، کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کا صرف یہ مطلب ہے کہ آپ ﷺ کو اصلی شکل و صورت اور حلیہ مبارکہ میں دیکھے۔ پس اگر کسی نے مختلف حلیہ میں آپ ﷺ کو دیکھا تو یہ حدیث بالا کا مصداق نہیں، اور بعض اہل علم کا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ کو خواہ کسی شکل و صورت اور حلیہ میں دیکھے وہ آپ ﷺ ہی کی زیارت ہے، اور آپ ﷺ کے اصل حلیہ مبارکہ سے مختلف شکل میں دیکھنا خواب دیکھنے والے کے نقص کی علامت ہے۔ شیخ عبدالحی نامی ”معتبر الانام فی تعبیر المنام“ میں دونوں قسم کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”فاعلم ان الصحيح بل الصواب كما قاله بعضهم ان رؤياه حق على اي حالته فرضت ثم ان كانت بصورته الحقيقية في وقت ما سواء كان في شبابه اور رجوليته او كهولته او آخر عمره لم تحتج الى تاويل. والا احتيجت لتعبير يتعلق بالراني. ومن ثم قال بعض علماء التعبير من راه شيخا فهو غاية سلم. ومن راه شابا فهو غاية حرب. ومن راه متيسما فهو متمسك بسنته.“

وقال بعضهم من راه على هيئته وحاله كان دليلا على صلاح الراي وكمال جاهه وظفره بمن عاداه. ومن راه متغير الحال عابسا كان دليلا على سوء حال الراني. وقال ابن ابي حمزة رؤياه في صورة حسنة حسن في دين الراني. ومع شين او نقص في بعض بدنه خلل في دين الراني. لانه ﷺ كالمراة الصقيلة ينطبع فيها ما يقابلها. وان كانت ذات المراة على احسن حاله و اكمل هذه الفائدة الكبرى في رؤياء ﷺ اذ به يعرف حال الراني.“ (ج ۲ ص ۲۷۶، ۲۷۷)

ترجمہ: ”پس معلوم ہوا کہ صحیح بلکہ صواب وہ بات ہے جو بعض حضرات نے فرمائی کہ خواب میں آپ ﷺ کی زیارت بہر حال حق ہے۔ پھر اگر آپ ﷺ کے اصل حلیہ مبارکہ میں دیکھا خواہ وہ حلیہ آپ ﷺ کی جوانی کا ہو یا پختہ عمری کا، یا زمانہ پیری کا، یا آخری عمر شریف کا، تو اس کی تعبیر کی حاجت نہیں، اور اگر آپ ﷺ کو اصل شکل مبارکہ میں نہیں دیکھا تو خواب دیکھنے والے کے مناسب حال تعبیر ہوگی۔ اسی بنا پر بعض علماء تعبیر نے کہا ہے کہ جس نے آپ ﷺ کو بڑھاپے میں دیکھا تو یہ نہایت صلح ہے، اور جس نے آپ ﷺ کو جوان دیکھا تو یہ نہایت جنگ ہے، اور جس نے آپ ﷺ کو مسکراتے دیکھا تو یہ شخص آپ ﷺ کی سنت کو کھانسنے والا ہے۔ اور بعض علماء تعبیر نے فرمایا ہے کہ جس نے آپ ﷺ کو اصلی شکل و حالت میں دیکھا تو یہ دیکھنے والے کی درست حالت، اس کی کمال و جاہت اور دشمنوں پر اس کے غلبہ کی علامت ہے، اور جس نے آپ ﷺ کو غیر حالت میں (مثلاً) تیر چڑھائے ہوئے دیکھا تو یہ دیکھنے والے کی حالت کے برا ہونے کی علامت ہے۔ حافظ ابن ابی حمزہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو اچھی صورت میں دیکھنا، دیکھنے والے کے دین کے اچھا ہونے کی علامت ہے، اور عیب یا نقص کی حالت میں دیکھنا، دیکھنے والے کے دین میں خلل کی علامت ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ کی مثال شفاف آئینہ کی سی

ہے، کہ آئینہ کے سامنے جو چیز آئے اس کا عکس اس میں آ جاتا ہے۔ آئینہ بذات خود کیسا ہی حسین و پاکمال ہو (مگر بھدی چیز اس میں بھدی ہی نظر آئے گی) اور خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت شریفہ کا بڑا فائدہ یہی ہے کہ اس سے خواب دیکھنے والے کی حالت پہچانی جاتی ہے۔“

اس سلسلہ میں مسند البند شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی ایک تحقیق فتاویٰ عزیزی میں درج ہے جو حسب

ذیل ہے:

”سوال..... آنحضرت ﷺ کی زیارت خواب میں اہل سنت اور شیعہ دونوں فرقہ کو میسر ہوتی ہے اور ہر فرقہ کے لوگ آنحضرت ﷺ کا لطف و کرم اپنے حال پر ہونا بیان کرتے ہیں اور اپنے موافق احکام آنحضرت ﷺ سے سننا بیان کرتے ہیں، غالباً دونوں فرقہ کو آنحضرت ﷺ کی شان میں افراط کرنا اچھا معلوم نہیں ہوتا اور خطرات شیطانی کو اس مقام میں دخل نہیں تو ایسے خواب کے بارے میں کیا خیال کرنا چاہیے؟

الجواب..... یہ جو حدیث شریف ہے ”من رانی فی المنام فقد رانی“، یعنی جناب آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو اس نے فی الواقع مجھ کو دیکھا ہے۔ تو اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث خاص اس شخص کے بارہ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اس صورت مبارک میں دیکھے جو بوقت وفات آنحضرت ﷺ کی صورت مبارک تھی اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث عام ہے آنحضرت ﷺ کے کسی وقت کی صورت میں دیکھے تو وہ خواب صحیح ہوگا یعنی ابتدائے نبوت سے تا وقت وفات جوانی اور کلاں سالی اور سفر اور حضر اور صحت اور مرض میں جس وقت آنحضرت ﷺ کی جو صورت مبارک تھی۔ ان صورتوں میں سے جس صورت میں آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھے تو وہ خواب صحیح ہوگا یعنی فی الواقع اس نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہوگا اور جیسا کہ آنحضرت ﷺ کی صورت میں سنی نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے اسی طرح شیعہ نے بھی نہ دیکھا ہے، اور فریاتی کا اعتبار نہیں۔“

تحقیق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھنا چار قسموں پر ہے۔ ایک قسم روایات الہی ہے کہ اتصال تعین کا آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہے اور دوسری قسم ملکی ہے اور وہ تعلقات آنحضرت ﷺ کو دیکھنا ہے، مثلاً آنحضرت ﷺ کا دین اور آنحضرت ﷺ کی سنت اور آنحضرت ﷺ کے ورثہ اور آنحضرت ﷺ کا نسب مطہر اور آنحضرت ﷺ کی اطاعت اور محبت میں سالک کا درجہ اور اس کے مانند اور جو امور ہیں تو ان امور کو آنحضرت ﷺ کی صورت مقدس میں دیکھنا پردہ مناسبات میں ہو جو فن تعبیر میں معتبر ہے۔ اور تیسری قسم روایات نفسانی ہے کہ اپنے خیال میں آنحضرت ﷺ کی جو صورت ہے اس صورت میں دیکھنا اور یہ تینوں اقسام آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھنے کے بارے میں صحیح ہیں۔

چوتھی قسم شیطانی ہے یعنی آنحضرت ﷺ کی صورت مقدس میں شیطان اپنے کو خواب میں دکھائے اور یہ صحیح نہیں ہو سکتا، یعنی ممکن نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی صورت مقدس کے مطابق شیطان اپنی صورت خبیث بنا سکے اور خواب میں دکھلاوے، البتہ مغالطہ دے سکتا ہے، اور تیسرے قسم کے خواب میں بھی کبھی شیطان ایسا کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی آواز اور بات کے مشابہ شیطان بات کرتا ہے اور دوسرے میں ڈالتا ہے چنانچہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سورہ نجم پڑھتے تھے اور بعض آیات کے بعد جو آنحضرت ﷺ نے سکوت فرمایا تو شیطان نے کچھ عبارت خود بنا کر پڑھ دی کہ اس سے بعض سامعین مشرکین کا شہ قوی ہو گیا اور یہ روایت اوپر ایک

مقام میں مفصل مذکور ہوئی ہے تو جب آنحضرت ﷺ کے زمانہ حیات میں شیطان نے ایسا کیا تو خواب میں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے شریعت میں ان احکام کا اعتبار نہیں جو خواب میں معلوم ہوں اور خواب کی بات حدیث نہیں شمار کی جاتی اور اگر کاش کوئی بدعتی کہے کہ آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے اور آنحضرت ﷺ نے فلاں حکم فرمایا ہے کہ وہ حکم خلاف شرع ہو تو اس بدعتی کے قول پر اعتبار نہ کیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔“

(فتاویٰ عزیزی ج اس ۲۸۵ تا ۲۸۷)

گزشتہ دنوں قادیانیوں کے نئے سربراہ مرزا طاہر احمد قادیانی کی ”خلافت“ کی تائید میں قادیانی اخبار ”الفضل ربوہ“ میں آسانی بشارات کے عنوان سے بعض چیزیں شائع کی گئیں ان میں سے ایک کا تعلق خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت سے ہے اس لیے اس کا اقتباس ملاحظہ درج ذیل ہے:

”دیکھا کہ (قادیانی عبادت گاہ) مبارک (ربوہ) میں داخل ہو رہا ہوں، ہر طرف چاندنی ہی چاندنی ہے، جتنی تیزی سے ورد کرتا ہوں سرور بڑھتا جاتا ہے اور چاندنی واضح ہوتی جاتی ہے۔ محراب میں حضرت بابا گردو نانک رحمۃ اللہ علیہ جیسی بزرگ شہید کی صورت میں حضرت نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں، آنحضور ﷺ کے گرد نور کا ہالہ اس قدر تیز ہے کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں، باوجود کوشش کے شہید مبارک پر نظر نہیں کتی۔“

(الفضل ربوہ ۶ نومبر ۱۹۸۲ء)

علم تعبیر کی رو سے اس خواب کی تعبیر بالکل واضح ہے۔ صاحب خواب کو آنحضرت ﷺ کا سکھوں کے پیشوا کی شکل میں نظر آنا اس امر کی دلیل ہے کہ ان کا دین و مذہب، جسے وہ غلط فہمی سے اسلام سمجھتے ہیں دراصل سکھ مذہب کی شہید ہے، اور ان کے روحانی پیشوا آنحضرت ﷺ کے بروز نہیں، بلکہ سکھوں کے پیشوا بابا نانک کے بروز ہیں۔

اور صاحب خواب کو انوارات کا نظر آنا جس کی وجہ سے وہ خواب کی اصل مراد کو نہیں پہنچ سکے۔ شیطان کی وہی تلمیس ہے جس کا تذکرہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا ہے اور ان انوارات میں یہ اشارہ تھا کہ ان کے پیشوا نے بابا نانک کا بروز ہونے کے باوجود تلمیس و تدلیس کے ذریعہ اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا پیرو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس سے ان کی طرح بہت سے حقیقت ناشناس لوگوں نے دھوکہ کھایا۔

چونکہ خواب کی یہ تعبیر بالکل واضح تھی شاید اسی لیے صاحب خواب کو مرزا بشیر احمد قادیانی اور مرزا ناصر احمد قادیانی نے خواب کے اظہار سے منع کیا۔ چنانچہ صاحب خواب لکھتے ہیں:

”پھر (مرزا بشیر احمد قادیانی نے) فرمایا کسی سے خواب بیان نہیں کرنی، خلافت ثالث کا انتخاب ہوا تو پھر یہ نظارہ لکھ کر (مرزا ناصر احمد قادیانی کی خدمت میں) بھجوا دیا۔ حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب کے ذریعہ پیغام ملا کہ حضور (یعنی مرزا ناصر احمد قادیانی) فرماتے ہیں کہ خواب آگے نہیں بیان کرنی۔“

(مرزا عبدالرشید وکالت تبصر ربوہ)

مناسب ہے کہ اس خواب کی تائید میں بعض دیگر اکابر کے خواب کشف بھی ذکر کر دیے جائیں۔

..... مولانا محمد لدھیانوی مرحوم ”فتاویٰ قادریہ“ میں لکھتے ہیں:

”مولانا صاحب (مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی) صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند نے حسب وعدہ کے ایک فتویٰ اپنے ہاتھ سے لکھ کر ہمارے پاس ڈاک میں ارسال فرمایا جس کا مضمون یہ تھا کہ یہ شخص میری دانست

میں غیر مقلد معلوم ہوتا ہے اور اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے اور نیز اس شخص نے کسی اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا معلوم نہیں کہ اس کو کس روح کی اویسیت ہے۔“
(نفاذی قادریہ ص ۱۷)

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نے تو اس سے لاعلمی کا اظہار فرمایا کہ مرزا قادیانی کو کس روح سے ”فیض“ پہنچا ہے۔ مگر افضل میں ذکر کردہ خواب سے یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کو سکھوں کے مذہبی پیشوا سے روحانی ارتباط تھا۔ مرزا قادیانی نے جو کچھ لیا ہے انہی سے لیا ہے۔

۲..... ”مرزا غلام احمد قادیانی نے شہر لدھیانہ میں آ کر ۱۳۰۱ھ میں دعویٰ کیا کہ میں مجدد ہوں۔ عباس علی صوفی اور نشی احمد جان مع مریدان اور مولوی محمد حسن مع اپنے گروہ اور مولوی شاہدین اور عبدالقادر اور مولوی نور محمد مہتمم مدرسہ حقانی وغیرہ نے اس کے دعویٰ کو تسلیم کر کے امداد پر کمر باندھی۔ نشی احمد جان نے مع مولوی شاہدین و عبدالقادر ایک مجمع میں جو واسطے اہتمام مدرسہ اسلامیہ کے اوپر مکان شاہزادہ صفدر جنگ صاحب کے تھا۔ بیان کیا کہ علی الصبح مرزا غلام احمد قادیانی اس شہر لدھیانہ میں تشریف لائیں گے، اور اس کی تعریف میں نہایت مبالغہ کر کے کہا کہ جو شخص اس پر ایمان لائے گا گویا وہ اول مسلمان ہوگا۔

مولوی عبداللہ صاحب مرحوم برادر م نے بعد کمال بردباری اور تحمل کے فرمایا:
”اگرچہ اہل مجلس کو میرا بیان کرنا ناگوار معلوم ہوگا لیکن جو بات خدا جل شانہ نے اس وقت میرے دل میں ڈالی ہے، بیان کیے بغیر میری طبیعت کا اضطراب دور نہیں ہوتا وہ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی جس کی تم تعریف کر رہے ہو بے دین ہے۔ نشی احمد جان بولا کہ میں اول کہتا تھا کہ اس پر کوئی عالم یا صوفی حسد کرے گا۔“

راقم الحروف (مولانا محمد عبدالقادر لدھیانویؒ) نے مولوی عبداللہ صاحب کو بعد برخاست ہونے جلسہ کے کہا کہ جب تک کوئی دلیل معلوم نہ ہو بلا تاہل کسی کے حق میں زبان طعن کی کھولنی مناسب نہیں، مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ اس وقت میں نے اپنی طبیعت کو بہت روکا لیکن آخر الامر یہ کلام خدا جل شانہ نے جو میرے سے اس موقع پر سرزد کر لیا ہے خالی از الہام نہیں۔

اس روز مولوی عبداللہ صاحب بہت پریشان خاطر رہے بلکہ شام کو کھانا بھی تناول نہیں کیا۔ بوقت شب دو شخصوں سے استخارہ کروایا اور آپ بھی اسی فکر میں سو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ میں ایک مکان بلند پر مع مولوی محمد صاحب و خواجہ احسن شاہ صاحب بیٹھا ہوں، تین آدمی دور سے دعوتی باندھے ہوئے چلے آتے معلوم ہوئے۔ جب نزدیک پہنچے تو ایک شخص جو آگے آگے آتا تھا اس نے دعوتی کو کھول کر تہنید کی طرح باندھ لیا۔ خواب ہی میں غیب سے آواز آئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی یہی ہے۔ اسی وقت سے بیدار ہو گئے اور دل کی پراگندگی یک لخت دور ہو گئی اور یقین کلی حاصل ہوا کہ یہ شخص پیرو اسلام میں لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ موافق تعبیر خواب کے دوسرے دن ”قادیانی مع دو ہندوؤں کے لدھیانہ میں آیا۔“ (اس خواب میں بھی یہی اشارہ تھا کہ یہ صاحب ہندومت کو اسلام کا لبادہ اوڑھا رہے ہیں۔ ناقل)

(نفاذی قادریہ ص ۲)

۳..... مولانا عبداللہ لدھیانویؒ کے ساتھ جن دو شخصوں نے استخارہ کیا تھا ان کے بارے میں مولانا محمد صاحب لکھتے ہیں:

”استخارہ کنندگان میں سے ایک کو معلوم ہوا کہ یہ شخص بے علم ہے، اور دوسرے شخص نے خواب میں مرزا

کو اس طرح دیکھا کہ ایک عورت برہنہ تن کو اپنی گود میں لے کر اس کے بدن پر ہاتھ پھیر رہا ہے جس کی تعبیر یہ ہے کہ مرزا دنیا کی جمع کرنے کے درپے ہے دین کی کوئی پرواہ نہیں۔“ (حوالہ بالا)

۵..... اسی فتاویٰ قادریہ میں ہے کہ:

”شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری مرحوم نے (جو صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے) بروقت ملاقات فرمایا کہ مجھ کو بعد استخارہ کرنے کے یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص بھینے پر اس طور سوار ہے کہ منہ اس کا دم کی طرف ہے۔ جب غور سے دیکھا تو زنا راس کے گلے میں پڑا ہوا نظر آیا جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے، اور یہ بھی میں یقیناً کہتا ہوں کہ جو اہل علم اس کی تکفیر میں اب متردد ہیں کچھ عرصہ بعد سب کا فرہنگیں گے۔ (زنا بھی بطور خاص کسی کے ہندو ہونے کی علامت ہے اس سے الفضل میں درج شدہ خواب کی تائید ہوتی ہے کہ یہ صاحب ہندوؤں سے مستفید ہیں۔ ناقل)۔“

(فتاویٰ قادریہ ص ۱۷)

۶..... مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ”شہادۃ القرآن ص ۹“ میں (جو ۱۳۲۱ھ میں مرزا قادیانی کی زندگی میں شائع ہوئی) لکھتے ہیں:

”جب اس فرقہ مبتدعہ مرزائیہ کو کوئی پچھلی تفسیر بتائیں تو کفار کی طرح اساطیر الاولین کہہ کر جھٹ انکار کر دیتے ہیں اور اگر ان کے رو برو حدیث نبوی ﷺ پڑھیں تو اسے بوجہ بے علمی کے مخالف و معارض قرآن بنا کر دور پھینک دیتے ہیں اور اپنی تفسیر بالرائے کو جو حقیقت میں تحریف و تاویل منہی عنہ ہوتی ہے مؤید بالقرآن کہتے ہیں (ظاہر ہے یہ طرز عمل کسی مسلمان کا نہیں ہو سکتا۔ ناقل) بیچارے کم علم لوگ اس سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور درطہ ترددات و گرداب شبہات میں گھر جاتے ہیں، سو ایسے شبہات کے وقت میں اللہ عز و حکیم نے مجھ عاجز کو محض اپنے فضل و کرم سے راہ حق کی ہدایت کی اور ہر طرح سے ظاہر و باطناً معقولاً و منقولاً مسئلہ ہدہ سمجھایا۔ چنانچہ عنفوان شباب میں ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح علیہ السلام کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا۔ اس طرح کہ آپ ایک گاڑی پر سوار ہیں اور بندہ اس کو آگے سے کھینچ رہا ہے اس حالت باسعادت میں آپ سے قادیانی علیہ ما علیہ کی نسبت عرض کی، آپ نے زبان وحی ترجمان سے بالفاظ طیبہ یوں فرمایا کہ کوئی خطرے کی بات نہیں اللہ تعالیٰ اس کو جلدی ہلاک کر دے گا۔“

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۹ ص ۳۲، ۳۵)

قادیانیوں کا شرعی حکم

کافر کو کافر کہنا حق ہے

سوال..... کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی حدیث کی روشنی میں ”کسی کافر کو بھی کافر نہیں کہنا“ چاہیے ”چنانچہ قادیانیوں کو کافر کہنا درست نہیں ہے۔ مزید یہ کہ اگر کوئی صرف زبان سے کلمہ پڑھ لے اور اپنے کو مسلمان ہونے کا اقرار کرے جبکہ حقیقت میں اس کا تعلق قادیانیت یا کسی اور عقیدے سے ہو تو کیا وہ شخص صرف زبانی کلمہ پڑھ لینے سے مسلمان کہلائے گا؟ ازراہ کرم مسئلہ ختم نبوت کی وضاحت تفصیل سے بتائیے۔

الجواب..... یہ تو کوئی حدیث نہیں کہ کافر کو کافر نہ کہا جائے۔ قرآن کریم میں بار بار ”ان الذین کفرو“ و ”الکافرون“ ”لقد کفر الذین قالوا“ کے الفاظ موجود ہیں۔ جو اس نظریہ کی تردید کے لیے کافی وشافی ہیں اور یہ اصول بھی غلط ہے کہ جو شخص کلمہ پڑھ لے (خواہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ”محمد رسول اللہ“ ہی مانتا ہو) اس کو بھی مسلمان ہی سمجھو۔ اس طرح یہ اصول بھی غلط ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو خواہ خدا اور رسول کو گالیاں ہی بکتا ہو، اس کو بھی مسلمان ہی سمجھو۔

صحیح اصول یہ ہے کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پورے دین کو مانتا ہو اور ”ضروریات دین“ میں سے کسی بات کا انکار نہ کرتا ہو۔ نہ توڑ مروڑ کر ان کو غلط معافی پہناتا ہو وہ مسلمان ہے کیونکہ ”ضروریات دین“ میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا اس کے معنی و مفہوم کو بگاڑنا کفر ہے۔ قادیانیوں کے کفر و ارتداد اور زندہ و الحاد کی تفصیلات اہل علم بہت سی کتابوں میں بیان کر چکے ہیں۔ جس شخص کو مزید اطمینان حاصل کرنا ہو، وہ میرے رسالے ”قادیانی جنازہ“ ”قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین“ اور ”قادیانیوں اور دوسرے غیر مسلموں میں کیا فرق ہے“ ملاحظہ کر لیں۔ ”دفتر ختم نبوت مسجد باب الرحمت پرانی نمائش محمد علی جناح روڈ کراچی“ اندرون اور بیرون ملک ختم نبوت کے دفاتر سے یہ رسائل مل جائیں گے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۱ ص ۳۸۰-۳۸۱)

مرزائی کافر ہیں

سوال..... بعض مقتدر و بااثر مسلمان مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کو پوری قوت سے مسلمان کہتے ہیں۔ ان سے فیصلہ ہوا تھا کہ مندرجہ ذیل پانچ علمائے کرام سے فتویٰ حاصل کر لیا جائے۔ مولانا ابوالکلام صاحب آزاد، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب، مولانا سید سلیمان صاحب ندوی، حضرت مولانا حسین احمد صاحب، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری، اس سلسلہ میں مولوی محمد داؤد صاحب پلیدر قصور نے آنجناب کی خدمت اقدس میں ایک استثناء ارسال کیا تھا۔ اس کا جواب موصول ہو چکا ہے چونکہ وہ جواب آنجناب کے قلم مبارک سے نہ تھا اس لیے فریق ثانی نے اس کو قبول کرنے میں تامل کیا۔

(۱) مستثنیٰ نمبر ۳۹۱ حاجی عبدالقادر، میڈیکل کیشنر کورٹ بدر الدین قصور، ۳ ربیع الاول ۱۳۵۴ م ۱۶ جون ۱۹۳۵ء)

الجواب..... مرزائے قادیانی نے اپنی تالیفات میں نبوت مجددیت، محدثیت، مسیحیت، مہدویت کا اتنی صراحت اور اتنی کثرت سے دعویٰ کیا ہے کہ اس کا انکار یا اس کی تاویل ناممکن ہے۔ خاتم المرسلین ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔ ملت اسلامیہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے لیے قطعاً تیار نہیں۔ خواہ وہ نبوت ظلیہ، بروزیہ، جزئیہ کی تاویلات کرنے کی پناہ لے یا حکم کھلا نبوت تشریعیہ کا مدعی ہو۔ مرزا قادیانی کے کفر کی اور بھی وجوہ ہیں۔ مثلاً عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی توحین، معجزات قرآنیہ کا انکار اور ناقابل اعتبار تاویلات سے ان کو رد کرنا یا استہزا کرنا اور چونکہ یہ امور مرزا قادیانی کی تالیفات میں آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہیں۔ اس لیے لاہوری جماعت کا انکار اور تاویلیں بھی لاہوری جماعت کو کفر سے نہیں بچا سکتیں۔ اگرچہ یہ دونوں جماعتیں اسلام کا مدعی ہیں، لیکن عالم اسلامی کے معتد علیہ علماء ان دونوں کو ملت اسلامیہ سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی جلد ۱ ص ۳۱۳)

باتفاق علماء قادیانی کافر ہیں

سوال..... ایک شخص داخل فرقہ قادیانی ہو گیا ہے اور خیالات و عقائد مرزا قادیانی کے رکھتا ہے، اب اس کی تکفیر کی جائے یا نہیں، اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب..... علماء اہل حق نے باتفاق، قادیانی کی تکفیر فرمائی ہے کیونکہ عقائد و اقوال اس کے باتفاق کفر ہیں، پس جو شخص قادیانی ہو جائے اور عقائد اس کے مثل مرزا قادیانی کے ہو جائیں اور مثل عقائد قادیانیوں کے وہ مرزا کو نبی جانے وہ کافر و مرتد ہے اور مسئلہ فقہ کا ہے کہ مرتد ہو جانا کسی کا زوجین میں سے فوراً موجب فسخ نکاح ہے و اذداد احدہما فسخ عاجل (در مختار ج ۲ ص ۲۷۵ مکتبہ رشیدیہ) لہذا زوجہ اس شخص کی جو کہ قادیانی ہو گیا اس کے نکاح سے خارج ہو گئی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۱ ص ۳۲۶-۳۲۷)

قادیانی اور اس کے پیروکار کافر ہیں

سوال..... مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار مسلمان ہیں یا کافر۔ بر تقدیر ثانی اگر باپ سنی خفی ہو اور اس کا بیٹا قادیانی ہو گیا ہو تو یہ بیٹا شرعاً باپ کا وارث ہوگا یا نہیں؟

الجواب..... قادیانی اور اس کے اتباع کافر ہیں اور یہ مخصوص ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۱ ص ۳۷۳)

قادیانیوں کا کفر قرآن و حدیث کی روشنی میں

سوال..... قادیانی جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ احمدی سچا مذہب سے باقی سب مذہب باطل ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ واقعی احمدی سچا مذہب ہے اور قرآن و حدیث کے موافق ہے یا مخالف؟ بصورت دیگر ان کے ساتھ میل جول، رشتہ ناطہ کرنا کرنا کیسا ہے؟

الجواب..... تمام امت مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے انکار نہیں اس لیے کہ ان کی نبوت اور پیغمبری آپ ﷺ سے پہلے تھی۔ لہذا ان کا حضور اقدس ﷺ کی امت میں نازل ہونا آپ ﷺ کی ختم نبوت پر اثر انداز نہیں ہوگا، بہر حال ختم نبوت کا عقیدہ تمام

امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے، ایسے مسلمہ عقائد سے انکار کرنے والا کافر و مرتد ہے، اسلام اور مسلمانوں سے اس کا کوئی واسطہ نہیں، اور مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام دعوے نصوص قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کی رو سے بالکل جھوٹ اور بکواس پر مبنی ہیں۔ لہذا اس کے ان جھوٹے دعوؤں کی بنیاد پر اس کے ماننے والے کافر اور مرتد ہیں۔ جب ایک مسلمان کو یہ معلوم ہو جائے کہ ایک شخص قادیانی ہے اور سمجھانے بجھانے پر بھی وہ باز نہیں آتا تو اس کے ساتھ اسلامی طریقہ پر علیک سلیک اور اٹھنا بیٹھنا جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (حمود ۱۱۳) جمہور علماء اسلام جب قادیانی عقائد و نظریات پر مطلع ہوئے تو سب نے ان کے کفر و ارتداد کے فتوے دیے جن کی بناء پر وہ لوگ جو باوجود ان عقائد کے معلوم ہونے کے قادیانیوں کو مسلمان سمجھیں (خواہ وہ مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہوں یا مسیح ظلی یا پردی) بہر حال کافر اور مرتد ہیں۔ مزید تحقیق کی ضرورت ہو تو ”تکلیف قادیانی“ نامی رسالہ کا مطالعہ کریں جس میں سینکڑوں معتمد علیہ علماء کے دستخط ثبت ہیں۔

قال اللہ تبارک و تعالیٰ: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (الاحزاب ۴۰)

قال العلامة الحافظ ابن كثير: (تحت قوله و خاتم النبیین) فهذه الآية نص في انه لا نبی بعده و اذا كان لا نبی بعده فلا رسول بعده بالطريق اولی والاخری لامقام الرسالة اخص من مقام النبوة. فان كل رسول نبی ولا ینعكس و بذلك و ردت احادیث المتواترة عن رسول الله من حدیث جماعة من الصحابة.

ومثله في الجامع الاحكام القرآن. جلد ۱۴ ص ۱۲۷ سورة الاحزاب. (فائدہ حقانیہ جلد ۱ ص ۳۹۳ مطبوعہ مصطفیٰ محمد صبر)

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے کفر میں شبہ نہیں ہے

سوال..... عموماً اور خصوصاً مباہعین اور مصدقین مرزا غلام احمد قادیانی اعتراض کیا کرتے ہیں کہ کتب دینیات میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر کسی شخص میں نانوے وجہ کفر کی پائی جائیں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو اس کو کافر نہ کہا جائے گا، اور حدیث میں ارشاد ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہیے۔ عن انس انه قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی صلوٰتنا و استقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی له ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ فلا تخفرو اللہ فی ذمته. (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۵۷) دوسری حدیث یہ ہے من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة اور رسالہ استکشاف المسلمین میں در بارہ ترک موالات مرزائیاں جو فتویٰ علماء دین نے مفتی بہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے معتقدین و مباہعین پر کفر کے لگائے ہیں ان کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور حسب ذیل آیات کو پیش کرتے ہیں۔ ولا تنازعوا فتفشلوا و تلذب ریحکم. (الانفال ۴) واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا. (آل عمران ۱۰۳) اور مرزا کے مسلمان ہونے کے ثبوت میں ایک پرچہ بھی جس پر چند مباہعین و مصدقین کے دستخط ہیں پیش کرتے ہیں جو ہر شے ہذا ہے۔ اب علماء کرام سے یہ عرض ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے تو مرزا اور اس کے معتقدین بھی اہل قبلہ اور کلمہ گو ہیں علماء دین ان پر کفر کا فتویٰ کیوں لگاتے ہیں اور پرچہ منسلک پر اعتبار کرنا چاہیے یا نہیں اور جو شخص مرزا اور اس کی جماعت کو مسلمان سمجھے اس کی نسبت کیا حکم ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

الجواب..... مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے اتباع و مریدین کے کفر و ارتداد میں کچھ شبہ اور تردد نہیں ہے۔ اس میں ایک وجہ بھی اسلام کی باقی نہیں رہی۔ تمام وجوہ کفر و ارتداد کی ہیں، کیونکہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی پیغمبر کی توہین با اتفاق کفر ہے اور سب و شتم انبیاء ارتداد صریح ہے۔ بعد اس کے کوئی وجہ اسلام کی اس شخص میں باقی نہیں رہتی نہ توحید باقی رہتی اور نہ اقرار رسالت اور تفصیل اس کی کتابوں اور رسالوں میں موجود ہے۔ اس کو ملاحظہ کریں اور مرزا مذکور کے تمام کفریات اور عقائد کو باطلہ کو علماء نے جمع کر کے ایک جگہ شائع کیا ہے اور طبع کرایا ہے اس کو دیکھ لیں اور اشتہار منسلک بالکل کذب صریح ہے، اس میں مرزا کے کفر کو چھپایا گیا ہے وہ قابل اعتبار نہیں ہے، پس جو شخص مرزا مذکور اور اس کے اتباع کو مسلمان سمجھے اور ان کے کفر کا اظہار نہ کرے وہ جاہل و عاصی ہے اور سخت گنہگار ہے اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔

(درخار ج ۳ ص ۳۷۷ مکتبہ رشیدیہ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۱۲ ص ۳۶۷-۳۶۸)

مرزائیوں کا لاہوری فرقہ بھی کافر ہے

سوال..... مرزائیوں کا لاہوری فرقہ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتا اور بظاہر اس کے نبی ہونے سے برأت کا اظہار کرتے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتا، اسی طرح یہ فرقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کا بھی منکر ہے۔ کیا یہ عقیدہ رکھنے والے لوگ مسلمان ہیں یا قادیانی مرزائیوں کی طرح کافر و مرتد؟

الجواب..... مرزائیوں کا لاہوری فرقہ اگرچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نبی اور غیر نبی ہونے میں متروک ہے لیکن دیگر عقائد قطعیہ مثلاً حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا بغیر باپ پیدا ہونے سے انکار، اسی طرح ان کے رفع الی السماء سے بھی انکار کرتا۔

(مرحہ محمد علی لاہوری فی تفسیر بیان القرآن جلد ۱ ص ۳۱۳)

یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا مانتا، اس قسم کا عقیدہ رکھنا قرآنی آیات، صحیح احادیث اور اجماع امت کے خلاف ہے لہذا مرزائیوں کا یہ (لاہوری) فرقہ بھی اپنی تاویلات فاسدہ کی وجہ سے مسلمان نہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

قال الله تعالى حكاية عن مريم: قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ نَبِيًّا ۖ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لَا هَبْ لَكَ غُلَامًا وَكِيًّا ۖ قَالَتْ أَنَّى لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَنْفَسْنِي نَفْسًا وَ لَمْ أَكُ نَبِيًّا ۖ قَالَ كَذَلِكَ ۖ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّئْ وَلِنَجْعَلَ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ آمُرًا مَقْضِيًّا ۝ (مریم آیت ۱۸ تا ۲۱)

وقال الله تعالى: وَمَرْيَمَ إِذْ نَبَتْ عِمْرَانَ الْبَتَىٰ اخْضَنْتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا وَصَدَّقْتَ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكَتَبْنَا مِنَ الْقُرْآنِ ۝ (الاحقاف ۱۲)

قادیانی کافر ہیں روافض میں تفصیل ہے

سوال..... ایک مولوی صاحب نے بروز جمعہ یہ فتویٰ بیان فرمایا کہ شرعاً جملہ افراد اہل شیعہ و احمدی کافر ہیں، اور جو شخص ان کے ساتھ خورد و نوش کرے گا یا ان کے ساتھ کسی تقریب میں شامل ہوگا کافر متصور ہوگا اور پھر اس کے ساتھ برتاؤ کرنے والا بھی کافر ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس سلسلہ کفر جاری رہے گا، اور جملہ عورات کا نکاح ناجائز ہوگا۔

فتح شدہ ہے جو لڑکیاں اہلسنت والجماعت کی کسی شیعہ یا احمدی کے ساتھ بیانی ہوئی ہیں ان کی اولاد ولد الحرام ہیں اور وہ زنا کر رہی ہیں، کیا جملہ افراد اہل شیعہ کافر ہیں۔ (۲)..... کیا جملہ افراد احمدی جماعت کے کافر ہیں، ہم خفی ہیں ۱۔ جس فرقہ احمدیہ کا ہم سے تعلق ہے وہ کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے۔ (۳)..... کیا جملہ عورت کا نکاح ناجائز اور فتح شدہ ہیں جو اہلسنت والجماعت کی لڑکیاں ہیں اور کسی شیعہ یا احمدی سے بیانی ہوئی ہیں اور وہ اس طرح زنا کر رہی ہیں۔ (۴)..... کیا کسی معزز شیعہ یا احمدی اہل برادری کی تعظیم کرنا کفر ہے اور پھر جو اس کے ساتھ برتاؤ کرے گا یا اس کی کسی تقریب میں شریک ہوگا وہ بھی کافر ہوگا یا گنہگار۔

الجواب..... مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے قسمن سب بافتاق علماء اہل حق کافر و مرتد ہیں ان سے کسی قسم کا اتحاد و ارتباط رکھنا اور بیاہ شادی کرنا سب حرام ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲)
اور ردوافض میں یہ تفصیل ہے کہ جو فرقہ ان کا قطعیات کا منکر ہے اور سب شیخین کرتا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہت لگاتا ہے یعنی الکف کا معتقد ہے اور صحابہ کی تکفیر کرتا ہے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔

(قادیانی ص ۳ ج ۳ باب المرتد)
ان سے مناکحت و محاسنت حرام ہے اور واضح ہو کہ ردوافض تمرا گوئی ہوتے ہیں اگرچہ بوجہ تکیہ کے جو ان کے نزدیک دینی فعل ہے اپنے آپ کو چھپاتے ہیں اور اپنے عقائد باطلہ مخفی رکھتے ہیں۔ لہذا ان کے قول و فعل کا اعتبار نہ کیا جائے بلکہ ان کے اصول مذہب کو دیکھا جائے پس بعد اس تمہید کے آپ خود اپنے سوالات کا جواب سمجھ سکتے ہیں۔

(۱)..... اکثر افراد شیعہ ایسے ہیں کہ ان کے کفر پر فتویٰ ہے اور اصول مذہب کے اعتبار سے ان کے کفر میں کچھ تردد نہیں لہذا ان کے ذہن میں اور ان سے رشتہ مناکحت قائم کرنے میں احتیاط کی جائے اور احتراز کیا جائے۔
(۲)..... قادیانی قطعاً کافر و مرتد ہیں اور یہ غلط ہے کہ وہ مسلمان کو کافر نہیں کہتے ان کی کتب مذہب کو دیکھو کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کوئی مرزا کو نبی نہ مانے وہ کافر ہے اور جو اس کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔
(۳)..... یہ صحیح ہے وہ نکاح نہیں ہوا اور اس حالت میں محبت و جماع کرنا زنا ہے۔

(۴)..... یہ حکم عام نہیں ہے مگر مصیبت اور فتنہ ہونے میں اس کے کلام نہیں ہے اور حدیث شریف میں ہے۔ من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ہدم الاسلام۔ (مشکوٰۃ باب الاعتصام والتمسک ص ۳۱)

پس جبکہ مبتدع کی تعظیم و توقیر کرنا گویا اسلام کو منہدم کرنا ہے تو ایسے گمراہ کافر و مرتد فرقوں کی تعظیم و توقیر کس درجہ مصیبت ہوگی۔ فقط

قادیانی اہل کتاب نہیں ہیں

سوال..... عیسائی اپنی نسبت انبیاء کی طرف کیوں کرتے ہیں اور کیا عیسائیت کا نام قرآن نے ان کے لیے وضع کیا ہے؟

کافر لوگ اپنی کتاب میں تحریف کرتے تھے۔ پھر ان کو اہل کتاب کیوں کہا جاتا ہے جبکہ مرزائی قادیانی بھی قرآن کو ماننے ہیں۔ ان کو اہل کتاب کیوں نہیں کہا جاتا؟ محمد سلیم، ملتان

الجواب..... محترم محمد سلیم صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

”عیسائی“ عرف عام میں ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کریں۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ نسبت فی الواقع درست ہے یا نہیں، جیسے رسول اللہ ﷺ کے دور میں صحابہ کرام بھی اپنی نسبت اسلام کی طرف کرتے تھے اور منافقین بھی۔ عام اس سے کہ جس کی نسبت صحیح ہے کس کی غلط۔ دراصل بلند مرتبہ ہستیوں کی طرف قدیم زمانہ سے لوگ اپنے آپ کو منسوب کرتے آئے ہیں۔ اس کی ایک مثال سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ان کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ عرب کے مشرک بھی اپنے آپ کو ان کی طرف منسوب کرتے تھے۔ یہودی بھی، عیسائی بھی اور مسلمان بھی حالانکہ سب کے عقائد و نظریات باہم مختلف و متضاد ہیں۔ جس سے واضح ہوا کہ فی الواقع یہ تمام لوگ آپ کے پیروکار تھے نہ ہیں لیکن عقیدت و اتباع کا دعویٰ جیسے صدیوں پہلے تھا، آج بھی ہے۔ اس حقیقت کو قرآن عزیز نے یوں بیان فرمایا:

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ.
(آل عمران، ۶۷) (حضرت) ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے، نہ عیسائی بلکہ ہر باطل سے الگ تھلگ مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

إِن أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَتَلَذَّتِ النَّفْسُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ.
(آل عمران ۶۷-۶۸) بے شک تمام لوگوں میں ابراہیم سے قریب تر وہ ہیں جو ان کے پیروکار ہوئے اور یہ نبی، اور ایمان والے اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے۔

تو ”عیسائی“ نہ قرآن کی اصطلاح نہ بائبل کی بلکہ عرف عام ہے۔ قرآن نے ان کو نصاریٰ کہا ہے۔ بہر حال عیسائی کہلائیں یا نصاریٰ یا کچھ اور، یہ ان کی اپنی اصطلاحیں ہیں جیسے ”خیر عالم“ خواہ بزدل ترین ہی کیوں نہ ہو۔ ”محمد فاضل“ خواہ ان پر نہ ہی کیوں نہ ہو، ”محمد مسلم“ خواہ اللہ کے آگے کبھی سر جھکایا ہی نہ ہو، آپ خواہ کہیں یا نہ کہیں ”مرزائی، قادیانی یا احمدی“ مرزا قادیانی کو نبی ماننے والے مرتدین ہیں۔ نہ ہم مسلمان کہیں، نہ قرآن و سنت، مگر جس طرح منافقین افشا باللہ و بالیوم الآخر کہہ کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے اور قرآن نے وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ کہہ کر ان کے ایمان کی نفی کی۔ اسی طرح باقی جموں نے مدعیان اسلام کو سمجھ لیں۔

ہم اس لیے ان (نصاریٰ) کو اہل کتاب کہتے ہیں کہ قرآن نے انھیں اہل کتاب کہا ہے۔ (با اخیال الکتاب) ان کے علماء و مشائخ نے بادشاہوں اور سربراہیہ داروں، جاگیرداروں کے ایماء پر، روپیہ بخورنے کے لیے چیک اللہ کے کلام میں لفظی و معنوی تحریفات کیں مگر وہ اپنے اس جرم پر ہمیشہ پردے ڈالتے تھے اور کبھی کھل کر اپنے انبیاء علیہم السلام اور آسمانی کتابوں کا انکار نہیں کرتے تھے۔ آخر انھوں نے اپنے جاہلی عوام پر حکومت تو کرنی تھی۔ جو انبیائے کرام اور بزرگان دین سے عقیدت رکھتے تھے البتہ عوام کی جہالت و سادہ لوحی سے اللہ کے کلام و نظام میں من مانی تاویلات و تحریفات میں مصروف رہتے تاکہ حق بات عوام تک نہ پہنچے نہ پائے اور ان کا طلسم ٹوٹ نہ جائے۔ شریعت کے جس حکم میں قاعدہ نظر آتا بیان کر دیے۔ جہاں ان کی بدعتیگی و بدعہ کی کا ذکر آتا یا وہ احکام ترغیر جو ان کی خواہشات و مفادات سے متعارض ہوتے ان میں ”بقدر ضرورت“ تبدیلی کر دیے۔

يُخَوِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ (المائدہ ۱۳) اللہ کی باتوں کو ان کے لٹکانوں سے بدلتے ہیں۔

ان کو اہل کتاب اس لیے نہیں کہا جاتا کہ وہ اسے سرسرا مانتے ہیں بلکہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو سچے نبی اور کتاب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ گو حقیقت میں یہ نہایت غلط اور ناقابل اعتبار ہے۔ دیکھتے

نہیں کہ مسلمان بھی ان تمام لوگوں کو کہا جاتا ہے جو اسلام و ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ علامہ ہم کہتے ہیں کہ مسلمان ہیں؟ اسے ہم خود سمجھتے ہیں اور خدا و رسول بھی اس پر گواہ ہیں۔ ذرا اپنے عوام، نام نہاد مشائخ و علماء (الاماماء اللہ) سیاستدان اور اہل دانش کو دیکھ لیں۔

چو ی گویم مسلمانم بلرزم
کہ دامن مشکلات لا الہ را

۱۔ احمدیوں (قادیانیوں) کو مسلمان اس لیے نہیں مانتے کہ ان کے پیشوا نے قرآن، انبیائے کرام اور دین اسلام کی توہین کی۔

۲۔ عقیدہ ختم نبوت کا انکار کیا، چونکہ پہلے مسلمان تھے، ارتداد کے بعد مرتد ہو گئے۔ (اور ان کی اولاد تمام قادیانیوں کی طرح زندیق و ملحد) لہذا وہ مرتد ہیں، اہل کتاب نہیں۔ وہ خود بھی اہل کتاب نہیں کہتے۔ مسلمان کہلاتے ہیں۔ جو ارتداد کی وجہ سے ختم ہو گیا۔ اسلام سے نکلے مرتد ہونے کی وجہ سے، اہل کتاب اس لیے نہیں کہ وہ اہل کتاب نہیں ہیں، نہ کہلاتے ہیں۔ واللہ اعلم و رسولہ، عبدالمعین خان

(منہاج القنادلی جلد اول ص ۳۳۹ تا ۳۵۱)

مذہب..... مرزائی، رافضی، چکڑالوی وغیرہ کافر ہیں یا نہیں۔

سوال..... معتزلہ، جمیہ، قدریہ، جبریہ، مرزائیہ، چکڑالویہ، رافضیہ بلا تفضیلیہ وغیرہ فرقتے۔ یہ قطعی کافر ہیں یا نہیں۔ نماز میں ان کی اقتداء اور ان سے سلام مصافحہ کرنا روا ہے یا نہیں۔ ان کا ورثہ مسلم کو یا مسلم کی وراثت ان کو پہنچتی ہے یا نہیں؟ اور مسلم عورت کو ان کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر مسلمان عورت کا خاوند ان فرقوں میں داخل ہو جائے۔ مذہب اہلسنت والجماعت بدل لے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ بلا طلاق وہ دوسری جگہ نکاح لے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب..... ان فرق کے گمراہ، زندیق، ملحد، بدعتی ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں۔ البتہ کافر ہونے میں تفصیل ہے۔ مرزائیہ، چکڑالویہ تو بے شک کافر ہیں۔ معتزلہ، جمیہ، قدریہ، جبریہ بھی تقریباً ایسے ہی ہیں۔ لیکن صاف کافر کہنا ذرا مشکل ہے رافضیہ میں سے عالی قطعاً کافر ہیں جو حضرت ابوبکرؓ وغیرہم کو مرتد کہتے ہیں اور زیدؓ کا کفر نہیں۔ جن کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی امامت خطا نہیں ہے۔ مگر حضرت علیؓ افضل ہیں اور حضرت عثمانؓ کے بارہ میں سکتا ہیں۔ نہ اچھا کہتے ہیں نہ برا۔

اگر ان فرقوں کی اور ان کے علاوہ باقی فرقوں کی تفصیل مطلوب ہو تو کتاب مل وائل ابن حزم اور شہرستانی وغیرہ کا مطالعہ کریں اور نواب صدیق حسن خان مرحوم کا بھی ایک رسالہ ”مغنیۃ الاکوان“ اس بارہ میں ہے وہ بھی اچھا ہے۔

رہا ان لوگوں سے میل ملاپ تو یہ بالکل ناجائز ہے۔ ابن کثیر جلد دوم ص ۲۰۱ میں منہ احمد وغیرہ سے یہ حدیث ذکر کی ہے۔ کہ جب تم متشابہ آجوں کے پیچھے جانے والوں کو دیکھو تو ان سے بچو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں سے ناظرہ رشتہ وغیرہ کرنا یا دیسے میل ملاپ رکھنا یا نماز میں امام بنانا اس قسم کا تعلق کوئی بھی جائز نہیں بلکہ جو ان میں سے کافر ہیں۔ اگر اتفاقی طور پر ان کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے یا غلطی سے ان کے ساتھ نکاح کا تعلق ہو گیا ہو تو نماز بھی صحیح نہیں اور نکاح بھی صحیح نہیں۔ نماز کا اعادہ کرنا چاہیے بلکہ اگر نکاح پڑھا ہوا ہو اور بعد

میں ایسی بدعت کے مرتکب ہوئے جو حد کفر کو پہنچ گئی تو بھی نکاح خود بخود منسوخ ہو جاتا ہے۔ طلاق کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُوْمِنُوا (البقرہ ۲۲۱) یعنی مشرک مردوں کو نکاح نہ دو اور دوسری جگہ ہے۔ وَلَا تُنْسِكُوا بِعَصَمِ الْكُوفِرِ (الممتحنہ ۱۰) یعنی کافر عورتوں کے ساتھ نکاح مت رکھو۔ اگر اسی حالت میں مر جائیں مسلمان ان کے وارث نہیں اور یہ مسلمانوں کے وارث نہیں۔ عبد اللہ امرتسری (قادیانی الہدیہ جلد ۱ ص ۲۰۱)

صحیح العقیدہ مسلمان کو بلا تحقیق قادیانی کہنا صحیح نہیں ہے

سوال..... زید نے بکر کی نسبت کہ جو شہر کا امام اور تمام مسلمانوں کا دینی پیشوا اور پکا خفی ہے یہ جھوٹا الزام لگایا کہ وہ قادیانی ہو گیا ہے مسلمانوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور نکاح وغیرہ پڑھوانا نہیں چاہیے اور اس افتراء اور بہتان کی شہادت چند سامعین نے ایک مجمع کثیر کے سامنے کہ جن میں ہزاروں آدمی مجتمع تھے دی، پس زید کو اس کی سزا شرعاً کیا ہونی چاہیے۔

الجواب..... کسی مسلمان سنی خفی پر بلا تحقیق ایسی تہمت لگانا کہ وہ قادیانی ہو گیا ہے یا قادیانی ہے گویا اس کو کافر کہنا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی کو کافر کہا جائے اور وہ ایسا نہ ہو تو وہ اسی پر لوٹتا ہے جس نے کہا۔ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ایما رجل قال لاختیه کافر فقد بآء بها احدهما متفق علیہ (مشکوٰۃ ص ۳۱۱ باب حفظ اللسان) اور نیز حدیث شریف میں ہے۔ سباب المسلم فسوق وقناله کفر۔ (مشکوٰۃ ص ۳۱۱ باب حفظ اللسان) الغرض زید اس صورت میں قاسق ہے اس کو توبہ کرنی چاہیے اور جس کو تہمت لگائی ہے اس سے معافی کرانی چاہیے۔ قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا لا یستخرو قوم من قوم عسی، ان یمکنوا خیرا منهم (الی قولہ تعالیٰ) بنس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک هم الظالمون۔ (الحجرات ۱۲)

(قادیانی دارالعلوم دیوبند جلد ۱۲ ص ۲۳۹-۲۴۰)

اہل قبلہ کو کافر کہنے کا مطلب!

سوال..... کلمہ گو اور اہل قبلہ کی شرعاً کیا تعریف ہے؟ قادیانی مرزائی و لاہوری مرزائی احمدی اہل قبلہ و کلمہ گو مسلمان ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کس وجہ سے؟

الجواب..... کلمہ گو اور اہل قبلہ ایک خاص اصطلاح ہے اسلام اور مسلمانوں کی، جس کا یہ مطلب کسی کے نزدیک نہیں کہ جو کلمہ پڑھ لے خواہ کسی طرح پڑھے وہ مسلمان ہے یا جو قبلہ کی طرف منہ کرے وہ مسلمان ہے۔ بلکہ یہ لفظ اصطلاحی نام ہے اس شخص کا جو تمام احکام اسلامیہ کا پابند ہو۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص ایم اے پاس ہے تو ایم اے ایک اصطلاحی نام ہے۔ ان تمام علوم کا جو اس درجہ میں سکھائے جاتے ہیں نہ یہ کہ جو ایم اے کے الفاظ میں پاس ہوتا ہو اور یاد رکھتا ہو۔ اس طرح اہل قبلہ کے معنی بھی باتفاق امت یہی ہیں کہ جو تمام احکام اسلامیہ کا پابند ہو: کما صرح بہ فی عامۃ کتب الکلام اور اس کی مفصل بحث رسالہ ”اکفار الملحدين“ معنفہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری میں موجود ہے۔ ضرورت ہو تو ملاحظہ فرمایا جائے۔ مگر رسالہ عربی زبان میں ہے۔ (اب اس کا ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے۔ مرتب) (اردو زبان میں بھی اس مضمون کا ایک رسالہ احقر کا ہے جس کا نام وصول الافکار ہے) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(امداد المفسرین ج ۲ ص ۱۱۳)

اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب

سوال..... "لا تکفروا اهل قبلتک" حدیث ہے یا نہیں اور اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب..... حدیث: "لا تکفروا اهل قبلتک" کے متعلق جواباً عرض ہے کہ ان لفظوں کے ساتھ تو یہ جملہ کسی حدیث کی کتاب میں نظر سے نہیں گزرا۔ لیکن اس مضمون کے جملے بعض احادیث میں وارد ہیں مگر قادیانی مبلغ جو ان الفاظ کو نا تمام نقل کر کے اپنے کفر کو چھپانا چاہتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں جیسے قرآن سے کوئی شخص "لا تقربوا الصلوٰۃ" نقل کرے۔ کیونکہ جن احادیث میں اس قسم کے لفظ واقع ہیں ان کے ساتھ ایک قید بھی مذکور ہے۔ یعنی بذنب او لعلعل وغیرہ جس کی غرض یہ ہے کہ کسی گناہ و مصیبت کی وجہ سے کسی اہل قبلہ کو یعنی مسلم مسلمان کو کافر مت کہو۔ چنانچہ بعض روایات میں اس کے بعد ہی یہ لفظ بھی منقول ہیں۔ الا ان تروا کفراً بواحد یعنی جب تک کفر صریح نہ دیکھو کافر مت کہو۔ خواہ گناہ کتنا بھی سخت کرے۔

یہ روایت ابوداؤد کتاب الجہاد (ج ۱ ص ۲۵۲ باب الفروع آئمہ الجور) میں حضرت انسؓ سے اس طرح مروی ہے: "الکف عن قال لا اله الا الله ولا تکفروا بذنب ولا تخرجه من الاسلام بعمل"

نیز بخاری (ج ۱ ص ۵۷ باب فضل استقبال القبلة) میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے: "مرفوعاً من شہد ان لا اله الا الله واستقبل قبلتنا وصلی صلاتنا واکل ذبہتنا فهو المسلم۔"

اہل قبلہ سے مراد بالجماع امت وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین کو مانتے ہیں۔ تاکہ یہ قبلہ کی طرف نماز پڑھ لیں۔ چاہے ضروریات اسلامیہ کا انکار کرتے رہیں۔

(کما فی شرح المقاصد الجلد الثانی من صفحہ ۲۶۸ الی صفحہ ۲۷۰) قال المبحث السابع فی حکم مخالف الحق من اهل القبلة لیس بکافر مالم یخالف ماہو من ضروریات الدین الی قوله والافلا نزاع فی کفر اهل القبلة المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی العلم بالجزئیات وکذا بصدور شئی من موجبات الکفر..... الخ. ولی شرح الفقه الاکبر وان غلالیه حتی وجب اکفاره لا یعتبر غلاله وفاله ایضاً الی قوله وان صلی الی القبلة واعتقد نفسه مسلماً لان الامۃ لیست عبارة عن المصلین الی القبلة بل عن المومنین ونحوه فی (الکشف البلدی صفحہ ۲۳۸ ج ۳) (لا غلاف فی کفره المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات. (اکفار المحدثین ص ۱۱ مطبوعہ دیوبند) وقال الشامی ایضاً اهل القبلة فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین ای الامور الی علم ثبوتها فی الشرع واشتہر ومن انکر شینا من الضروریات الاسلام کحدوث العالم وحشر الاجساد ونفی العلم بالجزئیات و فرضیة الصلوٰۃ والصوم لم یکن من اهل القبلة ولو کان مجاهد اباً لطاعات الی قوله ومعنی عدم تکفیر اهل القبلة ان لا یکفر بارتکاب المعاصی ولا بانکار الامور الخفیة غیر المشہورة هذا ما حققه المحققون فاحفظه ومنه قال المحقق ابن امیر الحاج فی شرح التحریر لا بن همام والنهی عن تکفیر اهل القبلة هو الموافق علی ماہو من ضروریات الاسلام هذه جملة قليلة من اقوال العلماء نقلتها واکتفت بها لقلة الفراغ وتفصیل هذه المسئلة فی رسالة اکفار

دارالاسلام میں غیر مسلمین کو تبلیغی اجتماع کی اجازت نہیں

سوال اسلامی ریاست میں کفر و شرک کی تبلیغ کی اجازت دی جاسکتی ہے؟ کیا بطور حسن سلوک یا رواداری اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو ان کے باطل دین کی تبلیغ کی اجازت دی جاسکتی ہے؟ بیٹھا تو جروا۔

الجواب باسم ملہم الصواب دارالاسلام میں غیر مسلمین اپنے گھروں یا عبادت گاہوں میں مذہبی تبلیغ کر سکتے ہیں، مکمل مقامات پر انھیں تبلیغی اجتماع کی اجازت نہیں دی جاسکتی، حتیٰ کہ وہ اپنی مذہبی کتاب بھی بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتے۔ قال العلامة العثماني رحمه الله تعالى قلت ولا ينبغي للامام ان يهاد نهم على ما يخالف شروط عمر من غير ضرورة فانه هو القدوة في هذا الباب، قال الموفق وينبغي للامام عند عقد الهدنة ان يشترط عليهم شروطا نحو ما شرطه عمر وقد رويت عن عمر في ذلك اخبار منها ما رواه الخلال باسنادہ فذكر ما ذكرناه في المتن اه (اعلاء السنن ص ۵۲۰ ج ۱۲ باب شروط اهل البعثة) وقد حكى ابن تيمية اجماع الفقهاء لذكرنا الفاظ كل طائفة فيها (الى قوله) ومن جملة الشروط ما يبعد باخفاء منكرات دينهم و ترك اظهارها كمنعهم من اظهار الخمر والنفاق والبران والاعیاد و نحو ذلك ومنها ما يبعد باخفاء شعائر دينهم كاصواتهم بكتابهم۔ (اعلاء السنن ص ۵۲۳ ج ۱۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۳ صفر ۱۴۰۰ھ۔

(حسن الفتاویٰ جلد ۱ ص ۱۸-۱۹)

مدینہ منورہ کے علاوہ کسی دوسرے شہر کو (منورہ) کہنا

سوال میری نظر سے ایک رسالہ گزرا ہے جس میں پاکستان کے ایک شہر کو ”المورہ“ کہا گیا ہے حالانکہ ایسا لفظ ہم نے کبھی کسی اور جگہ نہیں پڑھا۔ مذکورہ شہر میں ایک مخصوص عقائد کے لوگ (قادیانی) بستے ہیں۔ کیا اس طرح کے الفاظ کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ”المورہ“ کا لفظ مدینہ طیبہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ”المدینہ المنورہ“ کے مقابلہ میں مخصوص عقائد کے لوگوں (قادیانیوں) کا ”ربوۃ المنورہ“ کہنا آنحضرت ﷺ سے چشم نمائی، شرابگیری اور مسلم آزادی کی شرمناک کوشش ہے اور یہ ان کے کفر و ضلالت کی ایک تازہ دلیل ہے۔

(آپ کے رسائل اور ان کا حل جلد ۸ ص ۶۱-۶۲)

جھوٹے نبی کا انجام

سوال رسول پاک ﷺ کے بعد امکان نبوت پر روشنی ڈالے اور بتائیے کہ جھوٹے نبیوں کا انجام کیا ہوتا ہے مرزا قادیانی کا انجام کیا ہوگا؟

الجواب آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا حصول ممکن نہیں، جھوٹے نبی کا انجام مرزا غلام احمد قادیانی جیسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اے دنیا و آخرت میں دلیل کرتا ہے چنانچہ تمام جھوٹے مدعیان نبوت کو اللہ تعالیٰ نے دلیل

کیا۔ خود مرزا قادیانی منہ لگا بیٹے کی موت مرا اور دم واپس دونوں راستوں سے نجاست خارج ہو رہی تھی۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۱ ص ۱۹۴)

جھوٹے مدعی مسیحیت کا شرعی حکم

تشریح..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ عیسیٰ موعود میں ہوں اور وہ عیسیٰ مر گئے۔ سو ایسا دعویٰ کرنے والا کافر ہے یا مومن اور جو ایسے شخص کا معتقد ہو وہ کیسا ہے۔
بیٹواتو جروا۔

الجواب..... جو شخص اپنے کو عیسیٰ موعود کہتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا قائل ہے وہ بڑا دجال کذاب منکر قرآن و احادیث متواترہ کا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ولان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موتہ (ای قبل موت عیسیٰ علیہ السلام) (النساء ۱۵۹) کما قال ابن عباس و ابوہریرۃ و غیرہما من السلف و هو الظاہر۔ (کما فی تفسیر ابن کثیر و فتح القدیر الشوکانی ہکذا فی الفتح) یہ آیت صاف دلالت کرتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ احادیث صحیحہ صریحہ سے ثابت ہے کہ آخر زمانہ میں شام میں ان کا ظہور ہوگا۔ دجال کو قتل کریں گے۔ لوگوں کو اس کے شر و فساد سے بچادیں گے ان کی دعا سے یا جوج ماجوج کی قوم ہلاک ہوگی ان کے ہاتھ سے شر و فساد کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ جمیع اقوام یہود و نصاریٰ وغیرہ اسلام قبول کریں گے۔ عدل و انصاف سے سارا زمانہ معمور ہو جائے گا۔ سات برس تک یہی حالت رہے گی۔ پھر آپ دنیا سے رحلت فرمائیں گے۔ یہ قصہ تمام کتب احادیث و عقائد میں مرقوم ہے اور اس پر تمام اہلسنت و الجماعت کا اعتقاد ہے۔ ہاں بعض فرقہ خالہ نے احادیث نزول عیسیٰ علیہ السلام کو انا خاتم النبیین سے منسوخ سمجھا اور تاقض خیال کر کے جملہ احادیث صحاح کو رد کیا۔ ان کی سوء فہمی نے انھیں چاہے ضلالت میں ڈالا۔ فی الحقیقت کوئی تاقض نہیں ہے کیونکہ اس میں شک نہیں کہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آخر زمانہ میں ہوگا۔ وہ مستقل و جدید شریعت کے ساتھ نہیں ہوگا۔ بالجلہ جمیع اہلسنت و الجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور جو شخص ان کی حیات کا منکر اور شل یہود مردود کے قتل ہونے کا یا خود بخود فوت ہونے کا قائل ہو اور اپنے آپ کو عیسیٰ کہتا ہو ایسے شخص کے کفر میں کوئی شبہ نہیں اور جو شخص ایسے اعتقاد والے کا پیرو ہو وہ بھی احاطہ اسلام سے باہر ہے۔ واللہ اعلم

حررہ عبدالحفیظ عفی عنہ۔ ۳۰ رجب ۱۳۱۷ھ قادیانی نذیریہ جلد اوّل ص ۵۲۴۔ سید محمد نذیر حسین۔

(قادیانی خانہ جلد اوّل ص ۲۷۳ تا ۲۷۵)

حکم قاتل بوفات مسیح علیہ السلام

سوال..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا معتقد دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟

الجواب..... اس نص قطعی الثبوت کا اگر یہ شخص منکر ہے تو اسلام سے خارج ہے اور اگر اس کو غیر قطعی الدلالہ قرار دے کر تاویل کرتا ہے تو مبتدع و ضال ہے۔ ۶ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ (تتمہ اربعہ ص ۲۱)

(امداد الفتاویٰ جلد ۵ ص ۴۴۳)

لاہوری مرزائیوں کے متعلق شرعی حکم

مجدد کو ماننے والوں کا کیا حکم ہے

سوال ہر صدی کے شروع میں مجدد آتے ہیں کیا ان کو ماننے والے غیر مسلم ہیں؟

جواب ہر صدی کے شروع میں جن مجددوں کے آنے کی حدیث نبوی ﷺ میں خبر دی گئی ہے وہ نبوت و رسالت کے دعوے نہیں کیا کرتے اور جو شخص ایسے دعوے کرے وہ مجدد نہیں۔ لہذا کسی سچے مجدد کو ماننے والا تو غیر مسلم نہیں، البتہ جو شخص یہ اعلان کرے کہ ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں“ اس کو ماننے والے ظاہر ہے غیر مسلم بنی ہوں گے۔

سوال چودھویں صدی کے مجدد کب آئیں گے؟

جواب مجدد کے لیے مجدد ہونے کا دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ جن اکابر نے اس صدی میں دین اسلام کی ہر پہلو سے خدمت کی وہ اس صدی کے مجدد تھے۔ گزشتہ صدیوں کے مجددین کو بھی لوگوں نے ان کی خدمات کی بنا پر ہی مجدد تسلیم کیا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد نمبر ۱ ص ۲۷۸)

چودھویں صدی کے مجدد حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ تھے

سوال مشہور حدیث مجدد مسلمانوں میں عام مشہور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر سو سال کے سرے پر ایک نیک شخص مجدد ہو کر آیا کرے گا۔ براہ کرم وضاحت فرمائیں کہ چودھویں صدی گزر گئی مگر کوئی بزرگ مجدد کے نام اور دعویٰ سے نہ آیا اگر کسی نے مجدد کا دعویٰ کیا ہے تو اس کا پتہ بتائیں؟

جواب مجدد دعویٰ نہیں کیا کرتا، کام کیا کرتا ہے چودہ صدیوں میں کن کن بزرگوں نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تھا؟ چودھویں صدی کے مجدد حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ تھے۔ جنہوں نے دینی موضوعات پر قریباً ایک ہزار کتابیں لکھیں اور اس صدی میں کوئی فتنہ کوئی بدعت اور کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس پر آپ نے قلم نہ اٹھایا ہو۔ اسی طرح حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف و سلوک، عقائد و کلام وغیرہ دینی علوم میں کوئی ایسا علم نہیں جس پر آپ نے تالیفات نہ چھوڑی ہوں۔ بہر حال مجدد کے لیے دعویٰ لازم نہیں اس کے کام سے اس کے مجدد ہونے کی شناخت ہوتی ہے۔ مرزا غلام احمد نے مجدد سے لے کر مہدی، مسیح، نبی، رسول، کرشن، گوردونا تک، رودر گوپال ہونے کے دعویٰ تو بہت کیے مگر ان کے ناموار قد پر ان میں سے ایک بھی دعویٰ صادق نہیں آیا۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۷۸)

مرزا غلام احمد کو مجدد اور فیض نبوت سے مستفید سمجھنے والے بھی کافر ہیں

سوال ہم ان تمام احکامات پر جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت کے ہیں ایمان رکھتے ہیں اور اس کی

پیروی کی کوشش کرتے ہیں اور حضرت مرزا قادیانی کو مجدد اور باتباع پیروی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی طرف سے فیض نبوت سے مستفید جانتے ہیں از روئے شریعت محمدیہ ﷺ ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب..... واضح ہو کہ اگر کسی شخص میں باوجود تمام عقائد اسلامیہ کے ماننے کے ایک عقیدہ بھی کفریہ ہو اور کسی ایک امر کا ضروریات دین سے بھی انکار کرے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ پس جو شخص باوجود دعویٰ اسلام و عقائد اسلام کے ایک ایسے مرتد و ملحد کو جس کی کتابوں سے اس کی کفریات ثابت ہیں مسلمان سمجھے بلکہ اس کو مجدد اور فیض نبوت سے مستفید سمجھے وہ بھی قطعاً کافر ہے کیونکہ اس نے کافر کو مسلمان اور کفر کو اسلام سمجھا پس جبکہ محقق ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بیحد دعویٰ نبوت و توہین انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وغیرہا کے قطعاً کافر ہے کیونکہ جو شخص ایسے کافر و ملعون کو مجدد و مستفید از فیض نبوت سمجھے اس کی کفر میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ فقط (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱۲ ص ۳۲۸-۳۲۹)

وجہ، کشف و الہام کی تعریف، مجدد اور مہدی کی علامات

استفتاء مندرجہ ذیل چند سوالات بطور اضافہ علمی سمجھنا چاہتا ہوں۔ براہ کرم مطالعہ و فرصت پر سمجھا دیے جائیں۔
۱..... کشف، الہام اور وحی میں کوئی فرق ہے یا نہ۔ اگر ہے تو کون سا اور کس قسم کا۔ اور وہ صوری ہے یا معنوی۔ استدلالی ہے یا یقینی۔ ان واردات کی تشریح فرمائی جائے۔

۲..... مہدی اور مجدد کے منصب میں کیا تفاوت ہے اور ان مناصب کے عاملین کو نمبر ۱ میں سے کون سا درجہ اور وصف حاصل ہوتا ہے؟

۳..... جیسا کہ نبی کے لیے دعویٰ نبوت ضروری ہے اسی طرح مجدد اور مہدی کے لیے بھی دعویٰ مجددیت و مہدویت ضروری ہے یا نہ۔

۴..... کیا نبی اور پیغمبر کی طرح مجدد بھی معصوم، یا مرد کامل، خطا سے برہر ہوتا ہے۔
۵..... مجدد اور مہدی کو نہ ماننے والے مسلمان کے لیے از روئے شرع کیا حکم ہے۔ اور ان کی بعض تعریفوں یا اوصاف کو نہ ماننے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب..... وحی وہ علم ہے جو پیغمبر اور رسول کو بوقت انصلاخہ عن البشریۃ الی الملکیۃ حاصل ہوتا ہے۔ پھر اس کی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔

۱..... کسی وقت آواز مثل صلۃ الجرس (گھنٹی کی سی آواز سنائی دیتی ہے)

۲..... کسی وقت فرشتہ اپنی اصلی صورت میں یا انسانی صورت میں آتا ہے۔

۳..... کسی وقت مکالمہ الہی بظاہر واسطہ ہوتا ہے۔

۴..... کسی وقت مکالمہ الہی من وراء الحجاب ہوتا ہے۔

۵..... کسی وقت رؤیا کے ذریعہ سے علم دیا جاتا ہے۔ اس لیے رؤیا انبیاء علیہم السلام وحی ہیں۔ نہ رؤیا غیر۔

۶..... تفہیم معنی من جانب اللہ انبیاء علیہم السلام پر ایک وقت ایسا آ جاتا ہے کہ ان کی قوت نظریہ کو کھینچ کر رشد و صواب کی طرف لے جایا جاتا ہے۔

۷..... الہام وہ علم ہے جو قلب مبارک میں بغیر اکتساب اور استدلال کے القاء ہو۔ اگر نبی کو ہو تو وحی کہلاتا

ہے۔ یعنی وہ وحی کا قسم ہوتا ہے اور وہ قطعی اور حجت ہوتا ہے اور غیر انبیاء کا الہام وحی کی قسم نہیں ہوتا اور وہ ظنی ہوتا ہے۔ یہی فرق نبی اور غیر نبی کے رویا میں ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا الہام امر و نہی پر مشتمل ہوتا ہے اور اولیاء کا الہام کسی بشارت یا تنبیہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء پر اپنے الہام کی تبلیغ واجب ہے اور اولیاء پر نہیں بلکہ اخفاء اولیٰ ہے جب تک کوئی ضرورت شرعیہ و دینیہ داعی نہ ہو۔

اس تفصیل سے واضح ہو گیا ہوگا کہ وحی اور الہام میں کیا فرق ہے۔ الہام وحی کی قسم ہے۔ بنا برائے وحی اور الہام میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت بن جاتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ”علم الکلام“ مولانا محمد ادریس صاحب ص ۱۳۵ تا ص ۱۶۳۔

اسی طرح ”کشف“ لغت کھولنے کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی علم کو نبی یا ولی پر کھول دینا۔ نبی کے علم کشفی اور ولی کے علم کشفی میں وہی فرق ہے جو الہام نبی اور غیر نبی میں بیان ہوا۔ کشف اور الہام مفہوم کے لحاظ سے متفاوت ہیں اور مصداق کے لحاظ سے قریب قریب ہیں۔ اور نسبت کشف اور وحی میں وہی ہے جو الہام اور وحی میں بیان ہوئی۔

یہ تفصیل اور نسبت اس کشف کے متعلق ہے جو کہ نبی پر ہوتا ہے۔ بعض اوقات کشف فناء پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ ابن صیاد نے کہا تھا اوی عروشا علی الماء آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ توی عروش ابلیس علی البحر اور بعض اوقات بہائم پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ عذاب قبر۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عقلین کے ماسوی تمام بہائم و طیور من لیتے ہیں۔ کشف کے اس معنی ائم کے درمیان اور وحی کے درمیان عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہوگی۔

۱..... مادہ اجتماعی۔ وہ کشف جو نبی کو ہو۔ وہ وحی بھی ہے اور کشف بھی۔

۲..... مادہ انفرادی۔ جہاں کشف ہو اور وحی صادق نہ آئے۔ کشف اولیاء۔ کشف بہائم وغیرہ۔

۳..... جہاں وحی صادق آئے اور کشف نہ ہو۔ وحی کی وہ چھ قسمیں جو الہام سے پہلے نبیوں میں بیان ہوئیں۔

تنبیہ اعموم و خصوص مطلق کی نسبت جو بیان ہوئی۔ وہ کشف نبی اور الہام نبی اور وحی انبیاء کے درمیان تھی۔ ورنہ مطلق الہام اور مطلق کشف اور وحی کے درمیان بھی نسبت عموم و خصوص من وجہ بنتی ہے۔ کمالا یغنی علی المتامل۔

۲..... مہدی ایک شخص معین ہے کوئی عہدہ نہیں ہے کہ ہر شخص کو حاصل ہو سکے۔ مہدی کے متعلق علامات حدیث نبوی میں وارد ہوئی ہیں جو کہ یہ ہیں۔

۱..... اس کا نام حضور ﷺ کے مطابق ہوگا۔

۲..... اس کے والد کا نام حضور ﷺ کے والد کے ہمنام ہوگا۔

۳..... اہل بیت سے ہوگا یعنی اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوگا۔

۴..... سات سال زمین میں خلافت کرے گا اور زمین کو عدل سے پڑ کر دے گا۔

۵..... بیعت کی صورت یہ ہوگی کہ کسی خلیفہ کے فوت ہونے کے بعد اختلاف واقع ہوگا۔ تو اس وقت مہدی

صاحب مدینہ طیبہ میں ہوں گے۔ اس ڈر سے مدینہ سے نکل کر مکہ کی طرف روانہ ہوں گے کہ ایسا نہ ہو کہ مجھے خلافت کے لیے مجبور کیا جائے کیونکہ اہل مدینہ اس کے فضل و کمال سے واقف ہوں گے لیکن جب مکہ معظمہ پہنچیں گے تو اہل مکہ بھی انہیں پہچان لیں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ درنحالیہ مہدی صاحب اس امر خلافت کے قبول کرنے کو کمرہ بکھنے والے ہوں گے۔ یہ بیعت رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان ہوگی۔

۶..... اس کے بعد ایک لشکر شام سے بمقابلہ حضرت مہدی صاحب روانہ ہوگا۔ مقام بیداء میں پہنچ کر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

۷..... مہدی کی اس کرامت کو دیکھ کر ابدال ملک شام اور اہل عراق آئیں گے اور بیعت کریں گے۔

۸..... اس کے بعد ایک اور صاحب قریش میں سے مہدی کے مقابلہ کے لیے کھڑے ہوں گے اور وہ اپنے احوال کلب سے آدمیوں کو جمع کر کے مہدی کے ساتھ لڑائی کریں گے۔ لشکر مہدی کو فتح ہوگی۔ یہ سب علامات ابو داؤد باب فی ذکر المہدی بذل المجہود ج ۵ ص ۱۰۱ سے لی گئی ہیں۔

اب مجدد کے متعلق تحقیق درج کی جاتی ہے۔ جو کہ ابو داؤد اور اس کی شرح بذل المجہود ج ۵ ص ۱۰۳، ۱۰۴ باب ما یذکر فی قرن العاف سے اخذ کی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے اوپر ”من یجد دلہا دینہا“ کو بھیجا کریں گے۔ اس لفظ ”من یجدد“ کے اوپر غور فرمایا جائے۔ لفظ ”من“ معنی میں جمع کے ہے اور لفظ مفرد کا ہے۔ تو اب اس سے ایک قرن میں ایک فرد مبین مراد لیتا اور تیرہ قرن جو گزر چکے ہیں۔ ان میں سے تیرہ آدمیوں کا انتخاب کرنا اور یہ کہنا کہ اس صدی کا مجدد فلاں تھا اور اس کا فلاں، تکلف سے خالی نہیں۔ اس لیے معنی حدیث کی بناء پر اظہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر صدی میں اللہ تعالیٰ ایک جماعت ایسی قائم فرماتے ہیں جن کا ہر فرد ہر بلد میں تقریر و تحریر کے ذریعہ سے دین کو قائم رکھتا ہے اور تحریف عاملین و مبطلین سے حفاظت کرتا ہے۔ چنانچہ مولانا غمیل احمد صاحب محدث سہارنپوری فرماتے ہیں۔

ان المراد بمن یجدد لیس شخصا واحد ابل المراد به جماعة یجدد کل واحد فی بلد فی فن او فنون من العلوم الشرعیة ماتیسر له من الامور التقریریة والتحریریة. و یکون سببا لبقائه و عدم اندراسه وانقضائه الی ان یأتی امر الله ولا شک ان هذا التجدید امر اضافی لان العلم کل سنة فی التّنزل کما ان الجہل کل عام فی الترقی۔ (بذل المجہود ص ۱۰۳-۱۰۴ ج ۵)

مجدد اور مہدی کے مفہوم اور مراتب کو واضح کرنے کے بعد آپ کے سوالات کے جوابات حسب ذیل ہیں۔
۱..... ان مناصب کے حاملین کو وحی نبوت اور وحی رسالت میں سے کوئی حصہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ البتہ الہام اور کشف وغیرہ سے اولیاء کو ظنی علم حاصل ہوتا ہے۔ وہ ان کو بھی حاصل ہوتا ممکن ہے۔ مگر وہ قطعی علم جو انبیاء علیہم السلام کو وحی کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے جو کہ لوگوں پر حجت ہوتا ہے۔ ان کو ہرگز ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔

۲..... نبی اور پیغمبر کو اپنی نبوت کا اعلان کرنا اور لوگوں کو اپنی نبوت کی طرف بلانا لازم ہوتا ہے لیکن مجدد کو مجددیت کا دعویٰ کرنا اور اپنی مجددیت پر لوگوں سے بیعت کا مطالبہ کرنا اور پھر اپنے علوم کو مجددیت کی سند کے ساتھ مستند قرار دیتے ہوئے قطعی قرار دینا جائز نہیں۔ البتہ بطور تحدیث بالصمت کے اگر کوئی عالم ربانی اظہار کر دے، بطور ظن کے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے دین کی یہ اہم خدمت لی ہے۔ اس لیے مجددین کے زمرہ میں داخل ہونے کی امید کرتا ہوں تو اس میں کوئی حرج نہ ہوگا۔ لیکن یہ ادعا کرنا کہ میں فلاں صدی کا مجدد ہوں اور لوگوں کو میری مجددیت پر ایمان لانا چاہیے۔ یا میرے ہاتھ پر بیعت ہو جانا چاہیے۔ بالکل جائز نہیں ہے۔

۳..... نبی اور پیغمبر معصوم ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ امت کا کوئی فروختی کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم بھی انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم نہیں قرار دیے جاسکتے۔ کما هو مذهب اہل السنة والجماعة۔

۳۔ مہدی اور مجدد کو نہ ماننے سے کفر نہیں لازم آتا۔ مجدد کے متعلق تو واضح ہو چکا ہے کہ کسی شخص معین کا نام نہیں ہے بلکہ کسی کا مجدد ہونا امر ظنی ہے۔ اس لیے اس کے نہ ماننے میں کوئی خاص تکبر نہیں ہو سکتی۔ البتہ مہدی کا ذکر ان صفات کے ساتھ جو احادیث میں آیا ہے اور یہ حدیثیں الوداد وغیرہ میں مذکور ہیں۔ حدیثیں صحیح اور حسن ہیں اس لیے ان صفات کا جو مکر ہوگا اس کے لیے وہ حکم ہوگا جو احادیث احاد کے مکر کا ہوتا ہے۔ یعنی کفر لازم نہ آئے گا۔ لیکن فسق سے خالی نہ ہوگا۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صواب

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ: خادم دارالافتاء

خیر محمد عفا اللہ عنہ

مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان: خیر المدارس ملتان: مورخہ ۲۰ شعبان ۱۴۰۷ھ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۷۷۷)

تجدید دین اور مرزا غلام احمد قادیانی؟

سوال..... مرزا غلام احمد قادیانی کو اگر مجدد زمان مانا جائے تو بجا ہے یا نہیں؟

جواب..... مرزا قادیانی مذکور ہرگز مجدد زمان نہیں مانے جاسکتے کیونکہ مجدد زمان کے لیے چند شرائط مقرر اور معین ہیں۔ چنانچہ کتاب (محاسن الابرار مجلس ۸۳ ماوجہت هذا الکتاب فی الحکمتہ) میں بایں طور مسطور ہے کہ مجدد وہ ہو سکتا ہے جس کی لیاقت علیت و بزرگی کو علمائے وقت تسلیم کر لیں نہ کہ وہ اپنی زبان سے میاں مٹھو طوطا کی طرح مجدد ہونے کا اپنے منہ سے دعویٰ کرے اور کہلائے اور مرزا قادیانی میں یہ صفت کہاں؟ دیکھو اس کی عبارت عربی جو یہاں بطور شے نمونہ از خردارے ہے تحریر کر دی جاتی ہے جس پر ادنیٰ لیاقت والے طالب علم بھی اعتراض کرتے ہیں اور ہنسی اڑاتے ہیں اور مرزا قادیانی کی چند تصنیفات سے کتاب اعجاز اسحٰی کی چند غلطیاں پیرمہر علی شاہ صاحب نے سیف چشتیائی اور فیصلہ آسمانی میں (مولانا محمد علی موگیہری) بایں طور نقل کر دی ہیں۔ وھو هذا وانی سمیئہ اعجاز المسیح وقد طبع فی مطبع ضیاء الاسلام فی سبعین یوماً من شھر الصیام وکان من الھجر سنہ ۱۳۱۸ من شھر النصارى ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء مقام الطبع قادیان ضلع گورداسپور۔

(اعجاز اسحٰی طبع اول خزائن جلد ۱۸ ص ۱)

اب ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ کیا ستر دن کا مہینہ بھی ہوتا ہے؟ امید ہے کہ مرزائی صاحبان اس جگہ بھی کچھ تاویل کریں گے حالانکہ یہ تمام عبارت بے ربط اور خلاف محاورہ عرب کے ہے۔

غلطی دوم۔ ضلع گورداسپور کی بجائے غورداسپور ہونا چاہیے تھا۔

غلطی سوم۔ باہتمام الحکیم فضل الدین بعد التریب فضل الدین۔

غلطی چہارم۔ اس کتاب کے ص ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۵ من کل نوع الجناح۔ نوع للجناح کیونکہ کل

معرفہ پر احاطہ اجزاء کا افادہ دیتا ہے۔ وہ یہاں پر مقصود نہیں۔

غلطی پنجم۔ اس کتاب کے ص ۳ ایضاً کل امرهم علی التقویٰ۔ اس مقام پر کل امرلہم ہونا چاہیے

تھا چونکہ کل مجموعی خلاف ہے۔

غلطی ششم۔ اس کتاب کے ص ۳ خزائن جلد ۱۸ ص ۸ فلا ایمان لہ او یضیع ایمانہ۔ دو دفعہ ایمان

کے لفظ کا تکرار بے قاعدہ اور خلاف محاورہ عرب ہے۔

غرضیکہ مرزا قادیانی نے کہیں تو مقامات حریری وغیرہ کتب سے عبارتیں چرائی ہیں اور کہیں لفظی اور کہیں

معنوی تحریف قرآن مجید و احادیث شریف کی گئی ہے جس کو پیر صاحب موصوفؒ نے اپنی تصنیف سیفِ چشتیائی میں صفحہ ۱۸ تا ۱۹ قلمبند کر دیا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ فقیر بھی ہر ایک جلد میں چند اغلاط مرزا غلام احمد قادیانی کے لکھتا رہے گا۔ (بابو پیر بخش کی تمام کتب ”قادیانیت“ احتساب قادیانیت ج ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ میں شائع ہوئی ہیں مرتب) اور دوسری شرط مجدد کی یہ ہے کہ وہ اپنے ظاہر و باطن کو مطابق شریعت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے رکھتا ہے اور اقوال و افعال اس کے ہرگز برخلاف شریعت کے نہیں ہوتے۔ اور مرزا قادیانی میں یہ ہر دو صفت موجود نہ تھیں نہ تو مرزا قادیانی نے باوجود استطاعت الہائی و مرزہ الحالی حج کیا اور نہ ہی پتلی روٹی گیہوں کی کھانے سے تین دن متواتر باز رہے اور نہ ہی فرش چمڑے اور کھجوروں کے پتوں سے بنایا اور نہ ہی مرزا قادیانی نے کباب اور زردی اور پلاؤ کھانے سے منہ پھیرا اور نہ ہی جھوٹے الہام بیان کرنے سے زبان کو روکا نہ ہی نبیوں کی توہین کرنے سے قلم کو بند کیا اور نہ ہی ۲۲ کروڑ مسلمانوں کی پارٹی پر کفر کا فتویٰ لگانے سے شرمایا اور نہ ہی قرآن مجید اور احادیث شریف اور اجماع امت کے اقوال کی تحریف معنوی کرنے سے قلم کو تھما۔

تیسری شرط مجدد کی یہ ہے کہ جو بدعت اور بت پرستی اور برے کام لوگوں کے درمیان مروجہ اور قائم ہو چکے ہوں ان کو وہ اپنی ایمانی طاقت اور استقامت اور حوصلہ اور حلیمی سے دور کر دیتا ہے۔ مرزا قادیانی نے تو بجائے ان باتوں کے بدعت اور بت پرستی کی تیغ قائم کی چنانچہ اپنی تصویریں بنوا کر ملکوں میں تقسیم کیں حالانکہ یہ بالکل برخلاف قرآن مجید و احادیث صحیحہ و اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے اور علاوہ اس کے اپنے آپ کو خدا کہلاتا اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے پر اپنے آپ کو قادر سمجھتا جیسا کہ (کتاب البریہ ص ۸۵ خزائن جلد ۱ ص ۱۰۳ و حقیقۃ الوحی و دافع البلاء) وغیرہ میں مذکور ہے۔ علاوہ اس کے خود مرزا قادیانی کا دعویٰ کرشن جی کا بھی ہے۔ (حقیقۃ الوحی خزائن جلد ۲ ص ۵۸) جس کی تعلیم شرک و بدعت سے بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ گیتا ترجمہ فیضی سے۔

ابیات

من	از	ہر	عالم	جدا	گشتہ	ام
نہی	گشتہ	از	خود	خدا	گشتہ	ام
				منم	ہر	چہ
				ہستم	خدا	از
					من	است
				قا	از	من
				است	و	بقا
					از	من
					است	
				بدانی	مرا	
				بدانی	مرا	
				اگر	گوشت	داری
				خدا	میشوری	و
					خدا	میشوری

تتبع

ہمہ	شکل	اعمال	مگرفتہ	اند
تقلیب	احوال	دل	گفتہ	اند
گرفتار	زندہ	آند	شداند	
زبیدانی	محکم	جان	خود	اند

اب ناظرین ذرا مرزا قادیانی کے کلمات بھی بغور و ہوش دیکھئے اور سنئے اور انصاف فرمائیے۔ وہو ہذا۔
 (ترجمہ) ”میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے
 وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم اور سختی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا اور اسی حالت
 میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور
 زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب و تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے فضاء حق کے موافق اس کی
 ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا
 السماء الدنیا بمصایب پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت
 کشف سے الہام کی طرف متخل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا۔ اودت ان استخلف فخلقت آدم۔ انا خلقنا
 الانسان فی احسن تقویم۔“
 (کتاب البریہ ص ۸۶-۸۷ خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳-۱۰۵)

اور آگے چل کر اسی کتاب (کتاب البریہ ص ۲۰۷ خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۵) میں جہاں یہ مضمون چھڑا ہوا ہے کہ
 امام مہدی اور عیسیٰ مسیح میں ہوں اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چکے ہیں اور جو لوگ ان کا زندہ ہونا آسمان پر مانتے
 ہیں وہ جاہل اور احمق اور نادان ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث کو غور سے نہیں سمجھتے اور جب ان کو پوچھا جائے کہ اس
 کے آسمان سے اترنے اور جانے کا کیا ثبوت ہے تو پھر نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث۔
 پتاہ بخدا۔ میرے صاحبان دیکھو! مرزا قادیانی کا کس قدر جھوٹ بولنا ثابت ہے پیر مہر علی شاہ صاحب
 فاضل اہل لاہور میں خود بحث کرنے کے لیے مع بسیار علمائے دین کے تشریف لائے اور مرزا قادیانی بھاگ گئے
 اور ایسا ہی پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کے مقابلہ کرنے سے بھاگتے رہے۔ آخر الامر اس کے دعویٰ کی
 تردید میں کتاب سیف چشتیانی و شمس الہدیۃ تیار کیں۔ اس طرح ہزار ہا علمائے دین جو اب بدلائل قاطعہ اب تک
 دے رہے ہیں اور خاص کر اب بھی پیر بخش صاحب پنشنر پوسٹ مسز انجن تائید الاسلام کی طرف سے مستقل
 طور پر رسالہ ماہواری (تائید الاسلام) لکھتا ہے جس کے جواب دینے میں مرزا قادیانی اور آپ کے پیروں کو
 سبق پڑھ کر لا جواب ہو گئے اور انشاء اللہ ہوتے رہیں گے۔

گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم
 چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اور اب فقیر بھی مرزا قادیانی کے گدی نشینوں اور قبیح کوٹوس دیتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی اور آپ لوگ
 سچے ہیں تو میں ہزار روپیہ جو مرزا قادیانی نے بطور انعام اس دعویٰ پر ارقام فرمایا ہے براہ مہربانی بھینٹنی آرڈر
 روانہ فرمایا جائے ورنہ سرکاری طور پر درخواست کی جائے گی۔ وہو ہذا۔
 ”اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہ پاؤ
 گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عسری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی
 طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو کیں ہزار روپے تک تادان دے سکتے ہیں
 اور تو بہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کو جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا جس طرح چاہیں تسلیم کر لیں۔“

(کتاب البریہ ص ۲۰۷ خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۵ حاشیہ)

اور اس کتاب کے ص ۲۰۸ خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۶ میں یوں لکھا ہے کہ ”جہاں کسی کا واپس آنا بیان کیا
 جاتا ہے عرب کے فصیح لوگ رجوع بولا کرتے ہیں نہ نزول۔“

اب ناظرین نے مرزا قادیانی کی عبارت نزول کا لفظ وارو ہے وہ غیر فصیح ہے۔ یہ لفظ ذی عزت آدمی کی خاطر بھی بولا جاتا ہے اور یہ عام محاورہ ہے۔ نزول من السماء اور رجوع کا کلمہ کسی حدیث وضعی کتاب مذہب اسلامیہ میں بھی اس کا ثبوت نہیں اور اگر کوئی شخص دیکھا دے تو اس کو بیس ہزار روپیہ علاوہ سزا اور تادان کے دوں گا۔ میرے صاحب ذرہ انصاف سے حدیثوں کو ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کیا ان میں رجوع اور نزول من السماء کا کلمہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو مرزائی صاحبان تحریر شدہ تادان لے دیں۔ اگر وہ نہ دیں تو سمجھ لیں کہ یہ لوگ کذاب ہیں اور نہ ہی مرزا قادیانی صادق اور مجدد ہو سکتے ہیں؟ اور وہ دلائل یہ ہیں۔

حدیث..... ۱ قال الحسن قال رسول الله ﷺ لليهود ان عيسى لم يموت وانہ راجع اليكم قبل يوم القيامة. (بخاری از تفسیر درمنثور ص ۳۰ ج ۲ مکتبہ دارالکتب العلمیہ)

یعنی کہا حضرت حسن بھریؑ نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ ہننے واسطے مخاطبین اہل یہود کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک نہیں مرا۔ وہ تمہاری طرف واپس آنے والا ہے قیامت سے پہلے (اس حدیث میں رجوع کا لفظ موجود ہے اور حدیث صحیح ہے)

حدیث..... ۲ زوی اسحق بن بشر وابن عساكر عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ فعند ذلك ينزل اخي عيسى بن مريم من السماء. (کنز العمال ج ۱۳ ص ۶۱۹ حدیث نمبر ۳۹۷۲۶ مختصر ابن عساکر ج ۲ ص ۱۳۹) یعنی کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے، نزدیک ہے کہ میرا بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے نزول فرمائے گا۔ (اس حدیث میں کلمہ من السماء کا موجود ہے)

حدیث..... ۳ فانه لم يموت الا ان بل رفعه الله الى هذا السماء روى ابن جرير وابن حاتم عن ربيع قال ان النصارى اتوا النبي ﷺ الى ان قال الستم تعلمون ربنا حيي لا يموت وان عيسى ياتي عليه الفناء. (تفسیر طبری ص ۱۶۳ ج ۳) یعنی کیا تم لوگوں کو علم نہیں رب ہمارا زندہ ہے۔ اس پر کبھی موت نہیں آئے گی اور عیسیٰ پر موت آئے گی۔

حدیث..... ۴ عن عبد الله بن سلام قال يدفن عيسى بن مريم مع رسول الله ﷺ و صاحبيه فيكون قبره رابعا. (درمنثور ج ۲ ص ۲۳۵-۲۳۶) یعنی فرمایا کہ دفن ہوگا عیسیٰ بن مریم ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اور اس کی قبر چوتھی ہوگی۔

حدیث..... ۵ عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ كيف انتم اذا نزل ابن مريم من السماء فيكم و امامكم منكم. (رواہ البیہقی فی کتاب الاسماء والصفات ص ۳۲۳)

ناظرین کیا حدیث نمبر اول میں رجوع اور حدیث نمبر ۲ اور حدیث نمبر ۵ میں کلمہ من السماء کا واقع ہے یا نہیں؟

اب مہربانی فرما کر مرزائی صاحبان کو لازم ہے کہ ایفائے وعدہ کریں یا مرزا قادیانی کے اتباع سے توبہ کریں اور علاوہ اس کے مرزا قادیانی کے اور بھی کلمات ہیں۔ اصل کو غور سے دیکھیں اور انصاف کریں کہ کیا یہ مطابق قرآن مجید و احادیث شریف و اجماع مسلمین و آئمہ دین و مجتہدین و مجدد دین کے ہیں یا نہیں؟ وھو هذا، انت منی بمنزلة اولادی انت منی وانا منک. (دافع ابلاء ص ۶ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷) انت منی بمنزلة

ولندی۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۶ خزائن جلد ۲۲ ص ۸۶) اور معنی ان کے یوں کیے جاتے ہیں کہ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ
او!۔ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

ناظرین! کیا یہ مرزا قادیانی کا کہنا سچ ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ صریح جھوٹ ہے اور خداوند کریم پر افتراء
باندھا ہوا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف خود اس کی تردید کرتا ہے۔

(اول) لم یلد ولم یولد (الاخلاص) یعنی نہیں جتا اس نے کسی کو اور نہ وہ جتا گیا۔

(دوم) لم یخذوا لداً ولم یکن له شریک فی الملک۔ (الفرقان ۲) اس نے کس کو ولد (بیٹا یا بیٹی) نہیں بنایا
اور نہ بادشاہی میں اس کا کوئی شریک ہے۔

(سوم) ومن اعظم ممن افتری علی اللہ کذبان الذین کذبوا علی ربهم الا لعنة اللہ علی الظالمین۔ (مائدہ ۱۸)
(چہارم) فویل للذین ینکبون الكتاب بایدہم ثم یقولون هذا من عند اللہ لیشتروا به ثمنًا قليلاً۔ (البقرہ ۷۹)
پس ان تمام مذکورہ بالا آیات دینا سے واضح ہوا کہ جو شخص اللہ پر افتراء باندھے یعنی خدا کا بیٹا ہونے کا
دعوئی کرے یا خود خدا بنے۔ یا اپنے ہاتھ سے کوئی کتاب لکھ کر کہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے جو میرے منہ سے نکلتا ہے۔
سو وہ ظالم اور لعنتی اور دوزخی ہے۔

اور دیکھو مرزا قادیانی نے (حقیقۃ الوحی ص ۸۶ خزائن ج ۲۲ ص ۸۷) میں لکھا ہے۔ ”قرآن خدا کی کتاب
اور میرے منہ کی باتیں ہیں اور اپنی۔ (کتاب الزلزال و ہام ص ۱۵۳ خزائن ج ۳ ص ۲۵۳) میں لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام یوسف
نجم (یعنی یوسف ترکان کا بیٹا) ہے اور اسی کتاب کے (ص ۶۲۸، ۶۲۹ خزائن جلد ۳ ص ۳۲۹) میں لکھا ہے کہ
انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔ خدا کی پناہ ایسے مجددوں سے۔

میرے صاحبان! انصاف فرمائیے کہ جس آدمی کے یہ الفاظ ہوں کیا وہ آدمی بقانون شریعت علیہ السلام
مسلمان بھی رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، ہاں بقول شخصے ”سو چو ہے کھا کے بلی ج کو چلی۔“ الغرض مرزا
قادیانی کسی صورت میں مجدد نہیں ہو سکتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ نظامیہ ج ۳ ص ۲۵۲ تا ۲۶۰)

مرزا قادیانی مجدد نہیں، کافر و مرتد تھا

سوال..... از نو شہرہ تحصیل جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان مسئولہ عبدالغفور صاحب ۱۴ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ۔

ایک مرزائی قادیانی کا سوال ہے کہ ابن ماجہ کی حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر صدی کے بعد
مجدد ضرور آئے گا۔

مرزا قادیانی مجدد وقت ہے۔ عالی جا! اس قوم نے لوگوں کو بہت خراب کیا ہے، ثبوت کے لیے کوئی
رسالہ وغیرہ ارسال فرمائیں تاکہ گمراہی سے بچیں۔

الجواب..... مجدد کا کم از کم مسلمان ہونا ضروری ہے، اور قادیانی کافر مرتد تھا ایسا کہ تمام علمائے حرمین شریفین
نے بالاتفاق تحریر فرمایا کہ: من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر۔ (در مختار ص ۳۱۷ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) جو اس
کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔

لیڈر بننے والوں کی ایک ناپاک پارٹی قائم ہوئی ہے جو گاندھی مشرک کو رہبر، دین کا امام و پیشوا مانتے
ہیں، نہ گاندھی امام ہو سکتا ہے نہ قادیانی مجدد، السوء والعقاب و قہر الدیان و حسام الحرمین مطبع اہلسنت بریلی سے
منگوائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۲۸۴)

قادیانیوں کو مسلمان سمجھنے والوں کے بارے میں حکم

قادیانیوں کو مسلمان سمجھنے والے کا شرعی حکم

سوال..... کوئی شخص قادیانی گھرانے میں رشتہ یہ سمجھ کر کرتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر مسلمان ہیں اسلام میں ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب..... جو شخص قادیانیوں کے عقائد سے واقف ہو اس کے باوجود ان کو مسلمان سمجھے تو ایسا شخص خود مرتد ہے کہ کفر کو اسلام سمجھتا ہے۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۱۲-۲۱۳)

مرزائیوں کو مسلمان سمجھنے والے کا حکم

سوال..... جو شخص فرقہ ضالہ مرزائیہ کو اسلام پر سمجھتا ہو اس کے بارہ میں شریعت کا کیا فیصلہ ہے؟

جواب..... جو ان کو مسلمان کہے وہ بھی اسی طرح مرزائی ہو جائے گا۔ (فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۲۷)

مرزا قادیانی کو سچا ماننے والے کا حکم

سوال..... ایک بزرگ جو اپنے آپ کو اللہ والا اور روحانیت کا بادشاہ جتاتے ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی کے معتقد اور موجودہ جماعت احمدیہ کے قائل ہیں۔ قوم بنود کے ایک فرقے کے ادتار ہونے کے مدعی اور مامور جماعت احمدیہ کے متشی، مذکورہ اعتقاد رکھنے والے کی رائے امور شرعیہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔ ایسے بزرگ کا شرعی معاملات میں اعتماد کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ (السنی ۸۷ سلطان احمد خاں (برادر) ۲۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۳۶ء)

جواب..... جو شخص غلام احمد قادیانی کو مانے اور ان کے دعوؤں کے تصدیق کرے اور اپنے آپ کو ادتار بتائے وہ گمراہ اور اسلام سے خارج ہے۔ اس کی بات ماننا اور اس کو پیر بنانا یا اس کی جماعت میں شریک ہونا حرام ہے۔ مسلمانوں کو اس سے قطعاً محترّم اور مجتہد رہنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ (کفایت السنی جلد ۱ ص ۳۷)

مرزائی کو کافر نہ سمجھنے والے کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل میں کہ ایک مولوی صاحب تعلیم یافتہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے ہیں اور شاگرد حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسن صاحب کے ہیں اور نہایت صحیح العقیدہ اہلسنت ہیں۔ اور نہایت پختہ حنفی المذہب دیوبندی ہیں۔ صرف ان کا ہمیشہ سے عقیدہ مرزا قادیانی کو کافر نہ کہنے کا ہے، ہاں بدعتی طہ۔ بدین۔ زندیق۔ خارجی دائرہ سنت جماعت سے خارج غرض ہر برے لفظ سے برا کہتے ہیں۔ لیکن کافر نہیں کہتے کہ مذہب اثبوت و اسلم یہی ہے۔ اس لیے کہ حنفی من فقہاء مجتہدین جس بدعتی کی بدعت خلاف قطعیت تاویل کرنے سے کفر تک بھی پہنچ جائے اس کو بھی بسبب اہل قبلہ ہونے کے کافر نہیں کہتے اور بعض فقہاء مجتہدین کافر کہتے ہیں۔

چنانچہ (درمختار ج ۱ ص ۴۱۲، ۴۱۵) وغیرہ کتب میں بشرح مسطور ہے۔ کل من کان من قبلنا لا یکفر به حتی الخوارج الذین یستحلون دمانا و اموالنا و نساننا و سب اصحاب رسول اللہ ﷺ و ینکرون صفاته تعالیٰ و جواز رویہ لکونہ تاویل و شبہہ۔ پس ان کا اعتقاد اسی سبب سے بڑا کہ انھوں نے معافی نص کو اپنے مطلب کے موافق بنالیا جو معافی سلف الصالحین سے مردی تھے ان کے پابند نہ ہوئے۔ و ما من کفر ہم اس پر امام شامی نے فرمایا کہ مذہب معتد اس کے خلاف اور خلاصہ سے بحر الرائق نے بعض ایسے فروغ نقل کیے ہیں کہ جن بدعتوں کا صریح کفر پایا جاتا ہے مگر ان کے لیے کہا ہے مذہب معتد یہی ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کو بھی کافر نہ کہا جائے۔ (ان کی تاویل کے سبب) (درمختار ص ۳۳۸ ج ۲) میں ہے۔ ثم الخارجون عن طاعة الامام...

بتاویل بیرون انہ علی باطل کفر او معصیۃ توجب قتالہ بتاویلہم یستحلون دمانا و اموالنا و یسبون نساننا و یکفرون اصحاب نبینا علیہ افضل الصلوٰۃ حکمہم حکم البغاة باجماع الفقہاء کما حققہ فی الفتح۔ اس کے بعد صاحب درمختار نے فرمایا۔ وانما لم نکفرہم لکونہ عن تاویل وان کان باطلا بخلاف المستحل بلا تاویل کما مر فی باب الامامۃ (درمختار ص ۳۳۹ ج ۳) فتح القدیر میں ہے کہ جمہور فقہاء و محدثین کے نزدیک کافر نہیں اور بعض محققین ان کے کفر کے قائل ہوئے ہیں اور محیط میں ہے۔ بعض فقہاء تکفیر کے قائل ہیں اور بعض فقہاء تکفیر نہیں کرتے اس بدعت والے کی جس کی بدعت دلیل قطعی کے مخالف اور کفر ہو۔ صاحب محیط نے عدم تکفیر کو اثبت و اسلم لکھا ہے۔ امام طبری نے کہا کہ یہ کلا و جہیہ ہکذا فی غایۃ الاوطار اس پر مولوی صاحب موصوف الصدر فرماتے ہیں کہ سلف الصالحین کا طریق افضل و اسلم ہے۔ مرزا قادیانی کے کفر بھی تمام تاویلات باطلہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم۔ اب اس مولوی صاحب کا کیا حال ہے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں؟ اور پہلے جو عرصہ دراز سے ان کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔ ان سب کی قضا ہے یا نہ؟ اور مرزا مذکور کو کافر کہنا فرض یا سنت یا ترک اولیٰ۔ مولوی صاحب مذکور کا استدلال صحیح ہے یا غلط؟

جواب..... مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت چونکہ ان کی ذاتی تحریرات اور لٹریچر سے اور اس کے تبعین کی عظیم جماعت کی سند سے متواتر ثابت ہو چکا ہے اور ختم نبوت کا عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی نئی نبوت (خواہ جس قسم کی بھی ہو) کا عطا ہوتا بند ہو چکا ہے۔ ساڑھے تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ اسی عقیدہ پر گزر چکا ہے اور ضروریات دین میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ غیر ضروریات دین میں خواہ قطعیات کیوں نہ ہوں۔ تاویل کرنے سے حکم کفر سے بچا جاسکتا ہے۔ لیکن ضروریات دین میں نہیں..... (رسالہ اکفار المسحدین فی ضروریات الدین مؤلفہ حضرت شاہ صاحب کشمیری) مولوی صاحب کو اس عقیدہ سے توبہ کرنا لازم ہے۔ واللہ اعلم۔ محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان (قادیانی مفتی محمود ج ۱ ص ۲۰۳ تا ۲۰۵)

مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت سے واقف ہوئے باوجود اس کو مسلمان کہنے والے کا حکم

سوال..... مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت اور مہدیت سے واقف و آشنا ہو کر بھی کوئی شخص مرزا کو مسلمان سمجھتا ہے تو کیا وہ کہنے والا شخص مؤمن ہو سکتا ہے؟ مہربانی فرما کر جواب سے نوازیں۔

الجواب..... مرزا قادیانی کے عقائد و نظریات و خیالات باطلہ اس حد تک غلیظ ہیں کہ ان سے واقف ہو کر کوئی

مسلمان شخص مرزا کو مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ البتہ جسے اس کے عقائد باطلہ کا علم نہ ہو اور تاویل کرے اور اسے کافر نہ کہے تو ممکن ہے ورنہ نہیں۔ بہر حال جاننے کے بعد مرزا کو کافر کہنا ضروری ہے۔ البتہ جو شخص بہ سبب کسی شبہ اور تاویل کے کافر نہ کہے تو ایسے شخص کی تکفیر میں احتیاط کی جائے گی پس اسے کافر نہ کہا جائے گا۔ مقرر کا تفسیری تجزیہ کر کے دیکھا جائے کہ وہ مرزا کے بارے میں کیا کہتا ہے تب قول کیا جائے احتیاط یہی ہے کہ عدم تکفیر کا قول کیا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔

(فتاویٰ حلیہ ص ۳۲۹)

مرزا قادیانی کی تعریف کرنے والے کا حکم

سوال..... خواجہ کمال الدین لاہوری، مرزا غلام احمد قادیانی کی فصاحت بلاغت کی تعریف کرتے ہیں یا ان کا استقبال کرتا یا ان کو اپنے یہاں مہمان کرنا کیسا ہے ایسا شخص مرتد ہے یا نہیں؟

الجواب..... مرتد تو نہیں، فاسق و عاصی ضرور ہے کہ بے دین کی تعظیم کرتا ہے باقی جو معتقد عقائد قادیانی کا ہے اس کے ارتداد پر فتویٰ علماء کا ہو چکا ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱۲ ص ۳۳۳)

قادیانیوں سے نرمی کرنے والے کا حکم؟

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے دین کثرہم اللہ تعالیٰ و نصرہم و ایدہم و ایدہم اس مسئلہ میں کہ ایک سنیوں کے محلہ میں بکر قادیانی آکر بسا، زید سنی نے مردوں عورتوں کو اس کے گھر میں جانے سے، اس سے خلا ملا میل جول حصہ بخزہ رکھنے سے منع کیا، ہندہ جس کے بیٹے وغیرہ سلسلہ عالیہ قادیانہ میں بیعت ہیں، اس نے کہا کہ بڑے نمازیے، پڑھ کر ملا ہو گئے، ہم عذاب ہی بجھت لیں گے۔ اس بچارے قادیانی کو دق کر رکھا ہے، تو اب ہندہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب..... ہندہ نماز کی تحقیر کرنے اور عذاب الہی کو ہلکا ٹھہرانے اور قادیانی کو اس فعل مسلمانانہ سے مظلوم جاننے اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے کے سبب اسلام سے خارج ہو گئی۔ اپنے شوہر پر حرام ہو گئی جب تک نئے سرے سے مسلمان ہو کر اپنے ان کلمات سے توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(احکام شریعت۔ احمد رضا خان ص ۱۹۷ مسئلہ فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۶۵۳)

مسلمان کو مرزائی کہنے والے کا حکم

سوال..... چنی فرماہند علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ شخص بنام عبدالعزیز مراکھن قسم بخدائے ذوالجلال والا کرام صحیح العقیدہ مسلمان ہستم۔ مرزائی بگوید۔ و پروپیگنڈا بکنند ایں را سراسر از روئے قرآن کریم و حدیث شریف و فقہ حیات۔ بینوا تو جروا۔

جواب..... منجملہ از شروط صحت اسلام و درستی عقیدہ ایں ہم است کہ یقین حاصل باشد۔ کہ بعد از ختم المرسلین ﷺ ہر کہ دعویٰ نبوت کردہ آں دجال۔ کافر۔ کذاب ہست۔ اگر فی الواقعہ شما ایں عقیدہ میدارید۔ و نیز دیگر ضروریات دین را یقین سنید و بایں ہمہ کہ شمار مرزائی یا کافر گوید۔ آں مجرم است و آں را خوف کفر است توبہ کردن لازم۔ لیکن شرط ایں است کہ او با یقین ایں قسم جملہ گفتہ باشد۔ و با قاعدہ شہادت شرعی بر گفتن اوازیں قسم جملہ حائی موجود باشد۔ واللہ اعلم۔ محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۳۸۵/۸/۱۳ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۱۹۹)

ظہور مہدی و قتنہ دجال

حضرت مہدیؑ کے بارے میں اہلسنت کا عقیدہ

سوال..... ہمارے نبی کریم ﷺ کے فرمان کی رو سے وہ ہمارے نبی ﷺ آخر الزمان ہیں۔ یہ ہم سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے لیکن پھر آنحضرت ﷺ نے یہ بھی بتایا کہ ان کی وفات کے بعد اور قیامت سے پہلے ایک نبی آئیں گے۔ حضرت مہدیؑ جن کی والدہ کا نام حضرت آمنہ اور والد کا نام حضرت عبداللہ ہوگا تو کیا یہ حضرت مہدیؑ ہمارے نبی کریم ﷺ تو نہیں ہوں گے جو دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ میرے نانا محترم مولوی آزاد فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ خطبہ میں فرما رہے تھے کہ قیامت سے پہلے حضرت مہدیؑ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ لوگوں نے نشانیاں سن کر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ آپ ﷺ تو نہیں۔ آپ ﷺ مسکرا کر خاموش رہے۔ آپ ﷺ کی مسکراہٹ کبہ رہی تھی میں اس دنیا میں دوبارہ آؤں گا۔ اس کا جواب تفصیل سے دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

جواب..... حضرت مہدیؑ کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے اور جس پر اہل حق کا اتفاق ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہوں گے اور نجیب الطرفین سید ہوں گے ان کا نام نامی محمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ جس طرح صورت و سیرت میں بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے اسی طرح وہ شکل و شبہت اور اخلاق و شمائل میں آنحضرت ﷺ کے مشابہ ہوں گے وہ نبی نہیں ہوں گے۔ نہ ان پر وحی نازل ہوگی نہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ نہ ان کی نبوت پر کوئی ایمان لائے گا۔

ان کی کفار سے خوریز جنگیں ہوں گی۔ ان کے زمانے میں کانے دجال کا خروج ہوگا اور وہ لشکر دجال کے محاصرے میں گھر جائیں گے۔ ٹھیک نماز فجر کے وقت دجال کو قتل کرنے کے لیے سیدنا عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہوں گے اور فجر کی نماز حضرت مہدیؑ کی اقتدا میں پڑھیں گے۔ نماز کے بعد دجال کا رخ کریں گے۔ وہ لعین بھاگ کھڑا ہوگا۔ حضرت عیسیٰؑ اس کا تعاقب کریں گے اور اسے باب لد پر قتل کر دیں گے دجال کا لشکر تہ تیغ ہوگا اور یہودیت و نصرانیت کا ایک نشان مٹا دیا جائے گا۔

یہ ہے وہ عقیدہ جس کے آنحضرت ﷺ سے لے کر تمام سلف صالحین، صحابہ و تابعین اور ائمہ مجددین معتقد رہے ہیں۔ آپ کے نانا محترم نے جس خطبہ کا ذکر کیا ہے اس کا حدیث کی کسی کتاب میں ذکر نہیں۔ اگر انھوں نے کسی کتاب میں یہ بات پڑھی ہے تو بالکل لغو اور مہمل ہے۔ ایسی بے سرو پا باتوں پر اعتقاد رکھنا صرف خوش فہمی ہے۔ مسلمان پر لازم ہے کہ سلف صالحین کے مطابق عقیدہ رکھے اور ایسی باتوں پر اپنا ایمان ضائع نہ کرے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۶۷، ۲۶۸)

حضرت مہدیؑ کا ظہور کب ہوگا اور وہ کتنے دن رہیں گے؟

سوال..... امام مہدیؑ کا ظہور کب ہوگا اور آپ کہاں پیدا ہوں گے اور کتنا عرصہ دنیا میں رہیں گے؟

جواب..... امام مہدیؑ علیہ الرضوان کے ظہور کا کوئی وقت متعین قرآن و حدیث میں نہیں بتایا گیا۔ یعنی یہ کہ ان کا ظہور کس صدی میں، کس سال ہوگا۔ البتہ احادیث طیبہ میں بتایا گیا ہے کہ ان کا ظہور قیامت کی ان بڑی علامتوں کی ابتدائی کڑی ہے جو بالکل قرب قیامت میں ظاہر ہوں گی اور ان کے ظہور کے بعد قیامت کے آنے میں زیادہ وقفہ نہیں ہوگا۔

امام مہدیؑ کہاں پیدا ہوں گے؟ اس سلسلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک روایت منقول ہے کہ مدینہ طیبہ میں ان کی پیدائش و تربیت ہوگی۔ مکہ مکرمہ میں ان کی بیعت خلافت ہوگی اور بیت المقدس ان کی ہجرت گاہ ہوگا۔ روایات و آثار کے مطابق ان کی عمر چالیس برس کی ہوگی۔ جب ان سے بیعت خلافت ہوگی۔ ان کی خلافت کے ساتویں سال کا نا دجال نکلے گا۔ اس کو قتل کرنے کے لیے حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہوں گے۔ حضرت مہدیؑ علیہ الرضوان کے دو سال حضرت عیسیٰؑ کی معیت میں گزریں گے اور ۴۹ برس میں ان کا وصال ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۶۸)

حضرت مہدیؑ کا زمانہ

سوال..... روزنامہ جنگ میں آپ کا مضمون علامات قیامت پڑھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ہر مسئلہ کا حل اطمینان بخش طور پر اور حدیث و قرآن کے حوالے سے دیا کرتے ہیں۔ یہ مضمون بھی آپ کی علمیت اور تحقیق کا مظہر ہے۔ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ پورا مضمون پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے کفار اور عیسائیوں سے جو معرکے ہوں گے ان میں گھوڑوں، تلواریں، تیرکمان وغیرہ کا استعمال ہوگا۔ نوہیں قدیم زمانے کی طرح میدان جنگ میں آئے سانسے ہو کر لڑیں گی۔ آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مہدیؑ قسطنطنیہ سے نو گھڑ سواروں کو دجال کا پتہ معلوم کرنے کے لیے شام بھیجیں گے۔ گویا اس زمانے میں ہوائی جہاز دستیاب نہ ہوں گے۔ پھر یہ کہ حضرت عیسیٰؑ دجال کو ایک نیزے سے ہلاک کریں گے اور یاجوج ماجوج کی قوم بھی جب فساد برپا کرنے آئے گی تو اس کے پاس تیرکمان ہوں گے۔ یعنی وہ اٹمین گن راکفل، پٹیل اور تباہ خیز ہوں گا زمانہ نہ ہوگا۔ زمین پر انسان کے وجود میں آنے کے بعد سے سائنس برابر ترقی ہی کر رہی ہے اور قیامت کے آنے تک تو اس میں قیامت خیز ترقی ہو چکی ہوگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے حکم سے چند خاص آدمیوں کے ہمراہ یاجوج ماجوج کی قوم سے بچنے کے لیے کوہ طور کے قلعے میں پناہ گزین ہوں گے یعنی دنیا کے باقی اربوں انسانوں کو جو سب مسلمان ہو چکے ہوں گے یاجوج ماجوج کے رحم و کرم پر چھوڑ جائیں گے۔ اتنے انسان تو ظاہر ہے اس قلعے میں بھی نہیں ساکتے۔ میں نے کسی کتاب میں یہ دعا پڑھی تھی جو حضور ﷺ نے قند دجال سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو بتائی تھی مجھے یاد نہیں رہی۔ مندرجہ بالا باتوں کی وضاحت کے علاوہ وہ دعا بھی تحریر فرمادیں تو عنایت ہوگی۔

جواب..... انسانی تمدن کے ڈھانچے بدلتے رہتے ہیں۔ آج ذرائع مواصلات اور آلات جنگ کی جو ترقی یافتہ شکل ہمارے سامنے ہے۔ آج سے ڈیڑھ دو صدی پہلے اگر کوئی شخص اس کو بیان کرتا تو لوگوں کو اس پر ”جنون“

کا شبہ ہوتا۔ اب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سائنسی ترقی اسی رفتار سے آگے بڑھتی رہے گی یا خودکشی کر کے انسانی تمدن کو پھرتیر وکمان کی طرف لوٹا دے گی؟ ظاہر ہے کہ اگر یہ دوسری صورت پیش آئے، جس کا خطرہ ہر وقت موجود ہے اور جس سے سائنس دان خود بھی لرزہ بر اندام ہیں تو ان احادیث طیبہ میں کوئی اشکال باقی نہیں رہ جاتا جن میں حضرت مہدی علیہ الرضوان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔

فتنہ دجال سے حفاظت کے لیے سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھنے کا حکم ہے۔ کم از کم اس کی پہلی اور پچھلی دس دس آیتیں تو ہر مسلمان کو پڑھتے رہنا چاہیے اور ایک دعا حدیث شریف میں یہ تلقین کی گئی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ الْمُنَّامِ وَالْمَغْرَمِ.

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے ہر فتنے سے، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں گناہ سے اور قرض و تاوان سے۔“ (آپ کے رسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۶۸ تا ۲۷۰)

حضرت مہدیؑ کے ظہور کی کیا نشانیاں ہیں؟

سوال..... آپ کے صفے ”اقرا“ کے مطابق امام مہدیؑ آئیں گے۔ جب امام مہدیؑ آئیں گے تو ان کی نشانیاں کیا ہوں گی؟ اور اس وقت کیا نشان ظاہر ہوں گے جس سے ظاہر ہو کہ حضرت امام مہدیؑ آگئے ہیں۔ قرآن و حدیث کا حوالہ ضرور دیجئے۔

جواب..... اس نوعیت کے ایک سوال کا جواب میں ”اقرا“ میں پہلے دے چکا ہوں مگر جناب کی رعایت خاطر کے لیے ایک حدیث لکھتا ہوں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ”ایک خلیفہ کی موت پر (ان کی جانشینی کے مسئلہ پر) اختلاف ہوگا تو اہل مدینہ میں سے ایک شخص بھاگ کر مکہ مکرمہ آجائے گا (یہ مہدیؑ ہوں گے اور اس اندیشہ سے بھاگ کر مکہ آجائیں گے کہ کہیں ان کو خلیفہ نہ بنا دیا جائے) مگر لوگ ان کے انکار کے باوجود ان کو خلافت کے لیے منتخب کریں گے۔ چنانچہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان (بیت اللہ شریف کے سامنے) ان کے ہاتھ پر لوگ بیعت کریں گے۔“

”پھر ملک شام سے ایک لشکر ان کے مقابلے میں بھیجا جائے گا۔ لیکن یہ لشکر ”بیداؤ“ نامی جگہ میں جو مکہ و مدینہ کے درمیان ہے، زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ پس جب لوگ یہ دیکھیں گے تو (ہر خاص و عام کو دور دور تک معلوم ہو جائے گا کہ یہ مہدیؑ ہیں) چنانچہ ملک شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بیعت کریں گی۔ پھر قریش کا ایک آدمی جس کی تنہا قبیلہ بنو کلب میں ہوگی آپ کے مقابلہ میں کھڑا ہوگا۔ آپ بنو کلب کے مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حاضر نہ ہو۔ پس حضرت مہدیؑ خوب مال تقسیم کریں گے اور لوگوں میں ان کے نبی ﷺ کی سنت کے موافق عمل کریں گے اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا۔ (یعنی

اسلام کو استقرار نصیب ہوگا) حضرت مہدیؑ سات سال رہیں گے پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ابن کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔“ (یہ حدیث مشکوٰۃ شریف ص ۴۷۱ میں ابو داؤد کے حوالے سے درج ہے اور امام سیوطی نے المعرف الوردی فی آثار المہدیؑ ص ۵۹ میں اس کو ابن ابی شیبہ، احمد، ابو داؤد، ابویعلیٰ اور طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۷)

مرزا قادیانی کے علاوہ پوری امت نے مہدی اور مسیح کو الگ قرار دیا

سوال..... مہدی، اس دنیا میں کب تشریف لائیں گے؟ اور کیا مہدی اور عیسیٰؑ ایک ہی وجود ہیں؟

جواب..... حضرت مہدی رضوان اللہ علیہ آخری زمانہ میں قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے ان کے ظہور کے تقریباً سات سال بعد دجال نکلے گا اور اس کو قتل کرنے کے لیے عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہوں گے۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضرت مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ مرزا قادیانی نے خود غرضی کے لیے عیسیٰ اور مہدی کو ایک ہی وجود فرض کر لیا حالانکہ تمام اہل حق اس پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مہدی علیہ الرضوان دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۳)

فرقہ مہدویہ کے عقائد

سوال..... فرقہ مہدویہ کے متعلق معلومات کرنا چاہتا ہوں ان کے کیا گمراہ کن عقائد ہیں یہ لوگ، نماز، روزہ کے پابند اور شریعت کے دعویدار ہیں کیا مہدویہ، ذکریہ، ایک ہی قسم کا فرقہ ہے؟ مہدی کی تاریخ کیا اور مدفن کہاں ہے؟

جواب..... فرقہ مہدویہ کے عقائد و نظریات پر مفصل کتاب مولانا عین القضاۃ صاحب نے ”ہدیہ مہدویہ“ کے نام سے لکھی تھی، جواب نایاب ہے میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔

فرقہ مہدویہ سید محمد جون پوری کو مہدی موعود سمجھتا ہے۔ جس طرح کہ قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی سمجھتے ہیں۔ سید محمد جون پوری کا انتقال افغانستان میں غالباً ۱۹۱۰ھ میں ہوا تھا۔

فرقہ مہدویہ کی تردید میں شیخ علی متقی شیخ محمد طاہر ثقفی اور امام ربانی مجدد الف ثانی نے رسائل لکھے تھے۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح دیگر جھوٹے مدعیوں کے ماننے والے فرقے ہیں اور ان کے عقائد و نظریات اسلام سے ہٹے ہوئے ہیں اسی طرح یہ فرقہ بھی غیر مسلم ہے۔ جہاں تک مختلف فرقوں کے وجود میں آنے کا تعلق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ لوگ نئے نئے نظریات پیش کرتے ہیں اور ان کے ماننے والوں کا ایک حلقہ بن جاتا ہے اس طرح فرقہ بندی وجود میں آ جاتی ہے۔ اگر سب لوگ آنحضرت ﷺ کی سنت پر قائم رہتے اور صحابہ کرامؓ اور بزرگان دین کے نقش قدم پر چلتے تو کوئی فرقہ وجود میں نہ آتا۔ رہا یہ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اس کا جواب اوپر کی سطروں سے معلوم ہو چکا ہے کہ ہمیں کتاب و سنت اور بزرگان دین کے راستے پر چلنا چاہیے اور جو شخص یا گروہ اس راستے سے ہٹ جائے ہمیں ان کی پیروی نہیں کرنی چاہیے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۱ ص ۱۹۲)

الامام المہدیؑ..... سنی نظریہ

محترم القام جناب مولانا لدھیانوی صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

”جنگ“ جمعہ ایڈیشن میں کسی سوال کے جواب میں آپ نے مہدی منتظر کی ”مفروضہ پیدائش“ پر روشنی ڈالتے ہوئے ”امام مہدی“ کے پر شکوہ الفاظ استعمال کیے ہیں جو صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے مخصوص ہیں۔ دوسرے، قرآن مقدس اور حدیث مطہرہ سے ”امامت“ کا کوئی تصور نہیں ملتا۔ علاوہ ازیں اس سلسلہ میں جو روایات ہیں وہ معتبر نہیں کیونکہ ہر سلسلہ روایہ میں قیس بن عامر شامل ہے، جو متفقہ طور پر کاذب اور من گھڑت احادیث کے لیے مشہور ہے۔

ابن خلدون نے اس بارے میں جن موافق و مخالف احادیث کو یکجا کرنے پر اکتفا کیا ہے ان میں کوئی بھی سلسلہ تو اتار کو نہیں پہنچتی، اور ان کا انداز بھی بڑا مشتبہ ہے۔

لہذا میں حق و صداقت کے نام پر درخواست کروں گا کہ مہدی منتظر کی شرعی حیثیت قرآن عظیم اور صحیح احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں بذریعہ ”جنگ“ مطلع فرمائیں تاکہ اصل حقیقت ابھر کر سامنے آجائے۔ اس سلسلہ میں مصلحت اندیشی یا کسی قسم کا ابہام یقیناً قیامت میں قابل مواخذہ ہوگا۔

شیعہ عقیدہ کے مطابق مہدی منتظر کی ۲۵۵ھ میں جناب حسن عسکریؑ کے یہاں نرجس خاتونؑ کے بطن سے ولادت ہو چکی ہے اور وہ حسن عسکریؑ کی رحلت کے فوراً بعد ۵ سال کی عمر میں حکمت خداوندی سے غائب ہو گئے اور اس غیبت میں اپنے نائبین، حاکمین، سفراء اور وکلاء کے ذریعہ فہم وصول کرتے، لوگوں کے احوال دریافت کر کے حسب ضرورت ہدایات، احکامات دیتے رہتے ہیں اور انھیں کے ذریعہ اس دنیا میں اصلاح و خیر کا عمل جاری ہے۔ اس کی تائید میں لٹریچر کا طویل سلسلہ موجود ہے۔

میرے خیال میں علماء اہلسنت نے اس ضمن میں اپنے ارد گرد پائی جانے والی مشہور روایات ہی کو نقل کر دیا ہے۔ مزید تاریخی یا شرعی حیثیت و تحقیق سے کام نہیں لیا اور اغلباً اسی اتباع میں آپ نے بھی اس ”مفروضہ“ کو بیان کر ڈالا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب..... حضرت مہدی علیہ الرضوان کے لیے ”رضی اللہ عنہ“ کے ”پر شکوہ الفاظ“ پہلی بار میں نے استعمال نہیں کیے بلکہ اگر آپ نے مکتوبات امام ربانیؑ کا مطالعہ کیا ہے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ مکتوبات شریفہ میں امام ربانی مجدد الف ثانیؑ نے حضرت مہدیؑ کو انھیں الفاظ سے یاد کیا ہے۔ پس اگر یہ آپ کے نزدیک غلطی ہے تو میں یہی عرض کر سکتا ہوں کہ اکابر امت اور مجددین ملت کی پیروی میں غلطی ہے۔

”ایں خطا از صد صواب اولیٰ تراست“

کی صداق ہے۔ غالباً کسی ایسے ہی موقع پر امام شافعیؒ نے فرمایا تھا۔

ان کان رفضاً حب ال محمد

فلیشهد النفلان انی رافضی

(اگر آل محمد ﷺ سے محبت کا نام رافضیت ہے تو جن دانس گواہ رہیں کہ میں پکارافضی ہوں)

آپ نے حضرت مہدیؑ کو ”رضی اللہ عنہ“ کہنے پر جو اعتراض کیا ہے اگر آپ نے غور و تامل سے کام لیا ہوتا تو آپ کے اعتراض کا جواب خود آپ کی عبارت میں موجود ہے کیونکہ آپ نے تسلیم کیا ہے کہ ”رضی اللہ عنہ“ کے الفاظ صرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لیے مخصوص رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان حضرت عیسیٰؑ کے رفیق و مصاحب ہوں گے۔ پس جب میں نے ایک ”مصاحب رسول“

ہی کے لیے ”رضی اللہ عنہ“ کے الفاظ استعمال کیے ہیں تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟ عام طور پر حضرت مہدی کے لیے ”علیہ السلام“ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جو لغوی معنی کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے، اور مسلمانوں میں ”السلام علیکم“ و ”علیکم السلام“ یا ”وعلیکم وعلیہ السلام“ کے الفاظ روزمرہ استعمال ہوتے ہیں۔ مگر کسی کے نام کے ساتھ یہ الفاظ چونکہ انبیاء کرام یا ملائکہ عظام کے لیے استعمال ہوتے ہیں اس لیے میں نے حضرت مہدیؑ کے لیے کبھی یہ الفاظ استعمال نہیں کیے۔ کیونکہ حضرت مہدیؑ نبی نہیں ہوں گے۔

جناب کو حضرت مہدیؑ کے لیے ”امام“ کا لفظ استعمال کرنے پر بھی اعتراض ہے اور آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ”قرآن مقدس اور حدیث مطہرہ سے امامت کا کوئی تصور نہیں ملتا۔“ اگر اس سے مراد ایک خاص گروہ کا نظریہ امامت ہے تو آپ کی یہ بات صحیح ہے۔ مگر جناب کو یہ بدگمانی نہیں ہونی چاہیے تھی کہ میں نے بھی ”امام“ کا لفظ اسی اصطلاحی مفہوم میں استعمال کیا ہوگا۔ کم سے کم امام مہدی کے ساتھ ”رضی اللہ عنہ“ کے الفاظ کا استعمال ہی امر کی شہادت کے لیے کافی ہے کہ ”امام“ سے یہاں ایک خاص گروہ کا اصطلاحی ”امام“ مراد نہیں۔

اور اگر آپ کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم اور حدیث نبوی ﷺ میں کسی شخص کو امام بمعنی مقتدا، پیشوا، پیش رو کہنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی تو آپ کا یہ ارشاد بجائے خود ایک عجوبہ ہے۔ قرآن کریم، حدیث نبوی ﷺ اور اکابر امت کے ارشادات میں یہ لفظ اس کثرت سے واقع ہوا ہے کہ غور میں اور بچے تک بھی اس سے ناانوس نہیں۔ آپ کو ”وجعلنا للمتقین اماما“ کی آیت اور ”من بايع اماما“ کی حدیث تو یاد ہوگی اور پھر امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے ہزاروں افراد ہیں جن کو ہم ”امام“ کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ فقہ و کلام کی اصطلاح میں ”امام“ مسلمانوں کے سربراہ مملکت کو کہا جاتا ہے۔ (جیسا کہ حدیث من بايع اماما میں وارد ہوا ہے)۔

حضرت مہدیؑ کا ہدایت یافتہ اور مقتدا پیشوا ہونا تو لفظ مہدی ہی سے واضح ہے اور وہ مسلمانوں کے سربراہ بھی ہوں گے اس لیے ان کے لیے ”امام“ کے لفظ کا استعمال قرآن و حدیث اور فقہ و کلام کے لحاظ سے کسی طرح بھی محل اعتراض نہیں۔

ظہور مہدیؑ کے سلسلہ کی روایات کے بارے میں آپ کا یہ ارشاد کہ:-

”اس سلسلہ میں جو روایات ہیں وہ معتبر نہیں۔ کیونکہ ہر سلسلہ روایت میں قیس بن عمار شامل ہے، جو متفقہ طور پر کاذب اور من گھڑت احادیث کے لیے مشہور ہے۔“

بہت ہی عجیب ہے۔ معلوم نہیں جناب نے یہ روایات کہاں دیکھی ہیں جن میں سے ہر روایت میں قیس بن عمار کذاب آگھتا ہے۔

میرے سامنے ابو داؤد (ج ۲ ص ۵۸۸، ۵۸۹) کھلی ہوئی ہے جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت علی، حضرت ام سلمہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کی روایت سے احادیث ذکر کی گئی ہیں، ان میں سے کسی سند میں مجھے قیس بن عمار نظر نہیں آیا۔

جامع ترمذی (ج ۲، ص ۳۶) میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کی احادیث ہیں۔ ان میں سے اول الذکر دونوں احادیث کو امام ترمذی نے ”صحیح“ کہا ہے اور آخر الذکر کو ”حسن۔“ ان میں بھی کہیں قیس بن عمار نظر نہیں آیا۔

سنن ابن ماجہ میں یہ احادیث حضرات عبداللہ بن مسعود، ابوسعید خدری، ثوبان، علی، ام سلمہ، انس بن مالک،

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہم کی روایت سے مروی ہیں۔ ان میں بھی کسی سند میں قیس بن عامر کا نام نہیں آتا۔
مجمع الزوائد (ج ۷ ص ۳۱۵ تا ۳۱۸) میں مندرجہ ذیل صحابہ کرام سے اکیس روایات نقل کی ہیں۔

۱	حضرت ابوسعید خدریؓ	۴
۲	حضرت ام سلمہؓ	۴
۳	حضرت ابوہریرہؓ	۳
۴	حضرت ام حبیبہؓ	۱
۵	حضرت عائشہؓ	۱
۶	حضرت قرۃ بن ایاسؓ	۱
۷	حضرت انسؓ	۱
۸	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	۱
۹	حضرت جابرؓ	۱
۱۰	حضرت طلحہؓ	۱
۱۱	حضرت علیؓ	۱
۱۲	حضرت ابن عمرؓ	۱
۱۳	حضرت عبداللہ بن حارثؓ	۱

ان میں سے بعض روایات کے راویوں کی تضعیف کی ہے اور دو روایتوں میں دو کذاب راویوں کی بھی نشاندہی کی ہے۔ مگر کسی روایت میں قیس بن عامر کا نام ذکر نہیں کیا۔ اس لیے آپ کا یہ کہنا کہ ہر روایت کے سلسلہ رواۃ میں قیس بن عامر شامل ہے، محض غلط ہے۔

آپ نے مؤرخ ابن خلدون کے بارے میں لکھا ہے کہ انھوں نے اس سلسلہ میں موافق اور مخالف احادیث کو یکجا جمع کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ ان میں کوئی بھی سلسلہ تواتر کو نہیں پہنچتی اور ان کا انداز بھی بڑا مشتبہ ہے۔ اس سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ آخری زمانے میں ایک خلیفہ عادل کے ظہور کی احادیث صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور دیگر کتب احادیث میں مختلف طریق سے موجود ہیں۔ یہ احادیث اگرچہ فرداً فرداً آحاد ہیں مگر ان کا قدر مشترک متواتر ہے۔ آخری زمانے کے اسی خلیفہ عادل کو احادیث طیبہ میں ”مہدی“ کہا گیا ہے۔ جن کے زمانے میں دجال امور کا خروج ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر اسے قتل کریں گے۔ بہت سے اکابر امت نے احادیث مہدیؑ کو نہ صرف صحیح بلکہ متواتر فرمایا ہے انہی متواتر احادیث کی بنا پر امت اسلامیہ ہر دور میں آخری زمانے میں ظہور مہدیؑ کی قائل رہی ہے۔ خود ابن خلدون کا اعتراف ہے۔

اعلم ان المشهور بين الكافة من اهل الاسلام على ممر الاعصار انه لا بد في آخر الزمان من ظهور رجل من اهل البيت يؤيد الدين و يظهر العدل و يتبعه المسلمون و يستولى على الممالك الاسلامية و يسمى بالمهدي و يكون خروج الدجال و مابعدہ من اشراط الساعة الثابتة في الصحيح على الثرة و ان عيسى ينزل من بعده فيقتل الدجال او ينزل معه فيساعده على قتله و ياتم بالمهدي في صلاحه.

ترجمہ: ”جانتا چاہیے کہ تمام اہل اسلام کے درمیان ہر دور میں یہ بات مشہور رہی ہے کہ آخری زمانے میں اہل بیت میں سے ایک شخص کا ظہور ضروری ہے جو دین کی تائید کرے گا۔ عدل ظاہر کرے گا اور مسلمان اس کی پیروی کریں گے اور تمام ممالک اسلامیہ پر اس کا تسلط ہوگا۔ اس کا نام مہدی ہے اور دجال کا خروج اور اس کے بعد کی وہ علامات قیامت جن کا احادیث صحیحہ میں ذکر ہے۔ ظہور مہدی کے بعد ہوں گی اور عیسیٰ علیہ السلام مہدی کے بعد نازل ہوں گے۔ پس دجال کو قتل کریں گے یا مہدی کے زمانے میں نازل ہوں گے۔ پس حضرت مہدی قتل و جال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفیق ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز میں حضرت مہدی کی اقتدا کریں گے۔“ اور یہی وجہ ہے کہ اہلسنت کے عقائد پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں بھی ”علامات قیامت“ کے ذیل میں ظہور مہدی کا عقیدہ ذکر کیا گیا ہے اور اہل علم نے اس موضوع پر مستقل رسائل بھی تالیف فرمائے ہیں۔ پس ایک ایسی خبر جو احادیث متواترہ میں ذکر کی گئی ہو، جسے ہر دور اور ہر زمانے میں تمام مسلمان ہمیشہ مانتے چلے آئے ہوں اور جسے اہلسنت کے عقائد میں جگہ دی گئی ہو۔ اس پر جرح کرنا یا اس کی تحقیف کرنا پوری امت اسلامیہ کو گمراہ اور جاہل قرار دینے کے مترادف ہے۔ جیسا کہ آپ نے اپنے خط کے آخر میں مہدی کے بارے میں ایک مخصوص فرقہ کا نظریہ ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے۔

”میرے خیال میں علماء اہلسنت نے اس ضمن میں اپنے ارد گرد پائی جانے والی مشہور روایات ہی کو نقل کر دیا ہے۔ مزید تاریخی یا شرعی حیثیت و تحقیق سے کام نہیں لیا اور اغلباً اسی اتباع میں آپ نے بھی اس ”مفروضہ“ کو بیان کر ڈالا، کیا یہ درست ہے؟“

گویا حفاظ حدیث سے لے کر مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ تک وہ تمام اکابر امت اور مجددین ملت جنہوں نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دکھایا آپ کے خیال میں سب دودھ پیتے بچے تھے کہ وہ تاریخی و شرعی تحقیق کے بغیر گرد و پیش میں پھیلے ہوئے انسانوں کو اپنی اسانید سے نقل کر دیتے اور انہیں اپنے عقائد میں ٹانگ لیتے تھے۔ غور فرمائیے کہ ارشاد نبوی ﷺ ”ولعن آخر هذه الامة اولها“ کی کیسی شہادت آپ کے قلم نے پیش کر دی۔ میں نہیں سمجھتا کہ احساس کمتری کا یہ عارضہ ہمیں کیوں لاحق ہو جاتا ہے کہ ہم اپنے گھر کی ہر چیز کو ”آوردہ افیاز“ تصور کرنے لگتے ہیں۔ آپ علمائے اہلسنت پر یہ الزام لگانے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ انہوں نے ملاحدہ کی پھیلائی ہوئی روایات کو تاریخی و شرعی معیار پر پرکھے بغیر اپنے عقائد میں شامل کر لیا ہوگا (جس سے اہلسنت کے تمام عقائد و روایات کی حیثیت مشکوک ہو جاتی ہے، اور اسی کو میں ”احساس کمتری“ سے تعبیر کر رہا ہوں) حالانکہ اسی مسئلہ کا جائزہ آپ دوسرے نقطہ نظر سے بھی لے سکتے تھے کہ آخری زمانے میں ایک خلیفہ عادل حضرت مہدی کے ظہور کے بارے میں احادیث و روایات اہل حق کے درمیان متواتر چلی آتی تھیں۔ گمراہ فرقوں نے اپنے سیاسی مقاصد کے لیے اسی عقیدہ کو لے کر اپنے انداز میں ڈھالا اور اس میں موضوع اور من گھڑت روایات کی بھی آمیزش کر لی۔ جس سے ان کا رخ نظر ایک تو اپنے سیاسی مقاصد کو بروئے کار لانا تھا اور دوسرا مقصد مسلمانوں کو اس عقیدے ہی سے بدظن کرنا تھا تا کہ مختلف قسم کی روایات کو دیکھ کر لوگ الجھن میں مبتلا ہو جائیں اور ظہور مہدی کے عقیدے ہی سے دستبردار ہو جائیں۔ ہر دور میں جہوں نے مدعیان مہدویت کے پیش نظر بھی یہی دو مقصد رہے، چنانچہ گزشتہ صدی کے آغاز میں پنجاب کے جہوں نے مہدی نے جو دعویٰ کیا اس میں بھی یہی دونوں مقصد کارفرما نظر آتے ہیں۔ الغرض سلامتی فکر کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہم اس امر کا یقین رکھیں کہ اہل حق نے اصل حق

کو جوں کا توں محفوظ رکھا اور اہل باطل نے اسے غلط تعبیرات کے ذریعہ کچھ کا کچھ بنا دیا۔ حتیٰ کہ جب کچھ نہ بن آئی تو امام مہدیؑ کو ایک غار میں چھپا کر پہلے غیبت صغریٰ کا اور پھر غیبت کبریٰ کا پردہ اس پر تان دیا۔ لیکن آخر یہ کیا انداز فکر ہے کہ تمام اہل حق کے بارے میں یہ تصور کر لیا جائے کہ وہ اغیار کے مال مستعار پر گیا کرتے تھے۔

جہاں تک ابن خلدون کی رائے کا تعلق ہے، وہ ایک مؤرخ ہیں۔ اگرچہ تاریخ میں بھی ان سے مسامحت ہوئے ہیں۔ فقہ و عقائد اور حدیث میں ابن خلدون کو کسی نے سند اور حجت نہیں مانا اور یہ مسئلہ تاریخ کا نہیں بلکہ حدیث و عقائد کا ہے اس بارے میں محدثین و متکلمین اور اکابر امت کی رائے قابل اعتناء ہو سکتی ہے۔

(امدادی التادوی جلد ششم میں ص ۳۳۹ سے ص ۳۵۷) تک "مؤخرۃ الظنون عن ابن خلدون" کے عنوان سے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے ابن خلدون کے شبہات کا شافی جواب تحریر فرمایا ہے۔ اسے ملاحظہ فرمایا جائے۔

خلاصہ یہ کہ "مسئلہ مہدیؑ" کے بارے میں اہل حق کا نظریہ بالکل صحیح اور متواتر ہے اور اہل باطل نے اس سلسلہ میں تعبیرات و حکایات کا بونا بنار لگایا ہے نہ وہ لائق التفات ہے اور نہ اہل حق کو اس سے مرعوب ہونے کی ضرورت ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۱۳۷ تا ۱۶۷)

کیا امام مہدیؑ کا درجہ پیغمبروں کے برابر ہوگا

سوال..... کیا امام مہدیؑ کا درجہ پیغمبروں کے برابر ہوگا؟

جواب..... امام مہدیؑ علیہ الرضوان نبی نہیں ہوں گے اس لیے ان کا درجہ پیغمبروں کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتا اور حضرت عیسیٰؑ جو حضرت مہدیؑ کے زمانے میں نازل ہوں گے وہ بلاشبہ پہلے ہی سے اولوالعزم نبی ہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۱۳۷ تا ۱۶۷)

کیا حضرت مہدیؑ و عیسیٰؑ ایک ہی ہیں

سوال..... مہدیؑ اس دنیا میں کب تشریف لائیں گے؟ اور کیا مہدیؑ اور عیسیٰؑ ایک ہی وجود ہیں؟

جواب..... حضرت مہدیؑ رضوان اللہ علیہ آخری زمانہ میں قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے۔ ان کے ظہور کے قریباً سات سال بعد دجال نکلے گا اور اس کو قتل کرنے کے لیے عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہوں گے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضرت مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۱۳۷ تا ۱۶۷)

ظہور مہدیؑ اور چودہویں صدی

سوال..... امام مہدیؑ ابھی تک تشریف نہیں لائے اور چودہویں صدی کے استقبال کی تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔

جواب..... مگر امام مہدیؑ کا چودہویں صدی میں ہی آنا کیوں ضروری ہے؟

سوال..... علاوہ اس کے آنحضور ﷺ کی حدیث سے ثابت ہے کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد ہوتا ہے؟

جواب..... ایک ہی فرد کا مجدد ہونا نہیں۔ متعدد افراد بھی مجدد ہو سکتے ہیں اور دین کے خاص خاص شعبوں کے

الگ الگ مجدد بھی ہو سکتے ہیں۔ ہر خطہ کے لیے الگ الگ مجدد بھی ہو سکتے ہیں۔ حدیث میں ”من“ کا لفظ عام ہے۔ اس سے صرف ایک ہی فرد مراد لینا صحیح نہیں اور ان مجددین کے لیے مجدد ہونے کا دعویٰ کرنا اور لوگوں کو اس کی دعوت دینا بھی ضروری نہیں اور نہ لوگوں کو یہ پتہ ہونا ضروری ہے کہ یہ مجدد ہیں۔ البتہ ان کی دینی خدمات کو دیکھ کر اہل بصیرت کو ظن غالب ہو جاتا ہے کہ یہ مجدد ہیں۔

سوال..... حضرت مہدیؑ، حضرت عیسیٰؑ چودہویں صدی کے باقی ماندہ قلیل عرصہ میں کیسے آجائیں گے؟

جواب..... مگر ان کا اس قلیل عرصہ میں آنا ہی کیوں ضروری ہے کیا چودہویں صدی کے بعد دنیا ختم ہو جائے گی۔ جناب کی ساری پریشانی اس غلط مفروضے پر مبنی ہے کہ ”حضرت مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ دونوں کا چودہویں صدی میں تشریف لانا ضروری تھا مگر وہ اب تک نہیں آئے۔“

حالانکہ یہ بنیادی غلط ہے۔ قرآن و حدیث میں کہیں نہیں فرمایا گیا کہ یہ دونوں حضرات چودہویں صدی میں تشریف لائیں گے۔ اگر کسی نے کوئی ایسی قیاس آرائی کی ہے تو یہ محض اٹکل ہے جس کی واقعات کی دنیا میں کوئی قیمت نہیں اور اگر اس کے لیے کسی نے قرآن کریم اور حدیث نبویؐ کا حوالہ دیا ہے تو قطعاً غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اس سے دریافت فرمائیے کہ چودہویں صدی کا لفظ قرآن کریم کی کس آیت میں یا حدیث شریف کی کس کتاب میں آیا ہے؟

نوٹ..... جناب نے اپنا سفر نامہ ایک ”پریشان بندہ“ لکھا ہے اگر آپ اپنا اسم گرامی اور پتہ نشان بھی لکھ دیتے تو کیا مضائقہ تھا؟ ویسے بھی گناہ خط لکھنا، اخلاق و مروت کے لحاظ سے کچھ مستحسن چیز نہیں۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۷۷)

پہلی نماز کے علاوہ باقی پر حضرت عیسیٰؑ امام ہوں گے

سوال..... اس رسالہ مسیح موعود کی پہچان از مفتی محمد شفیعؒ میں جا بجا تناقض ہے مثلاً ملاحظہ فرمائیں ص ۱۸ اور ص ۱۹ علامت نمبر ۷۰ تا نمبر ۷۶۔ ”وقت نزول عیسیٰؑ“ یہ لوگ نماز کے لیے صفیں درست کرتے ہوئے ہوں گے۔ اس جماعت کے امام اس وقت حضرت مہدی ہوں گے۔ حضرت مہدی عیسیٰؑ کو امامت کے لیے بلائیں گے اور وہ انکار کریں گے۔ جب حضرت مہدی پیچھے ہٹنے لگیں گے تو عیسیٰؑ ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر انھیں امام بنائیں گے، پھر حضرت مہدی نماز پڑھائیں گے۔ ان سب باتوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ مولوی صاحب یہ منوانا چاہتے ہیں کہ امام، مہدی ہوں گے۔ چلو یہ بات مولوی صاحب کی تسلیم کر لی جائے تو پھر مولوی صاحب خود ہی بعد میں ص ۲۲ علامت نمبر ۹۳ میں فرماتے ہیں کہ ”حضرت عیسیٰؑ لوگوں کی امامت کریں گے۔“ یعنی اب امام حضرت عیسیٰؑ کو بتایا اور بتایا گیا ہے۔ اب مولوی صاحب ہی بتائیں کہ ان کے رسالہ میں صحیح اور غلط کی پہچان کیسے ہو سکتی ہے یا حج کو جھوٹ سے علیحدہ کیسے کیا جائے؟

جواب..... پہلی نماز میں امام مہدی امامت کریں گے اور بعد کی نمازوں میں حضرت عیسیٰؑ..... تناقض کیسے ہوا؟
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۲-۲۲۳)

مسیح اور مہدی دو الگ شخصیتیں!

سوال..... یا پھر ایک ضمنی سوال یوں پیدا ہوتا ہے کہ جیسے عیسیٰؑ اور مسیح موعود مولوی صاحب کی تحقیق کے

مطابق ایک ہی جسمانی وجود کا نام ہے تو کیا کہیں مولوی صاحب مسیح موعود اور مہدی کو بھی ایک ہی تو نہیں سمجھتے اور اب بات یوں بنے گی کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں، وہی مسیح موعود ہیں اور وہی مہدی ہیں یا کم از کم مولوی صاحب کی تحقیق اور منطق تو یہی پکار رہی ہے۔

جواب..... جی نہیں! عیسیٰ علیہ السلام اور مہدیؑ کو ایک ہی شخصیت ماننا ایسے شخص کا کام ہے جس کو آنحضرت ﷺ پر ایمان نہ ہو۔ احادیث متواترہ میں آنحضرت ﷺ نے ان دونوں کو الگ الگ علامات اور الگ الگ کارنامے ذکر فرمائے ہیں۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۳)

حضرت مہدیؑ کے کارنامے

سوال..... یہ کوئی بہت بڑا کارنامہ نہیں۔ کیونکہ اس سے زیادہ مسلمانوں کی امامت تو مولوی صاحب نے خود بھی کئی پارکی ہوئی۔

جواب..... حضرت مہدی اس سے قبل بڑے بڑے کارنامے انجام دے چکے ہوں گے جو احادیث طیبہ میں مذکور ہیں، مگر وہ اس رسالہ کا موضوع نہیں اور نماز میں حضرت مہدیؑ کا امام بننا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ان کی اقتدا کرنا بجائے خود ایک عظیم الشان واقعہ ہے۔ اس لیے حدیث پاک میں اس کو بطور خاص ذکر فرمایا گیا۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۳)

بعد میں پیدا ہونے والوں کو پیشگی رضی اللہ عنہ کہنا

سوال..... اور مزید ایک ضمنی لیکن مضحکہ خیز سوال مولوی صاحب کی اپنی تحریر سے یوں اٹھتا ہے کہ وہ فرماتے ہیں ”پھر حضرت مہدیؑ نماز پڑھائیں گے“ ملاحظہ ہو ص ۱۹ علامت نمبر ۷۶۔ یہاں مولوی صاحب نے مہدیؑ لکھا ہے اور ایسا ہی کئی جگہوں پر مہدیؑ لکھا ہے۔ سب صاحب علم جانتے ہیں کہ ”و“ اختصار ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ مطلب آسان ہے اور عموماً یہ ان لوگوں کے نام کے ساتھ عزت اور احترام کے لیے استعمال ہوتا ہے جو فوت ہو چکے ہوں، دنیا سے گزر چکے ہوں اور حضرت نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں شامل ہوں یا دیرِ روحانی درجہ رکھتے ہوں۔ ابھی مسیح موعود تو آئے بھی نہیں اور بقول مولوی صاحب مہدیؑ بھی ہو چکے، تو کیا نماز پڑھانے کے لیے یہ مہدی صاحب بھی دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں واپس آئیں گے۔

جواب..... یہ سوال جیسا کہ مسائل نے بے اختیار اعتراف کیا ہے، واقعی مضحکہ خیز ہے۔ قرآن کریم نے السابقون الاولون من المهاجرين والانصار۔ (التوبہ ۱۰۰) اور ان کے تمام متبعین کو ”رضی اللہ عنہم“ کہا ہے جو قیامت تک آئیں گے۔ شاید مسائل، پنڈت دیانند کی طرح خدا پر بھی یہ مضحکہ خیز سوال جڑ دے گا۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے بھی مکتوبات شریفہ میں حضرت مہدیؑ کو کہا ہے۔ معترض نے یہ مسئلہ کس کتاب میں پڑھا ہے کہ صرف فوت شدہ حضرات ہی کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں۔ حضرت مہدیؑ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی ہوں گے اس لیے ان کو ”رضی اللہ عنہ“ کہا گیا۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۳)

سوال..... یاد بھی بقول مولوی صاحب حضرت عیسیٰ کی طرح کہیں زندہ موجود ہیں (آسان پر یا کہیں اور) اور مسیح موعود کے آتے ہی آ موجود ہوں گے اور امامت سنبھال لیں گے۔

جواب..... ارشادات نبوی ﷺ کے مطابق حضرت مہدی رضی اللہ عنہ پیدا ہوں گے۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۳)

حضرت مہدی کی پیدائش کی سند؟

سوال..... کیا اس کی بھی کوئی سند قرآن مجید میں موجود ہے اور کیا ہے؟

جواب..... جی ہاں! ارشاد نبوت یہی ہے اور قرآنی سند ہے:

ما اتاكم الرسول فخذوه (الحشر ۷) جس کو غلام احمد قادیانی نے بھی قرآنی سند کے طور پر پیش کیا ہے۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۳)

نزول مسیح کے ساتھ ہی حضرت مہدیؑ کے مشن کی تکمیل

سوال..... مزید سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مہدی نماز پڑھاتے ہی کہاں چلے جائیں گے کیونکہ بعد میں تو جو کچھ بھی کرنا کرنا ہے وہ مسیح موعود ہی کی ذمہ داری مولوی صاحب نے پورے رسالہ میں خود ہی بیان فرمائی اور قراردی ہے۔ محض ایک نماز کی امامت اور وہ بھی ایک جماعت کو جو ۸۰۰ (آٹھ سو) مردوں اور ۴۰۰ (چار سو) عورتوں پر مشتمل ہوگی۔

جواب..... حضرت عیسیٰ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد (جب حضرت مہدیؑ پہلی نماز کی امامت کر چکیں گے) حضرت مہدیؑ کا امام کی حیثیت سے مشن پورا ہو چکا ہوگا اور امامت و قیادت حضرت عیسیٰ ﷺ کے ہاتھ میں آ جائے گی، جب حضرت مہدیؑ کی حیثیت آپ کے اعوان و انصار کی ہوگی اور کچھ ہی عرصہ بعد ان کی وفات بھی ہو جائے گی۔ (مشکوٰۃ ص ۴۷ باب الشراۃ السیۃ) پس جس طرح حضرت عیسیٰ ﷺ کے دیگر اعوان و انصار اور مخصوص رفقاء کے تذکرہ کی ضرورت نہ تھی، اسی طرح حضرت مہدیؑ کے تذکرے کی بھی حاجت نہ رہی، کیا اتنی موٹی بات بھی کسی عاقل کے لیے ناقابل فہم ہے؟
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۳)

امام مہدیؑ کے آنے کے منکر کا حکم

سوال..... اگر کوئی شخص مہدیؑ آخر الزمان کے بارے میں وارد شدہ احادیث کو موضوع اور من گھڑت کہے اور نزول مہدیؑ سے صاف انکار کرے تو از روئے شریعت اس شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب..... قیامت کے قریب امام مہدیؑ کا آنا صحیح احادیث اور اجماع امت سے ثابت شدہ مسئلہ ہے اس سے انکار کرنا صحیح احادیث اور اجماع سے انکار کرنے کے مترادف ہے جبکہ احادیث سے انکار کفر ہے۔

عن ابی سعید قال ذکر رسول اللہ ﷺ بلاء یمصب هذه الامة حتى لا یجد الرجل ملجاء یلجاء الیه من الظلم فیبعث اللہ رجلاً من عترتی اهل بیتی فیملأ به الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً یرضی عنه ساکن الارض۔ رواه الحاكم وقال صحیح وهو ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ النیسابوری امام الحدیث فی وقته۔ (مشکوٰۃ باب اشراط الساعة ص ۴۷ الفصل الثانی)

اس روایت سے امام مہدیؑ کی پوری تفصیل واضح ہوتی ہے جبکہ اس کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں بھی متعدد صحیح روایات موجود ہیں، تو اتنی صحیح روایات کے انکار کا کیا جواز ہے اور زبان کی ایک جنبش سے صحیح احادیث

کے ایک نعل باب سے انکار کیا معنی رکھتا ہے؟ تاہم جو شخص مہدی آخر الزمان کا انکار کرتا ہے تو دراصل وہ احادیث نبوی کا انکار کرتا ہے اور اس پر وہی حکم لگایا جائے گا جو ایک منکر حدیث پر لگایا جاتا ہے۔

قال العلامة ملا علی القاری رحمہ اللہ، ولی المحيط من قال لفقہ یدکر شیئا من العلم او یروی حدیثا صحیحا ای ثابتاً لا موضوعاً هذا لیس بشی کفر.

(شرح الفقہ الاکبر ص ۷۵ فصل فی العلم والعلماء)

(فتاویٰ حنائیہ ج ۱ ص ۱۶۵-۱۶۶)

امام مہدی کے بارے میں روایات کی تحقیق

سوال..... کیا مہدی کے آنے کے بارے میں جو باتیں زبانِ زوہام ہیں یہ صحیح روایات سے ثابت ہیں یا کوئی عام واقعہ ہے جس نے شہرت پائی ہے؟

الجواب..... امام مہدی کے بارے میں واقعات درست اور صحیح روایات سے ثابت ہیں اور احادیث کی اکثر کتابوں میں مستقل باب کے تحت روایات کو جمع کیا گیا ہے جن میں امام مہدی کے حالات تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں مثلاً جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ، مستدرک حاکم، مستدرک احمد، ابن علم، مستدرک ابویعلیٰ، مستدرک ابن اثیر، طبقات، صحیح ابن حبان وغیرہ۔ (علیہ الرضوان۔ ناقل)

اور مجموعی لحاظ سے امام مہدی کے بارے میں روایات تو اتار کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تو اتار کو یوں نقل کیا ہے۔

قال ابوالحسن الامدی فی مناقب الشافعی تواترت الاخبار بان المہدی من ہذہ الامۃ وان عینی علیہ السلام یصلی خلفہ.

(فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۸ قوله تعالیٰ واذکر فی الکتاب مریم) (فتاویٰ حنائیہ ج ۲ ص ۲۱۷)

امام مہدی علیہ الرضوان

سوال..... کیا امام مہدی کے ظہور کا عقیدہ از روئے قرآن و حدیث ضروریات دین میں سے ہے۔ اگر کوئی امام مہدی کے ظہور کا قائل نہ ہو تو اس کے متعلق شرع شریف کا کیا حکم ہے۔ رئیس احمد دیوبند۔

الجواب..... حامداً و مصلیاً۔ خلیفۃ اللہ المہدی کے متعلق ابوداؤد شریف میں تفصیل مذکور ہے۔ ان کی علامات ان کے ہاتھ پر بیعت ان کے کارنامے ذکر کیے ہیں جو شخص ان امام مہدی کے ظہور کا قائل نہیں وہ ان احادیث کا قائل نہیں اس کی اصلاح کی جائے تاکہ وہ صراطِ مستقیم پر آجائے۔ فقط

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱ ص ۱۱۱)

واللہ سبحانہ تعالیٰ علم حررہ العبد محمود غفرلہ

علاماتِ ظہور مہدی

سوال..... کسی حدیث میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد موجود ہے کہ امام مہدی کے ظہور کے وقت ایک ہی رمضان میں سورج گرہن اور چاند گرہن لگیں گے۔ چاند گرہن رمضان کی ۱۳ تاریخ کو اور سورج گرہن ۲۸ رمضان کو ہوگا۔ اصل حقیقت کیا ہے؟ نیز مطلع فرمائیں کہ کیا یہ دونوں گرہن اپنی مذکورہ تاریخوں میں غلام احمد کے دعویٰ نبوت کے دور میں لگے ہیں؟

سائل: سید ناصر علی ازلاہور

جواب..... حدیث کی کتاب میں یہ پیشگوئی آنحضرت فحشی مرتبت ﷺ کے الفاظ سے منقول نہیں اور نہ اسے حدیث نبوی کہا جاسکتا ہے۔ مرزاؒ ای مبلغین جب اسے حدیث نبوی ﷺ کہہ کر پیش کرتے ہیں تو یہ حضور اکرم ﷺ پر ایک صریح بہتان اور انفراد ہے۔ سنن دارقطنی میں یہ پیشگوئی ایک بزرگ محمد بن علی سے منقول ہے جو صحابی بھی نہیں چہ جائیکہ اس روایت کو آنحضرت ﷺ کا ارشاد کہا جائے بلکہ ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ محمد بن علی نے ایسا واقعی فرمایا ہو کیونکہ اس قول کو محمد بن علی سے نقل کرنے والے بھی تقریباً ایسے ہی ہیں جو ضعیف اور پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ سنن دارقطنی میں محمد بن علی نای کسی بزرگ کا یہ قول اس طرح منقول ہے۔

عن عمر بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمهدینا یتین لم تکنو نامذ خلق السموات والارض تنکسف القمر لاؤل لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منه لم تکنو نامذ خلق السموات والارض۔ (سنن دارقطنی ج ۲ ص ۶۵ نشر السنۃ ملتان پاکستان)

ترجمہ: شمر کا بیٹا جابر جھٹی سے نقل کرتا ہے کہ محمد بن علی (نامی کسی شخص) نے کہا کہ ہمارے مہدی کے دو نشان ہوں گے اور وہ دونوں (اپنی اپنی جگہ پر مستقل طور پر) ایسے ہیں کہ زمین و آسمان جب سے پیدا ہوئے کبھی ان کا ظہور نہیں ہوا۔ اوّل یہ کہ چاند کو گرہن رمضان کی پہلی رات ہوگا اور دوسرا یہ کہ سورج گرہن اسی رمضان شریف کے نصف میں واقع ہوگا اور جب سے خدا تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کیے ایسے گہنوں کا ظہور کبھی نہیں ہوا۔“ شمر کا بیٹا عمرو جو محمد بن علی کے مذکورہ بالا قول کو نقل کر رہا ہے۔ اس قابل نہیں کہ اس کی نقل پر اعتماد کیا جائے یہ شخص کذاب اور تقیہ باز تھا۔ اس پر رافضی اور شاتم صحابہ ہونے کی جرح میزان الاعتدال ذہبی میں موجود ہے۔ اس کا استاد جابر جھٹی جو مذکورہ پیشگوئی کا راوی ہے ضعیف ہے۔ اس کے متعلق سیدنا امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے آج تک اس جیسا جھوٹا راوی کسی کو نہیں دیکھا۔ پس جب محمد بن علی سے نقل کرنے والوں کا بھی یہ حال ہے تو ہم اسے پورے اعتماد کے ساتھ حضرت محمد بن علی کا قول بھی نہیں کہہ سکتے۔ چہ جائیکہ اسے کسی صحابی کا قول یا ارشاد رسول خاتم کہا جاسکے۔

باقی یہ سوال کہ اگر یہ قول ایسا ہی کزور اور مقطوع تھا تو پھر اسے امام دارقطنی نے درج کیوں کیا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث کی کتابوں میں ارشادات نبوی کے علاوہ صحابہ اور تابعین کے آثار بھی منقول ہوتے ہیں۔ بعض مقامات پر ائمہ و فقہاء کے اپنے اقوال بھی مندرج ہوتے ہیں۔ حدیث کی کتاب میں درج ہونا اس بات کو ہرگز لازم نہیں کہ یہ قول خود لسان شریعت سے منقول ہو۔ ایسا گمان محض جہالت اور نادانی پر مبنی ہے۔ اہل علم کے ہاں اس سوال کی کوئی قیمت نہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اپنے اصول حدیث کے رسالہ (عجائذ نافعہ کے ص ۷) پر تصریح فرماتے ہیں کہ سنن دارقطنی حدیث کی تیسرے طبقے کی کتابوں میں سے ہے۔ جن کے جمع کرنے والوں نے روایات کی صحت کا التزام نہیں کیا بلکہ ہر طرح کی روایات ان میں جمع کر رکھی ہیں۔

مرزا قادیانی نے اس ضعیف اور بے بنیادی قول کو جو کذاب قسم کے راویوں کے واسطے سے صرف محمد بن علی تک پہنچتا ہے۔ اگر حدیث رسول سمجھ لیا ہے تو ہمارے لیے بالکل قابل التفات نہیں۔ مرزا قادیانی فن حدیث میں بہت کزور تھے۔ انھیں یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ ”صحیح“ ایک خاص معیار کی کتب ہوتی ہیں۔ جیسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ اور یہ کہ حدیث کی ہر کتاب صحیح نہیں کہلاتی اور وہ اس حقیقت سے بھی بے خبر تھے کہ سنن دارقطنی محدثین کے ہاں ہر قسم کی رملب و یا پس روایات پر مشتمل ہے۔ مرزا قادیانی کی نادانی دیکھئے کہ وہ دارقطنی کو بھی صحیح کا نام

دے رہے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

”صحیح دارقطنی میں ایک حدیث ہے..... الخ۔ یہ سنن دارقطنی ہونا چاہیے تھا۔

یہ حدیث اگر قابل اعتبار نہیں تھی تو دارقطنی نے اپنی تصحیح میں کیوں اس کو درج کیا۔“

(تخفہ کلازیدہ ص ۲۸ خزائن جلد ۱ ص ۱۳۳)

حدیث کے ابتدائی درجہ کے طلبہ کو بھی معلوم ہے کہ حضرت امام بخاری کا اسم گرامی محمد تھا اسماعیل نہ تھا۔ اسماعیل ان کے باپ کا نام تھا۔ مگر مرزا قادیانی ازالہ اوہام میں امام بخاری کا نام اسماعیل بتاتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت اور ان علاقوں میں اس طرح کے مرکب ناموں کا منہاج ہی نہ تھا۔

(دیکھئے ازالہ اوہام جلد ۱ ص ۱۱، ۱۳۹ خزائن ج ۳ ص ۲۳۹، جلد دوم ص ۲۵۹، ص ۲۶۵)

شہادت القرآن میں مرزا قادیانی ایک حدیث صحیح بخاری کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ صحیح بخاری میں بالکل نہیں ہے۔

اور پھر یہ نہیں کہ صحیح بخاری کا لفظ اتفاقاً قلم سے نکل گیا ہو بلکہ اسے اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کہہ کر اس نقل کی اور توثیق کرتے ہیں۔ پھر (ازالہ اوہام ص ۲۳ خزائن جلد ۳ ص ۱۳۳) پر آنحضرت ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے یہ الفاظ بطور حدیث کے پیش کرتے ہیں۔ بل ہو امامکم منکم۔ لفظ بل عجیب اضافہ ہے۔

حالانکہ یہ الفاظ اس طرح آنحضرت ﷺ کی کسی حدیث میں نہیں ملتے۔ نہ ان کے لیے کوئی سند صحیح ہے اور نہ کوئی ضعیف۔ یہ محض ایک افتراء اور بہتان ہے۔ الحاصل مرزا غلام احمد فن حدیث میں عام طلبہ کے بھی ہمسر نہیں تھے۔ پس اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم ان کے اعتماد پر مذکورۃ الصدور پیشگوئی کو آنحضرت ﷺ کی حدیث تسلیم کر لیں۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

۲۔ مذکورہ گرہن مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کی تصدیق کے لیے قطعاً ثابت نہیں ہوئے یہ محض پراپیگنڈہ ہے۔ مرزائیوں کے اپنے دعویٰ کے مطابق گرہنوں کا وقوع ۱۳۱۰ھ میں پیش آیا۔ حالانکہ اس وقت تک مرزا قادیانی نے رسالت کا دعویٰ ہی نہ کیا تھا۔ تعجب ہے کہ مرزا قادیانی نے ان گرہنوں کو اپنے دعویٰ نبوت اور رسالت کی تصدیق کے لیے کیسے پیش کر دیا۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:-

”اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے مہینہ میں کبھی یہ دو گرہن جمع نہیں ہوئے بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے۔ جیسا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ اس پر دلالت کر رہے ہیں۔ اگر کسی کا یہ دعویٰ ہے کہ کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت میں یہ دونوں گرہن رمضان میں کبھی کسی زمانہ میں جمع ہوئے ہیں تو اس کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت دے۔“

(حقیقۃ الوحی ص ۱۹۶ خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۳)

اگر یہ کہا جائے کہ گرہن مہدویت کی علامت ہیں نبوت اور رسالت کی نہیں تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ مرزا قادیانی کے نزدیک مہدیت کا دعویٰ رسالت کے دعویٰ کو بھی شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حقیقۃ الوحی کی مذکورہ عبارت میں اسے اپنے دعویٰ نبوت رسالت کے لیے آسمانی نشان بتلا رہے ہیں۔ چونکہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ رسالت بہت بعد کا ہے اور یہ وقوع گرہن اس سے بہت پہلے کا ہے۔ بنابرین ہم یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے دور میں ایسے گرہن کبھی نہیں گئے۔ یہ قادیانی حضرات کا محض پراپیگنڈہ ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ۱۲۱۲ھ کے اس مذکورہ گرہن سے پہلے اس طرح کے گرہن کبھی نہیں گئے کیونکہ اس

سے ایک سال قبل ۱۲۱۱ھ میں بھی چاند اور سورج کا گرہن امریکہ میں لگا تھا اور وہاں بھی اس وقت ایک جھوٹا مدعی نبوت مسٹر فلوی موجود تھا۔ پس ایسے گرہن جو خرقی عادت بھی نہیں کسی دعویٰ کی تصدیق کے ضامن ہرگز نہیں ہو سکتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ، خالد محمود عفا اللہ عنہ۔ (حقیقات ص ۱۱۳ تا ۱۱۷)

رفع عیسیٰ علیہ السلام کے دلائل

- ۱..... ثابت کرو کہ عیسیٰ علیہ السلام جسم غصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے ہیں اور وہ واپس آئیں گے؟
- ۲..... ثابت کرو کہ امام مہدی اہل بیت سے ہوں گے اور مدینہ منورہ یا کسی اور ملک میں پیدا ہوں گے؟
- ۳..... وہ کہتے ہیں کہ خرد جال آچکا اگر نہیں آیا تو ثابت کرو کہ چند ہویں صدی میں آئے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ چودہویں صدی آخری ہے اس کے بعد قیامت ہے۔ اسی صدی میں جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔

اب آپ برائے مہربانی ہمیں تو ان سوالات کا جواب بمع ثبوت یعنی مکمل صفحہ، جلد، نام، حدیث وغیرہ لکھیں جس پر وہ اعتراض نہ کر سکیں اور ہمیں بھی تسلی ہو اور ان کو بھی جواب دینے کے قابل رہ جائیں۔ ہم نے بہت سے علماء صاحبان کے پاس خطوط لکھے بلکہ دیوبند تک لکھے مگر کسی نے تسلی بخش جواب نہ دیا کسی نے مرزا قادیانی کا حوالہ دے کر۔ کسی نے کچھ کسی نے گالیاں دے کر ٹال دیا۔ جس کی وجہ سے ہمارا دل بہت گھبرایا ہوا ہے کیونکہ کسی طرف سے تسلی بخش جواب نہیں پایا۔ اور نہ ہمارے پاس اتنا وقت ہے کہ کسی عالم کے پاس جائیں۔ آپ خدا کے واسطے مکمل جواب لکھ کر ہمارے دل کو یقین دلائیں کہ ہمارا مذہب سچا ہے۔ حسبن اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

الجواب..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اٹھایا جانا آسمان پر، قرآن مجید اور حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ دلائل تو بہت ہیں مگر یہاں بوجہ تنگی وقت کے صرف ایک دو تحریر کیے جاتے ہیں۔

وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما۔ (سورة النساء آیت ۱۵۷-۱۵۸)

اس آیت میں یہود کو قتل نقل فرما کر اللہ تعالیٰ نے تردید فرمائی ہے۔ یہود کہتے تھے کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ انھوں نے نہ تو عیسیٰ بن مریم کو قتل کیا اور نہ اس کو سولی پر چڑھایا۔ حقیقت میں ان پر شبہ پڑ گیا اور جو لوگ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں سب شک و شبہ میں مبتلا ہیں۔ یقیناً عیسیٰ علیہ السلام کو کسی نے قتل نہیں کیا بلکہ ان کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے۔ (اس کے لیے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالینا کیا مشکل ہے) اور حکمت والا ہے (اس کے کاموں میں ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں اگرچہ کوتاہ نظر نہ سمجھ سکیں)

اس سے مرزا یوں کے تمام شبہات زائل ہو گئے۔ مرزائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کیوں گیا، کیا کرتا ہے، کیا کھاتا ہے وغیرہ وغیرہ شبہات پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی جواب دیا۔ وکان اللہ عزیزا حکیما۔ اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا ہے۔ اس کی حکمت نے یہی چاہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لے۔ پھر قیامت کے قریب زمین پر اتار دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے چاہا تو آدم علیہ السلام جنت میں ہوتے تو اچھا تھا کیوں ان کو زمین کی طرف بھیج دیا۔ مسلمان کا کام یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے اسے قبول

کرے۔ منافق کا کام ہے حجت بازی کرنا۔ لہذا یہ شبہات فضول ہیں۔ جب بھی کوئی مرزائی عیسائی اللہ کے متعلق شبہ پیش کرے تو فوراً یہی آیت پڑھیں۔ وکان اللہ عزیزاً حکیمًا کہ اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔ اس کی مرضی وہ بخیر ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا کوئی اس پر کیا اعتراض کر سکتا ہے۔

(تفسیر روح البانی ج ۶ ص ۱۱) میں اس آیت کے ماتحت لکھا ہے۔ وهو حی فی السماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر زندہ ہیں۔ تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں۔ صرف مرزا غلام احمد قادیانی نے آکر فتنہ برپا کیا اور یہ صرف اس لیے کہ ”میں عیسیٰ بنوں“ برائے حلوا خوردن روئے باید۔

۲۔۔۔ ابوداؤد حدیث کی کتاب ہے۔ اور صحاح ستہ میں داخل ہے۔ انھوں نے ایک مستقل باب قائم کیا ہے جس کا نام ہے ”باب ذکر المہدی“ اس میں مندرجہ ذیل حدیثیں درج ہیں۔

۱۔۔۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا کا ایک دن بھی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دیں گے یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو کھڑا کریں گے جس کا نام میرے نام کے، اور اس کے والد کا نام، میرے والد کے نام کے موافق ہوگا۔ وہ شخص دنیا کو انصاف و عدل سے بھر دے گا۔ جیسا کہ اس کے آنے سے پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ (اب دیکھئے کہ مرزا اور اس کے پاپ کا نام نبی کریم ﷺ کے نام کے مخالف ہے اور مرزا کے آنے سے دنیا میں ظلم و ستم زیادہ ہو گیا)

(ابوداؤد ص ۱۳۱ ج ۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

۲۔۔۔ دوسری روایت ابوداؤد میں ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ مہدی میری اولاد سے ہوگا اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی نسل سے ہوگا۔ (ص ایضاً) (مرزا تو مغل تھا یا پٹھان یا کوئی اور قوم ہوگی سید اور فاطمہؓ کی اولاد سے ہرگز نہیں) اور بھی بہت سی روایتیں اور حدیثیں ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے مقامی علماء سے مدد حاصل کریں ورنہ ہماری طرف لکھیں۔ انشاء اللہ ان کے سب سوالوں کا جواب تسلی بخش دیا جائے گا۔

مرزائی جھوٹ بولتے ہیں کہ چودھویں صدی کے بعد قیامت ہے۔ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا۔ نہ معلوم کہ دنیا کی عمر کتنی باقی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام ضرور تشریف لائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

اور حضرت مہدیؑ مدینہ شریف سے روانہ ہوں گے اور مکہ شریف تشریف لائیں گے تو سب لوگ مکہ والے اور دوسرے مسلمان حضرت امام مہدیؑ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ یہ بیعت بیت اللہ شریف کے میدان میں مقام ابراہیم کے قریب ہوگی۔

مرزا کو تو ساری عمر حج نعیب نہیں ہوا۔ نہ مدینہ دیکھا نہ مکہ دیکھا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے مقدس مقامات میں اسے گھسنے ہی نہیں دیا۔

بہر حال آپ کو جو شبہ ہو ہماری طرف تحریر فرمائیں ہم وہ جواب دیں گے جو مرزائیوں کے لیے منہ توڑ ہوگا۔ فقط واللہ اعلم۔ بندہ محمد عبداللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان۔ الجواب صحیح: خیر محمد عفی عنہ: ۱۳۶۹ھ

(خیر التاوی ج ۱ ص ۷۳۷)

دجال کی آمد

سوال..... دجال کی آمد کا کیا صحیح حدیث میں کہیں ذکر ہے اگر ہے تو وضاحت فرمائیں۔

جواب..... دجال کے بارے میں ایک دو نہیں بہت سی احادیث ہیں اور یہ عقیدہ امت میں ہمیشہ سے متواتر چلا آیا ہے۔ بہت سے اکابر امت نے اس کی تصریح کی ہے کہ خروج دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث متواتر ہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۸۰)

ایک قادیانی کے پُر فریب سوالات کے جوابات

ہمارے ایک دوست سے کسی قادیانی نے حضرت مفتی محمد شفیعؒ کے رسالہ ”مسح موعود کی پہچان“ پر کچھ سوالات کیے اور راقم الحروف سے ان کے جوابات کا مطالبہ کیا۔ ذیل میں یہ سوال و جواب قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

تمہید..... رسالہ ”مسح موعود کی پہچان“ میں قرآن کریم اور ارشادات نبویہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی علامات جمع کر دی گئی ہیں، جو اہل ایمان کے لیے تو اضافہ ایمان میں مدد دیتی ہیں۔ لیکن انھوں نے یہ کہ سوال کنندہ کے لیے ان کا اثر الٹا ہوا، قرآن کریم نے صحیح فرمایا! ”ان کے دلوں میں روگ ہے، پس بڑھا دیا ان کو اللہ نے روگ میں۔“ بقول سعدی ۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست

در باغ لالہ روید دور شورہ بوم خس

سائل نے ارشادات نبوت پر اسی انداز میں اعتراض کیے ہیں جو ان کے پیٹرو پنڈت دیانند سرسوتی نے ”ستیارتھ پرکاش“ میں اختیار کیا تھا، اس لیے کہ ارشادات نبویہ نے مسیح علیہ السلام کی صفات و علامات اور ان کے کارناموں کا ایسا آئینہ پیش کر دیا ہے جس میں قادیانی مسیحیت کا چہرہ بھیا یک نظر آتا ہے، اس لیے انھوں نے روایتی حبشی کی طرح اس آئینے کو قصور وار سمجھ کر اسی کو زمین پر شیخ دینا ضروری سمجھا تا کہ اس میں اپنا سیاہ چہرہ نظر نہ آئے۔ لیکن کاش! وہ جانتے کہ ۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

رسالہ ”مسح موعود کی پہچان“ پر سائل نے جتنے اعتراضات کیے ہیں ان کا مختصر سا اصولی جواب تو یہ ہے کہ مصنفؒ نے ہر بات میں احادیث صحیحہ کا حوالہ دیا ہے، اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا، اس لیے سائل کے اعتراضات مصنفؒ پر نہیں بلکہ خاش بدھن آنحضرت ﷺ پر ہیں۔ اگر وہ آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت سے منکر ہیں، یا مسٹر پرویز کے ہم مسلک ہیں تو بعد شوق پنڈت دیانند کی طرح اعتراضات فرمائیں اور اگر انھیں ایمان کا دعویٰ ہے تو ہم ان سے گزارش کریں گے کہ قیامت کے دن آنحضرت ﷺ سے پوچھ لیجئے۔ مگر جو لوگ ارشادات نبویہ کو سرمہ چشم بصیرت سمجھتے ہیں ان کا ایمان برباد نہ کیجئے اس کے بعد اب تفصیل سے ایک ایک سوال کا جواب گوش گزار کرتا ہوں ذرا توجہ سے سنئے۔

سوال..... ”امت محمدیہ کے آخری دور میں..... دجال اکبر کا خروج مقدر و مقرر تھا۔“ (ص ۵ سطر پہلی و دوسری) اگر یہ دجال اکبر تھا تو لازماً کوئی ایک یا بہت سارے دجال اصغر بھی ہوں گے۔ ان کے بارے میں ذرا وضاحت فرمائی جائے، کب اور کہاں ظاہر ہوں گے، شناخت کیا ہوگی اور ان کے ذمہ کیا کام ہوں گے اور ان کی

شناخت کے بغیر کسی دوسرے کو یک دم ”دجال اکبر“ کیسے تسلیم کر لیا جائے گا۔

جواب..... جی ہاں! ”دجال اکبر“ سے پہلے چھوٹے چھوٹے دجال کئی ہوئے اور ہوں گے۔ مسلّمہ کذاب سے لے کر غلام احمد قادیانی تک جن لوگوں نے دجل و فریب سے نبوت یا خدائی کے جھوٹے دعوے کیے ان سب کو آنحضرت ﷺ نے ”دجالون کذابون“ فرمایا ہے۔ ان کی علامت۔ یہی دجل و فریب، غلط تاویلیں کرنا، چودہ سو سال کے قطعی عقائد کا انکار کرنا، ارشادات نبویہ کا مذاق اڑانا، سلف صالحین کی تحقیر کرنا اور غلام احمد قادیانی کی طرح صاف اور سفید جھوٹ بولنا، مثلاً۔

- ☆ انا انزلناہ قریباً من القادیان۔ (تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶ طبع دوم)
- ☆ قرآن میں قادیان کا ذکر ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۳ خزائن ج ۳ ص ۱۳۰)
- ☆ مسیح موعود چودہویں صدی کے سر پر آئے گا، اور پنجاب میں آئے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ (اربعین نمبر ۲ ص ۲۹ خزائن ج ۱ ص ۳۷۱)
- ☆ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۱۸، ۲۱۷)

ظہور مہدی کے بعد دجال کا خروج اور اس کے فتنہ فساد کی تفصیل

جنگ اخبار میں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے بارے میں حدیث کے حوالہ سے ”ان کا حلیہ اور وہ آکر کیا کریں گے“ لکھا تھا اب مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات بھی لکھ دیں تو مہربانی ہوگی۔

سوال ۱..... خرد دجال کا حلیہ حدیث کے حوالہ سے (کیونکہ ہم نے لوگوں سے سنا ہے کہ وہ بہت تیز چلے گا۔ اس کی آواز کرخت ہوگی وغیرہ وغیرہ)

سوال ۲..... کانا دجال جو اس پر سواری کرے گا۔ اس کا حلیہ۔

جواب..... دجال کے گدھے کا حلیہ زیادہ تفصیل سے نہیں ملتا۔ مسند احمد اور مستدرک حاکم کی حدیث میں صرف اتنا ذکر ہے کہ اس کے دونوں کانوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا اور مشکوٰۃ شریف میں بیہتی کی روایت سے نقل کیا ہے کہ اس کا رنگ سفید ہوگا۔

دجال کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جن میں اس کے حلیہ، اس کے دعویٰ اور اس کے فتنہ و فساد پھیلانے کی تفصیل ذکر فرمائی گئی ہے۔ چند احادیث کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱..... رنگ سرخ، جسم بھاری بھر کم، سر کے بال نہایت خمیدہ لہجے ہوئے، ایک آنکھ بالکل سپاٹ، دوسری عیب دار، پیشانی پر ”ک، ف، ز، یعنی ”کافر“ کا لفظ لکھا ہوگا جسے ہر خواندہ و ناخواندہ مومن پڑھ سکے گا۔

۲..... پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر ترقی کر کے خدائی کا مدعی ہوگا۔

۳..... اس کا ابتدائی خروج اسفہان خراسان سے ہوگا اور عراق و شام کے درمیان راستہ میں اعلانیہ دعوت دے گا۔

۴..... گدھے پر سوار ہوگا ستر ہزار یہودی اس کی فوج میں ہوں گے۔

۵..... آندھی کی طرح چلے گا اور مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور بیت المقدس کے علاوہ ساری زمین میں گھومے پھرے گا۔

۶..... مدینہ میں جانے کی غرض سے احد پہاڑ کے پیچھے ڈیرہ ڈالے گا مگر خدا کے فرشتے اسے مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ وہاں سے ملک شام کا رخ کرے گا اور وہاں جا کر ہلاک ہوگا۔

۷۔ اس دوران مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے اور مدینہ طیبہ میں جتنے منافق ہوں گے وہ گھبرا کر باہر نکلیں گے اور دجال سے جا ملیں گے۔

۸۔ جب بیت المقدس کے قریب پہنچے گا تو اہل اسلام اس کے مقابلہ میں نکلیں گے اور دجال کی فوج ان کا محاصرہ کر لے گی۔

۹۔ مسلمان بیت المقدس میں محصور ہو جائیں گے اور اس محاصرہ میں ان کو سخت ابتلا پیش آئے گا۔

۱۰۔ ایک دن صبح کے وقت آواز آئے گی ”تمہارے پاس مدد آ پہنچی۔“ مسلمان یہ آواز سن کر کہیں گے کہ مدد کہاں سے آ سکتی ہے؟ یہ کسی پیٹ بھرے کی آواز ہے۔

۱۱۔ عین اس وقت جبکہ نماز فجر کی اقامت ہو چکی ہوگی۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) بیت المقدس کے شرقی منارہ کے پاس نزول فرمائیں گے۔

۱۲۔ ان کی تشریف آوری پر امام مہدیؑ (جو مصلے پر جا چکے ہوں گے) پیچھے ہٹ جائیں گے اور ان سے امامت کی درخواست کریں گے مگر آپ امام مہدیؑ کو حکم فرمائیں گے کہ نماز پڑھائیں کیونکہ اس نماز کی اقامت آپ کے لیے ہوئی ہے۔

۱۳۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) دروازہ کھولنے کا حکم دیں گے۔ آپ کے ہاتھ میں اس وقت ایک چھوٹا سا نیزہ ہوگا۔ دجال آپ کو دیکھتے ہی اس طرح پکھلنے لگے گا جس طرح پانی میں نمک پکھل جاتا ہے۔ آپ اس سے فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے میری ایک ضرب تیرے لیے لکھ رکھی ہے۔ جس سے تو بچ نہیں سکتا۔ دجال بھاگنے لگے گا۔ مگر آپ ”باب لد“ کے پاس اس کو جالیں گے اور نیزے سے اس کو ہلاک کر دیں گے اور اس کا نیزے پر لگا ہوا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۱ ص ۲۸۰-۲۸۱)

کیا پاکستانی آئین کے مطابق کسی کو مہدی مصلح یا مجدد ماننا کفر ہے؟

سوال..... آپ کے اور میرے علم کے مطابق حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور حضرت مہدیؑ دنیا میں تشریف لائیں گے لیکن پاکستانی آئین کے مطابق، جو بھٹو دور میں بنا تھا آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی مصلح کوئی مجدد یا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اگر کوئی شخص اس بات پر یقین رکھتا ہے تو وہ غیر مسلم ہے اس لحاظ سے تو میں اور آپ غیر مسلم ہوئے کیونکہ آپ نے بعض سوالات کے جوابات میں کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور حضرت مہدیؑ تشریف لائیں گے۔ براہ مہربانی اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔

جواب..... جناب نے آئین پاکستان کی جس دفعہ کا حوالہ دیا ہے اس کے سمجھنے میں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے اور آپ نے اس کو نقل بھی غلط کیا ہے۔ آئین کی دفعہ ۲۶۰ (۳) کا پورا متن یہ ہے:

”جو شخص محمد ﷺ (جو آخری نبی ہیں) کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو شخص محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو شخص کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔“

آئین کی اس دفعہ میں ایک ایسے شخص کو غیر مسلم کہا گیا ہے جو آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت جاری ہونے کا قائل ہو یا آپ ﷺ کے بعد نبوت کے حصول کا مدعی ہو یا ایسے مدعی نبوت کو اپنا دینی پیشوا تسلیم کرتا ہو۔

حضرت مہدیؑ نبی نہیں ہوں گے نہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے اور نہ کوئی ان کو نبی مانتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ بلاشبہ نبی ہیں مگر ان کو نبوت آنحضرت ﷺ کے بعد نہیں ملی بلکہ آپ ﷺ سے چھ سو سال پہلے مل چکی ہے۔ مسلمان ان کی تشریف آوری کے بعد ان کی نبوت پر ایمان نہیں لائیں گے بلکہ مسلمانوں کا ان کی نبوت پر پہلے سے ایمان ہے جس طرح حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء کرام کی نبوت پر ایمان ہے۔ (علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات) اس لیے آئین پاکستان کی اس دفعہ کا اطلاق نہ تو حضرت مہدیؑ پر ہوتا ہے کیونکہ وہ دعویٰ نبوت نہیں ہوں گے نہ حضرت عیسیٰؑ پر ہوتا ہے کیونکہ ان کی نبوت آنحضرت ﷺ سے پہلے کی ہے نہ کہ بعد کی۔ اور نہ ان مسلمانوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو ان حضرات کی تشریف آوری کے قائل ہیں۔

اس دفعہ کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے بعد حاصل ہونے والی نبوت کا دعویٰ کیا۔ یاہیا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (تذکرہ ص ۲۵۲) کا نعرہ لگایا، اور لوگوں کو اس نئی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ نیز اس کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جنہوں نے ایسے لوگوں کو اپنا دینی مصلح اور پیشوا تسلیم کیا اور ان کی جماعت میں داخل ہوئے۔

امید ہے یہ مختصری وضاحت آپ کی غلط فہمی رفع کرنے کے لیے کافی ہوگی۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۳-۲۳۵)

فرقہ ذکر بیان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک گروہ جس کو ذکر کرتے ہیں۔ یہ فرقہ باطلہ ذکر بیان صراط مستقیم سے منحرف ہیں مثلاً ان ذکر کرتے گروہ کے عقائد میں ایک شخص مسیٰ پجھری جو اس فرقہ کا مقتدا گزرا ہے۔ یہ لوگ اس کو اپنا پیغمبر و رسول تسلیم کرتے ہیں اور اسی کے نام کا کلمہ پڑھتے ہیں اور ضروریات دین مثلاً نماز، ہجرت، روزہ، ماہ رمضان المبارک و حج بیت اللہ سے کلی طور پر منکر ہیں۔ لہذا کیا یہ لوگ مسلمان ہیں یا نہیں؟ اور ان کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں اور ایسے لوگوں کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام برائے کرم اس پر پوری روشنی ڈالتے ہوئے بحوالہ معتبرہ کتب صحیح جواب سے مستفید فرمائیں تاکہ ہم غریب مسلمان اپنے دین و ایمان کا پورا تحفظ کر سکیں۔ آمین تو جروا۔

عبد الفتاح ولد عبدالحق القادری خٹکانی منزل میرٹھی۔ کراچی، پاکستان۔ ۱۸ شوال المکرم ۱۴۲۹ھ

الجواب..... حامداً و مصلیاً۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں جو شخص آپ ﷺ کو خاتم النبیین نہ مانے بلکہ آپ ﷺ کے بعد کسی اور کی نبوت پر ایمان لائے۔ وہ شخص کافر ہے اس کے ساتھ مسلمانوں کو تعلق نکاح وغیرہ جائز نہیں۔ نماز، روزہ، حج ارکان دین اسلام ہیں نصوص قطعیہ سے ان کی فرضیت ثابت ہے جو شخص ان کی فرضیت کا انکار کرے وہ بھی کافر ہے۔ دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ما کان محمد با احد من رجالکم ولكن رسول اللہ و خاتم النبیین، (الاحزاب ۴۰) وقال اللہ تعالیٰ و اقيموا الصلوٰۃ (البقرہ ۴۳) وقال اللہ تعالیٰ یاایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام۔ (البقرہ ۱۸۳) وقال اللہ تعالیٰ وللہ علی الناس حج البيت۔ (آل عمران ۹۷) مسلمانوں کو ایسے عقیدوں سے اور ایسے عقیدے والوں سے انتہائی پرہیز کرنا چاہیے اور بالکل علیحدہ رہنا چاہیے۔ اللہ پاک سب کو

۱۔ مستقیم کی ہدایت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العبد محمود غفرلہ لنگوی ۲۶ شوال ۱۴۰۷ھ۔ معین مفتی مدرسہ
مدینہ منورہ دارالعلوم دیوبند

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ مہدیت و نبوت جھوٹا ہے

۱۰۔ قادیانیوں کے بارے میں پریشانی ہے کہ ان سے کیسے تعلقات رکھنے چاہئیں۔ ایک طرف پغلتا
چھاپ جاتے ہیں۔ شہزاد قادیانیوں کی ملکیت ہے۔ لہذا اس کا بائیکاٹ ضروری ہے۔ دوسری طرف ایک اخبار
میں خبر پھیلی کہ غیر مسلم سے اچھا برتاؤ کرنا چاہیے جیسے حضور ﷺ کی سیرت سے ثابت ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ
نے اپنے دشمنوں اور گستاخوں کو بھی معاف کر دیا۔ مسئلہ یہ ہے ہماری کچھ سہیلیاں قادیانی ہیں۔ ہم ان سے کیسے
تعلقات رکھیں۔ وہ کہتی ہیں ہم آخری نبی محمد ﷺ کو مانتی ہیں۔ مرزا غلام احمد کو صرف امام مہدی تسلیم کرتی ہیں۔
ہمیں ان کے عقائد کی تفصیل بیان فرمائیں تاکہ ہمیں رہنمائی مل سکے۔ مزید یہ کہ قطب کی طرف پاؤں کرنا کیسا
ہے؟ چند دینی نصیحتیں بھی فرمائیں۔

فاطمہ عبین، سرین کلاوالہ

جواب..... محترمہ فاطمہ عبین صلیہ و محترمہ سرین صلیہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

قادیانی یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار، خواہ اس کو مہدی مانیں، خواہ نبی، خواہ مصلح و مجدد، سب
کفار و مرتدین ہیں۔ اس لیے کہ اس شخص نے اپنے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے اور قرآن و سنت اور تمام امت
کا اس پر قطعی فیصلہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کا قائل ہو قطعاً کافر و مرتد اور واجب القتل
ہے۔ اسے مسلمان ماننا بھی کفر ہے چہ جائیکہ مجدد یا امام مہدی ماننا، لہذا مرزائیوں سے کسی قسم کے تعلقات رکھنا
حرام، حرام قطعی حرام ہیں۔ اخبار میں جو کچھ لکھا ہے، غلط لکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ظاہری زندگی و وجودگی میں،
جو شخص آپ ﷺ کی گستاخی کرے آپ ﷺ اسے معاف کر سکتے تھے لیکن آپ ﷺ کی وفات کے بعد کسی گستاخ
رسول کو معاف کرنا، امت کے لیے جائز نہیں بلکہ امت پر واجب ہے کہ اسے قتل کر دے۔ اپنا حق حضور ﷺ خود
معاف کر سکتے تھے۔ کسی اور کی یہ حیثیت ہی نہیں کہ گستاخ و مرتد کو معاف کرتا پھرے۔ کفار جو اسلامی حکومت میں
ذمی بن کر رہیں، ہم ان کی جان و مال، عزت و معاد کی حفاظت کریں مگر وہ بھی اگر گستاخی رسول کا ارتکاب
کریں تو واجب القتل ہیں۔ لہذا آپ قادیانیوں سے میل ملاپ کرنا چھوڑ دیں، یہ حرام ہے۔

ہاں مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ حضور ﷺ
کو آخری رسول مانتے تو مسلمانوں سے الگ تھلگ کیوں ہوتے؟ مرزے کو بھی نبی ماننا اور حضور ﷺ کو بھی آخری
رسول ماننا دین سے مذاق ہے۔ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ ہم اللہ کی توحید بھی مانتے ہیں اور بت پرستی بھی کرتے
ہیں ان سہیلیوں سے قطع تعلق کرنا فرض ہے۔

۱۱۔ اہل تہذیب و شرف کا لازم ہے یعنی بیت اللہ جو مکہ شریف میں ہے۔ قطب یعنی شمال کی طرف پاؤں کرنا

باز ہے۔

مشق رسول ﷺ کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ نماز، ذکر، درود و سلام اور تلاوت قرآن کریم پابندی سے

نہ کرتے۔ جی۔ واللہ اعلم ورسولہ۔

عبد القیوم خان

(منہاج التلاویح ج اول ص ۳۵۳-۳۵۵)

مسیح موعود کی پہچان

سوال..... اس رسالہ (مسیح موعود کی پہچان۔ از حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندی) کے مطالعہ سے ابتدا ہی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بن باپ کی پیدائش سے لے کر واقعہ صلیب کے انجام تک جس قدر بھی علامات یا دوسری متعلقہ ظاہری نشانیاں اور باتیں بیان کی گئی ہیں وہ اس وجود کے متعلق ہیں جسے مسیح علیہ السلام، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور مسیح ناصری کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے اور اب بھی جبکہ رسالہ مذکورہ کے مصنف کے خیال کے مطابق مسیح موعود یا مہدی موعود وغیرہ کا نزول نہیں ہوا (بلکہ انتظار ہی ہے) تب بھی پوری دنیا اس مسیح کے نام اور کام اور واقعات سے بخوبی واقف ہے۔ یہ نشانیاں تو اس قوم نے آج کے لوگوں سے زیادہ دیکھی تھیں (محض سنی اور پڑھی ہی نہیں تھیں) جن کی طرف وہ نازل ہوا تھا، تب بھی اس قوم نے جو سلوک اس کے ساتھ کیا، کیا وہ دنیا سے چھپا ہوا ہے، اس وقت بھی اس قوم نے اسے اللہ تعالیٰ کا نبی ماننے سے انکار کر دیا تھا اب اگر وہ (یا کوئی) آ کر کہنے لگے کہ میں وہی ہوں جو بن باپ پیدا ہوا تھا، میری ماں مریم علیہا السلام تھی اور میں پگھڑے میں باتیں کیا کرتا تھا اور مردے زندہ کیا کرتا تھا۔ چیزیاں بنا کر ان میں روح پھونکا کرتا تھا، اندھوں کو بینائی بخشتا تھا اور جذام کے مریض تندرست کر دیا کرتا تھا وغیرہ وغیرہ تو اب بھی موجودہ تمام اقوام کو کیونکر یقین آ سکے گا کہ واقعی پہلے بھی یہ ایسا کرتا رہا ہوگا اور یہ یقیناً ہی شخص ہے اور جب پہلی بار نازل ہوا تو محض بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے آیا تھا اور جب مقامی لوگوں نے دل و جان سے قبول نہ کیا تو گمشدہ بھڑوں کی تلاش میں اتنے سفر اختیار کیے کہ ”مسیح“ کے لقب سے پکارا جانے لگا لیکن اب جبکہ وہ دوسری بار نازل ہوگا تو ایک سراپا قیامت بن کر آئے گا جیسا کہ رسالہ ہذا سے ظاہر ہے۔ مثلاً ملاحظہ فرمائیں۔

”جس کسی کا فر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچ جائے گی وہ مر جائے گا۔“ (ص ۱۸ علامت ۱۴)

”سانس کی ہوا اتنی دور تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جائے گی۔“ (ص ۱۸ علامت ۱۵)

جواب..... اس سوال کا جواب کئی طرح دیا جاسکتا ہے۔

۱۔ مرزا قادیانی پر مسیح موعود کی ایک علامت بھی صادق نہیں آئی۔ مگر قادیانیوں کو دعویٰ ہے کہ انھوں نے مسیح موعود کو پہچان لیا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن پر قرآن و حدیث کے دو صد علامت صادق آئیں گی ان کی پہچان اہل حق کو کیوں نہ ہو سکے گی؟

۲۔ یہود نے پہچاننے کے باوجود نہیں مانا تھا اور یہود اور ان کے بھائی (مرزائی) آئندہ بھی نہیں مانیں گے۔ نہ ماننے کے لیے آمادہ ہیں۔ اہل حق نے اس وقت بھی ان کو پہچان اور مان لیا تھا اور آئندہ بھی ان کو پہچانے اور ماننے میں کوئی وقت چش نہیں آئے گی۔

۳۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا جو خاکہ ارشادات نبویہ میں بیان کیا گیا ہے اگر وہ معترض کے پیش نظر ہو؟

تو اسے یہ سوال کرنے کی جرأت ہی نہ ہوتی۔ فرمایا گیا ہے کہ مسلمان دجال کی فوج کے محاصرے میں ہوں گے نماز فجر کے وقت یکا یک عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، اس وقت کا آپ کا پورا چلہ اور نقشہ بھی آپ ﷺ نے بیان فرما دیا ہے۔ ایسے وقت میں جب ٹھیک آنحضرت ﷺ کے بیان فرمودہ نقشہ کے مطابق وہ نازل ہوں گے تو ان کو بالبدایت اسی طرح پہچان لیا جائے گا جس طرح اپنا جانا پہچانا آدمی سفر سے واپس آئے تو اس کے پہچانے میں وقت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ کسی حدیث میں یہ نہیں آتا کہ وہ نازل ہونے کے بعد اپنی مسیحیت کے اشتہار چھپوائیں گے، یا لوگوں سے اس موضوع پر مباحثے اور مباحلے کرتے پھریں گے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۱۸ تا ۲۲۰)

سوال..... اور یاجوج ماجوج کو ہلاک کرنے کے لیے بددعا کی ضرورت کیوں پیش آئے گی۔ (ملاحظہ ہو ص ۳۱ علامت نمبر ۱۶۲) کیا مسیح موعود کی ہلاکت خیر نظر یا جوج ماجوج کو کافر نہ جان کر چھوڑ دے گی کیونکہ جیسا پہلے بتایا جا چکا ہے کہ کافر تو نہیں بچ سکے گا، شاید اسی لیے آخری حربہ کے طور پر بددعا کی جائے گی۔

جواب..... یہ کہیں نہیں فرمایا گیا کہ دم عیسوی کی یہ تاثیر ہمیشہ رہے گی، بوقت نزول یہ تاثیر ہوگی اور یاجوج ماجوج کا قصہ بعد کا ہے۔ اس لیے دم عیسوی سے ان کا ہلاک ہونا ضروری نہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۰)

سوال..... سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی طور پر یہ منوا بھی لیا جائے کہ مسیح موعود کا نام عیسیٰ علیہ السلام بن مریم بھی ہوگا تو بھی یہ کیسے منوایا جائے کہ اس وقت یہ نام صفاتی نہیں ہوگا بلکہ عیسیٰ بن مریم ہونے کی وجہ سے یقینی طور پر یہ وجود ہی وہی ہوگا جو کبھی مریم علیہ السلام کے گھر بغیر باپ کے پیدا ہوا تھا ... وغیرہ وغیرہ، بلکہ مولوی صاحب اپنے رسالہ میں خود ہی تسلیم کرتے ہیں کہ کبھی کبھی معرّف نام استعمال تو ہو جاتا ہے لیکن ذات وہ مراد نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ نام مشہور ہوا ہو مثلاً ملاحظہ فرمائیں ص ۱۱ علامت نمبر ۱۰ جہاں مولوی صاحب مسیح موعود کے خاندان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”آپ کے ماموں ہارون ہیں“ (یا اخت ہارون) لیکن مولوی صاحب فوراً چونک اٹھتے ہیں اور ”ہارون“ پر حاشیہ جماتے ہیں (ملاحظہ ہو حاشیہ زیر ص ۱۱) ”ہارون سے اس جگہ ہارون نبی علیہ السلام مراد نہیں کیونکہ وہ تو مریم سے بہت پہلے گزر چکے تھے بلکہ ان کے نام پر حضرت مریم علیہ السلام کے بھائی کا نام ہارون رکھا گیا تھا۔“ تو جیسے یہاں مولوی صاحب کو ”ہارون“ کی فوراً تاویل کرنا پڑی تاکہ انھیں دور ہو تو کیوں نہ بب مسیح موعود کو عیسیٰ بن مریم بھی کہا جائے تو اسے بھی صفاتی نام سمجھ کر تاویل کر لی جائے اور جسمانی طور پر پہلے والا عیسیٰ بن مریم مراد نہ لیا جائے کیونکہ ابھی بتایا جا چکا ہے کہ مولوی صاحب کے اپنے حوالہ کے مطابق بھی مسیح بن مریم کے اٹھائے جانے کے بعد اس کا واپس آنا ممکن نہیں کیونکہ کوئی آیت منسوخ نہیں ہوگی اور ”ووافعک الی“ ولی آیت اوپر ہی اٹھائے رکھے گی، لوٹ آنے کی اجازت نہیں دے گی۔

جواب..... عیسیٰ بن مریم ذاتی نام ہے، اس کو دنیا کے کسی عقلمند نے کبھی ”صفاتی نام“ نہیں کہا۔ یہ بات وہی مرقا فیض کہہ سکتا ہے جو بارش و برکت اس بات کا مدعی ہو کہ ”وہ عورت بن گیا، خدا نے اس پر قوت رجولیت کا مظاہرہ کیا۔“ ”وہ مریمی صفت میں نشوونما پاتا رہا، پھر وہ یکا یک حاملہ ہو گیا، اسے درد زہ ہوا، وضع حمل کے آثار نمودار ہوئے، اس نے عیسیٰ کو جنم، اس طرح وہ عیسیٰ بن مریم بن گیا۔“ انبیاء مہتمم السلام کے مہم میں اس ”مرقا“

اور ”ذیابیطس کے اثر“ کی کوئی گنجائش نہیں۔

بارون، حضرت مریم علیہا السلام کے بھائی کا ذاتی نام تھا یہ کس اسم نے کہا کہ وہ صفاتی نام تھا؟ اور خاندان کے بڑے بزرگ کے نام پر اپنی بچے کا نام رکھ دیا جائے تو کیا دنیا کے عقائد اس کو ”صفاتی نام“ کہا کرتے ہیں؟ غالباً سائل کو یہی علم نہیں کہ ذاتی نام کیا ہوتا ہے اور صفاتی نام کسے کہتے ہیں۔ وہ حضرت مریم کے بھائی کے نام کو ”صفاتی نام“ کہہ کر اپنی ٹیم، کاوت کا نمونہ پیش نہ کرتا۔ بارون اگر ”صفاتی نام“ ہے تو کیا معترض یہ بتا سکے گا کہ ان کا ذاتی نام کیا تھا؟ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۱-۲۲۲)

سوال..... مولوی صاحب نے اپنے رسالہ ہی میں خود تاویل کا راستہ کھول دیا ہے اور اس کا سہارا بھی لیا ہے۔ (ملاحظہ ہو ص ۲۰ علامت نمبر ۸۰)

۱. ”آپ صلیب توڑیں گے یعنی صلیب پرستی کو اٹھا دیں گے۔“ یہ الفاظ جو مولوی صاحب نے خود لکھے ہیں۔ یہ محض تاویل ہے۔ اس حدیث شریف کی جس میں صرف صلیب کو توڑنے کا ذکر ہے۔ صلیب پرستی اٹھا دینے کی کوئی بات حضرت نبی کریم ﷺ نے بیان نہیں فرمائی کیا مولوی صاحب ایسی کوئی حدیث شریف کا حوالہ دے سکتے ہیں؟ پھر ملاحظہ ہو ص ۲۰ علامت نمبر ۸۱۔

۲. ”خزیر کو قتل کریں گے۔“ یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے۔“ یہ الفاظ بھی مولوی صاحب کی اپنی تاویل ہے کیونکہ حدیث مذکور میں صرف خزیر کو قتل کرنے کا ارشاد ہوا ہے۔ باقی مولوی صاحب کے الفاظ وہاں موجود نہیں۔ کیا مولوی صاحب حدیث شریف میں یہ دکھا سکیں گے؟ ہرگز نہیں، کیونکہ یہ حضور ﷺ کے الفاظ نہیں بلکہ مولوی صاحب کی یا دوسرے علماء کرام کی بیان فرمودہ تاویل ہے۔ اب یہ حق مولوی صاحب ہی کا کیوں ہے کہ جب چاہیں اور جہاں چاہیں تاویل کر لیں۔“

۳. ورد افکع الہی کی بھی تاویل ہو سکتی ہے۔

جواب۔ تاویل کا راستہ تاویل اگر علم و دانش کے مطابق اور قواعد شرعیہ کے خلاف نہ ہو تو اس کا مفاد نقد نہیں، وہ لائق قبول ہے۔ لیکن اہل حق کی صحیح تاویل کو دیکھ کر اہل باطل الہی سیدھی تاویلیں کرنے لگیں تو وہی بات ہوگی کہ۔

”ہرچہ مردمی کند بوزنہ ہم می کند“

ہند نے آدمی کو دیکھ کر اپنے گلے پر استرا پھیر لیا تھا۔ مثلاً عیسیٰ بن مریم بننے کے لیے پہلے عورت بنا، پھر حاملہ ہونا، پھر بچہ جنمنا، پھر بچے کا نام عیسیٰ بن مریم رکھ کر خود ہی بچہ بن جانا، کیا یہ تاویل ہے یا امراتی سودا؟

۱. ”صلیب کو توڑ دیں گے۔“ یعنی صلیب پرستی کو مٹا دیں گے۔“ بالکل صحیح تاویل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک آدھ صلیب کے توڑنے پر اکتفا نہیں فرمائیں گے بلکہ دنیا سے صلیب اور صلیب پرستی کا بالکل صفایا کر دیں گے۔

۲. ”خزیر کو قتل کریں گے۔“ یعنی نصرانیت کو مٹا دیں گے۔“ یہ تاویل بھی بالکل صحیح ہے اور عقل و شرع کے عین مطابق۔ کیونکہ خزیر خوری آج کل خساری کا خصوصی شعار ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نصرانیت کے اس خصوصی شعار کو مٹائیں گے، اور خزیر کو قتل کریں گے۔ جس طرح آنحضرت ﷺ نے اہل جاہلیت کے کتوں کے ساتھ احتیاط کو مٹانے کے لیے کتوں کو مارنے کا حکم دیا تھا۔

۳. ورد افکع الہی کی تاویل۔ یہ تاویل جو قاتیانی کرتے ہیں قرآن کریم اور ارشادات نبوی ﷺ اور سلف صالحین کے عقیدے کے خلاف ہے اس لیے مردود ہے اور اس پر ہمارے ایسا گانا گانے کی حکایت صادق

آتی ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳-۲۵)

سوال اللہ تعالیٰ نے تو حضرت نبی کریم ﷺ کو بھی قرآن مجید میں یہی حکم دیا تھا کہ بلغ ما انزل الیک۔ (المائدہ ۶۷) جو تیری طرف اتارا گیا ہے اس کی تبلیغ کر۔ اس کے ساتھ ہی یہ توجہ بھی دلائی تھی کہ لست علیہ بمصیط۔ (الغاشیہ ۲۲)

میں نے تجھے ان پر داروغہ نہیں مقرر کیا بلکہ کھول کھول کر نشانیاں بیان کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور یہ سب قرآن مجید میں بہ تفصیل موجود ہے۔ مولوی صاحب نے خود ہی فرمایا ہے کہ مسیح موعود خود بھی قرآن پر عمل کریں گے اور دوسروں سے بھی کروائیں گے۔ (ملاحظہ ہوس ۲۲ علامت نمبر ۹۹) تو حضرت نبی کریم ﷺ نے تو یوں خود عمل کر کے نہیں دکھایا کہ اپنی نظروں سے لوگوں کو دکھا گئے ہوں۔ خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں، یہودیوں کو جن جن کر قتل کر دیتے رہے ہوں۔ (ملاحظہ فرمائیں ص ۲۱ علامت نمبر ۸۷ اور نمبر ۸۸) تو یہ کس قرآن مجید پر مسیح موعود کا عمل ہوگا؟ اور کس انداز کا عمل ہوگا؟ کیا اس سے مسیح موعود کی شان بلند ہو گیا یا اسے دوبارہ نازل کرنے والے رحیم و کریم اللہ تعالیٰ کی؟ (نعوذ باللہ من ذالک)

جواب ... آنحضرت ﷺ نے قیصر و کسریٰ کے تحت نہیں اٹلے، خلفائے راشدین نے کیوں اٹلے؟ آنحضرت ﷺ نے یہود کو جزیرہ عرب سے نہیں نکالا تھا حضرت عمرؓ نے کیوں نکالا؟ آپ ﷺ نے بنو تغلب سے دو گنا زکوٰۃ وصول نہیں کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیوں کی؟ اگر یہ ساری چیزیں قرآن کریم اور نشانے نبوی ﷺ کے مطابق ہیں تو حضرت عیسیٰؑ ہی سے کیوں یہودیہ ضد ہے؟ وہ بھی تو جو کچھ کریں گے فرمودات نبویہ کے مطابق ہی کریں گے اور آنحضرت ﷺ ان امور کی تفصیلات بھی بیان فرما چکے ہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۱ ص ۱۲۶)

سوال آج تک جتنی ہی باتیں مسلمانوں کے مختلف فرقے ابھی تک طے نہیں کر سکے اور اگر تاویلات نہیں کی جا میں گی تو مولوی صاحب خود ہی اپنی بیان کردہ علامات کی طرف توجہ فرمائیں، بنیادہ طبقہ کے سامنے کیوں کر منہ اٹھا سکیں گے۔

جواب بہت سے جھگڑے تو واقعی طے نہیں ہوئے۔ مگر قادیانیوں کی بد قسمتی دیکھئے کہ جن مسائل پر مسلمانوں کے تمام فرقوں کا چودہ صدیوں سے اتفاق رہا ہے ان سے بھی منکر ہو بیٹھے اور یوں دائرہ اسلام ہی سے خارج ہو گئے۔ مثلاً ختم نبوت کا انکار، حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کا انکار، ان کی دوبارہ تشریف آوری کا انکار۔ وغیرہ وغیرہ۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۷)

حضرت عیسیٰؑ کا روح اللہ ہونا

سوال ... ایک عیسائی نے یہ سوال کیا کہ حضرت عیسیٰؑ روح اللہ ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ہیں اس طرح حضرت عیسیٰؑ رسول اللہ کے ساتھ روح اللہ بھی ہیں۔ لہذا حضرت عیسیٰؑ کی شان بڑھ گئی۔

جواب ... یہ سوال محض مغالطہ ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کو روح اللہ اس لیے کہا گیا کہ ان کی روح بلا واسطہ باپ کے ان کی والدہ کے حکم میں ڈالی گئی۔ باپ کے واسطے کے بغیر پیدا ہونا حضرت عیسیٰؑ کی فضیلت ضرور

ہے مگر اس سے ان کا رسول اللہ ﷺ سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔ ورنہ آدم علیہ السلام کا عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونا لازم آئے گا کہ وہاں ماں اور باپ دونوں کا واسطہ نہیں تھا۔ پس جس طرح حضرت آدم علیہ السلام بغیر واسطہ والدین کے محض حق تعالیٰ شانہ کے کلمہ ”کن“ سے پیدا ہوئے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر واسطہ والد کے کلمہ ”کن“ سے پیدا ہوئے۔ اور جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کا بغیر ماں باپ کے وجود میں آنا ان کی افضلیت کی دلیل نہیں اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ان کی افضلیت کی دلیل نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۶۳-۲۶۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کس طرح پہچانا جائے گا

سوال۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر جسم کے ساتھ موجود ہیں تو جب وہ اتریں گے تو لازم ہے کہ ہر شخص ان کو اترتے ہوئے دیکھ لے گا۔ اس طرح تو پھر انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں، اور سب لوگ ان پر ایمان لائیں گے۔

جواب۔ جی ہاں یہی ہوگا اور قرآن وحدیث نبوی علیہ السلام میں یہی خبر دی گئی ہے۔ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے:

”اور نہیں کوئی اہل کتاب میں ہے، مگر ضرور ایمان لائے گا اس پر اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن وہ ہوگا ان پر گواہ۔“ (النساء ۱۵۹) اور حدیث شریف میں ہے:

”اور میں سب لوگوں سے زیادہ قریب ہوں عیسیٰ بن مریم کے، کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ پس جب تم اس کو دیکھو تو اس کو پہچان لیتا۔ قد میا، رنگ سرخ وسفید، پال سیدھے، بوقت نزول ان کے سر سے گویا قطرے ٹپک رہے ہوں گے، خواہ ان کو تری نہ بھی پہنچی ہو، ہلکے رنگ کی دوزخ چادریں زیب تن ہوں گی۔ پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو بند کر دیں گے اور تمام مذاہب کو معطل کر دیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا تمام ملتوں کو ہلاک کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں مسیح دجال کذاب کو ہلاک کر دیں گے۔ زمین میں امن وامان کا دور دورہ ہو جائے گا یہاں تک کہ اونٹ شیروں کے ساتھ چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑ بکریوں کے ساتھ چریں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔ ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ پس جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا زمین پر رہیں گے بھر ان کی وفات ہوگی، پس مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور انھیں دفن کریں گے۔“

(مسند احمد ص ۴۳، ج ۲، فتح الباری ص ۳۹۳، جلد ۹، مطبوعہ لاہور۔ المصباح بہاؤ تازی نزول المسح ص ۱۶۱)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۳۴۷-۳۴۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مدفن کہاں ہوگا؟

سوال۔۔۔ میں اس وقت آپ کی منجہ اخبار جنگ میں ”کیا آپ جانتے ہیں“ کے عنوان سے سوال نمبر ۲ ”جس حجرے میں آنحضرت ﷺ دفن ہیں وہاں مزید کتنی قبروں کی گنجائش ہے اور وہاں کس کے دفن ہونے کی روایت ہے یعنی وہاں کون دفن ہوں گے؟ اس کے جواب میں حضرت مہدیؑ لکھا ہوا ہے۔“ جبکہ ہم آج تک علماء سے سنتے آئے ہیں کہ حجرے میں حضرت عیسیٰ دفن ہوں گے۔

جواب۔۔۔۔۔ حجرہ شریفہ میں چوٹی قبر حضرت مہدیؑ کی نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوگی۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۶۳)

حضرت مریم کے بارے میں عقیدہ

سوال ... مسلمانوں کو حضرت مریمؑ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے اور ہمیں آپؑ کے بارے میں کیا معلومات نصوص قطعیہ سے حاصل ہیں۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت آپؑ کی شادی ہوئی تھی اگر ہوئی تھی تو کس کے ساتھ؟ کیا حضرت مریمؑ حضرت یحییٰ کے "رفع الی السماء" کے بعد زندہ تھیں۔ آپؑ نے کتنی عمر پائی اور کہاں دفن ہیں کیا کسی مسلم عالم نے اس بارے میں کوئی مستند کتاب لکھی ہے؟ میری نظر سے قادیانی جماعت کی ایک ضخیم کتاب گزری ہے جس میں کئی حوالوں سے یہ کہا گیا ہے کہ حضرت مریمؑ پاکستان کے شہر مری میں دفن ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقبوضہ کشمیر کے شہر سری نگر میں۔

جواب نصوص صحیحہ سے جو کچھ معلوم ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مریمؑ کی شادی کسی سے نہیں ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے وقت زندہ تھیں یا نہیں، کتنی عمر ہوئی، کہاں وہ پائی؟ اس بارے میں قرآن و حدیث میں کوئی تذکرہ نہیں۔ مؤرخین نے اس سلسلہ میں جو تفصیلات بتائی ہیں ان کا ماخذ بائبل یا اسرائیلی روایات ہیں۔ قادیانیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کی تائید قرآن و حدیث تو کجا کسی تاریخ سے بھی نہیں ہوتی۔ ان کی جھوٹی مسیحیت کی طرح ان کی تاریخ بھی "خاند ساز" ہے۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۱۳)

سوال۔ لگے ہاتھوں مولوی صاحب اس رسالہ میں یہ بھی بتا دیتے تو مسلمانوں پر احسان ہوتا کہ ان کی (یعنی مسیح موعود کی) سانس مومن اور کافر میں کیوں کر امتیاز کرے گی۔ کیونکہ بقول مولوی صاحب ان کی سانس نے صرف کافروں کو ڈھیر کرنا ہے۔ نظر ہر انسان کی بشرطیکہ کسی خاص بیماری کا شکار نہ ہو تو لامحدود اور ناقابل پیمائش فاصلوں تک جاسکتی ہے اور جاتی ہے تو کیا مسیح موعود اپنی نظروں سے ہی اتنی تباہی مچا دے گا؟

جواب جس طرح مقناطیس لوہے اور سونے میں امتیاز کرتا ہے اسی طرح اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی نظر بھی مومن و کافر میں امتیاز کرے تو اس میں تعجب ہی کیا ہے؟ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی نظر (کافر کش) کا ذکر مرزا قادیانی نے بھی کیا ہے۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۰)

سوال اور اگر یہ سب ممکن ہوگا تو پھر دجال سے لڑنے کے لیے آٹھ سو مرد اور چار سو عورتیں کیوں جمع ہوں گی۔
(ملاحظہ ہو ص ۱۹ علامت نمبر ۱۷)

جواب دجال کا لشکر پہلے سے جمع ہوگا اور دم عیسوی سے ہلاک ہوگا، جو کافر کسی چیز کی اوٹ میں پناہ لیں گے وہ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوں گے۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۰)

عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق چند شبہات کا ازالہ

سوال جناب مفتی صاحب! ہم صبح و شام سنتے ہیں کہ اسلام یہ کہتا ہے، اسلام وہ کہتا ہے، اور جب حوالہ پوچھا جائے تو کبھی کسی طبری، کسی ابن کثیر یا کسی غزالی کا نام بتا دیا جاتا ہے، حتیٰ کہ بعض اوقات مولانا رومؒ، پلے شاہؒ تک کے حوالے پیش کیے جاتے ہیں، لیکن ظاہر ہے کہ کسی بات کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کے لیے کسی انسان کے منہ کی بات دلیل نہیں ہو سکتی ہے، خدا اور رسول کے علاوہ کسی کو حوالے کے طور پر پیش کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

اسلاف کا خیال و مقال جزء اسلام نہیں ٹھہرایا جاسکتا، کیونکہ عہد رسالت میں دین کامل ہو چکا ہے؟ براہ کرم درج ذیل سوالات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حل فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

- (۱) مریم سلام اللہ علیہا صاحب حال ہیں، اچھا تو یہ تھا کہ وہ خود فرماتیں۔ وَلَدْتُ وَلَمْ اتَزَوْج۔ کیا کبھی عیسیٰ ﷺ نے خود اقرار کیا ہے: وَلَدْتُ اُمِّیْ مَرْیَمَ الصَّلِیْقَةَ وَلَمْ اتَزَوْج۔
- (۲) کیا قرآن مجید میں کہیں اس کا ذکر ہے کہ: وَلَدْتُ مَرْیَمَ وَلَمْ اتَزَوْج۔
- (۳) کیا رسول اللہ ﷺ نے کبھی یہ فرمایا ہے کہ مریم علیہا السلام نے حضرت عیسیٰ ﷺ کو بغیر نکاح جنا ہے۔
- (۵) یا کبھی یوں فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ کی ولادت میں باپ کا کوئی تعلق نہیں۔

اگر ان سب صورتوں کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو پھر بتایا جائے کہ مسلمانوں میں یہ نظریہ کب سے رائج ہے اور سب سے پہلے کس نے اس کا اظہار کیا ہے؟ نیز بغیر نکاح کے عمل کی کیا حقیقت ہے؟ کیا ہر نبی علیہ السلام کا حلال نکاح سے پیدا ہونا لازم تھا، جیسا کہ طبرانی میں ارشاد نبوی ہے کہ میرے سلسلہ نسب میں کوئی بھی بغیر نکاح کے پیدا نہیں ہوا ہے، جس قدر بھی انبیاء نبوت سے سرفراز ہوئے سب شریف النسب اور نجیب الطرفین تھے۔

اگر عیسیٰ ﷺ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا اعتقادات اور ایمانیات سے ہے تو پھر اس کا ثبوت اہل فن کے نزدیک متواتر تصریح سے لازم ہے اور استدلال پر اس کا ثبوت درست نہیں۔ ہاں عیسیٰ ﷺ کے باپ کا ثبوت میرے ذمہ نہیں بلکہ نظام الہی میں یہ طے شدہ ہے، جیسا کہ مشاہدہ ہو رہا ہے اور کلام الہی میں بھی اصل ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰی (الحجرات ۱۳) وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً۔ (النساء ۱) بچہ میاں بیوی دونوں سے ہوتا ہے صرف اعداد و جین سے نہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے: وَكَانَتْ النِّسْفَةُ الَّتِیْ نَفَخَهَا فِیْ دَعْوِهَا فَهَزَلَتْ حَتّٰی وَجَعَتْ فَرَجَهَا بِمَنْزِلَةِ نِكَاحِ الْاَبِ الْاُمِّ۔ (تفسیر ابن کثیر ۸ ص ۱۹۳) جبرئیل ﷺ نے حضرت مریم ﷺ کے گریبان میں جو پھونک ماری تھی وہ اس طرح ان کی فرج میں داخل ہوئی جس طرح کسی کا باپ حمل ٹھہرانے کے لیے اس کی ماں سے میل ملاپ کرتا ہے۔

آپ لوگ تو اس عبارت محولہ کو مانتے ہیں جبکہ میں اس سے انکار کرتا ہوں کیونکہ یہ فعل ملائکہ کا نہیں بلکہ شوہر کا ہے، مجھے ہم جنس شریف انسان کو باضابطہ شرعی نکاح سے باپ ٹھہرانا پسند ہے جبکہ آپ لوگ اس کو پسند نہیں کرتے۔

حضرت عیسیٰ ﷺ کے متعلق لوگوں نے من گھڑت عقیدے بنا رکھے ہیں۔ کسی نے بلا نکاح کے باپ ٹھہرایا، کسی نے غیر جنس فرشتے کو باپ ٹھہرایا۔ خلاصہ یہ ہے کہ باپ کا کوئی منکر نہیں ہم جنس اور نکاح کا انکار ہے، اور یہ سارے عقیدے شریعت کے خلاف ہیں، میں شریعت اسلامیہ کے مطابق ہم جنس مسلمان پاکیزہ سے نکاح مان کر باپ ٹھہراتا ہوں چاہے عیسیٰ ﷺ ہوں یا کوئی دیگر بنی آدم میں سے ہو۔ جو کوئی بھی نبوت سے سرفراز ہوا ہے وہ شریف النسب اور نجیب الطرفین ہے، کسی نبی کا نسب اس کے معاصروں کے نزدیک اندھیرے میں نہیں ہوتا؟

الجواب حضرت عیسیٰ ﷺ کے باپ کے ثبوت کے لیے جتنے مقدمات آپ نے بیان کیے ہیں وہ تمام باطل اور استدلال غلط اور ناقص ہیں۔ عیسیٰ ﷺ کے بن باپ ہونے کے لیے قرآن مجید کی یہ ایک آیت ہی کافی ہے: وَلَمْ يَمْسَسْنٰی بَشَرٌ وَلَمْ اَكْ بِغِیَاہ (مریم ۲۰) اس میں حرام و حلال دونوں قسم کے جماع کی نفی ہے، نیز اس

آیت کے سیاق و سباق سے خارق العادہ طور سے پیدا ہونا بھی ظاہر ہے۔ (فتاویٰ حنائیہ ج ۱ ص ۱۵۵-۱۵۶)

مسح موعود سے عیسیٰ ابن مریم ہی مراد ہیں

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قیامت کے قریب نازل ہونے والے مسح موعود سے عیسیٰ ابن مریم مراد ہیں یا کوئی اور عیسیٰ و مسح؟ کیونکہ آج کل کئی مسح موعود بنے پھرتے ہیں، مخالفین کہتے ہیں کہ احادیث متعلقہ مہدی و عیسیٰ جو سنی حضرات بیان کرتے ہیں وہ سب موضوع اور ضعیف ہیں۔ ایسے عقیدہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب..... اہلسنت والجماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں اور قیامت سے قبل آسمانوں سے نزول فرمائیں گے، قرآن پاک کے کثیر تصویص قطعہ سے یہ عقیدہ ثابت ہے، اس میں ذرہ بھر شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اسی طرح نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اس کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں کہ جن کو جمع کر کے علماء کرام نے کئی مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

حضرت علامہ العصر مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے اس موضوع پر عقیدۃ الاسلام فی نزول عیسیٰ علیہ السلام اور التصریح بما تواتر فی نزول المسیح مرتبہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، ان حضرات نے اور اسی طرح دیگر علماء محققین نے حیات مسح اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کو محققانہ انداز میں بیان فرمایا ہے کہ تمام روایات معنی ”تواتر“ کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔ رہا یہ کہ مسح موعود سے مراد عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام ہیں یا کوئی اور عیسیٰ و مسح مراد ہے؟ تو اس بارہ میں خود امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے احادیث نزول عیسیٰ میں صرف حضرت ابن مریم علیہ السلام کا تعین فرما دیا ہے کہ بعد میں آنے والا کوئی کذاب یہ دعویٰ نہ کر سکے کہ میں وہی مسح موعود ہوں جس کی پیشین گوئی قرآن وحدیث میں پائی جاتی ہے۔ اگرچہ روایات میں عیسیٰ کے لفظ کا ذکر ہی نہیں تاکہ کل کو کوئی دجال اس سے غلط فائدہ نہ اٹھائے بلکہ زیادہ تر روایات میں ابن مریم (مریم کے بیٹے) کی تصریح موجود ہے اور نزول ابن مریم علیہ السلام کے بارہ میں از اول تا آخر علامات بیان کی گئی ہیں، ان تمام حقائق کے ہوتے ہوئے اگر کوئی کذاب مسح موعود ہونے کا دعویٰ کرے گا یا نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ علامات سے ہٹ کر مہدی موعود یا نزول عیسیٰ یا دجال وغیرہ واقعات کے بارہ میں قیاس آرائیاں کرے گا تو ایسے شخص کا عقیدہ قرآنی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے بلکہ قرآن پاک کی تصویص قطعہ سے متصادم ہے۔

قال اللہ تبارک و تعالیٰ: وَقُولْ لَهُمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ. (النساء: ۱۵۸)

وقال الامام فخر الدين الرازي: (تحت هذه الآية) رفع عيسى عليه السلام الى السماء ثابت بهذه الآية ونظير هذه الآية. قوله تعالى في آل عمران إِنِّي مُنَوِّدُكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا. (تفسير كبير ج ۱ ص ۱۰۳ المسألة. سورة النساء) (فتاویٰ حنائیہ ص ۲۳۶-۲۳۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثل آدم علیہ السلام ہونا۔

سوال..... سورة آل عمران آیت نمبر ۵۹ میں ارشاد خداوندی ہے: إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ جَس

میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کا مثل اور مشبہ بتایا گیا ہے لیکن آدم علیہ السلام بغیر ماں باپ کے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے تھے، تو پھر یہ تشبیہ کیسے صحیح ہو سکتی ہے؟

الجواب..... چونکہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش عادتِ مستمرہ کے خلاف ہوئی تھی جو بغیر باپ کے تھی، اور یہ ایک عجیب واقعہ تھا لیکن اس سے زیادہ عجیب تر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش تھی جو ماں باپ دونوں کے بغیر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوئی تھی تو یہاں عجیب واقعہ کی عجیب تر واقعہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور تشبیہ و تمثیل میں مشبہ کا مشبہ بہ کے ساتھ تمام وجوہات میں متحد اور یکساں ہونا لازم نہیں ہے بلکہ مشبہ بہ کی بعض صفات کا مشبہ میں پایا جانا تشبیہ اور تمثیل کے لیے کافی ہوتا ہے جیسے کسی انسان کی بہادری کی تشبیہ شیر کے ساتھ دی جاتی ہے اگرچہ من کل الوجوہ یکساں نہیں ہوتے۔

لما قال الشيخ علاؤ الدین: علی تحت قوله تعالى: اَنْ مِثْلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمِثْلِ اٰدَمَ. قلت هو مثله في احد الطرفين فلا يمنع اختصاصه دونہ بالطرف الآخر من تشبيهه لان المماثلة مشاركة في بعض الاوصاف ولانه شبه به في ان له وجوداً خارجاً عن العادة المستمرة وهما في ذلك نظير ان الوجود من غير آب وأم اغرب في العادة من الوجود من غير آب فشبه الغريب بالاغرب ليكون القطع للخصم واحتم لمارة شبهته. (خازن ج ۱ ص ۲۵۷ آل عمران ۵۹)

وقال القرطبي: فيه دليل على صحة القياس والتشبيه واقع على ان عيسى خلق من غير آب كآدم لاعلى انه خلق من تراب والشئ قد يشبه بالشئ وان كان بينهما فرق كبير بعد ان يجتمعا في وصف واحد فان ادم خلق من تراب ولم يخلق عيسى من تراب فكان بينهما فرق من هذه الجهة ولكن شبه ما بينهما انهما خلقا من غير آب. (احكام القرآن ج ۱ ص ۱۰۲ تحت ان مثل عيسى عند الله البقرة) ومثله في تفسيره الشهير بالصاوي ج ۱ ص ۱۵۹ سورة البقرة. (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۱۳۹)

حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین کی تحقیق

سوال..... ”لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین“ کی یہ حدیث کسی کتاب میں موجود ہے یا کہ بتکلی کا جو حوالہ دیا جاتا ہے۔ اس میں ہے یا نہیں؟

جواب..... حدیث: ”لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین“ کسی کی معتبر کتاب میں موجود نہیں۔ البتہ تفسیر ابن کثیر میں ضمناً یہ الفاظ لکھے ہیں اور اسی طرح اور بعض کتب تصوف میں نقل کر دیا ہے۔ مگر سب جگہ بلا سند نقل کیا ہے۔ اس لیے یہ حدیث پچھد وجوہ احادیث مشہورہ کے معارض نہیں ہو سکتی۔

اولاً: معارض کے لیے مساوات فی القوہ شرط ہے اور اس حدیث کا کہیں پتہ نہیں اور جہاں کہیں ہے تو وہ بلا سند ہے اور یہ قول ائمہ حدیث کا مقبول و مشہور ہے کہ: ”لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء۔“

ثانیاً: اگر بالفرض یہ حدیث معتبر ہی ہو تو احادیث متواترہ در بارہ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے معارض ہوگی اور ترجیح کی نوبت آئے گی تو ظاہر ہے کہ احادیث کثیرہ متواترہ المعنیٰ کو اس کے مقابلہ میں ترجیح ہوگی نہ ایک اس حدیث کو جس کا حدیث ہونا بھی ہنوز متعین نہیں۔

ثالثاً: اگر ان الفاظ کو صحیح اور ثابت بھی مان لیا جائے تب بھی اس سے وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت نہیں ہوتی۔

بلکہ اس کے معنی صاف یہ ہوتے ہیں کہ عالم زمین پر حیات ہوتے کیونکہ حدیث میں اتباع نبوت کا ذکر ہے اور یہ اتباع اس عالم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ سو یہ صحیح ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام اس عالم میں زندہ ہوتے تو آپ ﷺ کا اتباع کرتے۔ اب چونکہ ایک دوسرے عالم میں ہیں زندہ ہیں۔ اس لیے اتباع ان پر ضروری نہ رہا۔ نہ سمجھنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ اور اگر اس مضمون کو مبسوط دیکھنا چاہیں تو مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب نے اس مضمون پر مستقل رسالہ لکھا ہے۔ وہ ملاحظہ فرمائیے۔ (الحمد للہ! احتساب قادیانیت جلد دوم کے ص ۳۲۸ تا ۳۵۶ پر یہ رسالہ مکمل شائع ہو گیا ہے۔ مرتب) (اعداد الخبیین کامل ص ۱۳۳-۱۳۴)

تحقیق استدلال بر بطلان دعویٰ مرزا بآیت فلما جاہم

سوال..... صاحب مطول نے جو لہجہ معنی ظرف اور مستعمل علی طریقہ الشرط کے تحت میں تحریر کیا ہے۔ یلیہ فعل ماضی لفظاً او معنی وقال سیبویہ لما الوقوع اموال وغیرہ تو جس قدر لفظ کذا ایہ قرآن مجید میں ہیں سب اسی معنی پر واقع ہیں۔ مگر تین جگہ لہجہ اس قاعدہ کے خلاف ہیں۔

ازل سورہ یونس ۵۴ میں قوله تعالیٰ اسروا الندامة لما راوا العذاب. دوم سورہ شوریٰ آیت ۴۳ میں قوله تعالیٰ وترى الظلمين لما راوا العذاب يقولون هل الى مرد من سبيل سوم قوله تعالیٰ فلما راوه زلفة سيئت وجوه الذين كفروا. سورہ ملک آیت ۲۷ میں۔

اب جناب سے استفسار کیا جاتا ہے کیا لہجہ ان ہر جگہ میں حقیقی معنی پر مشتمل ہے یا مجازی پر اور جو صاحب مدارک وغیرہ نے یہاں جبین کے ساتھ تفسیر لہجہ کی ظاہر کی ہے تو کیا مجازی طور پر ہے اور اس صورت میں شرط کے معنی درست ہو سکتے ہیں یا نہ، اور کیا جبین شرط کے لیے مستعمل ہوتا ہے اور اذا جو استقبال کے لیے ہوتا ہے لہجہ کو ان ہر موقع پر اس کے معنی میں کہنا درست ہے یا نہیں اور صاحب مدارک نے اس کے ساتھ کیوں تفسیر نہیں کی۔ جناب ان سب امور سے مفصل طور پر جواب فرما دیں، حضرت صاحب اصلی مدعا اس سے عاجز کو دریافت کرنے کا یہ ہے کہ ایک مرزائی بدعتیہ نے مجھ کو کہا کہ آیت یاتنی من بعدی اسمہ احمد (القف ۶) کا مصداق غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ ہے تو میں نے اس کو جواب دیا کہ قطع نظر اور اذلہ کے خود یہی آیت اس مصداق بننے کی تردید کر رہی ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ فلما جاء هم قالوا هذا مسحور مبین (القف ۶) یعنی جس کی بابت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی وہ آپ کے ہیں، یہ نہیں کہ آئندہ کو آئیں گے تو اس نے تین مواقع قرآن سے اعتراض میرے پر پیش کیے، اور کہا کہ کیوں اسی جگہ پر ان مواقع کی طرح ہی معنی کیے نہ جائیں لہذا آپ کے پاس بغرض تفصیل کے لیے سوال بھیجا جاتا ہے، تا کہ احقر العباد کو کسی معتبر تفسیر مثلاً کشاف وغیرہ سے بخوبی واضح کر دیں، ہمارے پاس سوائے کتب خود سیر کے اور کوئی کتاب نہیں ہے، اور نہ ہی اتنی لیاقت ہے، اس لیے ضرور بھد ضرور جواب سے مشرف فرمائیں۔

الجواب..... کیا مرزا کے اس دعوے کا بطلان اسی دلیل پر موقوف ہے، جو آپ اس کے سالم رہنے کی اس قدر سنی فرماتے ہیں، اس دلیل کو چھوڑ دیجئے اور ظاہر ہے کہ دلیل کے انتفاء سے مدلول کا انتفاء لازم نہیں آتا، لان الدلیل ملزوم والمدلول لازم اور انتفاء الملزوم لایستلزم انتفاء لل لازم. ۲۵ شعبان ۱۳۳۵ھ (تمہ خالصہ ص ۲۵) (اعداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۳۸-۳۳۹)

رفع ترددات بعض ماکلین سوئے قادیانی

سوال..... جناب بندہ تسلیم مزاج شریف۔ اثناء تقریر میں جو آپ نے کل بمقام سہارنپور جلسہ میں بڑے لطف سے فرمایا تھا کہ ہم تمام قسم کے شکوک کو رفع اور اعتراضات کا بلا تھک جواب دینے کو موجود ہیں کوئی محرک بن کر دکھا دے۔ اسی سے مجھے جرأت ہوئی ہے کہ آپ کے قیمتی وقت کا کچھ حصہ لوں، اگرچہ مجھ سے جناب مرزا قادیانی سے فی زمانہ کوئی سروکار نہیں اور میں ایک ایسی آماج پر ہوں جو باعث شکوک بالکل متزلزل اور قریب ہے کہ پھسل کر بالکل برباد ہو جانے والی ہو زیادہ تر میرا میلان آپ ہی لوگوں کی طرف ہے مگر تاہم میں جس قدر سوالات کروں گا ان سے میرا مرجع طبیعت زیادہ تر جناب مرزا قادیانی ہی کی طرف ان کی مطابقت اصول میں ثابت ہوگا۔

سوال اول: مسیح کی حیات و ممات کے بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے جناب مرزا قادیانی نے قرآن شریف کی تیس آیت (فیتسی فلما توفیتسی کنت انت الرقیب علیہم (المائدہ ۱۱) قد دخلت من قبلہ الرسل (آل عمران ۱۳۳) وغیرہ) سے ان کی ممات ثابت کی ہے کیا آپ کسی آیت سے ان کی حیات کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ مہربانی کر کے مرزا قادیانی کے دلائل کی تردید کرتے ہوئے اپنے دعادی کا ثبوت قرآن شریف کی آیات اور احادیث سے مع پتہ رکوع و سورۃ تحریر فرمائیں۔

سوال دوم: اگر مسیح کی وفات کو آپ تسلیم کرتے ہیں اور زمانہ نزول مسیح بھی کہا جاتا ہے کہ یہی ہے اور جناب ختم رسالت مآب ﷺ بھی مثیل موسیٰ علیہ السلام ہو چکے ہیں تو پھر مرزا قادیانی کو مسیح موعود کیوں نہ مانا جائے اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ مرزا قادیانی ہی مسیح موعود ہے تو کیا پھر ان کی مخالفت میں کفر لازم ہوگا اور کیا یہ لازم نہیں کہ فی الفور ان کی بیعت کر لی جائے۔

سوال سوم: کیا فرشتوں کا نزول زمین پر مجسّد ہوتا رہا ہے اور کیا کوئی مردہ پہلے زمانہ میں اس طرح مستقل طور سے زندہ ہوا ہے کہ جینے کے بعد برسوں جیتا رہے اور خدائے ان کی نسل میں برکت دی اور پھولا پھلا۔

سوال چہارم: اگر مسیح زندہ ہیں اور ان کو دوبارہ تشریف لانا ہے تو کیا اس سے جناب رسالت مآب ﷺ کی ختم رسالت میں معاذ اللہ کوئی فرق لازم نہیں آتا، فرض کرو حضور ایدورڈ کی عہد حکومت میں لارڈ کرزن انگلستان سے آ کر ہندوستان میں کچھ زمانہ حکومت کر کے واپس بلایا جائے تو عملداری حضور ایدورڈ کی سمجھی جائے گی یا لارڈ کرزن کی، اور کیا حضور ایدورڈ کی حکومت کے ساتھ لفظ قیام اور ختم کا استعمال کیا جائے گا یا لارڈ کرزن کی حکومت کے ساتھ، اور کیا جب مسیح دوبارہ دنیا میں رونق افروز ہوں گے اس وقت بھی وہ رسول ہوں گے یا ان کا درجہ ان سے چھین لیا جائے گا اور بہشت سے نکال کر پھر کیوں انھیں دنیا میں بھیجا جائے گا از راہ کرم ان کے جواب سے مفصل مطلع فرمائیں۔

جواب..... مکرم بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں سرور ہوا کہ آپ نے اپنے شبہات پیش فرمائے ہیں۔ آئندہ کے لیے بھی اس خدمت سے مشرف ہونا چاہتا ہوں لیکن کچھ ضروری امور بطور اصول موضوعہ کے عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں جن کی رعایت سے آپ کو اور مجھ کو سہولت رہے گی۔ نمبر ۱..... جس دعویٰ کی آپ دلیل پوچھیں آپ کو تعین دلیل کا حق نہ ہوگا کہ قرآن سے ثابت ہو یا حدیث سے۔ شریعت کے اصول میں سے جس اصل سے دل چاہے مجیب کو جواب دینا جائز ہوگا۔ مع لحاظ درجہ دعویٰ کے نمبر ۲..... اپنی جس دلیل یا مضمون کا آپ جواب

چاہیں اس دلیل اور مضمون کی پوری تقریر کر دینا آپ کے ذمہ ہوگی اجمال اور اشارہ کافی نہ سمجھا جائے گا نہ کسی دوسرے شخص کے بیان کا حوالہ کافی ہوگا وہی تقریر آپ نقل کریں مگر اپنی طرف منسوب کر کے۔

نمبر ۳: ... دلیل کے جواب میں عجیب کو اختیار ہوگا کہ کسی خاص مقدمہ پر دلیل کا مطالبہ کرے جب تک اس مقدمہ پر دلیل نہ پیش کی جائے گی اس وقت تک یہی مطالبہ جواب ہوگا اس کا نام منع ہے۔ نمبر ۴: ... استدلال یا جواب استدلال میں آپ کو تطویل کے مطالبہ کا حق نہ ہوگا اگر جواب مختصر مگر کافی ہو آپ اس پر یہ شبہ نہیں کر سکتے کہ یہ جواب جھوٹا ہے۔ نمبر ۵: ... وہی مضامین لکھ سکیں گے جو واقع میں آپ کو شبہ میں ڈال رہے ہیں اور جواب کو خلو ذہن کے ساتھ معائنہ فرمانا ضرور ہوگا کیونکہ محض سوچ کر کوئی شبہ زبردستی صرف رد کرنے کی غرض سے پیش کر دینا۔ یہ مجاہدین کا کام ہے نہ طالبین حق کا اور اس سے کبھی فیصلہ نہیں ہو سکتا ہے۔ نمبر ۶: ... جو سوال آپ کریں اس کی غرض اور غایت کا ضرر ساتھ ساتھ اظہار فرمایا جائے اور جو وجہ اشکال کی ہو اس کو بھی ظاہر فرما دیا جائے بدون اس کے کہ ایسے سوالوں کا جواب بذمہ عجیب نہ ہوگا کیونکہ بے نتیجہ کام میں وقت صرف کرنا عبث ہے۔ اب جواب عرض کرتا ہوں۔

جواب سوال اول: حضرت مسیح علیہ السلام میرے عقیدہ میں زندہ ہیں ان آیتوں میں سے جس جس کی تقریر آپ نقل کریں گے اس کا جواب میرے ذمہ ہوگا۔ (اصول موضوع نمبر ۲) آپ کو ایسے سوال کا حق نہیں کہ آیت یا حدیث سے ثبوت دے سکتے ہیں، البتہ اتنا سوال کر سکتے ہیں کہ حیات کی کیا دلیل۔ پھر عجیب کو اختیار ہے جو دلیل چاہے بیان کرے اور آپ کو پھر اس پر موجب شبہ کرنے کا حق ہے۔ (اصول موضوع نمبر ۱) جواب سوال دوم: چونکہ اس سوال کے سب اجزاء اعتقاد وفات مسیح علیہ السلام پر متفرع ہیں اور میں خود وفات کا قائل نہیں اس لیے کسی جز کا جواب میرے ذمہ نہیں۔ جواب سوال سوم: اس سوال کی غرض اور جو اس میں وجہ اشکال ہے ظاہر فرمائیے جو جواب دیا جائے۔ (اصول موضوع نمبر ۶) جواب سوال چہارم: فرق آنے کی وجہ لکھتے تو جواب دیا جائے۔ (اصول موضوع نمبر ۲) آگے جو مثال لکھی ہے اس کو مثل لہ پر پورا بدلیل منطبق فرما کر پھر اشکال کیجئے۔ ان سوالات کے لیے ان ہی اصول موضوعہ کو کافی سمجھا گیا۔ اگر کسی جدید سوال سے کسی اور اصل موضوع کی ضرورت معلوم ہوگی اصول موضوعہ کا نمبر بڑھا دیا جائے گا اصول موضوعہ کے لحاظ سے سوال فرمائیے تاکہ باضابطہ گفتگو ہو البتہ اگر کسی اصل موضوع کو آپ غلط ثابت کر دیں گے۔ اس کا جواب یا رجوع میرے ذمہ ہوگا۔ والسلام ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ (امداد رابع ۱۳۲)

(امداد الفتاویٰ جلد ۶ ص ۱۳۹ تا ۱۴۱)

مرزا غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مجزئہ احیاء موتی کا کیوں منکر تھا؟

سوال مرزا غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مجزئہ احیاء موتی کا اس بنا پر منکر ہے کہ قرآن میں رد میراث و رد نکاح کے (اگر اس کی بیوہ نے کسی اور سے نکاح کر لیا ہو) احکام بیان نہیں کیے، میرا جواب یہ ہے کہ اگر رد میراث و رد نکاح کی ضرورت ہوتی تو قرآن میں اس کے احکام ہوتے، چونکہ اس کے مرنے کے بعد اس کا مال اور اس کی ملک متعز زائل ہو گئی، وہ محض احیاء سے واپس نہیں ہو سکتی، تاوقتیکہ اس کے مشروط اسباب و قیود نہ مہیا ہوں، یعنی وہ پھر مال کمائے یا وارث کسی کا بنے اور از سر نو نکاح کرے وغیرہ، فنا جو بکرم فی ہذہ السلسلہ؟

الجواب قال فی الشامیۃ فی باب المفقود تحت قول الدر فان ظهر قبلہ ای قبل موت اقرانہ حیا الخ مانصہ لکن لو عاد حیا بعد الحکم بموت اقرانہ قال الظاہر انه کا المیت اذا احیی و المرتد

اذا اسلم فالباقي في يدورثته له ولا يطالب بما ذهب قال ثم بعد رقمه رايت المرحوم ابالسعود نقله عن الشيخ شاهين.

° (ص ۳۶۳ ج ۳)

وفي البحر في الاحكام المرتدين وان عاد مسلماً بعد الحكم بلحاظه فما وجدته في يوارثه اخذه والا لا اى وان لم يجده قائماً في يده فليس له اخذ بدله منه لان الوارث انما يخلفه فيه لا مستغايه واذا عاد مسلماً يحتاج اليه فيقدم عليه وعلى هذا الو احياء الله ميتاً حقيقة واعاده الى دار الدنيا كان له اخذ ما في يدورثته واطلق في قوله والا لا فشمّل ما اذا كان هالكا اواز اله الوارث عن ملكه وهر قائم سواء كان بسبب يقبل الفسخ كبيع وهبة والا يقبله كعتق و تدبير واستيلاء فانه يعضى ولا عودله فيه و شمل مالم يدخل في يدورثه اصلاً كمد بريه وامهات اولاده المحكوم عليهم بعقوبتهم بسبب الحكم بلحاظه فانهم لا يعودون في الرق لان القضاء بعقوبتهم قد صح بدليل مصحح له والعق بعد نفذه لا يقبل البطلان (ص ۱۳۳ ج ۵) قلت و كذا اذا تزوجت زوجة الميت بعد عدة الوفاة رجلاً فنكاحه صحيح ولا يبطل بعود الميت حياً فان الحكم بصحته قدّم بدليل مصحح له والله اعلم واما لوتزوجت في العدة فلاشك في بطلان النكاح الثانى وهل تعود الى الزوج الاول الذى اعيد حيا في عدتها بدون تجديد نكاح بينهما او بالتجديد فالظاهر الاول لقول الفقهاء المرأة تغسل زوجها الميت لان اباحه الغسل مستفاد بالنكاح والنكاح بعد الموت باق الى ان تنقضى العدة (شامى ص ۸۹۷ ج ۲) ۱۳ شوال ۱۳۶ هـ از قهانه بخون۔ (امداد الاحكام ج ۱ ص ۱۶۷۔ ۱۶۸)

مسح موعود کا دعویٰ کرنے والے کا حکم

سوال..... مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو مسیح موعود کہتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟ اور عربی میں کیا موعود کے معنی جس کے بارے میں وعدہ دیا گیا تھا ملتے ہیں اس کی وضاحت کیجئے؟ سائل: محمد اسماعیل از شجاع آباد

جواب..... موعود کے معنی جو وعدہ کیا گیا ہے جسے مقتول کے معنی ہیں جو قتل کیا گیا۔... موعود کا یہ معنی نہیں جس کے بارے میں وعدہ کیا گیا۔ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں وہ مسیح ہوں جس کے بارے میں (دوبارہ آنے کا) وعدہ کیا گیا تھا تو اسے عربی میں یوں کہنا ہوگا۔ انا المسیح الموعود بہ اگر وہ کہتا ہے انا المسیح الموعود تو عربی زبان کے اعتبار سے درست نہیں ہوگا۔

مصر میں جب یہ بات پہنچی کہ ہندوستان میں ایک شخص نے وہ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جس کا (احادیث میں) وعدہ کیا گیا تھا تو ان لوگوں نے اسے المسیح الموعود بہ کے لفظ سے ذکر کیا مسیح موعود سے نہیں اور کوئی عربی دان کسی شخص کے بارے میں موعود کا لفظ استعمال نہیں کر سکتا۔ یہ مطلق اسم مفعول نہیں سو اسے مسیح موعود نہیں کہا جا سکتا اور کوئی عربی دان کسی شخص کے بارے میں مسیح موعود نہیں کہہ سکتا اس کے ساتھ باء کا اضافہ ضروری ہے۔ سو یہاں المسیح الوعود بہ چاہیے۔

۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو خود مسیح موعود لکھتا ہے اور عربی میں بھی اپنے آپ کو المسیح الوعود کہتا ہے۔ اپنے خطبہ الہامیہ میں کہتا ہے۔

والعبد المنصور والمهدى المعهود والمسيح الموعود. (خطبہ الہامیہ ص ۱۸، خزائن ج ۱۶ ص ۵۱)

علامہ رشید رضا معری ایک مقام پر مرزا غلام احمد کے اس دعویٰ مسیحیت کا یوں تذکرہ کرتے ہیں۔ وظہور فی الہند رجل اخر سلمی ادعی انه هو المسيح الموعود بہ وهو غلام احمد القادیانی۔ ترجمہ: ہندوستان میں ایک اور بیوقوف نکلا جس نے دعویٰ کیا کہ وہ مسیح موعود بہ ہے اور کان ہذا الرجل يستدل بموت المسيح و رفع روحه الى السماء كما رفعت ارواح الانبياء علیٰ انہ هو المسيح الموعود بہ۔ (تفسیر التار) ترجمہ: یہ شخص مسیح کی وفات سے..... استدلال کرتا ہے کہ اس مسیح الموعود بہ وہ خود ہے۔ سو مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ کہنا کہ وہ مسیح موعود ہے۔ علی اعتبار سے بالکل غلط ہے۔ اسے مسیح موعود بہ کہنا چاہیے تھا۔
خالد محمود عفا اللہ عنہ۔ (مہقات ص ۳۸۳-۳۸۵)

ظہور امام مہدیؑ اور نزول عیسیٰؑ کے بارے میں فتویٰ

سوال..... جناب مفتی صاحب در بارہ ظہور امام مہدیؑ و نزول حضرت عیسیٰؑ، علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حسب ذیل مسائل کے بارے میں اہل سنت والجماعۃ کے صحیح عقائد سے آگاہ فرمائیں۔

(۱)..... کیا امام مہدیؑ آخر الزمان حضرت حسینؑ کی اولاد سے ہوں گے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں؟ احادیث نبویہ کی روشنی میں حضرت مہدیؑ کے امام حسینؑ یا امام حسنؑ کی اولاد میں سے ہونا بیان فرمائیں۔

(۲)..... حضرت مہدیؑ کب اور کہاں پیدا ہوں گے ان کا اسم مبارک اور ان کے والدین کے اسم مبارک ان کے بارہ میں آذغیب اور جامع حالات مہدیؑ و حضرت عیسیٰؑ تحریر فرمائیں۔

(۳)..... ناہل ہونے والے حضرت عیسیٰؑ سے عیسیٰؑ ابن مریمؑ مراد ہیں یا کوئی اور عیسیٰؑ؟ کیوں کہ آج کل کئی مسیح موعود بنے پھرتے ہیں لاذہب حضرات یہ کہتے ہیں کہ احادیث متعلقہ مہدیؑ و نزول عیسیٰؑ جو سنی حضرات بیان کرتے ہیں وہ موضوع اور ضعیف ہیں بلکہ اعلیٰ مہدیؑ ابن حسنؑ عسکری یا مرزا غلام احمد قادیانی ہے، جواب سے مطلع فرمادیں۔

الجواب..... (۱) حضرت مہدیؑ کا قاطبی اور خانوادہ رسول ﷺ میں سے ہونا احادیث قویہ صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اکثر روایات میں حضرت مہدیؑ کے بارہ میں درجی من اہل بیتی (یعنی میرے خاندان اہل بیت میں سے ہوگا) اور من عترتی (میری اولاد میں سے) کے الفاظ موجود ہیں (ترمذی شریف ج دوم ص ۳۶) میں متعدد روایات میں جنہیں امام ترمذیؒ نے حدیث حسن صحیح کہا ہے نیز ابوداؤد کی روایت میں ہے۔ عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ یقول المہدی من عترتی من اولاد فاطمۃؓ (مشکوٰۃ ص ۴۷۰) بروایت ابوداؤد شریف فرماتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ سید اور فاطمہؓ الزہراءؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرمایا کہ اس بارہ میں متعدد روایات وارد ہوئی ہیں وہ معنی حد تو اترو کہ پہنچ چکی ہیں رہی یہ بات حضرت مہدیؑ والدہ اور والد ماجد دونوں جانبوں سے نجیب الطرفین سید ہوں گے۔ والدین ایک سلسلہ حضرت امام حسنؑ اور ایک حضرت حسینؑ سے ہوگا جیسا کہ شیخ ابن حجرؒ مکیؒ نے بھی یہی تصریح فرمائی ہے۔

جواب..... (۲) حضرت مہدیؑ کے اجمالی حالات، حضرت مہدیؑ کے علامات ظہور ان کے حالات شکل و شباہت اور شانسل اور عادات احادیث نبویہ میں مفصلاً مذکور ہیں۔ حضرت شاہ رفیع الدین دہلویؒ نے علامات قیامت

کے ضمن میں ان چیزوں کو بھی مفصل اور یکجا جمع کیا ہے۔ اس رسالہ کی بنیاد آیات قرآنیہ اور مستند احادیث نبویہ پر ہے۔ یہاں ان کے رسالہ علامات قیامت سے اجمالاً مختصر حالات نقل کیے جاتے ہیں۔

حضرت امام مہدی کے ظہور کی علامت یہ ہوگی کہ اس سے قبل (اِذِل) ماہ رمضان چاند اور سورج گرہن لگ چکے گا اور بیعت کے وقت آسمان سے ندا آئے گی۔ ہذا خلیفۃ اللہ مہدی فاستمعوا للہ واطیعوا یہ خدا کا ولیفہ مہدی ہے اس کا حکم سنو اور مانو اس آواز کو اس جگہ تمام خاص و عام نہیں گئے حضرت امام سید اور اولاد فاطمہ کے ہونے کے آپ کا قد و قامت قدرے لمبا بدن رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبر خدا ﷺ سے مشابہ ہوگا نیز آپ کے اخلاق پیغمبر خدا ﷺ سے مشابہت رکھتے ہوں گے۔ آپ کا اسم شریف محمد والدہ صاحبہ کا نام آمنہ ہوگا۔ زبان میں قدرے لکنت ہوگی۔ جس کی وجہ سے جھگدل ہو کر کبھی کبھی ران پر ہاتھ مارتے ہوں گے۔ آپ کا علم لدنی (خداداد ہوگا) بیعت کے وقت عمر چالیس سال کی ہوگی خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ معظمہ چلی آئیں گی شام عراق اور یمن کے اولیاء کرام و ابدال عظام آپ کی مصاحبت میں اور ملک عرب کے بے انتہاء آدمی آپ کی افواج میں داخل ہو جائیں گے اور اس خزانہ کو جو کعبہ میں مدفون ہے جس کو تاج الکعبہ کہتے ہیں نکال کر لوگوں پر تقسیم فرمائیں گے (آگے مفصل حالات میں یہاں تک کہ دجال کے دمشق پہنچنے سے قبل) حضرت امام مہدی دمشق آچکے ہوں گے اور جنگ کی پوری تیاری اور ترتیب فوج کر چکے ہوں گے اور اسباب حرب و ضرب تقسیم کر چکے ہوں گے کہ موزن عصر کی اذان دے گا لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر بٹکیے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کی شرقی منارے جلوہ افروز ہو کر آواز دیں گے کہ سلم (یہی نالے آؤ) میڑمی حاضر کی جائے گی آپ اس کے ذریعہ سے فروش ہو کر حضرت امام مہدی سے ملاقات فرمادیں گے۔ امام مہدی نہایت تواضع اور خوش خلقی کے ساتھ پیش آئیں گے۔ (صحیح مسلم وغیرہ) اور فرمائیں گے یا نبی اللہ امامت کیجئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ امامت تم کرو کیونکہ تمہارے بعض بعض کے لیے امام ہیں اور یہ عزت اسی امت کو خدا نے دی ہے پس امام مہدی نماز پڑھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم اقتداء کریں گے (اس کے بعد دونوں اکٹھے رہ کر دجال کا مقابلہ کفر و ضلالت کا استیصال کریں گے) تمام زمین امام مہدی کے عدل و انصاف کے چمکاروں سے منور و روشن ہو جائے گی۔ ظلم بے انصافی کی خلیج کئی ہوگی آپ کی عمر ۴۹ سال ہوگی۔ بعد ازاں حضرت امام مہدی کا وصال ہو جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی جنازے کی نماز پڑھا کر دفن فرمائیں گے۔ اس کے بعد تمام چھوٹے بڑے انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ آجائیں گے۔ دنیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیام چالیس سال رہے گا (یہ تمام حالات صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث میں مذکور ہیں تفصیل کے لیے شاہ رفیع الدینؒ مکتب علامات قیامت دیکھیے) واللہ اعلم!

جواب..... (۳) اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قیامت سے قبل عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے قرآن کے بے شمار نصوص قطعیہ سے یہ عقیدہ ثابت ہے اس میں ذرہ برابر شبہ نہیں۔ نزول عیسیٰ ابن مریم کے بارہ میں اس کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں کہ علماء نے اسے مستقل کتابوں میں جمع کیا ہے۔

حضرت علامۃ العصر مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے اس موضوع پر عقیدہ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام اور التصریح بما تواتر فی نزول المسیح (مرتبہ مولانا مفتی محمد شفیعؒ) میں حیات مسیح و نزول عیسیٰ علیہ السلام کو محققانہ انداز سے ثابت کیا ہے کہ تمام روایات متعددہ اور احادیث معنی تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہیں رہا یہ کہ عیسیٰ ابن

مریم علیہا السلامؑ ہیں کیا کوئی اور عیسیٰ، تو اس بارہ میں خود حضور ﷺ نے احادیث نزول عیسیٰ میں صرف ابن مریم کہہ کر ان دجالین اور کذابین کی جڑ کاٹ دی ہے عیسیٰ کا لفظ اکثر روایات میں ذکر ہی نہیں تاکہ کل کوئی دجال اس نام سے غلط فائدہ نہ لے سکے حضرت ابوجہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور حدیث ہے۔

قال قال رسول الله ﷺ والذي نفسي بيدي ليوشكن ان ينزل ابن مریم حکماً عدلاً فيکسرا الصليب و يقتل الخنزير و يضع الجزية و يفيض المال حتى لا يقبله احد.

(حدیث حسن صحیح مشکوٰۃ ص ۴۷۹ بحوالہ مسلم ج ۲ ص ۴۷۷ ترمذی ج ۲ ص ۴۶۶)
 ”فرمایا نبی کریم ﷺ نے قسم رب کی قریب ہے کہ مریم کا بیٹا تم میں اتریں جو عادل و منصف فیصلہ کرنے والے ہیں۔ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر کے کفار سے جزیہ نہ قبول کرنے کے احکام صادر کر لیں گے۔ مال و دولت کی اتنی فراوانی ہو جائے گی کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔“
 بخاری شریف مسلم شریف کی دوسری حدیث میں ہے۔

قال كيف انتم اذا نزل ابن مریم فيکم و امامکم منکم.

(متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ تشریف ص ۴۸۰)
 ”اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمہارے امام (مہدی) تم ہی میں سے ہوں گے۔“

حضرت چارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔

قال فينزل عیسیٰ بن مریم.
 ”فرمایا حضور ﷺ نے کہ پھر عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔“

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ ”قال قال رسول الله ﷺ ينزل عیسیٰ بن مریم علیہ السلام الى الارض فيتزوج ويولد له و يمكث خمسا و اربعين سنة ثم يموت فيلقن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر.“ (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام ص ۴۷۹)
 ”حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ حضرت عیسیٰؑ بن مریم زمین میں نازل ہوں گے شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی پیدا ہوگی اور ۴۵ سال تک ٹھہریں گے پھر وفات پا کر میرے پہلو میں دفن ہوں گے پھر قیامت کے دن میں حضرت عیسیٰؑ اکٹھے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان قبر سے اٹھیں گے۔“
 اس کے علاوہ کئی احادیث ہیں جن میں ابن مریم (مریم کے بیٹے) کی تصریح موجود ہے اور نزول عیسیٰ بن مریم کے بارہ از اوّل تا آخر علامات بیان کیے گئے ہیں ان تمام حقائق کے ہوتے ہوئے اگر کوئی مسیح موعود یا مہدی، آخر الزماں ہونے کا دعویٰ کرے یا نبی کریم ﷺ کے بیان کردہ علامات سے ہٹ کر کوئی شخص مہدی موعود یا نزول مسیح موعودؑ یا دجال وغیرہ واقعات کے بارہ میں قیاس آرائیاں کرے تو اسے مجنون کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں دینی چاہیے۔

نمبر ۳:۔۔۔ رہا امام بن حسن عسکریؑ کا مہدی موعود ہونا۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں شیعوں نے ابتداء سے خروج مہدی کے بارہ میں از خود ائمہ عظام اہل بیت کو منسوب کرا کر قیاس آرائیاں کی ہیں جو ہمیشہ غلط ثابت ہوئی ہیں شیعہ کتب میں مذکور ہے کہ

(۱)..... ”امہ نے ۷۰ھ میں خروج مہدی کا وعدہ کیا تھا مگر وہ پورا نہ ہوا۔“ (شمیع الشیخ ج ۲ بحوالہ صافی فی شرح کافی)

(۲)..... ”امام جعفر صادقؑ خود مہدی ہونے والے تھے مگر نہ ہوئے۔“

(شمیع الشیخ ج ۲ ص ۲۳۸ بحوالہ کتاب الغیبت للعلوی)

(۳)..... ”امام موسیٰ کاظمؑ نے خروج مہدی کے لیے ۲۰۰ھ مقرر کیا تھا وہ بھی پورا نہ ہوا۔“ (ج ۲ ص ۲۳۸)

یہ روایات اور یہ خروج مہدی کے اوقات امہ کے نام پر شیعوں کی ارتداد سے روکنے کے لیے گھڑے جاتے رہے کہ مہدی کا وقت مقرر ہے اور بہت جلد آنے والے ہیں چنانچہ حسب روایات کتب شیعہ خود امام باقرؑ نے ان کی تردید و تکذیب کی ہے اصول کافی کی روایت ہے۔

”عن الفضل بن یسار عن ابی جعفر علیہ السلام قال قلت لہذا الامر وقت فقال کذب الو قانون کذب الو قانون کذب الو قانون۔“ (شمیع الشیخ ج ۲ ص ۲۳۸ بحوالہ اصول کافی ص ۲۳۲)

”فضل بن یسار امام باقرؑ سے روایت کرتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ کیا اس امر (خروج مہدی) کے لیے کوئی وقت مقرر ہے۔ امامؑ نے تین مرتبہ فرمایا کہ جھوٹ بولا تھا وقت مقرر کرنے والوں نے۔“ (لفظ واللہ اعلم)
(نہادی حنائی ج ۱ ص ۳۰۳-۳۰۷)

کیا قتل خنزیر نبوت کے منافی ہے؟

سوال..... در بخاری شریف ست کہ حضرت عیسیٰؑ یَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وایں اصرار شان نبوت بے کثرت
ایں را جملہ اگر تاویلیہ دیگر ست پس اگر احمدی لفظ ابن مریم را بچھان تاویل کنندہ قبول خواہد افتاد یا نہ؟

جواب..... در حدیث آمدہ بحق آنحضرت قتل کلاب یعنی برائے قتل کلاب (سگھیا) حکم فرمود اگر اس فعل قتل کلاب منافی نبوت محمدیہ بود قتل الخنازیر ہم ناشد؟
(نہادی علماء حدیث ص ۱۰۲)

عیسیٰ موعود کا دعویٰ کرنے والے کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں، علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص دعویٰ کرتا ہے، کہ عیسیٰ موعود میں ہوں اور وہ عیسیٰ مر گئے۔ سو ایسا دعویٰ کرنے والا کافر ہے یا مومن اور جو ایسے شخص کا معتقد ہو، وہ کیسا ہے؟

الجواب..... جو شخص اپنے کو عیسیٰ موعود کہتا ہے اور عیسیٰؑ کی موت کا قائل ہے۔ وہ بڑا دجال، کذاب، منکر

قرآن و احادیث متواترہ کا ہے، قال اللہ تعالیٰ وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موته (انشاء ۱۵۹) ای

قبل موت عیسیٰؑ کما قال ابن عباس و ابو ہریرہ و غیر ہما من السلف وهو الظاہر کما فی تفسیر

ابن کثیر (ص ۳۰۱ ج ۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت) فتح القدیر للشوکانی ہکذا فی الفتح۔ یہ آیت صاف

دلائل کرتی ہے کہ عیسیٰؑ مرے نہیں، بلکہ زندہ ہیں، احادیث صحیحہ صریحہ سے ثابت ہے کہ آخر زمانہ میں شام

میں ان کا ظہور ہوگا۔ دجال کو قتل کریں گے۔ لوگوں کو اس کے شر و فساد سے بچا دیں گے، ان کی دعا سے یاجوج

ماجوج کی قوم ہلاک ہوگی۔ ان کے ہاتھ سے شر و فساد کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ حج اقوام یہود و نصاریٰ وغیرہ

اسلام قبول کریں گے، عدل و انصاف سے سارا زمانہ معمور ہو جائے گا۔ سات برس تک یہی حالت رہے گی۔ پھر آپ دنیا سے رحلت فرما دیں گے، یہ قصہ تمام کتب احادیث و عقائد میں مرقوم ہے اور اس پر تمام اہل سنت

و الجماعت کا اعتقاد ہے۔ ہاں بعض فرقہ ضالہ نے احادیث نزول عیسیٰؑ کو حدیث انا خاتم النبیین سے منسوخ

سمجھا اور تناقض خیال کر کے جملہ احادیث صحاح کو روک دیا، ان کی سوء فہمی نے انہیں چاہ حلالیت میں ڈالا۔ فی الحقیقت کوئی تناقض نہیں ہے کیونکہ اس میں شک نہیں کہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آخر زمانہ میں ہوگا، سو مستقل اور جدید شریعت کے ساتھ نہیں ہوگا۔

بالجملہ جہج اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور جو شخص ان کی حیات کا منکر اور مثل یہود مردود کے قتل ہونے کا یا خود بخود فوت ہونے کا قائل ہو اور اپنے آپ کو عیسیٰ کہتا ہو، ایسے شخص کے کفر میں کوئی شبہ نہیں اور جو شخص ایسے اعتقاد والے کا پیرو ہو، وہ بھی احاطہ اسلام سے باہر ہے۔ واللہ اعلم۔
(فتاویٰ تدریج، ج ۱ ص ۸۰۷)

حررہ عبداللطیف عفی عنہ ۳۰ رجب ۱۳۱۷ھ۔

ایک قادیانی کے چند سوالات معہ جوابات

ایک دن کا ذکر ہے کہ فقیر مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۹ء کو علاقہ لائل پور (فیصل آباد) موضع میڑانوالی میں اپنے رفیقوں سے ملنے کی خاطر گیا اور رفیقوں میں سے ایک رفیق مسی عبدالحکیم عطار نے یہ اعتراض تحریر شدہ فقیر کے پیش کر دیے اور کہا کہ یہ اعتراض ایک مرزائی نے بندہ کی طرف تحریر کیے ہیں اور کہا ہے کہ ان اعتراضوں کا جواب اب تک کسی حنفی یا شیعہ یا احمدیٹ نے نہیں دیا اور نہ ہی دے سکتے ہیں۔ لہذا عرض ہے کہ آپ مہربانی فرما کر ان اعتراضوں کے جواب تحریر فرمائیں اور امید قوی ہے کہ آپ ان کے اعتراضوں کے جواب باصواب و مدعا حکم دے سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم ظاہری اور باطنی بذریعہ سلطان باہر رحمۃ اللہ علیہ عطا بے حساب کیا ہوا ہے اور وہ اعتراض تحریر شدہ یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند سوالات، بخدمت علمائے حنفیہ والحمد للہ والصلیٰ وعلیٰ آلہ وسلم۔

سوال ۱..... اللہ تعالیٰ نے مسیح کی پیدائش کی خبر اس کی والدہ کو دی اور محمد ﷺ کی پیدائش کی بشارت ان کی والدہ کو نہیں دی۔ پس افضل کون ہوا؟

سوال ۲..... مسیح کی والدہ کی نسبت فرمایا کہ وہ صدیقہ ہے مگر محمد ﷺ کی والدہ کو صدیقہ نہیں فرمایا۔ پس افضل کون ہوا؟

(نوٹ)..... تمام اعتراضوں کے جواب تحریر کرنے کے واسطے تو اب اس جلد میں گنجائش نہیں رہی صرف تھوڑا سا بیان سوال نمبر اول و دوم کے بارہ میں تحریر کیا جاتا ہے جو مفصلہ ذیل ہے۔

جواب..... سوال نمبر ۲ میں لکھا ہے کہ رسول ﷺ کی والدہ کو آپ کی پیدائش کی بشارت نہیں دی گئی اور نہ ہی ان کی والدہ کو صدیقہ کہا گیا ہے اور مسیح کی والدہ کو بشارت بھی دی گئی اور صدیقہ بھی کہا گیا ہے لہذا کون شان میں افضل ہے؟

افسوس اب تک معترض کو معلوم نہیں ہوا کہ حضور ﷺ کی شان مبارک باحق جہج مسلمین تمام انبیاء علیہم السلام پر کئی وجوہات سے زیادہ ہے اور فقیر انشاء اللہ تعالیٰ جلد چہارم میں نقشہ بنا کر دکھائے گا اور یہ جو معترض کے دل میں خیال گزرا ہے کہ جس کی والدہ کو شیگی بشارت دی گئی اس کی شان زیادہ ہے اس کی نسبت انصاف فرمائیے کہ جس شخص کی نسبت بشارت روز یثاق سے لے کر آدم ﷺ تک اور آدم ﷺ سے لے کر یکے بعد دیگرے

انبیاء علیہم السلام مانند حضرت ابراہیم واسماعیل وحضرت موسیٰ علیہم السلام کی زبان فیض ترجمان سے ظاہر ہوئی اس کی شان زیادہ ہوگی یا جس کی بشارت صرف ایک عورت کو دی جائے؟ یعنی ایک شخص کی نسبت ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو بشارت دی گئی ہوں اور دوسرے شخص کی نسبت صرف ایک عورت عقیقہ کو بشارت ملی ہو۔ اب بتلائیے کس کی عزت و منزلت عند اللہ زیادہ ہوگی؟ اور ان دلائل قاطعہ کے ثبوت میں دو تین آیات بھی تحریر کی جاتی ہیں تاکہ ناظرین کو یقین آجائے۔ وہ ہوں۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتاب و حکمة ثم جاکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتقرننہ (ال عمران ۸۱) ”یعنی جس وقت عہد لیا خداوند کریم نے پیغمبروں سے کہ جو کچھ دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے۔ پھر جب آئے تمہارے پاس سچا کرنے والا اس چیز کا جو پاس تمہارے ہے۔ ضرور اس کے ساتھ ایمان لائیں اور ضرور مدد دینا۔“ تب تمام ادوار انبیاء نے اس پر اقرار کر لیا اور اس کی تائید پر یہ آیت ہے۔ ومن نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ ابن مریم و اخذنا منهم میثاقاً غلیظاً (الاحزاب ۷) یعنی جب ہم نے نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ بن مریم علیہم السلام سے پکا اقرار لیا اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آیا تو انہوں نے بھی خود اپنی قوم کو بشارت دی اور کہا واذ قال عیسیٰ ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التوراة و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (مف ۶) اور ایسا ہی اناجیل میں ہے۔ چنانچہ استثناء کی کتاب موسیٰ جلد ۵ صفحہ ۱۵ سے ۱۸ تک مذکور ہے۔

غرضیکہ عرب کے تمام مذاہب کے مردوں اور عورتوں کو پہلے سے ہی آپ کی تشریف آوری کی خبر کتابوں سے ظاہر ہو چکی تھی۔ یہاں تک کہ بوقت مصیبت حضور ﷺ کی ذات کا وسیلہ پڑتے تھے اور یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ خاندان اسماعیل سے پشت بہ پشت نبی آخر الزمان نسب ہاشمی سے ہوگا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ وقلبک فی المساجدین یعنی اے میرے حبیب تو نمازیوں میں پھرتا چلا آیا ہے۔ پس اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ آپ کا خاندان آدم سے لے کر جہاں میں آپ نے ٹھکانا کیا ہے وہ سب کے سب صادقین و موحدین ہوئے اور مائی مریم پر جب مخالفین نے الزام زنا وغیرہ لگایا تو خداوند کریم نے ان کی بریت بیان کی اور کہا کہ تم لوگ جھوٹے ہو وہ عقیقہ اور صادق ہے اور مائی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تو کسی فرد نے کسی قسم کا الزام نہیں لگایا تو پھر خداوند کریم کو کیا ضرورت تھی کہ خواہ مخواہ ایک بے ضرورت قصہ بیان کرتا اور بیشارتیں دیتا۔ باقی بیان انشاء اللہ (جلد چہارم و پنجم قادیانی نظامیہ) وغیرہ میں کیا جائے گا۔ فقط والسلام علی من اتبع الهدی۔ (قادیانی نظامیہ ج ۳ ص ۲۶۷ تا ۲۷۱)

مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا ہے

سوال..... مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود ماننے سے کیا حرج ہے؟ مہربانی فرما کر جواب سے نوازیں۔

الجواب..... میرے بھائی! مرزاہیوں کے مقابلہ میں مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام پر بحث کرنا اصل بحث نہیں بلکہ ان کے مقابلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات پر بحث کرنی چاہیے کیونکہ یہ سب اختلافات مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے اور مسیح موعود بننے سے ہی پیدا ہوئے ہیں۔ مرزا قادیانی کی شخصیت پر بحث کرنی چاہیے کہ اس طرح کا بکواس لکھنے والا شخص کبھی مہذب انسان بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ چہ جائیکہ ہم اسے مسیح موعود تسلیم کر لیں۔ مرزا نے اپنی ذلت و رسوائی کو چھپانے کے لیے مسئلہ حیات و وفات حضرت مسیح علیہ السلام اپنی عمارت کا بنیادی پتھر بنایا تاکہ مسلمانوں

کو اس بحث میں الجھا کر ان کے ایمان کو لوٹا جاسکے۔ پس اس پر بھی ہم نے ان کے شکوک و شبہات کا ردِ مبلغ کر دیا ہے تاکہ گم گشتہ راہ دوست ان کے فتنوں سے محفوظ رہ سکیں۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش نرالی تھی اور پھر ان کی زندگی بھی نرالی ہے سو اس طرح ان کا دور آخر پھر سے اس زمین پر آنا بھی کچھ نرالا ہونے کا متقاضی ہے۔ یہ نرالا ہونا عین عقل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم خاکی کے ساتھ اب تک آسمان میں زندہ رہتا اور قربِ قیامت میں آسمان سے نازل ہوتا۔ قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔ اگر مرزا قادیانی کو مسیح موعود تسلیم کر لیں تو قرآن و حدیث کی سینکڑوں نصوص کو (نعوذ باللہ) جھوٹا تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ آپ ﷺ نے صاف لفظوں میں ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم جو پہلے گزرا ہے وہ آنے والا ہے۔ اگر کوئی بد بخت یہ مان لے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ولد غلام مرتضیٰ یا داغاب کا رہنے والا مسیح موعود ہے۔ تو اس کے صاف معنی یہ ہوں گے کہ آپ ﷺ نے سچی خبر نہیں دی اور آپ اور باقی سوالوں کے جواب انشاء اللہ تعالیٰ (جلد چہارم پنجم) میں حسبِ استدعا فقیر تحریر ہوں گے۔ خبر صادق نہیں تھے اور نہ آپ ﷺ کی وحی کامل تھی اور آپ ﷺ کا علم سچا تھا کہ آنا تھا مرزا قادیانی نے اور آپ ﷺ نے اپنی امت کو غلط خبر دی کہ آنے والا عیسیٰ ابن مریم نبی ماضی ہے۔ پھر آنے والے نے قادیان آنا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ دمشق میں نازل ہوگا۔ پھر مسیح موعود نے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آسمان سے نازل ہوگا۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام بعد نزول فوت ہوں گے اور میرے مقبرے میں دفن ہوں گے۔ مگر مرزا قادیانی کہتے ہیں نہیں وہ تو فوت ہو چکے ہیں اور کشمیر میں جا دفن ہوئے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ دجال مقام لدھیانہ میں قتل ہوگا اور قتل کوار سے نہیں قلم سے ہوگا وغیرہ وغیرہ غرضیکہ ہر ایک بات میں آپ ﷺ سے مرزا نے مخالفت کی ہے۔ کیا اتنا جھوٹ بولنے والے کے بارے میں تصور کیا جاسکتا ہے کہ وہ انسانیت سے بھی آشنا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی بد بخت حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا عقیدہ مان لے تو قربِ قیامت میں ایک نئے مسیح کی آمد مانی پڑے گی اور پھر مندرجہ ذیل باطل عقائد اس کو تسلیم کرنا پڑیں گے۔

۱..... ختم نبوت کا منکر ضرور ہوگا جو کہ باجماع امت کفر ہے۔

۲..... مرزا قادیانی کو نبی اور رسول بھی یقین کرنا ہوگا چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اور رسول تھے جب غیر عیسیٰ کوئی آئے گا۔ تو جدید نبی بعد از خاتم الانبیاء کہلائے گا اور یہ کفر ہے۔

۳..... اور اس کے علاوہ نبی کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا اور قادیانی کو مسیح موعود تسلیم کرنے سے گویا جھوٹا آدمی مسیح موعود ہوا تو یہ بھی کفر ہے۔

۴..... مرزا قادیانی کو خاتم الانبیاء ماننا پڑے گا کیونکہ اس صورت میں آخر النبی وہی ہوں گے اور اس طرح بھی کفر لازم آتا ہے۔

۵..... امت محمدیہ ﷺ آخر الامم نہ رہے گی کیونکہ پھر جدید نبی کی امت آخری امت ہوگی اور اس کا علیحدہ نام ہوگا حالانکہ یہ ممکن نہیں ہے۔

۶..... قرآن حکیم آخر الکتب نہ رہے گا کیونکہ آخر الکتب مرزا کی وحی ہوگی۔ جیسا کہ مرزا نے لکھا ہے۔

ہجو قرآن منزہ - اشل وانم
از خطا ہا ہئس است ایمانم

(نزل اسح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

نبی اکرم ﷺ ناکمل نبی ثابت ہوں گے کیونکہ کامل کے بعد ناکمل نہیں آتا۔ ناکمل کے بعد کامل اس لیے آتا ہے کہ اس کی تکمیل کرے۔ دین ناقص ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب نبی آتا ہے تو ضرورت ثابت ہوتی ہے اور ضرورت جب ہی ہوتی ہے کہ سابقہ دین ناکمل ہوتا ہے۔ وفات مسیح ﷺ تسلیم کرنے سے کفر لازم آتا ہے کیونکہ نص قرآنی انہ لعلم للساعة سے ثابت ہے۔ جب علامت قیامت سے انکار ہوگا تو اصل قیامت سے بھی انکار ہوگا کیونکہ جب شرط فوت، تو مشروط بھی فوت ہوتا ہے، اور قیامت کا منکر کافر ہے۔ اگر نزول مسیح ﷺ بروزنی رنگ میں درست تسلیم کر لیں تو جتنے کاذب مسیح گزرے ہیں۔ سب صحیح تسلیم کرنے پڑیں گے کیونکہ وہ بھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔

وہ شخص کیسا بد بخت اور گمراہ کن ہے جو رسالت مآب ﷺ کو جھٹلائے اور تمام افراد امت سے الگ ہو کر یہ اعتقاد بنائے کہ آپ کو (نمود باللہ) قرآن مجید سمجھ میں نہیں آیا تھا اور آپ کا ذہن ایسا ناقص تھا کہ وفات حضرت مسیح ﷺ کا ذکر کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا اور آپ ﷺ نہ سمجھے اور ہر ایک حدیث میں عیسیٰ ابن مریم ہی فرماتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے ابھی تیرہ سو برس تک امت محمدیہ ﷺ کو گمراہ رکھا کہ بروز نزل نہ بتایا۔ (العیاذ باللہ)

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا تمام کارخانہ ہی غلط ہے اسے ایک عام آدمی سمجھنے سے بھی جھوٹ لازم آتا ہے چہ جائیکہ اسے مسیح موعود تسلیم، دعوؤں میں کاذب ہے کیونکہ اس کے دعویٰ کو تسلیم کرنے سے مسلمان کے دامن میں ایمان نہیں رہ سکتا۔ اس جھوٹے اور دجال شخص نے انگریزوں کی نمک حلائی کے لیے پوری امت مسلمہ کو کافر کہا ہے۔ میں اپنے بھولے بھالے بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ آئیے تجدید ایمان کریں اور توبہ کریں اور ان رسوائے زمانہ قادیانیوں کی غلیظ اور پراگندہ ذہنیت سے اپنے آپ کو محفوظ کر کے اپنا تعلق گنبد خضریٰ سے قائم کریں۔ اسی میں ہماری نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قادیانیوں کی پراگندگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ ذہن فطین کر لیں کہ آج کل انھوں نے اپنے پیترے بدلے ہوئے ہیں اپنے جھوٹ کو اقرار ختم نبوت میں چھپا رہے ہیں۔ لہذا جب تک یہ منکرین ختم نبوت مرزا قادیانی کی تکذیب نہ کریں اس وقت تک ختم نبوت پر ایمان معتبر نہیں ہو سکتا۔

(نادئی حکیم ص ۳۷۷ تا ۳۷۹)

حیات عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول قرآن و حدیث کی روشنی میں

سوال..... کیا قرآن مجید میں کہیں ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے؟ اور وہی آ کر امام مہدی ہونے کا دعویٰ کریں گے؟

جواب..... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کا مضمون قرآن کریم کی کئی آیتوں میں ارشاد ہوا ہے اور یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وہ متواتر احادیث جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی اطلاع دی گئی ہے اور جن پر بقول مرزا قادیانی کے ”امت کا اعتقادی تعادل چلا آ رہا ہے“ وہ سب انہیں آیات کریمہ کی تفسیر ہیں۔ پہلی آیت..... سورة القف آیت ۹ میں ارشاد ہے ”وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول، ہدایت اور دین حق دے کر تاکہ اسے غالب کر دے تمام دینوں پر، اگرچہ کتنا ہی ناگوار ہو مشرکوں کو۔“

”یہ آیت جسمانی اور سیاست ملی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور نہ اس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام حجج آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے..... سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لیے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے۔ یعنی حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معنوی طور پر۔“

(براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ص ۵۹۳، ۵۹۴ ج ۱)

”یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالم گیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالم گیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب حقدارین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔“

(چشم معرفت ص ۹۱، ۸۳، خزائن ج ۲۳ ص ۹۱)

جناب مرزا قادیانی کی اس تفسیر سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

- (۱)..... اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی طور پر دوبارہ آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔
- (۲)..... مرزا قادیانی پر بذریعہ الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت کی پیشگوئی کا جسمانی اور ظاہری طور پر مصداق ہیں۔

(۳) امت کے تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ اسلام کا غلبہ کاملہ حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوگا۔

جناب مرزا قادیانی کی اس الہامی تفسیر سے جس پر تمام مفسرین کے اتفاق کی مہر بھی ثبت ہے یہ ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کے اس قرآنی وعدہ کے مطابق سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ضرور دوبارہ تشریف لائیں گے اور ان کے ہاتھ سے اسلام تمام مذاہب پر غالب آجائے گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کا بھی ارشاد ہے کہ ”اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تمام مذاہب کو مٹا دیں گے۔“ (ابوداؤد، باب خروج دجال ج ۲ ص ۱۲۵ مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۶، مستدرک حاکم) بعد میں جناب مرزا قادیانی نے خود مسیحیت کا منصب سنہال لیا لیکن یہ تو فیصلہ آپ کر سکتے ہیں کہ کیا ان کے زمانے میں اسلام کو غلبہ کاملہ نصیب ہوا؟ نہیں! بلکہ اس کے برعکس یہ ہوا کہ دنیا بھر کے مسلمان جناب مرزا قادیانی کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ٹھہرے۔ ادھر مسلمانوں نے مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کو اسلام سے ایک الگ فرقہ سمجھا۔ نتیجہ یہ کہ اسلام کا وہ غلبہ کاملہ ظہور میں نہ آیا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مقدر تھا۔ اس لیے جناب مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کے باوجود زمانہ قرآن کے وعدے کا منتظر ہے اور یقین رکھنا چاہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اس وعدے کے ایفاء کے لیے خود بنفس نفیس تشریف لائیں گے کیونکہ بقول مرزا قادیانی..... ”ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو۔“

دوسری آیت..... سورة النساء آیت ۱۵۹ میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے اور تمام اہل کتاب کے ان پر ایمان لانے کی خبر دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

”اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے موت اس کی کے پہلے اور دن قیامت کے ہوگا اور ان کے گواہ۔“ (فصل الخطاب، ص ۸۰ ج ۲ موائف حکیم نور دین قادیانی)

حکیم صاحب کا ترجمہ بارہویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے قاری ترجمہ کا گویا اردو ترجمہ ہے۔ شاہ صاحب اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ ”یعنی یہودی کا حاضر شوق نزول عیسیٰ را البتہ ایمان آئے۔“ ”یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو یہودی نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت موجود ہوں گے وہ ایمان لائیں گے۔“ اس آیت کے ترجمہ سے معلوم ہوا کہ۔

(۱)..... عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں دوبارہ تشریف لانا مقدر ہے۔

(۲)..... تب سارے اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔

(۳)..... اور اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔

پورے قرآن مجید میں صرف اس موقع پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا ذکر ہے۔ جس سے پہلے تمام اہل کتاب کا ان پر ایمان لانا شرط ہے۔

اب اس آیت کی وہ تفسیر ملاحظہ فرمائیے جو کہ حضور ﷺ اور اکابر صحابہ تابعین سے منقول ہے۔

(صحیح بخاری ص ۴۹۰ ج ۱) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات میں امام بخاری نے ایک باب باء عامہ ہے۔

”باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام“ اور اس کے تحت یہ حدیث ذکر کی ہے۔

”حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ البتہ قریب ہے کہ نازل ہوں تم میں ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے پس توڑ دیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے خنزیر کو اور موقوف کر دیں گے لڑائی اور بہہ پڑے گامال، یہاں تک کہ نہیں قبول کرے گا اس کو کوئی

خص۔ جہاں تک کہ ایک سجدہ بہتر ہوگا دنیا بھر کی دولت سے۔ پھر فرماتے تھے ابو ہریرہؓ کہ پڑھا اگر چاہو قرآن کریم کی آیت ”اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر ضرور ایمان لائے گا حضرت عیسیٰؑ پر ان کی موت سے پہلے اور ہوں گے عیسیٰؑ قیامت کے دن ان پر گواہ۔“

آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد گرامی قرآن کی اس آیت کی تفسیر ہے اسی لیے حضرت ابو ہریرہؓ نے اس کے لیے آیت کا حوالہ دیا۔ امام محمد بن سیرین کا ارشاد ہے کہ ابو ہریرہؓ کی ہر حدیث آنحضرت ﷺ سے ہوتی ہے۔

(لحمادی شریف ص ۱۵ ج ۱)

بخاری شریف کے اسی صفحہ پر حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے نزول کی خبر دیتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے ”وامامکم منکم“ فرمایا۔

یہ حدیث بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ دونوں حدیثوں سے آنحضرت ﷺ کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے حضرت عیسیٰؑ کا آخری زمانہ میں حاکم عادل کی حیثیت سے اس امت میں تشریف لانا۔

(۲)..... (کنز العمال مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ص ۶۱۹ ج ۱۳ حدیث نمبر ۳۹۷۶) میں بروایت ابن عباسؓ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”میرے بھائی عیسیٰ بن مریمؑ آسمان سے نازل ہوں گے۔“

(۳)..... امام بیہقی کی کتاب (الاسماء والصفات ص ۳۲۳) میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”تم کیسے ہو گے جب عیسیٰ بن مریم تم میں آجائے گا نازل ہوں گے اور تم میں شامل ہو کر تمہارے امام ہوں گے۔“

(۴)..... تفسیر (درمنثور ص ۲۳۲ ج ۲) میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”میرے اور عیسیٰ بن مریم کے درمیان کوئی نبی اور رسول نہیں ہوا۔ دیکھو! وہ میرے بعد میری امت میں میرے خلیفہ ہوں گے۔“

(۵)..... (ابوداؤد ص ۱۳۵ ج ۲ باب خروج الدجال اور مسند احمد ص ۳۰۶ ج ۲) میں ”آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ انبیاء کرام باپ شریک بھائی ہیں۔ ان کی مائیں (شریعین) الگ الگ ہیں اور دین سب کا ایک ہے اور مجھے سب سے زیادہ تعلق عیسیٰ بن مریم سے ہے کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور بے شک وہ تم میں نازل ہوں گے پس جب ان کو دیکھو تو پہچان لیتا۔ ان کا حلیہ یہ ہے قدمیائے رنگ سرخ و سفید دو زرد رنگ کی چادریں زیب بدن ہوں گی۔ سر سے گویا قطرے ٹپک رہے ہوں گے، خواہ ان کو تری نہ پہنچی ہو۔ پس لوگوں سے اسلام پر قتال کریں گے۔ پس صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ موقوف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں تمام بظاہر کو مٹا دیں گے اور مسیح دجال کو ہلاک کر دیں گے۔ پس زمین میں چالیس برس ٹھہریں گے۔ پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔“

یہ تو آنحضرت ﷺ کے ارشادات ہیں جن سے آیت زیر بحث کی تشریح ہو جاتی ہے۔ اب چند صحابہ و تابعینؓ کی تفسیر بھی ملاحظہ فرمائیے۔

(۱)..... (مسند رک حاکم ص ۳۰۹ ج ۲ درمنثور ص ۳۳۱ ج ۲ اور تفسیر ابن جریر ص ۱۴ ج ۶) میں ”حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی تفسیر فرمائی ہے کہ اس آیت میں حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ تشریف لانے کی خبر دی گئی ہے اور یہ کہ جب وہ تشریف لائیں گے تو ان کی موت سے پہلے سب اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔“

(۲)..... ”ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس آیت کی تفسیر یہ فرماتی ہیں کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے

پہلے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لائے گا اور جب وہ قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہوں گے تو اس وقت جتنے اہل کتاب ہوں گے آپ کی موت سے پہلے آپ پر ایمان لائیں گے۔“ (تفسیر درمنثور ص ۳۳۱ ج ۲)
(۳)..... درمنثور کے مذکورہ صفحہ پر یہی تفسیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحب زادے حضرت محمد بن الحنفیہ سے منقول ہے۔

(۴)..... اور (تفسیر ابن جریر ص ۱۳ ج ۶) میں یہی تفسیر اکابر تابعین حضرت قتادہ، حضرت محمد بن زید مدنی (امام مالک کے استاد) حضرت ابو مالک غفاری اور حضرت حسن بصری سے منقول ہے۔ حضرت حسن بصری کے الفاظ یہ ہیں۔
”آیت میں جس ایمان لانے کا ذکر ہے یہ عیسیٰ (علیہ السلام) کی موت سے پہلے ہوگا۔ اللہ کی قسم وہ ابھی آسمان پر زندہ ہیں لیکن آخری زمانے میں جب وہ نازل ہوں گے تو ان پر سب لوگ ایمان لائیں گے۔“

اس آیت کی جو تفسیر میں نے آنحضرت ﷺ اور صحابہ و تابعین سے نقل کی ہے بعد کے تمام مفسرین نے اسے نقل کیا ہے اور اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ لہذا کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی دوبارہ تشریف آوری کی خبر دی ہے اور دور نبوی سے آج تک یہی عقیدہ مسلمانوں میں متواتر چلا آ رہا ہے۔

تیسری آیت..... سورہ زخرف آیت ۶۱ میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد ہے ”اور وہ نشانی ہے قیامت کی، پس تم اس میں مت شک کرو۔“

اس آیت کی تفسیر میں آنحضرت ﷺ اور بہت سے صحابہ، تابعین کا ارشاد ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کا آخری زمانہ میں نازل ہونا قرب قیامت کی نشانی ہوگی۔

(۱)..... صحیح ابن حبان میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔ ”قیامت سے پہلے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کا نازل ہونا قیامت کی نشانی ہے۔“

(موارد الظمان ص ۳۵۵ حدیث نمبر ۱۷۵۸)

(۲)..... حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے۔ اتنے میں آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو فرمایا کہ کیا مذاکرہ ہو رہا تھا؟ عرض کیا قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے۔ فرمایا قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لیو۔ دھان، دجال، داہتہ الارض، مغرب سے آفتاب کا

طلوع ہونا، عیسیٰ بن مریم کا نازل ہونا، یاجوج ماجوج کا نکلنا۔ (صحیح مسلم مشکوٰۃ ص ۳۹۳ مطبوعہ مکتبۃ دار القرآن والدین ملتان)

(۳)..... اور حدیث معراج جسے میں پہلے بھی کئی بار نقل کر چکا ہوں۔ ”آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ معراج کی

رات میری ملاقات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی۔ قیامت کا تذکرہ ہوا کہ کب

آئے گی۔ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ موسیٰ (علیہ السلام) سے پوچھا گیا تو

انھوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی۔ پھر عیسیٰ (علیہ السلام) کی باری آئی تو انھوں نے فرمایا۔ قیامت کا ٹھپک ٹھپک وقت تو اللہ تعالیٰ

کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں۔ البتہ مجھ سے میرے رب کا ایک عہد ہے کہ قرب قیامت میں دجال نکلے گا تو میں

اسے قتل کرنے کے لیے نازل ہوں گا۔ (آگے نقل دجال اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کی تفصیل ہے۔ اس کے بعد

فرمایا) پس مجھ سے میرے رب کا عہد ہے کہ جب یہ سب کچھ ہو چکے گا تو قیامت کی مثال پورے دنوں کی حاملہ

جیسی ہوگی۔“ (مسند احمد ص ۳۷۵ ج ۱، ابن ماجہ ص ۳۰۹، تفسیر ابن جریر ص ۷۲ ج ۱، مسند رک حاکم ص ۳۸۸ ج ۴، ص ۵۴۵ فتح

الباری ص ۷۹ ج ۱۳، درمنثور ص ۳۳۶ ج ۲)

ان ارشادات نبویہ ﷺ سے آیت کی تفسیر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد جو انھوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کے مجمع میں فرمایا اور جسے آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے نقل کیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کی نشانی کے طور پر دوبارہ تشریف لانا اور آکر دجال لعین کو قتل کرنا، اس پر اللہ تعالیٰ کا مہذبہ، انبیاء کرام علیہم السلام کا اتفاق اور صحابہ کرام کا اجماع ہے اور گزشتہ صدیوں کے تمام مجددین اس کو تسلیم کرتے چلے آئے ہیں کیا اس کے بعد بھی کسی مومن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے میں شک رہ جاتا ہے؟

(۳)..... اس آیت کی تفسیر بہت سے صحابہ و تابعین سے یہی منقول ہے کہ آخری زمانہ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قرب قیامت کی نشانی ہے۔ حافظ ابن کثیر اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

”یعنی قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا قیامت کی نشانی ہے۔ یہی تفسیر حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابن عباسؓ، ابو العالیہؓ، ابو مالکؓ، عکرمہؓ، حسن بصریؓ، ضحاکؓ اور دوسرے بہت سے حضرات سے مروی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے اس مضمون کی احادیث متواتر ہیں کہ آپ ﷺ نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے کی خبر دی ہے۔“

(تفسیر ابن کثیر ص ۱۳۲ ج ۴)

چوتھی آیت..... سورہ مائدہ کی آیت ۱۱۸ میں ارشاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن بارگاہِ خداوندی میں اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے عرض کریں گے۔

”اے اللہ اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر بخش دیں تو آپ عزیز و حکیم ہیں۔“ سیدنا ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

”یعنی عرض کریں گے کہ اے الہی یہ تیرے بندے ہیں (مگر انھوں نے میری غیر حاضری میں مجھے خدا بتایا اس لیے) واقعی انھوں نے اپنے اس عقیدے کی بنا پر اپنے آپ کو عذاب کا مستحق بنالیا ہے اور اگر آپ بخش دیں، یعنی ان لوگوں کو، جن کو صحیح عقیدے پر چھوڑ کر گیا تھا اور (اسی طرح ان لوگوں کو بھی بخش دیں جنھوں نے اپنے عقیدہ سے رجوع کر لیا، چنانچہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر لمبی کر دی گئی۔ یہاں تک کہ وہ آخری زمانے میں دجال کو قتل کرنے کے لیے آسمان سے زمین کی طرف اتارے جائیں گے۔ تب عیسائی لوگ اپنے قول سے رجوع کر لیں گے۔ تو جن لوگوں نے اپنے قول سے رجوع کیا اور تیری توحید کے قائل ہو گئے اور اقرار کر لیا کہ ہم سب (بشمول عیسیٰ علیہ السلام) کے) خدا کے بندے ہیں پس اگر آپ ان کو بخش دیں جبکہ انھوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا ہے تو آپ عزیز و حکیم ہیں۔“

(تفسیر درمنثور ص ۳۵۰ ج ۲)

حضرت ابن عباسؓ کی اس تفسیر سے واضح ہوا کہ یہ آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کی دلیل ہے۔

آپ نے اپنے سوال میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر امام مہدی ہونے کا دعویٰ کریں گے؟ اس کے جواب میں صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ آنحضرت ﷺ سے لے کر تیرہویں صدی کے آخر تک امت اسلامیہ کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدیؑ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ اور یہ کہ نازل ہو کر پہلی نماز حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی کی اقتدا میں پڑھیں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی پہلے شخص ہیں جنھوں نے عیسیٰ اور مہدی کے ایک ہونے کا عقیدہ ایجاد کیا ہے۔ اس کی دلیل قرآن کریم میں ہے، نہ کسی صحیح اور مقبول حدیث میں اور نہ سلف صالحین میں سے کوئی اس کا قائل ہے۔ آنحضرت ﷺ کی متواتر احادیث میں وارد

ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت حضرت مہدیؑ اس امت کے امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۵۰ تا ۲۵۷)

حیات عیسیٰ علیہ السلام پر شبہات

جناب نے یہ بھی دریافت فرمایا ہے کہ کیا ”کل نفس ذائقة الموت“ کی آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر اثر انداز نہیں ہوتی؟ جواب گزارش ہے کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کو، مجھ کو، زمین کے تمام لوگوں کو، آسمان کے تمام فرشتوں کو بلکہ ہر ذی روح مخلوق کو شامل ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر نفس کو ایک نہ ایک دن مرنا ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی موت آئے گی۔ لیکن کب؟ آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا وقت بھی بتا دیا ہے کہ آخری زمانہ میں نازل ہو کر وہ چالیس برس زمین پر رہیں گے۔ پھر ان کا انتقال ہوگا۔ مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور میرے روضہ میں ان کو دفن کیا جائے گا۔

(مشکوٰۃ شریف میں ۳۸۰)

اس لیے آپ نے جو آیت نقل فرمائی ہے وہ اسلامی عقیدہ پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ البتہ یہ عیسائیوں کے عقیدہ کو باطل کرتی ہے۔ اسی بناء پر آنحضرت ﷺ نے نجران کے پادریوں کے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا تھا ”کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا اور عیسیٰ علیہ السلام کو موت آئے گی۔“ یہ نہیں فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں۔
(درمنثور ص ۲ ج ۳)

آخری گزارش..... جیسا کہ میں نے ابتداء میں عرض کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کا مسئلہ آج پہلی بار میرے آپ کے سامنے پیش نہیں آیا اور نہ قرآن کریم ہی پہلی مرتبہ میرے، آپ کے مطالعہ میں آیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے دور سے قرآن مجید بھی متواتر چلا آتا ہے اور حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ بھی۔ اس امت میں اہل کشف، ملہم و مجدد بھی گزرے ہیں اور بلند پایہ مفسرین و مجتہدین بھی۔ مگر ہمیں مرزا قادیانی سے پہلے کوئی ملہم، مجدد، صحابی، تابعی اور فقیہ و محدث ایسا نظر نہیں آتا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانہ میں دوبارہ تشریف آوری کا منکر ہو۔ قرآن کریم کی جن آیتوں سے جناب مرزا غلام احمد قادیانی وفات مسیح ثابت کرتے ہیں ایک لمحہ کے لیے سوچئے کہ کیا یہ آیات قرآن کریم میں پہلے موجود نہیں تھیں؟ کیا چودھویں صدی میں پہلی بار نازل ہوئی ہیں؟ یا گزشتہ صدیوں کے تمام اکابر نمود باللہ قرآن کو سمجھنے سے معذور اور عقل و فہم سے عاری تھے؟

”پس اگر اسلام میں بعد آنحضرت ﷺ ایسے معلم نہیں آئے جن میں ظنی طور پر نور نبوت تھا تو گویا خدا تعالیٰ نے عہد قرآن کو ضائع کیا کہ اس کے حقیقی اور واقعی طور پر سمجھنے والے بہت جلد دنیا سے اٹھ لیے گئے۔ مگر یہ بات اس کے وعدہ کے برخلاف ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے..... انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ (الجم ۹) یعنی ہم نے قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ اب میں نہیں سمجھ سکتا کہ اگر قرآن کے سمجھنے والے ہی باقی نہ رہے اور اس پر یقینی اور حالی طور پر ایمان لانے والے زاویہ عدم میں منتفی ہو گئے تو پھر قرآن کی حفاظت کیا ہوئی۔ اور اس پر ایک اور آیت بھی تین قرینہ ہے اور وہ یہ ہے..... ہل هو ایات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم۔ (التکوٰۃ ۳۹) یعنی ”قرآن آیات بینات ہیں جو اہل علم کے سینوں میں ہیں“..... یہ آیت بلند آواز سے پکار کر کہہ رہی ہے کہ کوئی حصہ تعلیم قرآن کا برباد اور ضائع نہیں ہوگا اور جس طرح روز اول سے اس کا پورا دل میں جمایا گیا یہی سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔“ (شہادۃ القرآن ص ۵۳، ۵۵، ۵۶ خزائن ج ۱ ص ۲۵۱)

بلاشبہ جس شخص کو قرآن کریم پر ایمان لانا ہوگا اسے اس تعلیم پر بھی ایمان لانا ہوگا جو گزشتہ صدیوں کے مجددین اور اکابر امت قرآن کریم سے متواتر سمجھتے چلے آئے ہیں اور جو شخص قرآن کی آیتیں پڑھ پڑھ کر ائمہ مجددین کے متواتر عقیدہ کے خلاف کوئی عقیدہ پیش کرتا ہے، سمجھنا چاہیے کہ وہ قرآن کریم کی حفاظت کا منکر ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر میں نے جو آیات پیش کی ہیں۔ ان کی تفسیر صحابہ و تابعین کے علاوہ خود آنحضرت ﷺ سے بھی نقل کی ہے۔ ان کے علاوہ جس صدی کے ائمہ دین اور صاحب کشف و الہام مجددین کے بارے میں آپ چاہیں، میں حوالے پیش کر دوں گا کہ انھوں نے قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور آخری زمانے میں دوبارہ آنے کو ثابت کیا ہے۔

جن آیتوں کو آپ کی جماعت کے حضرات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی دلیل میں پیش کرتے ہیں من مگر تفسیر کے بجائے ان سے کہیے کہ ان میں ایک ہی آیت کی تفسیر آنحضرت ﷺ سے، صحابہ کرام سے، تابعین سے یا بعد کے کسی صدی کے مجدد کے حوالے سے پیش کر دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں۔ وہ آخری زمانہ میں نہیں آئیں گے بلکہ ان کی جگہ ان کا کوئی مثل آئے گا۔ کیا یہ ظلم و ستم کی انتہا نہیں کہ جو مسلمان آنحضرت ﷺ اور صحابہ و تابعین اور ائمہ مجددین کے عقیدے پر قائم ہیں ان کو تو ”فیج اعوج“ (یعنی گمراہ اور مجرور لوگ) کہا جائے اور جو لوگ آنحضرت ﷺ اور تمام اکابر امت کے خلاف قرآن کی تفسیر کریں اور ان تمام بزرگوں کو ”مشرک“ ٹھہرائیں ان کو حق پر مانا جائے۔

میرے دل میں دو تین سوال آئے ہیں، جن کے جواب چاہتا ہوں، اور یہ جواب قرآن مجید کے ذریعہ دیے جائیں اور میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں میں ”احمدی“ ہوں۔ اگر آپ نے میرے سوالوں کے جواب صحیح دیے تو ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے قریب زیادہ آ جاؤں۔

سوال ۱..... کیا آپ قرآن مجید کے ذریعہ بتا سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور اس جہان میں فوت نہیں ہوئے۔

سوال ۲..... کیا قرآن مجید میں کہیں ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے؟ اور وہ آ کر ہی امام مہدی کا دعویٰ کریں گے؟

سوال ۳..... کل نفس ذائقہ الموت کا لفظی معنی کیا ہے اور کیا اس سے آپ کے دوبارہ آنے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

جواب..... جہاں تک آپ کے اس ارشاد کا تعلق ہے کہ ”اگر آپ نے میرے سوالات کے جواب صحیح دیے تو ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے قریب آ جاؤں۔“ یہ تو شخص حق تعالیٰ کی توفیق و ہدایت پر منحصر ہے، تاہم جناب نے جو سوالات کیے ہیں..... میں ان کا جواب پیش کر رہا ہوں اور یہ فیصلہ کرنا آپ کا اور دیگر قارئین کا کام ہے کہ میں جواب صحیح دے رہا ہوں یا نہیں۔ اگر میرے جواب میں کسی جگہ لغزش ہو تو آپ اس پر گرفت کر سکتے ہیں۔ وہاں اللہ التوفیق۔

اصل سوالات پر بحث کرنے سے پہلے میں اجازت چاہوں گا کہ ایک اصولی بات پیش خدمت کروں۔ وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کی دوبارہ تشریف آوری کا مسئلہ آج پہلی بار میرے اور آپ کے سامنے نہیں آیا بلکہ آنحضرت ﷺ کے مبارک دور سے لے کر آج تک یہ امت اسلامیہ کا متواتر اور قطعی عقیدہ چلا آتا

ہے امت کا کوئی دور ایسا نہیں گزرا جس میں مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہ رہا ہو اور امت کے اکابر صحابہ کرامؓ، تابعینؓ اور ائمہ مجاہدینؓ میں سے ایک فرد بھی ایسا نہیں جو اس عقیدے کا قائل نہ ہو۔ جس طرح نمازوں کی تعداد رکعات قطعی ہے، اسی طرح اسلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آمد کا عقیدہ بھی قطعی ہے۔ خود جناب مرزا قادیانی کو بھی اس کا اقرار ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”مسح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجے کی پیش گوئی ہے، جس کو سب نے بالافتاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تو اتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۵۷ خزائن ص ۴۰۰ ج ۳)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:-

”اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسح موعود کی کھلی کھلی پیش گوئی موجود ہے۔ بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا، اور یہ پیش گوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لیے کافی ہے۔“ ”یہ خبر مسح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانے میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہ ہوگی کہ اس کے تواتر سے انکار کیا جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کی جائیں تو ایسی کتابیں ہزار ہا سے کچھ کم نہ ہوں گی۔ ہاں یہ بات اس شخص کو سمجھانا مشکل ہے جو اسلامی کتابوں سے بالکل بے خبر ہے۔“

(شہادۃ القرآن ص ۲ خزائن ج ۶ ص ۲۹۸)

مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی احادیث کو متواتر اور امت کے اعتقادی عقائد کا مظہر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”پھر ایسی احادیث جو تعامل اعتقادی یا عملی میں آ کر اسلام کے مختلف گروہوں کا ایک شعار ٹھہر گئی تھیں ان کو قطعیت اور تواتر کی نسبت کلام کرنا تو درحقیقت جنون اور دیوانگی کا ایک شعبہ ہے۔“

(شہادۃ القرآن ص ۵ خزائن ص ۳۰۰-۳۰۱ ج ۶)

جناب مرزا قادیانی کے یہ ارشادات مزید تشریح و وضاحت کے محتاج نہیں تاہم اس پر اتنا اضافہ ضرور

کروں گا۔

۱..... احادیث نبویہ میں (جن کو مرزا قادیانی قطعی متواتر تسلیم فرماتے ہیں) کسی گمنام ”مسح موعود“ کے آنے کی پیش گوئی نہیں کی گئی۔ بلکہ پوری وضاحت و صراحت کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرب قیامت میں دوبارہ نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ پوری امت اسلامیہ کا ایک ایک فرد قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں صرف ایک ہی شخصیت کو ”عیسیٰ علیہ السلام“ کے نام سے جانتا پہچانتا ہے، جو آنحضرت ﷺ سے پہلے بنی اسرائیل میں آئے تھے، اس ایک شخصیت کے علاوہ کسی اور کے لیے ”عیسیٰ بن مریم علیہ السلام“ کا لفظ اسلامی ڈکشنری میں کبھی استعمال نہیں ہوا۔

۲.... آنحضرت ﷺ سے لے کر آج تک امت اسلامیہ میں جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا عقیدہ متواتر رہا ہے اس طرح ان کی حیات اور رفع آسمانی کا عقیدہ بھی متواتر رہا ہے اور یہ دونوں عقیدے ہمیشہ لازم و ملزوم رہے ہیں۔

۳.....جن ہزار ہا کتابوں میں صدی وار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا لکھا ہے ان ہی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا انکار مرزا قادیانی کے بقول "دیوانگی اور جنون کا ایک شعبہ ہے" تو ان کی حیات کے انکار کا بھی یقیناً یہی حکم ہوگا۔ ان تمہیدی معروضات کے بعد آپ کے سوالوں کا جواب پیش خدمت ہے۔

۱۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام: آپ نے دریافت کیا تھا کہ کیا قرآن کریم سے یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں بلکہ وہ زندہ ہیں۔ جواباً گزارش ہے کہ قرآن کریم کی متعدد آیتوں سے یہ عقیدہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کی گرفت سے بچا کر آسمان پر زندہ اٹھالیا۔

پہلی آیت..... سورۃ النساء، آیت ۱۵۷، ۱۵۸ میں یہود کا یہ دعویٰ نقل کیا ہے کہ "ہم نے مسیح بن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا۔" اللہ تعالیٰ ان کے اس ملعون دعویٰ کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "انھوں نے نہ تو عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا، نہ انھیں سولی دی، بلکہ ان کو اشتباہ ہوا۔... اور انھوں نے آپ کو یقیناً قتل نہیں کیا، بلکہ ہوا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست ہے بڑی حکمت والا ہے۔"

یہاں جناب کو چند چیزوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

۱..... یہود کے دعویٰ کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قتل اور صلب (سولی دیے جانے) کی تردید فرمائی۔ بعد ازاں قتل اور رفع کے درمیان مقابلہ کر کے قتل کی نفی اور اس کی جگہ رفع کو ثابت فرمایا۔

۲..... جہاں قتل اور رفع کے درمیان اس طرح کا مقابلہ ہو جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ وہاں رفع سے روح اور جسم دونوں کا رفع مراد ہو سکتا ہے۔ یعنی زندہ اٹھالینا صرف روح کا رفع مراد نہیں ہو سکتا اور نہ رفع درجات مراد ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم، حدیث نبوی علیہ السلام اور محاورات عرب میں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملے گی کہ کسی جگہ قتل کی نفی کر کے اس کی جگہ رفع کو ثابت کیا گیا ہو اور وہاں صرف روح کا رفع یا درجات کا رفع مراد لیا گیا ہو اور نہ یہ عربیت کے لحاظ سے ہی صحیح ہے۔

۳..... حق تعالیٰ شانہ جہت اور مکان سے پاک ہیں مگر آسمان چونکہ باندی کی جانب ہے اور بلندی حق اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے، اس لیے قرآن کریم کی زبان میں "رفع الی اللہ" کے معنی ہیں آسمان کی طرف اٹھایا جانا۔

۴..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہود کی دستبرد سے بچا کر صحیح سالم آسمان پر اٹھالیا جانا آپ کی قدر و منزلت کی دلیل ہے۔ اس لیے یہ رفع جسمانی بھی ہے اور روحانی اور مرتبی بھی..... اس کو صرف رفع جسمانی کہہ کر اس کو رفع روحانی کے مقابل سمجھنا غلط ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر صرف "روح کا رفع" عزت و کرامت ہے تو "روح اور جسم دونوں کا رفع" اس سے بڑھ کر موجب عزت و کرامت ہے۔

۵..... چونکہ آپ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ عام لوگوں کی عقل سے بالاتر تھا اور اس بات کا احتمال تھا کہ لوگ اس بارے میں چہ میگوئیاں کریں گے کہ ان کو آسمان پر کیسے اٹھالیا؟ اس کی کیا ضرورت تھی؟ کیا اللہ تعالیٰ زمین پر ان کی حفاظت نہیں کر سکتا تھا؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی اور نبی کو کیوں نہیں اٹھایا گیا وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام شبہات کا جواب "وكان الله عزيزاً حكيماً" میں دے دیا گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ زبردست ہے پوری کائنات اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صحیح سالم اٹھالینا اس کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں اور ان کے وہاں زندہ رہنے کی استعداد پیدا کر دینا بھی اس کی قدرت میں ہے، کائنات کی کوئی چیز اس

کے ارادے کے درمیان حائل نہیں ہو سکتی اور پھر وہ حکیم مطلق بھی ہے، اگر تھیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کی حکمت سمجھ میں نہ آئے تو تھیں اجمالی طور پر یہ ایمان رکھنا چاہیے کہ اس حکیم مطلق کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالینا بھی خالی از حکمت نہیں ہوگا۔ اس لیے تھیں چون و چرا کی بجائے اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ پر ایمان رکھنا چاہیے۔

۶۔۔۔ اس آیت کی تفسیر میں پہلی صدی سے لے کر تیرہویں صدی تک کے تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھایا گیا اور وہی قرب قیامت میں آسمان سے نزول اجلال فرمائیں گے۔ چونکہ تمام بزرگوں کے حوالے دیئے ممکن نہیں اس لیے میں صرف آنحضرت ﷺ اور حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر پر اکتفا کرتا ہوں۔ ”جو قرآن کریم کے سمجھنے میں اول نمبر دالوں میں سے ہیں اور اس بارے میں ان کے حق میں آنحضرت ﷺ کی ایک دعا بھی ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۷۷، خزائن ص ۲۲۵، ج ۳)

(تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۳۶، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۶، تفسیر ابن جریر ج ۳ ص ۲۰۲) میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا: ”بے شک عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں اور بے شک وہ تمہاری طرف دوبارہ آئیں گے۔“

(تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۳) میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عیسائیوں کے وفد سے مباحثہ کرتے ہوئے فرمایا: ”کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے، مگر تم نہیں مرے گا اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئے گی؟“

(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۷۴، تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۲۲۸) میں حضرت ابن عباسؓ سے پسند صحیح منقول ہے کہ ”جب یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے کے لیے آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی شبابت ایک شخص پر ڈال دی۔ یہود نے اسی ”مثیل مسیح“ کو مسیح سمجھ کر صلیب پر لٹکا دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکان کے اوپر سے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔“

جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں امت کے تمام اکابر مفسرین و مجددین متفق اللفظ ہیں کہ اس آیت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا، اور سوائے فلاسفہ اور زندہ دق کے سلف میں سے کوئی قابل ذکر شخص اس کا منکر نہیں اور نہ کوئی شخص اس بات کا قائل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی چڑھنے اور پھر صلیبی زخموں سے شفا یاب ہونے کے بعد کشمیر چلے گئے اور وہاں ۳۷ برس بعد ان کی وفات ہوئی۔

اب آپ خود ہی انصاف فرما سکتے ہیں کہ امت کے اس اعتقادی تعادل کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی میں شک کرنا اور اس کی قطعیت اور تواتر میں کلام کرنا جناب مرزا قادیانی کے بقول ”در حقیقت جنون اور دیوانگی کا ایک شعبہ“ ہے یا نہیں؟ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۵۷، ۲۶۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں

سوال..... جیسا کہ احادیث و قرآن کی روشنی میں واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اب ہم آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کون سے آسمان پر ہیں اور ان کے انسانی ضروریات کے تقاضے کیسے پورے ہوتے ہوں گے۔ مثلاً کھانا پینا، سونا جاگنا اور انس و الفت اور دیگر اشیاء ضرورت انسان کو کیسے ملتی ہوں گی۔ وضاحت کر کے مطمئن کریں۔

جواب..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ اٹھایا جانا، اور قرب قیامت میں دوبارہ زمین پر نازل ہونا تو اسلام کا قطعی عقیدہ ہے۔ جس پر قرآن و سنت کے قطعی دلائل قائم ہیں اور جس پر امت کا اجماع ہے۔ حدیث

معراج میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دوسرے آسمان پر ملاقات ہوئی تھی۔ آسمان پر مادی غذا اور بول و براز کی ضرورت پیش نہیں آتی جیسا کہ اہل جنت کو ضرورت پیش نہیں آئے گی۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۹-۲۵۰)

سیدنا مسیح علیہ السلام کی بغیر باپ کے پیدائش

سوال..... مگر کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ یا فوت شدہ ماننا۔ بغیر باپ کے یا باپ والا ماننا۔ ہمارے لیے جزو ایمان نہیں ہے بلکہ جزو ایمان یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بشر اور رسول مانے اور الوہیت میں شریک نہ کرے کیونکہ حضرت مریم علیہا السلام کی شادی یوسف نامی بڑھی سے ہو گئی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش مثل عام انسانوں کے ہوئی۔ اس لیے وہ ابن اللہ نہیں ہو سکتے۔

جواب..... قرآن مجید سے جو کچھ ثابت ہے اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ چاہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دعویٰ رسالت ہو یا فرعون کا دعویٰ خدا کی یعنی یہ ماننا بھی داخل ایمان ہے کہ فرعون نے کہا تھا اَنَا رَبُّكُمْ الْاَعْلٰی پس ان معنوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بلا باپ ماننا داخل ایمان ہے کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے۔ ماکان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا۔ (المریم ۲۸) یوسف سے نکاح ہونا انجیل میں مذکور ہے۔ مگر اسی انجیل میں یہ بھی مرقوم ہے کہ مریم علیہا السلام یوسف کے ملاپ سے پہلے روح القدس سے حاملہ ہو چکی تھی۔ اس لیے یہ نکاح مسیح علیہ السلام کی ولادت بے باپ ہونے کے مخالف نہیں۔
(تادی ثانیہ ج اول ص ۳۷۷)

ایک قادیانی نو جوان کے جواب میں

جواب..... آپ کا جوابی لغاتہ موصول ہوا۔ آپ کی فرمائش پر براہ راست جواب لکھ رہا ہوں اور اس کی نقل ”جنگ“ کو بھی بھیج رہا ہوں۔

اہل اسلام قرآن کریم، حدیث نبوی ﷺ اور اجماع امت کی بناء پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ خود جناب مرزا قادیانی کو اعتراف ہے کہ:
”مسیح ابن مریم کی آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے با اتفاق قبول کر لیا ہے اور صحاح میں جس قدر پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تو آخر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔“
(ازالہ اوہام ص ۵۵۷، خزائن ص ۳۰۰ ج ۳)

لیکن میرا خیال ہے کہ جناب مرزا قادیانی کے ماننے والوں کو اہل اسلام سے بڑھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ رکھنا چاہیے کیونکہ جناب مرزا قادیانی نے سورہ القف کی آیت ۹ کے حوالے سے ان کی دوبارہ تشریف آوری کا اعلان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

”یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا (اس آیت میں) وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق و انظار میں پھیل جائے گا۔“

(براین احمدیہ حصہ چہارم ص ۳۹۸-۳۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

جناب مرزا قادیانی قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا ثبوت محض اپنی قرآن فہمی کی

بنام پر نہیں دیتے بلکہ وہ اپنے ”الہام“ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس آیت کا مصداق ثابت کرتے ہیں۔

”اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کی روح سے مسیح کی ”پہلی زندگی“ کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔۔۔ اس لیے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معنوی طور پر۔“

(برائین احمدیہ حصہ چہارم ص ۳۹۹ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

اور اسی پر اکتفا نہیں بلکہ مرزا قادیانی اپنے الہام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کی الہامی پیش گوئی بھی کرتے ہیں چنانچہ اسی محتاب کے (ص ۵۰۵ خزائن ج ۱ ص ۱۰۲) پر اپنا ایک الہام ”عسی ربکم ان یوحم علیکم“ درج کر کے اس کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں۔

”یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے ”جلالی طور پر“ ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق وحی اور نرمی اور لطف اور احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضح اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ بحر میں کے لیے شدت اور غضب اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور یہ زمانہ اس زمانے کے لیے بطور ارباب کے واقع ہوا ہے۔ یعنی اس وقت جلالی طور پر خدائے تعالیٰ اتمام حجت کرے گا۔ اب بجائے اس کے جمالی طور پر یعنی رفیع اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے۔“

ظاہر ہے کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ آنے پر ایمان نہ رکھا جائے تو نہ صرف یہ قرآن کریم کی قطعی پیش گوئی کی تکذیب ہے بلکہ جناب مرزا قادیانی کی قرآن مجہی ان کی الہامی تفسیر اور ان کی الہامی پیش گوئی کی بھی تکذیب ہے۔ پس ضروری ہے کہ اہل اسلام کی طرح مرزا قادیانی کے ماننے والے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے پر ایمان رکھیں ورنہ اس عقیدے کے ترک کرنے سے قرآن و حدیث کے علاوہ مرزا قادیانی کی قرآن دانی بھی حرف غلط ثابت ہوگی اور ان کی الہامی تفسیریں اور الہامی انکشافات سب غلط ہو جائیں گے کیونکہ:

”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“

(چشمہ معرفت ص ۲۲۲ خزائن ج ۲ ص ۲۳۱)

اب آپ کو اختیار ہے کہ ان دو باتوں میں کس کو اختیار کرتے ہیں۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کو؟ یا مرزا قادیانی کی تکذیب کو؟

جناب مرزا قادیانی کے ازالہ ادہام صفحہ ۹۲۱ والے چیلنج کا ذکر کر کے آپ نے شکایت کی ہے کہ نوے سال سے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔

آنحضرت کو شاید علم نہیں کہ حضرات علماء کرام ایک بار نہیں، متعدد بار اس کا جواب دے چکے ہیں۔ تاہم اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ اب تک اس کا جواب نہیں ملا تو یہ فقیر (باوجودیکہ حضرات علماء احسن اللہ جزا، ہم کی خاک پا بھی نہیں) اس چیلنج کا جواب دینے کے لیے حاضر ہے۔ اسی کے ساتھ مرزا قادیانی کی (کتاب البریہ ص ۲۰۷ خزائن ج ۱ ص ۲۳۵) والے اعلان کو بھی ملا لیجئے، جس میں موصوف نے بیس ہزار روپیہ تاوان دینے کے علاوہ اپنے عقائد سے توبہ کرنے اور اپنی کتابیں جلا دینے کا وعدہ بھی کیا ہے۔

تصفیہ کی صورت یہ ہے کہ جناب مرزا قادیانی کے موجودہ جانشین سے لکھوا دیا جائے کہ یہ چیخ اب بھی قائم ہے اور یہ کہ وہ مرزا قادیانی کی شرط پوری کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ کوئی ثالث عدالت، جس کے فیصلے پر فریقین اعتماد کر سکیں۔ خود ہی تجویز فرما دیں۔ میں اس مسئلہ عدالت کے سامنے اپنی معروضات پیش کر دوں گا۔ عدالت اس پر جو جرح کرے گی اس کا جواب دوں گا میرے دلائل سننے کے بعد اگر عدالت میرے حق میں فیصلہ کر دے کہ میں نے مرزا قادیانی کے کھلے کو توڑ دیا اور ان کے چیخ کا ٹھیک ٹھیک جواب دے دیا ہے تو ۲۰ ہزار روپے آنغیز کی اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ کو چھوڑتا ہوں۔ دوسری دونوں باتوں کو پورا کرنے کا معاہدہ پورا کر دیجئے گا۔ اور اگر عدالت میرے خلاف فیصلہ صادر کرے تو آپ شوق سے اخبارات میں اعلان کر دیجئے گا۔ کہ مرزا قادیانی کا چیخ بدستور قائم ہے اور آج تک کسی سے اس کا جواب نہ بن پڑا۔ اگر آپ اس تصفیہ کے لیے آگے بڑھیں تو اپنی جماعت پر بہت احسان کریں گے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۰۵ تا ۲۰۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مشن کیا ہوگا؟

سوال..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے کا مقصد کیا ہے اور ان کا مشن کیا ہوگا؟ جبکہ دین اسلام اللہ تعالیٰ کا مکمل اور پسندیدہ ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کی آمد عیسائیوں کی اصلاح کے لیے ہو سکتی ہے۔ اگر اسلام کے لیے تسلیم کر لیا جائے تو ہمارے آخر الزمان نبی ﷺ کے درجہ میں کی ہوگی۔ برائے نوازش اخبار کے ذریعہ میرے سوال کا جواب دے کر ایسے مطمئن کیجئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مشن کیا ہوگا؟

جواب..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا مشن آنحضرت ﷺ نے خود پوری تفصیل اور وضاحت سے ارشاد فرما دیا ہے۔ اس سلسلے میں متعدد احادیث میں پہلے نقل کر چکا ہوں۔ یہاں صرف ایک حدیث پاک کا حوالہ دینا کافی ہے۔

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء علیہ السلام بھائی ہیں ان کی مائیں الگ ہیں مگر ان کا دین ایک ہے اور میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں کیونکہ ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ نازل ہونے والے ہیں۔ پس جب ان کو دیکھو تو پہچان لو۔ قامت میانہ، رنگ سرخ و سفید ملا ہوا، ہلکے زرد رنگ کی دو چادریں زیب تن کیے نازل ہوں گے۔ سر مبارک سے گویا قطرے ٹپک رہے ہیں۔ گو اس کو تری نہ پہنچی ہو۔ پس وہ نازل ہو کر صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ موقوف کر دیں گے اور تمام لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام ملتوں کو ہلاک کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں مسیح دجال کو ہلاک کر دیں گے۔ روئے زمین پر امن و امان کا دور دورہ ہو جائے گا۔ شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑ بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے۔ بچے سانپوں کے ساتھ کھلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زمین میں چالیس برس ٹھہریں گے۔ پھر ان کی وفات ہوگی، مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور ان کو دفن کریں گے۔“

(مسند احمد ص ۲۰۶ ج ۲، فتح الباری ص ۲۵۷ ج ۶)

اس ارشاد پاک سے ظاہر ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اصل مشن یہود و نصاریٰ کی اصلاح اور یہودیت و نصرانیت کے آثار سے روئے زمین کو پاک کرنا ہے مگر چونکہ یہ زمانہ خاتم الانبیاء علیہم السلام کی نبوت و بعثت کا ہے اس

لیے وہ امت محمدیہ کے ایک فرد بن کر آنحضرت ﷺ کے خادم اور خلیفہ کی حیثیت میں تشریف لائیں گے۔ چنانچہ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے۔

”سن رکھو کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے اور میرے درمیان کوئی نبی اور رسول نہیں ہوا۔ سن رکھو کہ وہ میرے بعد میری امت میں میرے خلیفہ ہیں، سن رکھو کہ وہ دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے۔ جزیہ بند کر دیں گے، لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے گی۔ سن رکھو جو شخص تم سے ان کو پائے ان سے میرا سلام کہے۔“
(مجمع الزوائد ص ۲۰۵، ج ۸۔ درمنثور ص ۲۲۲ ج ۲)

اس لیے اسلام کی جو خدمت بھی وہ انجام دیں گے اور ان کا آنحضرت ﷺ کے خادم کی حیثیت سے امت محمدیہ میں آکر شامل ہونا ہمارے آنحضرت ﷺ کی شان میں کمی کا باعث نہیں بلکہ آپ ﷺ کی سیادت و قیادت اور شرف و منزلت کا شاہکار ہے۔ اس وقت دنیا دیکھ لے گی کہ واقعی تمام انبیاء گزشتہ (علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام) آنحضرت ﷺ کے مطیع ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔
”اللہ کی قسم موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اطاعت کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔“

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۰ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ) (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۸-۲۳۹)

حیات عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

سوال..... حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ نظریہ کہ وہ وفات پا چکے ہیں اس بارے میں اہلسنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کا مفصل و مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا تو جردا۔
(از سنگاپور)

روح المعانی میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے: وهو حی فی السماء الثانية علی ماصح عن النبی ﷺ فی حدیث المعراج وهو نالک مقیم حتی ینزل الی الارض یقتل الاجال و یملؤها عدلاً کما ملئت جوراً یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسرے آسمان پر زندہ ہیں جیسا کہ یہ بات حدیث معراج میں صحیح طور پر مروی ہے، اور آپ آسمان پر مقیم ہیں، یہاں تک کہ آپ دنیا میں تشریف لائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ آپ کی آمد سے قبل دنیا ظلم و ستم سے بھری پڑی تھی۔ (روح المعانی ص ۱۱ ج ۶)

حدیث میں ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ وَاللّٰہُ لَیَنْزِلَنَّ اِبْنَ مَرْیَمَ حَکْماً عَادِلًا فِیْکَسِرُ الصَّلِیْبَ (مسلم ص ۸۷ ج ۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم حضرت ابن مریم (یعنی عیسیٰ) علیہ الصلوٰۃ والسلام یقیناً (قیامت کے قریب دنیا میں) نازل ہوں گے (اور آپ) حاکم عادل ہوں گے، پس آپ صلیب کو توڑیں گے۔“ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۹ باب نزول عیسیٰ ﷺ قدیمی کتب خانہ کراچی)

مظاہر حق میں ہے۔ فائدہ۔ بالتحقیق ثابت ہوا ہے صحیح حدیثوں سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتریں گے آسمان سے زمین پر اور دین محمد ﷺ کے تابع ہوں گے اور حکم کریں گے آنحضرت ﷺ کی شریعت پر۔ (مظاہر حق بحیرہ ص ۳۲۷ ج ۳ باب نزول عیسیٰ ﷺ)

حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ نے بیان القرآن میں اس پر علمی بحث فرمائی ہے جو قابل مطالعہ ہے، اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

”جنبیه ضروری.....“ تقریر تفسیر سے بعض ان لوگوں کی غلطی ظاہر ہو گئی جو آج کل دعویٰ بلا دلیل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ﷺ کی وفات ہو گئی اور آپ مدفون ہو گئے اور پھر قیامت کے قریب تشریف نہ لائیں گے اور اس پر جو احادیث عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کے متعلق آئی ہیں، ان میں تحریف کی ہے کہ مراد اس سے مثیل عیسیٰ ہے، اور پھر اس مثیل کا مصداق اپنے کو قرار دیا ہے (الی قولہ) اور دوسرے دلائل سے رفع و حیات ثابت ہے، پس اس کا قائل ہونا واجب ہے، رفع تو آیت دفعہ اللہ سے جو اپنے حقیقی معنی کے اعتبار سے نص ہے رفع مع الجسد میں، اور بلا تعذر معنی حقیقی کے مجازی لینا متنع ہے اور دلیل تعذر مفقود ہے اور حیات احادیث و اجماع سے ثابت ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ان عیسیٰ لم یمت و انه راجع الیکم قبل یوم القیمۃ رواہ السیوطی فی الدر المنثور و اخرج ابن کثیر من آل عمران و قال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا احمد بن عبد الرحمن حدثنا عبد اللہ بن جعفر عن ابیہ حدثنا الربیع بن انس عن الحسن اہ فذکر انہ عنہ ثم قال قال رسول اللہ ﷺ للیہود، ان عیسیٰ لم یمت و انه راجع الیکم قبل یوم القیمۃ (الی قولہ) اور اجماع نہایت ظاہر ہے کہ کسی مستند عالم سے سلفاً و خلفاً اس کے خلاف منقول نہیں اٹھ۔

(بیان القرآن ص ۳۰ دارالکتب اعلیٰ بیروت جلد دوم پارہ نمبر ۳ رکوع نمبر ۱۳ سورہ آل عمران)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اپنی مشہور تفسیر ”معارف القرآن“ میں تحریر فرماتے ہیں؟

مسئلہ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام.

دنیا میں صرف یہودیوں کا یہ کہنا ہے کہ عیسیٰ ﷺ مقتول و مصلوب ہو کر دفن ہو گئے اور پھر زندہ نہیں

ہوں گے اور ان کے اس خیال کی حقیقت قرآن کریم نے سورہ نساء کی آیت میں واضح کر دی اور اس آیت میں بھی وَمَكْرُؤًا وَّمُكْرًا ۝ اللَّهُ (ال عمران ۵۳) میں اس طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں کے کید اور تدبیر کو خود انہی کی طرف لوٹا دیا کہ جو یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لیے مکان کے اندر گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے ایک شخص کی شکل و صورت تبدیل کر کے بالکل عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں ڈھال دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ آیت کے الفاظ یہ ہیں وَمَا قُتِلُوا وَمَا قُتِلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (النساء ۱۵۷) نہ انھوں نے عیسیٰ کو قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا، لیکن تدبیر حق نے ان کو شبہ میں ڈال دیا (کہ اپنے ہی آدمی کو قتل کر کے خوش ہو لیے) اس کی مزید تفصیل سورہ نساء میں آئے گی نصاریٰ کا کہنا یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام مقتول و معلوب تو ہو گئے مگر پھر دوبارہ زندہ کر کے آسمان پر اٹھالے گئے، مذکورہ آیت نے ان کے اس غلط خیالی کی بھی تردید کر دی اور بتلا دیا کہ جیسے یہودی اپنے ہی آدمی کو قتل کر کے خوشیاں منا رہے تھے اس سے یہ دھوکا عیسائیوں کو بھی لگ گیا کہ قتل ہونے والے عیسیٰ علیہ السلام ہیں اس لیے شُبِّهَ لَهُمْ کے مصداق یہودی طرح نصاریٰ بھی ہو گئے۔ ان دونوں گروہوں کے بالمقابل اسلام کا وہ عقیدہ ہے جو اس آیت اور دوسری کئی آیتوں میں وضاحت سے بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہودیوں کے ہاتھ سے نجات دینے کے لیے آسمان پر زندہ اٹھالیا، نہ ان کو قتل کیا جاسکا نہ سولی پر چڑھایا وہ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہو کر یہودیوں پر فتح پائیں گے اور آخر میں طبعی موت سے وفات پائیں گے۔ اسی عقیدہ پر تمام امت مسلمہ کا اجماع و اتفاق ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے (التلخیص النجیر ص ۳۶۹) میں یہ اجماع نقل کیا ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات اور حدیث کی متواتر روایات سے یہ عقیدہ ثابت ہے، اور اس پر اجماع امت ہے، یہاں اس کی پوری تفصیل کا موقع بھی نہیں اور ضرورت بھی نہیں کیونکہ علمائے امت نے اس مسئلہ کو مستقل کتابوں اور رسالوں میں پورا پورا واضح فرما دیا ہے اور منکرین کے جوابات تفصیل سے دیے ہیں ان کا مطالعہ کافی ہے۔ مثلاً حضرت جزیہ الاسلام مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کی تصنیف بزبان عربی عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنی کی تصنیف بزبان اردو ”حیات عیسیٰ علیہ السلام“ مولانا محمد ادریس صاحب کی تصنیف ”حیات مسیح علیہ السلام“ اور بھی سینکڑوں چھوٹے بڑے رسائل اس مسئلہ پر مطبوع و شتہ ہو چکے ہیں، احقر نے ہامر استاذ محترم حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ سے زائد احادیث کو جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ اٹھایا جانا اور پھر قرب قیامت میں نازل ہونا متواتر ثابت ہوتا ہے۔ ایک مستقل کتاب التصریح بماتواتر فی نزول المسیح میں جمع کر دیا ہے جس کو حال میں حواشی و شرح کے ساتھ حلب (شام) کے ایک بزرگ علامہ عبدالفتاح ابو نعہ نے بیروت میں چھپوا کر شائع کیا ہے۔ اور حافظ ابن کثیر نے سورہ الزخرف کی آیت وَاِنَّهٗ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْاَحَادِيثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ اخْبِرَ بِنَزُولِ عِيسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَمَةِ اَمَامًا عَادِلًا۔ (ص ۷۲ ج ۷ بیروت دارالکتب العلمیہ)

”یعنی رسول اللہ ﷺ کی احادیث اس معاملہ میں متواتر ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل قیامت نازل ہونے کی خبر دی ہے۔“ (معارف القرآن ص ۴۷۴ ج ۲ ص ۴۵ پارہ نمبر ۳ رکوع نمبر ۱۳ سورہ آل عمران)

ایک شبہ کا جواب اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ قرآن کی اس آیت مبارکہ یُعِیْسُنِیْ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیّی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پہلے آپ کی وفات ہوگی پھر آپ کو آسمان پر اٹھایا گیا تو اس شبہ کا جواب سمجھنے سے پہلے

یہ سمجھ لیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس آیت میں جو وعدے مذکور ہیں وہ اس وقت کیے گئے تھے جبکہ قوم یہود نے آپ کو شہید کرنے کی خفیہ سازش بنائی تھی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ کو اس ناپاک سازش سے باخبر کر دیا اور وعدہ فرمایا کہ آپ اطمینان رکھیں کہ یہ لوگ آپ کے قتل کے درپے ہیں مگر یہ اپنے ناپاک منصوبہ میں کامیاب نہ ہو سکیں گے بلکہ قیامت کے قریب وقت موعود پر آپ اپنی طبعی موت سے ہی وفات پائیں گے اور فی الحال ان کے شر سے بچانے کے لیے آپ کو آسمان پر اٹھایا جائے گا، تو مذکورہ آیت انہی متوفیک و رافعک الہی میں جو دو وعدے مذکور ہیں وہ یقیناً پورے ہوں گے، البتہ رافعک الہی والا وعدہ اسی وقت پورا کیا گیا، اور دوسرا وعدہ اس وقت پورا ہوگا جب قیامت کے قریب آپ دنیا میں تشریف لائیں گے تو آیت کے الفاظ میں تقدیم و تاخیر ہے، اور واؤ چونکہ ترتیب کے لیے وضع نہیں ہوا ہے لہذا یہ ضروری نہیں کہ پہلے متوفیک کا وقوع ہو اور پھر رافعک الہی کا اور اس تقدیم و تاخیر میں بھی مصلحت ہے جسے مفسرین نے بیان کیا ہے۔ کما سیاقی انشاء اللہ۔

تفسیر روح المعانی میں ہے (بغیسی ائیی متوفیک و رافعک الہی) اخراج ابن ابی حاتم عن قتادہ قال هذا من المقدم والمؤخر ای رافعک الہی و متوفیک وهذا احد تاویلات اقتضا ہما مخالفة ظاهر الآیۃ المشہور المصرح بہ فی الآیۃ الاخری وفي قوله عَلَيْكَ ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القيمة وثانیہا ان المراد انی مستوفی اجلک و ممیتک حتف انفک لا اسلط علیک من یقتلک فالكلام کناہ عن عصمة من الاعضاء وماهم بصدورہ من الفتنک بہ علیہ السلام لانه یلزم من استیفاء اللہ تعالیٰ اجلہ و موته حتف انفہ ذلک۔

(روح المعانی ص ۱۵۸ ج ۱ جزء ۳ سورہ آل عمران پارہ نمبر ۳)

روح المعانی میں اور بھی جوابات مذکور ہیں تفصیل درکار ہو تو روح المعانی کا مطالعہ کیا جائے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے بھی معارف القرآن میں اس پر کلام فرمایا ہے، چنانچہ

ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔

”اس کے ساتھ ہی یہ بھی منقول ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ حق تعالیٰ نے اس وقت جبکہ یہودی آپ کے قتل کے درپے تھے آپ کی تسلی کے لیے دو لفظ ارشاد فرمائے ایک یہ کہ آپ کی موت ان کے ہاتھوں قتل کی صورت میں نہیں بلکہ طبعی موت کی صورت میں ہوگی، دوسرا یہ کہ اس وقت ان لوگوں کے نرغہ سے نجات دینے کی ہم یہ صورت کریں گے کہ آپ کو اپنی طرف اٹھالیں گے، یہی تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے، تفسیر درمثور میں حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت اس طرح منقول ہے۔ اخراج اسحق بن بشرواہ بن عساکر من طریق جوہر عن الضحاک عن ابن عباسؓ فی قوله تعالیٰ انی متوفیک و رافعک الہی یعنی رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان۔

”الْحَقُّ ابْنُ بَشْرٍ اور ابن عساکر نے بروایت جوہر عن الضحاک حضرت ابن عباسؓ سے آیت انی متوفیک و رافعک الہی کی تفسیر میں یہ لفظ نقل کیے ہیں کہ میں آپ کو اپنی طرف اٹھالوں گا پھر آخر زمانہ میں آپ کو طبعی طور پر وفات دوں گا۔“

اس تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ تو فی کے معنی موت ہی کے ہیں مگر الفاظ میں تقدیم و تاخیر ہے رافعک کا

پہلے اور متوفیک کا وقوع بعد میں ہوگا اور اس موقع پر متوفیک کو مقدم ذکر کرنے کی حکمت و مصلحت اس پر ہے معاند کی طرف اشارہ کرتا ہے جو آگے ہونے والا ہے یعنی یہ اپنی طرف بلا لینا ہمیشہ کے لیے نہیں ہے بلکہ چند روزہ ہوگا اور پھر آپ دنیا میں آئیں گے اور دشمنوں پر فتح پائیں گے اور بعد میں طبعی طور پر آپ کی موت واقع ہوگی اس طرح دوبارہ آسمان سے نازل ہونے اور دنیا پر فتح پانے کے بعد موت آنے کا واقعہ ایک معجزہ بھی تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعزاز و اکرام کی تکمیل بھی نیز اس میں عیسائیوں کے عقیدۃ الوہیت کا ابطال بھی تھا ورنہ ان کے زندہ آسمان پر چلے جانے کے واقعہ سے ان کا یہ عقیدہ باطل اور پختہ ہو جاتا کہ وہ بھی خدا ہی و قیوم ہے اس لیے پہلے متوفیک کا لفظ ارشاد فرما کر ان تمام خیالات کا ابطال کر دیا پھر اپنی طرف بلانے کا ذکر فرمایا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(معارف القرآن ص ۷۴، ۷۵، ج ۲، فتاویٰ رحمہ جلد ۷ ص ۱۸ تا ۲۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانوں پر زکوٰۃ و نماز کی ادائیگی؟

سوال۔۔۔ ”دعوت“ میں حیات مسیح پر ایک مسلسل مضمون کئی قسطوں میں آ رہا ہے۔ اس موضوع پر ایک شبہ وارد ہوتا ہے۔ اس کا جواب ”دعوت“ میں ہی دے کر مشکور فرمائیں۔ سوال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قرآن کی رو سے اوصافی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا کے مطابق ہر وقت جب تک وہ زندہ ہیں نماز اور زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر وہ اب آسمانوں میں زندہ ہیں تو وہاں نماز اور زکوٰۃ کیسے ادا کرتے ہوں گے اور وہ زکوٰۃ لیتا کون ہوگا۔ اس کا جواب مطلوب ہے؟

جواب۔۔۔۔۔ آپ پہلے اس آیت کے معنی سمجھ لیجئے جو آپ نے نقل کی ہے اس میں انشاء اللہ العزیز تمام شبہات زائل ہو جائیں گے۔ آیت اور اس کا ترجمہ یہ ہے۔

واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے نماز اور زکوٰۃ کا جب تک میں زندہ رہوں۔

اس آیت کی تفسیر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں۔

”یعنی جب تک زندہ رہوں، جس وقت اور جس جگہ کے مناسب جس قسم کی صلوٰۃ و زکوٰۃ کا حکم ہو اس کی شروط و حقوق کی رعایت کے ساتھ برابر ادا کرتا رہوں گا۔ جیسے دوسری جگہ مومنین کی نسبت فرمایا۔ ”الذین ہم عن صلواتہم داعمون“ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر آن اور ہر وقت نماز پڑھتے رہتے ہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ جس وقت جس طرح کی نماز کا حکم ہو ہمیشہ پابندی سے تعمیل حکم کرتے ہیں اور اس کی برکات و انوار ہمہ وقت ان کو محیط رہتی ہیں۔ کوئی شخص کہے کہ ہم جب تک زندہ ہیں، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ کے مامور ہیں۔ کیا اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ ہر ایک مسلمان مامور ہے کہ ہر وقت نماز پڑھتا رہے، ہر وقت زکوٰۃ دیتا رہے، (خواہ نصاب کا مالک ہو یا نہ ہو) ہر وقت روزے رکھتا رہے، ہر وقت حج کرتا رہے، حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق بھی ”مادمت حیا“ کا ایسا ہی مطلب سمجھنا چاہیے۔ یاد رہے کہ لفظ ”صلوٰۃ“ کچھ اصطلاحی نماز کے ساتھ مخصوص نہیں۔ قرآن نے ملائکہ اور بشر سے گزر کر تمام جہان کی طرف صلوٰۃ کی نسبت کی ہے۔ الم تو ان اللہ یسبح له من فی السموات والارض والطیر صافات کل قد علم صلوٰۃ و نسبیحہ (نور ۲۱) اور یہ بھی بتا دیا کہ ہر چیز کی تسبیح و صلوٰۃ کا حال اللہ ہی جانتا ہے کہ کس کی صلوٰۃ و تسبیح کس رنگ کی ہے اسی طرح زکوٰۃ کے معنی بھی اصل میں طہارت، نماز،

برکت، مدح کے ہیں جن میں سے ہر ایک معنی کا استعمال قرآن و حدیث میں اپنے اپنے موقع پر ہوا ہے۔ اسی رکوع میں حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت ”غلاماً زکياً“ کا لفظ گزر چکا جو زکوٰۃ سے مشتق ہے اور یہی لفظ کو فرمایا۔ (مریم ۱۲) ”وحناناً من لدنا و زکوٰۃ“ سورۃ کہف ۸۱ میں ہے ”خیراً منہ زکوٰۃ و اقرب رحماً“ اسی طرح کے عام معنی یہاں بھی زکوٰۃ کے کیے جاسکتے ہیں اور ممکن ہے۔ ”اوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ“ سے ”اوصانی بان امر بالصلوٰۃ والزکوٰۃ“ مراد ہو جیسے اسماعیل علیہ السلام کی نسبت فرمایا۔ ”وکان یامر اہلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ“ پھر لفظ ”اوصانی“ اپنے مدلول لغوی کے اعتبار سے اس کو تفضی نہیں کہ وقت ایسا ہی سے اس پر عمل درآمد شروع ہو جائے۔ نیز بہت ممکن ہے کہ ”مادمت حیا“ سے یہی زمینی حیات مراد لی جائے جیسے ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ باہر کے والد کو اللہ نے شہادت کے بعد زندہ کر کے فرمایا کہ ہم سے کچھ مانگ، اس نے کہا کہ مجھے دوبارہ زندہ کر دیجئے کہ دوبارہ تیرے راستے میں قتل کیا جاؤں۔ اس زندگی سے یقینی زمینی زندگی مراد ہے۔ ورنہ شہداء کے لیے نفس حیات کی قرآن میں اور خود اسی حدیث میں تصریح موجود ہے۔ ”واللہ اعلم بالصواب۔“ کتبہ: خالد محمود عفا اللہ عنہ۔ (مجمعات ص ۲۰۲، ۲۰۳)

حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ نص قرآنی سے ثابت ہے

سوال..... کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے یا دوسرے انبیاء کی طرح وفات پا چکے ہیں؟ بحیثیت ایک مسلمان کے اس بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

الجواب..... تمام امت محمدیہ کا یہ منصوص اور بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ سلامت اٹھایا گیا ہے اور بعض فرقوں کی انجام دہی تک زندہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ (النساء، ۱۵۷) اور اسی طرح احادیث نبویہ بھی آپ کی زندگی پر ناظر ہیں۔

اخرج اسماعیل بن کثیر: قال الحسن قال رسول الله ﷺ ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القيامة۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۳۴۰ سورۃ النساء، دار الکتب العلمیہ بیروت، فتاویٰ حنائین ج ۱ ص ۱۵۳)

فرقہ مرزائیہ کے آٹھ اہم اشکالات کے جوابات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

جناب حضرت شاینا سیدنا و مولانا زہدۃ العظمین و رئیس العارفین۔ بعد السلام علیکم کے عاجزیوں گزارش کرتا ہے کہ فرقہ باطلہ مرزائیہ کی تائیدی مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک معتقد مرزا ابوالعطاء حکیم خدا بخش قادیانی نے ایک ختم کتاب ”محل مصفی“ لکھی ہے۔ اس کتاب میں مرزا موصوف نے اپنے دُغم میں وفات مسیح کو جہاں تک ہو سکا ثابت کیا۔ مرزا قادیانی نے تو۔ (ازالہ اوہام مطبع ریاض ہند امرتسر ۱۳۰۸ھ کے صفحہ ۵۹۸ تا ۶۲۷ میں خزانہ جلد ۳ ص ۳۲۳ تا ۳۲۸، ۳۰) آیات قرآنی سے وفات مسیح کا استدلال پکڑا۔ مگر حکیم صاحب اپنے حیرت بھی بڑھ کر نکلے یعنی انھوں نے ساٹھ آیات قرآنی سے وفات مسیح کا استدلال پکڑا۔ مثل مشہور ہے گردو جہاں رہے جانے شپ۔ چیلے جان شرپ۔“ راقم الحروف کی اکثر اوقات امرتسر کے مرزائیوں کے ساتھ گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ آپ کی کتاب سیف چشتیائی نے مجھے بڑا فائدہ دیا اور چند ایک مرزائیوں نے اسے پڑھا۔ چنانچہ حکیم الہی بخش صاحب مرحوم معاہدے لڑکے کے آخر

مرزائیت سے توبہ کر گئے اور اسلام پر ہی فوت ہوئے اور باقی مرزائیوں کے دل ویسے ہی سخت رہے۔ سچ ہے کہ ۔

خاک سمجھائے کوئی عشق کے دیوانے کو

زندگی اپنی سمجھتا ہے جو مر جانے کو

میری خود یہ حالت تھی کہ ”عسل مصفیٰ“ کو پہلی بار پڑھنے سے دل میں طرح طرح کے شکوک اٹھے اور وفات مسیح پر پورایقین ہو گیا مگر الحمد للہ کہ آپ کی سیف چشتیائی اور شمس الہدایت نے میرے متذبذب دل پر تسلی بخش امرت بٹکا۔ امید ہے کہ کئی برشتہ آدمی اس سے ایمان میں تروتازگی حاصل کریں گے۔ عرصہ ایک سال سے عاجز نے کمر بستہ ہو کر یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ایک ضخیم کتاب بنا کر ”عسل مصفیٰ“ کی تردید بخوبی کی جائے اور اس کی تمام چالاکوں کی قلعی کھولی جائے۔ چنانچہ راقم الحروف ”عسل مصفیٰ“ کے رد میں ایک کتاب ”صاعدا رحمانی پر نخل قادریانی“ لکھ رہا ہے اور اس کے پانچ باب ترتیب وار باندھے ہیں۔ (۱) حیات مسیح ۱۵ فصلوں پر (۲) حقیقت اسحٰ ۱۵ فصلوں پر (۳) حقیقت النبوت ۱۵ فصلوں پر (۴) حقیقت الہدیٰ ۱۲ فصلوں پر (۵) حقیقت الدجال ۸ فصلوں پر۔ مصنف عسل مصفیٰ نے چند ایک اعتراضات حیات مسیح اور رجوع موتیٰ پر کیے ہیں۔ عاجز ذیل میں وہ اعتراضات تحریر کر دیتا ہے اور آپ سے ان کے جوابات کا خواستگار ہے۔ میں نے امرت کے چند ایک عالموں مثلاً محمد داؤد بن عبد الجبار مرحوم غزنوی، خیر شاہ صاحب خفی نقشبندی، ابو الوفاء ثناء اللہ وغیرہ سے ان اعتراضوں کے جواب پوچھے۔ مگر انہوں نے کسی نے بھی جواب قسلی بخش نہیں دیے۔ اب امید ہے کہ آپ بخیاں ثواب دارین ان اعتراضوں کے جواب تحریر فرما کر فرقہ مرزائیہ کے دام کمر سے اہل اسلام کو خلاصی دیں گے۔

اَوَّلُ (۱)..... (صحیح بخاری مطبع احمدی جلد ۱ ص ۴۸۱) میں ہے۔ عن ابن عمر قال قال النبی ﷺ رایت

عیسیٰ ﷺ و موسیٰ ﷺ و ابراہیم ﷺ فاما عیسیٰ ﷺ فاحمر جعد عریض الصد.

(۲)..... پھر اسی بخاری میں ہے۔ حدثنا احمد قال سمعت ابراہیم عن ابیہ قال لا واللہ ما قال النبی ﷺ

بعیسی احمر ولكن یبسمنا انا نائم اطوف بالكعبة فاذا رجل ادم سبط الشعر یهادی بین رجلین یظنف

راسه ماء او یهرق..... الخ. (ص ۴۸۹)

پہلی حدیث میں عیسیٰ مسیح ﷺ بن مریم ناصری کا حلیہ سرخ رنگ، بال گھونگر دار، سینہ چوڑا تھا اور دوسری

حدیث میں مسیح موعود کا حلیہ گندم گوں رنگ، بال کندھوں پر لٹکے ہوئے اور سر کے بالوں سے پانی ٹپکتا ہوا ہے۔ پس

اس سے ثابت ہے کہ مسیح ناصری اور ہے اور آنے والے مسیح جس نے دجال کو مارتا ہے اور ہے۔

دوسری حدیث میں یہ بھی ہے۔

قال ثم اذابر جلی جعد قطط اعور العین الیمنی کان عینہ عنبة طافیة کاشبه من رایت من

الناس باہن قطن واضعا یدیه علی منکبیه رجلین یطوف بالیت (ص ۴۸۹) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

نبی ﷺ نے دجال کو بھی کعب کا طواف کرتے دیکھا مگر دوسری صحیح حدیثوں سے صاف عیاں ہے کہ دجال پر مکہ و

مدینہ حرام کیے گئے ہیں۔ پھر مسیح اور دجال کا طواف کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

دوم..... (صحیح بخاری ص ۶۶۵ ج ۲) میں ہی ہے۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ تحشرون حفاة

عراة غرلا ثم قرأ کما بداننا اول خلق نعبده وعذا علینا انا کنا فاعلین فالول من یکسی ابراہیم علیہ

السلام. الخ ثم یؤخذ برجال من اصحابی ذات الیمین و ذات الشمال فاقول اصحابی فیقال انهم

لا ینالوا مریدین علی اعقابہم منذ عارفہم فاقول کما قال العبد الصالح عیسیٰ بن مریم و کتب علیہم شہیداً مادمت فیہم فلما توفیتی الخ. (مادہ ۱۱) میں ذکر ہے کہ مسیح پر سوال ہونے پر مسیح جواب دیں گے کہ سبحانک مایکون لی ان اول مالیس لی بحق ان قلته فقد علمنه تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ماقلت لہم الاما امرتہی بہ ان اعبدوا اللہ ربی و ربکم و کنت علیہم شہیداً مادمت فیہم فلما توفیتی کنت انت .. الخ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ یہ آیات اپنے اپنے اوپر چسپاں کر کے فرمائیں گے۔ اور اپنے بیان کو عیسیٰ بن مریم کی طرح بیان فرمائیں گے۔ اب یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ ﷺ فوت ہو چکے ہیں۔ پس آپ ﷺ یہی کہیں گے کہ جب تو نے مجھے وفات دی اور کما قال العبد الصالح صاف ظاہر کرتا ہے کہ مسیح بھی یہی کہیں گے۔ ”جب تو نے وفات دی۔“

اب اس سے معنی وفات کے لے کر یہ کہا جائے کہ اس سے مراد وہ موت ہے جو مسیح کو زمین پر آنے کے ۳۵ سال بعد آئے گی تو اس پر یہ اعتراض لازم آئے گا کہ مسیح نے پیر و سبکی ابھی گمراہ نہیں ہوئے بلکہ مسیح کی وفات کے بعد ہوں گے اور اس جا آئندہ وفات مراد لینا اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ خدا تو مسیح کے اس زمانے کی نسبت حائل کر رہا ہے جبکہ مسیح کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا، نہ کہ آئندہ زمانہ کی نسبت اور پھر مسیح اتنا زمانہ چھوڑ کر آئندہ موت کی بابت کس طرح گفتگو کرتے اور پھر تفسیر کمالین و سنی وغیرہ میں فلما توفیتی کے معنی رفع الی السماء نہ ہوتا۔

اور گزشتہ زمانے میں یہ کہنے پر کہ ”جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا۔“ یہ اعتراض آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پھر کما قال العبد الصالح فرما کر قیامت کو یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ”جب تو نے مجھے فوت کر لیا۔“ ورنہ یوں کہنا چاہیے۔ ”جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا۔“ اور یہ غلط ہے۔ جس حالت میں مسیح کی طرح ہی آنحضرت ﷺ فرمائیں گے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسیح کی بابت تو آسمان پر اٹھایا جانا معنی کریں اور آنحضرت ﷺ کی بابت فوت ہو جانے کے معنی کریں کیونکہ اس سے تو مماثلت درست نہیں رہتی۔

سوم صحیح بخاری میں کتاب التفسیر میں ہے۔ ”قال ابن عباس متوفیک ممیتک“ بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ ابن عباس ایسے معنی کرنے میں آیت یا عیسیٰ علیہ السلام انی .. الخ میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں اس پر یہ اعتراضات آتے ہیں۔

۱۔ صحیح بخاری سے یہ ثابت نہیں کہ ابن عباس تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں کیونکہ کتاب التفسیر میں صرف متوفیک کے معنی ممیتک لکھے ہیں۔

۲۔ ارفع کے بعد متوفیک کو رکھیں تو لازم آئے گا کہ مسیح کا رفع تو ہو گیا ہے۔ و مطہرک و جاعل الذین الخ کا وعدہ ابھی پورا نہیں ہوا بلکہ بعد وفات کے ہوگا اور یہ غلط ہے۔

۳۔ اگر متوفیک کو مطہرک کے بعد رکھیے تو لازم آئے گا کہ مرفوع و مطہر ہونے کے وعدے تو پورے ہو گئے ہیں مگر مسلمان کافروں پر غالب نہیں ہیں بلکہ موت کے بعد ہوں گے حالانکہ یہ غلط ہے۔

۴۔ اگر متوفیک کو سب کے آخر رکھیں تو لازم آئے گا کہ قیامت کے دن جب کہ اور لوگ زندہ ہو کر انہیں گے مسیح فوت ہو جائیں گے کیونکہ چوتھا وعدہ یہ ہے کہ قیامت تک تیرے پیروؤں کو کافروں پر غالب رکھوں گا۔

۵۔ یہ چار وعدے ترتیب وار ہیں اگر داؤ ترتیب کے لیے نہیں ہے بلکہ قیامت کے پہلے پہلے یہ سب وعدے

پورے ہو جانے چاہئیں تو الی یوم القیامۃ کی ضرورت نہ تھی اور اس کی نظیر میں کوئی اور آیت بھی پیش نہ کر سکتے تھے۔

چہارم بعض مفسرین نے آیت وان من اهل الكتاب الخ کے معنی یہ کیے ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں جتنے اہل کتاب ہوں گے وہ سب مسیح کی موت کے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے۔ اس پر ”عسل مصفی“ کے یہ اعتراضات ہیں کہ:-

۱۔ آیت وجاعل الذین آیت سے صاف عیاں ہے کہ کافر قیامت تک رہیں گے۔ پھر مسیح کے وقت کس طرح سب مؤمن ہو جائیں گے۔

۲۔ مفسرین کے یہ معنی اس آیت کے مخالف ہیں۔ جہاں ارشاد ہے کہ ہم نے یہود اور نصاریٰ کے درمیان قیامت بغض ڈالا ہے۔

۳۔ اور اس آیت کے بھی مخالف ہے جس میں ہے کہ اگر خدا چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی امت پیدا کر دیتا مگر یہ سنت اللہ کے خلاف ہے۔

۴۔ یہ کہ سب آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں تمام اہل کتاب مسلمان نہیں ہوئے تو پھر مسیح کے زمانے کو کیا خصوصیت ہے؟

۵۔ دجال یہودی ہوگا اور اس کے ساتھ ۷۰ ہزار یہود ہوں گے۔ باوجود اہل کتاب ہونے کے پھر وہ کیسے ایمان لانے کے بغیر مر جائیں گے۔

پہچم۔۔۔۔۔ ”عسل مصفی“ لکھنے والے نے مسیح کے معجزات احیائے موتی ابراہیم علیہ السلام کے رب ارنی کیف

تعی الموتی..... الخ عزیر علیہ السلام کے ۱۰۰ سال کے بعد زندہ ہو جانے اور بنی اسرائیل کے ۷۰ سرداروں کے زندہ ہو جانے سے صاف انکار کیا ہے اور اسی کی باطل تاویلیں کی ہیں اور عدم رجوع موتی پر یہ آیات قرآنی پیش کیے ہیں۔

۱..... وحرام علی قریۃ اهلکنہا انہم لا یرجعون۔ (جز ۱۷ رکوع ۷)

۲۔ الم یروا کم اهلکنا قبلہم من القرون انہم الیہم لا یرجعون۔ (طہین ۳۱)

۳۔ حتی اذا جاء احدهم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انہا کلمۃ ہو قائلہا ومن ورائہم برزخ الی یوم یبعثون۔ (مومنون ۹۹-۱۰۰)

۴۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت و یرسل الاخری الی اجل مسمی..... (زمر ۴۲)

۵۔ ثم انکم بعد ذالک لمیتون ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون۔ (مومنون ۱۵-۱۶)

ششم..... جز ۳ سورۃ البقرہ میں جہاں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے فرمایا کہ رب ارنی کیف الخ اس پر مرزا

کہتے ہیں کہ مفسرین نے قہر کرنا اور کوٹنا کس لفظ کے معنی کیے ہیں۔ گو فصرہن کے معنی کوٹنا بھی ہیں۔ مگر یہاں

ایک ایسے معنوں سے روکتا ہے۔ اگر کوٹنا ٹکڑے ٹکڑے کرنا معنی ہوتے تو صرف فصرہن کافی تھا نہ کہ فصرہن

ایک اور جز صرف ٹکڑوں کو ہی نہیں کہتے بلکہ ثابت جسم کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ جیسے ۱۶ آدمیوں کا جز ۳ آدمی ۲ آدمی

و آٹھ آدمی و ایک آدمی بھی ہو سکتا ہے۔ پس اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے چار جانوروں میں سے ایک ایک جانور

بہاؤ پر رکھا اور پھر آواز دے کر ان کو اپنے پاس بلا لیا۔

ہشتم..... قرآن مجید کی میں سے زیادہ آیتوں میں ”متوفی“ کے معنی موت کے آئے ہیں۔ تو پھر یہاں مسیح کی کیا خصوصیت ہے اگر اس سے ”پورا کر لینے“ کے معنی لیں تو پھر بھی یہ ایک معنی باقی رہتا ہے کہ (۱) کیا عمر کو پورا کرنا (۲) کیا جسم و روح کو پورا کر لینا (۳) یا کوئی اور معنی۔ اور اگر جمع مع الروح پورا لینا مراد ہے تو باقی آیات میں جہاں توفی وغیرہ ہے تو کیا یہ معنی نہیں گئے کہ خدا یا فرشتے لوگوں کو جسم مع الروح اٹھا لیتے ہیں۔ بعض مفسرین نے قبض کرنا کے معنی لیے ہیں اور قبض ہمیشہ روح کا ہوا کرتا ہے۔

ہشتم..... جب کہ خدا تعالیٰ فاعل ہو اور کوئی ذی روح مفعول تو ”متوفی“ کے معنی ہمیشہ قبض روح کے ہوا کرتے ہیں اور اگر مرزائیوں کے آگے آیات ”توفی کل نفس ابواہیم الذی وقی“ وغیرہ پیش نہ جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو باب تفعل سے نہیں ہیں گواس کا ماخذ ”وقا“ ہی ہے۔

یہ آٹھ سوال گویا تمام ”مسل مصلیٰ“ کے اعتراضوں کا خلاصہ ہیں۔ ان کا جواب دینا گویا من مرزائیہ کے سر پر آسانی بجلی گرانا ہے۔ امید ہے کہ آپ ان کے جوابات تلی بخش تحریر فرمائیں گے۔

خادم الاسلام محمد حبیب اللہ کٹرو مہاں سنگھ کوچہ ناظر قطب الدین۔ پاس مسجد غوثیوں امرت سر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبی بعده وآله وصحبه

جواب سوال نمبر ۱ احمر اور آدم سے مراد ایک ہی شخص ہے کیونکہ در صورت تغاّر دوسری حدیث کا جملہ لا واللہ ما قال النبی ﷺ یعنی احمر ولكن قال بينما انا نائم اطوف بالكعبة فاذا رجل ادم الح بے محل اور غیر مربوط ثابت ہوتا ہے۔ اگر احمد و آدم دون شخص ہوتے تو ایک شخص کا سرخ رنگ اور دوسرے کا گندم گوں ہونا ناممکن اور غیر واقعی نہیں مانا جاسکتا تو پھر حلقی نفی کا کیا معنی۔ اس قدر تشدد اور تاکید بالتحلف اس صورت میں شایاں ہے کہ ایک ہی شخص کی نسبت حلیہ بیان کیا جاتا ہے اور اسی شخص کو ایک راوی احمر بتاتا ہے اور دوسرا آدم روایت کرتا ہے اور راوی ثانی کو اجتماع بین الخلیتین فی شخص واحد غیر واقعی نظر آتا ہو۔ یا صرف روایت باللفظ اس کا مقصود ہو۔ دراصل بات یہ ہے کہ مسیح ناصری وہی مسیح موعود ہے اور فی الواقع دونوں حدیثیں صحیح مانی جاسکتی ہیں۔ راوی ثانی کا مطلب اور صحیح نظر صرف روایت باللفظ ہے۔ نفیاً و اثباتاً مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی رنگت میں چونکہ سرخی و سپیدی ملی ہوئی تھی کما فی ابوداؤد وغیرہ فاذا وابتسموه فاعرفوه فانه رجل مربوط الی الحمرة و البیاض الخ ایسی رنگت والے کو اگر سرخ کہا جائے تو بھی اور اگر گندم گوں بتایا جائے تو بھی بجا ہے۔

رہا آنحضرت ﷺ کا مسیح اور دجال دونوں کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھنا سو معلوم ہو کہ خیال محض اور عالم رویا میں عالم شہادت کے محالات ممکنات دکھائی دیتے ہیں ایسا ہی مجر دات تجسم ہو کر۔ چنانچہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا بروز حشر ایک صورت میں جلوہ گر ہونا جس کا مومنین انکار کریں گے۔ پھر دوسری صورت میں متحلی ہونے پر اقرار۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ کا (علیم) کو در صورت لبین مشاہدہ فرمانا۔ اور نیز واضح رہے کہ ہر ایک شخص اپنے خیالات اور اعتقادات و اعمال میں اپنے مرکز استعداد ذاتی کے ارد گرد گھومتا رہتا ہے یعنی ان اسماء الہیہ کے دائرہ سے باہر نہیں جاسکتا کہ جن اسماء کے لیے اس کا عین ثابت فیض اقدس میں بغیر تحلل جعل مظہر قرار دیا گیا

ہے۔ سہ لہجہ میں ثابت "ہادی" اور لہجہ جبل کا عین ثابت "صل" کے احاطہ سے باہر نہیں جاسکتا۔ ایسا ہی عیسیٰ علیہ السلام کا عین ثابت اور دجال کا بھی۔

حدیث کا مطلب آنحضرت ﷺ نے مشاہدہ فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم اور دجال دونوں اپنے اپنے بیت اللہ اسماعیلی کا طواف کر رہے ہیں۔ ایک یہودی من یشاء کے اظہار میں اور دوسرا یضیل من یشاء کے اسباب میں سرگرم اور کمر بستہ ہے "ہادی" اور "مضل" کا موصوف چونکہ ذات واحدہ ہے۔ لہذا عالم رویا میں آنحضرت ﷺ کو ایک ہی بیت اللہ مشہور ہوا۔ یہ ہے مطلب صبح اور دجال دونوں کے طواف کرنے کا۔ واللہ اعلم وعلہ الاکم۔

دوسری حدیث جس میں دجال کی عدم رسائی بیت اللہ تک کا ذکر ہے وہ بھی صحیح و بجا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ: اب ارشاد نبوی ﷺ دجال کو عالم شہادت میں بیت اللہ تک رسائی نہ ہوگی۔

جواب سوال نمبر ۲ و ۳ توفی کا معنی موت نہیں بلکہ موت ایک نوع ہے معنی "توفی" کے انواع میں سے "توفی" کا معنی قبض کر لینا۔ اٹھا لینا۔ پورا کر لینا۔ سلاتا۔ دیکھو لسان العرب، قاموس، صراح وغیرہ سیف چشتیانی ملاحظہ ہو۔ پھر قبض کر لینا عام ہے۔ ایسا ہی اٹھا لینا۔ اگر اس قبض و رفع کا متعلق نفوس و ارواح ہوں اور قائل اللہ تعالیٰ ہو تو اس کے لیے دو صورتیں ہیں۔ ایک موت دوسری نیند پس موت و نیند معنی "توفی" کے لیے جزئیات و مواد ظہر سے۔ چنانچہ آیت ذیل سے صاف ظاہر ہے۔ (اللہ یوفی الانفس حین موتھا والی لم تمت فی منامھا) یعنی قبض نفوس و ارواح کی دو صورتیں ہیں ایک موت، دوسری نیند۔ اگر توفی کا معنی صرف موت دینا اور مارنے کا لیا جائے تو کلام الہی (معاذ اللہ) بالکل بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ جب توفی کے مقبوم میں موت ہے تو پھر حین موتھا انھیں سے گا اور والی لم تمت فی منامھا پر اجتماع ضدین موت و عدم موت کا سامنا آئے گا وہو باطل۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ قبض نفوس کو دو صورتوں یعنی موت و نیند میں ہوتا ہے۔ کیا در صورت موت نفس مقبوضہ کو چھوڑا نہیں جاتا بخلاف نیند کے کہ اس میں نفس مقبوضہ کو اجل مسمیٰ و میعاد میں تک چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ساری آیت پڑھو اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والی لم تمت فی منامھا فیمنک النبی قضی علیہا الموت و یرسل الاخری الی اجل مسمیٰ (زمر ۴۲) پس ثابت ہوا کہ توفی کا معنی صرف قبض ہے اور مقبوض شدہ شے خواہ نفوس و ارواح ہوں اور پھر چند۔ نہ جاکیں۔ جیسے موت کی صورت میں۔ یا پھر چھوڑ دینے جاکیں جیسے بحالت نیند و بیداری یا غیر نفوس ہوں۔ چنانچہ توفیت مان وغیرہ محاورات عرب کافی امان العرب وغیرہ۔ ایسا ہی متوفیک اور فلما توفیتی خارج ہے موضوع کہ توفی سے کہ المضایف ادا اخذ من حیث انه مضاف یكون التقید داخل والقید خارجا قائمہ مسلمہ ہے۔

فرض کیا کہ زید مر گیا اور عمر و سوراہے اور دونوں کے متعلقین نے زید کے مر جانے اور عمر و کے سو جانے کے بعد ارتکاب جرائم اعتقادی و عملی کرنا شروع کیا۔ زید و عمر و دونوں سے سوال کرنے میں ایک ہی عبارت کا استعمال بحسب شہادت آیت مذکور بالا اللہ یتوفی الانفس کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً انا متما قلتما ان یعتقدوا و یعملوا کذا و کذا بجواب اس کے دونوں کہہ سکتے ہیں کہ ماکان لنا ان نقول لھم کذا کذا الا ما امرتنا و کنا علیھم شہیدین مادنا فیھم فلما توفیتنا کنت انت الرقیب علیھم و انت علی کل شیء شہید یعنی برخلاف ارشاد الہی ان کو کہتا ہم کو شایان نہیں تھا۔ ہم جب تک ان میں موجود تھے۔ ان کو ہدایت کرتے رہے اور فرمان خداوندی پہنچاتے رہے۔ پھر جب تو نے ہمارے ارواح کو قبض کر لیا اور اٹھا لیا۔ پھر تو ان پر نگہبان تھا۔

جہادت آیت مسطورہ بالا دکت لغت (لسان العرب، قاموس، صراح) توفی کا معنی قبض، رفع کا نظیر اور موت و خیر انواع و اقسام ظہرے معنی قبض کے لیے اور مسلمہ قاعدہ ہے کہ استعمال کلی کا جزئی میں مجاز ہے نہ حقیقت۔ لہذا اہل لغت نے موت کو معنی مجازی ظہر ایا ہے۔ توفی کے لیے سیف چشتیائی ملاحظہ ہو۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ اور مسیح ابن مریم علیہما السلام بجواب سوال مذکور لفظ فلما توفینا استعمال فرما سکتے ہیں۔ یعنی آپ ﷺ بایں معنی (پھر جب قبض کر لیا تو نے روح میرا) اور مسیح علی نبینا علیہ السلام (پھر جب قبض کر لیا تو نے مجھ کو یعنی میرے جسم کو مع الروح نکڑ لیا اور اٹھالیا) وجہ اس کی وہی ہے کہ توفی کا معنی مطلق قبض و رفع کا ہے اور حسی مقبوض و مرفوع اس کے معنی سے خارج ہے۔ جملہ توفی اللہ زیداً کو تینوں صورتوں میں بول سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زید کو مار دیا۔ یعنی اس کی روح کو قبض کرنے کے بعد نہ چھوڑا۔ یا اللہ تعالیٰ نے زید کو سلا یا یعنی اس کی روح کو بعد القبض چھوڑ دیا۔ یا اللہ تعالیٰ نے زید کو بالکلیہ (جسم مع الروح) قبض کر لیا اور اٹھالیا۔ تیسری صورت محل نزاع ہے اور پہلی دو صورتیں آیہ (اللہ یتوفی الانفس) سے صراحت ثابت ہیں بلکہ اس آیت میں توفی کے معنی میں غور کرنے پر یہ اشکال جاتا رہتا ہے کہ جسم مع الروح کا اٹھالینا جملہ مذکورہ سے کیسے مراد ہو سکتا ہے۔ حالانکہ محاورہ قرآنیہ میں جس جگہ توفی کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو وہاں معنی موت ہی مراد ہے کیونکہ مطلق قبض و رفع توفی کا معنی ہے نہ خاص موت ہی۔ جو لفظ کہ معنی کلی (مطلق رفع و قبض) کے لیے موضوع جہادت لغت و قرآن کریم ہے اس لفظ (توفی) کو ایک اس معنی کی جزی کے لیے موضوع سمجھ لینا مثلاً لفظ انسان کو خاص زید کے لیے موضوع قرار دے دینا سراسر جہالت ہے۔

طبی فرقہ کو دھوکا لگنے کی وجہ علاوہ قلت مبلغ علمی کے یہ بھی ہے کہ معنی کلی توفی کے جزئیات و مواد میں سے موت والا مادہ فی الواقع بھی بہت ہے اور قرآن کریم میں بھی بکثرت وارد ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اس کثرت کی وجہ سے عوام نے موت کو معنی حقیقی توفی کے لیے سمجھ رکھا ہے۔ مگر اہل تحقیق و اہل بصیرت کی نظر واقعات پر ہوتی ہے۔ مثلاً وہ لوگ دیکھتے ہیں کہ گو قرآن کریم ہی میں خلقت انسان نطفہ سے متائی گئی ہے اور اس کے نظائر و جزئیات کے لیے اس قدر وسعت و فراخی ہے کہ شمار میں نہیں آسکتے۔ اور انا خلقناہ من نطفۃ اور ایسا ہی خلق من ماء دافی یخرج من بین الصلب و الترائب بھی کثرت مذکور پر شاہد ہیں۔ مگر اس سے ہرگز ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ لفظ خلق کا معنی یہی قرار دیا جائے کہ نطفہ سے پیدا کرنا بلکہ معنی خلق کا مطلق پیدا کرنا ہے خواہ نطفہ والدین سے ہو۔ چنانچہ بشر الوقوع یہ یا صرف نطفہ والدہ سے۔ چنانچہ مسیح ابن مریم یا جسم انسانی کے پہلو سے چنانچہ حوا علیہا السلام یا مٹی سے چنانچہ آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام لہذا توفی کا معنی صرف موت جہادت کثرۃ نظائر قرآنیہ سمجھ لیا گیا ہے۔

یہاں پر بالطبع سوال ذیل پیدا ہوتا ہے کہ انا خلقناہ من نطفۃ یا خلق من ماء دافی یخرج من بین الصلب و الترائب کے عموم سے نصوص قرآنیہ مثلاً خلقہ من تراب اور ان مثل عیسیٰ عند اللہ الخ آدم و عیسیٰ علی نبینا وعلیہما السلام کو استثناء کنندہ موجود ہیں اور عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کو کوئی نص قرآنی کثرۃ الوقوع جزئیات و مواد سے مستثنیٰ کرتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آیت وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ، عیسیٰ بن مریم علی نبینا وعلیہ السلام کے جملہ زندہ اٹھائے جانے پر نص قطعی ہے۔

پھر یہ سوال کہ بل رفعہ اللہ الیہ سے مراد رفع درجات و اعزاز ہے کما قال سبحانه و رفع بعضہم

فوق بعض درجات نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم نبینا و علیہ السلام کو زندہ اٹھالیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے: بل دفعہ اللہ الیہ سے رفع درجات مراد لینا، بالکل مخالف ہے سیاق کلام الہی کے۔ اس لیے کہ ماقبل میں قول یہود کا ذکر ہے کہ انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ یعنی یہود کا یہ خیال تھا کہ ہم نے مسیح علی نبینا و علیہ السلام کو بذریعہ صلیب مار ڈالا۔ جس کی تردید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسیح کا بذریعہ صلیب قتل کرنا یہ محض یہود کا غیر واقعی زعم ہے۔ انھوں نے مسیح علی نبینا و علیہ السلام کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اٹھالیا۔ یعنی مسیح کو ان کے ہاتھ سے بچالیا۔ چنانچہ دوسری جگہ فرماتا ہے۔ واذ کففت بنی اسرائیل عنک یعنی اے مسیح مجملہ ہمارے انعامات و احسانات کے جو تجھ پر ہم نے کیے ہیں اور جن کا ذکر ماقبل میں ہے۔ مثلاً احياء موتی و ابراء اکمہ و تائید بروح القدس ایک احسان یہ بھی ہے کہ ہم نے تم کو یہود کے ہاتھ سے بچالیا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تردید اسی صورت میں تردید ماقبل یعنی قول یہود کی ہو سکتی ہے کہ دفعہ اللہ الیہ سے رفع جسمانی لیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ نے مسیح کے جسم کو اٹھالیا اور یہود کے پنجہ سے بچالیا۔ کما قال واذ کففت بنی اسرائیل عنک (مائدہ ۱۱۰) اور نیز در صورت رفع درجات و اعزاز کلمہ بل کے ماقبل اور مابعد یعنی قتل و رفع میں علاوہ مخالفت سیاق کلام کے تضاد بھی نہیں پایا جاتا جو کہ قصر قلب کا مفاد ہوتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ ما اھنت زیداً بل اکرمته میں نے زید کی اہانت نہیں کی بلکہ اس پر اکرام کیا ہے اور اس کو عزت بخشی ہے۔ اہانت اور اکرام میں تضاد ہے دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ ایسا ہی قتل اور رفع کا بھی اجتماع نہ چاہیے۔ قتل جیسی اور رفع جیسی میں تو بے شک تضاد اور عدم اجتماع ہے اور قتل جیسی اور رفع درجات میں تضاد نہیں کیونکہ جو شخص بے گناہ مقتول و شہید ہو اس کے لیے رفع درجات ثابت ہوتا ہے۔ لہذا (دفعہ اللہ الیہ) سے رفع جیسی مراد ہے نہ رفع درجات۔

ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ قتل صلیبی چونکہ حسب تصریح تورات موجب لعن و ملعونیت ہے لہذا ذکر لزوم و ارادہ لازم کے طریق پر گویا کلام مذکور بمنزلہ و ما کان ملعوناً بل دفعہ اللہ الیہ کے ٹھہرا۔ اور ملعونیت اور رفع درجات روتی کے مابین تضاد ہے۔ دونوں باہم جمع نہیں ہو سکتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقتول صلیبی کا مستوجب لعن ہونا اسی صورت میں ہے جب مقتول مرتکب جرم ہو۔ ورنہ در صورت غیر مجرم ہونے کے مستحق اعزاز و اکرام ہوتا ہے۔ دیکھو تورات کتاب استثناء آیت ۲۲ اور ۲۳ میں اس امر کی تصریح کر دی گئی ہے جس کو ہم سیف چشتیائی میں تورات سے عبارتہ نقل کر چکے ہیں۔ (اس وقت یہ قلم برداشت لکھ رہا ہوں اور کوئی کتاب سامنے نہیں) آیت بل دفعہ اللہ الیہ میں تحقیق ہے اس وعدہ کا جو انی متوفیک و رافعک الٰہی میں دیا گیا تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آیت بل دفعہ اللہ الیہ نص قطعی ہے رفع جیسی و حیات مسیح پر اور تحقیق ہے اس وعدہ کے لیے جو کہ متوفیک اور رافعک دونوں سے کیا گیا ہے۔ اور فلما توفیتنی میں وہی مطلق رفع مراد ہے یعنی در جواب سوال خداوندی آنحضرت ﷺ و مسیح علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں اسی (توفیتی) کو استعمال فرمائیں گے۔ جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ انی متوفیک اور فلما توفیتنی اور بل دفعہ اللہ الیہ میں رفع جسم و الروح مراد ہے۔ واضح ہو کہ ابن عباس و بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب حیات مسیح کا ہے۔ چنانچہ مرویات ابن عباس مندرجہ تفسیر در منثور و کتب احادیث اور تراجم بخاری سے ظاہر ہے اور حدیث بر تملوا و صی صلی ابن مریم علیہ السلام سے بھی کل صحابہ علیہم الرضوان کا اجماعی عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ سیف چشتیائی ملاحظہ ہو۔ لہذا قول ابن عباس متوفیک معنیک مندرجہ بخاری سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ ان کا مذہب برخلاف عقیدہ اجماعی کے ہو

ممکن ہے کہ متوفیک کا معنی ممیتک احتیاج فرما دیا ہو۔ چنانچہ آپ (ابن عباسؓ) مباحثات یومیہ میں جو فیما بین صحابہ آیات قرآنیہ کے متعلق ہوا کرتے تھے۔ اثناء تقریر میں مسیح علیٰ الرجلین کو مدلل طور پر احتیاج پایہ ثبوت پہنچاتے تھے۔ حالانکہ مذہب ان کا غسل رجلین کا ہے اور نیز یہ روایت معارض ہے۔ دوسری روایات ابن عباسؓ سے جن کو درمنثور وغیرہ نے باسانید صحیحہ ذکر کیا ہے۔

جواب سوال نمبر ۴ آیت وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن به قبل موته (نساء ۱۳۹) (مسیح موعود کے وقت جتنے اہل کتاب ہوں گے وہ سب مسیح کی موت سے پہلے اس پر ایمان لائیں گے) مرزائیوں کا اس پر یہ اعتراض ہے کہ یہ آیت مخالف ہے آیت وجعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ (ال عمران ۵۵) کے کیونکہ دوسری آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کافر قیامت تک رہیں گے۔ پھر مسیح کے وقت کس طرح سب مومن ہو جائیں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قیامت تک غالب رہنے کا معنی مدت دراز قریب قیامت تک غالب رہنے کا ہے نہ یہ کہ ابتدائے یوم حشر تک۔ عرصہ دراز سے قرآن کریم میں تعبیر نہ صرف الی یوم القیامۃ کے ساتھ کی گئی ہے بلکہ اس معنی کو (خالدین) کے ساتھ بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ دیکھو خالدين فیہا ما دامت السموات والارض الا ماشاء ربک (حود ۱۰۸) حالانکہ مدت دوام آسمان و زمین دنیویہ معدودہ متناہی ہے نہ بطریق خلود۔ اہل عرب کا ایک محاورہ ہے جس میں کہتے ہیں۔ لا آتیک ما دامت السموات والارض وما اختلف اللیل والنهار جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں جب تک زندہ ہوں تیرے پاس نہ آؤں گا۔ اس سے اگر کوئی یہ سمجھ لے کہ قائل لا آتیک تا مدت بقاء آسمان و زمین اور تا تعاقب لیل و نہار زندہ رہے گا تو یہ حماقت ہے جس کا نشاء بغیر از جہالت اور نہیں۔ اسی تقریر سے مطلب آیت و القینا بینہم العداۃ و البغضاء الی یوم القیامۃ کا بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ رہی آیت (ولو شاء لہدکم اجمعین) سو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تم سب کو راہ راست پر کر دیتا۔ مگر ایسا نہیں چاہا یعنی کسی کو کافر کسی کو مومن بنایا۔ اس سے یہ نہیں پایا جاتا کہ اگر مثلاً خطہ عرب لے سارے موجودہ لوگ مشرف بالایمان بعد از کفر و شرک ہو جائیں (چنانچہ ایسا ہوا ہے) تو یہ امر آیت لو شاء لہدکم کے خلاف ہوگا۔ ایسا ہی کسی اور شہر یا کسی ملک یا روئے زمین کے مختلف المذاہب باشندے اگر مسلمان ہو جائیں تو آیت مذکورہ کی مخالفت نہیں۔ ایسا ہی اگر مسیح علیٰ نبینا و علیہ السلام کے وقت موجود لوگ جو قتل و ہلاکت سے بچ رہے ہوں سارے ہی مسلمان ہو جائیں تو ہو سکتا ہے۔

دجال مع ستر ہزار پیروار بغیر ایمان لانے کے مر جائیں تو اس سے اس کلیہ میں جو مدلول آیت وان من اهل الكتاب کا ہے کوئی خلل نہیں آتا۔ کیونکہ لیؤمنن قفسہ موجب ہے اور صدق ایجاب وجود موضوع کا مقتضی ہوتا ہے پس محکوم علیہا وہ افراد ہوں گے جو قتل و ہلاکت سے بچ جائیں گے۔ مثلاً اگر کہا جائے کہ عرب میں سب لوگ مسلمان رہیں گے یا ہوں گے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ بعد جہاد و مقابلہ جو بچ رہیں گے وہ مسلمان ہی ہوں گے۔ صدق الایجاب یقتضی وجود الموضوع قفسہ مسلمہ ہے۔

یہ خیال کرنا کہ بس بعد مبارک آنحضرت ﷺ تمام اہل کتاب مسلمان نہیں ہوئے تو پھر مسیح کے زمانہ کو کیا خصوصیت ہے، بالکل بے جا اور جہالت ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اہل فارس و روم وغیرہ بعد نبوی ﷺ مشرف باسلام نہیں ہوئے تو بعد خلیفہ اول یا ثانی یا

ثالث یا رابع یا بعد خلیفہ آخری (مہدی موعود) ایسے مسلمان ہو سکتے ہیں۔ تو ایسے قائل کو جواب یہی کہا جائے گا کہ خلفاء علیہم الرضوان کی کارروائی چونکہ تائیس نبوی ﷺ کی ترقی ہے اور اسی ذالی ہوئی بنیاد کی تعمیر ہے لہذا بعینہ نبوی ﷺ کی کارروائی کہلانے کا استحقاق رکھتی ہے۔ بلکہ آیت لیظہرہ علی الدین کلمہ والی پیشین گوئی آخری خلیفہ نبوی ﷺ کے زمانہ میں بروقت نزول صحیحاً متحقق ہوگی۔ چنانچہ وعدہ فتوح بلاد شام مندرجہ تواریت زمانہ موسوی میں ظہور میں نہیں آیا تھا بلکہ بعد یوشع خلیفہ موسیٰ علی نبینا علیہا السلام متحقق ہوا۔ ایسا ہی وعدہ لیظہرہ علی الدین کلمہ بعد خلیفہ آخری بروقت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام ظہور میں آئے گا اور یہ سب کمال نبوی ہوگا ﷺ۔

جواب سوال نمبر ۵ معجزات کا انکار مرزا ۱۱، مرزائیوں سے کوئی نئی بات نہیں۔ فلاسفہ اور معتزلہ ان سے پہلے منکر چلے آئے ہیں۔ اور اہل السنت اپنے تقاسیر و مؤلفات میں جا بجا مع ماہا و ما علیہا ان کا ذکر کرتے رہے ہیں۔ آیات خمسہ ذیل میں (۱)..... و حوام علی قریۃ اہلکنا ہا انہم الیہم لا یرجعون (الانبیاء ۹۵) (۲) الم یروکم اہلکنا قبلہم من القرون انہم الیہم لا یرجعون (یس ۳۱) (۳) حتی اذا جاء احدہم الموت (مومن ۹۹) (۴)..... اللہ یوفی الانفس (زمر ۳۲) (۵)..... ثم انکم بعد ذالک لमितون (مومن ۱۵) بیان ہے اکثر یہ کا اور انتفاء امر طبعی کا۔ یعنی موتی بحسب الطبع رجوع کو نہیں چاہتے کما قال لا یرجعون۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اگر اللہ تعالیٰ موتی کو اس عالم میں دوبارہ لائے تو بھی نامکن اور غیر واقع ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ خرق عادت ہو گا نہ بروقت عادت۔ اور قولہ تعالیٰ ولن تجد لسنة اللہ تبدیلاً خرق اور دفع دونوں کو شامل ہے۔

جواب سوال نمبر ۶ رب اونی کیف تحیی الموتی۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ چار پرندے مار دیے گئے تھے۔ بعد ازاں زندہ کیے جانے پر ابراہیم علیہ السلام کے پاس دوڑ کر پہنچے۔ قیہ کو نسا وغیرہ وغیرہ ہو یا نہ ہو پہنچے ان کی موت تو ضروری ٹھہرتی ہے تاکہ احیاء موتی کا معنی متحقق ہو۔ بخلاف اس صورت کے کہ جب چاروں زندہ پہاڑوں پر چھوڑ دیے گئے ہوں اور بعض کو ان میں سے بلایا گیا ہو کیونکہ اس صورت میں احیاء موتی والا معنی جس کو ابراہیم علیہ السلام نے معائنہ کرنا چاہا تھا نہیں پایا جاتا۔ مفسرین علیہم الرضوان کا بیان (قیہ کو نسا وغیرہ) بیان تاریخی ہے نہ ترجمہ۔

جواب سوال نمبر ۷ قرآن کریم میں ہیں کی بجائے اگر لاکھ جگہ بھی موتی کا معنی موت لیا گیا ہو تو بھی کلیہ اس سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ جواب سوال نمبر ۲ میں لکھا گیا ہے۔

آٹھویں سوال کا جواب بھی پہلے جواب سوال نمبر ۲ سے آپ معلوم کر سکتے ہیں۔

والسلام خیر ختام والحمد للہ اولاً و آخر والصلوۃ والسلام منہ باطناً علیہ ظاہراً۔

العباد الخیر والصلوۃ الخیر علی شاہ مفتی عبدالقلم خود از گلزار ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۳۲ھ۔

(نوائی مریہ س ۲۹۵۳۰)

اسی مضمون کا ایک اور خط اور اس کا جواب

بمختصر فیض محبوب مدظلہ العالی

تسلیم! جناب عالی حسبہ اللہ نیاز مند کے شبہات ذیل کو رفع فرمائیے۔ نہایت ہی مہربانی ہوگی۔

۱۔ انبیاء میں سے کسی نبی کی موت قرآن کریم سے ثابت ہے یا نہ۔ اگر ہے تو کس آیت سے؟

۲ لفظ انسان کا اطلاق ہم پر ہے یا روح پر یا دونوں پر؟

۳ عیسیٰ علیہ السلام کی قوم قبل الموت نزعے گی یا بعد الموت یا ابھی نہیں جائے گی؟

۴ "توئی" باب تفعیل سے ہو یا تفعیل اور افعال اور استعمال سے ہو تو اس کے حقیقی معنی کیا ہوں گے؟

۵ جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف آئیں گے تو ان کی شناخت کے واسطے کیا معیار دیں گے کیونکہ ان کو حیاتِ اولیٰ میں

دیکھنے والے تو فوت شدہ ہیں اور خبر صادق علیہ السلام نے دو حلیہ بیان کر دیے ہیں؟

۶ مہدی کے واسطے جو احادیث ہیں وہ بھی مختلف ہیں۔ بعض میں بنی عباس میں سے ہوگا۔ بعض میں بنی فاطمہ

سے ہوگا۔ جب مہدی آئے گا تو اس کا کیا معیار ہوگا؟

۷ عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے آیت ومکروا واللہ واللہ خیر الماکرین (ال عمران ۵۴) اور حضرت جناب رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ومکرون ویمکروا واللہ واللہ خیر الماکرین (انفال ۳۰) دونوں پر یکساں منسوب ہوا۔

عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تجھ کو اسی جسم غصری کے ساتھ اپنے پاس اٹھانے والا ہوں اور اس کو اٹھا بھی لیا اور ہمارے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ تجھ کو بچانے والا ہوں۔ غار ثور میں تین دن رہ کر مدینہ طیبہ چلے جانا۔ اب جو نبیوں کے نہ

ماننے والا ہو وہ فضیلت کس کو دے گا۔ خاص کر کے جب اس کے ساتھ یہ اجزاء بھی شامل کر دیے جائیں کہ وہ پرند

بھی بنا لیتا تھا۔ مردے بھی بحکم اللہ زندہ کرتا تھا۔ اندھوں کو ڈھیوں کو بھی اچھا کرتا تھا۔ گھر کی خوردہ نہادہ اشیاء سے

بھی ان کو خبر کر دیتا تھا۔

۸ عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو صلیبوں کو توڑیں گے اور خزیروں کو قتل کریں گے تو اسلام اور اہل اسلام کو

اس سے کیا فائدہ متصور ہوگا۔ کیونکہ وہ تو صرف دجال کے واسطے تعینات تھے۔

۹ مالمسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقة کانا یا کلان الطعام

(المائدہ) خداوند کریم کا اس آیت شریف کو قیاس استقرائی کے طور پر لانا کیا حکمت ہے؟

۱۰ اس صدی پر جس کو اب پچیس برس ہوئے کوئی مجدد کیوں نہ ہوا۔ اور حدیث ان اللہ عزوجل بیعت لہذہ

الامة علی رأس کل مائة سنة من یجدد لها دینہا۔ (مشکوٰۃ شریف باب العلم) یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف۔

ان کے جوابات جو دل قبول کر لے آیت اور حدیث سے تحریر فرمادیں تاکہ نیاز مند کہیں حفرۃ من

النار میں نہ گر جائے۔ فقط تلک عشرہ کاملہ۔

جواب ہو الصواب

۱ آیت قد خلت من قبلہ الرسل میں حکمی موت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تعطیل از لوازم دنیویہ اور حقیقی موت

بمعنی قبض روح وعدم ارسال باقی انبیاء علیٰ علی نبینا وعلیہم السلام ثابت ہے۔ بناء علی ان خلت بمعنی مضت لا

بمعنی توفت دیکھو قاموس۔ لسان العرب وغیرہ کتب لغت۔

۲ لفظ انسان کا اطلاق مجموع جسم و روح پر حقیقی اور فقط ایک ایک پر مجازی ہے۔ لما تقرران اللفظ

الموضوع لكل يستعمل فی کل جزء مجازاً۔

۳ عیسیٰ علیہ السلام کی قوم بعد ارفع الی السماء (موت حکمی) مجزئی تھی۔ اور قبل ارفع اطرا جس کو تمہید بگاڑ کہنا چاہیے

شروع ہو گیا تھا۔

۴ توئی باب تفعیل سے بمعنی مطلق قبض چنانچہ توفیت مالی ای قبضت یا قبض روح مع الہا ساک (موت) یا قبض

روح مع الارمال (نہد) پڑھو۔ اللہ یوفی الانفس حین موتہا واننی لم تمت فی منامہا فیمسک النبی
قضی علیہا الموت و یوسل الاخری الی اجل مسمی۔ (۴۲/۲)

۵۔ عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی شناخت کا معیار احادیث صحیحہ بخاری و مسلم و سائر صحاح و مسند امام احمد وغیرہم سے
بالتفصیل آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اگر یا سانی خلاصہ معلوم کرنا ہو تو کتاب سیف چشتیائی کو قول سے ملاحظہ کرو۔
۶۔ امام مہدی علی نبینا وعلیہ السلام کی احادیث میں تطابق اور معیار شناخت اسی کتاب سیف چشتیائی میں مفصل
لکھا ہوا ہے ملاحظہ کریں۔

۷۔ آیہ و مکروا و مکرا اللہ واللہ خیر الماکرین اور ایسا ہی آیہ و یمکرون و یمکرو اللہ کا مفاد النظم
صرف اتنا ہی ہے کہ یہود نے حق عیسیٰ بن مریم علیہ السلام منصوب بنایا اور مشرکین مکہ نے دربارہ سرور عالم ﷺ
اب رہا یہ کہ کون سا منصوب۔ سو یہ خارج میں معلوم ہوا ہے۔ آپ کا سوال میں یہ کہنا (دونوں پر یکساں منصوبہ الخ)
اگر اس سے یہ مطلب ہے کہ دونوں جگہ میں ایف ہی واقعہ ہوا ہے تو یہ مدلول آیت کا نہیں محض افتاء ہے اور اگر یہ
مطلب ہے کہ مطلق منصوبہ بازی دونوں جگہ میں پائی گئی تو ہم بھی اس کے قائل ہیں اور آیت ہ بھی صرف اسی قدر
مفاد ہے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خصوصیات و تشبیہات ہر دو واقعہ کے متحد ہی ہوں۔ ومن ادعی فعلیہ
البیان۔ خصوصیت واقعہ رفع و واقعہ غار ثور آیت کا مدلول نہیں احادیث و آثار سے ثابت ہے دیکھو سیف چشتیائی۔
آپ لوگوں کے فہم پر تعجب ہے کہ دونوں آیتوں کے مدلول وضعی کے اتحاد سے اتحاد واقعات سمجھتے ہیں۔ اگر ایسا ہی
ہوتا تو چاہیے کہ بعض واقعہ غار ثور و ہجرت مبارکہ واقعہ عیسویہ میں بھی دو۔ کوئی عاقل ایسے جاہلانہ استنباطات کو وقعت
کی نظر سے نہ دیکھ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر اہل سنت و الجماعت پر انھیں آیتوں کی رو سے کیوں وجہ ۱۱۱۱ پڑتا ہے۔
چاہیے کہ آنحضرت ﷺ بھی مرفوع الی السماء و بحمدہ العصری ہوں۔ نہ روتق افزائے مدینہ طیبہ۔ ہاں اگر اس خیال
سے مستبعد معلوم ہوگا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو جواباً معروض ہے کہ مدار فضیلت
آسمانی زمینی ہونے پر نہیں ورنہ کل ملائکہ ساویہ کی فضیلت آنحضرت ﷺ پر لازم آئے گی۔ شاید آپ لوگوں (فرقہ
مرزاویہ) کا یہی عقیدہ ہوگا اور بحسب از خود تراشیدہ قوانین کے ایسا ہی ہو۔ ضروری ہے۔ کوزیوں کو بازان اللہ اچھا
کرنا یا مردہ کو زندہ کرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب فضیلت کا موجب نہیں ہو سکتے۔ مومن کو صرف ایک ہی حدیث شفاعت
کبریٰ میں غور کرنے سے یہ وہم ہی نہیں رہتا۔ جب ایسا ہے تو پھر ہم ماجاء بہ الرسول علیہ السلام من
القرآن و السنة کے منطوق و مدلول منصوص کو اپنے جاہلانہ و حکومتوں کی مداخلت ہے جا کے ذریعے کیوں چھوڑ
بیٹھیں اور ناری نہیں۔ آج تک کل امت مرحومہ یعنی سوا اعظم کا یہی مسلک چلا آیا ہے۔

۸۔ اس مقام پر سیف چشتیائی کو ملاحظہ کرو۔
۹ و ۱۰۔ قیاس استقرائی کو بے جا داخل مت دو یوں کہو کہ یا کلان الطعام سے خلاف عقیدہ قائلین برفع جسمانی
معلوم ہوتا ہے جواباً معروض ہے کہ ”شمس الہدیہ“ اور ”سیف چشتیائی“ کو ملاحظہ کرو۔ علی رأس کل مائے والی حدیث
کا مطلب بھی سیف چشتیائی میں ملاحظہ کرو۔ والسلام علی من البع الہدی۔ (فتاویٰ مہریہ ص ۳۹-۴۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں

سوال..... در قرآن مجید است وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ (ال عمران ۸۱) اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقید حیات
قائماندہ پس در کدام من و سال ایمان بہ آنحضرت ﷺ آورند و بہ مدد ایشان رسیدہ اند؟ بصورت دیگر دعوی حیات

جواب۔۔۔ حقیقت اس جواب ہم نوالہ خداست زیرا کہ مارا علم نبوت کہ اطلاع نبوت محمدیہ عیسیٰ علیہ السلام در کدام ساعت و کدام سال رسیدہ در وقتیکہ اطلاع نبوت محمدیہ رسیدہ ہوں ساعت ایمان آوردہ باشد واللہ اعلم؟ (فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۰۲-۱۰۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کیسی؟

سوال۔۔۔۔۔ آیت کریمہ وما جعلنا لبشر من قبلیک الخلد (انبیاء ۲۰۶) سے کد ازل قبل آنحضرت علیہ السلام بہ حیات ابدی پہنچ کس فائز شدہ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام چہ طور حیات تسلیم کردہ شود؟

جواب۔۔۔ حیات ابدی بحق عیسیٰ علیہ السلام پہنچ کسی قائل نے لیکن معنی ابد آنست کہ منقباتش نہ باشد فافہم؟ (فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۰۳)

بحث مرزائی گروہ

(۱)۔۔۔ حیات مسیح اور اجماع امت۔ (۲)۔ رفع مسیح۔ (۳)۔ رفع مسیح اور امام بخاری۔ (۴)۔ خاتم النبیین کا معنی۔

سوال۔۔۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر اجماع امت کا ہے یا نہیں؟

جواب۔۔۔۔۔ بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں چنانچہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ و اجماع مفسرین اس پر شاہد ہے۔ دھو هذا و ما قتلوه و ما صلبوه یعنی نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کیے گئے اور نہ سولی دیے گئے ہیں۔ بل دفعہ اللہ الیہ یقیناً بلکہ اس میں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف زندہ ہی اٹھالیا ہے۔ پس اس آیت شریفہ سے اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ہی اٹھالیا گیا ہے کیونکہ فعل قتل اور صلیب کا جسم غنہری پر ہوا کرتا ہے نہ روح پر۔ پس جس کو قتل اور صلیب سے بچایا گیا ہے اس کو اٹھایا گیا ہے۔

صاحب (فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۳۳۳) اور علامہ سیوطی کتاب اعلام میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرما کر ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شریعت کے مطابق عمل کریں گے اور اسی پر اجماع امت کا ہے۔ "انہ یحکم بشرع نبینا و وردت بہ الاحدیث و انعقد علیہ الاجماع و قد تواترت الاحادیث بنزول عیسیٰ جسماً۔"

(فتح البیان اور تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۸۲) میں لکھا ہے۔ "روی ان عیسیٰ یزول من السماء یمخرج الدجال فیہا لاکہ" اور تفسیر (مجالم ج ۲ ص ۲۶۳) میں نیز بایں طور وارد ہے۔ "بل رفع اللہ عیسیٰ الی السماء" اور نیز (تفسیر زاہدی ورق ۶۳ صفحہ ۲) پر دفع اللہ عیسیٰ حیاً الی السماء اور ایسا ہی (تفسیر حسینی و تفسیر اکبر اعظم ص ۳۰۲ و تفسیر غرائب القرآن ۱۹، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱) و تفسیر جلالین وغیرہ میں اور ان کے علاوہ تمام علمائے دین و فقہائے کرام حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ کا بھی اس بات پر اتفاق ہے اور تمام نے یہی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور ایسا ہی تمام محدثین نے لکھا ہے۔

چنانچہ امام بخاری و مسلم و نسائی و طبرانی وغیرہ اور ایسا ہی شیخ اکبر محمد بن الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے

(نہایت مکمل جلد ۲ باب ۷) میں بایں طور لکھا ہے۔ ”ان عیسیٰ ابن مریم نبی و رسول اللہ لا خلاف انہ یزول فی آخر الزمان حکماً مقسطاً عدلاً۔ یعنی بے شک یحییٰ ابن مریم نبی و رسول ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ آخر زمان میں عدل و انصاف آ کر کریں گے“ اور باقی بزرگان خدا کا بھی اسی پر اتفاق ہے جیسا کہ امام شافعی و حضرات پیرمحل الدین و علامہ ابوطاہر، امام قرطبی، علامہ نووی و شیخ احمد بن محمد حنبلی و علامہ فقہ تارانی شرح عقاید نسفی و حضرت داؤد الخنجی رحمۃ اللہ علیہ آپ کشف النجب و خوبہ معین الدین ابوبکر بنی سناپ انیس الارواح و علامہ قاضی عیاض، صحیح مسلم و شاہ رفیع الدین کتاب ما ماتت قیامت اور مولانا خرم علی جوہری تحت ازخار ترمذی و مساریق الانوار میں بایں طور مذکور ہے۔

امام مہدی کے وقت میں حضرت یحییٰ بن یحییٰ آسمان سے اتریں گے اور نصرانی دین کو ماس میں گے اور ایسا ہی (مقلدہ باب نزول یحییٰ ص ۴۷) کے حاشیہ پر ہے اور کتاب (معون الودود شرح البیان، ج ۳ ص ۱۰۲) میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔ فتاویٰ الاخبار عن السیّد فی نزول عیسیٰ من السماء بحسد عنصری الی الارضی عند قرب الساعة وان عیسیٰ حی فی السماء یزول فی آخر الزمان اور صاحب (منثور ج ۲ ص ۴۴۲) میں بایں طور لکھا ہے۔ اخراج ابن ابی شیبہ و احمد و الطبرانی و الحاکم عن عثمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزول عیسیٰ عند صلوٰۃ الفجر اور ایسا ہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے (مقالات دفتر ۱۰ ص ۱۸۳) میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ از آسمان نزول خواہ فرمود و متابعت شریعت خاتم المرسلین ہو۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے (تذیل ۱۱۱ ص ۱۷) مترجم روز نقس النبیا صفحہ ۶۰ طبع احمدی (۱۰۰) میں لکھا ہے۔ واجمعوا علی قتل عیسیٰ و مکروا مکروا اللہ خیر الماکرین فجعل فیہ مسیہاً برفعه الی السماء۔ ایسا ہی انجیل برنباں باب ۱۲ آیت پر یوں ترجمہ تحریر کیے ہیں، اور جب حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔ ”خود مرزا قادیانی“ اپنی کتاب (زین احمدیہ ۳۲۱ قزاق ج ۱ ص ۴۳ حاشیہ) میں لکھا ہے کہ حضرت یحییٰ تو انجیل کو ناقص کی ناقص چھوڑ کر آسمان پر چلے گئے اور نیز (توقیع ایمان میں مولوی محمد اعظمی صاحب نے صفحہ ۱۲۹) میں لکھا ہے اور ایسا ہی غنیۃ الطالبین میں ہے۔ و التاسع رفع اللہ عزوجل عیسیٰ ابن مریم الی السماء غرضیکہ تمام کتب احادیث و اصول فقہ و کتب تنقیح و تواتر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور دوبارہ ان کے آنے پر پکار پکار کی آوازیں دے رہی ہیں اور اگر کسی صاحب کوشک ہو تو جلد سوم سلطان الفقہ کا مطالعہ کرے۔ اگر کوئی اعتراض ہو تو مطلع کرے۔ فقط

سوال..... رفع کے کیا معنی ہیں؟

جواب..... رفع کے معنی از روئے علم لغت اونچا کرنے اور اٹھانے کے ہیں چنانچہ قرآن مجید و احادیث شریف و کتب فقہ بھی انہی معنوں پر شاہد ہیں، دیکھو سورہ یوسف و رفع ابویہ علی العرش (یوسف ۱۰۰) اونچا بٹھایا اپنے والدین کو تخت پر اور سورہ بقرہ و رفعنا فرقکم الطور (بقرہ ۱۳) اونچا کیا ہم نے تم پر پہاڑ اور حدیث من رفع حجراً عن الطريق کہتہ لہ حسنة جو شخص واسطے رفع تکلیف آدمیوں کے راستہ سے پتھر اٹھائے تو اس کے لیے نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسری حدیث میں اسی طرح ہے۔ من رفع یدہ فی الركوع فلا صلوٰۃ لہ یعنی جو رکوع میں ہاتھ اٹھائے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ کتب فقہ میں اس طرح لکھا ہے۔ و اذا اراد الدخول فی الصلوٰۃ کبر رفع یدہ حذاء اذنیہ یعنی جب ارادہ کرے داخل ہونے نماز میں تو اللہ اکبر کہے اور دونوں ہاتھوں کو کانوں

تک اٹھائے اور علاوہ ان و اہل کے خو، مرزا کا، یا اپنی کتاب (ہر ابن احمد) صفحہ ۵۵۹ نمبر ۱۱ ص ۶۶۷ حاشیہ) مادہ یہ میں بھی تحریر کرتے ہیں۔ ولعل فجعلت مبارکاً یعنی اونچا کرنا اور اٹھانا ہے۔

سوال..... مرزائی لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کسی حدیث صحیح سے زندہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور خود امام بخاریؒ کا یہی مذہب ہے کیا ان کی یہ بات سچی ہے جواب دیں اگر ملے گا؟

جواب..... یہ شخص ان لوگوں کی کم فہمی و کم علمی کا سبب ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ شریف باب نزول ص ۴۷۹ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ ﷺ والذي نفسي بيده ليو شكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما و عدلا فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يصنع الجزية و يقبض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا وما فيها ثم يقول ابو هريرة وان شتم وان من اهل الكتاب الا ليؤمن به قبل موته۔ (از بخاری ج ۱ ص ۳۹۰، مسلم ج ۱ ص ۸۷)

یعنی کہا ابو ہریرہؓ نے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قسم ہے اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ضرور اتریں گے عیسیٰ بنے مریم کے آسمان سے سچ تمھارے در آما انک وہ صاحب عدل و انصاف ہوں گے۔ پس تو اتریں گے سولی نصرانیوں کی اور قتل کر دیں گے خنزیروں کو اور رکھ دیں گے جزیہ (یعنی جزیہ جو اسلامی ریاست میں غیر مسلم باشندوں یعنی آدیوں پر ٹیکس ہوتا ہے اس کے ختم ہونے کا اعلان کریں گے اور فرمائیں گے کہ اب یا مسلمان ہو جاؤ ورنہ قتل کیے جاؤ گے تو سب مسلمان ہو جائیں گے یوں ہر گھر میں اسلام داخل ہو جائے گا روئے زمین پر کوئی کافر نہ ہوگا (جیسا کہ حدیث شریف میں لکھا ہے) اور ان کے زمانے میں بہت مال ہوگا۔ یہاں تک کہ کوئی قبول نہ کرے گا اس کو یہاں تک کہ ہو جائے گا ایک سجدہ بہتر دنیا سے اور ہر چیز سے کہ دنیا میں ہے اور پھر سمجھانے کی خاطر کہا حضرت ابو ہریرہؓ نے کہ اگر تم کو شک ہو اس امر میں تو پڑھو اس آیت شریف کو اگر چاہو کہ نہیں ہے کوئی اہل کتاب میں سے مگر کہ ایمان لائے گا عیسیٰ پر پہلے مرنے ان کے۔ الخ

(مسلم ج ۱ ص ۸۷، بخاری ج ۱ ص ۳۹۰) کی نیز ایک روایت میں بایں طور مذکور ہے۔ قال کیف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم و امامكم منكم یعنی فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ اے لوگو! کیا ہوگا حال تمہارا جس وقت کہ اترے گا عیسیٰ مریم کا بیٹا درمیان تمھارے اور ہوگا تم سے امام تمہارا یعنی قریب ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور نصرانی دین کو مٹا دیں گے اور محمدی دین پر عمل کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نیز بایں طور پر مذکور ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ ينزل عيسى بن مريم الى الارض فيتزوج ويولد له و يمكث خمسا و اربعين سنة ثم يموت فيدفن معي في قبرى فاقوم انا و عيسى ابن مريم من قبر واحد بين ابى ابيكو و عمر۔ (مشکوٰۃ ص ۲۸۰) یعنی فرمایا ہے رسول خدا ﷺ نے اتریں گے عیسیٰ بنے مریم کے زمین کی طرف پس پھر نکاح کریں گے اور پیدا کی جائے گی اولاد ان کے لیے اور ٹھہریں گے زمین میں پچاس برس پھر مریں گے پھر دفن کیے جائیں گے سچ قبر میرے کے پس انھوں گا میں اور عیسیٰ بن مریم ایک مقبرہ سے درمیان میں ابو بکر اور عمرؓ کے۔“

حدیث (مسلم ج ۲ ص ۳۹۳ مشکوٰۃ الامارات ص ۴۷۲) میں نیز حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ قبل قیامت کے دس نشانیاں ظاہر ہوں گی وہ یہ ہیں۔ الدخان والدجال والدابة و طلوع الشمس من مغربها و نزول

عینی بن مریم و یاجوج و ماجوج و شدة خسوف خسف بالمشرق و خسف بالمغرب و خسف بحزيرة العرب و اخر ذالک نار تخرج من قصر عدن تسوق الناس الى المعشر و فی رواية فی العاشرة و ریح تلقی الناس فی البحر۔ یعنی فرمایا دھواں نکلتا اور الدجال دلتہ الارض کا ظاہر ہوتا اور آفتاب کا لگن مغرب کی طرف سے اور اترتا عیسیٰ بن مریم کا اور ظاہر ہوتا یا جوج و ماجوج کا اور تین خسوفوں کا ایک خسف مشرق سے اور ایک مغرب سے اور ایک خسف عرب میں واقع ہوگی ایک آگ بین کی طرف سے ہانکے گی لوگوں کو طرف محشر کے اور ایک آگ نکلے گی کنارے عدن سے ہانکے گی لوگوں کو طرف محشر کے اور ایک روایت میں ذکر آیا ہے۔ یہ لوگوں کو سمندر کی طرف دھکیل دے گی۔“

پس ان تمام دلائل قاطع یعنی (یقینی دلائل) سے ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اب تک زندہ آسمانوں پر ہیں اور قریب زمانہ امام مہدی علیہ السلام کے نزول فرمائیں گے اور ان کے زمانہ میں نہایت درجہ کا عدل و انصاف ہوگا اور مال سے لوگ نہایت درجہ پر غنی ہوں گے اور بہت پرست اور بدعت و رسومات کا نام و نشان بھی دنیا پر نہ رہے گا اور امام مہدی علیہ السلام اس وقت امام ہوں گے اور نصرانیوں کی علمداری نہ رہے گی بلکہ ان کی صلیب اور بے غیرتی اور سود خوری کی بیخ کنی کی جائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حج کریں گے اور ان سے اولاد بھی ہوگی اور ۴۵ سال دنیا میں تبلیغ فرمائیں گے۔ پس مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کے مقبرہ شریف میں دفن ہوں گے۔ پس جائے انصاف ہے کہ مرزا قادیانی میں یہ باتیں کہاں پائی جاتی ہیں؟

وال..... سرزائی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ خاتم نبی نہ تھے، نبوت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا اور خاتم النبیین قرآن میں وارد ہے اس کے معنی مہر کے ہیں یعنی جو ان کے پیچھے آئیں گے اور آپ کی تصدیق کریں گے کیا ان کی یہ بات سچ ہے؟

جواب..... یہ معنی ان کے بالکل ناط اور خلاف احادیث صحیحہ و آئندہ مفسرین ہیں اور اصل میں ختم معنی بند اور تمام کرنے کے ہیں۔ چنانچہ ختم اللہ علی قلوبہم (البقرہ ۷) اور (حدیث بخاری ج ۱ ص ۵۰۱ و مسلم ج ۲ ص ۲۲۸ و مشکوٰۃ فضائل سید المرسلین ص ۵۱) میں نیز اسی معنی پر وارد ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منه موضع اللبنة فکت انا سددت موضع اللبنة ختم بی النبیون و ختم الرسل و فی رواية فانما للبنة و انا خاتم النبیین متفق علیہ یعنی کہا ابو ہریرہؓ نے کہ فرمایا نبی ﷺ نے مثل میری اور مثل انبیاء کے جیسے ایک محل ہے کہ اچھی بنائی گئی دیوار اس کے گرد کی چھوڑی کئی اس محل سے ایک اینٹ کی جگہ پھر گرد پھرنے لگے اس کے دیکھنے والے اور حالانکہ قجب کرتے تھے اس دیوار کی خوبی سے مگر ایک اینٹ کی جگہ سو میں ہی ہوں جس سے وہ خالی جگہ پر ہوگئی۔ میرے ذریعے رسولوں کا سلسلہ اختتام پذیر ہوا۔

ایک روایت میں ہے پس میں ہوں مثال اس اینٹ کی اور میں ہوں ختم کرنے والا سب نبیوں کا اور (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹) میں ہے۔ لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب (مشکوٰۃ ص ۵۵۸) اگر بعد میرے کوئی نبی ہوتا تو ضرور عمر ہوتا اور (ترمذی ج ۲ ص ۴۵ و ابوداؤد ج ۲ ص ۱۷۲ مشکوٰۃ ص ۳۶۵ باب الاثن) میں بایں معنی شاہد ہے۔ و انه سيكون فی امتی کذابون ثلثون کلہم یزعم انه نبی اللہ و انا خاتم النبیین لانی بعدی (میری امت میں تیس (بہت سے) جھوٹے ہوں گے جو سب کے سب اس کا دعویٰ کریں گے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں حالانکہ میں ہوں آخری نبی میرے بعد کوئی معبود نہ ہوگا) بخاری و مسلم شریف میں ہے کہ فرمایا آپ ﷺ

نے اذکر علی بن ابی طالب علیہ السلام من مومنی الا انہ لا نبی بعدی (بخاری ص ۵۱۳) یعنی اے علی بن ابی طالب! تو میرا جانشین ہے۔ مومنی کی تہ فرق یہ ہے کہ کوئی نبی نہیں میرے بعد۔ پس ان تمام ائمہ کے لئے یہ ثابت ہوا کہ بعد نبی علیہ السلام کے کوئی نبی اللہ نہیں آئے گا۔ اگر آپ کے تو کاذب اور مفتری کہیں یہ کہ یہ زیادہ ہوگا۔ چنانچہ کوئی نہیں آئے اور علاوہ اس کے خود مرزا قادیانی اپنی کتاب (جلد البشری ص ۲۰) میں لکھتے ہیں۔

”قرآن کریم بعد نبی تم الفیض۔“ اسی اور رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو کیونکہ رسول و محمد دین براسہ جو انکس ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل یہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود متفق ہے کہ انبیاء میں رسول آئے مگر رسالہ وحی رسالت نہ ہو۔“

بست ادخیر الرسل خیر الختام
برہوت راہو شد اختتام

(درشین قاری ص ۱۱۳)

واللہ یمہدی من یشاء الی صراط مستقیم ومن یتولی فان اللہ هو الغنی الحمید ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین نسل اللہ العفو والعافیہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
(قادیانی خطبہ ج ۳ ص ۳۳۹-۳۴۵)

حیات عیسیٰ علیہ السلام کی تحقیق

سوال۔ تفسیر ابن کثیر سورۃ آل عمران میں حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیث سند سے مذکور ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ کہ حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوئے اور وہ قیامت سے پہلے ضرور واپس آئیں گے۔ مرزا کی کہتے ہیں کہ اس حدیث کو امام حسن بصری حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ ہاں کہہ حسن بصری نے حضور ﷺ کا زمانہ نہیں پایا۔ جب تک اس درمیانے راوی کا پتہ نہ چلے اس کا اعتبار نہیں۔ اس کا جواب درکار ہے؟

جواب۔ یہ ٹھیک ہے حضرت امام حسن بصری نے حضور اکرم ﷺ کا دنیوی زمانہ نہیں پایا۔ آپ حضرت عمرؓ کے آخر زمانہ خلافت میں پیدا ہوئے تھے لیکن اس سے حدیث ناقابل اعتبار نہیں ٹھہرتی۔ ایسی روایات مرسل کہلاتی ہیں اور امام اعظم اور امام مالک سے نزدیک حدیث مرسل حجت ہے۔ پھر حضرت حسن بصری کی مراسلات جو ثقہ راویوں سے مروی ہوں وہ تو صحاح کے حکم میں ہیں۔ امام علی بن المدینی کہتے ہیں۔

مرسلات الحسن اذارو وھاخذہ الثقات صحاح۔
(موضوعات کبیر ص ۳۵)

ترجمہ: حسن بصری کی مراسلات جب اسے ثقہ راوی نقل کریں تو یہ صحاح کے حکم میں ہیں۔
حافظ حزی تہذیب الکمال میں ابو نعیم کے طریق سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ یہی سوال حضرت امام حسن بصری سے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا۔

کل شی قلته فیہ ہو عن علی غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا۔
ترجمہ: ہر وہ روایت جو میں نے اسی طرح سے پیش کی ہے۔ وہ حضرت علیؓ سے مروی ہے لیکن میں ایسے زمانے (حجرات کے زمانے) میں ہوں کہ حضرت علیؓ کا کھلم کھلا نام نہیں لے سکتا۔

امام بخاریؒ تاریخ میں سلیمان بن سالم قریشی کے ترجمے میں اور حافظ عسقلانیؒ تہذیب میں ابو زرہ۔۔۔
طریق سے حضرت حسن بصریؒ اور حضرت علی المرتضیٰؒ کا باہمی ملنا جتنا بیان کرتے ہیں۔
کتبہ: خالد محمود عفا اللہ عنہ (تہذیب ج ۲ ص ۳۶۷، معجمات ص ۳۸۵-۳۸۶)

حیات عیسیٰ کے متعلق اشکال کا جواب

سوال..... مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِهِ اسْفَهَ اُحْمَدَ (القف ۶) معنی آیت کسکھ آست کہ حضرت عیسیٰؑ بشارت داد کہ بعد مردن من رسولے خواہد آمد کہ نامش احمد باشد اگر حضرت عیسیٰؑ ہنوز زندہ است سے باید کہ بنام احمد رسول نیامدہ باشد اگر آمدہ است پس حضرت عیسیٰؑ کی نفوت شد۔

جواب..... در معنی آیت تحریف واقع شد بعد موت ترجمہ نیست بلکہ بعد ذہابی است یعنی رفتن من چنانچہ جن مویؑ ہم ہمیں معنی گفتہ بِشْمًا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي (اعراف ۱۵۰) ای بعد ذہابی؟ (فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۱۳)

لوکان موسیٰ و عیسیٰ حیین کی تحقیق

سوال..... یہاں ایک قادیانی مولوی صاحب کی اور پادری صاحب کی بحث چل کر (لوکان موسیٰ و عیسیٰ حیین) پر غمخواری۔ قادیانی مولوی حدیث کی کتب سے یہ الفاظ بتلا دے تو پادری کے جامع مسجد گو پچاس روپیہ دینے پر بات ٹھہری ہے۔ قادیانی مولوی نے لاہور کی لاہوری سے کتب منگو کر بتانا قبول کیا ہے اور لاہوری کو لکھا ہے منہ بہ ذیل کتب ارسال کرنے کو لکھا ہے اور لکھا ہے کہ یہ حدیث ان کتب میں ہے۔ آپ تحریر فرمائیں کہ یہ کتب حدیث کی کتب ہیں یا نہیں۔

(۱)۔۔۔ زرقانی علی مواہب اللدنیہ (۲)۔۔۔ الیواقیت والجوہر

(۲)۔۔۔ شرح فقہ اکبر (۳)۔۔۔ مدارج السالکین

الجواب..... حامد او مصلیٰ

(۱)۔۔۔ زرقانی مواہب لدنیہ کی شرح ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔
(۲)۔۔۔ الیواقیت والجوہر میں شیخ اکبر کی فتوحات مکیہ کے مخلق مقامات کو حل کیا گیا ہے۔ روایات حدیث جمع کرنے کا اس میں اہتمام نہیں۔ بلکہ علم الاسرار و علم التصوف کے مضامین کو اس میں بیان کیا ہے۔
(۳)۔۔۔ شرح فقہ اکبر علم کام میں ہے۔ علم حدیث میں نہیں۔
(۴)۔۔۔ مدارج السالکین ہمارے پاس موجود نہیں۔ اس کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی تصوف میں ہے۔ فقہ واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۵۵/۸/۳۰ھ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور صحیح عبد العظیمیہ رمضان ۱۳۵۵ھ۔

یہ الفاظ روایات صحیح کے خلاف ہیں صحیح روایات میں صرف ”لوکان موی“ ہے۔ عیسیٰ نہیں ہے۔ اگر تفصیل اس بحث کی دیکھیں ہو تو عقیدۃ الاسلام فی حیوۃ عیسیٰؑ دیکھو۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۲۳۳-۲۳۴)

فقط: عید احمد غفرلہ

حیات عیسیٰ علیہ السلام پر شبہ کا جواب

سوال..... علمائے کرام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر آیت فلما توفیتی کنت انت الرقیب علیہم (المائدہ ۴۶) پیش کر کے عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ ہونا ثابت کرتے ہیں، جیسا کہ مفسرین نے بھی لکھا ہے کہ توفی کے معنی رفع الی السماء ہے، اب مرزائی اعتراض کرتے ہیں کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوں، اور قریب قیامت کے نزول فرمائیں اور اپنی امت کے عطا شدہ تثلیث پرستی سے واقف ہوں تو قیامت کے دن کس طرح اپنی لائسی اور بے خبری ظاہر کریں گے، اس سے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کذب لازم آتا ہے، ہدایت بخش مرزائی کے جواب سے عاجز کو سر فرازی فرمائیں۔ نقطہ

الجواب صحیح تفسیر معلوم ہونے کے بعد اگر کوئی سوال رہے تو لکھو۔ وہ تفسیر یہ ہے کہ میں ان کی حالت سے مطلع رہا، جب تک ان میں موجود رہا (سو اس وقت تک کا حال تو میں نے مشاہدہ کیا ہے، اس کے متعلق بیان کر سکتا ہوں) پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھالیا (یعنی اول بار میں تو زندہ آسمان کی طرف اور دوسری بار میں وفات کے طور پر ومن ہینا لم یقل ورفعتنی ولا امتنی والتوفی عام لہما کما فی قولہ تعالیٰ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا (الزمر ۴۲) تو اس وقت صرف آپ ان کے احوال پر مطلع رہے الخ۔ وقد تقر فی محلہ ان عدم دلیل لا يستلزم عدم المدعا خصوصاً مع وجود دلیل اخر۔ ۸ محرم ۱۳۵۶ھ (النور ص ۹، ربیع الثانی ۵۵ھ)

ایضاً سوال..... عرض یہ ہے کہ قادیانی مرزائیوں نے مندرجہ ذیل سوال کیے، ان کے جوابات تحریر فرمائیے۔

(۱)..... جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام (جو اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کی رو سے زندہ جسم غیری کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے تھے) قیامت سے پہلے دجال ملعون کو قتل کرنے کے لیے نازل ہوں گے تو آمد ثانی میں وہ نبی اللہ ہوں گے یا صرف امتی ہوں گے۔

(۲)..... اگر محض امتی ہوں گے نہ کہ نبی اللہ، تو ان سے نبوت کیوں چھینی جائے گی، ان کا کیا قصور ہے؟

(۳)..... اگر نازل ہوں گے اور اس وقت بھی نبی اللہ ہوں گے تو کیا ان کا نبی ہونا آیت قرآنی خاتم النبیین اور حدیث نبوی ﷺ انا خاتم النبیین لانی بعدی کے خلاف نہ ہوگا؟

(۴)..... (صحیح مسلم شریف جلد ۲ ص ۴۰۰، ۴۰۱ اور مشکوٰۃ شریف باب العلامات بین یدی الساعة و ذکر الدجال، فصل اول) میں ہے (اذ اوحی اللہ الی عیسیٰ) کیا حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد وحی و نبوت ہے۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی الہی کا ہونا آیت خاتم النبیین و حدیث لانی بعدی کے خلاف نہیں ہے؟

(۵) سورۃ آل عمران پارہ میں ہے۔ (و یعلمہ الكتاب والحکمۃ والتورۃ والانجیل) (آیہ ۴۸) معلوم ہوا کہ خدا نے ان کو توریت شریف اور انجیل شریف سکھا دی ہے، نازل ہونے کے بعد وہ انجیل شریف پر عمل کریں گے یا قرآن مجید کی شریعت پر عمل کریں گے؟

(۶) کیا خدا نے آسمان میں ان کو قرآن مجید سکھایا ہے، یا نازل ہونے کے بعد کسی مولوی صاحب سے فرقان حمید اور سنت و حدیث شریف سیکھیں گے، ان سوالوں کے جواب قرآن مجید کی آیت مبارکہ احادیث نبویہ، اقوال صحابہ اور اقوال تابعین کی رو سے فرمائیے۔

الجواب..... اول و ثانی و ثالث و رابع کا حاصل ایک سوال ہے اور خامس و سادس کا حاصل ایک سوال ہے، کل دو سوال ہیں۔ پہلے سوال میں نبوت عیسیٰ پر اشکال کیا گیا ہے اور دوسرے سوال میں آپ کے قرآن و حدیث پر عمل کرنے پر اشکال کیا گیا ہے اور اشکال دعوئی ہے، اس کے جواب میں منع کافی ہے۔ دلیل کی حاجت نہیں، پس سائل مدعی ہے، اور مدعی مطالب بالدلیل ہوتا ہے اور عجیب مانع ہے اور مانع مطالب بالدلیل نہیں ہوتا، پس سوال کے اخیر میں جو قرآن و حدیث و اقوال صحابہ و تابعین سے دلیل کا مطالبہ کیا گیا ہے محض بے اصول ہے (جس شخص کے ذہن میں یہ نظریہ نہ آیا ہو ماہران فن مناظرہ سے سمجھ لے) اب جواب عرض کرتا ہوں۔

اشکال اول کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بوقت نزول نبی ہوں گے، اور آپ کی وحی بھی وحی نبوت ہوگی، شرعیہ محمدیہ کے متبع ہوں گے، اور وہ وحی بھی خلاف شریعت محمدیہ نہ ہوگی اور آپ کی نبوت ختم نبوت کے متنافی اس لیے نہیں کہ تم نبوت سد باب عطاءئے نبوت لاحقہ ہے نہ کہ سد باب بقائے نبوت سابقہ مع اتباع قائم نبوت۔

اور اشکال ثانی کا جواب یہ ہے کہ چونکہ آپ شریعت محمدیہ کے تابع ہوں گے، اس لیے آپ کا عمل قرآن و حدیث پر ہوگا، اور اس کی ضرورت نہیں کہ انھوں نے آسمان پر پڑھا ہو یا نزول کے بعد کسی استاد سے پڑھیں، مہبوب طور پر آپ کو قرآن و حدیث کا علم عطا ہوگا۔ جیسا بعض اولیاء امت کو بھی اس طریق پر علم دیا گیا ہے، اس تقریر سے سب سوالوں کا جواب ہو گیا۔ اشرف علی ۲، رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ

(النور ص ۱۰، رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ، لہذا الفتاویٰ ج ۳ ص ۶۳۸-۶۴۰)

حیات عیسیٰ و ادريس علیہما السلام

السوال..... مندرجہ ذیل مسئلہ کی تحقیق کرنا چاہتا ہوں۔

- (۱) (مریم ۵۷) میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ادريس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے "ورفعناه مکانا علیا۔"
- (۲) ... گزارش یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارہ میں (انساء ۱۵۸) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "بل دفعه اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً۔"
- (۳)..... عرض یہ ہے کہ کیا حضرت ادريس علیہ السلام بھی حضرت مسیح بن مریم کی طرح زندہ اپنے جسد عنبری مبارک کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔
- (۴) . الفاظ "ورفعناه مکانا علیا" کے معنی بعض لوگ (یعنی مرزائی فرقہ کے لوگ) یہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات بلند کیے، وہ زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے، کیا یہ معنی صحیح ہیں۔
- (۵) . بعض لوگ الفاظ "ورفعناه مکانا علیا" کے یہ معنی کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو وفات دے دی، کیا یہ معنی صحیح ہیں۔

(۶) . اگر حضرت ادريس علیہ السلام اپنے جسد مبارک کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں تو آیا حضرت عیسیٰ بن مریم کی طرح وہ بھی کبھی نازل ہوں گے اور نزول کے بعد وفات پائیں گے۔

(۷) کسی صحیح حدیث نبوی میں یا کسی صحابی یا تابعی کے قول میں حضرت ادريس علیہ السلام کے نازل ہونے اور پھر وفات پانے کی خبر آئی ہے یا نہیں۔

(۸) آیا قرآن شریف میں یا صحیح حدیثوں میں لفظ رفع جسمانی اور درجات کے بلند ہونے کے سوا کسی اور معنی

(مثلاً اپنی طبعی موت سے مرنا) میں بھی استعمال ہوا ہے۔

(۹) بعض کہتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام سے مراد حضرت الیاس علیہ السلام ہیں کیا یہ صحیح ہے۔

(۱۰) شیخ اکبر بن عربی نے فتوحات مکہ جلد سوم صفحہ ۲۳۱ باب ۳۰ میں شب اسراء کا ذکر خیر کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ بن مریم کا دوسرے آسمان میں اور حضرت ادریس علیہ السلام کا چوتھے آسمان میں زندہ موجود ہونا تحریر فرمایا ہے۔ کیا اہل سنت مؤسرسین نے حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں ایسا ہی لکھا ہے۔

الجواب بعض سوالات کا تو اصل بحث سے کوئی تعلق ظاہر نہیں ہوا۔ ان کے جواب کی حاجت نہیں، اور

باقی سوالوں کا منشاء ایک مقدمہ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں، اسی کے ظہور فساد سے سب کا جواب ہو جائے گا اور وہ مقدمہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں بھی لفظ رفع آیا ہے اور حضرت ادریس علیہ السلام کے قصہ میں بھی سو دونوں مقام پر ایک ہی معنی ہونا ضروری ہے، پس اگر رفع عیسوی کو حقی کہا جائے تو رفع ادریسی کو بھی، اور اگر رفع ادریسی کو رتبی کہا جائے تو رفع عیسوی کو بھی اسی مقدمہ پر سب سوالات منہ ہیں، سو یہ مقدمہ ہی خود فاسد ہے، کیونکہ لفظ رفع منہ فاش بے شمار الفاظ کے اپنے اشتراک معنوی کے سبب سب اقسام رفع کو عام ہے۔ اب جس مقام پر جس قسم کی ترجیح کو کوئی دلیل متقاضی ہوگی مراد میں اسی کی تعیین ہو جائے گی، اور جس جگہ ترجیح کی کوئی نہ ہوگی دونوں کو محتمل کہا جائے گا، چنانچہ رفع السماء میں مشاہدہ مرخ ہے اور رفع حسی کو، اور دفعنا بعضہم فوق بعض درجات لفظ درجات مرخ ہے۔ ارادہ رفع رتبی کو علیٰ ہذا تمام موارد استعمال میں تعیین مراد کی حسب ذیل ہوگی۔ پس رفع عیسوی میں دلائل مرخ ہیں رفع حسی کو، پس وہاں رفع حسی مراد ہوگا، اور وہ دلائل کتب تفسیر وحدیث وکلام میں مشہور مذکور ہیں، اور سب میں اقویٰ واصل اجماع ہے اس رفع حسی پر خواہ یہ رفع بعد وفات بساطہ قلیلیہ ہو خواہ بدوں وفات۔ پس یہ اختلاف اصل مقصود کو مضرب نہیں، اور جن سلف سے وفات کا دعویٰ منقول ہے، اس کا محمل یہی ہے، رفع حسی کا انکار وہ بھی نہیں کرتے پس اس رفع پر اجماع ہو گیا، اس لیے آیت میں یہی مراد ہوگا۔ اور اس کی نفی میں علاوہ انکار دلائل نقلیہ کے ایک بڑا شیعہ محذور عقلی لازم آتا ہے، وہ یہ کہ آل عمران ۵۴ و مکر و ۱ و مکر اللہ جس کی تفصیل اسی کے متصل آیت اذ قال اللہ یا عیسیٰ (آل عمران ۵۵) میں مذکور ہے، مثل نص کے ہے ابطال مکر یہود میں جنہوں نے آپ ﷺ کے اہلاک کی تدبیر کر رکھی تھی، پس اگر رفع و توفی کو موت عرفی مقرون بالدفن پر محمول کیا جائے تو اس سے مکر یہود کا ابطال کیا ہوا، بلکہ ان کی تدبیر کی تو تائید و تقویت و تقریر ہو گئی کہ انہوں نے ہلاک کرنا چاہا تھا، اللہ تعالیٰ ہی نے ہلاک کر دیا تو اس میں اعداء کا خذلان کیا ہوا۔ ان کی سرکٹ و مقصود کی تکمیل نہ ہوئی اور اس کا شاعت عظمیٰ و قیامت کبریٰ ہونا ثابت ہے اور آیت و مکر و ۱ و مکر اللہ معنی سے خالی ہوئی جاتی ہے، مؤمن تو مومن کوئی عاقل بھی اس کو جاز نہیں رکھ سکتا، اس لیے یہاں رفع حسی متیقن ہوگا اور فی بیوت اذن اللہ ان ترفع (انور ۳۶) میں دلیل مرخ ہے، رفع رتبی کو اور وہ دلیل امر ہے تعظیم مساجد کا اور عدم وجوب رفع حسی کا اور رفع ادریسی میں کسی قسم کی ترجیح یقینی کی کوئی دلیل نہیں، اس لیے وہ محتمل ہوگا دونوں کا، چنانچہ سلف کے اقوال دونوں طرف ہیں، اس تقریر سے سب سوالات متعلقہ مقام کا جواب ہو گیا، جو ادنیٰ تامل سے جب پر منطبق ہو سکتا ہے۔ اگر کسی کی تطبیق میں خفا ہو مگر پوچھو یہ پائے۔ واللہ اعلم۔ مکتبہ اشرف علی، یکم رجب ۱۴۵۶ھ

(انور بن ابی الثانی ۱۳۵۷ھ، امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۴۲-۱۴۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی اور قرآن

سوال..... زید یہ اعتقاد رکھے اور بیان کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے یا وفات دے جانے کے بارے میں قرآن پاک خاموش ہے۔ جیسا کہ زید کی یہ عبارت ہے ”قرآن نہ اس کی تصریح کرتا ہے کہ اللہ ان کو جسم و روح کے ساتھ کرہ زمین سے اٹھا کر آسمان پر کہیں لے گیا اور نہ یہی صاف کہتا ہے کہ انھوں نے زمین پر طبعی موت پائی اور صرف ان کی روح اٹھائی گئی۔ اس لیے قرآن کی بنیاد پر نہ تو ان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی ٹٹی کی جاسکتی ہے اور نہ اثبات۔“ تو زید جو یہ بیان کرتا ہے، آیا اس بیان کی بنا پر مسلمان کہلائے گا یا کافر، وضاحت فرمائیں۔

جواب..... جو عبارت سوال میں نقل کی گئی ہے۔ یہ مودودی صاحب کی تفہیم القرآن کی ہے۔ بعد کے ایڈیشنوں میں اس کی اصلاح کر دی گئی ہے۔ اس لیے اس پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا البتہ گمراہ کن غلطی قرار دیا جاسکتا ہے۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کی تصریح ”بل دفعہ اللہ الیہ“ اور ”انی متوفیک و زافعک الی“ میں موجود ہے۔ چنانچہ تمام ائمہ تفسیر اس پر متفق ہیں کہ ان آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کو ذکر فرمایا ہے اور رفع جسمانی پر احادیث متواترہ موجود ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کو احادیث متواترہ اور امت کے اجماعی عقیدہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ آیات رفع جسمانی میں قطعی دالالت کرتی ہیں اور یہ کہنا غلط ہے کہ قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کی تصریح نہیں کرتا۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۶-۲۳۷)

سوال..... ورافعک الی میں زندہ آسمان پر اٹھایا جانا کیوں مراد لیا جائے؟

جواب..... ورافعک الی میں ”زندہ آسمان پر اٹھایا جانا“ مراد ہے کیونکہ ”وما قتلوه بقینا بل دفعہ اللہ الیہ“ میں ”دفع الی اللہ“ قتل کے مقابلے میں واقع ہوا ہے، جہاں رفع، قتل کے مقابلے میں ہو وہاں ”زندہ آسمان پر اٹھایا جانا“ ہی مراد ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی معنی قرآن کریم، حدیث نبوی ﷺ اور بزرگان دین کے ارشاد میں کہیں آیا ہو تو اس کا حوالہ دیجئے۔ قیامت تک ساری مرزائی امت مل کر بھی ایک آیت پیش نہیں کر سکتی۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۶)

رفع عیسیٰ علیہ السلام کا قرآن سے ثبوت زید اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک الیہ متوفیک کا بیان ان الفاظ سے کرتا ہے کہ جہاں تک قرآن مجید کا تعلق ہے حیات مسیح اور رفع الی السماء قطعی طور پر ثابت نہیں ہے۔

قرآن مجید کی مختلف آیات نے یقین نہیں البتہ ظن کے درجہ میں یہ امر ثابت ہے کیونکہ صریح نص قطعی اس امر میں واقع نہیں ہے۔

عمرہ کے بار بار توجہ دلانے کے باوجود زید اپنے خیال پر ہمارہتا ہے۔ آخر میں تنگ آ کر کہتا ہے کہ عقیدہ تو میرا بھی وہی ہے لیکن قرآن مجید سے یہ چیز قطعی الثبوت نہیں بلکہ ظنی ہے۔ اس کی صراحت احادیث میں موجود ہے۔ عمرو کے ساتھ دوسرے لوگ بھی شریک ہو کر زید کو اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں لیکن زید اپنے خیال پر بضد قائم ہے۔ مسئلہ کی صورت مسئلہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے زید کے متعلق شریعت بیضا کیا فیصلہ صادر فرماتی ہے؟

الجواب..... رفع الی السماء قرآن سے قطعاً ثابت ہے۔ ”ورافعک الی“ ”بل رفعہ اللہ الیہ“ ثبوت قطعی ہے اور ہر دو آیت کی دلالت ”رفع الی السماء“ پر اجماع امت سے ثابت ہے۔ امت محمدیہ کا اجماع باطل امر پر نہیں ہو سکتا جو شخص یہ کہتا ہے کہ ”رفع الی السماء“ قرآن سے ثابت نہیں وہ سخت غلطی پر ہے۔ اس کو قرآن و حدیث کے علم سے ذرا بھی غصہ نہیں ہے اور نہ اسے اجماع کا علم ہے لیکن اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میرا عقیدہ بھی تمام مسلمانوں کے ساتھ متفق ہے یعنی حیات عیسیٰ علیہ السلام اور رفع الی السماء کا قائل ہے گواحدیث کی بناء پر ہی کسی تو اس کو کافرنہ کہا جائے گا۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات ملحوظ ہوں۔

- ۱۔ لفظ ابن کثیر نے سورہ نساء کی تفسیر میں اجماع امت نقل کیا ہے کہ احادیث نزول عیسیٰ علیہ السلام متواتر ہیں۔
- ۲۔ مام ترمذی نے عیسیٰ علیہ السلام کا جال کو قتل کرنے کے سلسلہ میں پندرہ صحابہ کی روایات کا حوالہ دیا ہے۔
- ۳۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کا تواتر نقل کیا ہے۔ ابی الحسن آئیری سے۔
- ۴۔ تخصیص الجملہ کتاب الطلاق میں لکھا ہے۔ اما رفع عیسیٰ علیہ السلام فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انه رفع بیدنہ حیا۔

۵۔..... حیات عیسیٰ علیہ السلام اور رفع الی السماء بالجسد لازم و ملزوم ہیں۔
یہ اشارات ہیں جو ہم نے ذکر کیے ہیں زیادہ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ ”عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام“
لفظ والسلام

الجواب سواب خیر محمد بہتم خیر المدارس ملتان ۱۵/۵/۱۳۷۱ھ

(خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۵۱-۱۵۲)

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ خادم دارالافتاء خیر المدارس ملتان

قادیانیوں سے سوال

سوال..... مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے سے پہلے جو اہل سنت والجماعت اپنی جماعتی تنظیم اور مرکزیت سے نا آشنا تھے اور سوائہ اقصم کے نام سے تمام ممالک اسلامیہ میں ایک انبوہ کثیر کسی مستقل مذہبی مرکز کے بغیر موجود تھا وہ ابلسنت فرقہ ناجیہ تھے یا نہ؟ اگر اس وقت کے وہ مسلمان فرقہ ناجیہ میں سے نہ تھے تو جو بھی اس وقت فرقہ ناجیہ تھا اس کی نشاندہی کی جائے کیونکہ آنحضرت فحتمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جب تک موجود ہے ان میں ایک فرقہ ناجیہ فرقے کا موجود ہونا بھی لازمی ہے اور اگر وہی مرکزیت سے نا آشنا اور انتشار زدہ ابلسنت جن میں غالباً غلام احمد مرزا کے والد مرزا غلام مرتضیٰ بھی شامل تھے۔ اس وقت، فرقہ ناجیہ تھا تو مطلق کیا جائے کہ اس فرقے کو والا وہی

الجماعة کا مصداق کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔ نیز اس کی بھی تفصیل کی جائے کہ جماعت سے مراد یہی ہے کہ ایک رجسٹر میں نام درج ہوں اور سب کا چندہ ایک جگہ جمع ہوتا ہو۔ خواہ مذہبی اور سیاسی امور میں ان کے امام اور صدر بھی علیحدہ علیحدہ ہوں جو آپس میں مختلف المسلک بھی ہوں یا جماعت سے مراد وہ افراد بھی ہو سکتے ہیں جو ایک خدا، ایک قبلہ، ایک قرآن اور ایک پیغمبر کی مرکزیت میں ایمان رکھتے ہوں اور صرف ان کی عملی زندگی میں انتشار ہو، اور ان کے پاس کوئی ایک رجسٹر نہ ہو۔

اس سوال کے جواب میں ہی آپ کو اپنے سوال کا جواب مل جائے گا۔

چنانچہ جس انتشار اور مرکزیت سے متاثر ہو کر تنظیم اہلسنت کا مرکزی پلیٹ فارم عمل میں آیا اور دعوت کا زیر بحث شذہ اسی مذہبی اور تبلیغی مرکز کے استحکام کے لیے ایک اپیل ہو تو اس مرکز کے موجود اور ثابت ہونے کی یہ شہادت مدیر ”الفرقان“ نے کیا اسی شذہ میں نہیں دے دی۔ اس میں دیکھئے۔

”اس مذہبی و تبلیغی مرکز کو اس قدر مضبوط و مستحکم کر دیں کہ وہ مذہب حق سے وابستہ اپنے تمام افراد کو اپنے ساتھ رکھ کر تبلیغی خدمت سرانجام دے سکے۔“

ابوالعطاء جالندھری (قادیانی) اس پر ایسے دم بخود ہوئے کہ کالو تو بدن میں خون نہیں..... مرزا غلام احمد قادیانی کے پیر و اس کی وفات کے بعد چھ سال تک بھی اکٹھے نہ رہ سکے اور ان کا اختلاف خود اسی مسئلہ میں ہو گیا کہ دونوں کے حضرت صاحب کا اصل دعویٰ کیا تھا۔ مسائل کا اختلاف تو دور کی بات ہے۔ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اصل دعوے ہی مختلف ہو گئے۔

آنحضرت ﷺ کے جانشین مسلسل اور بلا فصل تیس سال تک منہاج نبوت سے برسرِ خلافت رہے اور آدمی دنیا ان کے زیرِ نگیں تھی اور یہ لوگ اپنے امام کے اصل دعوے کو ہی نہ پاسکے۔ اس سے زیادہ ان کی ناکامی اور کیا ہوگی۔

(دعوت ۴/۱۱ جنوری ۱۹۶۳ء)

مفتی اعظم مصر استاذ العلماء شیخ حسنین محمد مخلوف کا علمی و تحقیقی فتویٰ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع آسمانی اور کفریات مرزا غلام احمد قادیانی

ہفت روزہ ”دعوت“ کے باب الاستفسارات میں کافی عرصہ سے ایسے سوالات موصول ہو رہے تھے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی اور حیات آسمانی کے متعلق علمائے مصر کا عقیدہ کیا ہے۔ کیا وہ واقعی اسلام کے اس اجماعی عقیدے کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ثانی علاماتِ قیامت میں سے ایک علامت ہے اور یہ کہ وہ آسمان پر بحمدِ معصومی زندہ اور موجود ہیں یا علمائے مصر اس باب میں باقی جمیع علماء عرب اور پاک و ہند کے خلاف ہیں۔ ان سوالات کا اصل محرک مصر کے ایک آزاد خیال پروفیسرِ شہوت کا ایک مضمون تھا جو آج سے پچیس تیس سال پہلے شائع ہوا تھا اور جسے قادیانی حضرات اپنی بھوئی میں ہر سال شائع کرتے رہتے ہیں۔ قادیانیوں کا اس اشاعت سے مقصد عوام کو یہ اثر دینا ہے کہ ان ابواب میں اکابرِ علمائے مصر ان کے ساتھ ہیں۔ اس مخالفے اور تلمیس کا پردہ چاک کرنے کے لیے حکومت مصر کے سابق مفتی اعظم استاذ العلماء حضرت شیخ حسنین محمد مخلوف کا ایک فتویٰ ان کی بلند پایہ کتاب مفتویٰ البیان لمعان القرآن طبع ۱۳۷۰ھ سے نقل کیا جاتا ہے۔ یہ تمام استفسارات کا مشترک جواب ہے۔ جو اس سلسلہ میں دفتر ”دعوت“ میں موصول ہوتے رہے ہیں۔ رہا پروفیسر شہوت کا معاملہ تو آزاد خیال اور خود پسند ادیب کہاں نہیں ملتے۔ اگر مصر کے ایک غیر ذمہ دار اور غیر معتد علیہ

پروفیسر نے سلف کی شاہراہ سے ہٹ کر کتاب و سنت میں الحاد کی راہ اختیار کی ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمہور علمائے مصر اور اربابِ فتویٰ و قضاء بھی معاذ اللہ اسلام کے اجماعی فیصلوں سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔ جس طرح پاکستان میں مسٹر پرویز اسلامی عنوانات کو ہی اپنا موضوعِ سخن بنا رہے ہیں اور ان کے قلم کی جولانگاہ یہ اسلامی موضوعات ہی ہیں۔ تاہم انھیں یہاں پاکستان کے اونچے درجے کے علماء اور محققین کا اعتماد حاصل نہیں اور علمی ابواب میں ان لوگوں کی رائے نہ صرف غلط ہے بلکہ کفر کی سرحدوں سے ملتی ہے اس طرح مصر کے آزاد خیال پروفیسر شلتوت بھی وہاں کے علمی و دینی اور تحقیقی حلقوں میں کسی اعتماد کے لائق نہیں رہے ہیں۔ انھوں نے جب وہ تحریر لکھی تھی جسے کہ یہ قادیانی حضرات آئے دن اس طرح شائع کرتے رہتے ہیں۔ گویا کہ یہ فتویٰ آج چھپ کر آیا ہے تو وہاں کے اکابر علماء نے اسی وقت اس کی تردید فرمادی تھی اور مختلف رسائل و جرائد نے اس پر پُر زور رد عمل فرمایا تھا۔ بہر حال مصر کے معتمد عالم اور حکومت مصر کے سابق مفتی اعظم کا یہ تحقیقی فیصلہ قارئین ”دعوت“ کے پیش خدمت ہے۔ ترجمہ مولانا منظور احمد صاحب (چنیوٹ) نے کیا ہے۔ (ادارہ)

واعلم ان عیسیٰ علیہ السلام لم یقتل ولم یصلب کما قال تعالیٰ وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وقال وما قتلوه یقیناً. فاعتقاد النصارى القتل واصلبه کفر و لاریب فیہ وقد اخبر الله تعالیٰ انه رفع الیه عیسیٰ کما قال و رافعک الی وقال بل رفعه الله الیه فیجب الایمان به والجمہور علیٰ انه رفع حیا من غیر موت ولا غفرة بجسده و روحه الی السماء والخصوصیة له علیہ السلام ہی فی رفعه بجسده و بقاء و فیہا الی الامد المقدر له.

واما التوفی المذکور فی هذه الآية و فی قوله تعالیٰ فلما توفیتنی فالمراد منه ما ذکرنا علی الروایة الصحیحة عن ابن عباس و الصحیح من الاقوال کما قاله القرطبی وهو اختیار الانباری وغیره. وان من اهل الكتاب الایؤمنن به قبل موته ای ما احد من اهل الكتاب الموجودین عند نزول عیسیٰ علیہ السلام آخر الزمان الایؤمنن بانه عبد الله ورسوله و کلمته قبل ان یموت عیسیٰ علیہ السلام فتكون الادیان کلها دیناً واحد وهو دین الاسلام الحنیف دین ابراهیم علیہ السلام و نزول عیسیٰ علیہ السلام ثابت فی الصحیحین وهو من اشراط الساعة.

(صفوة البیان لعان القرآن ص ۱۰۹-۱۱۰)

ترجمہ: ”اور جاننا چاہیے کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے ہیں اور نہ ہی سولی دیے گئے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد تعالیٰ ہے۔ وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وما قتلوه یقیناً. انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل بھی نہیں کیا اور سولی بھی نہیں دیا۔ لیکن ان کے لیے ایک شخص کو عیسیٰ علیہ السلام کے مشعل بنا دیا گیا اور یہ امر یقینی ہے کہ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ لہذا عیسائیوں کا قتل اور صلیب کا عقیدہ رکھنا بلاشبہ کفر ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں خبر دی ہے کہ عیسیٰ کو اس نے اپنی طرف اٹھالیا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا و رافعک الی میں تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا۔

اور فرمایا۔ بل رفعه الله الیه بلکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ لہذا اس پر (جسمانی رفع پر) ایمان لانا واجب ہے اور جمہور علماء اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو موت یا نیند طاری کیے بغیر زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا ہے اور جسم سمیت آسمان پر اٹھایا جانا اور وہاں ایک مدت مقررہ تک مقیم رہنا آپ ہی

کی خصوصیت ہے اور لفظ توفی جو اس آیت اور آیت فلما توفیتی میں مذکور ہے۔ اس سے مراد وہی ہے جو ہم نے ابن عباسؓ کی صحیح روایت کی بنا پر تحریر کر دیا ہے اور مفسرین کے اقوال میں سے صحیح قول وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ امام قرطبیؒ کے علاوہ دیگر علماء کرام نے بھی تصریح کی ہے۔ وان من اهل الكتاب الا لیؤمن به قبل موته کی تفسیر میں مفتی اعظم فرماتے ہیں: ”آخری زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے وقت جو اہل کتاب بھی موجود ہوں گے۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے اس بات پر ایمان لائیں گے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کے کلمہ ہیں اور تمام مذاہب کی جگہ ایک ہی مذہب رہ جائے گا اور وہ ابراہیمی دین اسلام ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا (آسان سے) نازل ہونا صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ثابت ہے اور یہ نزول سماوی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔“

والمراد علی القراءتین انه علیہ السلام آخر انبیاء اللہ و رسلہ فلا نبی و لا رسول بعدہ الی قیام الساعة فمن زعم النبوة بعده فهو كذاب الفاک و كافر بكتاب اللہ و سنة رسولہ ولذا افتینا بكفر طائفة القاديانية اتباع المفتون غلام احمد القادياني الزاعم هو واتباعه انه نبی یوحی الیه و انه لا یجوز مناكتهم ولا دفنهم فی مقابر المسلمین۔
(مفتویٰ البیان لجان القرآن ص ۱۸۱)
لفضيلة الاستاذ الشيخ الحسین مخلوف مفتی الدیار المصرية السابق و عضو جماعت كبار العلماء طبع اولی ۱۳۷۰ھ۔

ترجمہ: ”زیر آیت خاتم النبیین تحریر فرماتے ہیں اور لفظ خاتم کی مراد زیر و زبر والی دونوں قرأتوں کی بناء پر یہ ہے کہ آنحضور علیہ السلام نبیوں اور رسولوں کے آخر میں آنے والے ہیں۔ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی اور کوئی رسول نہیں بنایا جائے گا۔ لہذا حضور علیہ السلام کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ پرلے درجہ کا جھوٹا، بہت بڑا بہتان باندھنے والا اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کا منکر ہے۔ اسی لیے ہم علماء حق نے مرزا غلام احمد قادیانی کی قبیح تمام جماعت کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی تمام جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے اور اس کی طرف وحی کی جاتی ہے کفر ہے ہم یہ بھی فتویٰ دیتے ہیں کہ نہ ان کے ساتھ رشتہ کیا جائے اور نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کیا جائے۔“
(عقبات ص ۱۰۵ تا ۱۰۸)

حیات و رفع الی السماء پر اشکال کا جواب

سوال..... اگر مسیح زندہ آسمان پر بلا ایذا یہود چلا گیا تو وہ مسیح کا ہمشکل جو مصلوب ہوا تھا اس کی نقش کدھر گئی۔ اگر وہ مصلوب کوئی اور تھا تو حواریوں کو اس کے چرانے کی کیا ضرورت تھی؟

جواب..... بحکم آئندہ دروغ گور حافظہ نہ پائے۔ پہلا الزام جو میر صاحب پر لگایا تھا۔ یعنی اتباع قول عیسائیاں جلدی خیال سے جاتا رہا۔ اب فرمائیے یہ قول کس کا ہے اور صریح قول اللہ تعالیٰ کے مخالف ہے یا نہیں۔ دیکھو (واذ کلفت بنی اسرائیل عنک اذ جنتہم بالبینات) (مائدہ ۱۱۰) یعنی اے مسیح جملہ ہماری نعمتوں کے ایک نعمت یہ بھی ہے تم پر کہ ہم نے بنی اسرائیل کو جب انھوں نے تیرے ایذا اور قتل کا ارادہ کیا روک دیا اور تم کو ان کی ایذا سے بچالیا۔ مسیح کا قبل المبعوث ۳۳ سال کا ہونا یا ۱۲۰ یا ۱۵۰ کہیں قرآن میں مذکور نہیں ہم کو حواریوں سے کیا مطلب۔ آپ ہی چونکہ ان کے تابع ہیں ان سے دریافت فرمالیں۔ خیر تبرعاً ہم ہی سمجھا دیتے ہیں۔ جب حواریوں

کو ابتداء میں صلیب پر چڑھانے کے وقت دھوکا لگا تو اپنے اسی زعم کے مطابق نقش مصلوب کو بھی قبر سے چڑایا۔
(قادی میری ص ۳۲)

رفع الی السماء کے وقت عمر عیسیٰ پر اشکال کا جواب

سوال..... پیر صاحب عیسائیوں کے اس قول کی تائید کرتے ہیں کہ مسیح ۳۳ سال کی عمر میں آسمان پر چلے گئے ہیں۔ مگر اپنے نانا صاحب سید الاولین و الاخرین علیہ السلام کے اس قول کو کیوں نہیں مانتے جو مستدرک اور طبرانی میں موجود ہے۔ و اخبرنی ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرين ومائة سنة.

جواب..... ناظرین، علماء کرام اس میں نہایت ہی متحجب ہیں کہ اس سوال کو اہل اسلام کے عقیدہ اجمالیہ کے مدعی کی نسبت سے کیا خیال کیا جائے۔ آیا مناقضہ ہے یا معارضہ یا منسوخ۔ رفع خواہ ۳۳ سال کے بعد ہو یا ۱۲۰ سال یا ۱۵۰ سال کے علیٰ حسب اختلاف الروایات حیات مسیح الی قآن کو منافی نہیں۔ قطع نظر اس جہالت سے امام طویل حافظ عماد الدین ابی کثیرؒ نے ۳۳ سال مطابق حدیث صحیح کے لکھا ہے اور خازن اور ابن سعد اور احمد اور حاکم نے اس کو صحابہ عظام کی طرف منسوب کیا ہے۔ فانہ رفع وله ثلث وثلاثون سنة فی الصحيح وقد ورد ذالک فی حدیث فی صفة اهل الجنة انهم علی صورة ادم و ميلاد عیسیٰ ثلث و ثلثین سنة واماما احکامہ ابن عساکر عن بعضهم انه رفع وله مائة وخمسون سنة فشاذ غریب بعید.

(ابن کثیر ص ۳۳۵)

قال ابن عباس ارسل الله عیسیٰ علیه السلام وهو ابن ثلاثین سنة فمکث فی رسالته ثلاثین شهراً ثم رفعه الله الیه (تفسیر خازن ص ۵۰۳) و اخراج ابن سعد و احمد فی الزهد والحاکم من سعید بن المسیب قال رفع عیسیٰ ابن ثلاث و ثلثین سنة.

رفع ونزول مسیح علیہ السلام

قادیانی نظریات کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسائل ذیل میں جو نمبر وار درج کیے جاتے ہیں۔

- (۱)..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم غضری سے آسمان پر اٹھائے گئے یا صرف روح؟
- (۲)..... عیسیٰ علیہ السلام اب تک زندہ ہیں یا نہیں۔ اگر زندہ ہیں تو کیا کھاتے ہیں کیونکہ انسانی زندگی کا مدار اس پر ہے؟
- (۳)..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے کب ہوگا اور کس شریعت پر ان کا عمل ہوگا اور اپنے آپ کو نبی کہلائیں گے یا امتی؟

(۴)..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس ذریعہ سے آسمان پر گئے ہو یا بجلی یا کسی تخت پر سوار ہو کر چلے گئے؟

(۵)..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں دفن ہوں گے اور کتنی مدت دنیا میں رہیں گے؟

(۶)..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول آسمانی سے انکار کرنا کفر یا نہیں؟

(۷)..... نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟ اور خلیفہ کے کیا معنی ہیں اور اس کی تعریف کیا ہے؟

(۸)..... مجدد کے کیا معنی ہیں اور کس کو کہتے ہیں؟ اور مرزا غلام احمد قادیانی نے جو دعویٰ کیا کہ میں نبی اور رسول اور

مجدد زمان اور کرشن جی ہوں اب اس کو کیا مانا جائے مسلمان یا اس کے برعکس یا اس کے دعویٰ کے موافق؟

(۹)..... مرزا قادیانی کو کوئی شخص نبی یا رسول یا مجدد و کرشن جی مانے یا صرف اس کے افعال کو اچھا سمجھے تو ایسے

فحش کا مذہب ہے یا ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا نا طے لینا دینا از مذہب اہلسنت والجماعت جائز ہے یا نہیں؟ قرآن

مجید و احادیث سے جلاتا خیر تحریر فرمائیں۔

جواب..... ۱ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی ہوا ہے نہ کہ صرف روحانی، کیونکہ قرآن شریف میں روح کا ذکر نہیں صرف قتل و صلیب کی تردید کی گئی ہے کہ و ما قتلوه و ما صلبوه یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو نہ انھوں نے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا۔ اس نص قرآنی سے رفع جسمانی ثابت ہے کیونکہ قتل اور صلیب کا فعل جسم پر وارد ہوتا ہے نہ کہ روح پر۔ پس جس چیز کو قتل اور صلیب سے بچایا اس کو اٹھایا، اور روح کو نہ کوئی قتل کر سکتا ہے اور نہ صلیب پر چڑھا سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ جسم کا رفع ہوا کیونکہ قتل اور صلیب سے جسم ہی بچایا گیا۔

جواب..... ۲ جسم و روح مرکب کی حالت کا نام عیسیٰ تھا۔ و ما قتلوه و ما صلبوه۔ (النساء ۱۵۷) میں جو ضمیریں ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ روح و جسم کی مرکب حالت کا نام ہے ان کی طرف راجع ہیں۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کو مرکب حالت میں بچایا گیا اور اس حالت میں اٹھایا گیا جس سے ثابت ہوا کہ رفع جسمانی ہوا کیونکہ صرف روح نہ کھاتا ہے اور نہ ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتا ہے۔ پس جسم مع روح کا رفع بحالت زندگی ہوا۔ چنانچہ شیخ شہاب الدین المعروف ابن حجر (مختصر المحجہ مطبوعہ مکرہ مطبع عباس احمد البازج ص ۳۲۲) پر لکھتے ہیں۔ و اما رفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انه رفع ببدنہ حیاً یعنی اس پر اتفاق ہے حدیثوں اور تفسیروں کا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی بدن کے ساتھ بحالت زندگی اٹھائے گئے۔

جواب..... ۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں جیسا کہ اجماع سے ثابت ہے جیسا اٹھایا گیا۔ ان کے کھانے پینے اور بول و براز کا جواب یہ ہے کہ آسمانی کرہ ہر ایک زمین سے کئی حصے زیادہ ہے اور جدید علوم حکمت سے ثابت ہے کہ ہر ایک دنیاوی اشیاء آسمانی تاثیرات سے معرض ظہور میں آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وفی السماء رزقکم یعنی تمہارا رزق یعنی روزی آسمان میں ہے۔

دوم! حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹھ آسمان سے نصوص قرآنی سے ثابت ہے۔ پس جو کھانا پینا وغیرہ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کو ملتا تھا وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملتا ہے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کھانا نہیں ملتا اور بھوکے رہتے ہیں؟ کوئی آسمان پر گیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکایت سن کر آیا ہے؟ تو بتائے یہ صرف علوم حکمت و فلسفہ سے نادانیت کا باعث ہے کہ ایسے ایسے اعتراض کیے جاتے ہیں۔ جب آسمان پر بیٹھے یعنی مادہ اور عناصر موجود ہیں تو آسمانی مخلوق کو رزق کا ملنا کیا قیاس فاسد ہے؟ جبکہ علوم جدیدہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ مریخ چاند سورج وغیرہ اجرام فلکی میں نہریں اور جنگل ہیں اور آبادیاں ہیں تو یہ اعتراض بالکل غلط ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کھاتے کہاں سے ہوں گے۔

سوم! جب نص قرآنی (البقرہ ۵۷) سے ثابت ہے کہ بنی اسرائیل کے واسطے خواجہ بالکل تیار پکا پکایا آسمان سے نازل ہوتا تھا تو پھر ایسے اعتراض مضامین قرآنیہ سے نادانیت کا باعث ہے۔

جواب..... ۳ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی دس نشانوں میں سے ایک نشانی ہے۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۴۲ ابواب الحن) حضرت عیسیٰ کا نزول دابۃ الارض کا نکلنا دجال کا خرد و غیرہ وغیرہ پس جب قیامت آنے کو ہوگی تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ہوگا۔ معراج میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کو دیکھا تو قیامت کے بارہ میں گفتگو ہوئی۔ حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ پہلے بات حضرت ابراہیم علیہ السلام پر

جاتے تھے نبیوں سے جب ایک نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی مبعوث ہوتا مگر چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے یعنی غیر تشرعی نبی جو شریعت سابقہ کی پیروی کرے اور خود بھی نبی کہلائے نہ ہوگا اس لیے میری امت کے امیر یا خلیفے یعنی بادشاہ حدود شریعت کی نگہبانی کریں گے اور چونکہ میں خاتم النبیین ہوں اس واسطے نبی کوئی نہیں کہلائے گا۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۱ میں حدیث ہے مفصل دیکھنا ہو تو دیکھ لیں اور ظلیفوں کی صفات وغیرہ کا بھی ذکر اس کتاب میں ہے۔ یہاں گنجائش نہیں کہ صفات خلیفہ لکھی جائیں۔ مختصر یہ ہے کہ بزدل نہ ہو بہادر ہو، تاکہ جنگ میں بھاگ نہ جائے اور اس قابل ہو کہ بیرونی دشمن اسلام کا مقابلہ کر سکے اور جنگ سے ہرگز نہ گھبرائے اور حدود شریعت کی نگہبانی کر سکے اور حدود جاری کرے تاکہ ملک میں امن قائم رہے۔

جواب ۸..... مجدد کی تعریف رسول اللہ ﷺ نے خود ہی فرمادی ہے کہ من یجد دلہا دینہا یعنی مجدد ہر ایک صدی کے سر پر ہوا کرے گا جو دین اسلام کو تازہ کر دیا کرے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز مجدد نہ تھے کیونکہ دین محمدی کو ہرگز تازہ نہیں کیا اور نہ کسی مردہ سنت نبوی کو زندہ کیا بلکہ دین عیسوی کو زندہ کیا اور عیسائیوں کے مسئلہ ابن اللہ کی تصدیق کی دیکھو الہام مرزا قادیانی انت منی بمنزلہ ولدی یعنی اے مرزا تو ہمارے ولد یعنی بیٹے کی جا بجا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۸۶ حقیقۃ الوحی خزائن جلد ۲۲ ص ۸۹) دوسری طرف مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں مثل عیسیٰ ہوں اور عیسیٰ بقول عیسائیوں کے خدا کا بیٹا ہے تو مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا ہونا اپنے الہام سے ثابت کر دیا کیونکہ جب مثل عیسیٰ بمنزلہ یعنی بجائے خدا کے بیٹے کے ہے تو اصل عیسیٰ ضرور اصل بیٹا خدا کا ثابت ہوا کیونکہ جب مثیل مسیح (یعنی غلام قادیانی جو مثیل مسیح ہونے کا مدعی ہے) کو خدا کہتا ہے کہ تو میرے بیٹے کی جا بجا ہے تو ثابت ہو کہ اصل مسیح خدا کا اصلی بیٹا ہے۔ مجدد دین محمدی تو نص قرآن لم یلد ولم یولد کے برخلاف ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ خدا نے مجھ کو الہام کیا ہے کہ تو میرے بیٹے کی جا بجا ہے۔ پھر مرزا قادیانی نے مجسم خدا جو کہ عیسائیوں کا مسئلہ تھا اس کو تازہ کیا ہے کہ آپ اپنی کتاب (کتاب البرہین ص ۸۵ خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳) پر لکھتے ہیں کہ ”میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔“ جب مرزا قادیانی خود خدا بن گئے۔ پھر مرزا قادیانی نے تو یہ غضب کیا کہ خدا کے نطفہ سے حقیقی صلیبی بیٹے بن بیٹھے۔ چنانچہ اپنی کتاب (اربعین نمبر ۳ ص ۳۲ خزائن ج ۱۷ ص ۲۲۳) پر لکھتے ہیں کہ مجھ کو الہام کیا کہ ”انت من ماء ناوہم من فہشل“ یعنی اے مرزا تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور وہ لوگ خشکی سے اس الہام میں تو مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور عیسائیوں کو بھی مات کر گئے اور خدا کے حقیقی بیٹے بن گئے۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی دین محمدی کے مجدد ہیں یا دین عیسوی کے، جن جن باطل مسائل کو ۱۳ سو برس سے اہل اسلام نے منایا تھا وہ مرزا قادیانی نے اسلام میں داخل کیے اور پھر مجدد دین محمدی۔

کار شیطان میکد نامش ولی

گر ولی اس است لعنت بر ولی

(مولانا روم کا شعر ہے کہ شیطانی کام کرے اور ولی کہلائے اگر یہ ولی ہے تو اس ولی پر لعنت)

اگر یہی مجدد کا نشان ہے تو بے شک ایسے مجدد کا نہ آنا امت محمدی کے واسطے بہتر ہے۔ پھر مرزا قادیانی کا دعویٰ کرشن ہونے کا بھی ہے یعنی وہ کہتے ہیں کہ خدا نے مجھ کو الہام کیا ہے رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔ دیکھو (پیکر سیالکوٹ ص ۲۳ خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۹) اگر مرزا قادیانی کا یہ الہام سچ ہے تو پھر مرزا قادیانی کھلے بندوں

اسلام سے خارج ہیں کیونکہ کرشن جی کا اوتار مرزا قادیانی تب ہی ہو سکتے ہیں جب ان کے مذہب کی پیروی کریں اور کرشن جی کا مذہب یہی تھا جو آج کل آریہ صاحبان اہل ہنود کا ہے۔ یعنی قیامت سے انکار اور آداگون یعنی تناخ کا اقرار اور قیامت کا انکار صریح کفر ہے۔ پس مرزا قادیانی اس پر مقرر کردہ اصولوں سے کہ میں متابعت تامہ محمد ﷺ کے باعث محمد ہو گیا ہوں درستی اصول کی پابندی سے یعنی متابعت تامہ کرشن سے کرشن ہوئے۔ جب کرشن ہوئے تو تناخ کے قائل ہوئے اور کافر ثابت ہوئے۔ میں نیچے کرشن کا مذہب لکھتا ہوں۔ کرشن جی ارجن کو فرماتے ہیں۔ سوچ لو ہم تم اور سب راہے مہاراجے کبھی تھے یا نہیں۔ آئندہ ان کا کیا جنم ہوگا۔ ہم سب گزشتہ جنموں میں بھی پیدا ہوئے تھے اور اگلے جنموں میں پیدا ہوں گے۔ جس طرح انسانی زندگی میں لڑکپن جوانی اور بڑھاپا ہوا کرتا ہے اسی طرح انسان بھی مختلف قالب قبول کرتا ہے اور پھر اس قالب کو چھوڑ دیتا ہے۔ دیکھو (گیتا معنفہ کرشن جی مہاراج اشوک ۲۲ راہ دہائے رام) شیخ فیضی نے بھی گیتا کا ترجمہ کیا ہے وہ بھی سن لو۔

زکارکو	میرد	بہشت
بھر	جنم	زشت
بتید	تناخ	داورش
بانواع	قالب	دراں
تہائے	معبود	میروند
نجم	و	خوک
		درمیروند

(صفحہ ۱۳۶ مترجمہ فیضی تفلح خور) اب صاف ہو گیا کہ کرشن جی قیامت کے منکر تھے جب مرزا قادیانی قیامت کے منکر ہوئے تو کافر ہوئے۔ کیونکہ متابعت تامہ سے یہ درجہ پایا ہے اور متابعت تامہ یہ ہے کہ پورا پورا پیرو ہو پس کرشن جی کی پیروی یہی ہے کہ قیامت سے انکار کیا جائے اور تناخ مانا جائے وغیرہ وغیرہ۔

جواب..... ۹۔ جب مرزا قادیانی اصول اسلام کے پابند ہی نہیں رہے جس امر کے واسطے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے تو قیامت کی خبر دیتے آئے اور تناخ کی تردید کرتے آئے۔ پھر جب مرزا قادیانی نے قیامت سے انکار کر دیا تو مسلمان کیسے؟ اب تو یہ معاملہ ہے۔ مصرع

جس جگہ تھا نور ایمان اب وہاں ہے آداگون

یعنی تناخ اور مرزا قادیانی کے مرید بھی اسی اعتقاد کے ہوں گے۔ کیونکہ پیرو مرید کا اعتقاد ایک ہی ہوتا ہے۔ پس اگر مرزا قادیانی کا یہ الہام سچا ہے کہ میں کرشن ہوں تو پھر ہرگز مسلمان نہیں اور مریدوں کو بھی ساتھ ہی لے ڈوبے ہیں۔ پس ان سے لین دین اور معاملات مسلمانوں والے نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ توبہ نہ کریں اور تجدید اسلام نہ کریں۔ الحبيب پیر بخش، الجواب صحیح نظام الدین مٹانی (فتاویٰ نظامیہ ج ۲ ص ۱۹۸ تا ۲۰۳)

نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام

سوال..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کب آسمان سے نازل ہوں گے؟

جواب..... قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کو قیامت کی بڑی نشانیوں میں شمار کیا گیا ہے اور قیامت سے ذرا پہلے ان کے تشریف لانے کی خبر دی ہے۔ لیکن جس طرح قیامت کا معین وقت نہیں بتایا گیا کہ فلاں صدی میں آئے گی اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا وقت بھی معین نہیں کیا گیا کہ وہ فلاں صدی میں تشریف لائیں گے۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے ”اور بے شک وہ نشانی ہے قیامت کی۔ پس تم اس میں ذرا بھی شک مت کرو۔“ (سورہ زخرف) بہت سے اکابر صحابہؓ و تابعینؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قرب قیامت کی نشانی ہے اور صحیح ابن حبان میں خود آنحضرت ﷺ سے بھی یہ تفسیر منقول ہے۔

(سورہ اہلطان ص ۳۳۵ حدیث نمبر ۱۷۵۸)

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔

”یہ تفسیر حضرت ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ، ابو العالیہؓ، ابو مالکؓ، عکرمہؓ، حسن بصریؓ، قتادہؓ، ضحاکؓ اور دیگر حضرات سے مروی ہے اور آنحضرت ﷺ سے اس مضمون کی متواتر احادیث وارد ہیں کہ آپ ﷺ نے عیسیٰ علیہ السلام کے قیامت سے قبل تشریف لانے کی خبر دی ہے۔“

(تفسیر ابن کثیر ص ۱۳۲ ج ۳)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ شب معراج میں میری ملاقات حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سے ہوئی تو آپس میں قیامت کا تذکرہ ہونے لگا کہ کب آئے گی؟ پہلے حضرت ابراہیمؑ سے دریافت کیا گیا انھوں نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں پھر موسیٰؑ سے پوچھا گیا، انھوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باری آئی تو انھوں نے فرمایا کہ قیامت کے وقوع کا ٹھیک وقت تو خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ البتہ میرے رب کا مجھ سے ایک عہد ہے کہ قیامت سے پہلے جب دجال نکلے گا تو میں اس کو قتل کرنے کے لیے نازل ہوں گا وہ مجھے دیکھ کر اس طرح پھیلنے لگے گا جیسے سیسہ پتھلا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو میرے ہاتھ سے ہلاک کر دیں گے۔ یہاں تک کہ شجر و حجر بھی پکار اٹھیں گے کہ اے مسلم! میرے پیچھے کا فر چمپا ہوا ہے اس کو قتل کر دے۔ قتل دجال کے بعد لوگ اپنے اپنے علاقے اور ملک کو لوٹ جائیں گے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد یا جوج ماجوج نکلیں گے، وہ جس چیز پر سے گزریں گے اسے تباہ کر دیں گے تب لوگ میرے پاس ان کی شکایت کریں گے، پس میں اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں بددعا کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ ان پر یکبارگی موت طاری کر دیں گے۔ یہاں تک کہ زمین ان کی بدبو سے متعفن ہو جائے گی۔ پس اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائیں گے جو ان کے اجسام کو بھا کر سمندر میں ڈال دے گی۔ پس میرے

رب کا مجھ سے یہ عہد ہے کہ جب ایسا ہوگا تو قیامت کی مثال پورے دنوں کی حاملہ اونٹنی کی سی ہوگی جس کے بارے میں اس کے مالک نہیں جانتے کہ اچانک دن میں یا رات میں کسی وقت اس کا وضع حمل ہو جائے۔“ (مسند احمد ج ۱ ص ۳۷۵، ابن ماجہ ص ۲۹۹، باب خروج الدجال و یحییٰ بن مریم، مستدرک حاکم ج ۵ ص ۶۸۷ حدیث ۸۵۳۹ باب مذاکرۃ الانبیاء فی امر السائب، ابن جریر ج ۱ ص ۹۱ الانبیاء ۹۶ زیر آیت وہم من کل حدیب ینسلون)
حضرت یحییٰ علیہ السلام کے اس ارشاد سے جو آنحضرت ﷺ نے نقل کیا ہے، معلوم ہوا کہ ان کی تشریف آوری بالکل قرب قیامت میں ہوگی۔

سوال..... نیز آپ کی کیا کیا نشانیاں دنیا پر ظاہر ہوں گی؟

جواب..... آپ کے زمانہ کے جو واقعات، احادیث طیبہ میں ذکر کیے گئے ہیں ان کی فہرست خاصی طویل ہے۔ مختصراً!

- آپ سے پہلے حضرت مہدی کا ظہور۔
- آپ کا عین نماز فجر کے وقت اترنا۔
- حضرت مہدی کا آپ کو نماز کے لیے آگے کرنا اور آپ کا انکار فرمانا۔
- نماز میں آپ کا قوت نازلہ کے طور پر یہ دعا پڑھنا۔ ... قتل اللہ الدجال۔
- نماز سے فارغ ہو کر آپ کا قتل دجال کے لیے لکنا۔
- دجال کا آپ کو دیکھ کر سیسے کی طرح کھلنے لگنا۔
- ”باب لد“ نامی جگہ پر (جو فلسطین شام میں ہے) آپ کا دجال کو قتل کرنا، اور اپنے نیزے پر لگا ہوا دجال کا خون مسلمانوں کو دکھانا۔
- قتل دجال کے بعد تمام دنیا کا مسلمان ہو جانا، صلیب کے توڑنے اور خنزیر کو قتل کرنے کا عام حکم دینا۔
- آپ کے زمانہ میں امن و امان کا یہاں تک پھیل جانا کہ بھیڑیے، بکریوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ چرنے لگیں اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلنے لگیں۔
- کچھ عرصہ بعد یا جوج ماجوج کا لکنا اور چار سو فساد پھیلانا۔
- ان دنوں میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا اپنے رفقاء سمیت کوہ طور پر تشریف لے جانا اور وہاں خوراک کی تنگی پیش آنا۔
- بالآخر آپ کی بددعا سے یا جوج ماجوج کا یکدم ہلاک ہو جانا اور بڑے بڑے پرندوں کا ان کی لاشوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینکنا۔
- اور پھر زور کی بارش ہونا اور یا جوج ماجوج کے بقیہ اجسام اور لقمین کو بہا کر سمندر میں ڈال دینا۔
- حضرت یحییٰ علیہ السلام کا حرب کے ایک قبیلہ بنو کلب میں نکاح کرنا اور اس سے آپ کی اولاد ہونا۔
- فتح اردو حاتمی جگہ پہنچ کر حج و عمرہ کا احرام باندھنا۔
- آنحضرت ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضری دینا اور آپ ﷺ کا روضہ اطہر کے اندر سے جواب دینا۔
- وفات کے بعد روضہ اطہر میں آپ کا دفن ہونا وغیرہ وغیرہ۔
- آپ کے بعد مقعد نامی شخص کو آپ کے حکم سے خلیفہ بنایا جانا اور مقعد کی وفات کے بعد قرآن کریم کا

سینوں اور صحیفوں سے اٹھ جانا۔

اس کے بعد آفتاب کا مغرب سے نکلنا۔ نیز دابۃ الارض کا نکلنا اور مومن و کافر کے درمیان امتیازی نشان لگانا وغیرہ وغیرہ۔

شبہات

نزول عیسیٰ (علیہ السلام) کے وقت ان کی پہچان کیونکر ہوگی؟

سوال یہ کس طرح ظاہر ہوگا کہ آپ ہی حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں؟

جواب آپ کا یہ سوال عجیب دلچسپ سوال ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے آپ صرف دو باتیں پیش نظر رکھیں۔

اول کتب سابقہ میں آنحضرت ﷺ کے بارے میں پیش گوئی کی گئی تھی، اور آپ ﷺ کی صفات و علامات ذکر کی گئی تھیں، جو لوگ ان علامات سے واقف تھے ان کے بارے میں قرآن کریم کا بیان ہے کہ وہ آپ ﷺ کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں۔ اگر کوئی آپ سے دریافت کرے کہ انھوں نے آنحضرت ﷺ کو کیسے پہچانا تھا کہ آپ ﷺ ہی نبی آخر الزمان ﷺ ہیں؟ تو اس کے جواب میں آپ کیا فرمائیں گے۔ یہی تا کہ آنحضرت ﷺ کی صفات جو کتب سابقہ میں مذکور تھیں وہ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر منطبق کرنے کے بعد ہر شخص کو نوراً یقیناً آ جاتا تھا کہ آپ وہی نبی آخر الزمان ﷺ ہیں اسی طرح حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی جو صفات آنحضرت ﷺ نے ذکر کی ہیں ان کو سامنے رکھ کر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی شخصیت کی تعین میں کسی کو ادنیٰ سا شبہ بھی نہیں ہو سکتا۔ ہاں! کوئی شخص ان ارشادات نبویہ ﷺ سے ناواقف ہو یا کج فطری کی بنا پر ان کے چسپاں کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو، یا محض ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس سے پہلو جی کرے تو اس کا مرض لاعلاج ہے۔

دوم بعض قرائن ایسے ہوا کرتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں آدمی یقیناً لانے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اسے مزید دلیل کی احتیاج نہیں رہ جاتی۔ مثلاً آپ دیکھتے ہیں کہ کسی مکان کے سامنے محلے بھر کے لوگ جمع ہیں، پورا مجمع افسردہ ہے، گھر کے اندر کھرام مچا ہوا ہے، درزی کفن سی رہا ہے، کچھ لوگ پانی گرم کر رہے ہیں، کچھ قبر کھودنے جا رہے ہیں۔ اس منظر کو دیکھنے کے بعد آپ کو یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں رہے گی کہ کیا یہاں کسی کا انتقال ہو گیا ہے؟ اور اگر آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ فلاں صاحب کافی مدت سے صاحب فراش تھے اور ان کی حالت نازک تر تھی تو آپ کو یہ منظر دیکھ کر فوراً یقیناً آ جائے گا کہ ان صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔

سیدنا عیسیٰ (علیہ السلام) کی تشریف آوری کی خاص کیفیت، خاص وقت، خاص ماحول اور خاص حالات میں آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔ جب وہ پورا نقشہ اور سارا منظر سامنے آئے گا تو کسی کو یہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی کہ یہ واقعی عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں یا نہیں؟

تہ درستیجہ! حضرت مہدی عیسائیوں کے خلاف مصروف جہاد ہیں اتنے میں اطلاع آتی ہے کہ دجال نفل آیا ہے۔ آپ اپنے لشکر سمیت بہ ثلث بیت المقدس کی طرف لوٹتے ہیں اور دجال کے مقابلے میں صف آراء ہو جاتے ہیں۔ دجال کی فوجیں اسلامی لشکر کا محاصرہ کر لیتی ہیں۔ مسلمان انتہائی تنگی اور سراسیمگی کی حالت میں محصور

جیب۔ اٹنے میں سحر کے وقت ایک آواز آتی ہے۔ ”قد اناکم الغوث“ (تمہارے پاس مددگار آ پہنچا) اپنی زبانوں کو بند کر دیکھ کر ایک شخص کے منہ سے بے ساختہ نکل جا۔ ہے کہ یہ ”کسی پیٹ بھرے کی آواز“ علوم ہوئی ہے۔“ پھر اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے سفید منارہ کے پاس نزول فرما۔ تے ہیں اور میں اس آیت الشکر میں پہنچتے ہیں جبکہ صبح کی اقامت ہو چکی ہے اور امام مصلیٰ پر جا چکا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ تمام کوائف جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائے ہیں جب وہ ایک ایک کر کے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے آئیں گے تو کون ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شناخت سے محروم رہ جائے گا؟ آنحضرت ﷺ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی صفات و علامات، ان کا حلیہ اور ناک نقشہ، ان کے زمانہ نزول کے سیاسی حالات اور ان کے کارناموں کی جزئیات اس قدر تفصیل سے بیان فرمائی ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ جب یہ پورا نقشہ لوگوں کے سامنے آئے گا تو ایک لمحہ کے لیے کسی کو ان کی شناخت میں تردد نہیں ہوگا۔ چنانچہ کسی کمزور سے کمزور روایت میں بھی یہ نہیں آتا کہ ان کی تشریف آوری پر لوگوں کو ان کے پہچاننے میں دقت پیش آئے گی۔ یا یہ کہ ان کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہو جائے گا کوئی ان کو مانے گا اور کوئی نہیں مانے گا۔ اس کے برعکس یہ آتا ہے کہ مسلمان تو مسلمان، وصال کے لشکر سے ٹھننے کے بعد، غیر مذہب کے لوگ بھی سب کے سب مسلمان ہو جائیں گے اور دنیا پر صرف اسلام کی حکمرانی ہوگی۔

یہ بھی عرض کر دینا مناسب ہوگا کہ گزشتہ صدیوں سے لے کر اس رواں صدی تک بہت سے لوگوں نے مسیحیت کے دعوے کیے اور بہت سے لوگ اصل و نقل کے درمیان تمیز نہ کر سکے اور ناقصی کی بنا پر ان کے گرویدہ ہو گئے۔ لیکن چونکہ وہ ”الغوث“ نہیں تھے۔ اس لیے وہ دنیا کو اسلام پر جمع کرنے کے بجائے مسلمانوں کو کافر بنا کر ان کے درمیان اختلاف و تفرق ڈال کر ملتے بنے۔ ان کے آنے سے نہ فتنہ فساد میں کمی ہوئی نہ کفر و فسق کی ترقی رک سکی۔ آج زمانے کے حالات بجا نکل دہل اعلان کر رہے ہیں کہ وہ اس تاریک ماحول میں اتنی روشنی بھی نہ کر سکے جتنی کہ رات کی تاریکی میں جگنو روشنی کرتا ہے۔ وہ یہ سمجھے کہ ان کی من مانی تاویلات کے ذریعہ ان کی مسیحیت کا سکہ چل نکلے گا لیکن انفس کو ان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمودہ علامات اتنی بھی چسپاں نہ ہوئیں جتنی کہ ماش کے دانے پر سفیدی۔ کسی کو اس میں شک ہو تو آنحضرت ﷺ کے ارشاد فرمودہ نقشہ کو سامنے رکھے اور آپ ﷺ کی ارشاد فرمودہ ایک ایک علامت کو ان مدعیوں پر چسپاں کر دیکھے، اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر سکتا ہے مگر ان مدعیوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفات و علامات منطبق نہیں ہو سکتیں۔ کاش ان لوگوں نے ہزارگوں کی یہ نصیحت یاد رکھی ہوتی۔

بصاحب نظرے ہما گوہر خود را
یعنی نواں غشت بہ تصدیق خرے چند

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۷ تا ۲۴۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس عمر میں نازل ہوں گے؟

سوال۔ ہم سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ حدیث کی روشنی میں بیان کریں کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں پیدا ہوں گے یا پھر اس عمر میں تشریف لائیں گے جس عمر میں آپ کو آسمان پر اللہ تعالیٰ نے اٹھالیا۔ میں ایک مرتبہ پھر آپ سے گزارش کروں گا کہ جواب ضرور دیں اس طرح ہو سکتا

ہے کہ آپ کی اس کاوش سے چند قادیانی اپنا عقیدہ درست کر لیں۔ یہ ایک قسم کا جہاد ہے آپ کی تحریر ہمارے لیے سند کا درجہ رکھتی ہے۔

جواب..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے اسی عمر میں نازل ہوں گے۔ ان کا آسمان پر قیام ان کی صحت اور عمر پر اثر انداز نہیں۔ جس طرح اہل جنت، جنت میں ۱۸ جوان رہیں گے اور وہاں کی آب و ہوا ان کی صحت اور عمر کو متاثر نہیں کرے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاں اس وقت قیام فرما ہیں وہاں زمین کے نہیں آسمان کے قوانین جاری ہیں۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ ”تیرے رب کا ایک دن تمہاری کشتی کے حساب سے ایک ہزار برس کے برابر ہے۔“ اس قانون آسمانی کے مطابق ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہاں سے گئے ہوئے دو دن بھی نہیں گزرے۔ آپ غور فرما سکتے ہیں کہ صرف دو دن کے انسان کی صحت و عمر میں کیا کوئی نمایاں تبدیلی رونما ہو جاتی ہے؟

مشکل یہ ہے کہ ہم معاملات الہیہ کو بھی اپنی عقل و فہم اور مشاہدہ و تجربہ کے ترازو میں تولنا چاہتے ہیں۔ ورنہ ایک مومن کے لیے فرمودہ خدا اور رسول سے بڑھ کر یقین و ایمان کی کوئی بات ہو سکتی ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ پیدا ہونے کا سوال تو جب پیدا ہوتا کہ وہ مر چکے ہوتے۔ زندہ تو دوبارہ پیدا نہیں ہوا کرتا اور پھر کسی مرے ہوئے شخص کا کسی اور قالب میں دوبارہ جنم لینا تو ”آداگون“ ہے جس کے ہندو قائل ہیں۔ کسی مدعی اسلام کا یہ دعویٰ ہی غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت نے اس کے قالب میں دوبارہ جنم لیا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۵-۲۳۶)

قادیانی عقیدے میں مسیح کی روحانیت کے متعدد نزول

سوال..... قادیانیوں کے لٹریچر سے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں کیا نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں؟ مہربانی فرما کر جواب سے نوازیں۔

الجواب..... قادیانیوں کے لٹریچر کا حاصل نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جس طرح ایک روح کے لیے ایک بدن ضروری نہیں، وہ مختلف اوقات میں مختلف اجسام میں اتر سکتی ہے۔ پس قادیانیوں کے نزدیک مسیح ایک فرد کا ہم نہیں۔ یہ ایک روح ہے جو مختلف اوقات میں مختلف اجسام میں اترتی رہی ہے اور یہ ممکن ہے کہ قرب قیامت میں وہ کسی بدن میں جلدی طور پر ظاہر ہو اور دنیا کی صف لپیٹ دی جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔ ”غور سے اس معرفت کے دقیقہ کو سنو کہ حضرت مسیح کو جو دفعہ یہ واقعہ پیش آیا کہ ان کی روحانیت نے قائم مقام طلب کیا۔ اول جبکہ ان کے فوت ہو جانے پر چھ برس گزر گیا اور یہودیوں نے اس بات پر حد سے زیادہ اصرار کیا کہ وہ نعوذ باللہ بدکار مکار اور کاذب تھا اور اس کا ناجائز طور پر تولد تھا۔ اس لیے وہ مصلوب ہوا۔ تب یہ اعلام الہی مسیح کی روحانیت جوش میں آئی اور اس نے ان تمام الزاموں سے اپنی بریت ہمارے نبی اکرم ﷺ مہوٹ ہوئے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۲ خزائن ج ۵ ص ۳۳۲)

الغرض قادیانی عقیدے کے مطابق روح مسیح کا پہلا جوش نبی اکرم ﷺ کی صورت میں ظاہر ہوا۔

دوسرا جوش مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں قادیان میں اترنا۔ (العیاذ باللہ) اور مسیح کی روحانیت کا تیسرا جوش قیامت کے قریب ایک جلالی صورت میں ظاہر ہوگا۔ تب دنیا کا اختتام ہوگا۔ اس بات کے بارے میں

مرزا نے لکھا ہے کہ یہ بات کشف کے ذریعہ مجھ پر منکشف ہوئی۔ قادیانیوں کے لڑبچر سے یہ چیز عیاں ہوتی ہے۔
مرزا غلام احمد قادیانی نے خود لکھا ہے۔

”ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثل بن کر آئے۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۵۵ خزائن ج ۳ ص ۱۷۹)

ممکن ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آ جائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔

(ازالہ اوہام ص ۳۰۰ خزائن ج ۳ ص ۱۹۷-۱۹۸)

قادیانیوں کا لڑبچر خود مرزا کے دعوؤں کی تردید کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کا ایک نشان ہیں اور جب تک وہ نشان ظاہر نہ ہو اور تمام اہل کتاب ان پر ایمان نہ لے آئیں وہ علامات پوری نہ ہوں گی جو قرآن نے ان کی آمد کی بتلائی ہیں اور اس پر چودہ سو سال سے امت کا اجماع چلا آ رہا ہے پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت کے قول سے مرزا قادیانی کے لیے مسیح کی سیٹ خالی نہیں کرائی جاسکتی۔ یہ قادیانیوں کی دھوکہ دہی اور دھوکسل بازی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قادیانیوں کے جدید حیلوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ (مزید دلائل کا ذوق ہو تو اعلیٰ حضرت گولڑوی کی تصانیف کا مطالعہ کریں۔ انشاء اللہ ایمان وایقان میں اضافہ ہوگا) واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔

(نوائی مکتبہ ص ۳۲۹-۳۳۰)

اجادیت اور نزول مسیح علیہ السلام

سوال حضرت مسیح کے نزول کے بارے میں جو احادیث کتب میں وارد ہیں کیا یہ صحت کے اعتبار سے درست ہیں؟ اس کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے اور دوبارہ نزول کی کیا حکمتیں ہو سکتی ہیں۔ مہربانی فرما کر وضاحت فرمائیں۔

الجواب پہلی بات تو یہ ہے کہ تمام ائمہ حدیث نے نزول مسیح کے بارے میں وارد شدہ احادیث کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ اکثر احادیث حد تو اتار کو پہنچی ہوئی ہیں۔ لہذا نزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ باقی چند احادیث کو نقل کرنے کے بعد چند حکمتیں عرض کرتے ہیں۔

حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام حدیث کی روشنی میں

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

”لینزلن ابن مریم حکماً عادلاً فلیکسرن الصلیب و یقتلن الخنزیر و لیفتعن الجذیۃ و لیرکن القلاص فلا یسعی علیہا ولتذہبن الشحناء و التباغض و التحاسد و لیدعون الی المال فلا یقبلہ احد۔“
(رداء المسلم ج ۱ ص ۸۷)

بخدا عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہوگا۔ جو عدل و انصاف سے فیض فرمائیں گے۔ صلیب توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔ ابنوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے گا اور ان سے کوئی شخص کام نہیں لے گا۔ لوگوں کے دلوں سے کین، بغض اور حسد نکل جائے گا۔ انھیں مال لینے کے لیے بلایا جائے گا اور کوئی مال لینے والا نہیں آئے گا۔ اس حدیث میں جزیہ موقوف کرنے کا بھی بیان کیا گیا ہے۔ لہذا یاد رہے کہ اس سے یہ لازم نہیں

آتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض اہل کام کو منسوخ کر دیں گے بلکہ آنحضرت ﷺ خود اس کے تارخ ہیں کیونکہ آپ نے خود جزیہ کی مدت نزول مسیح تک بیان فرمائی ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد تمام کفار اور مشرکین مسلمان ہو جائیں گے تو جزیہ عائد کرنے کی کئی وجہ نہیں رہے گی۔ قرآن حکیم نے بھی تصریح کر دی ہے۔

”وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ“ (النساء ۱۵۹) ترجمہ: ”اہل کتاب میں سے ہر شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا۔“

اور ابھی تک یہودی ایمان نہیں لے آئے اور نہ ہی عیسائیوں کا اس پر ایمان ہے۔ بہر حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا ضروری ہے تاکہ یہودی ایمان لا کر مسلمان ہو جائیں۔
”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔“

”کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔“ (رواہ مسلم ج ۱ ص ۸۷)

”اس وقت کیا شان ہوگی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور امام تم میں سے کوئی شخص ہوگا۔“

حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

”لاتزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیامة قال فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرہم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء۔ تکومة لہذہ الامۃ۔“ (رواہ المسلم ج ۱ ص ۸۷) ”میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے لڑتا رہے گا اور قیامت تک حق پر قائم رہے گا اور ثابت رہے گا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ مسلمانوں کا امیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہے گئے آئے نماز پڑھائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ نہیں تمہیں میں سے بعض بعض کی امامت کریں گے۔“
آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول اس امت کی فضیلت ظاہر کرنے کے لیے ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

”میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان نبی نہیں۔ اور وہ اتریں گے جب ان کو دیکھو تو پہچان لو، وہ قیامت نے درمیانے ہیں۔ سرخ و سفید ہیں۔ دو زرد کپڑوں میں اتریں گے۔ سر کے بال ایسے معلوم ہوں گے کہ گویا ان سے پانی نکلتا ہے۔ اگرچہ پانی نہیں ہوگا۔ لوگوں سے جہاد کریں گے۔ صلیبی قوت توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ موقوف کریں گے۔ اس وقت سوائے اسلام کے تمام ادیان کا خاتمہ ہوگا۔ دجال کو ختم کریں گے۔ زمین میں چالیس برس رہیں گے۔ بھرف و فطات پائیں گے اور مسلمان ان پر نماز پڑھیں گے۔“ (ابوداؤد ۳۷۸/۳۷۹)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ زمین پر اتریں گے۔ شادی کریں گے اور اولاد پیدا ہوگی۔ پینتالیس سال زمین پر ٹھہریں گے۔ پھر فوت ہوں گے اور میرے مقبرے میں دفن ہوں گے۔ قیامت کے دن ہم اور عیسیٰ ابن مریمؑ ایک مقبرے سے اٹھنے اٹھیں گے اور ہمارے دائیں بائیں ابوبکرؓ و عمرؓ ہوں گے۔

حضرت علامہ محی الدین ابن عربیؒ لکھتے ہیں۔

”فی حدیث معراج فلما دخل بجسده فانه لم یمت الی الان بل رفعہ اللہ الی ہذہ السماء۔ واسکنہ بہا و حکمہ فیہا و هو شبخنا الذی رجعنا علی یدہ ولہ بنا عناية عظيمة ولا یفضل

”جہاں فتنہ سے بڑا کوئی فتنہ پیدا نہیں ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک نہیں۔“

• موجودہ دور کے عالمی فتنوں اور انہی تباہیوں کے بانی یہود اور نصاریٰ ہیں۔

• اشترایت کا بانی کارل مارکس یہودی ہے۔

• ایٹم بم کا موجد شوین ہار یہودی ہے۔

• سامراجیت کی بنیاد مسیحی طاقتوں نے قائم کی ہے۔

• مسلمانوں کو بگاڑنے والی بھی عیسائی قومیں ہیں۔

اس لیے ضروری ہوا کہ ایک اسرائیلی پیغمبر ﷺ جو مسیحی اقوام کا پیشوا ہے انہی کے ہاتھوں ان کی امت کے پیدا کردہ فساد کا خاتمہ ہو۔ الغرض عیسائی اقوام نے مادی اور سائنسی اور انہی جو فساد چاکیا ہے اور زمینی قوتیں اس کے مقابلہ سے عاجز ہیں اور اب بجز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بغیر اس کی اصلاح ناممکن ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی تدبیر نے یہ سارا انتظام پہلے سے کر رکھا ہے جو آج عملاً واضح ہوتا جا رہا ہے کہ نزول مسیح ﷺ ضروری ہے۔

(نفاذی حکمہ ص ۳۳۳ تا ۳۳۷)

نزول مسیح ﷺ قرآن و سنت کی روشنی میں

سوال..... قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ نزول مسیح کی حقیقت کیا ہے؟ ایک مسلمان کو اس پر کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟ اور قادیانی جن احادیث اور آیات سے اپنے موقف کا استدلال کرتے ہیں ان کا کیا جواب ہے؟ مہربانی فرما کر تفصیلی جواب سے نوازیں۔

الجواب..... سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ دین اسلام عقلی نہیں بلکہ نقلی ہے یعنی عقلاً نہیں پہنچا بلکہ نقلاً پہنچا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جن ذرائع سے دین ہم تک پہنچا ہے ان پر اعتقاد کرنا ضروری ہے کیونکہ قرآن و سنت، فقہ، اصول فقہ، وغیرہ جملہ علوم، جو دین کی معرفت کا سبب ہیں۔ یہ سب ان کی وساطت سے ملے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ قرآن و سنت کو اسلاف نے ہم سب سے بہتر سمجھا ہے اور وہ سب سے بہتر اور مخلص تھے کیونکہ حدیث نبوی ﷺ ہے۔

”خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم“ (مشکوٰۃ باب مناقب الصحاب ص ۵۵۳)

چوتھی بات یہ ہے کہ جن مسائل و عقائد پر پوری امت کا اجماع و اتفاق آ رہا ہو اس کو تسلیم کرنا ضروری ہے لہذا ان سب باتوں کو سمجھنے کے بعد اب ہم تفصیلی جواب عرض کرتے ہیں اور ان کے ممکنہ اعتراضات کا جواب بھی دیتے ہیں۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام پر اجماع امت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کو اٹھایا جانا اور اس وقت زندہ ہونا اور آخری زمانے میں نزول فرمانا اس پر اجماع امت ہے۔ امام ابن عطیہ سے اجماع کے یہ الفاظ منقول ہیں۔

”حیات المسیح بجسمہ الی الیوم و نزولہ من السماء بجسمہ العنصری مما اجمع علیہ الامۃ و تواتر بہ الاحادیث“ (تفسیر الجلید ۲/۷۵۶) حضرت مسیح علیہ السلام کا جسم کے ساتھ اس وقت زندہ ہونا اور جسد عنصری کے ساتھ آسمان سے اتر کر آنا ایسا عقیدہ ہے جس پر پوری امت کا اتفاق ہے اور آنحضرت ﷺ کی متواتر

احادیث سے ثابت ہے۔ “تفسیر جامع البیان میں اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ کے تحت یہ الفاظ نقل کیے گئے ہیں۔ ”والاجماع علی انه حی فی السماء یزول یقتل الدجال و یؤید الدین۔“ (تفسیر جامع البیان ج ۳ ص ۲۹۱ بالفاظ غیرہ) حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

”الاجماع علی انه رفع ببندہ حیا۔“ کہ اس پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بدن کے ساتھ زندہ اٹھائے گئے ہیں۔

قرآن اور حیاتِ مسیح علیہ السلام

”مَنْ كَرَّوْا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ“

(آل عمران ۳/۴۵)

یہود نے حضرت مسیح علیہ السلام کے خلاف تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بچانے کی تدبیر کی، اللہ تعالیٰ کی تدبیر سب تدبیر کرنے والوں کی تدبیر سے بہتر ہے۔ اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ یہود نے حضرت مسیح علیہ السلام کے خلاف تدبیر کی کہ ان کو بے عزت کر کے سولی پر چڑھا دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تدبیر بچانے کی تھی لہذا اللہ تعالیٰ کی تدبیر غالب رہی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا اور یہود ان کا پال تک بکا نہ کر سکے۔

”إِذْ قَالَ اللَّهُ لِبِیْسَى اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعَکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرَکَ مِنَ الذِّیْنِ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الذِّیْنِ اَتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الذِّیْنِ کَفَرُوْا اِلَیَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمْ بَیْنُکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ۔“ (آل عمران ۳/۵۵) ”جس وقت کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھالوں گا تجھ کو اپنی طرف اور پاک کر دوں گا تجھ کو کافروں سے اور رکھوں گا ان کو جو تیرے تابع ہیں غالب ان لوگوں پر جو انکار کرتے ہیں۔ قیامت کے دن تک پھر میری طرف تم سب کو آتا ہے۔ پھر میں فیصلہ کروں گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے۔“

لفظ توفی کی تفسیر

”التوفی الاماتۃ و قبض الروح و علیہ استعمال العامة والاستیفاء۔ و اخذ الحق و علیہ استعمال البلغا۔“ توفی کا لفظ عوام کے نزدیک موت دینے اور جان لینے کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن بلغا کے نزدیک اس کے معنی پورا وصال کرنا اور ٹھیک لینا ہے۔ گویا موت پر توفی کا اطلاق اور حیثیت سے ہے کہ اس میں کسی خاص عضو سے نہیں بلکہ پورے بدن سے جان لی جاتی ہے تو اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کی جان بدن سمیت لی تو اس پر توفی کا اطلاق بطریق اولیٰ ہوگا۔ روح مع الجسم لینا توفی کے مفہوم میں داخل ہے۔ عام طور پر چونکہ روح بدن کے بغیر لی جاتی ہے اس لیے موت پر توفی کا اطلاق کثرت سے آیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لفظ توفی کے استعمال کی حکمت

قرآن حکیم نے لفظ توفی اس لیے استعمال کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت چونکہ عام حالات سے مختلف تھی۔ اس لیے اہم ترین موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں موت کا اطلاق نہیں کیا بلکہ لفظ توفی کا استعمال کیا جو بیک وقت قبض روح اور قبض روح مع الجسم دونوں کو شامل ہے۔ یہ استدلال غلط ہے کہ جب قائل اللہ تعالیٰ ہو اور مقبول ذی روح ہو تو توفی موت کے معنی میں ہوگا۔ (نوٹ) بالفرض اگر موت کے معنی کے اندر بھی مان لیا جائے تو حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد صحاح نے معاملہ میں تقدم و تاخير کا قول نقل کیا ہے۔

”متوفیک“ ”میں تم کو موت دوں گا زمین پر اتارنے کے بعد۔“

اس کی دلیل یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ”اَللّٰهُ يَتَوَفّٰى الْاَنفُسَ حَيِّنَ مَوْتِهَا وَالَّذِي لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا۔“ (النمر ۱۶/۷۷) ”اللہ تعالیٰ جان لیتا ہے موت کے وقت اور وہ جان بھی لیتا ہے جو نیند کی حالت میں مرے نہیں۔“

فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور مفعول ذی روح ہے مگر لفظ توفی کا اطلاق نیند پر ہو رہا ہے۔ یعنی توفی عدم موت پر دلالت کر رہا ہے پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق توفی کے لفظ میں موت کا معنی مراد نہیں بلکہ اٹھالینے کا معنی مراد ہے۔

یہودی محاصرہ کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پریشانی کی وجوہات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودی محاصرہ کے وقت جو پریشانی لاحق تھی اس کی وجوہات درج ذیل امور کی وجہ سے تھیں۔ کہ میں یہودی دست برد اور جور و ستم سے بچ جاؤں گا یا نہیں اس کے جواب میں فرمایا گیا۔

”يَعْنِيْ اِنِّيْ مُتَوَفِّكُ۔“ (آل عمران ۵۵/۳) ”میں تم کو لے لوں گا اور ان کی دست برد سے بچا لوں گا۔“
 ”وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ عَنكَ“ میں میں بنی اسرائیل کو تم تک پہنچنے سے روکوں گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوسری یہ تشویش لاحق تھی کہ میرا بچانا زمین کے کسی حصہ میں ہوگا۔ یا کوئی اور صورت ہوگی۔ اس کے جواب میں فرمایا۔ وَ اِذْ اَنفَكْ کہ میں تجھ کو اپنی طرف آسمان پر اٹھا لوں گا۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ آپ اپنی والدہ محترمہ کے بارے میں پریشان تھے کہ خاندان والے حضرت مریم علیہا السلام پر داغ لگاتے تھے اس کے متعلق کیا انتظام ہوگا؟ اس کے متعلق فرمایا گیا۔

”وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔“ (آل عمران ۵۵/۳) ”میں منکرین سے تم کو اور تمہاری والدہ کو پاک کر دوں گا۔“

کہ میرے اٹھائے جانے کے بعد میرے قہقین یعنی امت کا منکرین کے مقابلہ میں کیا حال ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا۔

”وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ (آل عمران ۵۵/۳) ”کہ قیامت تک تیرے قہقین تیرے منکرین پر غالب ہوں گے۔“

یہ وعدہ آج بھی ایک حقیقت کی طرح زندہ ہے۔ قرآن حکیم نے یہودیت کے ناپاک عزائم کا انکشاف کر کے حیات مسیح علیہ السلام پر روشنی ڈالی ہے۔

”وَبُكَفِّرُهُمْ وَفَرِّلَهُمْ عَلٰی مَرْيَمَ بَهْتَانًا عَظِيْمًا وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسٰى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَآ قُتِلُوْهُ وَمَاصْلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شَبَّهْتُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اَخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اِتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قُتِلُوْهُ يَبَيِّنَاۤهُ لَكَ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَزِيْرًا حَكِيْمًا وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا۔“ (النساء ۱۵۶/۱۵۷) ”یہودنا مسعود کے دلوں پر

بندش ہدایت کی مہر لگ چکی ان کے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم علیہا السلام پر بڑا بہتان باندھنے کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو جو اللہ تعالیٰ کے رسول تھے قتل کر ڈالا اور انھوں نے ان کو قتل نہ کیا اور نہ ہی سولی پر چڑھایا لیکن شبہ پڑ گیا ان کو اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اختلاف کرتے تھے وہ شک میں ہیں ان کو علم نہیں صرف اٹکل بچہ پر چلتے ہیں اور انھوں نے یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ ان کو

اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا اور وہ غالب اور حکمت والا ہے اور اہل کتاب کا کوئی گروہ نہیں مگر وہ حضرت عیسیٰ پر ان کے وصال سے پہلے ایمان لائے گا اور وہ ان کے اعمال پر گواہ ہوں گے۔“

آیت کے چند امور

آیت کے مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں۔

● حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ ہی سولی پر چڑھائے گئے۔ قتل اور صلیب کے قائل قطعاً غلطی پر ہیں۔ جیسے یہود و نصاریٰ وغیرہ۔ ”وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا“ کے بعد ہنر رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ“ فرمایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ مَا قَتَلُوهُ اور ہنر رَفَعَهُ اللَّهُ“ میں ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے اور عیسیٰ علیہ السلام نام ہے جسم اور روح کا یعنی عیسیٰ علیہ السلام جو مجموعہ روح و جسم کا ہے اس پر قتل واقع نہیں ہوا، بلکہ بجائے قتل کے رفع الی اللہ واقع ہوا ہے۔ یہ ایک حقیقت نفس الامری ہے کہ یہاں جس ذات سے قتل کے نفی ہو رہی ہے اسی کے لیے رفع کا اثبات ہو رہا ہے اور قتل نہ صرف جسم کا ممکن ہے اور نہ صرف روح کا بلکہ جسم اور روح دونوں کے مجموعہ پر قتل واقع ہو سکتا ہے اور قتل کا مفہوم بھی واضح ہے۔ ”کہ کسی خارجی موثر کے الگ کیا جائے“ پس جب غیر متقول جسم مع روح ہے تو مرفوع الی اللہ بھی جسم روح کا مجموعہ ہوگا۔ روحانی رفع مراد لینا بھی درست نہیں ہے کیونکہ رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر واقع ہوا ہے تو جب تک اس کے خلاف قرینہ نہ ہو تو جسمانی ہی مراد ہوگا۔ جیسے ”وَرَفَعْنَا ابْنُوهٖ عَلَى الْفَرْشِ“ الیوسف / حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت پر اٹھالیا جس کا معنی و مفہوم جسم و روح دونوں کا اٹھانا ہے نہ کہ والدین کی روح کو اٹھانا ہے۔

”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“ (البقرہ ۳/۲۳) ”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کے ذکر کو آپ کے لیے بلند کیا۔“ اس آیت میں بھی جہاں روحانی طور پر مراد ہوگا وہاں روح اور جسم دونوں بھی مراد ہوں گے واقعہ معراج اس کی عملی تفسیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جسم مع الروح دونوں کو بلند کیا ویسے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روح مع الجسم پوری امت پر بلند ہیں۔ اگر روحانی رفع مراد لیا جائے تو کئی وجوہات کی بناء پر غلط ہے ہم یہاں پر چند وجوہات کا ذکر کرتے ہیں۔ مجاز کو بلا قرینہ اختیار کرنا درست ہے اس کے برعکس قرینہ کی موجودگی کے باوجود مجاز کا اختیار کرنا غلط ہے۔ عدم قرینہ کی بناء پر مجاز کا اختیار کرنا۔ درست ہے لیکن قرآن حکیم میں جہاں بھی رفع استعمال ہوا ہے وہاں اس کا قرینہ موجود ہے۔

(البقرہ ۵۸/۱۱)

”يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ“

اس مقام پر جسمانی رفع مراد ہی نہیں بلکہ روحانی یعنی دینی رفع مراد ہے لہذا یہاں پر درجات بطور لفظ قرینہ موجود ہے۔

”تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ ۚ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ“

(البقرہ ۲۵۳/۲۵۳) اس آیت میں بھی رفع جسمانی مراد نہیں بلکہ درجات بطور لفظ قرینہ موجود ہے۔

”وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ“ (الشوریٰ ۴۳/۴۳) یہاں بھی درجات بطور قرینہ لفظاً موجود ہے۔ اس کے برعکس

”وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا“ کا مطلب واضح ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اگر روحانی رفع مراد لیا جائے تو معنی یہ ہوا کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا مرتبہ بلند کیا جو خلاف حقیقت ہونے کے ساتھ قرآن میں تحریف ہوگی۔

نکتہ..... میرا روحانی رفیع مراد لینے والوں سے سوال ہے کہ کیا حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اس واقعہ سے چالیس سال قبل پیغمبر (علیہ السلام) کی حیثیت سے زمین پر نہیں رہے تھے؟ جب زہے تھے تو اس وقت ان کو مرتبہ کی بلندی حاصل نہیں تھی؟ ہر حال میں تھی اور جب یہ ایک حقیقت ہے کہ پیغمبر (علیہ السلام) کو آغاز سے ہی مرتبہ کی بلندی حاصل ہوتی ہے تو پھر اس کڑے وقت میں محض روحانی بلندی کی تخصیص کا کیا فائدہ؟ امید تو یہ ہے کہ عقل سلیم رکھنے والوں کے لیے اس میں وافر مقدار میں فصاحت و عبرت موجود ہے جو وہ سمجھنے کے بعد حق کو پا لیتے ہیں۔ آغاز سے ہی مرتبہ کی بلندی ہونے کے باوجود یہاں پر بھی محض مرتبہ کی بلندی مراد لینے سے ایسی تخصیص بے فائدہ ہوگی۔

(انشاء ۱۵۸)

”وَمَا تَقْلُوهُ يَتَقِنَا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْنَا“

میں لفظ بل کا استعمال بھی قابل توجہ ہے لفظ بل کا استعمال دو مقابل چیزوں میں ہوتا ہے۔ لہذا یہاں اگر رفیع سے روحانی رفیع اور مرتبہ کی بلندی مراد لی جائے تو مقابلہ فوت ہو جائے گا جس سے لفظ بل کا استعمال غلط ہونے پر معنی یہ ہوگا۔ ”کہ یہود نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو مصلوب و مقتول نہ سمجھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا مرتبہ بلند کیا۔ اس وجہ سے کہ اگر کوئی پیغمبر (علیہ السلام) یا مومن ناحق مقتول و مصلوب ہو جائے تو وہ شہید ہوگا اور شہید کا مرتبہ بلند ہوتا ہے تو اس کا مقابلہ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ کے لیے درست ہوگا۔ یہ مرزا قادیانی کی بدترین تحریف ہے جو بائبل کے خلاف جاتی ہے۔ حقیقتاً یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روحانی رفیع ہر نبی و رسول کو عطا کیا ہے۔ خصوصاً نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پوری کائنات میں سب سے بڑھ کر روحانی رفیع عطا فرمایا۔ اگر روحانی رفیع کا معنی ہوتا اور رفیع جسمانی مراد نہ ہوتا تو بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْنَا کے الفاظ ہر نبی کے حق میں مذکور ہوتے۔ بالخصوص آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حق میں یہ الفاظ وارد نہ ہوتا اس چیز کی دلیل ہے کہ اس آیت سے مراد حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا رفیع جسمانی ہے اور یہ رفیع جسمانی حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ ہی خاص ہے۔ اس آیت کے آخری الفاظ بھی دال ہیں۔

”وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا“ اس میں قدرت و قوت کا اظہار کیا گیا ہے لفظ عزیز رفیع جسمانی پر دلالت کر رہا ہے لفظ حکیم بھی اسی طرف اشارہ کر رہا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا آسان پر اٹھانا حکمت پر مبنی ہے۔ آیت کریمہ کا خطاب خود دلیل ہے۔

(انشاء ۱۵۹)

”وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ“

یعنی اہل کتاب کا کوئی فرقہ نہ ہوگا مگر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لائیں گے موت سے پہلے بہ اور موت و دونوں ضمیروں کا مرجع حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ہے۔ لفظ لَیُؤْمِنَنَّ میں نون تاکید ثقلیہ ہے اور فعل مضارع کو مستقبل سے مختص کرتا ہے۔ لہذا اس مضمون آیت کا تعلق نزول قرآن کے مابعد زمانے سے ہے اور ایسے زمانے سے ہے کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) کو اہل کتاب سے زمینی تعلق قائم رہے تاکہ وہ آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر سکیں۔ پس ہمارا دعویٰ آیت کریمہ سے ہی ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) کا نزول برحق ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔

”فَأَقْرَأَ وَانْشَمَمَ وَانْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ“۔ (رواہ البخاری و المسلم)

اس حدیث کا مطلب بھی ہے کہ نزول مسیح من السماء کے بعد اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔ موت کی ضمیر اہل کتاب کی طرف لوٹنا صحیح نہیں ہے۔

وجہ..... اہل کتاب کی طرف نہ لوٹنے کی وجہ یہ ہے۔ انتشار حجاز شان بلاغت کے خلاف ہے۔ موت کی قید لگانے سے معنی یہ ہوگا کہ ہر کتابی اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لائے گا۔ حالانکہ ایمان تو مرنے

سے پہلے لایا جاتا ہے، جیسے نماز، روزہ کو مرنے سے پہلے ادا کیا جاتا ہے۔ مرنے سے پہلے ایمان لائیں گے ایسا ہے جیسے کوئی یہ کہے ”کہ میں نے روٹی کھائی مرنے سے پہلے۔“ ”پانی پیا مرنے سے پہلے“ یہ ایک حقیقت کے خلاف ہے کہ حالت نزع میں ایمان لانا تو معتبر بھی نہیں ہے اگر حالت نزع کے وقت ایمان کو معتبر تسلیم کر لیا جائے تو فرعون کا ایمان بھی معتبر تسلیم کرنا پڑے گا جس کا تصور کرنا بھی عبث ہے۔ اس کے علاوہ نزع کے وقت تو ہر کافر اپنے نبی پر ایمان لاتا ہے تو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ اس امر کی تخصیص کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟ لہذا موتہ میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو ہی ماننے سے قرآنی مفہوم صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔

”وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلْسَاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونْ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ وَلَا يَصُدُّكُمْ الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ.“ (الزخرف ۶۱) ”(حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) قیامت کی نشانی ہیں۔ قیامت میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو یہی سیدھی راہ ہے۔ شیطان تم کو اس بات کے ماننے سے نہ روکے، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا قیامت کی علامت ہونے کی وجہ

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے قیامت کی علامت ہونے کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں۔ جو یہ ہیں۔ ۱..... بلا باپ پیدائش۔ ۲..... مردوں کو دوبارہ زندہ کرنا۔ ۳..... نزول یعنی آسمان سے نازل ہونا ان تینوں وجوہات کی بناء پر آپ کی شخصیت کا آسمان سے نازل ہونا قرب قیامت کی نشانی ٹھہرایا گیا۔ ائمہ کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔ علامہ ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں ایک متواتر حدیث نقل کی ہے کہ آسمان سے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا قیامت سے پہلے نزول ہوگا۔ اسی وجہ سے آپ (علیہ السلام) کے آسمان سے نازل ہونے کو علامت قرب قیامت قرار دیا گیا ہے۔ محض بلا باپ ہونے کی بناء پر نہیں بلکہ آسمان سے نازل ہونے کی بناء پر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو قرب قیامت کی علامت ٹھہرایا گیا اور یہی مدد الہی ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا آسمان سے قرب قیامت میں نزول ہے جو اس عقیدے سے روک دے وہ شیطان ہے۔ ”يَصُدُّكُمْ الشَّيْطَانُ“۔ تم کو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے آسمان سے نازل ہونے کے عقیدے سے شیطان روک نہ دے۔ لہذا ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا آسمان سے نازل ہونے کو نہ ماننا فصل شیطانی ہے اور روکنے والا اور نہ ماننے والا شیطان ہے۔

”وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجَنَّاهَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ“ (آل عمران ۴۵) ”اس وقت کو یاد کرو جب کہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بے شک اللہ تعالیٰ تم کو بشارت دیتے ہیں۔ ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہی ہوگا۔ اس کا نام مسیح ابن مریم ہوگا۔ باہر ہوں گے دنیا میں اور آخرت میں اور تجملہ مقررین میں سے ہوں گے۔“

اس آیت میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو مقرب فرمایا گیا ہے۔

”لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدٌ لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ.“ (النساء ۱۷۲) ”(سبح کو اللہ تعالیٰ کے بندے ہونے سے عار نہیں اور نہ ملائکہ مقررین کو عار ہے۔“

قرب سے مراد جسمی وحسی وسادہ ہے۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو مقررین میں سے لیا گیا ہے جو اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) آسمان پر ملائکہ کی صحبت میں ہیں۔

(نفاذی حکمیہ ص ۳۳۸-۳۳۹)

نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت تواتر سے

سوال..... نزول عیسیٰ علیہ السلام بوقت قیامت کیا آیت قرآنیہ سے ثابت ہے۔ اگر ثابت ہے تو کس آیت سے؟ اگر نہیں ثابت ہے اس پر تواتر ہے یا اجماع ہے یا نہیں؟ اس کا انکار باعث کفر ہے یا نہیں؟

الجواب..... حامداً ومصلياً۔ اکثر مفسرین نے آیت قرآنیہ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الْيُؤْمِنُ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيداً (النساء آیہ ۱۵۹) میں ضمیر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع قرار دے کر اس سے نزول عیسیٰ علیہ السلام مراد لیا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف کی روایت بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ عن ابن شہاب ان سعید بن المسیب سمع ابا هريرة قال قال رسول الله ﷺ والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل بينكم ابن مريم حكما عدلا ينكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الحرب و يفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خير من الدنيا وما فيها ثم يقول ابو هريرة و اقرؤا قرأنا ان شتم وان من اهل الكتاب الا ليومن به قبل موته يوم القيامة يكون عليهم شهيداً (بخاری ج ۱ ص ۳۹۰)

اور آیت قرآنیہ وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها و اتبعون هذا صراط مستقيم (الزمر ۶۱) کی ایک قرأت لَعَلَّمُ للساعة (بفتح اللام) ہے یعنی نزول عیسیٰ علیہ السلام علامات قیامت میں سے ہے۔ قال مجاهد وانه لعلم للساعة ای اية للساعة خروج عیسیٰ بن مريم علیہ السلام قبل يوم القيامة وهكذا روى عن ابی هريرة وابن عباس و ابی العالیة و ابی مالک و عكرمة والحسن و قتادة و ضحاک و غیرهم۔ (عقیدۃ الاسلام) نیز احادیث متواترہ سے بھی نزول عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہے۔ چنانچہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس کی صراحت کی ہے۔ وانه سينزل قبل يوم القيامة كما دلت عليه الاحاديث المتواترة التي سنوردها ان شاء الله قريباً۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۲) اس مسئلہ سے متعلق بہت سے رسائل چھپ چکے ہیں۔ مثلاً المعصريح بما تواتر في نزول المسيح، عقيدة الاسلام في حيات عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ کا مطالعہ کر لیا جائے۔

عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا فرض ہے، اس کا انکار کفر ہے، اور اس کی تاویل کرنا زلیغ و ضلال اور کفر و الحاد ہے۔ فالایمان واجب والانکار عندنا کفر والتاویل فيها زلیغ و ضلال والحادا نزل اهل الاسلام في نزول عیسیٰ علیہ السلام۔ مقدمہ عقیدۃ الاسلام ص ۳۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸-۸۸/ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸-۸۸/ھ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۱۳۶ تا ۱۳۸)

نزول روحانی کی نہیں جسمانی کی ضرورت ہے

سوال..... اسلامی دوران یعنی رسالت محمدیہ میں نزول جسمانی ابن مريم کی کیا ضرورت ہے۔ بنی آدم پر تسلط شیطانی روحانی ہے۔ جس کے دفعیہ کے لیے نزول مسیح بھی روحانی ہونا چاہیے۔ مسیحوں کا خود عقیدہ ہے کہ مسیح کا نزول ثانی جلالی ہوگا۔ (شیخ قاسم علی اور سیر)

جواب..... جتنے انبیاء کرام علیہم السلام آئے ہیں وہ ایسے ہی اوقات میں آئے کہ شیطان کا لوگوں پر غلبہ تھا۔ استحوذ علیہم الشیطان (البجادہ ۱۹) تو کیا انبیاء کی پیدائش جسمانی تھی یا روحانی (وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَ ذُرِّيَّةً) (الرعد ۳۸) مسیحوں کا عقیدہ جلالی کے معنی میں۔ با حکومت۔ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے بلکہ ہمارے زمانہ کے

غیر اصلی مسیح کا دیانی کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

(ملاحظہ ہو براہین احمدیہ ص ۴۹۹ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳ اور ازوالہ ابواب ص ۳۳ خزائن ج ۵۱، فتاویٰ عالمیہ ج ۲ ص ۱۵۲-۱۵۳)

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن و حدیث کی وضاحت

سوال..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں میرے اور بہت سے احباب کے ذہنوں میں کافی الجھن پائی جاتی ہے۔ میں نے اس موضوع پر تمام احادیث کا بھی بڑی باریک بینی سے مطالعہ کیا ہے، قرآن کا بھی، لیکن میں نے ان دونوں چیزوں میں بڑا تضاد پایا ہے یا پھر ہماری عقل ناقص کا قصور ہے۔

قرآنی آیات و احادیث سے قطع نظر سب سے پہلے اگر ہم عقلی دلائل سے اسی عقیدے کا جائزہ لیں تو کیا یہ بات سامنے نہیں آتی کہ یہ عقیدہ شیعوں اور یہودیوں سے منتقل ہو کر ہماری جماعت میں آ گیا ہے۔ تمام مذاہب میں یہ عقیدہ کسی نہ کسی شکل میں پایا جاتا ہے۔ نزول عیسیٰ اور زندہ اٹھائے جانے کے بارے میں قرآن خاموش ہے اور احادیث میں ملتا ہے لیکن تضاد ہے۔

امام البہد مولانا ابوالکلام آزاد، امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی وغیرہ جیسی اہم شخصیات بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی منکر ہیں۔ میرے خیال میں عقیدہ ختم نبوت اور عقیدہ نزول مسیح ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ کیا یہ بات اسرائیلی روایات سے منتقل ہو کر تو ہمارے پاس نہیں آ گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور سولی پر چڑھانے کی کچھ آتی ہے مگر رفع کی کچھ نہیں آتی۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو کیا کریں گے۔ میری گزارش پر تنقیدی نگاہ ڈال کر قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے حتمی خیالات سے آگاہ فرمائیں۔

ڈاکٹر ہمایوں مرزا، سیالکوٹ

جواب..... محترم ڈاکٹر ہمایوں مرزا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کے خط میں اٹھائے گئے نکات پر ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ آپ نے صرف ایک پہلو پر نظر فرمائی ہے جو حتمی ہے اور مثبت پہلو سے صرف نظر فرمائی ہے جبکہ ناقد کے لیے دونوں پر نظر رکھنا لازم ہوتا ہے۔ میں مختصراً ہی کچھ لکھ سکوں گا۔ تفصیلاً ان موضوعات پر سب کچھ لکھا جا چکا ہے۔ آپ جیسے حساس آدمی کی نظر سے اوجھل نہ ہونا چاہیے۔ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اپنی جس الجھن کا ذکر فرمایا ہے اگر اس کے بارے میں قرآنی آیات، احادیث یا باقی معلومات جو آپ کے ذہن اور مطالعہ میں محفوظ ہیں، اگر آپ ان کو ذکر فرما دیتے تو غور و فکر کی راہیں کھلتیں اور افہام و تفہیم میں سہولت ہوتی۔ آپ کے دلائل کا وزن بھی معلوم ہوتا اور ہمیں غور کرنے کے لیے کوئی نکتہ ہاتھ آتا۔ آپ نے لکھا ہے ”میں نے اس موضوع کی تمام احادیث کا بھی بڑی باریک بینی سے مطالعہ کیا ہے اور اس بارے میں قرآن کیا کہتا ہے، وہ بھی میری نظر سے گزرا ہے لیکن میں نے ان دونوں میں بڑا تضاد پایا ہے۔“ مخلصاً۔ لیکن آپ نے پورے خط میں کوئی ایک تضاد بھی ثبوت میں پیش نہیں کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ ”آیات و احادیث میں ہرگز کوئی تضاد نہیں۔ تضاد آپ کے ذہن اور فہم میں ہے۔“

قرآنی آیات و احادیث سے قطع نظر..... آپ مسلمان ہیں۔ قرآنی آیات و احادیث سے آپ ایک آن کے لیے بھی قطع نظر نہیں کر سکتے تاہم شکہ اللہ و رسول ﷺ کے حکم سے آزاد ہو جائیں۔ عقلی دلائل قرآن و سنت کے بعد آتے ہیں۔ یاد رکھیں عقل چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے۔ بہت افسوس ہے کہ آپ بلا دلیل ان عقائد کو یہودیوں کی طرف سے فرما رہے ہیں۔ جناب یہود و نصاریٰ ہوں یا کوئی اور، اسلام دوسروں کی ہر بات کو رد نہیں

کرتا۔ وہ تو اہل کتاب کو دعوت دیتا ہے۔

تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تَشْرِكْ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ..... (آل عمران، ۶۴) ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں (مشترک) ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنائے اللہ کے سوا۔“

دیکھا کہ کتابی کافروں سے ایک نکتہ وحدت پر متحد ہونے کی فرمائش ہو رہی ہے۔ کیا یہود و نصاریٰ یا ہندو، پارسی کوئی بھی خدا کو ماننے کا اعلان کرے تو ہم اس کی اس بات سے انکار کریں گے؟ اگر وہ جان و مال، عزت کی حرمت کا اعلان کریں تو ہم مخالفت کریں گے؟ اگر وہ انبیائے کرام کی نبوت و رسالت اور قیامت پر ایمان لانے کا اعلان کریں تو ہم ان باتوں میں بھی ان کی مخالفت کریں گے؟ اگر کوئی یہودی بدکاری، شراب، جوا، قتل ناحق، سود، رشوت وغیرہ کے خلاف تحریک چلائے تو ہم ان برائیوں کی حمایت کریں گے کہ یہودیت ہے؟ قرآن کریم نے واضح حکم دیا ہے۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ ۲) ”نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ و زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد مت کرو۔“
پس اسرائیلی روایات تمام کی تمام نہ قابل رد ہیں نہ قابل تسلیم، جو اسلامی احکام و روایات کے موافق ہیں ان کو تسلیم کیا جائے گا جو مخالف ہیں ان کو رد کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

حدثنا عن بنی اسرائیل ولا حرج۔ (ترمذی ج ۲ ص ۹۱) بنی اسرائیل سے باتیں نقل کرو، کوئی حرج نہیں۔

کیا یہ عقیدہ یہود یا شیعہ سے نقل ہو کر ہمارے ہاں آ گیا ہے؟
آپ کا یہ فرمانا کہ ”حیات مسیح یا امام مہدی کا عقیدہ شیعہ اور یہود سے ہو کر ہماری جماعت میں آ گیا ہے“ درست نہیں۔ نہ اس پر آپ نے کوئی ثبوت دیا نہ حوالہ، جبکہ صحیح احادیث سے یہ دونوں باتیں ثابت ہیں اور حیات مسیح کا مسئلہ تو خود قرآن کریم میں موجود ہے۔ آپ کا یہ فرمانا بھی غلط ہے کہ ”قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اٹھائے جانے اور دوبارہ نزول کے متعلق بالکل خاموش ہے۔ یہ عقیدہ ہمیں صرف اور صرف احادیث میں ملتا ہے۔“ جی نہیں۔ آپ کو ملاحظہ ہوا ہے۔ یہودی مسیح علیہ السلام کے دشمن تھے۔ انھوں نے آپ کو گرفتار کرنے اور قتل کرنے کا منصوبہ بنایا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ناکام کر دیا۔ قرآن میں ان کے اس قول کو رد کیا گیا ہے کہ

إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ..... بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ۔
”ہم نے مسیح علیہ السلام کو قتل کیا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے نہ اس کو قتل کیا نہ آپ کو سولی دی بلکہ ان کے لیے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا..... (پھر فرمایا) بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔“
پھر ارشاد فرمایا:

وَأَنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا الْيُودُ مَنْ بَدَّلَ قَوْلَهُ بَلَاءً۔ (النساء، ۱۵۹)
کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔
رفع یعنی اٹھانے کا لفظ قرآن میں کہیں وفات اور موت کے معنی میں استعمال نہیں ہوا تو یہاں بھی موت

کے معنی میں نہیں بلکہ رفع یعنی اوپر اٹھانے کے معنی میں ہی استعمال ہوا ہے جو اس کا حقیقی معنی ہے۔

احادیث مقدسہ حضرت النواس بن سمان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علامات قیامت میں سے دجال کا ذکر فرمایا، اس کے شعبدے بیان فرمائے..... اسی اثناء میں آگے چل کر آپ نے فرمایا:

هو كذا لك اذ بعث الله المسيح بن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهر و
ذتين و اضعا كفيه على اجنحة ملكين اذا طاطا راسه قطر واذا رفعه تحدر منه جمان كاللؤلؤ فلا يجل
لكافر يجرد من ربح نفسه الاموات و نفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله ثم
ياتي عيسى قوم قد عصمهم الله منه فيمسح عن وجوههم و يحدتهم بدرجاتهم في الجنة.....

(الحج المسلم ج ۲ ص ۴۱)

”دجال اسی حال میں ہوگا کہ اچانک اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا۔ وہ جامع دمشق کے سفید
مشرقی منارے کے پاس اتریں گے۔ زرد رنگ کی دو چادروں میں لمبوس، دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے
ہوئے، سر جھکا کر توپینے کے قطرے گریں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح قطرے جھریں گے۔
ان کے سانس کی خوشبو جو کافر سونگھے گا، مر جائے گا۔ ان کے سانس وہاں تک پہنچیں گے جہاں تک ان کی نگاہ پہنچے
گی۔ آپ دجال کو تلاش کریں گے۔ باب لد کے پاس اسے پکڑ کر قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے
پاس تشریف لائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے اس سے بچایا ہوگا۔ ان کے چہروں سے غبار پونچھیں گے اور جنت میں
ان کے درجے انھیں بتائیں گے۔“

علامات قیامت کے بارے میں طویل حدیث کا صرف متعلقہ حصہ ہم نے نقل کر دیا ہے۔ نیز رسول
اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

لا يدخل المدينة رعب المسيح الدجال ولها يومئذ مبعة ابواب على كل باب ملكان.
(صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۵)

”مسیح دجال کا رعب مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوگا۔ اس دن مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے۔
ہر دروازے پر دو فرشتے پہرہ دیں گے۔“

آقائے دو جہاں ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح دجال مدینہ منورہ کے نواح میں آئے گا۔

ترجف ثلث رجفات فيخرج اليه كل كافر و منافق. (ایضاً)

”مدینہ منورہ میں تین ہڑلے آئیں گے جن کے نتیجے میں ہر کافر و منافق اس کی طرف چل نکلے گا۔“

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کے شایان شان حمد
و ثناء فرمائی پھر دجال کا ذکر فرمایا۔ میں تمھیں اس کے بارے میں خبردار کرتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے
اپنی قوم کو اس سے خبردار نہ کیا ہو لیکن میں تمھارے سامنے اس کے متعلق ایسی بات کہتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم
کو نہیں بتائی۔

انه اعور و ان الله ليس باعور. (ایضاً) ”بے شک وہ کانٹا ہے جبکہ اللہ اس عیب سے پاک ہے۔“
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

فينزل عيسى بن مريم فاذا راه عدو الله ذاب كما يذوب الملح في الماء فلو تركه

لانذاب حتى يهلك ولكن يقتله الله بیده فیہم دمہ فی حربہ۔ (الصّحیح المسلم ج ۲ ص ۳۹۲)
 ”عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے لوگوں کی امامت فرمائیں گے۔ جب ان کو اللہ کا دشمن (دجال) دیکھے گا تو پھٹنے لگے گا جیسے پانی میں نمک حل ہوتا ہے۔ اگر آپ اسے چھوڑ دیں تو پھٹ کر ہی ہلاک ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو آپ کے ہاتھ سے قتل کرے گا۔ پھر اس کا خون نیزے میں لگا ہوا لوگوں کو دکھائے گا۔“

اختصار کے پیش نظر یہ چند صحیح احادیث پیش کی گئیں۔ اب ایک مسلمان تو اپنے نبی ﷺ کے فرمان پر اعتماد و یقین کرتا ہے۔ رہے آپ کے امان انقلاب، تو ان کے دلائل آپ تلاش کر کے ہمیں بھی بتائیں۔ ہمیں اپنے آقا ﷺ کے فرمان پر اطمینان ہے اور ہم اس کے خلاف کسی رائے کو ذرہ بھر وقعت نہیں دیتے بلکہ بالکل سرے سے وقعت ہی نہیں دیتے اور اسے پائے حقارت سے ٹھکراتے ہیں۔

آپ کے تمام خدشات کا جواب ہو گیا ہے لیکن حرف بحرف ظاہر ہے کہ ہمیں بیسیوں صفحات پر کرنا پڑے، جس کے لیے ہمارے پاس وقت بھی نہیں، فرصت بھی نہیں اور کسی اصول کی پابندی نہ کرنے والے حضرات کی آرام پر وقت ضائع کرنا ضروری بھی نہیں۔ اگر ان باتوں پر کسی کے پاس قرآن و سنت سے یا کم از کم عقل سے ہی کوئی مضبوط دلیل ہے تو پیش کرے۔

دیے ہوئے چلے جانا اور نصوص کی پرواہ نہ کرنا کسی مسلمان کی روش نہیں۔ ہم نے جو لکھا باحوالہ لکھا ہے۔ ہم اپنے عقائد پر مطمئن ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت و اطمینان دے۔ آمین۔ واللہ اعلم ورسولہ۔

عبدالقیوم خان (منہاج القرآن ج اول ص ۴۳۷-۴۳۸)

نوٹ..... مولانا ابوالکلام آزاد یا مولانا عبید اللہ سندھی کی طرف نزول مسیح کے انکار کی نسبت بھی قادیانی دجل کا شاہکار ہے۔ یہ دونوں حضرات جمع امت مسلمہ کی طرح حیات و نزول مسیح کے قائل تھے۔ (مرتب)

بیان امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد

عرصہ ہوا۔ میں نے مرزا قادیانی کا نوشتہ (برابرین احمد یہ ص ۴۹۹ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) میں پڑھا تھا کہ آیت ”هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله“ سیاسی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں آئیں گے تو سب ادیان پر اسلام کو غلبہ ہوگا۔ میں بلکہ بہت سے مسلمان مرزا قادیانی کی اس تحریر کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے منتظر رہے۔ جب ہماری آنکھیں پتھر اگئیں تو خدا خدا کر کے قادیان سے آواز آئی کہ جس عیسیٰ موعود کے تم منتظر تھے وہ میں ہوں۔ تو بیساختہ ہمارے منہ سے نکلا۔

خواستیم آنچہ ما فراز آمد

آب از جوئے رفتہ باز آمد

اس لیے ہم اس سیاسی غلبہ کے منتظر رہے۔ جو جناب مرزا قادیانی نے (برابرین) یہ ص ۴۹۹ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) پر مسیح موعود (کی آمد سے متعلق) لکھا تھا اور ہم بہت خوش تھے کہ اب مسلمانوں کو ایک روحانی لیڈر مل گیا جو ان کو اسلام کے پہلے عروج پر بلکہ اس سے بھی اوپر پہنچائے گا۔ مگر واقعات نے ثابت کر دیا کہ۔

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال

اب آرزو یہ ہے کہ کوئی آرزو نہ ہو

آہ۔ ہماری بد نصیبی اور سیاہ بختی کی کوئی حد نہیں رہی۔ جب کہ ہم نے اس مسیح موعود کو یہ کہتے سنا جو ہم کو غیروں کی غلامی سے آزاد کرانے اور دین اسلام کو بام عروج پر پہنچانے کو آیا تھا۔ اس کی قلم کے لکھے ہوئے الفاظ جب ہم نے پڑھے کہ ”انگریزوں کی حکومت کو اولی الامر منکم کی حکومت سمجھو۔“

(رسالہ ضرورت امام بحیرہ الفاظ ص ۲۳ خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۳)

ساتھ ہی اس کے یہ امر ہماری حیرت میں اضافہ کرنے کو کافی سے زیادہ ثابت ہوا۔ جب ہم نے ان کی تحریروں میں یہ بھی پڑھا کہ ”ان یاجوج و ماجوج ہم النصاری من الروس والاقوام البرطانیة انگریزی قوم یاجوج ماجوج ہے۔“ (جلد البشری ص ۲۸ خزائن ج ۷ ص ۲۰۹-۲۱۰)

ہم حیران ہوئے کہ الہی یہ دو مقدمات کیسے صحیح ہیں۔

(۱)..... انگریز یاجوج ماجوج ہیں۔ (۲)..... انگریز ہمارے اولی الامر منکم ہیں۔

ان دونوں مقدمات کا نتیجہ منطقی اصول سے تو یہی برآمد ہوتا ہے کہ ”ہم (مرزائی یا مرزا کو ماننے والے) یاجوج ماجوج کے قبیح ہیں۔ واللہ یہ نتیجہ سمجھ کر ہمارے دل کا پٹ اٹھے کہ الہی یہ کیا ماجرا ہے۔ وہ عیسیٰ مسیح موعود جو مسلمانوں کے سیاسی غلبہ اور دینی ترقی کے لیے آئے تھے۔ انھوں نے آج اپنے اتباع کو یاجوج ماجوج کے ماتحت رہنے کا۔ بلکہ ان کو اپنے میں سے جانے کا حکم دیتے ہیں۔ باللعجب۔

اس کے علاوہ ہم نے دنیا کے واقعات پر غور کیا تو ناقابل تردید صداقت یہ پائی کہ مرزا قادیانی کے پیدا ہونے اور دعویٰ مسیحیت کرنے سے پہلے مسلمانوں کی سیاسی حالت جو تھی وہ آج سے بہت اچھی تھی۔ دنیا کے بہت سے ملکوں میں ان کی آزاد حکومتیں تھیں۔ ان کو سیاسی اعزاز حاصل تھا۔ مگر جوں ہی اس مسیح موعود نے ظہور فرمایا۔ وہ سیاسی کیفیت تبدیل ہونے لگی۔ یہاں تک کہ یہ یمنوں آواز بھی ہم نے سنی کہ قسطنطنیہ پر غیر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا جو بہادر جوانمرد (غیر مسیح موعود) کی ہمت سے اٹھ گیا۔ **بَلَّغَ الْحَمْدُ**۔

یہ تو ہوئی مسلمانوں کی سیاسی کیفیت۔ اس کے علاوہ مذہبی کیفیت میں بھی اسلام کچھ ترقی نہ کر سکا۔ نہ مسلمانوں کی مردم شماری میں نمایاں ترقی ہوئی۔ نہ اقتصادی امور میں کچھ کامیاب ہوئے بلکہ جس مذہب عیسویت کو مٹانے کے لیے (فرضی) حضرت مسیح موعود تشریف لائے تھے۔ اس کی دن گئی، رات چوگی ترقی ہوئی۔ دور نہ جائیں اور کبوتر کی طرح ہم آنکھیں بند نہ کریں۔ تو ہم کو مسیح موعود مرزا قادیانی کے اپنے ملک میں نظر آتا ہے۔ کہ ان کے دعوے سے پہلے عیسائی چند نفوس تھے۔ مگر آج صرف پنجاب میں نصف کروڑ کے قریب پہنچ گئے ہیں۔

یہ ہیں واقعات جو ہم کو مرزا قادیانی کے مذہبی اور ملکی رہنما بنانے میں مانع ہیں اور بیساختہ ہمارے قلم سے یہ شعر نکل رہے ہیں۔

یہ مان لیا ہم نے کہ عیسیٰ سے سوا ہو

جب جانیں کہ در و دل عاشق کی دوا ہو

المحدث امر قمر ص ۱۲۴ صفر ۱۳۳۳ھ (فتاویٰ ثانیہ ج ۱ ذیل ۳۷۷۵ تا ۳۷۷۷)

خروج دجال و نزول عیسیٰ علیہ السلام

سوال..... پنجاب کے بعض عالم کہتے ہیں، کہ دجال کا کچھ وجود نہیں، دجال یہی حاکم ظالم ہیں اور جنت و نار اس کی ہی ریل گاڑی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ عیسیٰ موعود میں ہوں، اس واسطے علمائے دیندار

اہلسنت والجماعت سے استثناء ہے کہ پنجاب کے اس عالم کے یہ اقوال سچ ہیں یا محض غلط، بیان کرو، کہ عوام کا شک و شبہ رفع و دفع ہو جائے۔

الجواب..... آنحضرت ﷺ سے بارہ تیرہ صحابی و صحابیہ حذیفہ بن اسید الغفاری و ابو ہریرہ و عمران بن حصین و عبد اللہ بن مسعود و انس بن مالک و حذیفہ بن یمان و نواس بن سمان و ابو سعید خدری و ابی بکرہ و فاطمہ بنت قیس و عبد اللہ بن عمرو ابی عیبة بن الجراح و اسماء بنت یزید بن السنن و مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہم) روایت کرتے ہیں کہ قرب قیامت کے دجال ظاہر ہوگا اور شبیہ عبدالعزی بن قطن کے ہوگا، کہ یہ مشرکین میں سے گزرا ہے۔ اور وہ مثل ابر کے تمام دنیا میں پھیل جائے گا اور قیام اس کا چالیس دن ہوگا۔ ایک دن مثل برس کے، اور ایک دن میں بھر کا ہوگا اور ایک دن ہفتہ بھر کا ہوگا۔ باقی دن اپنے حال پر بدستور رہیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا، کہ برس دن کی نماز کیوں کر ادا ہوگی۔ آیا ایک دن کی نماز کافی ہوگی، فرمایا نہیں، وقت کا اندازہ کر کے پانچوں نمازیں پڑھتے رہنا، اور (مشکوٰۃ شریف باب العلامات بین بدی الساعة و ذکر الدجال ص ۲۴۲) میں دجال کا احوال دیکھنا چاہیے، یہاں ایک دو حدیثیں نقل کی جاتی ہیں، اور دجال کے بعد حضرت عیسیٰ ﷺ اتریں گے اور وہ دجال کو قتل کریں گے اور مشکوٰۃ میں ایک خاص باب نزول عیسیٰ ﷺ کا منفقہ کیا ہے سب احوال عیسیٰ ﷺ کے نزول کا اس باب میں دیکھنا چاہیے اور عیسیٰ ﷺ کے نزول کا بیان صحیح بخاری و مسلم وغیرہ میں مفصلاً مذکور ہے اور قرآن شریف میں سورہ زخرف سے نازل ہونا حضرت عیسیٰ ﷺ کا صاف واضح ہوتا ہے۔ و انہ ای عیسیٰ لعلم للساعة تعلم بنزولہ و قرأ ابن عباس بفتححتین للمبالغة کذا فی الکمالین اور اسی طرح سے تفسیر مدارک و بیضاوی و کبیر و معالم وغیرہ میں مذکور ہے۔

و انہ بلذستیکہ عیسیٰ علیہ السلام لعلم للساعة علم است مرماسعت و ای یعنی بدو بدانند، کہ نزدیک است قیامت چہ کیے از علامات قیامت نزول عیسیٰ ﷺ است کہ بعد از تسلط دجال از آسمان بر زمین فرود آید، نزدیک منارۃ بیضا، در طرف شرقی دمشق و جامہ رنگین پوشیدہ باشد و ہر دو کف دست خود را بر بالہائے دو فرشتہ نہادہ در خسارہ مبارکش عرق کردہ چون سر در پیش انگشت قطرات از ریش ریزان گردد و چون سر بالا کند آن قطر ہا بر روئے وے چون مروارید ردان شود، نفس وے بر ہر کافر کہ رسد، میرد، دہر جا کہ چشم وے افتد نفس وے برسد، پس در طلب دجال روان گردد، در باب لد کہ موضعی است در ولایت شام بدور رسد و او را یکشد انگہ یا جوج ماجوج بیرون آید، و عیسیٰ ﷺ بکہ طور بروموناں را و آنجا متحصن گردد، القصہ چون معلوم شد، کہ عیسیٰ ﷺ نشانہ قرب قیامت است کذا فی التفسیر الحسنی۔

اور اس آیت کی مفسر حدیثیں صحاح ستہ کی ہیں۔ کما لا یخفی علی الماہر بہذا الفن، پس منکر نزول حضرت عیسیٰ ﷺ کا فاسق ہے، بلکہ کافر، کیونکہ صریح نص کا منکر ہے اور تاویل اس کی باطل اور مردود و خلاف سبیل مؤمنین کے ہے۔ و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولی و نصلہ جہنم۔ (النساء آیہ ۱۱۵) کا مصداق اور یہ یعنی عیسیٰ ﷺ قیامت کی نشانی ہیں۔ آپ کے نازل ہونے سے قیامت کے وقت کا قرب معلوم ہو جائے گا۔ عبد اللہ بن عباس طلعلم کو مبالغہ کے لیے بفتححتین پڑھتے تھے۔ کمالین میں ایسا ہی منقول ہے۔ جو آدمی ہدایت واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول کی نافرمانی کرے اور ایمانداروں کی راہ چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کرے تو ہم اس کو جہر جاتا ہے جانے دیں گے اور بالآخر اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔

(مشکوٰۃ کے باب العلامات بین یدی الساعة و ذکر الدجال ص ۴۷۳) میں ہے عن النواس بن سمرعان رضی اللہ عنہ قال ذکر رسول اللہ ﷺ الدجال فقال ان يخرج وانا فيكم فانا حجيجه دونكم و ان يخرج و لست فيكم فامرء حجيح نفسه واللہ خليفتي على كل مسلم انه شاب قطط عينه طافية كاني اشبهه بعبد العزى بن قطن فمن ادركه منكم فليقرأ عليه فواتح سورة الكهف وفي رواية فليقرأ عليه بفواتح سورة الكهف فانها جواركم من لنته انه خارج خلة بين الشام والعراق فعات يميناً و عات شمالاً يا عباداللہ فاثبتوا قلنا يارسول اللہ وما لبثه في الارض قال اربعون يوماً يوم كسنة و يوم كنهرو و يوم كجمعة وسانرا يامه كا يامكم قلنا يارسول اللہ فذلك اليوم الذي كسنة ايكيفنا فيه صلوة يوم قال لا اقدروا له قدره قلنا يارسول اللہ وما اسرعه في الارض قال كالغيث استد برته الريح فياتي على القوم فيدعوهم فيؤمنون به فيأمر السماء فتمطرو الارض فتنبت فتروح عليهم سارحتهم اطول ماكانت ذرى و اسبغه ضرو عارا مده خواصر ثم ياتي القوم فيدعوهم فيردون عليه قوله فينصرف عنهم فيصبحون معملين ليس بايديهم شيء من اموالهم ويمر بالخرابة فيقول لها اخرجي كوزك فتبعه كنوزها كيما يسب النحل ثم يدعور رجلا ممتليا.

اور وہ قیامت کا ایک نشان ہیں یعنی عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں، ان کے آنے سے قیامت کا وقت قریب ہوتا معلوم ہو جائے گا، شرط دال علی الشیء کو علم سے تعبیر کیا کیونکہ ان کے آنے سے قیامت کا علم ہو جائے گا۔ عبداللہ بن عباسؓ نے اس کو علم پڑھا ہے۔ جس کے معنی نشانی ہیں۔ تفسیر کبیر کا خلاصہ ختم ہوا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ ابوہریرہؓ، قادی وغیرہ نے اس کو علم پڑھا ہے۔ جس کے معنی علامت اور نشانی ہے۔

شابا فیضربه بالسيف فيقطعه جزلین رمية الغرض ثم يدعوه فيقبل ويتهلل وجهه ويضحك فينما هو كذلك اذبعث اللہ المسيح بن مریم فینزل عند المنارة البيضاء شرقی دمشق بین مهرودتین واضعا کفیه علی اجنحة ملکین اذا طاءء رأسه قطرو اذا رفعه تحدر منه مثل جمان كاللؤلؤ فلا يحل لكافر يجرد ریح نفسه الامات و نفسه ينتهی حیث ينتهی طرفه فیطلبه حتی یدرکه بباب لد فيقتله ثم ياتی عیسیٰ قوم قد عصمهم اللہ منه فیمسح عن وجوههم و یحدثهم بدرجاتهم فی الجنة فیینما هو کذا لک ذا وحی اللہ الی عیسیٰ انی قد اخرجت عبادالی لا یدان لا حد بقتالهم فحزرو عبادی الی الطور فیبعث اللہ باجوج و ماجو جوهم من کل حذب ینسلون فیمر او انلهم علی بحیرة طبریة فیشربون ما فیها ویمر اخرهم فیقول لقد کان بهذه مرة ماء و یحضر نبی اللہ عیسیٰ علیه السلام واصحابه حتی یکون راس النور لاحدهم خیرا من مائة دینار لاحدکم الیوم فیمرغ نبی اللہ عیسیٰ و اصحابه فیرسل اللہ علیهم النغف فی رقابهم فیصحبون فرسی کموت نفس واحدة ثم یهبط نبی اللہ عیسیٰ و اصحابه الی الارض فلا یجدون فی الارض موضع شبر الاملاء زهمهم و تنهم فیمرغ نبی اللہ عیسیٰ و اصحابه الی اللہ فیرسل اللہ طیرا کا عناق البحت فتحملهم فطرحهم حیث شاء اللہ ثم یرسل اللہ مطرا لا یکن منه بیت مدرولا و بر فیغسل الارض حتی یترکها کالزلقة ثم یقال للارض انبتی لمرتک وردی برکتک فیومئذ تاكل العصابة من الرمانة و یستظلون

بقحفها وبارک فی الرسل حتی ان اللقحة من الابل لتکفی الفام من الناس واللقحة من البقر لتکفی القبيلة من الناس واللقحة من الغنم لتکفی الفخذ من الناس فبینما هم کذلک اذبعث اللہ ریحاً طيبة فتأخذهم تحت ابطهم فتقبض روح کل مؤمن وکل مسلم و یقی شرار الناس یتھارجون فیھا تھارج الحمر فقلیهم تقوم الساعة (رواه مسلم ج ۲ ص ۳۰۱، ۳۰۲) باب ذکر الدجال الروایة الثانية وهی قولهم تطرحهم النہل الی قوله سبع سنین رواه الترمذی.

حضرت نواس بن سمانؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے دجال کا ذکر کیا، پس فرمایا اگر وہ میری موجودگی میں ظاہر ہوا تو تم سب کی طرف سے میں اس سے جھگڑوں گا۔ اگر میرے بعد نکلا، تو ہر ایک شخص خود اس سے جھگڑے گا اور اللہ میرا خلیفہ ہے، ہر مسلمان پر، وہ دجال جوان ہوگا، گھونگیالے بال والا، اس کی آنکھ نکل ہوئی ہوگی، یعنی کاٹا ہوگا، بس ایسا ہوگا، جیسے عبدالعزیٰ بن قطن کو جانتے ہو، سو جو اس کو پائے، تو اس پر سورہ کہف کی ابتدائی آیتیں ضرور پڑھ لے کیونکہ وہ اس کے قتل سے اس کو بچائیں گی، وہ شام اور عراق کے درمیان میں سے نکلنے والا ہے، اور داہنے بائیں (گویا ہر طرف) دوڑنے والا ہے۔ سو اللہ کے بندو ثابت رہنا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ زمین میں کس قدر ٹھہرا رہے گا، فرمایا چالیس دن، ایک دن سال بھر کا۔ ایک دن مہینہ بھر کا۔ ایک دن ہفتہ بھر کا اور باقی دن یہ تمہارے معمولی دن ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا، یا حضرت تو اس سال بھر کے دن میں ایک دن کی نماز ہم کو کافی ہوگی یا نہ فرمایا نہیں، ان معمولی دنوں کے انداز سے سے پڑھتے رہنا (اور صبیحے اور نصفے بھر کا دن بھی اسی قیاس پر) ہم نے پوچھا، حضرت اس کا جلد جلد پھرنا زمین میں کیسا ہوگا، فرمایا جیسے ہوا ابرو کو پھیلاتی ہے، سو وہ دجال ایک قوم کے پاس آئے گا، اور ان کو اپنے دین کی طرف بلائے گا۔ وہ اس کا کہنا مان لیں گے، تو آسمان کو حکم کرے گا، خوب بارش ہوگی اور زمین میں سبزی خوب اُگے گی، اور ان کے مویشی کھا کھا کر خوب چلے گئے، اور دودھیلے ہوں گے۔ اور ایک قوم کے پاس آئے گا، ان کو بھی اپنی طرف بلائے گا۔ وہ اس کا کہنا نہ مانیں گے، وہاں سے چلا آئے گا، اور وہاں بارش بند ہو جائے گی اور وہ لوگ نہایت مفلس ہو جائیں گے، پاس کچھ بھی تو نہ رہے گا اور کھنڈرات میں جائے گا، اس کو کہے گا، اپنے سب خزانے نکال، تو سب کے سب دھینے نکل کر اس کے ساتھ شہد کی کھپوں کی طرح ہو لیں گے۔ اور پھر ایک جوان کو بلائے گا، اور پھر اس کو تلوار سے مار کر دو ٹکڑے کر دے گا، اور ادھر ادھر نشانے کی طرح پھینک دے گا، اور پھر اس کو ہلا کر دوبارہ مارے گا، اور وہ شخص منہ چمکتا ہوا بنے گا، سو دجال اسی اوج موج میں ہوگا، کہ اتنے میں اللہ تعالیٰ مسیح عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کو (آسمان سے) اتارے گا، سو وہ دو رنگین کپڑے پہنے ہوئے دمشق کے مشرقی سفید منارہ پر اتریں گے۔ دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے سر کو جھکا لیں گے، تو پیسے کے قطرے گرے گے اور جب سر اٹھائیں گے تو موتیوں کے سے قطرے اتریں گے۔ سو جس کو کافر کو ان کے سانس کی بو پہنچے گی، بس مر ہی جائے گا، اور جہاں تک ان کی نظر پہنچے گی وہیں تک ان کا سانس پہنچے گا، سو اس کو باب لہ پر پا کر مار ڈالیں گے۔ فقط

یہ ترجمہ ہم نے نواس بن سمانؓ کی حدیث کا بقدر ضرورت کیا ہے۔ سو سائل کو ثبوت خروج دجال لعنہ اللہ اور نزول حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم علیہا السلام میں کافی دانی شافی ہے۔ جس کو تفصیل درکار ہو، مشکوٰۃ شریف میں پورے باب کو تحقیق کی نظر سے دیکھ لے، یہی خلاصہ صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث کا ہے۔ اگر کوئی نہ مانے تو اس کو اختیار ہے اور وہ بعض عالم پنجاب کے جو اس کے خلاف کے قائل ہیں، وہ نادان، جاہل و یا گیل اور کاذب

ہیں۔ بلکہ اہل علم کے زمرے کی بو سے بھی بے نصیب اور محروم ہیں، اور مجملہ فرق اہل الحاد ہیں۔ نعوذ باللہ من شرہ۔ (حورہ ابو اسمعیل یوسف حسین الخائفوری عفی عنہ۔)

وانہ لعلم للساعة، اور بے شک عیسیٰ علیہ السلام خبر دیئے والے ہیں۔ قیامت کی، یعنی ان کا اترنا آسمان سے ایک نشانی ہے قیامت کی، دجال کے پیدا ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے، اور دجال کو قتل کریں گے، پھر یا جوج ماجوج پیدا ہو کر سارے عالم کو خراب کریں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام مومنوں کو لے کر کوہ طور پر جا کر چھپیں گے، غرضیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نشانی ہیں قیامت کی، تمام ہوئی عبارت شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی، پس پنجاب کا وہ عالم بلاشبہ نصوص مذکورہ بالا کا منکر طعہ ہے، بلکہ کافر کما لا ینحی علی الماہر بالشریعة الغراء۔ حورہ خادم العلماء الطاف حسین فاضلپوری۔

فی الواقع جواب اول و دوم بلا ریب صحیح ہے، کیونکہ قیامت کے ظاہر ہونا دجال کا بعد اس کے اترنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اور قتل کرنا دجال کا برحق ہے اور منکر اس کا ضال و مضل و بددین اور مخالف اجماع مسلمین کے ہے، چنانچہ کتب صحاح ستہ و دیگر کتب سیر اس پر شاہد عدل ہیں، اور تاویل مرزا قادیانی اور اس کے حواری کی نزدیک اہل حق کے باطل و مردود ہے۔ سید محمد نذیر حسین (قادیانی نذیریج اقل ص ۱۲ تا ۱۷)

بعد نزول عیسیٰ علیہ السلام کی حیثیت نبی کی یا امتی؟

عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت نبی کے تشریف لائیں گے یا بحیثیت امتی کے؟

سوال..... حضور ﷺ کے دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت نبی تشریف لائیں گے یا حضور ﷺ کے امتی ہونے کی حیثیت سے۔ اگر آپ بحیثیت نبی تشریف لائیں گے تو حضور ﷺ خاتم النبیین کیسے ہونے؟

جواب..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو بدستور نبی ہوں گے لیکن آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری سے ان کی شریعت منسوخ ہوگئی اور ان کی نبوت کا دور ختم ہو گیا۔ اس لیے جب وہ تشریف لائیں گے تو آنحضرت ﷺ کی شریعت کی پیروی کریں گے اور آنحضرت ﷺ کے امتی کی حیثیت سے آئیں گے۔ ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے خلاف نہیں کیونکہ نبی آخر الزمان آنحضرت ﷺ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت آنحضرت ﷺ سے پہلے مل چکی تھی۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۳۲۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول نبی ہوں گے یا امتی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین حج اس مسئلہ استفتاء کے۔

(۱) کیا حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا اور اس دعویٰ کی تصدیق کرنے والا مومن ہے یا کافر؟

(۲) کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ اٹھایا گیا اگر اٹھایا گیا ہے تو آپ قرب قیامت میں نزول فرمائیں گے اگر ہاں، تو بحیثیت امتی کے یا نبی کے۔

نوٹ..... جوابات قرآنی دلائل سے دیے جائیں۔

حکیم سید عبدالجبار دہلوی مالک شامی مطب منڈی بھلر دان، شاہ پور، صوبہ پنجاب، پاکستان۔

الجواب..... حامداً و مصلحاً۔ (۱)..... حضرت محمد ﷺ کا خاتم النبیین ہونا۔ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ ما کان محمد ابداً احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین۔ (الاحزاب ۴۰) لہذا جو شخص آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ شخص نص قرآنی کا منکر ہے اور قرآن شریف کی کسی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے۔ یہی حال اس شخص کا ہے جو ایسے مدعی نبوت پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرے۔

(۲)..... حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ وما قتلوه یقیناً بل دفعہ الله الیہ (انساء ۱۵۷) اور قرب قیامت آپ نزول فرمائیں گے۔ احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے اور آپ اس وقت اپنی نبوت کی دعوت نہیں دیں گے بلکہ حضور ﷺ کی ملت کی دعوت دیں گے اور خود ان کی نبوت بھی منسوب نہیں ہوگی

بلکہ وہ محفوظ رہے گی۔ اخرج الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی البعث بسند جید عن عبد اللہ بن معقل
قال قال رسول اللہ ﷺ یلبث الدجال فیکم مائۃ اللہ ثم ینزل عیسیٰ ابن مریم مصدقا بمحمد و
علی ملته اماما مہدیا و حکما عدلا فیقتل الدجال۔ (الحادی للتادی ج ۲ ص ۲۷۹)

ان عیسیٰ علیہ السلام مع بقائه علی نبوة معدود فی امۃ النبی ﷺ و داخل فی زمرة
الصحابة فانه اجتمع بالنبی ﷺ وهو حی مومنا به و مصدقا و كان اجتماعه به مرات فی غیر لیل
الاسراء من جملتها بمکہ روی ابن عدی فی الکامل عن انس قال بینا نحن مع النبی ﷺ اذا رائنا
بردا وید او قلنا یا رسول اللہ ﷺ ما هذا البرد الذین رائنا و الید قال قدر ایتموہ قلنا نعم قال ذلک
عیسیٰ ابن مریم سلم علی۔ (الحادی للتادی ج ۲ ص ۲۸۸)

انما یحکم عیسیٰ بشریعة نبینا ﷺ بالقرآن والسنة عن ابی ہریرۃ قال قال رسول
اللہ ﷺ الا ان ابن مریم لیس بنی و بینہ نبی ولا رسول الا انه خلیفی فی امتی من بعدی۔
(الحادی للتادی ج ۲ ص ۲۸۸)

قال الذہبی فی تجرید الصحابة عیسیٰ ابن مریم ﷺ نبی و صحابی فانه رای
النبی ﷺ فهو آخر الصحابة موتا۔ (الحادی للتادی ج ۲ ص ۲۸۹) اس مسئلہ پر علماء حق کے مستقل رسائل شائع
شده ہیں۔ علامہ سیوطی کا ایک رسالہ ہے ”کتاب العلام بحکم عیسیٰ ﷺ“ علامہ سبکی کا ایک رسالہ ہے مولانا انور شاہ
صاحب کشمیری کا بھی ایک رسالہ ہے عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ ﷺ۔ نیز شروح حدیث بذل الجہود۔ فتح
الباری، یعنی وغیرہ میں بھی اس کی تصریح ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ علم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ گنگوہی معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۳۰ ج ۱، ۷۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۳۰ ج ۱/ ۷۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۱۱۳ ۱۱۴)

بعد نزول حضرت عیسیٰ ﷺ کی نبوت کی حیثیت

سوال..... حضرت عیسیٰ ﷺ جب آسمان سے تشریف لائیں گے، تو کیا وہ اس وقت بھی نبی رہیں گے اور ان
پر وحی آئے گی یا وہ نبوت سے معزول ہو کر آئیں گے؟

ایضاً سوال..... جب حضرت عیسیٰ ﷺ دوبارہ تشریف لائیں گے تو وہ تابع شریعت محمدیہ ہوں گے یا صاحب
شریعت نبی ہوں گے؟ اگر وہ تابع شریعت محمدیہ ہوں گے تو شرعی احکام یعنی قرآن کریم میں درج شدہ اور امر و
نواہی اور سنت رسول کریم ﷺ کا علم انہیں کیونکر حاصل ہوگا۔ اگر زبان عربی اور شریعت کے احکام کسی مولوی
صاحب سے پڑھیں تو یہ امر ایک نبی کی شان کے خلاف نظر آتا ہے۔ اور پڑھیں بھی تو کس فرقہ کے مولوی سے؟
تمام اسلامی فرقوں کا آپس میں اختلاف ہے، حتیٰ کہ ایک دوسرے کو کافر کہنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اگر اس دنیا
میں وہ وحی کے ذریعہ شریعت اسلامی کے احکام حاصل کریں، جس طرح ہمارے حضور اکرم ﷺ حاصل کیا کرتے
تھے یعنی وحی سے یا پردہ کے پیچھے سے یا فرشتہ کی وساطت سے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ ماکان لبشر ان
یکلمہ اللہ الا وحیاً او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء انہ علی حکیم و
کذلک اوحینا الیک روحاً من امرنا۔ (سورہ شوریٰ آیہ ۵۱-۵۲) تو اس صورت میں وہ بھی ایک صاحب
شریعت نبی بن جائیں گے۔ یا اگر آسمان پر بھی شریعت کے احکام کا علم حاصل کریں تو بھی بشر ہونے کے لحاظ سے

مندرجہ بالا انھیں تین صورتوں سے حاصل کریں گے۔ پس شریعت کے احکام یعنی اوامر و نواہی براہ راست بذریعہ وحی حاصل کرنے کی وجہ سے صاحب شریعت نبی بن جائیں گے۔ حالانکہ ہمارے نبی ﷺ آخری شریعت والے نبی ہیں۔ اس اشکال کا تفصیلی جواب دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

الجواب..... ان کی نبوت سلب نہیں ہوگی، بلکہ وہ محفوظ رہے گی اور وہ احکام اپنی سابقہ محفوظ نبوت کے تحت جاری نہیں فرمائیں گے جو ان کی امت کے ساتھ مخصوص تھے بلکہ حضور اکرم ﷺ کی شریعت کے موافق جاری فرمائیں گے۔

ممکن ہے کہ عین وقت پر شریعت محمدیہ کے متعلق ان کو بذریعہ وحی علم ہو جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت اقدس ﷺ سے علم حاصل کریں کیونکہ قبر اطہر میں جی ہیں۔ یا روح عیسوی روح محمدی سے مستفیض ہو جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خود انجیل میں اس شریعت کے احکام کا علم ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں کی ملاقات جب ہوئی اس وقت علم حاصل کر لیا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ براہ راست قرآن کریم سے ان کو علم حاصل ہو جائے۔ ثم علمہ باحکام شرعنا اما بعلمہما من القرآن فقط اذلم یفرط فیہ من شیئ انما احتجنا الی غیرہ لحضورنا وقد کانت احکام نبینا ﷺ کلہا ماخوذة من القرآن ومن ثم قال الشافعی کل ما حکم بہ النبی ﷺ فهو مما فہمہ من القرآن فلا یبعد ان عیسیٰ ﷺ یکون کذلک او بروایة السنة عن نبینا ﷺ اخرج ابن عدی عن انس بیننا نحن مع رسول اللہ ﷺ اذ رأینا برداً ویداً قلنا یارسول اللہ ﷺ ما هذا البرد الذی رأینا والید قال قد رأیتموہ قلنا نعم قال ذلک عیسیٰ بن مریم سلم علی وفی روایة ابن عساکر عنہ کنت اطوف مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حول الکعبة اذ رأینہ صافح شیئاً ولم ارہ قلنا یارسول اللہ رأیناک صافحت شیئاً ولا نراہ قال ذلک اخی عیسیٰ بن مریم انتظرتہ حتی قضی طوافہ فسلمت علیہ و حینئذ فلا مانع انہ حینئذ تلقی عن النبی ﷺ احکام شریعة المتخالفة لشریعة الانجیل لعلہ انہ سینزل وانه یتحتاج لذلك فاخذہا منہ بلا واسطہ و فی حدیث ابن عساکر الا ان ابن مریم لیس بنبی و بنیہ نبی ولا رسول الا انہ خلیفہ فی امتی من بعدی وقد صرح السبکی بانہ یحکم بشریعة نبینا صلی اللہ علیہ وسلم بالقرآن والسنة اما لکونہ یتعلمہما من نبینا ﷺ شفاہا بعد نزولہ من قبرہ ویؤیدہ حدیث ابی یعلیٰ والذی نفسی بیدی لینزلن عیسیٰ بن مریم ثم لنن قام علی قبری و قال یامحمد لا جینہ اما بکونہ اوحاها الیہ فی کتابہ الانجیل او غیرہ الی قولہ یوحی الیہ وحی حقیقی کما فی حدیث مسلم وغیرہ عن النواس بن سمعان وفی روایة صحیحة تعنی ہو کذلک اذا وحی الیہ باعینی انی قد اخرجت عباداً لی لا بد لانه بقتالہم حول عبادی الی السطور وذلک الوحی علی لسان جبریل الی قولہ و عیسیٰ بن مریم بان علی نبوتہ و رسالہ الی آخر ما قال ھ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۵۳)

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۳۶ تا ۱۳۰)

حرۃ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۳ھ/۸

حضرت عیسیٰ علیہ السلام وقت نزول نبی ہوں گے یا امتی

سوال..... میرا ایک قادیانی سے واسطہ پڑا۔ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے لیے دلیل دی کہ حضور

نبی اکرم ﷺ خاتم النبیین نہیں بلکہ نبی آتے رہیں گے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا مسلمہ عقائد میں سے ہے۔ پھر ختم نبوت کیسی۔ آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے اور وہ نبی ہوں گے یا امتی، وضاحت فرمادیں۔
زائد الحق کاموگی

جواب..... محترم زائد الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جی ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب قرب قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے تو نبی ہی ہوں گے۔ ان کو قرآن کی تعلیم وہی خدا دے گا جس نے پہلے ان کو تورات و انجیل کی تعلیم دی ہے۔ قادیانی جھوٹے دجال کی طرح، سکول ماسٹروں سے نہ پڑھیں گے، نہ کسی انسان کی شاگردی کریں گے۔ نبی صرف خدا کے شاگرد ہوتے ہیں کسی مخلوق کے نہیں۔ قرآن کریم میں سورۃ النساء میں ہے۔

بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ. (النساء ۱۵۸) بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا ہے۔

وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَأَئْتُوا بِكُمْ بَيِّنَاتٍ مِنْهُ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (النساء ۱۵۹)
کوئی اہل کتاب (کتابی) ایسا نہیں جو ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔

حالانکہ آج سے دو ہزار سال پہلے تمام کتابی آئینہ پر ایمان نہیں لائے۔ کوئی ایک یہودی بھی آپ پر ایمان نہیں لایا بلکہ یہود نے آپ کی سخت مخالفت کی۔ پس یہ پیشین گوئی ابھی پوری ہوئی ہے۔ رہی یہ بات کہ دنیا میں دوبارہ کب تشریف لائیں گے؟ سو یہ بات اللہ ہی جانے کب تشریف لائیں گے۔ ہاں ان کا تشریف لانا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ ہم اللہ کے فرمان پر ایمان رکھتے ہیں۔ کیسے آئیں گے، جو اللہ لے گیا ہے وہی فرشتوں کے ہمراہ بادلوں کے درمیان ان کو دوبارہ لائے گا۔

محترم آپ مرزا یوں سے ایسی باتوں میں نہ الجھیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ جھوٹا، لعنتی، مرتد، جہنمی تھا۔ رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا، نہ ہی بنایا گیا ہے۔ واللہ اعلم و رسولہ عبد القیوم خان
(منہاج القرآن ج اول ص ۳۵۳-۳۵۴)

رفع و نزول مسیح علیہ السلام ختم نبوت کے منافی؟

سوال..... مسلمانوں کا عام عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام جسد غفری کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے اور واپس تشریف لائیں گے۔ برائے رفع شہ سوالات ذیل کا جواب مطلوب ہے۔

(۱)..... مخالفین نے سب نبیوں کو تکلیف دی۔ درپے قتل ہوئے۔ لیکن آسمان پر کوئی نہ اٹھایا گیا۔ مسیح علیہ السلام کے لیے ضرورت رفع کیا تھی۔ (۲)..... مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ دِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ (الاحزاب ۴۰) حدیث لا نبی بعدی (ترمذی) اس حدیث اور آیت نے کسی نئے اور پرانے نبی کے آنے کی نفی کر دی۔ اس لیے عہد رسالت محمدیہ ﷺ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول جسمانی متمتع اور محال ہے۔ رہا یہ خیال کہ ابن مریم علیہ السلام ہمیشہ امامت نازل ہوں گے۔ سو یہ گمان بھی دو وجہ سے ناجائز ہے۔ (۱)..... یہ کوئی نبی اپنے منصب نبوت سے معزول کو معطل نہیں ہو سکتا۔ (۲)..... یہ کہ اس خاص زمانہ میں امامت مہدی کے لیے مقرر ہے۔ لہذا ابن مریم علیہ السلام جو اسرائیلی نبی ہیں امت محمدیہ کی ظاہری امامت کے لیے مستحق نہیں ہو سکتے۔ شیخ قاسم علی

جواب..... پہلے نبی کو دوبارہ بھیجنا منظور خدا تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو دوبارہ بھیجنا ہے تاکہ ان کے ہاتھ سے اشاعت اسلام ہو۔ پچھلی مسلسل زندگی ختم نبوت کے منافی نہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو دوبارہ آ کر نبوت سے معزول نہ ہوں گے بلکہ بحال رہیں گے۔ ان کا کام قرآن کی تبلیغ، تمہیم الہی جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کی تھی۔ اس پر کیا سوال، نبوت سے معزول کیسے ہوئے؟ انبیاء کی جماعت اللہ کے نزدیک سب ایک ہے۔ تلک امة قد خلعت (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱۷ ص ۳۷۲-۳۷۳)

نزول مسیح ختم نبوت کے منافی نہیں

سوال..... اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول خواہ فرمودہ باز خواہ آمد آنحضرت ﷺ چلوئے خاتم الانبیاء شد؟

جواب..... معنی خاتم النبی آنت کہ بعد از نبوت محمد ﷺ نبی پیدا نشود، نبوت سابقہ مستمرہ مخالف ختم نبوت نیست۔ (فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۰۲)

قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارہ میں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمانوں سے نزول فرمائیں گے تو بحیثیت پیغمبر نزول فرمائیں گے یا امام الانبیاء علیہ السلام کے امتی کی حیثیت سے؟

الجواب..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمانوں پر اٹھایا جانا اور قیامت کے قریب ان کا نازل ہونا اور پھر تبع شریعت محمدی بن کر کچھ عرصہ اس دنیا میں رہنا امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے۔ قرآنی آیات اور احادیث متواتر الٰہی سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذاتی حیثیت یقیناً نبی اور پیغمبر کی ہوگی۔ انبیاء سابقین کی طرح آپ پر اللہ کی طرف سے وحی بھی ہوگی، اس کے باوجود آپ شریعت محمدی کے تابع ہوں گے البتہ یہ وحی شریعت محمدی کو بدلنے کے لیے نہیں ہوگی بلکہ اس وقت کے حالات کے اعتبار سے ضروری احکام ہوں گے۔ لہذا آپ نزول کے بعد دو صفات کے ساتھ متصف ہوں گے، ایک شان نبوت اور دوسرا شان امت محمدیہ، لیکن آپ کی یہ شان نبوت حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہوگی، اس لیے کہ ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کسی کو بھی منصب نبوت سے نہیں نوازا جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے پہلے نبی بن کر آئے تھے۔

لما قال الامام فخرالدين الرازى: تحت قوله تعالى: وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته اى قبل موت عيسى المراد ان اهل الكتاب الذين يكونون موجودين فى زمان نزوله لا يبدان يؤمنوا به قال بعض المتكلمين انه لا يمنع نزوله من السماء الى الدنيا الا انه انما ينزل عند ارتفاع التكليف او بحيث لا يعرف اذ لو نزل مع بقاء التكليف على وجه يعرف انه عيسى عليه السلام لكان اما ان يكون نبيا ولا نبى بعد محمد ﷺ او غير و غير ذلك جائز على الانبياء وهذا اشكال عندى ضعيف لان انتهاء الانبياء الى مبعث محمد ﷺ فعند مبعثه انتهت تلك المدة فلا يبعد ان يصير بعد نزوله تبعاً لمحمد ﷺ. (تفسير كبير ج ۱۱ ص ۱۰۳ سورة التساء ۱۵۹)

قال العلامة ابن الزاكر الكوردى: وما الايمان بسيدنا عليه السلام فيجب بانه رسولنا في

الحال و خاتم الانبياء و الرسل فاذا آمن بانه رسول ولم يؤمن بانه خاتم الرسل لا ينسخ دينه الى يوم القيامة لا يكون مؤمناً و عيسى عليه السلام ينزل الى الناس و يدعوا الى شريعته و سائق لآمنه الى دينه. (فتاوى بزازية على هامش الهندية ج ۶ ص ۳۲۷ نوع فيما يتصل بها مما يجب كفاره من اهل البدع. الثالث في الانبياء. و مثله في شرح الفقه الاكبر ص ۱۱۲) (فتاوى حقایق ج ۱ ص ۲۲۸)

سوال..... اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام باز نزول فرماید از عہد نبوت معزول شدہ باز آید یا چہ؟

جواب..... نے زیراکہ آں نبوت سابقہ خادمہ نبوت محمدیہ ہست؟ (فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۰۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بعد از نزول تعلیم حاصل کرنا؟

سوال..... در آیت کریمہ لَعَلَّكُمْ التَّوْرَةَ وَالْانجِيلَ ثابت است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجز تورات دیگر کتاب نخواندہ پس تبلیغ قرآن چگونه خواهد کرد؟

جواب..... بعد نزول از ساقی آسمانی تعلیم یا بد چنانکہ تعلیم تورات ہم بوحی الہی حاصل کردہ بود۔ اللہ اعلم اہل حدیث امر ۲۶ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ؟ (فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۰۳)

قادیانی شبہات کے جوابات

علمائے حق کی کتب سے تحریف کر کے قادیانیوں کی دھوکہ دہی
کمری و محترمی مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

سوال..... ملتان سے آپ کا ایڈریس منگوا یا۔ اس سے قبل بھی میں نے آپ کو خط لکھے تھے شاید آپ کو یاد ہو مگر اب آپ کا ایڈریس بھول جانے کی وجہ سے ملتان سے منگوانا پڑا۔ عرض ہے کہ میں ایف ایس سی (میڈیکل) کر لینے کے بعد آج کل فارغ ہوں۔ میڈیکل کالج میں ایڈمشن میں ابھی کافی دیر ہے۔ اس لیے جی بھر کر مطالعہ کر رہا ہوں۔ مجھے شروع ہی سے مذہب سے لگاؤ ہے۔ ایک دوست (جو کہ احمدی ہے) نے مجھے اپنے لٹریچر سے چند رسائل دیے میں نے پڑھے۔ مولانا مودودی مرحوم کے رسائل ”ختم نبوت“ اور ”قادیانی مسئلہ“ بھی پڑھے اور احمدیوں کی طرف سے ان کے جوابات بھی۔ مولانا کے دلائل و شواہد کمزور دیکھ کر بڑی پریشانی ہوئی۔ آپ کا پمفلٹ ”مشائخہ“ بھی پڑھا مگر اس کا جواب نہیں ملا۔ البتہ آج کل قاضی محمد نذیر (قادیانی) کی کتاب ”تفسیر خاتم النبیین“ پڑھ رہا ہوں جو آپ کی شائع کردہ آیت خاتم النبیین کی تفسیر کا جواب ہے۔ جس میں آپ نے مولانا محمد انور شاہ صاحب کے فارسی مضمون کا ترجمہ و تشریح کی ہے۔ اصل کتاب نہیں پڑھ سکا اس لیے جواب کے استحکام کو محسوس کرنا قدرتی امر ہے۔ بہر حال احمدی لٹریچر پڑھ کر میں یہ سمجھ سکا ہوں کہ ہمارے علماء کوئی ایسی بات پیش نہیں کرتے جس سے احمدی لا جواب ہو جائیں۔ وہ ہر ایک بات کا مدلل جواب دیتے ہیں۔ وہ مشائخ کی عبارت دے کر ثابت کرتے ہیں کہ ان کا نظریہ وہی ہے جو ان مشائخ عظام کا تھا۔ اس بات سے بڑی الجھن ہوتی ہے۔ کیا ہم ان شواہد کو جھٹلا سکتے ہیں۔ آخر ایسی باتیں لکھنے کا کیا فائدہ ہے جن کا مدلل جواب دیا جاسکتا ہے۔ آخر ایسی باتیں کیوں نہیں لکھی جاتیں جن سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ پھر کسی کو دودھ میں پانی ڈالنے کی جسارت نہ ہو۔ اگر ہم سچے ہیں تو ہماری سچائی مشکوک کیوں ہو جاتی ہے؟ جواب کا انتظار رہے گا۔ احقر عبدالقدوس ہاشمی

جواب..... اس ناکارہ نے قادیانیوں کی کتابیں بھی پڑھی ہیں اور قادیانیوں سے زبانی اور تحریری گفتگو کا موقع بھی بہت آتا رہا ہے، قادیانی غلط بیانی اور غلط بحث کر کے نادانوں کو دھوکا دیتے ہیں، ہمارے اور ان کے بنیادی مسئلے دو ہیں۔ ایک ختم نبوت دوسرا نزول عیسیٰ علیہ السلام یہ دونوں مسئلے ایسے قطعی ہیں کہ بزرگان سلف میں ان میں کبھی اختلاف نہیں ہوا بلکہ ان کے منکر کو قطعی کافر اور خارج از اسلام قرار دیا گیا ہے۔ قادیانی صاحبان اپنا کام چلانے کے لیے اکابر کے کلام میں سے ایک آدھ جملہ جو کسی اور سیاق میں ہوتا ہے۔ نقل کر لیتے ہیں۔ کبھی کسی نے غلطی سے کسی بزرگ کا قول غلط نقل کر دیا اسی کو اڑا لیتے ہیں، ان کے نادانف قادیانی یہ سمجھ کر کہ جن بزرگوں کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بھی قادیانیوں کے ہم عقیدہ ہوں گے دھوکہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں یہاں اس کی صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا

ہوں، آپ نے بھی پڑھا ہوگا کہ قادیانی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی کتاب ”تذییر الناس“ کا حوالہ دیا کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نبی آ سکتا ہے اور یہ کہ یہ امر خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ حالانکہ حضرت کی تحریر اسی کتاب میں موجود ہے کہ جو شخص خاتمیت زمانی کا قائل نہ ہو وہ کافر ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

”سوا اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو خاتمیت زمانی ظاہر ہے، ورنہ تسلیم لزم خاتمیت زمانی بدالات التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی مثل: ”انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی او کما قال“ (مشکوٰۃ ص ۵۶۳ باب مناقب علی بن ابی طالب) جو بظاہر بطور مذکورہ اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی۔ کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔ گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ، باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات و تراویح وغیرہ۔ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں۔ جیسا اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔“

(تذییر الناس طبع جدید ص ۱۸ طبع قدیم ص ۱۰)

اس عبارت میں صراحت فرمائی گئی ہے کہ:-

(الف)..... خاتمیت زمانی، یعنی آنحضرت ﷺ کا آخری نبی ہونا۔ آیت خاتم النبیین سے ثابت ہے۔

(ب)..... اس پر تصریحات نبوی ﷺ متواتر موجود ہیں اور یہ تواتر رکعات نماز کے تواتر کی مثل ہے۔

(ج)..... اس پر امت کا اجماع ہے۔

(د)..... اس کا منکر اسی طرح کا کافر ہے۔ جس طرح ظہر کی چار رکعت فرض کا منکر اور پھر اسی تذییر الناس میں ہے۔

”ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لے لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا۔ پر ایک مراد ہوتو شایان شان محمدی ﷺ خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی۔ اور مجھ سے پوچھئے تو میرے خیال ناقص میں تو وہ بات ہے کہ سامع منصف انشاء اللہ انکار ہی نہ کر سکے۔ سو وہ یہ ہے کہ۔“

(طبع قدیم ص ۱۸ طبع جدید ص ۱۵)

اس کے بعد یہ تحقیق فرمائی ہے کہ لفظ خاتم النبیین سے خاتمیت مرتبی بھی ثابت ہے اور خاتمیت زمانی

بھی۔ اور ”مناظرہ عجیبہ“ میں جو اسی تذییر الناس کا تہہ ہے ایک جگہ فرماتے ہیں:

”مولانا! حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب

کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ ﷺ اول المخلوقات ہیں۔“

(مناظرہ عجیبہ صفحہ ۹ طبع جدید)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:-

”البتہ وجہ معروفہ مکتوب تذییر الناس تولد جسمانی کی تاخیر زمانی کے خواستگار ہیں۔ اس لیے کہ ظہور تاخر

زمانی کے سوا تاخر تولد جسمانی اور کوئی صورت نہیں۔“

(مناظرہ عجیبہ ص ۱۰)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:-

”اور اگر مخالفت جمہور اس کا نام ہے کہ مسلمات جمہور باطل اور غلط اور غیر صحیح اور خلاف سمجھی جائیں۔ تو

آپ ہی فرمائیں کہ تاخر زمانی اور خاتمیت عصر نبوت کو میں نے کب باطل کیا؟ اور کہاں باطل کیا؟

”مولانا! میں نے خاتم کے وہی معنی رکھے جو اہل لغت سے منقول ہیں اور اہل زبان میں مشہور کیونکہ

تقدم و تاخر مثل حیوان، انواع مختلفہ پر بطور حقیقت بولا جاتا ہے، ہاں تقدم و تاخر فقط تقدم و تاخر زمانی ہی میں منحصر

ہوتا تو پھر در صورت ارادۂ خاتمیت ذاتی و مرتبی البتہ تحریف معنوی ہو جاتے۔ پھر اس کو آپ تفسیر بالرائے کہتے تو بجا تھا۔ (مناظرہ عجیبہ ص ۵۲)

مولانا! خاتمیت زمانی کی میں نے تو توجیہ کی ہے تعلیل نہیں کی۔ مگر ہاں آپ گوشہ عنایت و توجہ سے دیکھتے ہی نہیں تو میں کیا کروں۔ اخبار بالعلۃ مذهب اخبار بالمعلول نہیں ہوتا، بلکہ اس کا مصدق اور منوید ہوتا ہے۔ اوروں نے فقط خاتمیت زمانی اگر بیان کی تھی تو میں نے اس کی علت یعنی خاتمیت مرتبی کو ذکر اور شروع تحذیر ہی میں ابتدائے مرتبی کا بہ نسبت خاتمیت زمانی ذکر کر دیا۔“
(مناظرہ عجیبہ ص ۵۳)

ایک جگہ لکھتے ہیں:-

”مولانا! معنی مقبول خدام و الامقام..... معیار احقر سے باطل نہیں ہوتے، ثابت ہوتے ہیں۔ اس صورت میں بمقابلہ ”قضا یا قیاسا سہامہا“ اگر مجملہ ”قیاسات قضا یا سہامہا“ معنی معیار احقر کو کہتے تو بجا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر لیجئے، صفحہ نہم کی سرودہم سے لے کر صفحہ یازدہم کی سطر ہشتم تک وہ تقریر لکھی ہے جس سے خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی اور خاتمیت مرتبی تینوں بدالات مطاعی ثابت ہو جائیں اور اسی تقریر کو اپنا معیار قرار دیا ہے، چنانچہ شروع تقریر سے واضح ہے۔

سو پہلی صورت میں تو تاخر زمانی بدالات التزامی ثابت ہوتا ہے اور دلالت التزامی اگر دوبارہ توجہ الی المطلوب، مطاعی سے کمتر ہو مگر دلالت ثبوت اور دل نشینی میں مدلول التزامی مدلول مطاعی سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے کہ کسی چیز کی خبر تحقق اس کے برابر نہیں ہو سکتی کہ اس کی وجہ اور علت بھی بیان کی جائے۔“ ”حاصل مطلب یہ کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہنے کہ منکروں کے لیے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔ افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جمادیے۔“

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:-

”اپنا دین و ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں۔ جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔“

(مناظرہ عجیبہ ص ۱۳۳)

حضرت نانوتویؒ کی یہ تمام تصریحات اسی تحذیر الناس اور اس کے تتمہ میں موجود ہیں۔ لیکن قادیانیوں کی عقل و انصاف اور دیانت و امانت کی داد دیجئے کہ وہ حضرت نانوتویؒ کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی نہیں بلکہ آپ ﷺ کے بعد بھی نبی آ سکتے ہیں۔ جبکہ حضرت نانوتویؒ اس احتمال کو بھی کفر قرار دیتے ہیں اور جو شخص ختم نبوت میں ذرا بھی تامل کرے اسے کافر سمجھتے ہیں۔

اس ناکارہ نے جب مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا تو شروع شروع میں خیال تھا کہ ان کے عقائد خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں مگر کسی کا حوالہ دیں گے تو وہ تو صحیح ہی دیں گے لیکن یہ حسن ظن زیادہ دیر قائم نہیں رہا۔ حوالوں میں غلط بیانی اور کتر بیونت سے کام لیتا مرزا قادیانی کی خاص عادت تھی اور یہی وراثت ان کی امت کو پہنچی ہے اس عریضہ میں، میں نے صرف حضرت نانوتویؒ کے بارے میں ان کی غلط بیانی ذکر کی ہے۔ ورنہ وہ جتنے اکابر کے حوالے دیتے ہیں سب میں ان کا یہی حال ہے اور ہونا بھی چاہیے۔ جھوٹی نبوت جھوٹ ہی کے سہارے چل سکتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ عقل و ایمان سے کسی کو محروم نہ فرمائیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۱۳ تا ۲۱۷)

قادیانی اپنے کو ”احمدی“ کہہ کر فریب دیتے ہیں

سوال..... آپ کے موثر جریہ کی ۲۹ دسمبر کی اشاعت میں یہ پڑھ کر تعجب ہوا کہ جہاں قادیانی حضرات کے مذہب کا شناختی کارڈ فارم میں اندراج ہوتا ہے وہاں شناختی کارڈ میں اس کا کوئی اندراج نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسی فردنراشت ہے جس سے فارم میں اندراج کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے یہاں میں یہ گزارش کروں گا کہ قادیانیوں کے لیے لفظ ”احمدی“ کا اندراج کسی طور جائز نہیں۔ یہ غلطی اکثر سرکاری اعلانات میں بھی سرزد ہوتی ہے۔ اس کی غالباً وجہ یہ ہے کہ بہت سے حضرات اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ قادیانیوں نے لفظ ”احمدی“ اپنے لیے کیوں اختیار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو الفاظ ”اسمہ احمد“ آئے ہیں وہ دراصل مرزا قادیانی کی مراجعت کی پیش گوئی ہے حالانکہ چودہ سو سال سے جملہ مسلمین کا یہی اعتقاد رہا ہے لفظ ”احمد“ حضور مقبول رسول اللہ ﷺ کے لیے آیا ہے اور آپ کا نام احمد مجتبیٰ بھی تھا اور شاید مرزا قادیانی کے والد بزرگوار کا بھی یہی اعتقاد ہو، جنہوں نے آپ کا نام ”غلام احمد“ رکھا تھا۔ اسی طرح انجیل میں لفظ ”فاروقیط“ علماے اسلام کے نزدیک حضور ﷺ ہی کی آمد کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ فاروقیط معرب ہے یونانی لفظ ”پیڑی کلی ٹاس“ کا جو بذات خود ترجمہ ہے مہرانی زبان میں ”احمد“ کا جس زبان میں پہلے انجیل لکھی گئی تھی اسے بھی حضور کے درود مسعود کی پیش گوئی شمار کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن قادیانی حضرات اسے بھی مرزا قادیانی کی آمد کی پیش گوئی شمار کرتے ہیں چنانچہ بجائے قادیانی کے لفظ ”احمدی“ کا استعمال قادیانی حضرات کے موقف اور ان کے پروپیگنڈے کو تقویت دینے کے مترادف ہے۔ اس لیے میرا ادنیٰ مشورہ یہ ہے کہ اس جماعت کے لیے لفظ قادیانی ہی استعمال کرنا مناسب ہے۔

جواب..... آپ کی رائے صحیح ہے۔ قادیانیوں کا ”اسمہ احمد“ کی آیت کو مرزا قادیانی پر چسپاں کرنا ایک مستقل کفر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی (تحدہ کلادیہ ۹۶ خزانہ ج ۱ ص ۲۵۴) میں لکھتا ہے۔ ”یہی وہ بات ہے جو میں نے اس سے پہلے اپنی کتاب ازالہ ادہام میں لکھی تھی یعنی یہ کہ میں ام احمد میں آنحضرت ﷺ کا شریک ہوں۔“ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۰۳-۲۰۵)

ایک قادیانی کا خود کو مسلمان ثابت کرنے کے لیے گمراہ کن استدلال

بخدمت جناب مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہ
السلام علی من اتبع الهدی

جناب عالی! گزارش ہے کہ جناب کی خدمت میں مکرم و محترم جناب بلال انور صاحب نے ایک مراسلہ ختم نبوت کے موضوع پر لکھ کر آپ کی خدمت میں ارسال کیا تھا آپ نے اس مراسلہ کے حاشیہ پر اپنے ریمارکس دے کر واپس کیا ہے یہ مراسلہ اور آپ کے ریمارکس خاکسار نے مطالعہ کیے ہیں۔ چند ایک محروضات ارسال خدمت ہیں آپ کی خدمت میں مؤدبانہ اور عاجزی سے درخواست ہے کہ خالی الذہن ہو کر خدا تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کرتے ہوئے ایک خدا ترس اور محقق انسان بن کر ضد و تعصب، بغض و کینہ دل سے نکال کر ان محروضات پر غور فرما کر اپنے خیالات سے مطلع فرمائیں یہ عاجز بہت ممنون و مشکور ہوگا۔

سوال..... ۱۔ جناب بلال صاحب نے آپ کی خدمت میں عرض کی تھی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید پر، جو خدا تعالیٰ کا آخری کلام ہے، اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو خاتم

انہیں مانتے ہیں، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر کامل ایمان رکھتے ہیں، تمام آسانی کتابیں، جن کی سچائی قرآن مجید سے ثابت ہے، ان سب پر ایمان رکھتے ہیں۔ صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج تمام ارکان اسلام پر ایمان رکھتے ہیں اور اسلام پر کاربند ہیں۔

آپ نے ریمارکس میں لکھا ہے کہ ”منافقین اسلام بھی اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرتے تھے“۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو منافق قرار دیا ہے۔ یہی حال قادیانیوں کا ہے۔“

مکرم جناب مولانا صاحب یہ آپ کی بہت بڑی زیادتی، جسارت اور ناانصافی ہے اور ضد و تعصب اور بغض و کینہ کی ایک واضح مثال ہے۔ سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کو قرآن شریف میں منافق ہونے کا سترٹیکسڈ دیا گیا ہے وہ کسی مولوی یا مفتی کا قول نہیں ہے اور نہ ہی آنحضرت ﷺ نے ان کے منافق ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا تھا۔ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا تھا اور ان کو منافق کہنے والی اللہ تعالیٰ کی علیم و خیرہستی تھی جو کہ انسانوں کے دلوں سے واقف ہے کہ جس کے علم سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے خود یا آپ کے خلفائے اپنے زمانہ میں کسی کے متعلق کفر یا منافق کا فتویٰ صادر کیا ہو۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی مثال ہو تو تحریر فرمائیں یہ عاجز بے حد آپ کا ممنون و مشکور ہوگا۔

سوال ۲۰۰۰۰۰ مکرم مولانا اگر آپ کے اس اصول کو درست تسلیم کر لیا جائے کہ کسی انسان کا اپنے عقیدہ کا اقرار تسلیم نہ کیا جائے تو وہ ہی دنیا سے ایمان اٹھ جائے گا۔ اس حالت میں ہر فرقہ دوسرے فرقہ پر کافر اور منافق ہونے کا فتویٰ صادر کر دے گا اور کوئی شخص بھی دنیا میں اپنے عقیدہ اور اپنے ایمان کی طرف منسوب نہ ہو سکے گا، اور ہر ایک شخص کے بیان کو تسلیم نہ کرنے کی صورت میں وہ شخص اپنے بیان میں جھوٹا اور منافق قرار دیا جائے گا اور یہ سلوک آپ کے مخالفین آپ کے ساتھ بھی روا رکھیں گے اور آپ کو بھی اپنے عقیدہ اور ایمان میں مخلص قرار نہ دیں گے کیا آپ اس اصول کو تسلیم کریں گے۔

کیا خدا تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول آنحضرت ﷺ نے آپ کو ایسا کہنے کی اجازت دی ہے؟ دنیا کا مسلمہ اخلاقی اصول جو آج تک دنیا میں رائج ہے اور مانا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص اپنا جو عقیدہ اور مذہب بیان کرتا ہے اس کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ آپ ایک مسلمان کو مسلمان اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، ایک ہندو کو ہندو اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ہندو کہتا ہے اسی طرح ہر سکھ کہلانے والے عیسائی کہلانے والے اور دیگر مذہب کی طرف منسوب ہونے والوں سے معاملہ کیا جاتا ہے اور اس اخلاقی اصول کو دنیا میں تسلیم کیا گیا ہے اور ساری دنیا اس پر کاربند ہے۔ پس جب تک احمدی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ وہ (۱)..... اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں۔

۲..... اس کے سب رسولوں کو مانتے ہیں۔

۳..... اللہ تعالیٰ کی سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

۴..... اللہ تعالیٰ کے سب فرشتوں کو مانتے ہیں۔

۵..... اور بعث بعد الموت پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

اور اسی طرح پانچ ارکان دین پر عمل کرتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں اور اسلام کو آخری دین مانتے ہیں اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ اس

وقت تک دنیا کی کوئی عدالت، دنیا کا کوئی قانون، دنیا کی کوئی اسمبلی اور دنیا کا کوئی حاکم اور کوئی مولوی، ملاں اور مفتی، جماعت کو اسلام کے دائرہ سے نہیں نکال سکتی اور نہ ہی ان کو کافریا متناقض کہہ سکتے ہیں اس لیے کہ ہمارے پیارے نبی دل و جان سے پیارے آقا حضرت خاتم النبیین ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔

کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور سے پوچھا ”ایمان“ کیا ہے؟ حضور نے فرمایا: (۲)۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور بعث بعد الموت پر۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا درست ہے۔

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، قائم کرنا نماز کا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور اگر استطاعت ہو تو ایک بار حج کرنا۔“ حضرت جبرائیل علیہ السلام بولے درست ہے۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو انسان کی شکل میں ہو کر تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (ملاحظہ ہو صحیح بخاری کتاب الایمان ج ۱ ص ۱۲ باب سوال جبرائیل)

(۳)۔۔۔۔۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

۱۔۔۔۔۔ یہ ماننا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

۲۔۔۔۔۔ نماز قائم کرنا۔

۳۔۔۔۔۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

۴۔۔۔۔۔ زکوٰۃ دینا۔

۵۔۔۔۔۔ زندگی میں ایک بار حج کرنا۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان ج ۱ ص ۶)

(۴)۔۔۔۔۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جو شخص ہماری طرح کی نماز پڑھتا ہے۔ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارے ذبیحہ کو کھاتا ہے وہ مسلمان ہے، اور اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت اس کو حاصل ہے پس اے مسلمانو! اس کو کسی قسم کی تکلیف دے کر خدا تعالیٰ کو اس کے عہد میں جھوٹا بناؤ۔ (بخاری ج اول باب فضل استقبال القبلة کتاب الصلوٰۃ ص ۵۶)

(۵)۔۔۔۔۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

”ایمان کی تین چیزیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہہ دے تو اس کے ساتھ کسی قسم کی لڑائی نہ کر اور اس کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ بنا اور اسلام سے خارج مت قرار دے۔

پس مسلمان کی یہ وہ تعریف ہے جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی اور جس کی تصدیق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کی۔

اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ اسلام کے دائرہ میں داخل ہے اور مسلمان اور مومن ہے۔ اب انصاف آپ کریں کہ آپ کا بیان کہاں تک درست اور حق پر مبنی ہے۔

دوبارہ جماعت احمدیہ کے عقیدہ پر غور کر لیجئے۔

جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا

تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔

ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے وہ حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا زیادہ کرے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہیں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کا اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض جانتے ہیں۔

اور ہم آسمان اور زمین کو گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے اور قیامت کے دن ہمارا اس پر دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔

ان حالات میں اب کس طرح ہم کو منکر اسلام کہہ سکتے ہیں۔ اگر حکم سے ایسا کریں گے تو آپ ضدی اور متعصب تو کہلا سکیں گے مگر ایک خدا ترس اور متقی انسان کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ امید ہے کہ آپ انصاف کی نظر سے اس مکتوب کا مطالعہ فرما کر اس کے جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔ محمد شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جواب.....

مکرم و محترم ہذا انا للہ وایاکم الی صراط لمستقیم۔

جناب کا طویل گرامی نامہ طویل سفر سے واپسی پر خطوط کے انبار میں ملا۔ میں عذیم الفرستی کی بناء پر خطوط کا جواب ان کے حاشیہ میں لکھ دیا کرتا ہوں۔ جناب کی تحریر کالب لباب یہ ہے کہ جب آپ دین کی ساری باتوں کو مانتے ہیں تو آپ کو خارج از اسلام کیوں کہا جاتا ہے؟

میرے محترم! یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے کہ آپ کے اور مسلمانوں کے درمیان بہت سی باتوں میں اختلاف ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں اور مسلمان اس کے منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اگر واقعتاً نبی ہیں تو ان کا انکار کرنے والے کافر ہوئے اور اگر نبی نہیں تو ان کو ماننے والے کافر۔ اس لیے آپ کا یہ اصرار تو صحیح نہیں کہ آپ کے عقائد ٹھیک وہی ہیں جو مسلمانوں کے ہیں، جبکہ دونوں کے درمیان کفر و اسلام کا فرق موجود ہے، آپ ہمارے عقائد کو غلط سمجھتے ہیں اس لیے ہمیں کافر قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی، حکیم نور دین قادیانی، مرزا محمود قادیانی اور مرزا بشیر احمد قادیانی، نیز دیگر قادیانی اکابر کی تحریروں سے واضح ہے اور اس پر بہت سی کتابیں اور مقالے لکھے جا چکے ہیں۔

اس کے برعکس ہم لوگ آپ کی جماعت کے عقائد کو غلط اور موجب کفر سمجھتے ہیں، اس لیے آپ کی یہ بحث تو بالکل ہی بے جا ہے کہ مسلمان، آپ کی جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج کیوں کہتے ہیں؟ البتہ یہ نکتہ ضرور قابل لحاظ ہے کہ آدمی کن باتوں سے کافر ہو جاتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تمام باتیں جو آنحضرت ﷺ سے تواتر کے ساتھ منقول چلی آتی ہیں اور جن کو گذشتہ صدیوں کے اکابر مجددین بلا اختلاف و نزاع، ہمیشہ مانتے چلے آئے ہیں (ان کو ضروریات دین کہا جاتا ہے) ان میں سے کسی ایک کا انکار کفر ہے اور منکر کافر ہے کیونکہ ”ضروریات دین“ میں سے کسی ایک کا انکار آنحضرت ﷺ کی تکذیب اور پورے دین کے انکار کو مستلزم ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کی ایک آیت کا انکار پورے قرآن مجید کا انکار ہے اور یہ اصول کسی آج کے ملا، مولوی کا نہیں بلکہ

خدا اور رسول ﷺ کا ارشاد فرمودہ ہے اور بزرگان سلف ہمیشہ اس کو لکھتے آئے ہیں۔ چونکہ مرزا قادیانی کے عقائد میں بہت سی "ضروریات دین" کا انکار پایا جاتا ہے اس لیے خدا اور رسول ﷺ کے علم کے تحت مسلمان ان کو کافر سمجھنے پر مجبور ہیں۔ پس اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ آپ کا حشر اسلامی برادری میں ہو تو مرزا قادیانی اور ان کی جماعت نے جو نئے عقائد ایجاد کیے ہیں ان سے توبہ کر لیجئے ورنہ "لکم دینکم ولی دین۔" "والسلام علی من اتبع الهدی۔" (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۰۷-۲۱۲)

قرآن پاک میں احمد کا مصداق کون ہے؟

سوال..... قرآن پاک میں ۲۸ دین پارے میں سورہ صف میں موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد ایک آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا اس سے مراد کون ہیں جبکہ قادیانی، مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں۔

جواب..... اس سے آنحضرت ﷺ مراد ہیں۔ کیونکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میرے کئی نام ہیں، میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں۔ (مسکوٰۃ ص ۵۱۵ باب اسماء النبی ﷺ و صفات) قادیانی چونکہ حضور ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے اس لیے وہ اس کو بھی نہیں مانیں گے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۸-۲۳۹)

قادیانی کے دروازہ نبوت تا قیامت کھولنے کے معنی

سوال..... فقہ قادیان کے سلسلہ میں ایک مسئلہ محض اپنی تشفی قلب کے لیے دریافت کر لینا چاہتا ہوں۔ یہ جو الزام ہے کہ انھوں نے اجراء نبوت کا دروازہ کھول کر فقہ عظیم برپا کر دیا اس کے جواب میں وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اجراء نبوت یعنی ظہور مسیح تو اہل سنت کا حقیقہ مسئلہ ہے اب گفتگو صرف تعین شخصی میں رہ جاتی ہے کہ اس دعویٰ مسیحیت کا مصداق کون شخص ہے اور اس میں خطائے اجتہادی کی پوری گنجائش ہے اس پر کچھ مختصراً ارشاد فرمادیجئے۔

جواب..... اس کا دعویٰ صرف مسیح ہی کے ساتھ خاص نہیں جس میں شبہہ مذکورہ فی السوال کی گنجائش ہو وہ تو مسیح غیر مسیح سب کے لیے نبوت کو ممکن کہتا ہے اس کے رسائل میں اس کی تصریح ہے پھر مسیح میں بھی جہائے نبوة سابقہ (جو کہ موصوف کا کمال ذاتی ہے جو بعد عطا کے سلب نہیں ہوتا بدوں ظہور آثار خاصہ تشریع وغیرہ جیسا خود عالم برزخ میں یہ کمال سب حضرات کے ذوات میں باقی ہے) عطائے نبوت کو سلب نہیں اور منافی ختم نبوت کے عطائے نبوت ہے جس کا وہ اپنی ذات کے لیے مدعی ہے کیونکہ پہلے موجود نہ تھا تا کہ اس نبوت کو نبوت سابقہ کہا جاسکے نہ بقا بہ شان مذکورہ اور یہ بالکل ظاہر ہے۔ (انور ص ۸ مفرانظر ۱۳۵۵ھ) (امداد الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۱۵)

قادیانیوں کے دلائل اور ان کے جوابات

سوال..... ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے ثبوت اور حقانیت کے لیے مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتا ہے۔

قادیانی کے دلائل مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابْنًا أَحَدٍ بَيْنَ رَجَائِلِكُمْ وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰)

ہمارا عقیدہ واضح ہو کہ یہ قرآن پاک کی آیت ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کے کل یا جز سے انکار کرنا

ہمارے نزدیک موجب کفر ہے، پس ہم جماعت احمدیہ والے سیدنا حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں اور جو آپ ﷺ کو خاتم النبیین نہ مانے وہ ہمارے نزدیک مسلمان ہی نہیں لیکن لفظ خاتم کا حقیقی معنی و مفہوم سمجھنا ضروری ہے، یہ ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا کی کسی بھی لغت میں لفظ ختم مقام درج میں آ کر خاتم کا معنی بند کرنے والا یا روکنے والا نہیں ہے، حضرت محمد ﷺ سے پہلے کا محاورہ یا عرب کا مقولہ یا کسی عرب شاعر کا کوئی شعر تمام عربی لٹریچر میں موجود نہیں اور نہ ہی حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی عربی کتاب میں خاتم کا لفظ بند کرنے اور روکنے کے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے، چنانچہ لغات کی چند مشہور کتابیں ملاحظہ ہوں۔

لفظ	معنی	نام کتب لغت
نمبر ۱: خاتم	تھمید، مہر، جس پر نام وغیرہ کندہ کیے جاتے ہیں۔	لسان العرب، تاج العروس، صحاح قاموس جوہری۔
نمبر ۲: خاتم	انکسری: مثل خاتم الذهب یعنی سونے کی انگوٹھی	لسان العرب، تاج العروس، صحاح قاموس جوہری۔
نمبر ۳: خاتم	گھوڑے کی جو تھوڑی سی سفیدی ہوتی ہے۔	قاموس، تاج العروس، منتہی الادب
نمبر ۴: خاتم	گھوڑی کے تھنوں کے پاس کا حلقہ بھی خاتم کہلاتا ہے۔	قاموس، تاج العروس، منتہی الادب
نمبر ۵: خاتم	گدی کے نیچے جو گڑھا ہوتا ہے۔ اس کو بھی خاتم کہتے ہیں۔	قاموس، تاج العروس، منتہی الادب
نمبر ۶: خاتم	مہر کا نقش جو کاغذ پر اتر آتا ہے۔	لسان العرب وغیرہ
نمبر ۷: خاتم النبیین	نبیوں کی زینت اور رونق	مجمع البحرین ج نمبر ۱

- (۱) اسی طرح ملا علی قاری (موسوعات کبیر ص ۴۹) میں خاتم النبیین کا یہ معنی کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ ﷺ کے دین کو منسوخ کرے اور آپ ﷺ کی امت سے نہ ہو۔
- (۲) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی "تہذیبات الہیہ" میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر نبیوں کے ختم ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے شارع نبی بنا کر بھیجے۔
- (۳) "مجمع البیان" مصنف شیخ محمد طاہرؒ میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ یہ تو کہو کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں لیکن یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔
- (۴) "تفسیر صافی" میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اے علیؓ! میں خاتم الانبیاء ہوں اور تو خاتم الاولیاء ہے۔ تو کیا اس سے مراد یہ لیا جائے کہ حضرت علیؓ کے بعد کوئی دلی نہیں ہوگا؟
- (۵) "دیلی" کی حدیث ہے کہ میں فہراء المؤمنین کے ساتھ سب سے پہلے جنت میں جاؤں گا اور میں اپنے سے پہلے اور بعد کے سب نبیوں کا سردار ہوں۔
- (۶) حضرت محمد ﷺ نے حضرت عباسؓ کو خاتم المہاجرین کہا ہے، تو کیا حضرت عباسؓ کے بعد کسی نے ہجرت نہیں کی؟

(۷)..... سیدنا حضرت محمد ﷺ خاتمِ بمعنی مہر کے ہیں اور مہر کا کام تصدیق کرنا ہے، ایک سرکاری ملازم اس لیے مہر لگاتا ہے کہ میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ رقم یا تنخواہ میں نے وصول کی ہے نہ کہ کسی اور نے۔

(۸)..... ایک عدالت کا حاکم اس لیے مہر لگاتا ہے کہ میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نوشتہ یا پروانہ میرے علم اور حکم سے جاری ہوا ہے۔

(۹)..... ایک بادشاہ اس لیے مہر لگاتا ہے کہ میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ فرمان یا تحریر میرے علم اور حکم سے لکھا یا جاری ہوا۔

(۱۰)..... ایک ڈاکخانہ خط پر اس لیے مہر لگاتا ہے کہ تصدیق کی جاتی ہے کہ یہ خط فلاں مقام سے فلاں تاریخ اور وقت پر روانہ ہوا یا پہنچا۔

(۱۱)..... ایک اپیل نویس اپنی مہر اس واسطے لگاتا ہے کہ میں تصدیق کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل عبارت میری تحریر کردہ ہے۔

(۱۲)..... کسی پارسل، بوتل یا بند خط پر مہر اس لیے لگائی جاتی ہے کہ یہ چیزیں میں نے بند کی ہیں، اگر مہر سلامت نہ رہے تو اس کے اندر کی چیز کے سلامت ہونے کا اعتبار جاتا رہتا ہے۔

(۱۳)..... کسی مہر کے واسطے یہ ضروری ہے کہ وہ کسی تحریر کے لازماً آخر میں ہو، خواہ آغاز پر خواہ انجام پر، مراد اس سے مہر کنندہ کی تصدیق ہوتی ہے نہ کہ اس تحریر کا بند ہونا اور بند کرنا۔

یہ تو قادیانی کے دلائل تھے، آپ حضرات سے استدعا ہے کہ ان دلائل کے دندان شکن جوابات تحریر فرما کر اس نوپید فتنہ کا قلع قمع کرنے میں تعاون فرمائیں۔

الجواب..... تمام امت مسلمہ کا یہ اجماعی اور متفق علیہ عقیدہ ہے کہ حضور سید دو عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا سوائے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے، وہ قرب قیامت میں آسمانوں سے نزول فرمائیں گے اور دین محمدی کی احیاء اور تجدید کریں گے اور شریعت محمدی کے تابع ہوں گے۔ باقی قادیانی بد بخت اس اجماعی عقیدہ کو چھوڑ کر لفظ خاتم کے غیر مرادی اور غیر معتبر معانی کے پیچھے لگ گئے اور خاتم النبین کا جو اجماعی معنی ہے جس پر تمام امت کا اتفاق ہے، جو آنحضرت ﷺ نے خود سمجھایا اور صحابہ کرام نے سمجھا تھا اور امت کے تمام محققین، محدثین، مفسرین، ائمہ کرام اور علماء حق کا اسی پر اتفاق ہے، لیکن بد بخت قادیانیوں نے ان کا سمجھا ہوا معنی جھٹلایا اور خود اپنے من گھڑت معنی کو معتبر قرار دیا۔

قال اللہ تعالیٰ: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔
(الاحزاب نمبر ۴۰)

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدِي..... یہ کئی احادیث کا مجموعہ ہے اور یہ مضمون کئی احادیث میں وارد ہوا ہے۔ (تفسیر القرآن العظیم ج ۳ ص ۱۴۷) لافنی جنس ہے، جب یہ اپنے مدخل پر آ جاتا ہے تو اس کا رخ نکال جاتا ہے، یعنی حضور انور ﷺ نے خاتم النبین کا معنی نبیوں کا خاتمہ کرنے کا لیا، اسی لیے فرمایا لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا رَسُولَ بَعْدِي الخ کہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں، نہ تشریفی نہ ظنی نہ بردی مگر قادیانی بد بختوں علیہم السلام نے خاتم النبین سے مراد حضور ﷺ کا لیا ہوا معنی چھوڑ کر اور خود بھی لغت کے تمام معنوں کو چھوڑ کر صرف تصدیق اور مہر کا معنی لیا جو تمام کے لیے ہوئے معنی سے مخالف اور

ملا علی قاری نے جو ”موضوعات کبیر“ میں آیت خاتم النبیین کا معنی کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ”آحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آئے گا جو آپ ﷺ کے دین کو منسوخ کر دے اور آپ ﷺ کی امت سے نہ ہو۔“ تو یہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے کہ آئیں گے مگر شرعی نبی نہیں بلکہ آحضرت ﷺ کے دین کے حامی بن کر آئیں گے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا قول ”تہیسات الکبیر“ میں بھی بالکل ٹھیک ہے قادیانی اس پر عمل نہیں کرتے کیونکہ وہ پھر نئے نبی کے آنے کے قائل ہیں۔

ضروری اشتباہ قادیانیوں کی تحریرات میں سب دھوکہ ہے، سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ سے بے دینی کی طرف مائل کرتے ہیں، خاتم النبیین اور ختم نبوت کے اجماعی عقیدہ کے یہ لوگ منکر ہیں، لوگوں میں خود کو مسلمان ظاہر کرنے اور عوام الناس کو اپنے دام میں پھنسانے کے لیے اس قسم کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں تاکہ ان سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دے سکیں، ان کے پلید مذہب کی حقیقت خود ان کی اپنی تحریر کردہ کتابوں سے واضح ہوتی ہے، اگر آپ قادیانی مذہب کی حقیقت سے آگاہی حاصل کرنا چاہیں تو مندرجہ ذیل کتابیں منگوا کر مطالعہ کریں تاکہ ایمان بھی تازہ ہو اور دین و ایمان کے ڈاکوؤں کے فریب سے بھی نجات ملے۔ (۱)۔ عشرہ کاملہ (۲)۔ ختم نبوت (۳)۔ تحقیق الکفر والايمان بآيات القرآن (۴)۔ دعاوی مرزا (۵)۔ مسیح موعود کی پہچان (۶)۔ قادیانیوں کے کفر پر علماء اسلام کا فتویٰ۔ یہ کتابیں طبع شدہ ہیں اور عام ملکی ہیں، کسی بھی مشہور کتب خانہ سے منگوا کر ضرور مطالعہ کریں۔

لفظ خاتم کی لغوی تحقیق خاتم کا معنی لغت کی رو سے: (۱)۔ صراح ص ۲۸۸ میں ہے: ”ختم کردن، مہر کردن، ختم اشیٰ فہو مختوم، ختم شد و تمام گردانیدن يقال خَتَمَ اللَّهُ لَهُ بِالْخَيْبِ، اتمام ذوالمدن قرآن، اختتام بیابان بردن، لقیض الافتتاح، خاتم بفتح التاء و کسر ما، ختام بالتاء خاتام بالالف انشترى جمع خواتیم، خاتم اشیٰ آخره، و محمد ﷺ خاتم الانبیاء بالفتح صلوة اللہ علیہ وعلیہم اجمعین: گلے و موم مہر کنندہ و قولہ تعالیٰ فَاَتَمَمْتُ مَسْکَ۔“ (۲)۔ اور ”غیاث“ ص ۱۵۳ پر: ختام بکسر موم دمک وغیرہ کہ براں مہر کنندہ (۳)۔ المہجر ص ۱۶۵ الختم مایختتم بہ الختام الطین او کل ما یتختتم بہ علی الشی جمع ختم الختم کل ما یتختتم بہ الختام جمع خواتیم، الختام مایختتم بہ و عاقبت کل شیء، جو آحضرت ﷺ پر صادق آتا ہے۔ (۴)۔ مفردات القرآن لامام راغب اصفہانی ص ۱۴۲ پر ہے: و خاتم النبیین لانه ختم النبوة الی ختمها بمجانبہ۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ لفظ خاتم ختم کرنے اور ختمی اشیٰ کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے اور خبیث قادیانی کے دھوکہ کو دیکھو کہ یہ لفظ کہیں بھی ختم کرنے اور انتہاء و اختتام اشیٰ کے معنی میں نہیں لایا، خاص کر امام راغب اصفہانی کی صرح کے الفاظ۔ المجد کا مصنف تو عیسائی ہے مسلمان نہیں، اس عیسائی کے الفاظ دیکھیں کہتا ہے۔ عاقبت کل الشی اور یہ معنی آحضرت ﷺ پر صادق آتا ہے۔ اگر بالفرض کسی لغت میں لفظ خاتم بمعنی ختم کرنے والا نہ بھی ہو تب بھی ہمارے مدعا اور اجماعی عقیدہ پر اثر انداز نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ ہمارے نزدیک لغات کی کتابیں معتبر ہی نہیں ہیں اور نہ ہم اپنے مدعا کے ثبوت کے لیے ان سے استدلال کرنے کے پابند ہیں، بلکہ ہمارا یہ دعویٰ قرآن پاک کے قطعی اور یقینی نصوص، احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے ثابت ہے،

قرآن و حدیث کو چھوڑ کر لغات کی کتابوں سے استدلال کرنے والا حد درجہ کا زندیق اور لحد ہے، اسلام سے کوسوں دور ارتداد کی شدید ظلمات میں پڑا ہوا ہے، اسلامی حکومت پر واجب کہ جو شخص قادیانی مذہب اختیار کرے تو عدم رجوع کی صورت میں اسے سزائے موت دے۔

قال اللہ تعالیٰ: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا. (الاحزاب: ۴۰)

قال الحافظ ابن کثیر: تحت هذه الآية فهذه الآية نص في انه لاني بعدة واذا كان لاني بعدة فلا رسول بعده بالطريق الاول، والاخرى لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوة فان كل رسول نبى ولا يعكس وبذلك وردة الاحاديث المتواترة عن رسول الله ﷺ من حديث جماعة من الصحابة (تفسير القرآن العظيم ج ۳ ص ۴۹۳ مطبوعه مطبعة محمد عمر، قادیانی خانہ ج ۱ ص ۳۹۲-۳۹۶)

غلام احمد قادیانی کے وسوسوں کا جواب

سوال..... مرزا قادیانی کے بارے میں شرعی حکم اور اس کے بیان کیے گئے وسوسوں کا جواب نیز یہ کہ اس کے عقائد فاسدہ کیا تھے اور اس بد بخت شخص کا پس منظر کیا ہے اور اصولاً مسلمانوں کا ان سے کیا اختلاف ہے۔ تفصیل تحریر فرمائیں۔

ساجد گیلانی لاہور

جواب..... محترم ساجد گیلانی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

قادیانی کا کافر و مرتد ہیں۔ مرزا قادیانی ذہنائیم پاگل اور انگریزوں کا ایجنٹ تھا۔ قادیانی وسوسوں کا مختصر جواب حاضر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو قرآن کریم میں آخری نبی بتایا گیا ہے۔ نبی شریعت والا اور بلا شریعت کی کوئی بات قرآن و حدیث میں نہیں۔ یہ قادیانی مرتدین کی باطل تادیلیں ہیں چونکہ قرآن و سنت کے خلاف ہیں لہذا مردود ہیں۔ حضور ﷺ نے اپنے کسی صاحبزادے کو نبی نہیں فرمایا۔ یہ صریح جھوٹ ہے۔ ثبوت دیں۔ اگر زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ تعلیق المحال بالمحال ہے۔ یعنی اللہ کے علم میں نہ انھوں نے زندہ رہنا تھا نہ نبی ہونا تھا جیسے قرآن میں ہے۔

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ. (الزخرف: ۸۱) یا رسول اللہ ﷺ! آپ فرمائیں اگر اللہ رحمن کا بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرتا۔

تو کیا اس سے اللہ کے بیٹے کا جواز نکل آیا؟ نہ بیٹا ممکن، نہ اس کی عبادت کرنا، یونہی نہ آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا زندہ رہنا ممکن، نہ نبی بننا، کیونکہ اللہ کے علم میں یہی طے تھا۔ لانی بعدی والی حدیث پاک کا جواب مرتد کے پاس نہ تھا اس لیے اس نے جھٹاکر پوچھا اس کا کیا تک تھا؟ اس سے پوچھیں اس آیت کا کیا تک ہے کہ بیٹا ہوتا تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اللہ کا بیٹا ہو سکتا ہے؟

قرآن کریم میں حضور ﷺ کو خاتم النبیین، یعنی آخری نبی کہا گیا ہے۔ حدیث پاک میں لانی بعدی سے اس کی تشریح و تفسیر کر دی گئی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ایک مسلمان کے لیے یہی کافی ہے۔

اللہ نے کہیں بھی قرآن میں یہ نہیں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس طرح وفات دی جس طرح باقی نبیوں کو۔ پس یہ مرزائی مرتد کا جھوٹ ہے۔ وہ زندہ آسمان پر ہیں اور قیامت کے قریب تشریف لائیں گے جیسا

کہ قرآن و حدیث میں وضاحت ہے۔ اس مختصر میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔

قرآن کریم میں اسویٰ بعدہ فرمایا گیا ہے یعنی اللہ نے اپنے بندے کو سیر کرائی اور بندہ مکمل زندہ انسان پر بلا لیا ہے۔ صرف روح کو معراج ہوتی تو بروحہ کہہ دینا کوئی مشکل نہ تھا۔ اللہ کو عربی زبان خوب آتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی ہیں۔ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان حضور ﷺ کی امت کے مجدد اور مصلح ہوں گے۔ دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ ایک کیسے ہو گئیں؟ قادیانی چونکہ اپنے مرتد کو کبھی مسیح اور کبھی مہدی کہتے ہیں جیسا کہ اس نے خود ایسے دعویٰ کیے ہیں اس لیے وہ دونوں کو ایک کہتے ہیں حالانکہ قادیانی مرتد ایک پاگل بیوقوف شخص تھا۔ اس نے تو اپنی کتاب براہین وغیرہ میں اپنے آپ کو آدم، نوح، موسیٰ، عیسیٰ، مریم اور نہ جانے کیا کیا لکھا ہے۔ کیا ان تمام پاکیزہ ہستیوں کو بھی ایک ہی کہا جائے گا؟ اگر ایمان نہیں تو کم از کم عقل کو ہی استعمال کر لیتے۔ اگر یہ تمام حضرات ایک نہیں تو مرزا ان سب کا مجنون و مرکب کیسے بن گیا؟ کیا ایک ہی شخص کبھی موسیٰ، کبھی عیسیٰ، کبھی داؤد، کبھی ابراہیم، کبھی یہ کبھی وہ بن سکتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اس قادیانی مرتد کے پاگل ہونے اور گمراہ ہونے میں کیا شک رہ گیا؟ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین و السلام۔

(منہاج القادیانی ج ۱ ص ۳۵۷-۳۵۹)

واللہ اعلم و رسولہ عبدالقیوم خان

مسئلہ ختم نبوت پر ایک دلچسپ مناظرہ

جمع و ترتیب: احتشام الحق آسیا آبادی

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَنُحْمَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى۔ اَمَّا بَعْدُ

میرے مربی روحانی حضرت مفتی (رشید احمد لدھیانوی) صاحب دامت برکاتہم کی ابتدائی تدریس کے زمانے میں ایک قادیانی مناظرے اتفاقاً ملاقات ہو گئی، قادیانی کے ساتھ ان کا ایک شاگرد بھی تھا، ملتے ہی قادیانی مناظرے نے اپنی تعریف اور مہارت پر کافی تقریر کی اور کہا کہ میں نے بوعلی سینا کی کتابیں پڑھی ہیں، عیسائیوں اور آریوں سے بہت سے مناظرے کیے ہیں، خوب اپنی قابلیت اور مہارت جتاتا رہا اور حضرت والا خاموشی سے سنتے رہے، اس کے بعد مسئلہ جریانی نبوت پر بات شروع کر دی۔ ذیل میں اس مختصر مگر دلچسپ مناظرے کی روئیداد پیش کی جا رہی ہے جس میں خاص طور سے حضرات علماء کرام کے لیے بڑی کارآمد اور مفید باتیں آ گئی ہیں۔ اختصار کی خاطر حضرت والا کو مفتی صاحب اور قادیانی کو قادیانی مناظرے کے عنوان سے ذکر کیا جائے گا۔

(آسیا آبادی)

حضرت مفتی صاحب آپ کا اصل دعویٰ تو اثبات نبوت مرزا ہے، مسئلہ جریانی نبوت آپ کے دعویٰ نبوت پر دلیل کے لیے صرفی کا کام دیتا ہے یا کبریٰ کا؟

قادیانی مناظرے یہ ہماری دلیل نہیں ہے، بلکہ اس مسئلہ کو ہم اس لیے بیان کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی نبوت پر بحث کرتے ہوئے اکثر علماء یہ بحث از خود چھیڑ دیتے ہیں کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اس لیے ہمیں یہ بحث کرنا پڑتی ہے۔

مفتی صاحب یہ بحث آپ اس عالم سے کریں جو اسے چھیڑے، مجھ سے براہ راست اپنے دعویٰ نبوت مرزا پر

بحث کریں، اس لیے کہ میں تو اس کا قائل ہوں کہ بغرض محال اگر نبوت جاری ہو تو بھی مرزا قادیانی نبی نہیں ہو سکتے۔
حضرت والا کے اس اصرار کے باوجود قادیانی مناظر جریان نبوت ہی پر بحث کرنے پر مصر رہے، اصل وجہ یہ ہے کہ قادیانی مناظر اس مسئلہ میں اصل مدعا کی طرف آتے ہوئے گھبراتے ہیں، انہیں یہ معلوم ہے کہ مرزا قادیانی کی نبوت کو ثابت کرنے کے آگے کاغذوں کا انبار ہے۔ اس لیے حضرت والا ارشاءِ عنان کے لیے جریان نبوت ہی پر بحث کرنے پر رضامند ہو گئے کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ کسی کمزوری کی بناء پر اس بحث سے پہلو جی کر رہے ہیں۔ چنانچہ اب بحث شروع ہوتی ہے۔

حضرت مفتی صاحب یہ بحث ہے تو بالکل فضول مگر جب آپ اپنے اصل مدعا کی طرف نہیں آنا چاہتے اور اسی پر مصر ہیں کہ جریان نبوت ہی پر بحث ہو تو چلے اس پر فرمائیے۔

قادیانی مناظر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم ﷺ تک بالاتفاق نبوت جاری رہی، حضور ﷺ کے بعد آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ نبوت ختم ہو گئی۔ جو شخص متفق علیہ حقیقت کے خلاف کا قائل ہوتا ہے وہ مدعی کہلاتا ہے اور مدعی کے ذمہ دلیل بیان کرنا ہوتا ہے، آپ مدعی ہیں، لہذا ختم نبوت پر دلیل بیان کریں۔

حضرت مفتی صاحب آپ میرا مدعی ہونا تسلیم کرتے ہیں؟

قادیانی مناظر (ذرا ہچکچا کر) ہاں اس حیثیت سے کہ آپ متفق علیہ حقیقت کے خلاف کے قائل ہیں۔

حضرت مفتی صاحب آپ حیثیت وغیرہ چھوڑیں اور صاف اس کا اقرار کریں کہ آپ مجھے مدعی مانتے ہیں۔
قادیانی مناظر (دلی ہوئی زبان میں) ہاں آپ مدعی ہیں۔

قادیانی مناظر کو حضرت مفتی صاحب مدظلہم کے مدعی تسلیم کرنے میں تردد اس لیے ہو رہا تھا کہ مناظرہ میں ہر شخص مدعی بننے سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، مگر یہاں خود حضرت مفتی صاحب اپنے مدعی ہونے کا ان سے اقرار لے رہے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب یہ بتائیے کہ آپ کے ہاں نبوت بشرط لاشی جاری ہے یا لا بشرطی؟

قادیانی مناظر آپ علمی اصطلاحات استعمال نہ کریں۔ عام فہم زبان میں بات کرنا چاہیے۔

حضرت مفتی صاحب یہاں عوام کا کوئی ایسا مجمع نہیں اس لیے علمی اصطلاحات کے استعمال میں کوئی حرج تو نہیں، معہذا آپ کی خواہش کی رعایت کرتا ہوں، میرا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ہاں مطلق نبوت جاری ہے یا المنہوہ المطلقہ؟

قادیانی مناظر دونوں میں کیا فرق ہے؟

حضرت مفتی صاحب میں نے خیال کیا کہ آپ بوعلی سینا کی کتابیں دیکھے ہوئے ہیں اس لیے سمجھ جائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کے ہاں نبوت کی دو قسمیں ہیں، تشرعی اور ظنی، یہ دونوں قسمیں جاری ہیں یا ایک؟
قادیانی مناظر ایک قسم جاری ہے، یعنی ظنی، تشرعی نبوت ختم ہو گئی۔

حضرت مفتی صاحب حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم ﷺ تک نبوت تشرعی جاری تھی آپ اس

کے ختم ہو جانے کے قائل ہیں، مفسر مایہ حقیقت کے خلاف کہہ رہے ہیں، اس لیے آپ مدعی ٹھہرے۔ آپ اس پر دلیل بیان کریں۔

قادیانی مناظر میں مدعی نہیں ہوں۔

حضرت مفتی صاحب بعینہ جس طریقے سے آپ نے مجھے مدعی ٹھہرایا، اسی طریقے سے آپ مدعی بن رہے ہیں۔
قادیانی مناظر میں کسی طرح مدعی نہیں ہوں۔

حضرت مفتی صاحب جس طریقے سے مجھے مدعی بنایا تھا بعینہ اسی طریقے سے آپ مدعی بن گئے اب اگر آپ مدعی نہیں تو میں بھی مدعی نہیں، قصہ ہی ختم ہو گیا۔

قادیانی مناظر (مجبور ہو کر اپنے مدعی ہونے کا بادل ناخواستہ اقرار کرتے ہوئے دلیل پیش کرتے ہیں) نبوت تشریع کے لیے کچھ شرائط ہیں (ان شرائط کی تفصیل بیان کرنے سے بچنے کے لیے کہا کہ) یہ شرائط آپ کو معلوم ہی ہیں۔

حضرت مفتی صاحب مجھے ان شرائط کا علم نہیں آپ ہی بیان کریں، نیز یہ بھی بتائیے کہ ان شرائط کا وجود ممکن ہی نہیں یا ممکن تو ہے واقع نہیں؟

قادیانی مناظر ممکن ہے مگر واقع نہیں۔

حضرت مفتی صاحب اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت تشریحی ممکن تو ہے مگر واقع نہیں۔
قادیانی مناظر حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت تشریحی ممکن ہی نہیں۔

حضرت مفتی صاحب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ شرط ممکن ہو اور شرط ممتنع؟

قادیانی مناظر کافی دیر تک اس بحث میں الجھتے رہے کہ شرائط ممکن ہیں اور نبوت تشریحی ممکن نہیں، مگر بالآخر اس کا اعتراف کرنا پڑا کہ نبوت تشریحی کے شرائط بھی ممکن نہیں۔

حضرت مفتی صاحب اب دو دعوؤں کا اثبات آپ کے ذمہ ہو گیا، ایک تو یہ کہ جو چیز آپ بیان کریں اس کی شرطیت دلیل سے ثابت کریں۔ دوسرا یہ کہ اس شرط کا ممتنع ہونا بھی ثابت کریں۔

قادیانی مناظر (ایک آیت پڑھ کر) اس سے یہ ثابت ہوا کہ تشریحی رسول تب آتا ہے جبکہ اس سے پہلی کتاب میں تحریف ہونے لگے۔ چونکہ قرآن کریم میں کوئی تحریف نہیں ہو سکتی اس لیے تشریحی رسول بھی نہیں آ سکتا۔

حضرت مفتی صاحب اس آیت سے تو سببیت ثابت ہوئی نہ کہ شرطیت، تحریف ماقبل غی رسالت کا سبب ہے، شرط نہیں، یعنی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بغیر تحریف ماقبل کے کوئی نیا رسول نہیں آ سکتا، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام تشریحی نبی تھے، مگر آپ سے قبل کسی دین کی تحریف نہیں ہوئی۔ کیا نیا رسول آنے کی یہ وجہ نہیں ہو سکتی کہ دین ماقبل میں کوئی تحریف نہ بھی ہو مکمل طور پر صحیح طریقے پر موجود ہو، اس کے باوجود اس کے احکام طبائع کے مناسب نہ رہے ہوں، اس لیے اللہ تعالیٰ نئے رسول کے ذریعہ اس زمانہ کے طبائع کے مطابق احکام میں ترمیم فرمائیں۔ بہر حال

شرطیت ثابت نہیں ہوتی۔

قادینانی مناظر (شرمندگی کی ہنسی طاری کر کے کہنے لگا کہ) شرطیت ہو یا سببیت بات یوں ہی ہے۔ یہ کہہ کر اپنی چھیڑی ہوئی بحث کو خود ہی ختم کر دیا اور حضرت مفتی صاحب مدظلہم کے بار بار اصرار کے باوجود نہ اصل مدعا یعنی اثبات نبوت مرزا پر بات کرنے کو تیار ہوئے اور نہ ہی مسئلہ جریان نبوت پر مزید کلام کیا، بالکل ہی خاموش ہو گئے۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہم نے فرمایا کہ ”ہم نے کبھی کسی مناظر کو اس طرح خاموش ہوتے ہوئے نہ دیکھا نہ سنا۔ یہ صاحب اپنی خاموشی میں منفرد ہیں۔“ ۳ رجب الاول ۹۶ھ (حسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۲۴)

حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر اشکال اور اس کا جواب

سوال ... بلاشبہ حضور اقدس ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ لہذا اب کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ لیکن اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ قادر مطلق ہے اور اس نے جس طرح پہلے انبیاء بھیجے اب بھی ان کے بھیجے پر قادر ہے۔ پھر اب وہ نبی کیوں نہیں بھیجے گا۔ براہ کرم اس اشکال کو دور فرمادیں؟

جواب ... اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نبی ﷺ کو آخری نبی اور خاتم النبیین قرار دے دیا ہے۔ اس لیے وہ قادر مطلق ہونے کے باوجود اب کسی نبی کو پیدا نہیں فرمائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۰۹-۱۱۰)

عقیدہ اجرائے نبوت اور شیخ ابن عربی کا قول

سوال ... شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ: ”لا نبی بعدی“ کے یہ معنی ہیں کہ تشریحی نبوت ختم ہو چکی۔ لیکن غیر تشریحی نبوت ختم نہیں ہوئی یہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب ... شیخ محی الدین ابن عربی کا قول استدلال میں پیش کرنا اولاً! تو اصولاً غلطی ہے کیونکہ مسئلہ ختم نبوت عقیدہ کا مسئلہ ہے جو باجماع امت بغیر دلیل قطعی کے کسی چیز سے ثابت نہیں ہو سکتا اور دلیل قطعی قرآن کریم اور حدیث متواتر اور اجماع امت کے سوا کوئی نہیں۔ ابن عربی کا قول ان میں سے فرمائیے کس میں داخل ہے؟ اس لیے اس استدلال میں پیش کرنا ہی اصولی غلطی ہے۔ ثانیاً خود ابن عربی اپنی اسی کتاب فتوحات (ج ۳ ص ۳۸ مطبوعہ دارالکتب مصر) میں نیز فصوص میں اس کی تصریح کرتے ہیں کہ نبوت شرعی ہر قسم کی ختم ہو چکی ہے اور جس عبارت کو سوال میں پیش کیا ہے۔ اس کا صحیح مطلب خود فتوحات کی تصریح سے یہ ہے کہ نبوت غیر تشریحی ایک خاص اصطلاح شیخ اکبرؒ کی ہے جو مرادف ولایت ہے۔ نہ وہ نبوت جو مصطلح شرع ہے کیونکہ مجمع اقسام نبوت کے انقطاع پر خود فتوحات کی بے شمار عبارتی شہاد ہیں۔ ابن عربی اور دوسرے حضرات کی عبارتی صریح و صاف رسائل مذکورۃ الصدر میں کچھ مذکور ہیں اور قلمی احقر کے پاس منقول لیکن سب کے نقل کرنے کی فرصت و ضرورت نہیں۔

اسی طرح صاحب مجمع البحار اور ملا علی قاری بھی اپنی دوسری تصانیف میں اس کی تصریح کرتے ہیں جو جمہور کا مذہب ہے۔ یعنی ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ آئندہ یہ عہدہ کسی کو نہ ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(امداد المستعین ج ۲ ص ۱۳۳)

دفع شبہ قادیانی و تفسیر آیت

سوال ... مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ یہ جو مولوی لوگ کہتے ہیں کہ نبوت جزئی اور کلی طور پر ختم ہو چکی

ہے۔ یہ بات غلط ہے، بلکہ اس آیت کے لفظی ترجمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسالت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ وہ آیت سورہ اعراف میں یہ ہے، یا بنی آدم اما یا تینکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی۔ (اعراف ۳۵) اس آیت سے ضرور یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبوت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا ہے، اگر منقطع ہو چکا ہے تو اس آیت کا کیا مطلب ہے۔ اس کا جواب تلی بخش ارقام فرمائیں۔

الجواب..... آیت کا مطلب ظاہر ہے کہ یہ آیت متصل ہے قصہ آدم علیہ السلام کے ساتھ بعد خطاب ”ایہیلوا“ کے، یہ بھی ارشاد ہوا کہ اما یا تینکم رسل چنانچہ اس خطاب کے بعد بہت سے رسل آئے، گو بعد ختم نبوت پھر نہیں آئے۔ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ (امداد ج ۳ ص ۱۴۷) (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۵۹)

مرزا قادیانی کا ولو تقول علینا بعض الافاویل سے استدلال باطل ہے

سوال..... مرزا قادیانی اپنے دعوے کی سچائی میں اس کو پیش کرتا رہا ہے اور اس کے مرید پیش کرتے ہیں۔ ولو تقول علینا بعض الافاویل لاخذنا منه بالیمین (الافتادہ ۳۳-۳۵) وہ کہتا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو کوئی الہام کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے وہ پکڑا جاتا ہے اور ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس آیت میں خاص حضرت رسول مقبول ﷺ کا ذکر ہے اور ان کی سچائی کی دلیل بیان کی گئی ہے کہ یہ افترا کرتے تو ہم پکڑتے اور قطع و تین کر دیتے۔ مگر یہ دلیل اس وقت ہو سکتی ہے کہ سنت اللہ اس طرح جاری ہو کہ جھوٹوں پر اخذ ہوا ہو اور قطع تین یعنی ہلاک کر دیے گئے ہوں اگر پہلے ایسا نہ ہوا اور خاص جناب رسول مقبول ﷺ کی نسبت ارشاد ہو رہا ہے تو منکرین پر جنت کس طرح ہو سکتی ہے اسی بنیاد پر مرزا کہتا ہے کہ اگر ہم جھوٹے ہوتے تو ہمارے ساتھ یہی معاملہ ہوتا ہمیں اس قدر ترقی و قبولیت نہ ہوتی بہت جلد یا کچھ مہلت کے بعد ہلاک کر دیے جاتے اور ایسا نہیں ہوا بلکہ دعویٰ کے بعد ۲۳ برس سے زیادہ آرام کے ساتھ رہا۔ اس لیے یہ آیت ہماری حقانیت کی دلیل ہے تاہم اگر اس کا جواب شافی عنایت فرمایا جائے اس کی بھی شرح سمجھ میں نہیں آتی کہ اخذ بالیمین اور قطع وغنن سے کیا مراد ہے۔ اگر موت مقصود ہے تو سچے اور جھوٹے سب مرتے ہیں موت کی کیفیتیں بھی ہر ایک میں مختلف ہوتی ہیں۔ عمر میں بھی بیش اور کم ہر ایک کے ہوتی ہے۔ یعنی کسی کا سن زیادہ ہوتا ہے اور کسی کا کم۔ اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ تقول کے بعد ہی معاخذ ہوتا ہے یا کچھ مہلت بھی ہوتی ہے اگر مہلت ہوتی ہے تو اس کی کوئی حد بھی ہے یا نہیں۔ مرزا ۲۳ برس اس کی حد بیان کرتا ہے، بہرحال جو کچھ ہواس کی سند بھی بیان فرمائیں۔

جواب..... اس آیت میں نہ کسی مدت کی حد ہے نہ خاص موت کی نص ہے۔ مدت کی تعیین بلا دلیل ہے اور یہ دلیل کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا زمانہ نبوت ۲۳ برس تھا اس لیے کافی نہیں کہ اگر ایسا ہو تو اس مدت کے اندر سخت تلمیذ کو جائز رکھا جائے گا۔ وہو باطل اس آیت کا حاصل تو جیسا خازن میں ہے یہ ہے کہ مدعی کاذب کی امانت کی جاتی ہے خواہ ہلاک سے یا مغلوبیت فی الجحہ سے بس اب دعویٰ مرزا کا باطل ہو گیا اس لیے کہ امانت بالجحہ ان کی ظاہر ہے اور عاقل کے لیے یہ تقریر کافی ہے اور عوام کے لیے بہتر ہو کہ کچھ تاریخی نظائر بھی پیش کیے جائیں جن کا پتہ مولوی محمد حسین صاحب بنادلوئی یا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے ملنا آسان ہے کچھ جو تاریخ پر نظر نہیں

إِزَالَةُ الْأَوْهَامِ عَنْ خَتَمِ النَّبَوَّةِ وَالرِّسَالَةِ وَمَعْنَى الْوَحْيِ وَالْإِلَهَامِ

فرقہ قادیانیہ کے اقوال کی تردید میں

سوال..... ذوالمجدد الکرم حضرت اقدس مولانا صاحب مدظلکم العالی، بعد سلام مسنون آنکہ یہاں ایک مسجد پر قادیانیوں اور اہل اسلام میں آج کل مقدمہ چل رہا ہے، قادیانی مدعی اور اہل اسلام مدعا علیہم ہیں، عدالت میں تمام امور مختلف فیہا زیر بحث آ گئے ہیں، چند سوالات بغرض تحقیق و مزید اطمینان خدمت والا میں ارسال کیے جاتے ہیں، امید ہے کہ جوابات سے سرفراز فرمائیں گے۔ مفصل جوابات تحریر کرنے کے لیے تو بہت وقت اور دفتر چاہیے، آنجناب بقدر ضرورت اختصار کو مد نظر رکھ کر جوابات تحریر فرمائیں تاکہ ہم لوگوں کے لیے مشعل راہ ہو سکیں، ضرورتاً قلت وقت کی وجہ سے ایک مکتوب میں کئی سوال درج کر دیے گئے، امید کہ محاف فرمائیں گے۔

سوالات

نمبر ۱..... نبی اور رسول کی جامع مانع تعریف کیا ہے، ان دونوں میں فرق ہے یا نہیں؟
نمبر ۲..... فصوص الحکم، فتوحات کبیر، الیواقیت والجوہر وغیرہ میں صوفیائے کرام نے نبی تشریحی اور غیر تشریحی کی تقسیم کی ہے یا نہیں؟ اگر کی ہے تو ان حضرات کی اس سے کیا مراد ہے؟
نمبر ۳..... کیا مولانا نے روم اور دوسرے بزرگوں نے کسی دلی کو نبی اور ان کے الہام کو وحی کہہ دیا ہے، اور اگر کہا ہے تو ان کی اس سے کیا مراد ہے؟

نمبر ۴..... الہام، وحی غیر نبوت، وحی نبوت کی جامع مانع تعریف کیا ہے، ان میں جو کچھ فرق ہو بیان فرما دیا جائے؟
نمبر ۵..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں بحیثیت نبی ہونے کے نازل ہوں گے یا بحیثیت امتی محض اپنے فرائض نبوت انجام دیں گے یا نہیں، ان پر جو وحی نازل ہوگی وہ وحی نبوت بواسطہ جبریل ہوگی یا کیا؟
نمبر ۶..... حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے مرثیہ میں حضرت اقدس مولانا گنگوہی قدس سرہ کی تعریف میں جہاں نبی کریم ﷺ اور حضرت مسیح علیہ السلام کا اسم گرامی آیا ہے ان مواقع کو ملاحظہ فرما کر یہ بیان فرما دیا جائے کہ اس سے مخالف نبی کریم ﷺ اور حضرت مسیح علیہما السلام کی اہانت پر تو نہیں استدلال کر سکتا وغیرہ وغیرہ۔

جواب..... ۱..... نبی کی تعریف شریعت میں یہ ہے: **وَأَمَّا فِي الشَّرْعِ فَقَالَ أَهْلُ الْحَقِّ مِنَ الْأَشَاعِرَةِ هُوَ مَنْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ مِمَّنْ اصْطَفَاهُ مِنْ عِبَادِهِ أَنَا أَرْسَلْتُكَ إِلَى قَوْمٍ كَذَّابٍ أَوْ إِلَى النَّاسِ جَمِيعًا أَوْ بَلْفَهْمَ عَنِي وَنَحْوَهُ مِنَ الْأَلْفَاظِ لِلدَّالَّةِ عَلَى هَذَا الْمَعْنَى كَبَشْتُكَ وَبَنَيْتُهُمْ، قِيلَ النَّبِيُّ عِبْرَةً عَنْ هَذَا الْقَوْلِ مَعَ كَوْنِهِ مُتَعَلِّقًا بِالْمُخَاطَبِ.**
(کشاف اصطلاحات الفنون ص ۱۳۵۹)

اور رسول کی تعریف یہ ہے: **وَالرَّسُولُ إِنْسَانٌ بَعَثَهُ اللَّهُ تَعَالَى إِلَى الْخَلْقِ لِتَبْلِيغِ الْأَحْكَامِ (شرح عقائد نسفیہ ص ۳۱)** اور یہ تعریف خاص اصطلاح شرعی ہے ورنہ لفظ رسول ہر قاصد کو عام ہے، جیسے رسول الملک و رسول الخلیفہ اور اسی لغوی معنی کے اعتبار سے بعض نصوص میں ملائکہ کو بھی رسل کہا گیا ہے، مگر جس طرح شریعت نے زکوٰۃ و صلوة و حج و صوم کو معنی لغوی عام سے منتقل کر کے خاص معانی و افعال کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے، یونہی لفظ نبی اور رسول میں بھی تصرف کیا ہے، اب اس میں اختلاف ہے کہ نبی و رسول شرعاً متحد ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے، بعض اہل علم اتحاد کے قائل ہیں اور جمہور اہل سنت و جماعت کے نزدیک نبی عام ہے اور رسول خاص ہے۔

فَكُلُّ رُسُلٍ نَبِيٌّ وَلَا عَظَمَاءَ يَخْلُفُونَ بِحُجَّتِهِمْ فِي شَرْحِ الْعُقَائِدِ النَّسْفِيَةِ وَقَدْ بَشَّرَ فِيهِ الْكِتَابُ بِخِلَافِ النَّبِيِّ فَانْهَ اَعْمَ (ص ۱۳۲) اور بعض نے شریعت مجددہ کی قید لگائی ہے، کما فی (حاشیۃ العصام علی شرح العقائد ص ۱۳۰) وقال بعضهم الرسول من بعث الی قوم کافرین مشرکین لدعوتهم الی التوحید والرسالة والنبي اعم منه ومن بعث الی قوم موحدين متبعين لرسول متقدم لتقرير شرعه بوحی من الله منزل علیه و يؤيده ما فی البخاری فی حدیث الشفاعة فياتون نوحاً فيقولون انت اول الرسل فی الارض فاشفع لنا الی ربنا فقيل لنوح اول الرسل مع تقدم الانبياء علیه مثل ادم و شيث و ادريس لا نهم لم يكونوا رسلاً لكونهم بعثوا الی قوم موحدين مؤمنين و نوح ارسل بعد ما ابتلى الناس بالشرك بالله و تركوا سبيل من تقدم من الانبياء، ولا يرد علی ذلك ما يرد علی التقيد بالكتاب والشرع المتجدد من زيادة عدد الرسل علی عدد الكتب ومن كون اسمعيل علیه السلام رسولا مع اتحاد شرعه بشریعة ابراهيم علیه السلام فان اسمعيل كان مبعوثاً الی قوم جرهم وكانوا مشرکین فكان رسولاً و علی هذا... فالنبي انسان بعثه الله تعالى الی الخلق لتبليغ الاحكام وهو معنى قول اهل الحق من الاشاعة هو من قال الله له ممن اصطفاه من عباده انا ارسلتك الی قوم کذا او الی الناس جميعاً ونحو ذلك کعبتك اوبنهم.... والرسول انسان بعثه الله تعالى الی قوم مشرکین کافرین لتبليغ التوحید والرسالة والاحكام.

اور حق یہ ہے کہ جمہور کا یہ قول تو صحیح ہے کہ رسول خاص اور نبی عام ہے، کیونکہ دلائل قرآنیہ و حدیثیہ اس پر شاہد ہیں۔ اما الكتاب فقوله تعالى وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى الْقِي الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَةِ (الحج ۵۲) واما الحديث فما أخرجه ابن حبان في صحيحه و صحه الحافظ ابن حجر في الفتح وأخرجه أيضاً اسحق بن راهويه وابن ابی شيبة ومحمد بن ابی عمرو و ابو يعلى عن ابی ذر عن رسول الله ﷺ قال كان الانبياء مائة الف و اربعة و عشرين الفا وكان الرسل خمسة عشر و ثلثمائة رجل منهم اولهم ادم الی قوله و اخرهم محمد ﷺ. (من هدية المهلين فی اية... خاتم النبیین ص ۲۰) باقی یہ کہ رسول کی خصوصیت کیا ہے اور نبی و رسول میں ماہ الفرق کیا ہے اس سے تفصیل سکتا ہے، اس لیے اس میں سکوت ہی اسلم ہے، اپنی رائے سے بدون تفسیر کے وجہ فرق متعین نہ کرنا چاہیے، کیونکہ مقامات انبیاء میں نبی کے سوا کوئی تکلم نہیں کر سکتا، واللہ اعلم۔

جواب ۲..... حدیث بخاری و مسلم میں ہے: لَوْ عَاشَ ابْنِي اِبْرَاهِيمَ لَكَانَ نَبِيًّا وَلَكِنْ لَانَبِيٍّ بَعْدِي، اس کی شرح میں بعض مصنفین نے تفسیر کیا ہے کہ اگر بالفرض ابراہیم صاحبزادہ رسول اللہ ﷺ زندہ رہتے اور نبی ہوتے تو وہ کیسے نبی ہوتے؟ پھر اس سوال کا جواب دیا ہے کہ نبی غیر تشریفی ہوتے جیسا کہ بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کے بعد انبیاء غیر تشریفی ہوئے ہیں کہ وہ صاحب شریعت مجددہ و صاحب کتاب نہ تھے۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت غیر تشریفیہ کسی کو حاصل ہو سکتی ہے، کیونکہ اس کی نفی تو خود اسی حدیث میں لیکن لانبی بعدی سے ہو چکی ہے، کہ چونکہ میرے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی اس

لیے ابراہیمؑ زندہ نہیں رہ سکے، اگر نبوت غیر تشریحیہ حضور ﷺ کے بعد باقی ہوتی تو ابراہیم بن محمد ﷺ کے زندہ نہ رہنے کی علت میں ولکن لانیسی بعدی کیونکر صحیح ہوگا؟ بہر حال یہ تو صحیح ہے کہ نبوت کی دو قسمیں ہیں، نبوت تشریح جس میں نبی صاحب شرع مستقل ہو، دوسرے نبوت غیر تشریح، جس میں نبی صاحب شرع مستقل نہ ہو، لیکن رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی نہ رہی، اگر باقی ہوتی تو آپ کے صاحبزادہ ابراہیمؑ ضرور زندہ رہتے اور نبی ہوتے، حیرت ہے کہ ابراہیم بن محمد ﷺ کو تو اس لیے دنیا سے اٹھالیا جائے کہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور ایک مغل بچہ قادیانی کو نبوت مل جائے اور اس کی نبوت خاتم النبیین اور لانیسی بعدی کے کے منافی نہ ہو، اسی طرح بعض علماء نے نزول عیسیٰ ﷺ اور حدیث لانیسی بعدی پر سے ایک اشکال کو رفع کیا ہے وہ یہ کہ عیسیٰ ﷺ بوقت نزول نبی ہوں گے یا امتی محض ہوں گے اور عہدہ نبوت سے معزول ہو کر آئیں گے؟ جواب کا حاصل یہ ہے کہ وہ اس وقت نبوت سے معزول نہ ہوں گے بلکہ نبی ہوں گے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے تو وہ نبی تشریحی تھے اور حضور ﷺ کے بعد جو نازل ہوں گے وہ نبی غیر تشریحی ہو کر آئیں گے کیونکہ اس وقت وہ شریعت محمدیہ ﷺ کا اتباع کریں گے، پس مقصود اس قائل کا صرف عیسیٰ ﷺ کی شان نزول کو بتلانا ہے کہ وہ اس وقت نبوت سے معزول نہ ہوں گے، یہ مطلب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت غیر تشریحیہ کا انتظام نہیں ہوا، اور یہ نبوت کسی کو آپ ﷺ کے بعد مل سکتی ہے۔ حاشا وکلا، رہا یہ کہ عیسیٰ ﷺ کو تو حضور ﷺ کے بعد نبوت غیر تشریحیہ ملی اس کا جواب بالکل ظاہر ہے کہ ان کو کسی قسم کی نبوت بھی حضور ﷺ کے بعد نہیں ملی، بلکہ ان کو تو حضور ﷺ سے پہلے نبوت مل چکی ہے، اور خاتم النبیین ولانیسی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ حضور خاتم النبیین ہیں۔ وَلَا يُبَا أَخَذَ بَعْدَهُ کہ آپ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا ہاں یہ ممکن ہے کہ انبیاء سابقین میں سے کوئی نبی آپ ﷺ کے بعد تک زندہ رہے۔ جیسا کہ حیات خضر کے بہت لوگ قائل ہیں اور ان کو نبی بھی مانتے ہیں اسی طرح عیسیٰ ﷺ کو سمجھو کہ ان کی نبوت حضور ﷺ سے پہلے ظہور میں آ چکی اور حضور ﷺ کے بعد تک وہ زندہ رہیں گے، سو یہ امر لانیسی بعدی کے خلاف نہیں، اور نہ اس حالت میں نبی کا عزل نبوت سابقہ سے لازم آیا، بلطف دیگر یوں کہیے کہ خاتم النبیین ولانیسی بعدی سے حدوث عطاء نبوت بعدہ ﷺ کی نفی ہوتی ہے بقاء نبوت حاصل قبلہ کی نفی نہیں ہوتی، کما منو ضحہ بعدہ، اور مرزا کا دعویٰ نبوت یقیناً ان نعوص کے خلاف ہے، کیونکہ وہ مردود، حضور ﷺ کے بہت بعد پیدا ہوا ہے، اور اپنے لیے نبوت کا مدعی ہے، اس سے حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت دیا جانا لازم آتا ہے جس کو ملا علی قاری اور شیخ ابن عربی وغیرہ کسی نے بھی جائز نہیں رکھا بلکہ مقصود ان کا صرف یہ ہے کہ جس نبی کو آپ ﷺ سے پہلے نبوت مل چکی ہو اس کا حضور ﷺ کے بعد زندہ رہنا اور نبوت تشریحیہ سے نبوت غیر تشریحیہ کی طرف منتقل ہو کر نازل ہونا اور آپ ﷺ کا قبیح بن کر دنیا میں آنا لانیسی بعدی اور خاتم النبیین کے خلاف نہیں۔ قال الزمخشري امام اللغة والعربية في تفسيره خاتم بفتح التاء بمعنى الطابع وبكسرها بمعنى الطابع وفاعل الختم وتقويه قراءة ابن مسعود ولكن نبيا ختم النبيين فان قلت كيف كان اخر الانبياء وعيسى عليه السلام ينزل في اخر الزمان قلت معنى كونه اخر الانبياء انه لا ينبأ احد بعده وعيسى ممن نبى قبله.

(ص ۵۳۳ ج ۳ دار الكتاب العربی بیروت)

وقال العلامة النسفي في تفسيره مدارك التنزيل خاتم النبيين بفتح التاء عاصم بمعنى الطابع اي اخرهم يعني لا ينبأ احد بعده وعيسى ﷺ ممن نبى قبله (ص ۲۳۳ ج ۳) وقال افضل

متاخری المفسرین صاحب روح المعانی والمراد بكونه عليه الصلوة والسلام خاتمهم انقطاع حدوث و صف النبوة فی احدى الثقلین بعد تحية عليه الصلوة والسلام بها فی هذه النشأة ولا یقدح فی ذلك ما اجمعت عليه الامة واشتهرت فيه الاخبا ولعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوی و نطق به الكتاب علی قول وجب الايمان به واکفر منكره كالفلاسفة من نزول عیسی عليه السلام فی اخر الزمان لانه كان نبيا قبل تحلی نبینا ﷺ بالنبوة فی هذه النشأة.

(روح المعانی، ص ۳۲ ج ۸ ادارة الطباعة المنبرية)

وقال الزرقانی فی (شرح المواهب ص ۲۶۷ ج ۵) ومنها (ای من خصائصه عليه السلام) انه خاتم الانبياء والمرسلین كما قال تعالیٰ ولكن رسول الله وخاتم النبیین. ای اخرهم الذي ختمهم او ختموا به علی قراءة عاصم بالفتح و روى احمد والترمذی وألحاکم بإسناد صحيح عن انس مرفوعا ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ولا یقدح نزول عیسی عليه السلام بعده لانه یكون علی دينه مع ان المراد انه اخر من نبی.

وقال الشيخ محی الدين ابن العربی فی الباب الرابع عشر من الفتوحات ثم اعلم ان حقيقة النبی الذي ليس برسول هو شخص یوحی الله بامر يتضمن ذلك شریعة یتعهد بها فی نفسه فان بعث به بها الی غیره كان رسولا یشاء واطال فی ذلك ثم قال واعلم ان الملك یاتی النبی بالوحي علی حالین تارة ينزل بالوحي علی قلبه و تارة یاتی فی صورة جسدیة من خارج وهذا باب اغلق بعد موت محمد ﷺ فلا یفتح لاحد الی يوم القيمة ولكن بقی للاولیاء الالهام الذي لا تشريع فيه انما هو بفساد حکم قال بعض الناس بصحة دلیله و نحو ذلك فیعمل به فی نفسه (البیواقیت ص ۱۵۰، ۱۳۹ ج ۱) وفيه ایضا اعلم ان الاجماع قد انعقد علی انه ﷺ خاتم المرسلین كما انه خاتم النبیین وفيه ایضا وقال الشيخ فی الباب الحادی والعشرين من الفتوحات من قال ان الله تعالیٰ امره بشئ فليس ذلك بصحيح انما ذلك تلبیس لان الامر من قسم الکلام و صفته وذلك باب مسدود دون الناس فانه مابقی فی الحضرة الالهیة امر تکلیفی الا وهو مشروع فما بقی للاولیاء و غیرهم الاسماع امرها ولكن لهم المناجاة الالهیة وذلك لا امر فيه وانما هو حدیث و سمرو کل من قال من الاولیاء انه مأمور بامر الهی فی حرکاته و مسکناته مخالف لا مرشعی محمد ﷺ تکلیفی او موافق له فقد التبس علیه الامر وان كان صادقا فیما قال انه سمعه فليس ذلك عن الله وانما هو عن ابليس فظن انه عن الله لان ابليس قد اعطاه الله تعالیٰ ان یصور عرشا و کرسیا و سماء و یخاطب الناس منه.

(ص ۳۸ ج ۲)

یہ شیخ کی تصریحات ہیں جو اجماع امت کے موافق ہیں، اور اسی پر تمام امت صوفیہ اور علماء کا اجماع ہے کہ رسالت و نبوت حضور ﷺ پر ختم ہو چکی، اب کسی کے لیے باب نبوت مفتوح نہیں ہو سکا، اور شیخ کی طرف جو یہ قول منسوب کیا گیا ہے۔ اعلم ان النبوة لم ترتفع مطلقا بعد محمد ﷺ وانما ارتفع نبوة التشريع اس کا مطلب یا تو وہی ہے جو ہم نے شروع میں بیان کیا ہے کہ شیخ کا مقصود عیسیٰ علیہ السلام سے نزول سے اشکال کو دفع کرنا ہے، کہ آیت خاتم النبیین و حدیث لانی بعدی سے عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو کر نازل ہونا لازم نہیں آتا،

یا اس کا مطلب وہ ہے جو شرح قصیدہ فارسیہ میں مذکور ہے۔ واما الولاية فهي التصرف في الخلق بالحق وليست في الحقيقة الا باطن النبوة لان النبوة ظاهرها الانباء وباطنها التصرف في النفوس باجراء الاحكام عليها والنبوة مختومة من حيث الانباء اى الاخبار اذ لا نبى بعد محمد ﷺ وائمة من حيث الولاية والتصرف لان نفوس الانبياء من امة محمد ﷺ حاملة تصرف ولايته يتصرف بهم في الخلق بالحق الى قيام الساعة فباب الولاية مفتوح و باب النبوة مسدود وعلامة صحة الولي متابعة النبى في الظاهر.

(كشف اصطلاحات الفنون ص ۱۵۲۹)

جس کا حاصل یہ ہے کہ صوفیہ اپنی اصطلاح میں ولایت کو باطن نبوت کہتے ہیں، اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ ولایت نبوت کی فرد یا قسم ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ نبوت کے کمالات اور اجزاء میں سے ہے، اور ظاہر ہے کہ جز پر کل کا اطلاق صحیح نہیں، جیسے نمک کو پاؤ نہیں کہہ سکتے، آخر حدیث میں مبشرات کو نبوت کا چھالیساواں جزء کہا گیا ہے، کیا اس سے یہ لازم آئے گا کہ مبشرات پر نبوت کا اور صاحب مبشرات پر نبی کا اطلاق جائز ہے؟ ہرگز نہیں، اسی طرح ولایت بھی نبوت کا جز ہے، مگر اس پر اطلاقی نبوت جائز نہیں، اللهم الا ان يكون مجاز القيام القرآن على عدم ارادة الحقيقة جس کی دلیل خود شرح قصیدہ فارسیہ کا یہ قول ہے۔ فباب الولاية مفتوح و باب النبوة مسدود اگر ولایت نبوت کی فرد یا قسم ہوتی تو باب النبوة کو مسدود کیوں کہتے، اور اس سے معلوم ہوا کہ ولایت پر نبوت کا اطلاق صحیح نہیں ہے، پس شیخ کے کلام میں نبوت غیر تشریعیہ سے ولایت مراد ہے، چنانچہ فصوص الحکم میں نص عزیزی میں لکھتے ہیں: واعلم ان الولاية هي الفلك المحيط بالعالم ولهذا لم تنقطع ولها الانباء العام وامانة التشريع وللمرسالة المنقطعة وفي محمد ﷺ فقد انقطعت الى ان قال فابقي لهم النبوة العامة التي لا تشريع فيها من الحل الا قوم.

(ص ۲۵)

اس میں تصریح ہے کہ نبوت عامہ سے شیخ کی مراد ولایت عامہ ہے، جس کو اوپر انباء عام کہا ہے، اور اس کو نبوت غیر تشریعیہ اسی وجہ سے کیا گیا کہ وہ نبوت کے کمالات اور اجزاء میں سے ہے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نعوذ باللہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی یا صاحب نبوة ہو سکتا ہے، بلکہ مطلب صرف یہ ہے کہ اولیاء اللہ بطریق وراثت کے اس کمال نبوت سے جس کا نام ولایت ہے متصف ہوتے ہیں اور اس معنی کا مراد لیما اس لیے ضروری ہے کہ شیخ کی دوسری تصریحات انقطاع نبوت پر صراحتہً دال ہیں، چنانچہ شیخ نے (نوحات مکیہ ص ۵۱۰ ج ۳) میں فرمایا ہے۔

فما بقي للاولياء بعد انقطاع النبوة الا التعريفات وانسدت ابواب الا وامر الا ليهي والنواهي فمن ادعاها بعد محمد ﷺ فهو مدعى شريعة اوحى بها اليه سواء واقف بها شرعنا او خالف كذا نقله بعض المعاصرين الثقات في رسالته له، وقال الشعراني في اليواقيت بعد ذكر معناه فان كان مكلفاً ضربنا عنقه والا ضرب بنا عنه صفحاً (ج ۲ ص ۳۷) وفي العباقات للشاه محمد اسمعيل الدهلوی الشهيد فالاتصاف بكمالات النبوة لا يستلزم الاتصاف بالنبوة من نقل هذا البعض ايضاً.

اور اس سے زیادہ واضح علامہ شعرانیؒ کا قول ہی جو کہ شیخ ابن عربی کے کلام کو بہت زیادہ سمجھنے والے ہیں، وہ فرماتے ہیں۔

ان الولاية وان جلت مرتبتها وعظمت فهي اخذة عن النبوة فلا تلحق نهاية الولاية بداية

النبوۃ ابدأً او لو ان ولنا تقدم الى العين التي ياخذ منها الانبياء لاحترق فغاية امر الاولياء انهم يتعبدون بشریعة محمد ﷺ قبل الفتح عليهم و بعده فلا يمكنهم ان يستقلوا بالاخذ عن الله ابدأً. (ص ۷۱ ج ۲)

پھر علامہ نے شیخ ابن عربیؒ کے چند اقوال اس مضمون کے تحت نقل فرمائے ہیں جو ان کی مراد کو اچھی طرح واضح کرتے ہیں، فقال قال الشيخ في الباب الرابع عشر من الفتوحات اعلم ان الحق تعالى قسم ظهور الاولياء بانقطاع النبوة والرسالة بعد موت محمد ﷺ و ذلك لفقدهم الوحي الرباني الذي هو قوت ارواحهم الى ان قال وانما غاية لطف الله بالاولياء... انه ابقى عليهم المبشرات في المنام ليستأنسوا ببراحة الوحي.

(البواقيت ص ۷۳ ج ۲)

اس میں نبوت اور رسالت کے انقطاع کا صاف اقرار ہے اور یہ کہ اولیاء کی کمر کو اس انقطاع نے توڑ دیا، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ شیخ کے دوسرے قول کا یہ مطلق نکالا جائے کہ وہ حضور ﷺ کے بعد بقاء نبوت کے قائل ہیں، نعوذ باللہ منہ، بلکہ ان کا مطلب صرف یہ ہے کہ نبوت تو منقطع ہو چکی لیکن اس کے بعض اجزاء و کمالات و درجے باقی ہیں جن کو ولایت سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور کبھی مقام ارث سے، چنانچہ چند اقوال اور ملاحظہ ہوں۔ وقال ايضا في الكلام على الشاهد من الفتوحات اعلم ان الله تعالى قد سد باب الرسالة عن كل مخلوق بعد محمد ﷺ الى يوم القيمة وانه لا مناسبة بيننا و بينه صلى الله عليه وسلم لكونه في مرتبة لا ينبغي ان تكون لنا وقال في شرحه لترجمان الا شواق اعلم ان مقام النبي ممنوع لنا دخوله وغاية معرفتنا به من طريق الارث النظر اليه كما ينظر من هو في اسفل الجنة الى من هو في اعلى عليين وكما ينظر اهل الارض الى كواكب السماء وقد بلغنا عن الشيخ ابي يزيد انه فتح له من مقام النبوة قدر خرم ابرة تجليا لادخولها فكدان يحترق وقال في الباب الثاني والستين واربعمائه من الفتوحات اعلم انه لا ذوق لنا في مقام النبوة لتكلم عليه واما انتكلم على ذلك بقدر ما اعطينا من مقام الارث فقط لانه لا يصح لاحدنا دخول مقام النبوة واما نراه كالنجوم على السماء. (البواقيت ص ۷۲ ج ۲)

پس جو لوگ شیخ کے اس قول سے واعلم ان النبوة لم تنقطع مطلقاً بموت محمد ﷺ بل انقطعت نبوة التشريع فقط یہ مطلب نکالتے ہیں کہ معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت من کل الوجوه منقطع، نہیں ہوئی بلکہ من وجہ منقطع ہوئی اور من وجہ باقی ہے، اور حضور ﷺ کے بعد کسی دوسری قسم کا نبی ہونا ممکن ہے۔ وہ شیخ کے ہاں اس دوسرے اقوال سے اس مطلب کو منطبق کریں جن میں صاف تصریح ہے کہ باب نبوت و رسالت مسدود ہو چکا، اور یہ کہ اب مقام نبوت میں کسی کے لیے دخول ممکن نہیں بلکہ دخول تو کیا مقام نبوت کی مجلس بھی کسی پر نہیں ہوتی، اور شیخ ابو یزید پر بقدر سوئی کے ناکہ کے مقام نبوت کی صرف مجلس ہی ہوئی تھی، بغیر دخول کے تو وہ جلنے کے قریب ہو گئے پس لامحالہ یہی کہنا پڑے گا کہ شیخ کا مطلب عبارت مذکورہ سے وہ ہرگز نہیں جو بعض نادانوں نے سمجھا ہے بلکہ اس سے یا تو نزول یعنی ﷺ پر سے اشکال کو رفع کرنا منظور ہے جس کو کبھی اس عنوان سے تعبیر کرتے ہیں جو نادانوں کو چکر میں ڈال رہا ہے، اور کبھی اس عنوان سے تعبیر کرتے ہیں کہ عیسیٰ ﷺ وقت نزول من السماء کے جماعت اولیاء میں داخل ہو کر نازل ہوں گے نہ کہ جماعت رسل میں، و عبارت الشيخ في الباب الثالث والتسعين من الفتوحات اعلم انه ليس في امة محمد ﷺ من هو افضل من ابي بكر غير عيسى عليه السلام و ذلك انه اذا نزل بين يدي الساعة لا يحكم الا بشرع محمد ﷺ فيكون له يوم

القیامۃ حشر ان حشر فی زمرة الرسل بلواء الرسالة و حشر فی زمرة الاولیاء بلواء الولایة.

(البواقیت ص ۷۳، ج ۲)

یا یہ مطلب ہے کہ نبوت کے منقطع ہونے سے یہ مت سمجھو کہ اس کی برکات اور روارح اور کمالات بھی منقطع ہو گئے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبوت تشریع یعنی وحی منقطع ہو چکی ہے اور نبوت کا باطنی جزو یعنی وہ نسبت باطنیہ جو رسول اللہ ﷺ کے قلب میں تھی جس کو ولایت کہتے ہیں۔ منقطع نہیں ہوئی، بلکہ اولیاء کو اس نسبت باطنیہ سے حصہ ملتا ہے، پھر اولیاء اس نسبت باطنیہ کے حامل ہو کر مقام نبوت کے قریب بھی نہیں ہوتے، بلکہ صرف دور سے اس کو اس طرح دیکھ سکتے ہیں جس طرح زمین والے آسمان کے تارے دیکھتے ہیں، بتلائے اس توضیح و تفصیل کے بعد شیخ کے کلام سے یہ کیونکہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ وہ حضور ﷺ کے بعد بقاء نبوت کے قائل ہیں؟ حاشا وکلا اور اگر اس پر بھی کوئی ہٹ دھری کرے تو اس کے لیے دوسرا جواب یہ ہے کہ:-

ختم نبوت و انقطاع رسالت کا مسئلہ قرآن و احادیث میں نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور اس پر تمام امت کا اجماع ہے، اب تم اس کے خلاف اس دعوے پر کہ حضور ﷺ کے بعد کسی شخص کو کسی قسم کی نبوت مل سکتی ہے کوئی نص قطعی پیش کرو، کیونکہ قطعی کی تخصیص قطعی ہی سے ہو سکتی ہے، اور شیخ ابن عربی یا کسی اور بزرگ کا قول نص قطعی نہیں، بلکہ کسی درجہ میں بھی حجت نہیں کیونکہ شیخ ابن عربی کے اقوال میں بعض یہودیوں کا خلاف شرع اقوال ٹھونسا درجہ نبوت کو پہنچ چکا ہے، جیسا کہ علامہ شعرانیؒ نے یوایت و بحر مورد و محمود دھم یہ میں اس کی تصریح کی ہے، نیز صوفیہ نے اس کی بھی تصریح کی ہے کہ ہم بہت سی باتیں رموز میں کہا کرتے ہیں جن کو دیکھنا اور بیان کرنا ہر شخص کو جائز نہیں، انہی وجوہ سے بہت سے مسائل میں صوفیہ پر زعقہ و کفر کا فتویٰ لگایا گیا ہے، کیونکہ یہودیوں کے دس و خلط کی وجہ سے بعض اقوال خلاف شرع ان کی طرف منسوب کیے گئے تھے، یا رموز کے نہ سمجھنے سے غلط مطلب ان کی طرف منسوب کیا گیا، پس ایسی حالت میں ان حضرات کی کتابوں سے کوئی قول نکال کر نصوص قطعیہ و مسئلہ اجماعیہ کے معارضہ میں پیش کرنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے، بلکہ ہم کو یہ کہنے کا حق ہے کہ جو قول نصوص قطعیہ و اجماع کے خلاف ہے وہ کسی کا الحاق ہے، جس کی دلیل خود ان حضرات کے وہ اقوال ہیں جو نصوص و اجماع کے موافق اور اس قول مومن کے خلاف ہیں، پھر خصوصاً مرزا قادیانی کو شیخ کا یہ قول تو کسی طرح بھی مفید نہیں ہو سکتا ہے، کیونکہ وہ تو اپنے لیے نبوت تشریعیہ و رسالت کا مدعی ہے، اس کے اقوال ملاحظہ ہوں، لعنہ اللہ و لعن اتباعہ و اخزائہم و شرائہم و بدوہم اجمعین۔

نمبر ۱..... ”ما سوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا ہے، جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر اور نہی بیان کیے، اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا ہے، وہی صاحب الشریعہ ہو گیا، پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی، مثلاً یہ الہام قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا أَوْرُجَهُمْ ذَلِكُمْ أَزْكَى لِنَفْسٍ لَّهُمْ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے، اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اس پر تمیں برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔

(دیکھو ارتعین ص ۶ نمبر ۳ خزائن ج ۱ ص ۴۳۵)

نمبر ۲..... رسالہ (نزول المسح معضہ مرزا، ص ۹۹ خزائن ج ۱ ص ۴۷۷-۴۷۸) میں ہے ۔

آنچه من بشنوم ز وحی خدا بخدا پاک و شمس ز خطا
بجو قرآن منزہش دانم از خطا لہمین ست ایمان

اور اسی کتاب کے صفحہ مذکورہ میں ہے۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بے من بعرفاں نہ کترم ز کے
کم نیزاں ہمہ بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ ہست لعین
ان تصریحات کے بعد کوئی کہہ سکتا ہے کہ مرزا نبوت تشریعیہ کا مدعی نہ تھا۔ اسی رسالہ نزول اسحٰی کے صفحہ
مذکورہ میں کہتا ہے۔

آچہ داد ست ہر نبی را جام داد آں جام را مرا بنام
(درشین قاری ص ۱۷۱)

کیا اس میں تصریح نہیں ہے کہ مرزا اپنے کو تمام انبیاء سے افضل کہتا ہے کہ جو تمام کمالات سارے انبیاء
علیہم السلام میں تقسیم ہوئے تھے وہ سب تھا اس کو دے گئے، نعوذ باللہ من هذه الکفریات والہذیانات۔
اور اوپر ہم شیخ ابن عربی کا قول نقل کر چکے ہیں کہ جو شخص حضور ﷺ کے بعد اپنے لیے حق تعالیٰ کی
طرف سے امر و نہی کا دعویٰ کرے وہ تلبیس ابلیس میں مبتلا ہے، پس مرزا کے متبعین اگر مرزا کو شیخ کے کسی قول
سے نبی بنانے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ شیخ کے اس قول سے اس کی تصریح بھی کر دیں کہ وہ نبی تو ہے مگر خدا کی
طرف سے نہیں بلکہ ابلیس کی طرف سے اور وہ وحی کو تو سنتا ہے مگر خدا کی وحی کو نہیں بلکہ شیطانی وحی کو (فاعتبروا یا
اولی الابصار) (اخبار البدیع ص ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) میں ہے جو قادیان سے شائع ہوتا تھا۔
”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول ہیں اور نبی ہیں۔“

نمبر ۳..... (داخل البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱) میں ہے: ”سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔“

جواب سوال سوم مولانا روٹی یا اور کسی بزرگ نے کسی ولی کو نبی نہیں کہا، اور نہ الہام کو وحی کہا، ہاں
مولانا نے دم تک ایک مصرعہ مرزائیوں کی زبان زد ہے اور کہتے ہیں کہ یہ مشوی میں ہے۔
”اونہی وقت ہاشد اے مرید“

جس میں مرشد کو نبی وقت کہا ہے، مگر ان ناقلین سے صحیح نقل کا مطالبہ کرنا چاہیے، اگر یہ مصرعہ مشوی میں
نقل آیا تو اسی مقام پر سیاق و سباق میں اس کا مطلب بھی مل جائے گا کہ مراد نائب نبی ہے جس کو مجازاً نبی کہہ دیا
گیا اور مجازاً تو بعض دفعہ اس سے زیادہ کہہ دیا جاتا ہے۔ خود قرآن میں ہے۔ اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ الْهَوَاۥ
(الجاہ ۲۳) کیا تم نے اس کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو الہ بنا لیا ہے، تو کیا اس مجاز سے کوئی شخص دعویٰ مصاحبت
الوہیت کو جائز کر لے گا کہ میں بھی صاحب ہوئی ہوں اور ہوئی کو قرآن میں الہ کہا گیا ہے تو میں بھی صاحب الہ
ہوں، یا اگر کسی کلکو کو مجازاً بادشاہ کہہ دیا جائے کہ وہ بھی اپنے ضلع میں بادشاہ کی مثل ہے، کیونکہ اس کا نائب ہے، تو
کیا اس سے کلکٹر کو دعویٰ سلطنت جائز ہوگا؟ ہرگز نہیں، اسی طرح بزرگوں نے الہام کو وحی ہرگز نہیں کہا، ہاں بعض
کے کلام میں ”وحی الالہام“ کا لفظ وارد ہے جس میں تفہیم موجود ہے اور قید کے ساتھ وحی کا اطلاق غیر وحی حقیقی پر
جائز ہے، جیسے ”وحی الشیطان“ وغیرہ، اور اگر کسی کے کلام میں بغیر قید کے بھی غیر وحی کو وحی کہا گیا ہو تو وہاں معنی
لغوی مراد ہوں گے، نہ کہ اصطلاحی معنی، جس کا قرینہ یہ ہوگا کہ اس شخص نے دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا اور جو شخص اپنے
الہام کو وحی کہہ کر دعویٰ نبوت کرے گا اس کے کلام میں یہ تاویل نہیں ہو سکتی۔

جواب سوال چہارم الہام اور وحی کی تعریف حسب ذیل ہے۔

الوحي بالفتح والسكون في الاصل الاعلام في خفاء وقيل الاعلام في سرعة وكل ما دلت به من كلام او كتابه او اشارة او رسالة فهو وحي (ای لغۃ) وفي اصطلاح الشريعة هو كلام الله تعالى المنزل على نبي من انبيائه، كذا في الكرماني والعيني وقال صدر الشريعة في التوضيح في ركن السنة الوحي ظاهر و باطن الی ان قال وكل ذلك حجة مطلقا بخلاف الالهام فانه لا يكون حجة على غيره (كشف اصطلاحات الفون العلامة النھانوی ص ۱۵۲۳) اور وحی انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے اسی لیے کسی کا یہ دعویٰ کرنا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے، موجب کفر و ردوت ہے، شفاء قاضی عیاض میں ہے: ومن ادعی النبوة لنفسه او جوز اکتسابها والبلوغ بصفاء القلب الی مرتبتها کالفلاسفة وغلاة المتصوفة وكذلك من ادعی منهم انه یوحی الیه وان لم يدع النبوة وهؤلاء کلهم کفار مکذوبون للنبي ﷺ لانه اخبرانه خاتم النبیین وانه لانی بعدہ و اخبر عن الله وانه ارسل كافة للناس واجمعت الامة على ان هذا الکلام على ظاهره وان مفهومه المراد منه دون تاویل و تخصیص فلا شک فی کفر هؤلاء الطوائف کلها قطعاً و اجماعاً و سمعاً (من شرح الشفاء للخفاجی ج ۳، ص ۵۳۲ و ۵۳۷)

ملاحظہ ہو رسالہ انکار المسخرین، جس میں دیگر ائمہ سے اسی کی مثل تقریر مذکور ہے۔

اگر اس پر کوئی یہ کہے کہ مرزا قادیانی نے بھی اپنے کو مجازاً نبی کہا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ارادہ مجاز کا دعویٰ بدون قرائن کے قبول نہیں ہو سکتا اور مرزا کے اقوال میں ارادہ مجاز کا کوئی قرینہ نہیں، بلکہ وہ تو صاف صاف اپنے کو نبی بلکہ رسول اور نبی تشریحی کہتا ہے اور جو اس کی نبوت کو نہ مانے اسے کافر کہتا ہے اور اپنے لیے جملہ انبیاء سے زیادہ معجزات کا دعویٰ کرتا ہے، ملاحظہ ہو (رسالہ بدیع الہدین مطبوعہ قادیان دہلی) دوسرے ارادہ مجاز کے معنی تو یہ ہیں کہ حکم عدم ارادہ حقیقت کا مقرر ہو یا اگر کوئی حقیقت کی نفی کرے تو اس پر تکبر نہ کرے، جیسے: زید اسد کہا جائے تو شکم زید ملیں پسند کا بھی اقرار کرے گا اور اس کی نفی نہ کرے گا، پس اگر مرزا نے اپنے کو مجازاً نبی کہا، بمعنی وارث نبی یا نائب نبی تو اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ اپنے سے نبوت کی نفی نہیں کرتا اور نفی کرنے والوں کی تکفیر کرتا ہے اور جب اس کی نبوت سے آیت خاتم النبیین و حدیث لانبی بعدی کا معارضہ ہوا تو قرآن و حدیث میں تحریف کرنے لگا اور نبوت کی قسمیں اور انواع نکالنے لگا، صاف یونہی کیوں نہ کہہ دیا کہ میں نبی نہیں ہوں ویسے ہی مجازاً میری زبان سے نبی کا لفظ نکل گیا تھا۔

والالهام بالهاء لغة الاعلام مطلقاً و شرعاً، القاء معنى في القلب بطريق الفيض ای بلا اکتساب و فکر ولا استفاضة بل هو وارد غیبی ورد من الغیب کذا فی (الکشاف المذکور ص ۱۳۰۸) قال وهو ای الالهام ليس سبباً يحصل به العلم لعامة الخلق و يصلح للانعام على الغير لكن يحصل به العلم في نفسه هكذا يستفاد من شرح العقائد النسفية و حواشيه. (ص مذکور)

مگر اس تعریف میں ایک قید مذکور نہیں یعنی ”قلب غیر النبی“ اور بدون اس قید کے تعریف الہام نبی کے الہام کو بھی شامل ہے۔ اور نبی کا الہام اگر تعریف میں داخل ہوا تو آگے یہ قول مطلقاً صحیح نہ ہوگا۔ وهو ليس سبباً يحصل به العلم لعامة الخلق کیونکہ نبی کا الہام وحی ہے اور وہ جنت ہے جیسا کہ اوپر گزرا، پس تعریف جامع مانع یوں ہے۔ هو القاء معنى في قلب غير النبي بطريق الفيض.

اور صوفیہ نے یہ فرق کیا ہے کہ وحی وہ ہے جو بواسطہ جبرئیل کے ہو اور الہام وہ ہے جو بواسطہ ملک الہام

کے ہو جو دوسرا فرشتہ ہے، مگر یہ تعریف جامع مانع نہیں، کیونکہ نبی کا منام اور رائے اس تعریف وحی سے خارج جاتے ہیں، حالانکہ وہ وحی وحی میں داخل ہیں اور وحی غیر نبوت شرعاً کوئی چیز نہیں، بلکہ صوفیہ الہام ہی کو وحی الہام سے تعبیر کر دیتے ہیں، جس میں وحی سے مراد معنی لغوی ہیں نہ کہ معنی شرعی جس کا قرینہ خود یہی قید ہے۔ اگر مرزا نادانی بھی اس کا دعویٰ کرے کہ میں نے بھی الہام کو مجازاً یا لغزہً وحی کہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تیرے صریح اقوال اس تاویل کو رد کر رہے ہیں۔ اول تو ان کے غلط اور کذب ہونے کا اقرار کرو، وقد ذکرنا ہا قبل پھر تو اپنے اقرار سے نبی نہ ہوگا، بلکہ مدعی ولایت ہوگا، اور مدعی ولایت کا زب ہوا کرتا ہے، کیونکہ دعویٰ کرنا نبی کے لیے مخصوص ہے ولی دعویٰ نہیں کیا کرتا۔ قال فی کشاف اصطلاحات الفنون نقلاً عن النصفحات والرسالة القشيرية ونیز از شروط ولی آنست کہ اخفائے حال خود کند چنانکہ از شروط نبی آنست کہ اظهار حال خود کند وعن خلاصته السلوک الولی علی مافال البعض هو الذی یکون مستور الحال ابداً والکون کلہ ناطقاً علی ولایتہ والمعدعی الذی ناطق بالولایة والکون کلہ ینکر علیہ۔

جواب سوال پنجم حضرت عیسیٰ علیہ السلام بوقت نزول متبع شریعت محمدیہ ﷺ بن کر تشریف لائیں گے، لیکن یہ اتباع ان کی شان نبوت کا متخص نہیں، بلکہ مکمل ہے، پس عیسیٰ علیہ السلام اس وقت نبی بھی ہوں گے اور امتی بھی، مگر نبی صاحب شرع نہ ہوں گے بلکہ نبی متبع ہوں گے، جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بعد بہت سے انبیاء متبع تورات ہوئے ہیں، اور گو اس وقت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بواسطہ جبریل علیہ السلام توحیح مراد قرآن و حدیث نبوی ﷺ کے لیے نازل ہونے میں بھی کوئی اشکال نہیں، مگر کج ابن عربی کے بعض اقوال سے جو کشف پر مبنی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس اس وقت جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے وحی نہ آئے گی۔ (کما یفہم من البواقیت ص ۲۸ ج ۲)

اور صورت اولیٰ کے موجب اشکال نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آیت خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ آخر النبیین ہیں، جیسے کہا جاتا ہے فلاں خاتم الراکبین و آخر الراہلین، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں شخص صفت رکوب و ارتحال سے سب کے بعد موصوف ہوا اس کے لیے یہ لازم نہیں کہ اس سے پہلے راکبین و راہلین اس کے رکوب و ارتحال کے وقت فنا و معدوم ہو چکے ہوں بلکہ ان کے بقاء کے ساتھ بھی یہ خاتم الراکبین و آخر الراہلین ہوگا، پس عیسیٰ علیہ السلام کا حضور ﷺ سے پہلے نبوت سے متعلق ہو کر حضور ﷺ کے بعد تک رہنا خاتم النبیین اور لائبی بعدی کے منافی نہیں، اور یہی معنی انظار وحی کے ہو سکتے ہیں، کہ حضور ﷺ کے بعد ابتداء کسی پر وحی نہ آئے گی، اور جس پر آپ ﷺ سے پہلے آپکی ہوا اس پر وحی کا آثار رہنا اس کے خلاف نہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ حضور ﷺ کے بعد جو نبی سابق یا وحی سابق باقی رہے، وہ حضور ﷺ کی نبوت و وحی کے تابع ہوگی، ورنہ اس کا نسخ لازم آئے گا، حالانکہ یہ دین اسلام اجماعاً ناخ الا دیان کہا ہے، اور اس کو کوئی نبی یا وحی منسوخ نہ کر سکے گی، اور آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ ﷺ بکثرت اس پر شاہد ہیں، اگر تفصیل مطلوب ہو تو رسالہ ختم النبوة فی القرآن و ختم النبوة فی الحدیث و ختم النبوة فی الآثار و ہدیۃ المہدیین فی آیۃ خاتم النبیین و اکفار الملحدین فی شی من ضروریات الدین، مطبع قاسمی دیوبند سے طلب کر کے ملاحظہ ہوں۔

جواب سوال ششم میں نے مرثیہ تمام دیکھا مجھے تو کوئی لفظ تو چین کا مومہم بھی نہیں ملا اگر آپ کے نزدیک کچھ ایہام ہو تو اس کی تشریح فرما کر سوال کریں۔ ۶ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ از تھانہ بھون، خانہ امدادیہ

دفعہ شبہ قادیانی

سوال عبارت (تذکرۃ الشہداء جن میں ص ۲۲ معتمد راز قادیانی) قرآن شریف اور احادیث میں لکھا ہے کہ اس زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلے گی اور اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔

جواب اس مضمون کی تصریح کہاں ہے جس سے اونٹوں کے بیکار ہونے کو مستحب کیا گیا ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ اونٹوں کے بیکار ہونے کے معنی اس میں منحصر ہیں، ۲۶ شوال ۱۳۳۱ھ۔ (امداد التلاویح ج ۶ ص ۱۰۰) دعویٰ نبوت کے بعد زندہ رہنے والا

سوال ... تاریخ کی رو سے کیا کسی شخص کی نشاندہی کی جاسکتی ہے جس نے جناب پیغمبر اسلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا ہو اور پھر آخر عمر تک وہ باعزت اور محفوظ رہا ہو۔ یہاں تک کہ اس کا سلسلہ اس کے بعد بھی چلتا رہا ہو۔ اس کی بھی تحقیق مطلوب ہے؟ فضل رحیم از شیخ پورہ

جواب انتہائے مغرب میں برغواطہ قوم کا ایک شخص صالح بن طریف گزرا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ اس پر ایک قرآن بھی اترتا ہے۔ اس کے قرآن کی بعض سورتوں کے نام یہ تھے۔ سورۃ الدیک، سورۃ النحر، سورۃ آدم، سورۃ ہاروت و ماروت، سورۃ غرائب الدنیا وغیرہ وغیرہ۔ صالح کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ میں مہدی اکبر ہوں جس کی خبر خود آنحضرت ﷺ نے دی ہے۔ دعویٰ نبوت کے ساتھ اسے اتنا فروغ ہوا کہ اپنے پورے علاقہ کا بادشاہ بن گیا۔ پینتالیس سال کے قریب اس نے حکومت کی اور اپنی تمام سیاسی اور مذہبی مہمات کا سربراہ رہا۔ اس کے بعد سرداری اس کے بیٹے الیاس کو ملی، اس نے پچاس سال کے قریب حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یونس برسر اقتدار آیا۔ جس نے اپنے دادا صالح بن طریف کے مذہب کو بہت ترقی دی اور چوالیس برس کے قریب حکومت کی۔ صالح بن طریف کے زمانے میں خلافت بغداد پر ہشام بن عبدالملک کا قبضہ تھا۔ مورخ شہبیر علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

زعم انه المهدي الاكبر الذي يخرج في اخر الزمان وان عيسى يكون صاحبه و يصلى خلفه
وان اسمه في العرب صالح وفي سرياني مالک وفي العجمي عالم وفي العبراني روبيا وفي البربري
دربنا ومعناه الذي ليس بعده نبی۔ (تاریخ ابن خلدون ج ۶ ص ۲۰۹)

”اس کا دعویٰ تھا کہ وہی مہدی اکبر ہے جو قرب قیامت میں ظاہر ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی کے ساتھی ہوں گے اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ عرب میں اس کا نام صالح تھا، سریانی میں مالک، عجمی میں عالم، عبرانی میں روبیا اور بربری میں دربنا تھا اور اس کا معنی ہے الہی لیس بعدہ نبی اس کے بعد اب کوئی اور نبی نہ ہوگا۔“

یونس کے بعد صالح کا پڑپوتا ابوغفیر برسر حکومت آیا (یہ معاذ بن الیسع بن طریف تھا) اس کے متعلق فاضل ابن خلدون لکھتے ہیں۔

واشدت شوکتہ وعظم امرہ۔ اے عظیم شوکت حاصل تھی اور اس کی حکومت بلند پایہ تھی۔
ابوغفیر کے بعد ابو الانصار برسر اقتدار آیا۔ جس نے اپنے باپ دادا کے مذہب کو بہت فروغ دیا۔ اس کے بعد ابو منصور عیسیٰ کا دور آیا جو برغواطہ کا ساتواں بادشاہ تھا۔ اس نے بھی دعویٰ نبوت کیا۔ ابن خلدون لکھتے ہیں۔

عربی بھی انبیاء کرام علیہ السلام والی نبوت (جو ان کی اصطلاح میں نبوت تشریفی کہلاتی ہے) کو ختم مانتے ہیں اور وایت کو جاری۔ اور یہی عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے فرق صرف اصطلاح کا ہے۔ واللہ اعلم
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۳-۲۳۴)

نبوت تشریفی و غیر تشریفی

سوال..... حسب تصریحات شیخ اکبر محمد الدین بن عربی رضی اللہ عنہ در مواضع کثیرہ از فتوحات مکیہ و امام شمرانی در یوایت سلسلہ نبوت تشریفیہ منقطع شدہ است نہ مطلق نبوت۔ پس جائز باشد کہ بعض کمل را ازین امت مرحومہ نبی غیر مشرع گفتہ شود۔

جواب..... اصلاً جائز نیست قال رحمۃ اللہ علیہ لعلی کرم اللہ وجہہ انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ لانبیٰ بعدی۔ اتجا سلب اطلاق اسم نبی مطلق مشرعاً کان او غیر مشرع فرمودہ اند اگر گوئی پس صاحب فتوحات و یوایت چرا خلاف ایں حدیث گفتہ اند۔ گوئم فرض ایں بزرگواران آنست کہ دریں امت مرحومہ گروہ اہل اللہ چند کہ بذریعہ الہام یا کشف یا مطالعہ لوح محفوظ اطلاع دادہ سے شوند بر اسرار کتاب و سنت و غیر ہانہ آنکہ بحد حصول ایں معنی اوشان را داخل در مقام نبوت و اتحقاق اطلاق اسم نبی حاصل گردد و صاحب فتوحات خود در فتوحات سے فرماید۔ لایصح لاحد ان ینال مقام النبوة و انما نراه کالنجوم علی السماء انتہی۔ کذا فی الیوایت۔ خلاصہ آنکہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اطلاق رسول و نبی بر احد سے ازین امت مرحومہ جائز نیست۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ایں امر موہوبی است نہ کسی۔ و فی القصیدہ ۔
تبارک اللہ ما وحی بمکتسب

وفی کتب العقائد۔ ولا یبلغ ولی درجۃ الانبیاء وفی ہذا کتایب لمن لہ ادنی درایۃ واللہ یقول الحق ویہدی السبیل ولہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ المصطفیٰ وآلہ واصحابہ البرۃ اہل النقی والنقی۔ (العبد الملتجئ الی اللہ ان یغنیہ عن سواہ المدعو بہ مہر علی شاہ جعل آخرتہ خیر امن الاولیٰ)
(نادی مہر ص ۲۸)

کیا نبوت جاری ہے؟

سوال..... سورہ اعراف کی آیت بابنی ادم اما ینبئکم رسل منکم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک نبی آتے رہیں گے کیونکہ بنی آدم سے یوم قیامت تک آنے والے تمام افراد مراد ہیں ان کے انبیاء بھی قیامت تک آنے چاہئیں۔

جواب..... یہاں دو عموم ہیں۔ ایک افراد انسانی کا عموم۔ دوسرا تمام اوقات میں عموم و احاطہ رسل۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی قیامت تک، ظاہر ہے کہ پہلا عموم دوسرے عموم کو تسلیم نہیں۔ ہاں طور ہر دور میں نئے نئے رسول آتے رہیں بلکہ یہ چیز امکان وقوعی کے طور پر ثابت ہے کہ ایک ہی رسول قرون کثیرہ کے افراد انسانی کے لیے کافی ہو جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام امت عیسویہ کے قرون کثیرہ کے لیے کافی ہوئے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل پانچ صد سال) یہ معاملہ باری تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ ہر ایک کے لیے جس قدر چاہتا ہے حد مقرر فرماتا ہے۔ لہذا عین ممکن ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے معصروں کے لیے اور مابعد میں قیامت تک آنے والوں کے

لیے کافی ہوں۔ پس آیت مذکورہ سے استدلال کوئی قوت نہیں رکھتا بلکہ حضور ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت و رسالت کا انقطاع نص قرآنی ”و خاتم النبیین“ سے ثابت ہے۔

سوال..... شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے فتوحات میں اور امام شعرانی نے یوایت والجاہر میں کئی مقامات پر تصریح فرمائی ہے کہ نبوت تشریحی کا سلسلہ منقطع ہوا ہے مطلق نبوت کا نہیں۔ لہذا جائز ہے کہ بعض کا ملین امت کو نبی غیر تشریحی کہا جائے۔

جواب..... ایسا کہنا بالکل جائز نہیں۔ حضور ﷺ حضرت علیؓ سے ارشاد فرماتے ہیں۔ انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ لانبیٰ بعدی۔ (مشکوٰۃ ص ۵۶۳) تم مجھ سے قرب و منزلت میں اس طرح ہو جس طرح موسیٰ ﷺ سے ہارون ﷺ تھے۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہاں مطلقاً اسم نبی کے اطلاق کی نفی فرمادی خواہ وہ تشریحی کہلائے یا غیر تشریحی۔ اگر کہا جائے کہ پھر صاحب فتوحات و صاحب یوایت نے اس حدیث کی خلاف ورزی کیوں کی ہے تو جواب یہ کہا جائے گا کہ ان اکابر کی غرض یہ ہے کہ اس امت مرحومہ میں اگلے اللہ کا ایسا گروہ موجود ہے جنہیں کشف یا الہام یا لوح محفوظ کے مطالعہ کے ذریعے کتاب و سنت وغیرہ کے اسرار سے مطلع کیا جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ اس معنی کے حصول سے انہیں نبوت کا مقام مل جاتا ہے۔ یا ان پر اسم نبی کا اطلاق صحیح ہے بلکہ صاحب فتوحات خود فتوحات میں تصریح فرماتے ہیں۔ لا یصح لاحد ان ینال مقام النبوة انا نراہ کالنجوم علی السماء۔ کہ اب کسی کے لیے نہیں ہو سکتا کہ وہ نبوت کا مقام پائے ہم تو نبوت کے مقام کو اپنے سے اتنا دور دیکھتے ہیں جتنا کہ آسمان کی بلندی پر دور سے ستارے نظر آتے ہیں۔ یوایت میں بھی اسی طرح منقول ہے۔

خلاصہ یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد رسول و نبی کا اطلاق امت مرحومہ کے کسی فرد پر جائز نہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء یہ وہی چیز ہے کہ نبی نہیں۔ قصیدہ بردہ میں ہے ۔ تبارک اللہ ما وحی بمکتسب یعنی وحی کسی چیز نہیں۔ شرح عقائد وغیرہ میں ہے کہ کوئی دلی درجہ انبیاء تک نہیں پہنچ سکتا۔ صاحب سمجھ کے لیے یہی کچھ کافی ہے۔ واللہ یقول الحق و یہدی السبیل والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد ﷺ و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔ (فتاویٰ مہرہ ص ۲۸-۲۹)

ختم نبوت کے متعلق چند شکوک کا ازالہ

سوال..... از آیت ذیل معلوم ہے کہ پس از حضرت خاتم النبیین ﷺ رسولان تا ساعت قیامت خواہند آمد قال اللہ تعالیٰ یا بنی ادم اما یتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی و ینذرونکم لقاء یومکم هذا۔ (الاعراف ۲۵) چہ مراد از بنی آدم ہمہ افراد نوع انسانی اند الی یوم القیامت۔

جواب..... ایجاد و عموم اند کے عموم افراد انسانی۔ دوئم عموم و احاطہ آمدن رسل ہمہ از مان راحتی کہ بعد آنحضرت ﷺ نیز الی یوم القیامت و ظاہر است کہ عموم اوّل مستلزم نیست عموم ثانی را برہیکہ تجدد افراد انسانی مثلاً در ہر قرن ملزم باشد برائے تجدد اتیان رسل و انزال اوشاں بلکہ ممکن با مکان و قوی است کفایت یک رسول برائے افراد انسانی اہل قرون کثیرہ نے بنی کہ مثلاً امت عیسویہ را آمدن یک رسول یعنی عیسیٰ ﷺ در قرون کثیرہ کفایت کرد و ایں امریست متوقف بر مشیت ایزدی بہر قدر کہ خواہد تجدید فرماید۔ بناء علیہ ممکن است کہ اتیان آنحضرت ﷺ کافی باشد برائے ہمہ عصران و تابنائش الی یوم القیامت لا کما زعم المسلم۔ الحاصل آیت مسطورہ بالا دلیل نیست بر عموم بلکہ

ثابت است بقولہ تعالیٰ (خاتم النبیین) انتطاع سلسلہ رسالت و نبوت بعد آنحضرت ﷺ۔ (فتاویٰ مہر یہ ص ۶۷-۶۸)

جھوٹا مدعی نبوت اور طوالت عمر

سوال..... مرزا قادیانی کے سچے نبی ہونے کی یہ دلیل ہے کہ اس کو عمر نبوت میں لمبی دی گئی قرآن مجید اس بات پر شاہد ہے۔

جواب..... یہ بات کئی وجہ سے غلط ہے۔ دیکھو عبداللہ مہدی نے دعویٰ ۲۹۶ھ میں کیا اور ۳۲۳ھ میں اپنی موت سے مرا اور اس نے طرابلس و مصر بھی فتح کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر ج ۸ صفحہ ۹۰ اور اکبر بادشاہ نے ۱۵۸۱ء میں دعویٰ نبوت کا کیا اور نبوت کے دعویٰ میں ۲۵ برس برابر جیتا رہا۔ تاریخ ہند عبدالقادر صالح بن ظریف ۱۶۰۵ء میں دعویٰ نبوت کر کے برابر ۲۷ برس اپنا کام چلاتا رہا۔ آخر الامر اپنی موت سے مرا۔

علاوہ اس کے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میرے بعد کسی قسم کا نبی صادق نہیں آئے گا اور میرے بعد نبی ہوتا تو حضرت عمر فاروقؓ ہوتے اور قرآن مجید اسی بات پر شاہد ہے اور جو نبی ہوتا ہے وہ تمام جہاں کے علماء سے علم و افتاء میں زیادہ ہوتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی علم معقول سے جاہل تھا۔ (دیکھو اعجاز المسیح صفحہ ۲۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳) تنکرون باعجازی یہاں پر تنکرون اعجازی ہونا چاہیے اور (صفحہ ۹ خزائن ج ۱۸ ص ۱۱) قالوا مفتی یہاں مفتی ہونا چاہیے تھا اور اسی صفحہ اعجاز المسیح ایضاً میں واعطی ما طلبوہ یہاں واعطو ہونا چاہیے تھا کیونکہ اس کا پہلا مفعول نائب عن الفاعل ہونے کا زیادہ مستحق ہے۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے مسیح کجروں میل جول رکھتا تھا۔ اس کی تین دادیاں نانیاں زنا کار تھیں، زنا کی کمانی کا عطر جو ان عورتوں سے ملواتا تھا۔ دیکھو (ضمیر انجام آخر ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۹) میں لکھا ہے۔

مرزا نے لکھا ۔

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آن جام مرا بہ تمام

(درشن قاری ۱۷۱)

اور کتاب (اعجاز المسیح صفحہ ۳۰) میں لکھا ہے کہ ”میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان الہامات پر اس طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن مجید پر۔“ پس ان عبارات مرزا قادیانی سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان بھی نہ تھا نبی اور محمد کا درجہ کچا۔ فقط

حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ اہلسنت کا عقیدہ ہے

سوال..... (۱)..... فرقہ قادیان کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور قریب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے ہوگا اور زمین پر تشریف لا کر خلیفہ وقت ہوں گے اور دجال کو ماریں گے۔ آپ آسمان پر زندہ تشریف رکھتے ہیں یا انتقال فرما گئے۔؟ (۲)..... فرقہ قادیان کہتے ہیں کہ من بعدی اسمہ احمد جو آیت قرآن شریف کی ہے، وہ غلام احمد قادیانی کی نسبت ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کے مصداق حضرت محمد ﷺ ہیں اور آپ کی ہی تشریف آوری کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ (۳)..... قادیانی کہتے ہیں کہ غلام احمد قادیانی عیسیٰ موعود ۱۳۰۰ ہجری کے

نبی تھے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اس حالت میں غلام احمد نبی کیسے ہوئے جبکہ نبوت کے ختم ہونے کا ثبوت قرآن شریف دیتا ہے؟

جواب..... صرف حنفیہ کا نہیں بلکہ تمام قبائے اہلسنت والجماعت کا یہی مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ آسمان پر تشریف رکھتے ہیں اور بے شک قریب قیامت نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے جو شخص ان کی وفات کا دعویٰ کرے وہ زمرۃ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔ ایسا شخص ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کے قول پر کان لگایا جائے۔ (۲)..... آیت شریفہ ”مبشرا برسول یاتئ من بعدی اسمہ احمد“ کو مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنے لیے بتلانا بالکل غلط ہے کیونکہ اول تو بافتاق مفسرین یہ آیت حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے متعلق ہے جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ بشارت نقل فرمائی ہے جو انھوں نے آنحضرت ﷺ کے متعلق بطور پیشگوئی اپنی امت کو دی تھی تو اب آیت میں آنحضرت ﷺ کے سوا کسی دوسرے کو مراد لینا اجماع مفسرین کا خلاف کرتا ہے۔ دوم!..... یہ کہ مرزا غلام احمد کے متعلق یہ آیت کیسے ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں آنے والے رسول کا نام احمد بتایا گیا ہے اور مرزا قادیانی کا نام غلام احمد ہے نہ احمد۔ تو ایسی صورت میں ان کا یہ دعویٰ کہ یہ آیت میرے متعلق ہے صراحۃً غلط اور کھلم کھلا باطل ہے۔ سوم!..... یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس آنے والے کی بشارت دی ہے اس کو رسول کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور ان کے بعد جو رسول آئے وہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ رومی فداہ ہیں اور آپ خاتم النبیین اور خاتم الرسل ہیں اور مرزا قادیانی یقیناً و بداہتہً آنحضرت ﷺ کے بعد پیدا ہوئے۔ پس اگر مرزا قادیانی کو دعویٰ رسالت نہ ہو تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کا مصداق اس لیے نہیں ہو سکتے کہ یہ پیشگوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے رسول کے متعلق ہے اور مرزا قادیانی رسول نہیں اور اگر ان کو دعوائے رسالت ہو تو یہ دعویٰ صراحۃً آیت قرآنی ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کے خلاف اور حدیث رسول مقبول انا خاتم النبیین لانیسی بعدی کے مخالف ہونے کی وجہ سے باطل اور مردود ہے۔ چہارم!..... یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ پیشین گوئی اور بشارت جس نبی کے متعلق ارشاد فرمائی ہے اسے اپنے بعد آنے والا بتایا ہے اور بعدیت سے ظاہر اور متبادر بعدیت حاصل ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک رسول یعنی آنحضرت ﷺ تشریف لائے جن کی رسالت کو قادیانی بھی مانتے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت و پیشگوئی کا مصداق تو پورا ہو گیا۔ اب مرزا قادیانی کا اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق بتانا تو جب صحیح ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس کلام میں ایک سے زائد رسولوں کے آنے کی بشارت ہوتی حالانکہ نہیں ہے۔ بلکہ صرف ایک رسول کے آنے کا ذکر ہے جو آچکے۔ لہذا مرزا قادیانی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک رسول کے آنے کو تسلیم کرتے ہوئے اس آیت کا مصداق اپنے آپ کو ٹھہرانا صریح ہٹ دھرمی اور کھلم کھلی ہوئی گمراہی ہے۔ یاد رہے کہ ان کے اس دعویٰ میں حضور انور نبی ہاشمی علیہ السلام کی توہین بھی مضمر ہے۔ اور وہ منجرائی الکفر ہے۔ (۳)..... اس سوال کا جواب بھی مندرجہ بالا جواب کے ضمن میں آ گیا ہے۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۱۰-۳۱۲)

نزول مسیح کے وقت ساتھ آنے والے فرشتوں کی پہچان

سوال..... اور پھر بوقت نزول حضرت مسیح موعود دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے اتریں گے۔ (ملاحظہ ہو ص ۱۷ علامت نمبر ۶۲) اس کی بھی تاویل ہی کرنی پڑے گی، ورنہ فرشتے کون دیکھے گا اور اگر وہ انسانی شکل

اختیار کر کے اتریں گے تو پھر یہ جھگڑا قیامت تک ختم نہیں ہوگا کہ وہ واقعی فرشتے تھے یا محض انسان تھے اور اس کھینچ تان سے مولوی صاحب خوب واقف ہوں گے۔

جواب..... کیوں تاویل کرنا پڑے گی؟ اس لیے کہ غلام احمد قادیانی اس سے محروم رہے؟ رہا وہ جھگڑا جو آپ کے دماغ نے گھڑا ہے، یہ بتائیے کہ جب جبرئیل علیہ السلام پہلی بار آنحضرت ﷺ کے پاس وحی لے کر آئے تھے آپ ﷺ نے ان کو کس طرح پہچانا تھا؟ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہم السلام کو کس طرح یقین آ گیا تھا کہ یہ واقعی فرشتے ہیں؟

آپ کا یہ اعتراض ایسا مہمل ہے کہ اس سے سلسلہ وحی منکوک ہو جاتا ہے۔ ایک دہریہ آپ ہی کی دلیل لے کر یہ کہے گا کہ ”انبیاء کے پاس جو فرشتے آتے تھے وہ انسانی شکل میں ہی آتے ہوں گے اور یہ جھگڑا قیامت تک ختم نہیں ہو سکتا کہ وہ واقعی فرشتے تھے یا انسان تھے، اور جب تک یہ جھگڑا طے نہ ہو سلسلہ وحی پر کیسے یقین کر لیا جائے گا؟“ تعجب ہے کہ قادیانی تعلیم نے دین تو سلب کیا ہی تھا عقل و فہم کو بھی سلب کر لیا ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۶-۲۲۷)

دفعہ شبہ قادیانی متعلقہ دعویٰ علامت مسیح در خود

سوال..... عبارت (تذکرۃ الشہداء ج ۱ ص ۲۳، ۲۴ خزائن ج ۲ ص ۳۵-۳۶) ”یہ سولہ مشابہتیں ہیں جو مجھ میں اور مسیح میں ہیں۔“ دس ہزار نفوس کے قریب یا اس سے زیادہ لوگوں نے پیغمبر ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ نے میری تصدیق کی، اور اس ملک میں جو بعض نامی اہل کشف تھے جن کا تین تین چار چار لاکھ مرید تھا ان کو خواب میں دکھلایا گیا کہ یہ انسان خدا کی طرف سے ہے۔ یہ مسلم ہے کہ حضور ﷺ کی شبیہ مبارک کوئی نہیں بن سکتا خواب میں بھی اس لیے اس کا جواب بعد غور عنایت فرمائیں؟

الجواب..... ایسی مشابہتیں کھینچ تان کر ہر شخص اپنے اندر مٹا سکتا ہے، علاوہ اس کے اس پر کوئی دلیل عقلی نقلی قائم نہیں ہے، کہ دو چیزیں اگر بعض صفات میں ایک دوسرے کی مشابہ ہوں تو بقیہ صفات میں بھی ان کا اشتراک ضروری ہو یہ شخص مغالطہ ہے، جس کی مثال منطقیوں نے یہ لکھی ہے کما یقال لصورة الفرس علی الجدار هذا فرس وکل فرس صہال فہذا صہال اس پر تمام اذلہ قطعہ و اجماع متفق ہیں، کہ کشف و منام گولاکھوں آدمیوں کا ہو دلائل شرعیہ کتاب و سنت و اجماع و قیاس پر تعارض کے وقت راجح نہیں، اگر ان میں تعارض ہوگا تو اگر مدعی غیر ثقہ ہے تو اس کا کاذب و مفتری کہیں گے اور اگر صالح ہے تو اشتباہ و التباس کے قائل ہوں گے، جیسا کسی نے خواب میں حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا اشرب الخمر، علمائے مصر نے بالاتفاق یہ کہا تھا کہ اس کو شبہ ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے کچھ اور فرمایا ہوگا، اور اس کا تعجب کیا ہے، جب بیداری میں ایسے اشتباہات احیاناً واقع ہو جاتے ہیں تو خواب کا کیا تعجب، بالخصوص جب خواب کا دیکھنے والا مہم ہو کسی عقیدہ فاسدہ کے ساتھ، تو اس کا کذب یا اشتباہ دونوں غیر بعید ہیں۔

اس تقریر سے سب منامات و مکاشفات کا جواب ہو گیا، اور بعض علماء کا یہ بھی قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھنا حق اس وقت ہوتا ہے جب آپ کو اصلی حلیہ میں دیکھے تو اس شرط پر دائرہ جواب کا اور وسیع ہوگا۔ علاوہ اس کے علماء باطن نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک برزخ میں مثل آئینہ کے ہے، کہ بعض اوقات

دیکھنے والے خود اپنے حالات و خیالات کا آپ ﷺ کے اندر مشاہدہ کر لیتے ہیں۔ بہر حال اسنے احادیث کے ہوتے ہوئے دلائل شرعیہ صحیحہ کو چھوڑنا ایسے ممکن ہے۔ ۲۶ شوال ۱۳۲۱ھ (مداوج ص ۱۰۲)

(امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۶۹، ۲۶۷)

نزول عیسیٰ اور ”ورافعک“ پر مطابقت

سوال..... اگر مسیح ابن مریم اور مسیح موعود ایک ہی وجود کا نام ہے (اور محض دوبارہ نزول کے بعد مسیح بن مریم نے ہی مسیح موعود کہلانا ہے) اور اس نے نازل ہو کر خود بھی قرآن وحدیث پر عمل کرنا ہے اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر چلانا ہے (ملاحظہ ہوس ۲۲ علامت نمبر ۹۹) تو بقول مولوی صاحب جب عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ اٹھایا جاتا تو اس آیت سے ثابت کرتے ہیں۔ انہی متوفیک و رافعک الیٰ (آل عمران ۵۵) (ص ۱۶ علامت نمبر ۳۹) تو کیا مولوی صاحب بتائیں گے کہ کیا یہ آیت قرآن مجید میں قیامت تک نہیں رہے گی اور اس کا مطلب وغیبوم عربی زبان اور الہی منشاء کے مطابق وہی نہیں رہے گا جواب تک مولوی صاحب کی سمجھ میں آیا ہے اور اگر ایسا ہی ہے نزول کے وقت بھی تو یہ آیت یہی اعلان کر رہی ہوگی کہ عیسیٰ بن مریم کو آسمان پر اٹھالیا، اٹھالیا تو پھر ایسی سے لیے کیا یہ آیت منسوخ ہو جائے گی، یا عیسیٰ علیہ السلام اسے خود ہی منسوخ قرار دے کر اپنے لیے راستہ صاف کر لیں گے کیونکہ قرآن مجید میں تو کہیں ذکر نہیں کہ کوئی بھی آیت کبھی بھی منسوخ ہوگی۔ لہذا یہ آیت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کا راستہ قیامت تک روکے رکھے گی اور یہ وعدہ تو اللہ تعالیٰ نے خود کیا ہے اور مولوی صاحب خود بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ ذکر ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے لہذا کسے حق حاصل ہے کہ اس میں عیسیٰ اس کے متن میں رد و بدل کر سکے۔

جواب..... یہ آیت تو ایک واقعہ کی حکایت ہے اور اسی حکایت کی حیثیت سے اب بھی غیر منسوخ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد بھی غیر منسوخ رہے گی جیسا کہ:

انی نجامعل فی الارض خلیفۃ (الہرہ ۳۰) واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لادم (البقرہ ۳۳) وغیرہ بے شمار آیات ہیں۔ مسائل بے چارہ یہ بھی نہیں جانتا کہ حج امر دینی میں ہوتا ہے اور یہ آیت امر دینی کے باب سے نہیں بلکہ خبر ہے اور خبر منسوخ نہیں ہوا کرتی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۰-۲۲۱)

خاتم النبیین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

سوال..... خاتم النبیین کے کیا معنی ہیں۔ آخری نبی یعنی آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں عطا کی جائے گی۔ مولانا صاحب اگر خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو حضرت عائشہ کے قول کی وضاحت کر دیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں ”اے لوگو یہ تو کہو کہ آپ ﷺ خاتم النبیین تھے مگر یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (حضرت عائشہ، عملہ جمع ص ۱۰۰)

جواب..... اسی (مجلد جمع البحار ج ۵ ص ۵۰۲) میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ ارشاد، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے پیش نظر فرمایا ہے چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت آپ ﷺ سے پہلے ملی تھی اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا منشاء یہ ہے کہ کوئی بدوین خاتم النبیین کے لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نہ آنے پر استدلال نہ کرے جیسا کہ مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ آیت خاتم النبیین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کو روکتی

ہے۔ پس حضرت عائشہؓ کا یہ ارشاد مرزا قادیانی کی تردید و تکذیب کے لیے ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۲)

حضرت عیسیٰ آسمان پر نماز و زکوٰۃ کیسے ادا کرتے ہیں؟

سوال اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں تو قرآن مجید کی رو سے وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا کے مطابق ہر وقت جب تک وہ زندہ ہیں نماز اور زکوٰۃ فرض ہے اگر وہ اب آسمانوں پر زندہ ہیں تو وہاں نماز اور زکوٰۃ کیسے ادا کرتے ہوں گے اور زکوٰۃ کون لیتا ہوگا؟ مہربانی فرما کر جواب سے نوازیں۔

الجواب سب سے پہلے تو آیت قرآنیہ کا سمجھنا ضروری ہے۔

”وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا“

”اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے نماز اور زکوٰۃ کا جب تک میں زندہ ہوں۔“

اسی مفہوم کی دوسری آیت جس میں مومنین کے بارے میں فرمایا۔

”الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ“

(الماعز ۲۳)

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہر آن اور ہر وقت نماز پڑھتے رہتے ہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ جس وقت جس طرح نماز کا حکم ہو ہمیشہ پابندی سے تعمیل حکم کرتے ہیں۔ اور اس کی برکات و انوار ہمہ وقت ان کو محیط رہتی ہیں۔ کوئی شخص کہے کہ ہم جب تک زندہ ہیں، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ کے مامور ہیں۔ کیا اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ ہر ایک مسلمان مامور ہے؟ کہ ہر وقت نماز پڑھتا رہے۔ ہر وقت زکوٰۃ دیتا رہے خواہ نصاب کا مالک ہو یا نہ ہو۔ ہر وقت روزہ رکھتا رہے۔ ہر وقت حج کرتا رہے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق بھی مَا دُمْتُ حَيًّا کا ایسا ہی مطلب سمجھنا چاہیے۔ لفظ صَلَوة ذہن نشین رہنا چاہیے کہ لفظ ”صلوة“ کچھ اصطلاحی نماز کے ساتھ مخصوص نہیں۔ قرآن حکیم نے ملائکہ اور بشرے گزر کر تمام جہان کی طرف ”صلوة“ کی نسبت کی ہے۔

”أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْخَرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرِ صَفَّتُ كُلِّي قَدْ عَلِمَ صَلَوةً وَتَسْبِيحًا“ (الہود ۴۱) اس سے ثابت ہوا کہ ہر چیز کی تسبیح و صلوة کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کس کی صلوة و تسبیح کس رنگ کی ہے۔

زکوٰۃ اسی طرح زکوٰۃ کے معنی بھی اصل میں طہارت، نماز، برکت و مدح کے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک معنی کا استعمال قرآن و سنت میں اپنے اپنے موقع پر ہوا ہے۔ اسی رکوع میں حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت ”غَلَامًا رَسِيًّا“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جو زکوٰۃ سے مشتق ہے پس ”مَا دُمْتُ حَيًّا“ سے زنی حیات مراد ہے۔ اگر اس آیت سے یہ ضروری ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام تمام زندگی نماز پڑھتے رہیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں اور ہر وقت ان کی جیب روپیوں سے بھری رہے تو یہ الفاظ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی صغریٰ میں کہے تھے تو اس وقت بھی زندہ تھے۔ تو اب بتائیے اس وقت وہ کونسی نماز پڑھتے تھے؟ ان کے پاس کتنے روپے تھے؟ اور کون سے مستحقین ان سے زکوٰۃ وصول کیا کرتے تھے؟ مالِ اعلیٰ حقیقت یہ ہے کہ شریعت میں کسی ام کا حکم ہوتا ہے معنی نہیں رکھتا کہ ہر وقت دن، رات، سوئے، جاگئے، بیٹھے اور اٹھتے اس پر عمل کرتے رہیں۔ بلکہ ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے اور شریعت میں اس کی حدود مقرر ہیں۔ جیسے قرآن مجید میں ہے۔

”اقِيمُوا الصَّلَاةَ“ یعنی نماز پڑھو تو کیا اس حکم کی تعمیل میں ہر وقت نماز پڑھتے رہیں؟ یہ مراد ہرگز

نہیں بلکہ "إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا" (النساء: ۱۰۳) جب نماز کا وقت آئے۔ ہ نماز پڑھی جائے گی اور اس کے علاوہ نماز بعد بلوغت اور زکوٰۃ بعد مال فرض ہوتی ہے جب حضرت صبح علیہ السلام پہنچتے تھے نماز فرض نہ تھی جب بالغ ہوئے تو حکم بجالائے اسی طرح جب مال تھا زکوٰۃ دیتے تھے۔ اب آمان پر ان کے پاس مال ہی نہیں، زکوٰۃ کیسے دیں؟ مگرین حیات صبح علیہ السلام کا فرض ہے کہ آسان پر پہلے ان کے ہاں مال زکوٰۃ ہونا ثابت کریں پھر پوچھیں کہ زکوٰۃ کس کو دیتے ہیں؟ یہ سب عقلی ڈھکوسلے اور راہ فرار کے جھوٹے راستے ہیں جن کی اہل حق کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۳۳۲-۳۳۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حدیث "لانی بعدی" کے منافی نہیں

سوال کیا حضرت محمد ﷺ نبی آخر الزمان ہیں آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کوئی دوسرا نبی نہیں کرنے والا مومن ہے یا کافر؟

۱۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر زندہ اٹھائے گئے ہیں اور آپ قرب قیامت میں نزول فرمائیں گے تو نبیّت نبی کے یا اُمتی کے؟

الجواب ۱۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نبی آخر الزمان ہیں ان کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کوئی دوسرا نبی ہو کافر ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو اس دعویٰ نبوت پر ایمان لائے وہ بھی کافر ہے۔

۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر زندہ اٹھائے گئے ہیں اور قرب قیامت میں نزول فرمائیں گے۔ ان کی تشریف آوری یقینی ہے۔ مرزائی جو دھوکہ دیتے ہیں کہ ان کی تشریف آوری حدیث "لانی بعدی" کے مخالف ہے۔ لانی بعدی اس کے ماتحت آپ نے یہ سوال تحریر فرمایا ہے کہ وہ نازل ہوں گے تو بحیثیت نبی کے ہوں گے یا اُمتی کے؟

جناب والا! اس سوال کو مرزائی یوں رنگ دے کر بیان کرتے ہیں کہ اگر نبی ہو کر آئیں گے تو ختم نبوت باطل ہوتی ہے اور اگر معزول ہو کر آئیں گے تو ایک پیغمبر کا نبوت سے معزول ہونا لازم آتا ہے۔ یہ ایک غلطوہ اور دھوکہ ہے اس کو ہم اس مثال سے واضح کرتے ہیں کہ ایک صوبہ کا وزیر اعلیٰ دوسرے صوبہ سے ندر جاتا ہے جہاں دوسرے وزیر اعلیٰ کی حکومت ہے۔ کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ وزیر اعلیٰ جو دوسرے صوبہ میں گئے ہوئے ہیں اپنی وزارت سے معطل ہو کر اپنے عہدہ سے گر گئے ہیں۔ یا یہ کہنا درست ہے کہ یہ وزیر اعلیٰ اپنے علاقہ کے حاکم اور افسر اعلیٰ ہیں ایک مقتصد اور کام کے سلسلہ میں دوسرے صوبہ میں گئے ہیں۔ جتنے دن دوسرے صوبہ میں رہیں گے وہاں کی حکومت اور قوانین کا احترام ان پر لازم ہوگا۔ باوجود اس بات کے کہ وہ اپنے عہدہ اور احراز کو کبھی اپنے اندر باقی رکھے ہوئے ہیں اور اس سے کسی صورت میں معزول نہیں۔

محترم! اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں اپنے عہدہ اور احراز پر قائم ہیں۔ ان کے اپنے عہدہ سے معطل ہونا لازم نہیں آتا۔ اور نہ ان کے آنے سے ختم نبوت پر اثر پڑتا ہے کیونکہ وہ تو پہلے کے نبی ہیں۔ مکان نبوت میں ان کا پہلے سے مقرر شدہ درجہ و منصب ہے ان کا آنا اس امت میں ایک سبب اور مقصد کے لیے ہوگا اور وہ ہے قتل دہال۔ جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ تشریف لانے کے بعد نبی ہوتے ہوئے قانون محمدی ﷺ کا اتباع کریں گے اور آنحضرت ﷺ کی شریعت پر عمل کریں گے ان کا آنا "لانی بعدی" کے منافی نہیں کیونکہ "لانی بعدی" آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت ملنے کی نفی کرتا ہے۔ ان کو تو پہلے سے نبوت ملی ہوئی

ہے حضور ﷺ کے بعد تو نبوت نہیں دی جارہی۔ اور وہ جال قادیانی تو حضور ﷺ کے بعد اپنے اوپر نبوت کے نزول کا مدعی ہے جو تمام اساسی اجماعی عقیدہ کے منافی ہے اور آنحضرت ﷺ کے اس فرمان کے ماتحت کہ "لا تقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون كلهم يزعم انه نبي وانا حاتم النبيين لاني بعدى۔" (ابو داؤد ۱ ص ۱۲۷ مطبوعہ نوہ کراچی) کا استعمال ان لوگوں کے لیے حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بعد دعویٰ نبوت کرتے ہیں ان کو دجال بھی کہا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی سابقہ نبی کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں۔ یہ دوا بر اعلیٰ کی مثال وی ہے بطور توضیح مثال دی ہے۔ کہیں کوئی شخص اس تشبیہ کو حقیقت نہ سمجھ لے اور "اش شروع کروے۔" فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح ۶/۶ بندہ محمد مہدی اللہ غفرلہ

خیر محمد نہتم خیر المدارس ملتان ۱۳۷۱/۶ خادم دارالافتاء خیر الہ اس ملتان ۱۳۷۱/۶

(خیر التاویج ص ۱۵۰، ۱۵۱)

نزول مسیح اور مسلمانوں کے سخت فقر و فاقہ اور مال و زر کی کثرت پر تعارض کا ایشکال

سوال۔۔۔ "مال و زر لوگوں میں اتنا عام کر دیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔" (۲۲ علامت نمبر ۳۳)

"ہر قسم کی دینی و دنیاوی برکات نازل ہوگی۔" (ص ۲۲ علامت نمبر ۳۰)

"ساری زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔"

(ص علامت نمبر ۱۰۹)

"صدقات کا وصول کرنا چھوڑ دیا جائے گا۔" (ص ۲۴ علامت نمبر ۱۱۰)

"ہر شخص مال و زر اتنا عام کر دیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔" (ص ۲۴ علامت نمبر ۹۳)

"اس وقت مسلمان سخت فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں گے۔ یہاں تک کہ بعض اپنی زبان کا چلہ جلا کر کھا لیں گے۔" (ص ۲۶ علامت نمبر ۱۲۳)

ملاحظہ فرمایا کہ ابھی ابھی تو مسلمان صدقہ دینا چاہتے تھے اور لینے والا کوئی نہیں تھا، مال و زر اتنا عام تھا کہ کوئی قبول کرنے والا نہیں تھا اور ابھی مسلمانوں ہی کی یہ حالت بتائی جارہی ہے کہ وہ کمان کے چلے بھی جلا کر کھائیں گے تاکہ پیٹ کی آگ کسی طور ٹھنڈی ہو۔

کیا یہی وہ تحقیق ہے جس پر مولوی صاحب کو فخر ہے!

جواب۔۔۔ ان احادیث میں تعارض نہیں، سب ایمان کی وجہ سے سائل کو صحیح غور و فکر کی توفیق نہیں ہوئی مسلمانوں پر جنگی اور ان کے کمان کے چلے جلا کر کھانے کا واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے ذرا پہلے کا واقعہ ہے جب مسلمان دجال کی فتنہ کے محاصرے میں ہوں گے اور خوشحالی و فراخی کا زمانہ اس کے بعد کا ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۲۴۷-۲۴۸)

حیات مسیح اور توفی کے معنی

سوال۔۔۔ مراد ائی کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مہر کھتے ہیں۔

جواب۔۔۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر ہیں چنانچہ جہد چہارم میں مفصل بحث اس کی گزر چکی ہے اور

علامہ اس کے خود مرزا قادیانی اپنی کتاب (برہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۲-۱۲۱ تا ۲۶۱) میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناقص چھوڑ کر آسمانوں پر جائیے۔ فاطمہ قلا تھیل۔

سوال..... توفی کیا معنی ہیں کیونکہ مرزائی لوگ کہتے ہیں کہ اس نے نئی ہر جگہ موت کے آتے ہیں۔

جواب..... یہ کہا ان کا باطل غلط ہے متوفی کئی معنی پر آتا ہے چنانچہ

- ۱۔ توفی بمعنی نیند بتوفی الانفس حین موتھا والی لم تمت منامھا
- ۲۔ توفی بمعنی بدلہ تم توفی کل نفس ما کسبت وهم لا یظنون
- ۳۔ توفی بمعنی رفع توفیتی یعنی رفعتنی من بینہم
- ۴۔ توفی بمعنی موت المجاز ادر کتھ الوفاۃ امی الموت
- ۵۔ توفی بمعنی قبض قدیکون الوفاۃ قبضالیس بموت۔

(تفسیر عباس از ابن عباس)

(تاج العروس)

(از مجمع البحار)

۶۔ توفی بمعنی سوال اذا جاء تھم و سلنا یتوفونھم ای سالھم ملائکہ الموت۔

۷۔ توفی بمعنی نقتی توفیت عدد القوم مر از لسان العرب۔

۸۔ توفی بمعنی عذاب اذا جاء تھم ملائکہ العذاب یتوفونھم عذاباً۔

۹۔ توفی بمعنی ایک چیز کو تمام پکڑنا توفیت المال منہ و استوفیت اذا اخذت کلہ غرضیکہ توفی کئی معنوں پر آتا ہے اور اس کا ذکر مفصل کسی اور جگہ میں ہوگا۔ فقط

تقریباً عالم باعمل و فاضل بے بدل سید عبدالخالق بن غلام محمد قادری سجادہ نشین درگاہ پائے گا حضرت محمد و ائمر عرف حضرت شاہ حبیب صاحب قدس سرہ سکنہ موضع مدراس ضلع امرتسر۔ (فتاویٰ نظامیہ ج ۵ ص ۳۱۲-۳۱۵)

حیات و نزول عیسیٰ پر بارہ اشکالات و جوابات

(۱)..... امتی کی حج تعریف کیا ہے؟

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ یہ امتی ماننا جزو ایمان ہے یا نہ؟

(۳)..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول نبی رہیں گے یا نہ؟ اگر ان کو کوئی نبی نہ مانے تو کیا وہ اسلام سے خارج ہوگا؟

(۴)..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بعد نزول وحی آئے گی یا نہیں؟ اگر آئے گی تو وہ وحی نبوت ہوگی یا وحی الہام؟

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول مثل دیگر انبیاء کے معصوم تسلیم کیے جائیں گے یا نہیں؟

(۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حسب سابق نبی کی حیثیت سے ماننے میں اور ان پر وحی آنے کے قائل ہونے سے

ختم نبوت کے مسئلہ پر اثر پڑنے کا اشکال صحیح ہے یا غلط؟

(۷)..... جو یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ ہی کا اتباع کریں گے مگر امتی نہ ہوں گے تو وہ اسلام سے

خارج ہوگا یا نہیں؟

(۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما افضل الامۃ ہیں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنھوں نے دنیوی زندگی میں حضور ﷺ کو

بحالت ایمان مراجع فی رات و نیند تھا؟

(۹)..... حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں یا یہ دو علیحدہ علیحدہ اشخاص ہیں؟

(۱۰)..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قبلہ تو بیت المقدس تھا۔ آپ نازل ہونے کے بعد کس طرح حج کریں گے اور مکہ

آئیں گے؟

(۱۱)۔ کیا یہ حدیث صحیح ہے۔ لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اجماعی اگر یہ حدیث ہو تو کیا اس میں صاف مذکور نہیں کہ حضرت عیسیٰ اب زندہ نہیں ہیں؟

(۱۲)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے پر یہود و نصاریٰ ہر دو ملتیں ختم ہو جائیں گی تو کیا خنی، مالکی، شافعی، حنبلی کے فقہی امتیازات باقی رہیں گے یا نہیں یا سب کا مسلک فقہی بھی ایک ہو جائے گا؟

آپ کے سوالوں کے جوابات درج ذیل ہیں

حامداً و مصلیاً و جسماً اما بعد

(۱)۔ امت سے مراد مقتدی ہیں جو لوگ کسی مقتدا کی اقتداء پر جمع ہوں وہ اس نے امتی ہوں گے۔ جس طرح نخب کے معنی منتخب کے اور رطلے کے معنی مرحول الیہ کے ہیں۔ اسی طرح لفظ امت فعلیہ کے وزن پر مفعول کے معنی میں ہے۔ جس کی امامت کی گئی وہ امت ہے۔

اقتداء کرنے والے جب کسی مقتدا پر اتفاق کر لیں تو جماعت بنتی ہے۔ اس پہلو سے امت اور جماعت الجمل من الناس کو کہا جاتا ہے۔ حق پر جمع ہونے والے افراد بھی ایک امت شمار ہوتے ہیں نہ نص علیہ صاحب القاموس۔ لیکن یہ معنی مجازی ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مبعوث فرمایا تو جن لوگوں کے لیے آپ کی بعثت ہوئی وہ سب آپ کی امت ہیں۔ آپ جن لوگوں کے لیے پیشوا قرار پائے وہ سب آپ کی امت دعوت ہیں اور مکلف ہیں کہ آپ کی بات مانیں۔ جنھوں نے مان لیا وہ امت اجابت بن گئے۔ امت اجابت سے مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کی دعوت اور آپ کی تعلیمات پر جمع ہو گئے۔ امتی وہ ہے جس کو علم دین پیغمبر سے ملے اور پیغمبر وہ ہے جسے علم دین خدا سے ملے۔ اگر کوئی امتی دعویٰ کرے کہ مجھے علم خدا سے ملتا ہے اور علم دینی نوعیت کا ہے تو وہ امتی ہونے سے نکل جاتا ہے۔ اب اس کے لیے دو ہی صورتیں ہیں یا وہ پیغمبر ہو یا کذاب..... امتی وہ کسی صورت میں نہیں رہا۔

(۲)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مستقل صاحب شریعت اور صاحب امت نبی تھے۔ قیامت سے پہلے دنیا میں ایک دفعہ پھر تشریف لائیں گے۔ آپ کے بعد حضور خاتم النبیین ﷺ تشریف لائے تو آپ کی امت ختم ہو گئی نئے نبی پر نئی امت بنتی ہے۔ جب نیا نبی آئے تو ایک اور امت بن جاتی ہے۔ اب اس دور کے لیے صاحب امت نبی حضور خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ مگر چونکہ پہلے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ابھی وفات نہیں آئی اور قیامت سے پہلے آپ کی دوبارہ تشریف آوری بھی مقدر تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو ایک درجے میں باقی رکھا۔ وہ درجہ اہل کتاب کا ہے۔ آپ چونکہ شریعت تورات کے بھی کسی حد تک پیرو تھے اس لیے اہل تورات کو بھی اہل کتاب میں رکھا گیا۔ یہود و نصاریٰ نے دونوں امتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری پر آپ پر ایمان لے آئیں گی اور مسلمان ہو جائیں گی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کی امت کلمت ختم ہو جائے گی۔ اب اہل کتاب آپ پر صحیح تفصیل سے ایمان لا کر امت محمدی میں شامل ہو جائیں گے اور یہ دور دور محمدی ہوگا۔ قرآن کریم میں ہے۔ وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته و یوم النبیامۃ یکون علیہم شہیداً۔ (آل عمران، ۴۸) اور اہل کتاب سے کوئی باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ وہ حضرت عیسیٰ پر ان کی وفات سے پہلے وہ ضرور ایمان لے آئے گا اور آپ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک صاحب امت نبی جب صاحب امت نہ رہے اور زندہ بھی ہو تو وہ کس درجے میں شمار ہوگا۔ کیا وہ نبی ہوگا یا اپنے وقت کے نبی کا تابع ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ وہ اپنی پوری امت کے ساتھ امت محمدی میں شامل ہو جائے گا اور اپنے اسی نئے دور زندگی میں حضور ﷺ کی اقتداء کرے گا اور آپ کی امت ہو کر رہے گا۔ نبی ہونے کے باوجود اس کی نبوت نافذ نہ ہوگی۔ یہ نہیں کہ ان حالات میں ان سے نبوت واپس لے لی جائے۔ شرح مواقف میں ہے۔

لا بتصور عزلہ عن کوئہ رسولاً (شرح مواقف ص ۷۶۲)

”آپ کے رسالت سے معزول کیے جانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی تشریف آوری کے فوراً ساتھ مسلمانوں کی امامت فرماتے تو اس میں دور محمدی کے ختم ہونے کا ایہام تھا۔ آپ دوسری تشریف آوری پر پہلی نماز حضور ﷺ کے امتی کی اقتداء میں پڑھیں گے اور اس سے آپ خود بھی امتی ہو جائیں گے۔ آپ کا حضور ﷺ کے امتی کی اقتداء کرنا گویا اعلان ہوگا کہ یہ دور دور محمدی ﷺ ہے اور پچھلے ایک نبی کے آنے پر بھی وہ دور محمدی ﷺ ہی رہے گا۔ تاہم آپ رسالت سے معزول نہ ہوں گے جب موت پر بھی رسالت مستطیع نہیں ہوتی، تو اگر موت بھی نہ آئی ہو تو رسالت کے ختم ہونے کا سوال بالکل بے موقع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ کوئی مرتبہ عطا کر کے جھین لینا اس کی شان کریمی کے خلاف ہے۔ سو حق یہ ہے کہ ان کی آمد ثانی پر نبوت آپ سے منسوب نہ ہوگی، صرف اس کا حکم نافذ نہ ہوگا کیونکہ یہ دور دور محمدی ﷺ ہے اور اس میں حضور ﷺ کی ہی روحانی بادشاہی ہے۔ ایک بادشاہ کسی دوسرے ملک میں جائے تو وہ بادشاہ تو رہتا ہے لیکن اس کی بادشاہی وہاں نافذ نہیں ہوتی۔ اس کا حکم نہیں چلتا۔ وہاں اسی کی بادشاہی ہی چلے گی۔ جس کا وہ ملک ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے نبی کے الفاظ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اس دور ثانی میں نبی اور وحی کے الفاظ حدیث شریف میں ملتے ہیں۔ حضرت نواس بن سمعان کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

ثم ياتي عيسى قوم قد عصمهم الله منه فيمسخ عن وجوههم ويحدثهم بدرجاتهم في الجنة فينما هو كذلك اذا وحى الله الي عيسى عليه السلام..... ثم يهبط نبي الله عيسى عليه السلام واصحابه الى الارض فلا يجدون في الارض.

اس حدیث میں صریح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے وحی خداوندی آنے اور آپ کے لیے نبی اللہ کے الفاظ ملتے ہیں۔

(۳)..... معلوم رہے کہ یہ قانونی وحی نہیں کہ آپ اس کی تصدیق کی کسی کو دعوت دیں اور اس پر ایمان لانا ضروری قرار پائے۔ بلکہ یہ وحی عملی ہے، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حجت ہوگی اور آپ اس کے مطابق عمل کریں گے۔ اس قسم کی وحی کے لیے جبریل کی آمد کا سبب حدیث میں کہیں ذکر نہیں ملتا۔ سو یہ وحی الہامی ہے وحی رسالت نہیں۔ آپ شریعت کے طور پر حضور ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تورات و انجیل کے ساتھ قرآن و حدیث کی تعلیم بھی دے دی تھی۔ قرآن کریم میں ہے۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم کو سکھائے گا قرآن و حدیث اور تورات و انجیل۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دور محمدی پانا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ آپ کو قرآن و حدیث کی تعلیم نہ دیتے۔ کتاب و حکمت قرآن کے محاورے میں کتاب و سنت کا نام ہے۔
تذوۃ المتکلمین الشیخ ابو منصور بغدادی (۳۶۹ھ) لکھتے ہیں۔

کل من اقر بنبوة نبينا محمد اقر بانه خاتم الانبياء والرسل و اقر بتاييد شريعته ومنع من نسخها وقال ان عيسى عليه السلام اذا نزل من السماء يزل بنصرة شريعة الاسلام.
(امول الدين ص ۱۶۲)

”ہر وہ شخص جس نے حضور ﷺ کی نبوت کا اقرار کر لیا۔ اس نے مان لیا کہ حضور خاتم الانبياء والرسل ہیں۔ اس نے مان لیا کہ آپ کی شریعت ہمیشہ تک رہے گی کبھی منسوخ نہ ہوگی سو اس نے یہ بھی مان لیا کہ حضرت عیسیٰ جب آسمان سے نازل ہوں گے تو حضور ﷺ کی شریعت کی نصرت کے لیے آئیں گے اپنی نبوت کی دعوت نہ دیں گے۔“

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں۔
اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود نہ آنکہ تقلید این مذہب خواہد کرد کہ شان او ازاں بلند تر است کہ تقلید علمائے امت فرماید۔
(مکتوبات دفتر دوم مکتوب ص ۱۵۵-۱۵۳ ایچ ایم سعید کمپنی)

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اجتہاد امام ابوحنیفہؒ کے اجتہاد کے موافق ہوگا نہ یہ کہ وہ حنفی مذہب کے مقلد ہوں گے آپ کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ آپ اس امت کے علماء کی تقلید کریں۔“

اس عبارت سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ آپ عام علماء امت کی طرح اس امت میں شامل نہیں ہیں۔ لیکن یہ بات اپنی جگہ طے شدہ ہے کہ آپ روایت اور اجتہاد شریعت محمدی کے تابع ہی ہوں گے۔ ایک دوسرے مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں۔

عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نزول خواہد نمود عمل بشریات او خواہد کرد و بعنوان امت او خواہد بود۔
(مکتوب دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۷ ص ۱۸۳ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی)

اس میں تصریح ہے کہ آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) حضور ﷺ کے امتی ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آمد ثانی پر ایک جلالی شان سے تشریف لائیں گے۔ سب یہود و نصاریٰ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ کی تشریف آوری علامات قیامت میں سے ہوگی۔ سو یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی شخص اس آمد ثانی پر آپ پر ایمان نہ لائے۔ قرآنی آیت لیومنن بہ قبل موته میں آپ پر صحیح ایمان لے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ اس وقت کوئی کافر نہ رہے گا۔ ہر کچے کچے مکان میں کلمہ اسلام داخل ہو جائے گا۔

(۵)۔ ”صومیت لوازم رسالت میں سے ہے اور یہ لوازم ذات میں سے ہے۔ جب نبوت آپ سے مطلوب نہیں تو ظاہر ہے کہ عصمت بھی آپ سے منتفی نہ ہوگی۔ آپ کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہوگا جو نبی کی شان عصمت کے خلاف ہو۔“

(۶) آپ کی دوبارہ تشریف آوری عتیقہ ختم نبوت کے ہرگز خلاف نہیں۔ یہ تامل علی تاریخی (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں۔

افول لا منافاة بین ان یکون نبیا ویکون متابعا لنبینا ﷺ فی بیان احکام شریعتہ و اتفقان طریقہ ولو بالوحی الیہ کما یشیر الیہ قوله ﷺ لو کان موسیٰ حیالما وسعه الاتباعی انی مع

وصف النبوة والرسالة والامع سلبها لايفيد زيادة المزية فالمعنى انه لا يحدث بعده نبي لانه خاتم الانبيين السابقين.

(مرقات ج ۵ ص ۵۶۳)

”حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زمین پر زندہ ہوتے تو انھیں بھی میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا یعنی وہ نبوت اور رسالت سے موصوف ہونے کے باوجود میری اطاعت کرتے کیونکہ نبوت اور رسالت کے بغیر حضرت موسیٰ کے آپ ﷺ کا مطیع ہونے سے حضور تاجدار ختم نبوت کے مطاع ہونے میں کسی فضیلت کا اظہار نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ مقام مدح ہے۔ پس واضح ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی پر ان کا نبی ہونا آیت ”خاتم النبیین“ اور حدیث ”لا نبی بعدی“ کے خلاف نہیں۔ ان دونوں کا صحیح مطلب جو امت نے سمجھا ہے یہی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔“

(۷)۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی اس آمد ثانی پر نبی بھی ہوں گے اور حضور ﷺ کے امتی بھی۔ امتی نہ بھی کہیں تو حرج نہیں۔ معین تسلیم کرنا اور آپ کو تابع شریعت محمدی ماننا ضروری ہوگا۔ جو یہ کہے کہ آپ شریعت محمدی کا اتباع تو کریں گے لیکن امتی نہ ہوں گے وہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ آپ کی ذات گرامی میں چونکہ یہ دونوں وصف شامل ہوں گے۔ یعنی نبی بھی اور امتی بھی۔ تو مناسب تھا کہ اس امت میں افضل الامت علی الاطلاق حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی سمجھے جائیں۔ اس واسطے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف امتی نہیں۔ ساتھ نبی بھی ہوں گے، گو ان کی نبوت نافذ نہ ہو اور جو افراد صرف امت ہیں ان سب کے سردار حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی ہیں۔

(۸)۔۔۔۔۔ آپ کے لیے امتی ہونا یا معین الامت ہونا علماء اسلام کے ہاں مختلف فیہ تعبیریں ہیں۔ کسی نے آپ کے امت ہونے کا انکار کیا اور معین الامت وغیرہ کی تعبیر اختیار فرمائی۔ سو اس اختلاف کے پیش نظر مناسب تھا کہ آپ کو علی الاطلاق افضل الامت کہا جائے۔ سو اس خطاب کے لائق حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی رہے۔

حضور ﷺ کی ساری امت کا حشر آپ کے ساتھ ہوگا۔ دیگر سب امتیں اپنے اپنے نبی کے ساتھ ہوں گی۔ قرآن کریم میں ہے۔

فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد و جئنا بك على هؤلاء شهيدا. (پ ۵ النساء ع ۶)

”پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہی دینے والا لائیں گے اور آپ کو ان لوگوں پر احوال بتانے والا کر کے لائیں گے۔“

اس آیت کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حشر اپنی امت سابقہ کے ساتھ ہی ہوگا۔ حضور ﷺ کی امت میں نہ ہوگا۔ لہٰذا یہ کہ بعض علماء کی بات مان لی جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے دو حشر ہوں گے۔ یہ قول بے شک موجود ہے جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی آمد ثانی پر ایمان لائیں گے گو اس کے معابعد وہ لوگ امت محمدی ﷺ میں داخل ہو جائیں گے اور آپ کی امت ختم ہوگی۔ لیکن ان کے ایمان لانے کی گواہی قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی دیں گے۔

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته. و يوم القيامة يكون عليهم شهيدا. (النساء ۴۴)

”اور کوئی نہ رہے گا اہل کتاب سے مگر یہ کہ ضرور ایمان لائے گا عیسیٰ پر اس کی موت سے پہلے اور وہ

قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علیحدہ حشر پر جو آپ کا اپنی امت کے ساتھ ہوگا ایک اور شہادت ملتی ہے۔
آنحضرت ﷺ ایک اور حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔

فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا مادامت فیہم۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۶۵)
”سو میں کہوں گا وہی بات جو عبد صالح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) پہلے کہہ چکے ہوں گے کہ میں ان پر
(عیسائیوں پر) اسی مدت تک گواہ تھا جب تک میں ان میں رہا۔“

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنی امت پر گواہی دیں گے گو وہ اس دور تک کی ہی ہو جب تک
وہ ان میں رہے تھے اور حضور ﷺ اپنی امت پر گواہی دیں گے۔ حضرت عیسیٰ کے لیے قال کا صیغہ ماضی اقول کی
نسبت سے ہے کہ حضور جب یہ کہیں گے اس وقت حضرت عیسیٰ اپنی بات کہہ چکے ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ اپنی آمد
ثانی کے بعد کے کسی حال پر اس لیے گواہی نہ دیں گے کہ یہ دور محمدی ﷺ ہے۔ اس پر کوئی اور نئی گواہی کیسے دے
سکتا ہے۔ حضرت عیسیٰ خود حضور ﷺ کی امت میں شامل ہوں گے۔

ملاحظہ رہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں تشبیہ صرف اس میں ہے کہ حضرت عیسیٰ بھی اس
وقت تک کے گواہ ہوں گے جب تک وہ ان میں رہے اور حضور ﷺ نے بھی اسی وقت تک کے حالات براہ
راست دیکھے ہوں گے۔ جب تک آپ ان میں رہے۔ باقی رہی اگلی بات کہ بعد کے حالات دونوں پیغمبروں کے
اپنے اپنے تھے اور دونوں کی توفی اپنے طور پر ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی پہلے زندہ اٹھا کر ہوئی اور
حضور ﷺ کی اس کے بغیر۔ سو اس میں یہاں تشبیہ نہیں ہے مشبہ اور مشبہ بہ میں کسی پہلو سے تشبیہ ہو جائے تو ارادہ
تشبیہ پورا ہو جاتا ہے۔ ہر پہلو سے مشابہت ضروری نہیں۔ کما لا یخفی علی من لہ ادنی معرفۃ فی العلم۔

(۹)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں
گے اور حضرت مہدی اس امت میں پیدا ہوں گے۔ مگر شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی کی ولادت نہیں
ہوگی۔ ظہور ہوگا۔ ولادت ان کی ہزار سال پہلے سے ہو چکی ہوئی ہے اور اس وقت وہ کہیں چھپے ہوئے ہیں۔ آپ
قیامت سے پہلے ظہور کریں گے۔ اہلسنت والجماعت کے عقیدہ میں امام مہدی عام انسانوں کی طرح پیدا ہوں
گے۔ کسی غار سے نہ نکلیں گے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:-

کیف انتم اذا انزل فیکم ابن مریم فامکم منکم۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۷)

ترجمہ: تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہاری امامت وہ کرائے گا جو تم
میں سے ہوگا۔

پھر دونوں کا امامت کے لیے ہم کلام ہونا بھی حدیث میں مذکور ہے۔ جب حضرت عیسیٰ کہیں گے کہ یہ
اس امت کا اعزاز و اکرام ہے کہ امامت اسی کی رہے تو اس سے صریح طور پر دونوں کا علیحدہ علیحدہ شخصیت ہونا
مفہوم ہوتا ہے۔

(۱۰)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے اسرائیلی بنی تھے۔ اسرائیلی شریعت میں بیت اللہ شریف کا حج نہیں۔ کعبہ مشرفہ
اسماعیلی تعمیر ہے اور اسی کی تولیت اور تعمیر اس سلسلہ میں رہی ہے۔ حضور ﷺ اسماعیلی ہیں اور آپ کی شریعت میں
حج اسی گھر کا قصد کرنا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی اس آمد ثانی پر اس گھر کا حج اور عمرہ کریں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ ﷺ روعاء کے مقام سے احرام باندھیں گے اور تکبیر پکاریں گے۔ آپ نے فرمایا:-

والذی نفسی بیدہ لیلان ابن مریم بفتح الوحاء حاجا او معتمرا او لیشیہما۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۰۹)

”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ابن مریم ضرور لیبیک پکاریں گے ﷺ روعاء کے مقام سے حج کا تکبیر یا عمرے کا یا وہ دونوں کو جمع کریں گے۔“

اس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد شریعت محمدی ﷺ کی اتباع کریں گے۔ نماز میں بیت اللہ شریف کا رخ کریں گے اور اسی کے گرد طواف فرمائیں گے اور آپ حضور ﷺ کی تابعداری کرنے والے ایک فرد ہوں گے۔ اس حیثیت میں آپ انھیں حضور ﷺ کا امتی بھی کہہ سکتے ہیں اور آپ کی شریعت کا متبع اور معین بھی..... یہ مختلف تعبیرات ہیں۔ حقیقت اپنی جگہ ایک ہے کہ یہ دور دور محمدی ﷺ ہے اور آپ کے دور میں اس زمین پر حضرت موسیٰ بھی زندہ ہوئے تو آپ کو ان کی اتباع سے چارہ نہ تھا حضور اکرم ﷺ بھی فرماتے ہیں۔

والذی نفس محمد بیدہ لو اصبح فیکم موسیٰ ثم اتبعتموه، وترکتمونی لضللتکم انتم حظی

من الامم وانا حظکم من النیین۔ (امام عبد الرزاق ج ۶ ص ۱۱۳)

”قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں موسیٰ آجائیں اور تم ان کی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ دو تم گمراہ ہو گے۔ امتوں میں تم میرا حصہ ہو اور نبیوں میں میں تمہارا حصہ ہوں۔“
آنحضرت ﷺ یہ بھی فرماتے ہیں۔

والذی نفسی بیدہ لو اتاکم یوسف وانا فیکم فاتبعتموه و ترکتمونی لضللتکم۔ (ایضاً ص ۱۱۳)

”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تمہارے پاس حضرت یوسف علیہ السلام بھی آجائیں اور تم میں موجود ہوں اور تم اس کی اتباع کرنے لگو اور مجھے چھوڑ دو۔ پھر بھی تم گمراہ بناؤ ہو گے۔ (گو ایک تعبیر کی اتباع کر رہے ہو گے)“

(۱۱)۔ یہ روایت کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام زندہ ہوتے تو انھیں میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا۔ حدیث کی کسی کتاب میں موجود نہیں اور نہ اس کی کوئی سند صحیح یا ضعیف کہیں ملتی ہے۔ اگر یہ روایت ثابت بھی ہوتی تو معنی یہی تھا کہ یہ دونوں تغیر اگر اس زمین پر زندہ ہوتے تو انھیں میری شریعت کی اتباع ہی کرنی پڑتی۔ ظاہر ہے کہ زمین پر دونوں حضرات میں سے کوئی زندہ نہیں۔ حضرت موسیٰ تو ویسے ہی وفات پا چکے ہیں۔ رہے حضرت عیسیٰ تو وہ آسمان پر زندہ ہیں نہ کہ زمین پر۔ اور جب زمین پر اتریں گے تو وہ حضور ﷺ کی اتباع ہی کریں گے اور واقعی انھیں حضور ﷺ کی پیروی سے چارہ نہ ہوگا۔ حدیث کے جو اہل الفاظ ملتے ہیں صرف اتنے ہیں۔

(مشکوٰۃ ص ۳۰)

لو کان موسیٰ حیاً ما وسعه الا اتباعی رواہ احمد والبیہقی۔

اور حضرت ملا علی قاریؒ نے شرح شفا میں بھی اس پر بحث کی ہے، اور پھر شرح فقہ اکبر میں بھی اس کا

ذکر کیا ہے۔ شرح فقہ اکبر کے مصری نسخے اور ہندی نسخے میں اختلاف ہے۔ ایک نسخے میں لو کان موسیٰ و عیسیٰ کے الفاظ ہیں۔ اور ایک نسخہ میں صرف لو کان موسیٰ حیا کے الفاظ ہیں۔ ایسے موقع پر حدیث کی اصل کتابوں کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ محدث عبد الرزاق (۲۱۱ھ) امام احمد (۲۴۱ھ) امام بیہقی (۳۵۸ھ) صرف

موسیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں بھی یہی ہے۔ اب ملا علی قاری (۱۰۱۳ھ) کی نقل میں اگر کہیں موسیٰ اور عیسیٰ کے الفاظ ملیں تو ظاہر ہے کہ اصل کتابوں کی روشنی میں اس کی اصلاح کی جائے گی۔ پھر جب شرح فقہ اکبر کا دوسرا نسخہ بھی اس سے اختلاف کرے تو وہی نسخہ صحیح سمجھا جائے گا جو پہلوں کے مطابق ہو۔ پھر ملا علی قاری خود اس میں اپنی کتاب شرح شفاء کا بھی حوالہ دیتے ہیں۔ اس کی طرف مراجعت کریں تو اس میں بھی صرف لویکان موسیٰ کے الفاظ ملتے ہیں۔ موسیٰ و عیسیٰ کے الفاظ نہیں۔

موضح شفا کی طرف مراجعت کرنے سے شرح فقہ اکبر طبع ہند کا نسخہ صحیح قرار پاتا ہے۔ پس حدیث میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے حضرت عیسیٰ کا نہیں اور اگر ہو بھی تو ہم اس کی مراد پہلے واضح کر آئے ہیں۔ (۱۲)۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری پر مسلمانوں کا فقہی مسلک ایک ہوگا یا وہ اسی طرح مختلف مسالک پر عمل کرتے رہیں گے۔ جس طرح کہ آج مختلف چار طریق عمل رائج ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی اتباع کا کامل نمونہ صحابہ کرامؓ ہیں۔ جب صحابہؓ کے دور میں بھی جو اس امت کے بہترین افراد تھے۔ مختلف فقہی مسلک قائم رہے تو ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی پر بھی یہ مختلف جہزہ عمل قائم رہیں گے۔ اس لیے کہ ان میں صرف افضل و مفضل کا فرق ہے۔ حق و باطل کا فاصلہ نہیں۔۔۔ حضور ﷺ کی اپنی سنن میں بہت وسعت تھی اگر آپ ﷺ کی ہر ادا امت کے مختلف طبقوں میں معمول رہے اور آپ ﷺ کی ہر سنت زندہ و قائم ہو تو اس سے آپ ﷺ کی شریعت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ صحابہ کرامؓ بے شک معیار حق ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی پر اگر مختلف فقہی مسلک ایک ہو جائیں تو امت کا یہ نقشہ عمل پھر صحابہؓ کی ترتیب پر نہ ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طریق پر معمول پہنچے گا اور یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ تابع شریعت محمدی ﷺ ہوں گے اور ظاہر ہے کہ شریعت محمدی ﷺ کے اصل علمبردار صحابہ کرامؓ ہیں۔ اس لیے انہی کا نقشہ عمل باقیام عالم باقی رہے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہلی نماز میں حضرت مہدی کی اقتداء کرنا اس طرف مشیر ہے کہ شریعت محمدی ﷺ کی تفصیلات میں آپ صحابہ کرامؓ کے نقشہ عمل کی ہی تائید کریں گے اور فقہی مسالک میں وہی انداز عمل قائم رہے گا جو صحابہ کرامؓ کے دور میں تھا۔ یہ اور بات ہے کہ حضرت مسیح کا اپنا فقہی مسلک کسی امام کے اجتہاد سے تو وارد رکھتا ہو اور اس کے مطابق ہو۔ اور یہ صحیح ہے کہ وہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے موافق ہوگا۔ واللہ اعلم وعلہ اتم وادھم۔

(مبعثات ص ۶۲ تا ۶۷)

خالد محمود عفا اللہ عنہ

بحث توفی عیسیٰ علیہ السلام

سوال..... (۱)۔۔۔ کیا قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چوتھے آسمان پر مجسم اٹھایا جانا ثابت ہے اور پھر زمین پر اترنا، اگر یہ صحیح ہے تو پھر وہ آیت نقل فرمادیں۔

(۲)۔۔۔ ہمارے یہاں مسلمانوں میں یہ جھگڑا چل رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات شدہ ہیں یا حیات از روئے قرآن درست کیا ہے۔

(۳)۔۔۔ زید کہتا ہے کہ توفی باب تفعیل سے ہے اور اللہ تعالیٰ فاعل ہے اور حضرت عیسیٰ ذی روح ہیں اور مفعول ہیں ایسی صورت میں توفی کے معنی سوائے فیض روح کے اور کچھ نہیں ہوتے اس کے خلاف قرآن سے کوئی مثال دیجئے۔

(۴)۔۔۔ زید کہتا ہے کہ قرآن مجید، احادیث، تفاسیر اور محاورہ عرب کی رو سے لفظ رفع جب بھی اللہ تعالیٰ کی

طرف یا کسی انسان کی نسبت ہوا ہائے گا، تو اس کے معنی ہمیشہ بلندی درجات اور قرب روحانی کے ہوتے ہیں۔
گزارش یہ ہے کہ کام عرب سے کوئی ایسی مثال دیں کہ لفظ رفع کا فاعل اللہ تعالیٰ مذکور ہو اور کوئی ذی روح اس کا مفعول ہو اور رفع کے معنی جسم سمیت آسمان پر اٹھانے کے ہیں۔
المستقی ضلع سٹکھ محلہ برائنواں قصبہ بکھیر، ضلع مظفرنگر

الجواب حامداً و مصلیاً

جواب سے پہلے اولاً بطور تمہید ایک بات ذہن نشین کر لیں، اس کے بعد جواب سمجھنے میں سہولت ہوگی۔
اصلاً ہدایت کا سرچشمہ قرآن پاک ہے۔ خدیٰ لناس (بقرہ ۱۸۵) لیکن اس میں عموماً بنیادی اصول یعنی امور کو بطور ضابطہ کلیہ مختصراً بیان کیا گیا ہے، تفصیلات و تشریحات کا بیان کرنا حضرت نبی اکرم ﷺ کے سپرد ہے۔
لنبین للناس ما نزل الیہم مثال قرآن پاک میں ہے۔ (۱) "اقیموا الصلوۃ" (نماز قائم کرو) اس کی پوری تفصیل کہ کس نماز میں کتنی رکعات ہیں یا کس رکعت کے بعد قعدہ ہے یا کس رکعت میں صرف الحمد پڑھی جاتی ہے کس میں آہستہ سے قرأت کی جاتی ہے اور کس میں آواز سے اور کس میں سورۃ ملائی جاتی ہے وغیرہ وغیرہ حتیٰ کہ کس نماز کے وقت کی ابتدا کب سے ہے انتہا کہاں پر ہے اس سب کا براہ راست قرآن کریم سے بغیر حدیث کی مدد کے سمجھنا دشوار ہے، اس کو حضور اکرم ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔

مثال (۲) ... "واتوا الزکوۃ" (اور زکوٰۃ ادا کرو) اس کی تفصیل کہ چاندی کی کتنی مقدار میں زکوٰۃ لازم ہے، سونے کی کتنی مقدار میں، بکری، گائے، اونٹ وغیرہ کی کس حساب سے زمین کی پیداوار میں کس حساب سے، یہ سب احادیث سے معلوم ہوئی۔ قرآن کریم میں اسکا ذکر نہیں۔

مثال (۳) ... "وللہ علی الناس حج البیت" (آل عمران ۹۷) (اور لوگوں کے ذمہ اللہ کے گھر کا حج کرنا لازم ہے) اس کی تفصیل کہ طواف کا کیا طریقہ ہے، کتنے چکر ہیں، عرفات، مزدلفہ، منی، رمی جمار وغیرہ کے مسائل کو حضور اکرم ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔

قرآن پاک کو سمجھنے کے لیے حدیث شریف کی روشنی حاصل کرنا ضروری ہے، حدیث سے بے نیاز ہو کر قرآن شریف کو صحیح طور پر سمجھنا ناممکن ہے۔ امت کو حکم ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بیان فرمودہ تفصیلات کے تحت قرآن شریف سے ہدایت حاصل کریں۔ اسی سلسلہ میں حضور اکرم ﷺ کی اطاعت اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہی اطاعت ہے۔ "ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ" (النساء، ۸۰) (جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی) اس لیے کہ یہ تفصیل و تشریح بھی وحی ہی کے ذریعے ہے۔

"وما یطق عن الیدی ان ھو الا وحی یوحی" (انجم ۴) قرآن پاک عربی میں نازل ہوا، صحابہ کرام عربی زبان اور محاورات کو خوب سمجھتے تھے، ان کی مادری زبان تھی مگر یہ نہیں فرمایا گیا کہ جس طرح تمہاری سمجھ میں قرآن سے آئے اس طرح نماز پڑھا کرو بلکہ ارشاد ہے۔ "صلوا کما رانیتمونی اصلی" (بخاری شریف ص ۱۰۷۲) یعنی جس طرح تم مجھ کو (حضور اکرم ﷺ کو) نماز پڑھتا دیکھو اسی طرح نماز پڑھو۔

الحاصل یہ سمجھنا ناظر ہے کہ ہر چیز کی پوری تفصیل و تشریح قرآن پاک میں ہے۔ حدیث کی ضرورت نہیں اور یہ مطالبہ قابل تسلیم نہیں کہ ہر چیز کو صرف قرآن سے ثابت کیا جائے اور حدیث کی طرف التفات نہ کیا جائے اور یہ بات کہ جو چیز پوری تفصیل کے ساتھ قرآن پاک میں مذکور نہ ہو اور احادیث سے ثابت ہو، وہ قابل تسلیم نہیں،

صحیح نہیں بالکل غلط ہے، ورنہ صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج اور اس طرح بے شمار دینی امور کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ اس بنیادی تمہید کے بعد آپ کے سوالات کا جواب عرض ہے۔

(۱)..... قرآن کریم میں رفع صحیح الرفع کا مختصراً تذکرہ ہے۔ جیسے کہ اتوا الزکوٰۃ میں زکوٰۃ کا تذکرہ ہے۔ باقی تفصیلات احادیث کے سپرد ہیں اسی طرح پر زمین پر اترنا بڑی تفصیل کے ساتھ احادیث میں مذکور ہے اور یہ احادیث درجہ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ نیز حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں تصریح کی ہے۔ نیز حافظ ابن حجر نے (مختص الجرح ۳ ص ۴۶۲) میں لکھا ہے۔ ”اما رفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انه رفع ببدنہ۔“ حافظ ابن کثیر نے دس صفحات میں وہ احادیث جمع کی ہیں جس میں حضرت عیسیٰ کا زندہ مع جسم عنصری کے آسمان پر موجود ہونا قرب قیامت میں ان کا اترنا مذکور ہے دونوں چیزیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مع جسم عنصری کے زندہ اٹھایا جانا اور قرب قیامت کے زمین پر اترنا، اجماعی، اتفاقی، قطعی ہیں ان میں اختلاف نہیں، گذشتہ صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اس اجماعی عقیدہ کی مخالفت کی ہے اور تیرہ سو سال کے اجماعی عقیدہ کو غلط کہا ہے جس کی تردید میں مستقل کتابیں تصنیف کر کے دلائل جمع کر دیے گئے۔

(۲)..... ان کا اٹھایا جانا قرآن پاک میں ہے تشریح احادیث میں ہے جیسا کہ جواب نمبر ۱ میں گزرا، اس کے خلاف کا عقیدہ رکھنا غلط ہے۔

(۳)۔ زید کا لفظ توفی کے متعلق یہ دعویٰ کہاں سے ماخوذ ہے اس کے بالقابل یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ قرآن پاک میں جہاں لفظ توفی باب تفضل سے آئے اور اللہ تعالیٰ فاعل ہے اور معین شخص (عیسیٰ) مفعول ہیں تو اس کے معنی جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھا لینے کے ہوں گے، اس کے خلاف کوئی ثابت ہی نہیں کر سکتا تو کیا زید کے پاس اس کے خلاف کا ثبوت ہے۔

علاوہ ازیں جب کہ زندہ جسم عنصری کے ساتھ خاص طریقہ سے آسمان پر اٹھا لینے کا واقعہ بطور معجزہ و خرق عادت صرف ایک دفعہ ایک شخص کے ساتھ پیش آیا ہے تو پھر اس کی نظائریں تلاش کرنا یا نظیروں کا مطالبہ کرنا بے محل ہے۔

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو معراج جسمانی ہوئی ہے اس کی شان جدا گانہ ہے)

قرآن پاک میں ہے۔ ”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والنہی لم تمت فی منامھا۔“ (النمر ۴۲) آیت پاک میں اللہ تعالیٰ فاعل ہے اور ذی روح مفعول ہے۔

کیا یہاں بھی یتوفی موت کے معنی میں ہے اور نوم کی حالت میں روح قبض ہو جاتی ہے اور کیا سونے والے پر میت کے احکام، نماز جنازہ، تدفین، عدت زوجہ، تقسیم میراث وغیرہ سب جاری ہوں گے۔ یہاں تک لفظ توفی کے متعلق زید کے مخصوص نظریہ کا جواب تھا اب اصل وضع محاورات عرب استعمال کی روشنی میں اس کی حقیقت عرض ہے، (و، ف، ی) توفی، وفاء، خلائی مجرد، ادنیٰ، یونی، ایفاء، باب افعال سے، توفی، یتوفی، توفیاً تفضل سے استونی، یتونی، استیفاء، استعمال سے دنی یونی توفیۃ تفعیل سے، سب طرح یہ لفظ مستعمل ہے، اس کے معنی ہیں پورا کرنا، پورا لینا، پورا وصول کرنا، پورا دینا اسی سے ہے فاء وفاء (عہد) وفاء وعدہ عرب بولتے ہیں۔ جیسے ”کیبل واپ“ (پورا پیمانہ) اوفیت کیبل والوزن۔ میں نے ناپ تول پورا کر دیا۔ یعنی کچھ کی نہیں کی، قرآن پاک میں

ہے۔ ”واوفوا الکیل اذا کلتم“ (۱۱/۳۵) یعنی جب تم کسی کے لیے تول کر دو تو پورا پورا کیل کر کے دو، ”اوفو بعہدی“ و اوف بعہدکم (البقرہ ۲۰) تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا، یوفون بالنذر (الاحزاب) نذر پوری کرتے ہیں۔ وفیت کل نفس ما کسبت (آل عمران ۲۵) ہر ایک نے جو کچھ (دنیا میں) کیا یا عمل کیا اس کو پورا دے دیا جائے گا۔ ”انما یوفون اجورکم“ (آل عمران ۱۸۵) تم کو بلاشبہ تمہارا اجر پورا کر دیا جائے گا۔ وما تنفقوا من شئی فی سبیل اللہ یوف الیکم۔ (الانزال ۶۰) جو کچھ تم خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو تم کو (اس کا پورا جر دے دیا جائے گا) فوفاه حسابہ (النور ۳۹) اس کا حساب پورا پورا کیا۔ ”انی متوفیک“ (آل عمران ۵۵) میں تجھ کو پورا پورا لے لوں گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن قتل کے درپے تھے اور منصوبہ بنا رہے تھے تو اللہ پاک نے فرمایا کہ میں تجھ کو پورا پورا لے لوں گا، ان دشمنوں کو تجھ پر قتل کے لیے تجھ پر قابو نہیں دوں گا۔ یہ چیز بطور تسلی کے فرمائی گئی ہے اور تسلی کی صورت یہی ہے کہ دشمن قتل کرنے یا سولی دینے میں ناکام رہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھالیا اور دشمن اشتباہ میں رہے اس کو فرمایا ہے۔ ”وما قتلوه یقینا بل رفعہ اللہ“ (اتساء ۱۵۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنوں نے یاقین قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اگر توفی سے مراد یہاں موت لی جائے تو اس میں تسلی کی کوئی بات ہے اس وقت تو مطلب یہ ہو جائے گا۔ کہ یہ لوگ آپ کو قتل نہیں کریں گے بلکہ میں آپ کو موت دوں گا۔ موت سے تسلی کیا ہو سکتی ہے، علاوہ ازیں اگر وہ دشمنی میں قتل کر دیتے تو یہ چیز باعث ترقی درجات ہوتی۔ شہید کا درجہ بہت بلند ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے شہادت کی تمنا کا ذکر خاص انداز میں فرمایا ہے۔ درجہ بلند سے بچا کر عام موت کا وعدہ خاص اہمیت نہیں رکھتا پھر یہ کہ لفظ موت یا امات سے کیوں تعبیر نہیں کیا، توفی میں کیا کتبہ ہے۔ توفی کے اصل معنی موت کے نہیں۔ ہاں کبھی موت کا مفہوم اس میں پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ اس طرح بولتے ہیں (فان توفی عمرہ) فلاں شخص نے اپنی عمر پوری کر لی۔ جب عمر پوری کر لی تو موت آ ہی جائے گی آیت ”انی متوفیک“ کا مفہوم یہ بھی ہے کہ تیری عمر پوری کروں گا اور ان کی اسکیم قتل ہو جائے گی۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جتنی عمر یہاں ہوتی اس کے بعد اٹھالیا گیا پھر زمین پر نزول ہوگا اس وقت بقیہ عمر پوری ہوگی جیسا کہ احادیث میں تفصیل مذکور ہے۔ یہاں تک کہ جب اس وقت انتقال ہوگا۔ تو قبر کی جگہ بھی بتا دی گئی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک کے قریب ایک قبر کی جگہ باقی ہے وہاں دفن ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مجموعی حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے کہ نزول کے بعد شادی کریں گے۔

اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت طاری ہو چکی ہے وہ آسمان پر زندہ موجود نہیں اور قریب قیامت زمین پر نہیں اتریں گے تو وہ اجماعی عقیدہ کا منکر ہے، قرآن پاک کی آیات کا منکر ہے اور احادیث متواترہ کا منکر ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۹۵ تا ۱۰۰)

وفات عیسیٰ علیہ السلام پر چند اشکالات اور ان کا جواب

سوال..... (۴)..... لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی (ابن کثیر بر حاشیہ فتح البیان ص ۳۷۸ ج ۱ البیواقی الجواہر ج ۲ ص ۲۱ شرح فقہ اکبر ص ۱۰) میں بھی یہی مضمون ہے۔

(۵)..... ”ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرين و مائة سنة.“ (الدریث کنز العمال ص ۱۲۰ ج ۶ ج ۵۲ ص ۵۲) زیر آیت ”فیوفیہم اجورہم“ (آل عمران) حاشیہ پر حدیث نقل کی ہے۔ اس حدیث سے وفات ثابت

ہوتی ہے۔

(۶) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ہمارے حضرت ﷺ کی وفات کیوں ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آسمان پر کیوں نہ اٹھائے گئے؟

(۷) "ما المسيح بن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل" (الباقہ ۷۵) اس آیت سے وفات عیسیٰ علیہ السلام پر استدلال کرنا لیا ہے؟

(۸) "اموات غیر احیاء" سے وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہوتی ہے؟

(۹) شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ "لانیسی بعدی" کے یہ معنی ہیں کہ تشریحی نبوت ختم ہو چکی۔ لیکن غیر تشریحی نبوت ختم نہیں کیا۔ یہ صحیح ہے؟

جواب ... (۱) حدیث "لو کان موسیٰ عیسیٰ حبیبین" دو تین کتابوں میں مذکور ہے۔ مگر سب میں بلا سند ملتی ہے اور جب تک سند معلوم نہ ہو کیسے یقین کر لیا جائے کہ یہ حدیث صحیح قابل عمل ہے؟ اگر اسی طرح بلا سند روایات پر عمل کریں تو سارا دین برباد ہو جائے۔ اسی لیے بعض اکابر محدثین نے (غالباً) حضرت عبداللہ ابن مبارک نے فرمایا "لولا الاسناد لقال من شاء ماشاء" دوسرے! اگر بالفرض سند موجود بھی ہو اور مان لو کہ صحیح بھی، تو غایت یہ ہے کہ یہ حدیث دوسری احادیث سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی پر مستقیم ہیں اور درجہ تواثر کو پہنچ گئی ہیں۔ ان کی معارض ہوگی اور تعارض کے وقت شرعی اور عقلی قاعدہ یہی ہے کہ اقویٰ کو ترجیح ہوتی ہے ظاہر ہے کہ ایک غیر معروف حدیث ان تمام صحیح اور قوی متواتر روایات حدیث پر راجع نہیں ہو سکتی۔ یہ قادیانی ہی مذہب کی خصوصیت ہے کہ مطلب کے موافق نہ ہو تو صحیح بخاری و مسلم کی حدیث کو معاذ اللہ ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے لیے تیار ہو جائیں اور مطلب کے بڑے خود موافق ہو تو ضعیف روایت کو ایسا اہم بنائیں کہ صحیح اور متواتر روایات پر ترجیح دے دیں۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں کر سکتا۔

حدیث عاش مائتہ و عشرین سنۃ سے وفات مسیح کا شبہ اور اس کا جواب

(۲) اس حدیث سے وفات کا ثابت کرنا قادیانی فراست ہی کی خصوصیات سے ہے۔ اولاً: اس لیے کہ حدیث خود متکلم فیہ ہے۔ بعض محدثین نے اس کو قابل اعتماد نہیں مانا۔ ثانیاً: اگر حدیث ثابت بھی ہو جائے تو صحاح ستہ میں جو قوی اور صریح و صحیح روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی اور نزول فی آخر الزمان کے متعلق وارد ہیں۔ یہ حدیث ان کا معارضہ عقلاً و اصولاً نہیں کر سکتی۔ ثالثاً: حدیث کی مراد صاف یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر ایک سو بیس سال زندہ رہے۔ آسمان پر زندہ رہنا چونکہ بطور معجزہ ہے۔ اس لیے اس حیات کو حیات دنیوی میں شمار نہ کرنا چاہیے تھا اور نہ کیا گیا۔ اور اس حدیث میں زمین اور اس عالم عناصر کی حیات کا ذکر ہے بطور اعجاز، جو حیات کسی کے لیے ثابت ہو۔ اس کا اس میں شمار کرنا اور داخل سمجھنا عقل و نقل کے خلاف ہے۔

آنحضرت ﷺ کو آسمان پر کیوں نہ اٹھایا گیا؟

(۳) حق تعالیٰ کے معاملات ہر شخص کے ساتھ جدا جدا گانہ ہیں کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرے کہ جو معاملہ نوح علیہ السلام کے ساتھ کیا وہی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیوں نہ کیا اور جو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا وہی ہمارے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیوں نہ کیا اور صرف ان معاملات و واقعات سے ایک نبی کو دوسرے نبی پر نہ

کوئی ترجیح و تفصیل دی جاسکتی ہے۔ جب تک دوسری صحیح و صریح روایات تفصیل پر دلالت نہ کریں۔ انبیاء علیہم السلام کی تاریخ پڑھنے والوں پر مخفی نہیں کہ بعض انبیاء کو آدوں کے ذریعہ دو ٹکڑے کر دیا گیا اور بعض کو آگ میں ڈالا گیا اور بعض کو خندق وغیرہ میں پھر کسی پر آفات و مصائب اول جاری کر دیے۔ پھر آخر الامر بچا لیا اور کسی کو اول ہی سے محفوظ رکھا۔ اب یہ سوال کرنا کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا کر زندہ رکھا گیا ہے۔ ایسا ہی حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ معاملہ کیوں نہ کیا گیا۔ یہ تو ایسا ہی سوال ہے جیسے کوئی یوں کہے کہ جو معاملہ موسیٰ علیہ السلام اور لشکر فرعون کے ساتھ پیش قرآن کیا گیا۔ وہی معاملہ نبی کریم ﷺ اور کفار مکہ کے ساتھ کیوں نہ ہوا کہ جنگ احد میں حضور ﷺ کا دندان مبارک شہید ہونے اور چہرہ انور زخمی ہونے کی نوبت آئی۔ آپ ﷺ کو ہجرت کر کے وطن اور مکہ چھوڑنا پڑا۔ غار میں چھپنا پڑا۔ سب کفار قریش پر ایک دفعہ ہی آسانی بجلی کیوں نہ آگئی۔ یا دریا میں غرق کیوں نہ ہو گئے۔ جیسے یہ سوال حضرت حق تعالیٰ کے معاملات میں بے جا ہیں ایسے ہی یہ بھی بالکل بے جا اور نامقول سوال ہے کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ رکھا آپ ﷺ کو بھی زندہ آسمان پر رکھنا چاہیے تھا کیونکہ زیادہ دنوں تک زندہ رہنا یا آسمان پر رہنا ان سے کوئی فضیلت نبی کریم ﷺ پر ثابت نہیں ہوتی کیونکہ زیادتی عمر فضیلت ہوتی تو بہت سے صحابہ کرام اور عوام امت کی عمریں آپ ﷺ سے دوگنی چوگنی ہوئی ہیں۔ ان کو بھی افضل کہہ سکیں گے اور اسی طرح اگر آسمان میں رہنا یا چڑھنا ہی مدار فضیلت ہو تو فرشتوں کو حضور ﷺ سے افضل ماننا لازم آئے گا جو نصوص شرعیہ اور اجماع امت کے خلاف ہے۔

آیت ”قد خلت من قبلہ الرسل“ اور ”اموات غیر احیاء“ سے وفات مسیح پر استدلال صحیح نہیں۔

(۳) ”قد خلت من قبلہ الرسل“ سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال کرنا انھیں لوگوں کا کام ہے جنھیں عربی عبارت سمجھنے سے کوئی علاقہ نہیں اور جو محاورات زبان سے بالکل واقف نہیں کیونکہ اول تو اس جیسے عوامات سے کسی خاص واقعہ مشہورہ پر کوئی اثر محاورات کے اعتبار سے نہیں پڑتا بلکہ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی بیمار طبیب سے پوچھے کہ پرہیز کس چیز کا ہے؟ وہ کہہ دے کہ ترشی اور تیل مت کھاؤ۔ ترشی اور تیل کے سوا ساری چیزیں کھاؤ، مضر نہیں۔ اب اگر یہ بیوقوف جا کر پتھر یا لوہا کھائے یا سکھیا کھائے اور استدلال میں قادیانی مجتہدین کا سا استدلال پیش کرے کہ حکیم صاحب نے کہا تھا کہ ترشی اور تیل مت کھاؤ۔ ترشی اور تیل کے سوا ساری چیزیں کھاؤ۔ کوئی مضر نہیں اور ساری چیزوں میں پتھر اور لوہا اور سکھیا (زہر) بھی داخل ہے۔ لہذا میں جو کچھ کھاتا ہوں حکیم صاحب کے فرمانے سے کھاتا ہوں۔ انصاف کیجئے کہ کوئی عقلمند اس کو صحیح اعتقل سمجھے گا؟ اور پھر یہ بھی انصاف کیجئے کہ اس قادیانی استدلال میں اور اس میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ ذرا غور سے معلوم ہو جائے گا کہ اگر بالفرض خلت کے معنی موت ہی ہوں تو بھی اس سے ان انبیاء کی موت ثابت نہیں ہو سکتی جن کے لیے قرآن و حدیث کی دوسری نصوص حیات ثابت کرتی ہیں۔ جیسے سب چیز کھاؤ کے قول سے پتھر اور زہر کا کھانا داخل مراد نہیں۔ اس کے علاوہ خلت کے معنی لغت میں موت کے نہیں بلکہ گزر جانے کے ہیں۔ خواہ مر کر خواہ کسی دوسرے طریقہ سے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ہوا۔ امام راغب اصفہانی مفردات القرآن میں اس لفظ کے یہی معنی لکھتے ہیں:

”والخلو یعمل فی الزمان والمکان لکن لما تصور فی الزمان المضی فسر اهل اللغة خلا الزمان

بقول مضی الزمان وذهب قال تعالیٰ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔“ (مفردات القرآن ص ۱۵۸)

یہ لفظ صریح ہیں کہ خلت کے معنی قرآن شریف میں چلے جانے اور گزر جانے کے ہیں جس میں

عِیْسَىٰ ﷺ اور دوسرے انبیاء بلاشبہ برابر ہو گئے۔ تعجب ہے کہ قادیانی خانہ ساز پیغمبر کے صحابی اتنی سی بات کو کیوں نہیں سمجھتے اور اگر حق تعالیٰ ان کو چشم بصیرت عطا فرمائے اور وہ اب بھی غور کریں تو سمجھیں گے کہ آیت بجائے وفات عِیْسَىٰ ﷺ پر دلیل ہونے کے حیات کی طرف مشیر ہے۔ کیونکہ صریح لفظ ماتت وغیرہ چھوڑ کر خلت شاید اللہ تعالیٰ نے اسی لیے اختیار فرمایا ہے کہ کسی بے وقوف کو موت عِیْسَىٰ ﷺ کا شبہ نہ ہو جائے۔ اگرچہ محاورہ شناس کو تو پھر بھی شبہ کی گنجائش نہ تھی۔

(۵) .. "اموات غیر احیاء" کی تفسیر یہ اعتبار لغت بھی اور جو کچھ مفسرین نے تحریر فرمایا ہے۔ اس کے اعتبار سے بھی یہی ہے کہ یہ سب حضرات ایک معین مدت کے بعد مرنے والے ہیں۔ نہ یہ کہ بالفعل سرچکے ہیں اور یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا نبی کریم ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے۔ "انک میت وانھم میتون" تو کیا اس کا یہ مطلب تھا کہ معاذ اللہ آپ ﷺ اس وقت وفات پا چکے ہیں۔ بلکہ الاتفاق وہی معنی مذکور مراد ہیں کہ ایک وقت معین میں وفات پانے والے ہیں۔ یہ بھی جھوٹی نبوت کی تحوست ہے کہ اتنی سی بات سمجھ میں نہ آئی۔

(۶) شیخ محی الدین ابن عربی کا قول استدلال میں پیش کرنا اول تو اصولاً غلطی ہے۔ کیونکہ مسئلہ ختم نبوت عقیدہ کا مسئلہ ہے۔ جو باجماع امت بغیر دلیل قطعی کے کسی چیز سے ثابت نہیں ہو سکتا اور دلیل قطعی قرآن کریم اور حدیث متواتر اور اجماع امت کے سواء کوئی نہیں۔ ابن عربی کا قول ان میں سے فرمائیے کس میں داخل ہے؟ اس لیے اس کا استدلال میں پیش کرنا ہی اصولی غلطی ہے۔ ثانیاً خود ابن عربی اپنی اسی کتاب فتوحات میں نیز فصوص میں اس کی تصریح کرتے ہیں کہ نبوت شرعی ہر قسم کی ختم ہو چکی ہے۔ ابن عربی اور دوسرے حضرات کی عبارات صریح و صاف رسائل ذیل میں مذکور ہیں: "عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام التنبیہ الطربی فی الذب عن ابن العربی وغیرہ۔"

اسی طرح صاحب مجمع البحار اور ملا علی قاری بھی اپنی دوسری تصانیف میں اسی کی تصریح کرتے ہیں جو مجبوراً مذہب ہے۔ یعنی ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ آئندہ یہ عہدہ کسی کو نہ ملے گا۔ (امداد المستبین ص ۱۲۹ تا ۱۳۳)

ایضاً سوال استدلال الکادیانی علی موت عیسیٰ ﷺ بقول تعالیٰ وما محمد الرسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (آل عمران ۱۳۳) بان خلت بمعنی ماتت والرسول جمع معرف بلام الاستغراق فلذا فرع علیہ افان مات الخ اذلولم یکن الخلو بمعنی الموت اولم تکن الرسول جمعاً مستغرق لما صح التفریح اذ صحته موقوفة علی اندراج بینا ﷺ فی لفظ الرسول المذكور قطعاً وذلك بالاستغراق وكذا صحته موقوفة علی كون الخلو بمعنی الموت اذ علی تقدير التادیر و عموم الخلو من الموت یلزم تفریح الاخص علی الاعم مع ان التفریح یعقب استلزام ما یتفرع علیہ المتفرع ومن المعلوم عدم استلزام الاعم للاخص فالتفریح الواقع فی قوله تعالیٰ یستدعی تحقق كلا الامرین من كون الخلو بمعنی الموت ومن كون الجمع مستغرقاً وبعد كلتا المقدمتين یقال ان المسيح رسول وكل رسول مات وينتج هذا القیاس المؤلف من مقدمتين القطعيتين ان المسيح مات وهو المطلوب وللدلیل علی الصغری قوله تعالیٰ ورسولا الی بنی اسرائیل وقوله ما المسيح بن مریم الا رسول ومثالهما من الایات و تسلیم جمیع الفرق الاسلامیة برسالته علیہ السلام والدلیل علی الکبریٰ المقدمتان المهدتان المذكورتان لانہ منی

كان لخلو بمعنى الموت وقد اسند الى الرسل وثبت كونه جمعا فيندرج فيه المسيح عليه السلام قطعاً فيلزم ثبوت الموت له في ضمن الكبرى فثبت مانحن بصدده.

الجواب..... الخلو عام لكل مضى من الدنيا اما بالموت او بغير الموت فصح التفريع وان لم يموت عيسى عليه السلام كما هو ظاهر. ۲۶ جمادى الاول ۱۳۳۳ھ (ترجیح ثالث ص ۱۳۸)

(اهداد التادوي ج ۵ ص ۳۳۱)

ايضاً سؤال..... استدلال الكادياني على موت عيسى عليه السلام بقوله تعالى وما جعلنا هم جسدا الا ياكلون الطعام وما كانوا خالدين بانه لو كان المسيح حياتي السماء لزم كونه جسدا الا ياكل الطعام و كونه خالد وقد نفى الله تعالى ذلك فان مفاد الآية الكريمة سلب كلي اي لاشئ من الرسل بجسده ياكل ولا احدهم يخالدو من المقرران تحقق الحكم الشخصي مناقض للسلب الكلي والدليل على كون المفاد سلبي كلياً قوله تبارك وتعالى وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد الا فان مات فهم يخلدون فانه صريح في السلب الكلي فاذا ثبت الرفع والسلب كلياً بالنص ارتفع الحكم الشخصي المستلزم الايجاب الجزئي المناقض لذلك السلب المدلول بالنص فان احد المتناقضين لا يجام التقيض الآخر كما لا يرتفع معه وهذا بديهي.

الجواب..... هذان حكمان مقيدان بقيد في الدنيا فلم يبق استدلال ولا اشكال. جمادى الاول ۱۳۳۳ھ (ترجیح ثالث ص ۳۸)

ايضاً سؤال..... استدلال الكادياني على موت عيسى عليه السلام بقول تبارك وتعالى وسنكم من يتوفى ومكم من يرد الى ارض العمر لكيلا يعلم بعد علم شيئا (الحج ۵) بان هذا التقسيم حاضر الجميع افراد البشر كحصر الزوج والفرد لجميع افراد العدد بحيث لا يجتمع وصفا التوفى والرد الى ارض العمر في فرد من البشر ولا يخلو فرد من كليهما كما لا يجتمع الزوج والفرد في عدد ولا يخلو العدد من كليهما فالقضية منفصلة حقيقية فاذا لم يموت المسيح ولم يعرضه ارض العمر لزم ارتفاع كلا جزئ الحقيقة وذا غير ممكن فهذا المحال انما لزم من فرض عدم موته فيكون بالطلا فثبت تقيضه وهو موت المسيح فذلك هو المطلوب.

الجواب..... لا دليل على الحصر ولا لعدم كلمة دالة عليه وانما هو بيان للعادة الاكثرية ويخص منها مايدل دليل على تخصيصه ثم لا دليل على كون التوفى مراد فاللموت بل يحتمل كونه بمعنى القبض مطلقا اما بالموت او بغيره و اذا انهى البناء العدم المبتنى. ۲۶ جمادى الاول ۱۳۳۳ھ (ترجیح ثالث ص ۱۳۹، اهداد التادوي ج ۵ ص ۳۳۲)

شبه وفات عيسى كي حقيقت

سؤال..... (از اخبار الجمية مورخه ۱۳ نومبر ۱۹۳۳ء)

- (۱)..... يعيسى انى متوفىك ورافعك الى ومظهرك اس آيت میں متوفىك كے کیا معنی ہیں؟
- (۲)..... مرج البهرين يلتقي بـ ۵ بينهما برزخ لا يغيان ۵ يخرج منهم اللؤلؤ والمرجان ۵ ايك مولود

صاحب نے آیات مذکورہ کی تشریح میں بحوالہ تفسیر المیزان یہ بیان کیا ہے کہ اول سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ (حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں اور آیت ثانی کا تعلق حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب..... (۱)۔ آیت شریفہ کے معنی یہ ہیں کہ اے عیسیٰ میں ہی تم کو وفات دینے والا ہوں۔ یہود تم کو قتل نہیں کر سکتے جب وفات کا وقت آئے گا تو میں تم کو قبض کروں گا اور تم کو اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تم کو کفار کی تہمت سے پاک کروں گا۔

(۲)۔ یہ مطلب لغت اور محاورے کے لحاظ سے نہیں بلکہ ایک تخیل ہے جو کسی طرح حجت نہیں ہو سکتا۔
محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لا
(کفایت اللفظ ج ۲ ص ۹۱-۹۲)

جواب بعض شبہات قادیانی

سوال..... قوله تعالى يا عيسى اني متوفيك ورافعك الی (آل عمران ۵۵) وما قتلوه يقينا (النساء ۱۵۷) بل رفعه الله الیه (النساء ۱۵۸) وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم (النساء ۱۵۷) وان من اهل الكتاب الا ليومنن (النساء ۱۵۹) به قبل موته فلما توفيتني كنت انت الرقيب.
(الناکدہ ۱۱۷)

الجواب..... ان التوفی عام لكل قبض: ان كان مع الجسد ثم لادلالة فی الواو علی الترتیب وبقع الموت اجماعا بعد النزول وكذا الرفع عام لما هو بالجسد والنص الرابع لما احتمل عود الضمیر فی موته الی عیسیٰ علیہ السلام فكیف بدل علی المدعی وقد ذكر عموم معنى التوفی فلم یصح الاستدلال بشی من الآیات. ۲۶-۱۳۳۳ھ (ترجیم ثالث ص ۱۳۷، اعداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۲۰-۳۲۱)

سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے اور انبیاء کی لغزش قرآن میں مذکور ہونے سے فضیلت پر استدلال کا جواب الزامی و تحقیقی

سوال..... ایک شخص نے یہ شبہ پیش کیا کہ قرآن پاک میں سب نبیوں کی لغزش کا ذکر تھوڑا بہت آیا ہے، حتیٰ کہ ہمارے رسول مقبول ﷺ کی لغزش کا ذکر بھی بعض جگہ آیا ہے، سوا حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ ان کی لغزش کا ذکر قرآن پاک میں کہیں نہیں ہے۔ اس سے ایک طرح کی فضیلت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوسرے نبیوں پر پائی جاتی ہے اور فریق مخالف اس کو فضیلت حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں پیش کر سکتا ہے، اس شبہ کے متعلق مختلف تقریریں ہوئیں لیکن کوئی تفسیری وہ فیصلہ نہ ہوا، لہذا حضور کی طرف رجوع کرتا ہوں، آپ تفسیری وہ تقریر فرمادیں، فقط

الجواب..... مناظرانہ جواب تو یہ ہے کہ اگر لغزش کا مذکور نہ ہونا دلیل انفضیت کی ہو تو بعض ایسے انبیاء علیہم السلام کی بھی لغزشیں مذکور نہیں ہیں جو یقیناً بعض ایسے انبیاء سے درجہ متاخر میں ہیں جن کی لغزشیں مذکور ہیں مثلاً ایشعیل، ایتحق علیہا السلام کی کوئی لغزش مذکور نہیں تو کیا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہو جائیں گے، اور مثلاً حضرت ہارون علیہ السلام و یوشع علیہ السلام و ذوالکفل علیہ السلام جو کہ خلفائے موسیٰ ہیں۔ ان کی کوئی لغزش مذکور نہیں تو کیا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہو جائیں گے، اسی طرح اگر لغزش کا مذکور نہ ہونا دلیل انفضیت کی ہے تو معنویت کا مذکور نہ ہونا بدرجہ اولیٰ دلیل انفضیت کی ہوگی، کیونکہ لغزش کا فرض یہی معنویت ہے، پس اس بناء پر حضرت یحییٰ علیہ السلام افضل ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جن کا قصہ قرآن مجید میں بصورت باز پرس مذکور ہے۔ آئت

قلت للناس اتخذوني الخ (المائدہ ۱۱۶) حالانکہ اس کا کوئی عیسائی بھی قائل نہیں ہو سکتا۔ اور تحقیق جواب یہ ہے کہ یہ افضلیت جزئی ہے، اور مدار قرب و افضلیت کا فضیلت کلیہ ہے جس کے لیے دوسرے انبیاء علیہ السلام کے حق میں دلائل مستقلہ موجود ہیں۔ فقط ۳ محرم ۱۳۲۵ھ (تحریر اولی ص ۲۳۷، امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۰۰-۴۰۱)

رجوع موتی پر شبہ کا جواب

السوال گذارش یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے مریدوں نے عدم رجوع موتی فی الدنیا پر سورۃ الانبیاء پارہ نمبر ۱۷ رکوع نمبر ۷ کی آیت نمبر ۹۵ و حرام علی قریۃ اہلکینہا انہم لایرجعون اور مشکوٰۃ باب جامع الناقب فصل ثانی ص ۵۷۹ کی حدیث (عن جابر قال لقینی رسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا جابر مالی ایاک منکسر اقلت استشهد ابی وترک عیالا ودینا قال افلا یسرک بما لقی اللہ بہ اباک قلت بلی یا رسول اللہ، قال ما کلمہ اللہ احد اقط الا من وراء حجاب و احیی اباک فکلمہ کذحا قال یا عبدی لمن علی اعطک قال یارب تحیی فیک فاقول فیک ثانیۃ قال الرب تبارک و تعالیٰ انہ قد سبق منی انہم لایرجعون فنزلت ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا الایت رواہ الترمذی) پیش کی ہے اور فرقان حمید کی آیات مبارکہ (جن میں احیاء موتی کا ذکر ہے) سے مراد بے ہوشی سے ہوش میں آنا نیز کشف وغیرہ لیا ہے اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے معجزات (واحیی الموتی باذن اللہ) کے معنی یہ کرتے ہیں کہ کافروں کو مسلمان و مومن کرنا برائے مہربانی اس آیت مبارکہ اور حدیث شریف کا صحیح مطلب تحریر فرمائیے۔

الجواب اول چند مقامات ضروریہ تمہید بیان کرتا ہوں۔ پھر آیت کے متعلق عرض کروں گا۔

مقدمہ اولی کسی نص کی تفسیر میں ضرورت ہے، اس کے سیاق و سباق میں بھی نظر کرنے کی اور سیاق و سباق کے خلاف محض ایک دھوکے سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔

مقدمہ ثانیہ تعارض کے وقت عبارت النص کو اشارۃ النص پر مقدم کہا جائے گا۔

مقدمہ ثالثہ خاص کے انشاء سے عام کا انشاء لازم نہیں آتا۔

مقدمہ رابعہ اذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

مقدمہ خامسہ متدل دعویٰ ہوتا ہے اس کو احتمال مضر ہے، اور مانع طالب دلیل ہوتا ہے اس کو احتمال مفید ہے۔

اب اس آیت کا صحیح مطلب سیاق و سباق پر نظر کر کے بیان کرتا ہوں۔ قال تعالیٰ ان ہذہ امتکم امۃ واحدة و اناربکم فاعبدون (الانبیاء ۹۲) الی قولہ تعالیٰ بل کنا ظالمین۔ (الانبیاء آیت ۹۷) تفسیر از بیان

القرآن: اے لوگو! اوپر جو انبیاء علیہم السلام کا طریقہ توحید کا معلوم ہوا۔ الی قولہ اس وقت منکرین رجوع بھی رجوع کے قائل نہ جائیں گے۔ (ج ۷ ص ۵۸، ص ۱۷۲ تا ۱۷۳) اس تقریر سے معلوم ہوا کہ آیت میں مطلق رجوع کی نفی نہیں بلکہ

رجوع خاص للحساب والکتاب کی نفی ہے، جیسا سیاق و سباق سے معلوم ہوا۔ پس اس سے مطلق رجوع کی نفی پر

استدلال نہیں ہو سکتا۔ للمقدمۃ الثالثة اور صرف بیچ کا ایک حصہ لے کر استدلال کرنا صحیح نہیں للمقدمۃ الاولیٰ اور

اگر بالفرض اگر اس خاص حصہ کی دلالت کو مان بھی لیا جائے تو وہ اشارۃ النص کا مدلول ہوگا اور مدلول مذکور بالا جو

کہ سیاق و سباق سے مسوق لہذا کلام ہے عبارتہ النص کا مدلول ہے اور وہ اشارۃ النص پر مقدم ہے۔ للمقدمة الثانية، اور بالفرض تقدیم بھی نہ ہو تو دونوں مدلول محتمل ہو جائیں گے اور احتمال ہوتے ہوئے استدلال نہیں ہو سکتا للمقدمة الرابعة اور یہ احتمال ہم کو مضرب نہیں، کیونکہ ہم متدل نہیں بلکہ مانع ہیں۔ للمقدمة الخامسة اور یہ آیت اُمر اس مدعا میں قصعی الاولیٰ ہو تو کیا جمہور تکلیمین رجوع اسخ کی تکفیر کا التزام کیا جاسکتا ہے۔ جو آیت پر مطلع ہو کر بھی رجوع مذکور کے قائل ہیں۔ باقی حدیث سواس میں عادت کی نفی ہے یعنی خاص وقوع معاد مستمر کی نفی ہے نہ کہ مطلق وقوع کی پس خرق عادت کے طور پر کسی مادہ میں اس کا واقع ہو جانا اس کے معارض نہیں، جیسے ان حزب اللہ ہم الغالبون میں اشکال مشہور کا ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ مقصود اس سے عادت کا بیان کرنا ہے۔ یا جیسے یہود کی مغایرت یوم القیامت تک ارشاد فرمائی گئی ہے اور درمیان میں چالیس روز دجال کا غلبہ ہوگا، جو کہ یہودی ہے اس کو بھی عادۃ اکثر یہ پر محمول کیا گیا ہے۔ یعنی مغلوبیت کو عادت غالبہ اور غالبیت کو عارض کہا جائے گا، اور آیت میں جو احیاء کی تاویل ہے ہم کو اس لیے مضرب نہیں کہ ہم امکان رجوع پر ان سے استدلال نہیں کرتے، بلکہ امکان عقلی کے ساتھ خاص مستقل دلیل نقلی سے وقوع کا اثبات کرتے ہیں۔ کما ہو بمسوط فی کلام العلماء رداعلی اہل البواء، واللہ اعلم۔ اشرف علی ۷ صفر ۱۳۵۶ھ۔ (النور ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ) (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۶۳۰-۶۳۱)

دفع شبہ قادیانی متعلقہ وفات مسیحی

سوال ... تذکرۃ الشہداء میں مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی میں عبارتہ مندرجہ ذیل لکھی ہے، اس کا جواب ارتقا فرما دیں۔

صفحہ نمبر ۲ خزائن ج ۲۰ ص ۲۲ ”مگر اس میں شک نہیں کہ اس وعظ صدیقی کے بعد کل صحابہ اس بات پر متفق ہو گئے کہ آنحضرت ﷺ کے پہلے جتنے نبی تھے سب مر چکے ہیں۔“

الجواب اس اتباع کا کہیں پتہ نہیں، محض دعویٰ، دلیل ہے، مقصود وعظ صدیقی کا یہ تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات کوئی امر عجیب نہیں، کیونکہ آپ سے پہلے سب انبیاء و رسل دنیا سے جا چکے خواہ وفات سے خواہ دوسرے طریق سے، بہر حال دنیا میں کوئی نہیں رہا، پھر اگر آپ بھی نہ رہیں تو کیا تعجب ہے، رہا یہ کہ آپ ﷺ کا نہ رہنا کس طریق سے ہے، سو چونکہ موت ایک امر محسوس ہے اور آپ ﷺ میں اس کے سب آثار مشاہدہ کیے گئے، لاحالہ اس طریق کی تعیین گئی کہ وفات ہے بخلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ان میں یہ آثار مشاہدہ نہیں کیے گئے بلکہ برخلاف اس کے ان کا مرفوع الی السماء ہونا منصوص قرآنی ہے۔ ان میں یہ طریقہ ذہاب من الدنیا کا متعین ہو گیا، پس دنیا سے جانا امر مشترک تھا، اور طریق مختلف اور اجماع اسی امر مشترک پر تھا، جو اس وقت مقصود تھا نہ کہ وفات عینی پر اور یہ بالکل ظاہر ہے۔ ۲۶ شوال ۱۳۲۱ھ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۰۱، امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۶۶)

دفع شبہ عدم حیات عیسوی از حدیث از واقعہ وفات نبینا علیہ السلام

سوال قادیانیوں نے بذریعہ اشتہار ایک حدیث شائع کی ہے اس کا اثر بہت برا پڑا ہے، وہ یہ ہے، لو کان موصی علیہ السلام و عیسیٰ حبیبین لما وسعها الا اتباعی (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۳۶، تفسیر ترجمان القرآن نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم ج ۱ ص ۳۶۱ کتاب البواقیت والجواهر امام سید عبدالوہاب شعرانی ص ۲۰۴، کتاب مدارج السالکین امام ابن قیم ج ۲ ص ۳۱۳ شروح مواہب لدنیہ ج ۶ ص ۷۶ اور

تفسیر ابن کثیر مذکور حافظ ابو الفداء عمر قرشی دمشقی میں تحریر فرمائی ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ حدیث اگر صحیح ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب..... غالباً اس سے عدم حیات میسویہ پر استدلال کیا ہوگا، لیکن جواب ظاہر ہے کہ حیات سے مراد حیات متعارفہ ہے یعنی حیات فی الارض کہ دارالتکلیف ہے، چنانچہ خود حدیث میں لفظ اتباعی اس پر صریح دلیل ہے، کیونکہ تکلیف اتباعی اسی دارالتکلیف میں ہے، اور ان کے لیے ثابت حیۃ فی السماء ہے، جیسا قرآن مجید میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول منقول ہے۔ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَاذُفْتُ حَيًّا (مریم ۳۱) کہ یہاں بھی ظاہر ہے کہ تکلیف بالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ اسی حیۃ فی الارض کے ساتھ خاص ہے۔ ۱۴ صفر ۱۳۳۲ھ۔

(تجرہ راہبہ ص ۱۴، امداد التاویلی ج ۵ ص ۳۳۲-۳۳۳)

دفع شبہ از آیت بروفات عیسیٰ علیہ السلام

سوال..... زید اس آیت قرآنی سے ثبوت وفات حضرت مسیح علیہ السلام کا دیتا ہے اس کا کیا جواب ہے۔ والذین يدعون من دون الله لا يخلقون شيئا وهم يخلقون اموات غير احياء وما يشعرون. ايان يبعثون. (آئل ۲۱) آج کل روئے زمین پر سب سے بڑھ کر مسیح کی پریشانی ہو رہی ہے، اور معبود قرار دیا گیا ہے، خود لقد كفرو الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم (المائدہ ۱۷) سے بھی ثابت ہے، اللہ تعالیٰ اس کی نسبت فرماتا ہے مردے ہیں زندہ نہیں۔ اموات پھر غیر احياء ذیل تاکید، یہ آیت صرف بتوں کے حق میں نہیں ہو سکتی، حضرت رسول اللہ ﷺ کی رسالت عام تھی کوئی قرینہ اس پر دل نہیں ہم مخلوقوں سے بھی یہی نتیجہ نکل سکتا ہے، کیونکہ مسیح علیہ السلام پیدا کیے گئے ہیں۔ ايان يبعثون پر غور ہو بقول شخصے کہ یہ ایسے معبودوں کے متعلق ہے جو قبر میں مدفون ہیں چونکہ یہ آیت ہے اس کا جواب آیات قرآنی سے دیا جاتا ہے تبیاناً لکل شئی پر بھی نظر کرتے ہوئے کسی تفسیر کا حوالہ دینے کے بجائے قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے کرنا بہتر ہے، جواب میں کسی فرقہ کے بزرگ کو برا نہ کہا جائے، جو کچھ لکھیں انصاف سے، تعصب کا مطلقاً دخل نہ ہو، رائے آزاد نہ ہو، تقلید کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی نہ ہو، ہر لفظ پر تحقیق نہ بحث ہو، تمام ممکن الوقوع سوالوں کو پیش نظر رکھا جائے؟

الجواب..... اس میں بت مراد ہوں اور الوہیت مسیح علیہ السلام کی دوسری آیت سے باطل ہو تو عموم رسالت کے کیا خلاف ہوا۔ ۲۴ رجب ۱۳۲۲ھ۔ (امداد ج ۳ ص ۱۰۳، امداد التاویلی ج ۵ ص ۳۷۱)

کیا قادیانیوں کو جبراً قومی اسمبلی نے غیر مسلم بنایا ہے

سوال..... لا اکراه فی الدین یعنی دین میں کوئی جبر نہیں۔ نہ تو آپ جبراً کسی کو مسلمان بنا سکتے ہیں اور نہ ہی جبراً کسی مسلمان کو آپ غیر مسلم بنا سکتے ہیں۔ اگر یہ طلب ٹھیک ہے تو پھر آپ نے ہم (جماعت احمدیہ) کو کیوں جبراً قومی اسمبلی اور حکومت کے ذریعہ غیر مسلم کہلوا یا؟

جواب..... آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو جبراً مسلمان نہیں بنایا جا سکتا، یہ مطلب نہیں کہ جو شخص اپنے غلط عقائد کی وجہ سے مسلمان نہ رہا اس کو غیر مسلم بھی نہیں کہا جا سکتا، دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آپ کی جماعت کو قومی اسمبلی نے غیر مسلم نہیں بنایا۔ غیر مسلم تو آپ اپنے عقائد کی وجہ سے خود ہی ہوئے ہیں، البتہ

مسلمانوں نے غیر مسلم کو غیر مسلم کہنے کا "جرم" ضرور کیا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۸)

قدخلت من قبله الرسل کا صحیح مفہوم

سوال..... کیا مذکورہ بالا آیت سے وفات صحیحہ کا استدلال نہیں ہوتا؟ مہربانی فرما کر وضاحت فرمائیں۔

الجواب..... سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ غلت کا معنی مات اور توفت خود تصریحات مرزا قادیانی کے بھی خلاف ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔ "کہ وہ ایک رسول ہیں اس سے پہلے بھی رسول آتے رہے" غلت کا معنی آتے رہنا کیا ہے مات نہیں کیا۔ باقی رہا حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے خطبہ سے ثابت کرنا کہ جملہ انبیاء کرام علیہم السلام فوت ہو چکے ہیں اور اسی پر اجماع صحابہ بھی ہے۔ منجملہ ازاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں۔ یہ تصریحات خود مرزا کی تحریروں کے خلاف ہیں مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔ "مسح ابن مریم کے آنے کی پیشینگوئی ایک اول درجہ کی پیشینگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح ستہ میں پیشینگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشینگوئی اس کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تو اترا کا اول درجہ اس کو حاصل ہے اور انجیل اس کی مصدق ہے۔"

(ازالہ ابہام ص ۵۵۷ خزائن ج ۳ ص ۳۴۰)

الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام رفع جسمانی کے بارہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رفع جسمانی کی طرف متوجہ کیا ہوا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحمدہ الشریف آسمان پر زندہ ہیں اور قریب قیامت نزول فرمائیں گے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باقی انبیاء علیہم السلام کی طرح وفات پا چکے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ غلت غلو سے مشتق ہے۔ جس کا معنی ہے تنہا ہونا، جدا ہونا، جگہ خالی کرنا جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ "وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شُيُطَانِهِمْ" دوسرا معنی گزرتا ہے۔

جیسا کہ فرمایا "ایام الخالیہ قرون خالیہ" سال گذشتہ اب آیت مبارک کا معنی یہ ہے کہ گزر چکے ہیں قبل اس کے رسول اور یہ معنی ہر دو پر صادق آتا ہے جو مرچکے ہوں ان پر بھی اور جو زندہ ہوں مگر فریضہ رسالت سے فارغ ہو۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فلاں شہر میں ایک گورنر یا صدر مملکت ہو گزرا ہے۔ یہ ہر دو صورت میں صادق ہے۔ اگر مر گیا ہو تب بھی اگر ملازمت سے علیحدہ ہو یعنی بقید حیات موجود ہو تب بھی الرسل کے الف لام کو بآیت بل رفعہ اللہ الیہ سے مخصوص البعض مانا پڑے گا۔ جیسا کہ۔ "نَخْلُقُکُمْ مِّنْ مَّاءٍ مَّحِينٍ" تخصص ہے آیت مبارکہ "خَلَقَهُ مِنْ قُرْآنٍ" سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مادہ منویٰ نہیں ہے بلکہ وہ حکم باقی انسانیت کا ہے۔ اگر غلت کا معنی توفت اور مات کرنا اور ان کے سوا دوسرا نہ کریں تو یہ خرابی لازم آئے گی کہ رب العزت نے فرمایا۔ "سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ" یعنی سنت خداوندی مرچکی اور دوسری جگہ فرمایا۔

"وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَحْوِيلًا" (فاطر ۴۳)

"اللہ تعالیٰ کی سنت نہ تو تبدیل ہو سکتی ہے اور نہ ہی تحویل۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کے مطابق عقائد و نظریات رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(قادیانی علیہ ص ۲۲۲-۲۲۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت کا عقیدہ رکھنا کفر ہے

سوال..... مرزائیوں نے کتابیں چھپوا کر بستی میں تقسیم کی ہیں جس میں انھوں نے قرآن کی آیات سے ثابت

کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو یہودیوں نے شہید کیا ہے۔ کچھ مسلمان اس عقیدے کی طرف رجوع بھی ہو گئے تو ان مسلمانوں کو مرتد خارج از اسلام اور کافر سمجھا جائے یا ضعیف الایمان مسلمان؟ بینوا تو جو وَا۔

الجواب ... باسم ملہم الصواب۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی شہادت کا عقیدہ رکھنے والے خارج از اسلام اور بلاشبہ کافر ہیں اس لیے کہ نص قرآن سے ثابت ہے کہ کوئی حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو شہید نہیں کر سکا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا۔ وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيماً (النساء ۱۵۷-۱۵۸) جب تک یہ لوگ توبہ و استغفار کر کے تجدید ایمان نہ کریں ان کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے جیسا کہ قادیانی و دیگر مرتدین کے ساتھ کیا جاتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ ان کے ساتھ ہر قسم کا تعلق و کاروبار وغیرہ جائز ہے۔ علاوہ ازیں مرتد کا حالت ارتداد میں کمایا ہوا مال اس کے وارثوں کو نہیں مل سکتا بلکہ مسلمانوں کا حق ہے اس لیے بیت المال کے مصارف میں خرچ کیا جائے گا۔ نیز مرتد کے تصرفات نکاح، شرکت مفاد، ولایت علی الولد الصغیر، بیہ، اجارہ، قبض دین وغیرہ نافذ نہیں ہوتے اور احد الزوجین کے ارتداد سے نکاح باطل ہو جاتا ہے۔ قال فی التنبیہ و یطل منه النکاح والذبیحة والصيد والشهادة والارث و یتوقف منه المفادضة والتصرف علی ولده الصغیر والمباہیة والعنق والتدبیر والکتابۃ والہیۃ والاجارۃ والوصیۃ ان اسلم نفذو ان ہلک او لحق بدار الحرب وحکم بطل۔ (رد المحتار ج ۳ ص ۳۳۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ محرم سنہ ۱۴۰۹ھ۔ (حسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۷ مثلاً فی فتاویٰ عکبریہ ص ۳۳۰-۳۳۱)

کلمات کفر از تداد

آنحضرت ﷺ کی شان میں فحش کلمات کہنے والا مرتد ہے

سوال ایک شخص آنحضرت ﷺ کی شان مبارک میں نہایت فحش کلمات کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک سور کا گوشت جناب کے دشتوں نے کھایا ہے وغیرہ وغیرہ ایسے شخص کے بارہ میں کیا حکم ہے۔

الجواب وہ شخص مرتد ہو گیا اگر وہ تجدید اسلام اور توبہ نہ کرے تو اس سے مسلمان بالکل قطع تعلق اور متارکت کر دیں اگر حکومت اسلام ہوتی تو اس کو سخت سزا دی جاتی مگر اب سوائے قطع تعلق کے مسلمان کیا کر سکتے ہیں کیونکہ حدود و تعزیرات اسلامی حاکم اسلام ہی جاری کر سکتا ہے۔ (درمعارج ص ۳۱۷ باب المرتد)
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱۲ ص ۳۸۷)

انبیاء علیہم السلام کی شان میں سب و شتم کرنے والا کافر ہے

سوال ماقولکم من سب و شتم الانبیاء علیہم السلام کلمہ عامداً صریحاً و سب کتاباً فیہ ذکر ہم سباباً قبیحاً فی جماعۃ من المسلمین وای الاحکام جاریہ علیہ مع کونہ مسلماً۔

الجواب لاریب فی کفر من نفوہ بهذا الکلام۔ (جو شخص ایسی بغوات کہے اس کے کفر میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ ناقل)
(فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱۲ ص ۳۱۲، ۳۱۳)

حضور ﷺ کی ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے

سوال رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کے باوجود بھی کیا کوئی مسلمان رہ سکتا ہے؟

جواب آنحضرت ﷺ کے بال مبارک کی توبین بھی کفر ہے فقہ کی کتابوں میں مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی نے آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک کے لیے تغیر کا صیغہ استعمال کیا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۵۱، ۵۲)

شان اقدس ﷺ میں گستاخی

سوال ایک مسلمان جس کے ہوش و حواس صحیح ہیں، وہ یہ کہہ رہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلامؑ نبی نہیں تھے اور داستان یوسف کتاب جھوٹی کتاب ہے اور حضور ﷺ کے بارے میں کہتا ہے کہ نعوذ باللہ حضور لگاٹی باز تھے، شہوت پرست تھے، ان کی گیارہ بیویاں تھیں۔ تو یہ شخص مسلمان کہلائے گا یا کافر؟ اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو گئی یا نہیں؟ یہ شخص اگر انتقال کر جائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟

الجواب..... حامذا و مصلیا۔ جس کے دل میں ایمان ہے وہ ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ اس لیے کہ اس سے ایمان جاتا رہتا ہے، نکاح ختم ہو جاتا ہے، اس کی تجمیر و تحفین بھی اسلامی طریقہ پر نہیں کی جاتی، اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جاتی، جب تک پوری طرح یقین کے ساتھ کسی کا ایسا کہنا ثابت نہ ہو جائے کوئی سخت حکم لگانے میں پوری احتیاط لازم ہے، مبادا یہ حکم کہیں حکم لگانے والے پر نہ لوٹ جائے۔ اگر خدا نخواستہ کسی مسلمان سے غلبہ جہالت و ضلالت کی بنا پر ایسی بات نکلے تو فوراً اس کو تجدید ایمان نکاح اور توبہ کرا دی جائے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸/۲/۸۹ھ

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۵۳-۵۴)

حضور ﷺ کی توہین کرنا ارتداد ہے

سوال..... ایک صوفی کے مکان پر وعظ ہوا جس میں حضور ﷺ کی شان مبارک میں توہین کے الفاظ استعمال کیے گئے اور اہل مجلس میں سے ایک نے اٹھ کر کہا کہ جو کچھ انھوں نے فرمایا ہے بہت صحیح و درست ہے اور پھر ان تینوں شخصوں نے ایک جلسہ عام میں توبہ کی آیا ان کی توبہ قابل یقین ہے یا نہیں اور نکاح رہا یا نہیں۔

الجواب..... اگر کوئی ایسا کلمہ زبان سے نکلا جو شرعاً توہین کا کلمہ ہے اور حکم ارتداد اس پر ہو سکتا ہو تو ایسی حالت میں نکاح ان کا باقی نہیں رہا اور توبہ و اسلام لانا ان کا قبول ہے بعد توبہ کے تجدید نکاح کرنی چاہیے۔

(درمیانہ ج ۳ ص ۳۱۷ باب المرتد) اور پوری بات جیسی معلوم ہو کہ آیا اس میں تاویل ممکن ہے یا نہیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱۲ ص ۳۳۸)

شاتم رسول مرتد و مباح الدم ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسلمان متحکم نے زیرِ نگرانی دو شخص مسلمان کے پرچہ زبان دانی انگریزی سے عربی میں ترجمہ کرنے کے لیے مرتب کیا جس میں سب سے بڑے سوال میں نصف نمبر رکھے تھے، حضرت رسالت ﷺ کی شان مبارک میں گستاخی اور توہین کے فقرات استعمال کیے تاکہ مسلمان طالب علم لالچالہ مجبور ہو کر اپنے قلم سے جناب رسالت مآب ﷺ کی معصوم و مقدس شان میں بدگوئی لکھیں جو برائے فتویٰ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

”ابن عبد اللہ نے اس قبیلہ میں تربیت پائی تھی جو عرب کی اصلی زبان بولنے کے لحاظ سے شریف ترین تھا اور اس کی فصاحت کی سنجیدگی باسوق سکوت پر عمل کرنے سے صحیح اور ترقی ہوتی رہی باوجود اس فصاحت کے محمد ایک ناخواندہ وحشی تھا بچپن میں اسے نوشت و خواند کی تعلیم نہیں دی گئی تھی عام جہالت نے اسے شرم اور ملامت سے مبرا کر دیا تھا مگر اس کی زندگی ایک ہستی کے تنگ دائرہ میں محدود تھی اور وہ اس آئینہ سے (جس کے ذریعہ سے ہمارے دلوں پر عکسندوں اور نامور بہادروں کے خیالات کا عکس پڑتا ہے) محروم رہا تاہم اس کی نظروں کے سامنے ان کتابوں کے اوراق کھلے ہوئے تھے جس میں قدرت اور انسان کا مشاہدہ کرتا کچھ تمدنی اور فلسفی توہمات جو اسے عرب کے مسافر پر محمول کیے جاتے ہیں پیدا ہو گئے تھے۔“

جس شخص نے پرچہ مرتب کیا اور جن لوگوں نے اس کی نظر ثانی کی وہ لوگ بوجہ استعمال الفاظ ناشائستہ جو بلا ضرورت شان حضور ﷺ میں کیے گئے وہ بوجہ اس گستاخی کے دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے یا نہیں اور ان کی کیا سزا ہے اور ان کی بابت شرع شریف کا کیا حکم ہے فقط

راقم مسلمانان جون پور

الجواب..... شخص مذکور فی السوال شرعاً ملعون و کافر و مرتد ہے۔

فی الاشیاء والنظائر کل کافر قاب فتویہ مقبولة فی الدنیا والأخرة الاجماعۃ الکافر یسب النبی ﷺ اویسب الشیخین اواحدهما۔ (الاشیاء والنظائر ص ۱۰۰ مطبوعہ ایچ۔ ایم۔ سعید کینی)

اشیاء و نظائر میں ہے ہر کافر تو بہ کرے تو اس کی تو بہ دنیا و آخرت میں مقبول ہے، مگر کافر کی وہ جماعت جس نے حضور ﷺ اور شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا ان میں سے کسی ایک کو گالی دی ہو۔ (ت)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی شان میں گستاخی کرنے والا مرتد ہے اور اگر وہ تو بہ کرے تو اس کی تو بہ بھی مقبول نہیں، (شفا ص ۲ ج ۱۱۰) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو برا کہنے والا کافر ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے، مجملہ ان علماء کے امام مالک اور امام لیث سعد مصری اور امام شافعی اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل و امام ابو یوسف و امام محمد و زفر و سفیان ثوری و اہل کوفہ و امام اوزاعی اور علمائے اسلام مکہ و مدینہ و بغداد و مصر ہیں اور اس میں سے کسی نے بھی شاتم الرسول کے مباح الدم ہونے میں خلاف نہیں کیا۔ واللہ اعلم

کتبہ الفقیر الی اللہ عزوجل عبدالاولیٰ اٹھی البوچوری ۱۳ شعبان ۱۳۳۵ھ

ساب رسول اللہ ﷺ کا، کافر ہے، بغیر تجدید ایمان کے اس کی تو بہ قبول نہیں ہوگی، صحیح یہ ہے کہ تجدید ایمان کے بعد سزائے قتل نہ ہوگی جیسا کہ تنقیح حامد یہ میں ہے، ہاں اگر وہ مرتد تو بہ نصوح کرے اور پھر سے ایمان لائے اور اپنا اسلام اور حال ٹھیک رکھے تو اس کی تو بہ قبول ہونے پر بھی صاف نہ چھوڑا جائے گا بلکہ تعزیر و جس کا مستحق ہوگا جیسا کہ تنقیح میں ہے۔

ویکفی بالتعزیر والحبس تادیبا۔ ادب کے پیش نظر صرف تعزیر اور قید کی سزا پر اکتفاء کیا جائے گا۔ (ت)

قرر راجی رحمتہ رب العباد محمد ماجد جل الشیخ عبدالاولیٰ اٹھی البوچوری ۲۵ شعبان ۱۳۳۵ھ

ساب رسول اللہ ﷺ قطعی دین سے خارج و مرتد ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز و محمد و خلیفہ راشد کا یہی مذہب ہے کہ ساب رسول ﷺ کو سزائے قتل دی جائے مگر جب کہ تجدید ایمان و حسن اسلام لائے۔ حررہ عبدالہلیم بن مولانا الشیخ عبدالاولیٰ البوچوری

الجواب..... رب اعوذ بک من همزات الشیطن واعوذ بک رب ان یحضر و ان یتحضر (۹۷-۹۸)

اے میرے رب تیری پناہ شیطان کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔

والذین یؤذون رسول اللہ لهم عذاب الیمۃ (التوبہ ۶۱) ان الذین یؤذون اللہ ورسوله لعنہم اللہ فی الدنیا والأخرة واعد لهم عذابا مہیناۃ (الاحزاب ۵۷) الا لعنة اللہ علی الظلمینۃ (حود ۱۸) اور جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ارے خالموں پر خدا کی لعنت۔ (ت)

ان نام کے مسلمان کہلانے والوں میں جس شخص نے وہ ملعون پر چہ مرتب کیا وہ کافر مرتد ہے، جس جس نے اس پر انکرا ثانی کر کے برقرار رکھا وہ کافر مرتد، جس جس کی نگرانی میں تیار ہوا وہ کافر مرتد، طلبہ میں جو مکہ گئے تھے اور انھوں نے بخوشی اس ملعون عبارت کا ترجمہ کیا اپنے نبی کی توہین پر راضی ہوئے یا اسے ہلکا جانا یا اسے اسے نمبر گننے یا پاس نہ ہونے سے آسان سمجھا وہ سب بھی کافر مرتد، بالغ ہوں خواہ نابالغ، ان چاروں فریق میں ہر شخص

سے مسلمانوں کو سلام کلام حرام، میل جول حرام، نشست و برخاست حرام، بیکار پڑے تو اس کی عیادت کو جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت حرام، اسے غسل دینا حرام، کفن دینا حرام، اس پر نماز پڑھنا حرام، اس کا جنازہ اٹھانا حرام، اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام، مسلمانوں کی طرح اس کی قبر بنانا حرام، اسے مٹی دینا حرام، اس پر فاتحہ حرام، اسے کوئی ثواب پہنچانا حرام، بلکہ خود کفر و قاطع اسلام، جب ان میں کوئی مر جائے اس کے اعزاء اقربا مسلمین اگر حکم شرع نہ مانیں تو اس کی لاش دفع عفونت کے لیے مردار کتے کی طرح بھٹکی چمادوں سے ٹھیلے میں اٹھوا کر کسی تنگ گڑھے میں ڈالوا کر اوپر سے آگ پتھر جو چاہیں پھینک پھینک کر پات دیں کہ اس کی بدبو سے ایذا نہ ہو، یہ احکام ان سب کے لیے عام ہیں اور جو جو ان میں نکاح کیے ہوئے ہوں۔ ان سب کی جو روئیں (بیویاں) ان کے نکاحوں سے نکل گئیں اب اگر قربت ہوگی حرام حرام حرام و زنائے خالص ہوگی اور اس سے جو اولاد پیدا ہوگی ولد الزنا ہوگی، عورتوں کو شرعاً اختیار ہے کہ عدت گزر جانے پر جس سے چاہیں نکاح کر لیں ان میں جسے ہدایت ہو اور توبہ کرے اور اپنے کفر کا اقرار کرتا ہوا پھر مسلمان ہو اس وقت یہ اس کام جو اس کی موت سے متعلق تھے ختمی ہوں گے، اور وہ ممانعت جو اس سے میل جول کی تھی جب بھی باقی رہے گی یہاں تک کہ اس کے حال سے صدق ندامت و خلوص توبہ و صحت اسلام ظاہر و روشن ہو مگر عورتیں اس سے بھی نکاح میں واپس نہیں آ سکتیں انھیں اب بھی اختیار ہوگا کہ چاہیں دوسرے سے نکاح کر لیں یا کسی سے نہ کریں ان پر کوئی جبر نہیں پہنچتا ہاں ان کی مرضی ہو تو بعد اسلام ان سے بھی نکاح کر سکیں گی۔ (شفاء شریف ص ۱۹۰ ج ۲ مطبوعہ مکتبہ مصطفیٰ البانی مصر)

اجمع العلماء ان شاتم النبی ﷺ المتفصّل له کافر والوعید جار علیہ بعدذاب اللہ تعالیٰ له و حکمہ عند الامۃ القتل و من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر۔

یعنی اجماع ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الہی کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے ینک وہ بھی کافر ہو گیا۔

نسیم الریاض میں امام ابن حجر مکی سے ہے۔ ماصرح به من کفر الساب والشاک فی کفرہ هو ما علیہ التمتنا وغیرہم۔ (ص ۳۳۸ ج ۳ دار الفکر بیروت)

یعنی جو یہ ارشاد فرمایا کہ نبی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر اور جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ کافر۔ یہی مذہب ہمارے ائمہ وغیرہم کا ہے۔

لوارتد والعیاذ باللہ تعالیٰ تحرم امراته و یجدد النکاح بعد اسلامه والمولود بینهما قبل تجدید النکاح بالوطی بعد التکلم بکلمۃ الکفر ولدزنا ثم ان اتی بکلمۃ الشہادۃ علی العادۃ لا یجذبه مالم یرجع عما قالہ لان باتیانہما علی العادۃ لا یرتفع الکفر الا اذا سب الرسول ﷺ او واحد امن الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فلا توبۃ له واذاشتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سکران لایعفی و اجمع العلماء ان شاتمہ کافر و من شک فی عذابہ و کفرہ کفر۔ (دجیز امام کریم ص ۳۲۱)

یعنی جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو جائے اس کی عورت حرام ہو جاتی ہے، پھر اسلام لائے تو اس سے جدید نکاح کیا جائے اس سے پہلے اس کلمہ کفر کے بعد کی محبت سے جو بچہ ہوگا حرامی ہوگا اور یہ شخص اگر عادت کے طور پر کلمہ شہادت پڑھتا رہے کچھ فائدہ نہ دے گا جب تک اپنے اس کفر سے توبہ نہ کرے کہ عادت کے طور پر مرتد کے

کلمہ پڑھنے سے اس کا کفر نہیں جاتا جو رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے دنیا میں بعد تو یہ بھی اسے قتل کی سزا دی جائے گی۔ یہاں تک کہ اگر نشہ کی بیہوشی میں کلمہ گستاخی بکا جب بھی معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ نبی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور کافر بھی ایسا کہ جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (ت)

(فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق ج ۵ ص ۳۳۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

کل من ابغض رسول الله ﷺ بقلبه كان مرتدا فإلساب بطريق اولی (.....) وان سب سکران لا یغفر عنه.

یعنی جس کے دل میں رسول اللہ ﷺ سے کینہ ہو وہ مرتد ہے تو گستاخی کرنے والا بدرجہ اولی کافر ہے اور اگر نشہ بلا اکراہ پیا اور اس حالت میں کلمہ گستاخی بکا جب بھی معاف نہ کیا جائے گا۔
بحر الرائق جلد پنجم ص ۱۲۶ میں بحینہ کلمہ مذکور ذکر کر کے فرمایا:

سب واحد من الانبياء كذلك فلا يفيد الاسكار مع البيئنة لا نابع جعل انكار الردة توبة ان كانت مقبولة. ”یعنی کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے یہی حکم ہے کہ اسے معافی نہ دیں گے اور بعد ثبوت اس کا انکار فائدہ نہ دے گا کہ مرتد کا ارتداد سے کمرنا تو دفع سزا کے لیے وہاں توبہ قرار پاتا ہے جہاں توبہ سنی جائے اور نبی ﷺ خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں اس سے یہاں اصلاً معافی نہ دیں گے۔“

در الاحکام علامہ مولیٰ خسرو جلد اول ص ۴۹۹: اذا سبہ ﷺ او واحدا من الانبياء صلوات الله تعالى عليهم اجمعين مسلم فلا توبة له اصلا واجمع العلماء ان شاتمہ کافر ومن شک فی عذابه وکفره کفر. ”یعنی اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر حضور اقدس ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے ہرگز معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت مرحومہ کا اجماع ہے اس پر کہ وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔“

نغیة ذوالاحکام ص ۳۰۱ میں ہے۔

محل قبول توبة المرتد ما لم تکن ردة بسب النبي ﷺ فان كان به لاتقبل توبته سواء جاء تائبا من نفسه او شهد عليه بذلك بخلاف غيره من المكفورات. ”یعنی نبی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں ہر طرح کے مرتد کو بعد توبہ معافی دینے کا حکم ہے مگر اس کافر مرتد کے لیے اس کی اجازت نہیں۔“

اشباہ والنظائر ص ۱۰۰-۱۰۱ پر باب الردة:

لاتصح ردة السکران الا الردة بسب النبي ﷺ فانه لا یغفر عنه کذا فی البزازیة وحکم الردة بینونة امراته مطلقا... (ای سواء رجوع اولم يرجع غمز العیون) ... واذا مات علی ردة لم یدفن فی مقابر المسلمین والا اهل ملة وانما یلقى فی حفرة کالکلب، والموتہ اقبح کفرا من الکافر الاصلی... واذا شهدوا علی مسلم بالردة وهو منکر لا یتعرض له لا لتکذیب الشهود العدول بل لان انکاره توبة... ورجوع، فثبت الاحکام التی للمرتد لو تاب من حیط الاعمال و بینونة الزوجة وقوله لا یتعرض له انما هو فی مرتد تقبل توبته فی الدنيا لا الردة بسب النبي ﷺ

الاولی تنکیر النبی کما عبر به فیما سبق اه ملخصاً غمز العیون.

”یعنی نشہ کی بیہوشی میں اگر کسی سے کفر کی کوئی بات نکل جائے اسے بوجہ بیہوشی کافر نہ کہیں گے نہ مزائے کفر دیں گے مگر نبی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بیہوشی سے بھی صادر ہوا تو اسے معافی نہ دیں گے کذا فی المیزان یہ اور معاذ اللہ ارتداد کا حکم یہ ہے کہ اس کی عورت فوراً اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے اگر یہ بعد کو پھر اسلام لائے جب بھی عورت نکاح میں واپس نہ جائے گی اور جب وہ اسی ارتداد پر مر جائے والعیاذ باللہ تعالیٰ تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں نہ کسی ملت والے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں دفن کیا جائے وہ تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے مرتد کا کفر اصلی کافر کے کفر سے بدتر ہے اور اگر کسی مسلمان پر گواہان عادل شہادت دیں کہ یہ فلاں قول یا فعل کے سبب مرتد ہو گیا اور وہ اس سے انکار کرتا ہو تو اس سے تعرض نہ کریں گے نہ اس لیے کہ گواہان عادل کو جھوٹا ٹھہرایا بلکہ اس لیے کہ اس کا مکرنا اس کفر سے تو بدتر و رجوع سمجھیں گے ولہذا گواہان عادل کی گواہی اور اس کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ وہ شخص مرتد ہو گیا تھا، اور اب توبہ کرنی تو مرتد تائب کے احکام اس پر جاری کریں گے کہ اس کے تمام اعمال حیط ہو گئے اور جو رو نکاح سے باہر، باقی سزا نہ دی جائے گی، مگر نبی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کہ یہ وہ کفر ہے جس کی اور یہ قول کہ اس سے تعرض نہ کیا جائے اس مرتد سے متعلق ہے جس کی توبہ دنیا میں مقبول ہے، نہ وہ مرتد جو نبی ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرے کہ یہ وہ کفر ہے جس کی سزا یہ ہے کہ دنیا میں بعد توبہ بھی معافی نہیں، یونہی نبی کی شان میں گستاخی علیہم الصلوٰۃ والسلام، اولیٰ یہ تھا کہ لفظ نبی کو نکرہ ذکر کرتے جیسا کہ گزشتہ عبارت میں تعبیر کیا ہے۔ ملخصاً غمز العیون۔ (ت)

فتاویٰ خیر یہ علامہ خیر الدین ربلی استاذ صاحب درمختار جلد اول ص ۹۵:

من سب رسول اللہ ﷺ فانه مرتد و حکمہ حکم المرتدین و یفعل به ما یفعل بالمرتدین ولا توبۃ له اصلاً و اجمع العلماء انه کافر ومن شک فی کفرہ کفر اه ملقطاً۔ ”جو نبی ﷺ کی شان کریم میں گستاخی کرے وہ مرتد ہے اس کا وہی حکم ہے جو مرتدوں کا ہے اس سے وہی برتاؤ کیا جائے جو مرتدوں سے کرنے کا حکم ہے اور اسے دنیا میں کسی طرح معافی نہ دیں گے اور ہا جماع تمام علمائے امت وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔“

مجمع الانہر شرح ملتقى الاخر جلد اول ص ۶۱۸:

اذ اسبه ﷺ او واحدا من الانبياء مسلم ولو سكران فلا توبۃ له تنجیہ كالزندق ومن شك فی عذابه و کفرہ فقد کفر.

یعنی جو مسلمان کہلا کر حضور اقدس ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اگرچہ نشہ کی حالت میں تو اس کی توبہ پر بھی دنیا میں اسے معافی نہ دیں گے جیسے دہریے بے دین کی توبہ نہ سنی جائے گی، اور جو شخص اس گستاخی کرنے والے کے کفر میں شک لائے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

ذخیرۃ العقبۃ علامہ اخی یوسف ص ۲۲۰:

قد اجمعت الامة على ان الاستخفاف بنبينا ﷺ وبأى نبى كان عليهم الصلوة والسلام كفر سواء فعله على ذلك مستحلام فعله معتقد الحرمة وليس بين العلماء خلاف فى ذلك ومن

شک فی کفرہ و عذابہ کفر۔

”یعنی بیشک تمام امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ حضور انور ﷺ خواہ کسی نبی کی تنقیص شان کرنے والا کافر ہے، خواہ اسے صال جان کر اس کا مرکب ہوا ہو یا حرام جان کر، بہر حال جمیع علماء کے نزدیک کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔“

لا یغسل ولا یصلی علیہ ولا یکفن اما اذا تاب و تبرأ عن الارتداد و دخل فی دین الاسلام ثم مات غسل و کفن و صلی علیہ و دفن فی مقابر المسلمین۔

یعنی وہ گستاخی کرنے والا جب مر جائے تو نہ اسے غسل دیں نہ کفن دیں نہ اس پر نماز پڑھیں، ہاں اگر توبہ کرے اور اپنے اس کفر سے برأت کرے اور دین اسلام میں داخل ہو اس کے بعد مر جائے تو غسل، کفن، نماز، مقابر مسلمین میں دفن سب کچھ ہوگا۔

تویر الابصار شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزی:

کل مسلم ارتد فتوبہ مقبولة الا الکافر بسب نبی الخ

(درمختار ص ۳۱۷ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

”یعنی ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا کافر ہے تو دنیا میں سزا سے بچانے کے لیے اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔“

الکافر بسب نبی من الانبیاء لا تقبل توبته مطلقاً ومن شک فی عذابہ و کفرہ کفر۔

(درمختار ص ۳۱۷ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

یعنی کسی نبی کی توبہ نہ کرنا ایسا کفر ہے جس پر کسی طرح معافی نہ دیں گے اور جو اس کے کافر دستخط عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

کتاب الخراج سیدنا امام ابو یوسف ص ۱۹۷-۱۹۸:

قال ابو یوسف و ایما رجل مسلم سب رسول الله ﷺ او كذبه او عابه او تنقصه فقد كفر بالله تعالى وبانت زوجته۔

یعنی جو شخص کلمہ گو ہو کہ حضور اقدس ﷺ کو برا کہے یا تکذیب کرے یا کوئی عیب لگائے یا شان گھٹائے وہ بلاشبہ کافر ہو گیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔

بالجملہ اشخاص مذکورین کے کفر و ارتداد میں اصلاً شک نہیں، دربارہ اسلام و رفع دیگر احکام ان کی توبہ اگر سچے دل سے ہو ضرور مقبول ہے، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ سلطان اسلام انھیں بعد توبہ و اسلام صرف تحریر دے یا اب بھی سزائے موت دے وہ جو بزاز یہ اور اس کے بعد کی بہت کتب معتبرہ میں ہے کہ اس کی توبہ مقبول نہیں اس کے یہی معنی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۲۹۶ تا ۳۰۳)

رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے والے کا حکم

سوال..... اگر کوئی مسلمان العیاذ باللہ حضرت نبی اکرم ﷺ کی نسبت ناجائز دشنام (گالی) دے، بصورت شرع محمد ﷺ کے اس شخص کا اب کیا حکم ہے؟ لائق توبہ و استغفار ہے یا کہ لائق قتل ہے؟

الجواب..... حامداً و مصلیاً۔ جو شخص شان اقدس ﷺ میں (نعوذ باللہ) گالی کہے وہ مرتد اور خارج از اسلام

ہے۔ اس کو توبہ اور تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔ (درمنہ ص ۳۰۹ مطبوعہ رشیدیہ) میں اس پر مفصل بحث مذکور ہے۔ علامہ شامی نے ایک رسالہ مستقل لکھا ہے۔ دیگر اکرام علماء کے بھی رسائل ہیں۔ الصارم المسلمون فی شاتم الرسول وغیرہ۔ لیکن اس حکم پر عمل کے لیے شرائط ہیں ان کا بھی لحاظ چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۳/۹۰ھ۔ (نادی محمودیہ ج ۱۲ ص ۱۶۲، ۱۶۳)

وجوہ ارتداد

سوال جو شخص ہمارے نبی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ السلام کی ذات سے کچھ ذرہ بھی بغض رکھے اور تمامی جہان پر آنحضرت کے بزرگ و افضل ہونے کا قائل نہ ہو، اور شفاعت کا اور آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کرتا ہو۔ وہ کافر ہے یا نہیں بیٹو!

الجواب جس نے ایسا اعتقاد رکھا۔ وہ کافر ہے، جنت اس پر حرام ہے، ہمیشہ دوزخ میں رہے گا، جو رسول اللہ ﷺ کا دوست، وہ اللہ کا دوست اور کوئی چاہے، کہ بعد بعثت رسول اللہ ﷺ کے بلا واسطہ آنحضرت ﷺ کے اللہ سے دوستی رکھے، وہ مردود ہے، ایسے ہی لوگوں کے واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آل عمران ۳۱) اور فضیلت و بزرگی آنحضرت ﷺ کی تمام جہان پر قرآن و حدیث سے صاف ظاہر و باہر ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کسی نبی کو اس لقب سے یاد نہیں فرمایا ہے، وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (الانبیاء ۱۰۷) اے نبی ہم نے تم کو سب کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور (صحیح مسلم کتاب السنۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۹۹) میں ہے۔

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بسم اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض طهورا و مسجد او ارسلت الی الخلق كافة و ختم بی النبیین و فی روایۃ اعطیت الشفاعۃ اور دوسرے مقام میں ہے۔ انا سید ولد ادم اور خاتم الانبیاء، جو ابھی آنحضرت ﷺ کا مثل آفتاب نیم روز کے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ سے واضح دلالت ہے۔

(آپ کہہ دیں اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنا لے گا۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، مجھے دوسرے انبیاء پر چھ فضیلتیں عطا کی گئی ہیں۔ میں جامع کلمات عطا کیا گیا ہوں۔ رعب سے میری مدد کی گئی ہے میرے لیے تمہیں حلال کی گئی ہیں، میرے لیے تمام زمین و صو کے قائم مقام اور مسجد بنا دی گئی ہے۔ میں تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور میرے ساتھ نبیوں کو ختم کیا گیا ہے اور ایک روایت میں ہے مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔ میں آدم کی تمام اولاد کا سردار ہوں۔)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما کان محمد ابا احمد من رجالکم ولكن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ (الاحزاب ۴۰) عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال منلی و مثل الانبیاء من قبل کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية من زواياه فجعل الناس يطوفون به و یعجبون له و يقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین و فی روایۃ فانا موضع اللبنة حدث فختمت الانبیاء علیہم السلام۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۳۸ باب ذکر کون ﷺ خاتم النبیین)

اور آنحضرت ﷺ کا شفاعت کرنا قیامت میں اپنی امت کے لیے بلکہ تمام امتوں کے واسطے قرآن و

حدیث سے خوب صاف ہر کسی کو معلوم ہو جاتا ہے، کچھ پوشیدہ امر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وبعثک ربک مقاما محمودا (الاسراء ۷۹) اور فرماتا ہے وسوف یعطیک ربک فترضی (النحل ۵) حدیث میں ہے۔ وعن عوف بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ اتانی ات من عند ربی فخیرنی بین ان یدخل نصف امتی الجنة و بین الشفاعة فاخترت الشفاعة وھی لمن مات لا یشرک باللہ شیئا (رواہ الترمذی، ص ۷۰ ج ۲ ابواب القیامۃ باب ما جاء فی الشفاعة ابن ماجہ) وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال شفاعتی لاهل الکبائر من امتی۔ (رواہ الترمذی ص ۷۰ ج ۲ ابواب صفۃ القیامۃ باب ما جاء فی الشفاعة والوداؤد وابن ماجہ)

(محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایک آدمی جیسی ہے، جس نے ایک عمارت بنایا اور اچھا بنایا اور بہت خوبصورت بنایا، مگر اس کے گوشوں میں سے ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی۔ لوگ اس کے گرد بھرنے لگے۔ اور اس کی خوبصورتی سے تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کاش اس جگہ اینٹ لگا دی جاتی تو آپ نے فرمایا، میں وہ اینٹ ہوں، میں خاتم النبیین ہوں، اور ایک روایت میں ہے، میں اس اینٹ کی جگہ آ گیا ہوں، سو میں نے نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔ تم کو تمہارا رب مقام محمود میں پہنچائے گا۔ آپ کو آپ کا رب اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ اور عوف بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور مجھ کو اختیار دیا کہ یا تو میری امت میں سے نصف امت جنت میں داخل ہو جائے گی اور یا پھر آپ شفاعت کر لیں، سو میں نے شفاعت کو پسند کر لیا اور وہ ہر اس آدمی کے لیے ہوگی جو اس حال میں مر جائے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور انس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں۔)

اور ایک بڑی حدیث میں بخاری و مسلم کے آیا ہے کہ قیامت یعنی حشر کے روز سب لوگ واسطے طلب شفاعت کے آدم و نوح و موسیٰ و عیسیٰ تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس جاویں گے۔ وہ سب اپنا اپنا قصور بیان کریں گے، شفاعت نہیں کریں گے، حضرت عیسیٰ فرمادیں گے کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ، حضرت کے پاس آئیں گے، پہلے دروازہ شفاعت کا ہمارے رسول اللہ ﷺ کھولیں گے، بعدہ سب شفاعت کریں گے، حضرت کے آگے کسی کی دم مارنے کی طاقت نہیں رہے گی، اللہ تعالیٰ حد مقرر فرما دے گا، اس کے موافق حضرت بار بار حکم اللہ کا لینے جائیں گے، سجدہ کرتے جائیں گے، اور شفاعت کرتے جائیں گے، اور صد ہا احادیث اسی مضمون کی صحاح ستہ وغیرہ میں موجود ہیں، جس کا جی چاہے، وہ دیکھ لے، اور بعد اس کے بھی جو شخص پھر حضرت ﷺ کی بزرگی اور خاتم ہونے کا، اور قیامت میں شفاعت کرنے کا منکر ہو، تو بموجب آیت ماذا بعد الحق الا الضلال گمراہ، کافر، خالد تملد ووزخ کا کندہ بن رہے گا۔

المجیب ابو البرکات محمد عبدالحی تقی عرف صدر الدین احمد حیدر آبادی۔

الجواب صحیح والراۃ نجیح ومنکرها مردود وکافر۔ حرره العاجز محمد نذیر حسین

(فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۱۲۱۰)

عفی عنہ۔

نبوت کو کسی کہنا کفر ہے

سوال ... جو شخص نبوت کو کسی کہے اس کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب ... ایسا شخص اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا اس کے لیے ضروری ہے۔ واللہ، رسولہا علم بالصواب۔
(فتاویٰ سلیمہ ص ۳۹۹)

آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کفر ہے

سوال ... اگر کوئی شخص سرکارِ مدینہ کی تشریف آوری کے بعد مندرجہ ذیل عقائد میں سے کسی ایک عقیدے کا معتقد ہو تو وہ اہل کتاب میں داخل ہوگا یا نہیں اور اس کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور ہمارے لیے حلال ہے یا نہ۔ اس مسئلہ کی پوری وضاحت فرمائیں۔

۱... حضور پیغمبر عربی ﷺ کے بعد اور نبی بھی پیدا ہو سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ نبی صاحب کتاب ہو۔ قرآن پاک بیشک سچی اور حق کتاب ہے۔ مگر اب یہ منسوخ ہے اور اس کے احکام اب باقی نہیں؟
۲... حضور پیغمبر عربی ﷺ کے بعد ایسا نبی پیدا ہو سکتا ہے جو حضور ﷺ کی شریعت کے تابع ہو کر رہے۔ حضور ﷺ پر ختم نبوت ہونے کا یہ معنی ہے کہ حضور ﷺ کے مرتبے کا کوئی پیدا نہ ہوگا؟
۳... حضور پیغمبر عربی ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کا معنی صرف یہ ہے کہ آپ کے بعد نبی کا نام یا نبی کا لفظ کسی نئے آنے والے کے لیے نہیں۔ نبوت کی شرائط اور صفات (جیسے معصوم ہونا، مامور من اللہ ہونا، مقرر فی اطاعت ہونا، حلال و حرام میں لسان فیصل ہونا، یہ سب امور خاتم النبیین ﷺ کے بعد بھی باقی اور جاری ہیں۔ ختم نبوت صرف لفظ نبوت کے لفظی روک ہے صفات نبوت بہر صورت باقی ہیں اور ان کے حامل ائمہ کرام اور اولوالامر حضرات ہیں؟

۴... حضور پیغمبر عربی ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ البتہ پہلے پیغمبروں میں سے اگر کوئی زندہ ہو اور وہ آپ کے مہد مبارک میں دوبارہ آجائے تو اس کی آمد عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہ ہوگی۔

سائل: نذیر احمد مدرس مدرسہ عربیہ خیر العلوم کمالیہ

الجواب ... سوال مذکور الصدر کی پہلی تینوں صورتوں کا حکم ایک ہی ہے اور یہ تینوں طبقے ختم نبوت کے اسلامی معنوں کے منکر ہیں ختم نبوت کا عقیدہ ضروریاتِ دین میں سے ہے اور ضروریاتِ دین میں تاویل قطعاً معتبر نہیں۔ مندرجہ بالا تینوں صورتوں میں صرف تاویل اور تعبیر کا اختلاف ہے۔ حقیقت میں ختم نبوت کے اسلامی معنوں کے تینوں نہایت واضح طور پر خلاف ہیں۔ پہلی صورت کے قائل ختمِ زمانی کے منکر ہیں۔ ظاہر ہے کہ عقیدہ نبوت کے لیے صرف ختمِ نبوت مرتبی کا اقرار کافی نہیں، ختمِ نبوتِ زمانی کا اقرار بھی لازمی ہے۔ اور وہ اس عقیدے کا اساسی جزو ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اگر کوئی اور نیا نبی پیدا ہو اور وہ حضور ﷺ کے ماتحت ہو کر رہے تو ختمِ نبوت مرتبی کے عقیدہ پر براہِ راست زدنیں پڑتی لیکن ختمِ نبوتِ زمانی کے انکار سے عقیدہ ختمِ نبوتِ مرتبی کی طرح زخمی نہ جاتا ہے۔ ختمِ نبوت کے اسلامی اعتقاد کا تقاضا ہے کہ ختمِ نبوت مرتبی ختمِ نبوتِ زمانی اور ختمِ نبوتِ مکانی کے ہر مفہوم کو آنحضرت ﷺ ختمی مرتبت پر ختم مانا جائے۔ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

اپنا دین و ایمان ہے بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں شامل کرے۔ اس کو کافر مجتہدوں۔
(جوابات معذرات ص ۱۰۳)

تیسری صورت کے منکر عنوان ختم نبوت۔ منکر نہیں۔ لیکن درحقیقت، ختم نبوت کے صیغہ میں۔ عقیدہ ختم نبوت کوئی لفظوں کا کھیل نہیں کہ لفظ نبی کی رائے تو تسلیم کر لی جائے اور نبوت کی حقیقت اور منیت امامت کے نام سے جاری رکھی جائے۔

جید البند حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شرح مؤطا میں لکھتے ہیں۔

اقوال النبی ﷺ خاتم النبوة ولكن معنى هذا الكلام انه لا يجوز ان يسلمى بعده احد بالنبي ﷺ واما معنى النبوة وهو كون الانسان مبعوثا من الله تعالى الى الخلق المفترض الطاعة معصوما من الذنوب ومن البقاء على الخطاء فيما يرى فهو موجود في الامة بعده فذلك التزديق وقد اتفق جماهير المتأخرين من الحنفية والشافعية على قتل من يجزى هذا المجزى.

(المسوى شرح صوح ج ۲ ص ۱۳۰)

حضرت شاہ صاحب کے اس فیصلے کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کچھ ایسے افراد بھی اس امت میں پیدا ہوں گے جو مامور من اللہ اور معصوم ہوں تو ایسا اعتقاد رکھنے والا عقیدہ ختم نبوت کا قطعاً قائل نہیں۔ خواہ زبان سے ہزار دفعہ حضور ﷺ کو خاتم النبیین کہتا رہے۔

چوتھی صورت کے قائل اگر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد اگر کوئی پرانا نبی اس زمین پر دوبارہ آجائے تو خواہ اس کی اپنی پرانی شریعت ”شریعت محمدیہ“ سے مختلف ہی تھی۔ لیکن اب وہ اس پر عمل پیرا نہیں ہوگا بلکہ حضور اکرم ﷺ کے تابع ہو کر رہے گا تو بے شک ایسا عقیدہ رکھنے والا ختم نبوت کے اسلامی معنوں کا پورا قائل ہے اور عقیدہ ختم نبوت سے خارج نہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی پرانے نبی کی آمد کا اس صورت میں قائل ہو کہ وہ حضور ﷺ کے تابع شریعت نہ رہے گا۔ تو یہ صورت بھی عقیدہ ختم نبوت کے صریح طور پر خلاف ہے۔ محدث شہیر حضرت علامہ سید انور شاہ صاحب اپنی فارسی کتاب ”خاتم النبیین“ میں اس اعتقاد کو بھی لوازم ختم نبوت سے قرار دیتے ہیں کہ پرانا آنے والا نبی بھی ضروری ہے کہ حضور ﷺ کے تابع شریعت ہو کر رہے۔ اس کے بغیر ختم نبوت زمانی کا اقرار تو ہو جاتا ہے لیکن ختم نبوت مرتبی کا اقرار قائم نہیں رہتا اور مفہوم ختم نبوت کا تقاضا ہے کہ نبوت ہر اعتبار سے حضور ﷺ کی ذات اقدس پر ختم مانی جائے۔

پہلی تینوں صورتوں کے قائل قطعی طور پر اسلام کے عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہیں اور ہرگز ہرگز اہل کتاب میں شامل نہیں۔ قرآن پر عنوانی اعتقاد رکھتے ہوئے زندہ والحاد کی راہ چلنا اہل کتاب کے حکم میں آنے کا موقع ہرگز نہیں دیتا، کتابی وہی ہے جو قرآن سے پہلے کی کسی ایسی کتاب پر ایمان رکھتا ہو جو منسوخ ہو چکی ہے۔ علامہ ابوالبقاء کتابی ہونے کی یہ تعریف بیان کرتے ہیں۔

الكافران كان متدينا ببعض الاديان والكتب المنسوخة فهو الكتابي. (کليات ص ۵۵۳)

”کافر اگر پہلے کے کسی آسمانی دین اور پہلے کی کسی آسمانی کتاب کا قائل ہو تو وہ کتابی ہے۔“

قرآن عزیز آخری اور دائمی کتاب ہے جو ہرگز منسوخ نہیں۔ جس شخص کا اعتقاد اس پر صحیح ہوگا وہ مومن اور مسلم قرار پائے گا اور جو شخص اس کے اساسی معنوں میں غلط راہ چلے گا وہ زندیق اور طحطا سبھا جائے گا، کتابی اسے

کسی صورت میں بھی نہیں سمجھا جاسکتا۔ کتابی صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ کسی منسوخ کتاب پر ایمان رکھتا ہو اور اس کے مصداق اس وقت صرف یہود اور نصاریٰ ہی ہیں۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

الکتابی من يعتقد ديناً سماوياً اى منزلاً بكتاب كاليهود والنصارى. (شامی ج ۳ ص ۲۷۰)

پس وہ زنداقتہ و لحدین جو کتابی تعریف میں نہیں آتے۔ ان کا ذبح کیا ہوا جانور مسلمانوں کے لیے کھانا ہرگز جائز نہیں ہے۔

اہل کتاب کا ذبیحہ صرف اسی صورت میں جائز ہے کہ وہ اصلاً اہل کتاب ہوں ارتداد نہ ہوں۔ اگر کوئی مسلمان عیسائی ہو جائے تو اب اس کا ذبح کیا ہوا جانور ذبیحہ کتابی نہیں ہوگا بلکہ ذبیحہ مرتد ہوگا۔ کتابی وہ اسی صورت میں تھا کہ پہلے مسلمان نہ ہو۔ جو پہلے مسلمان ہو اور بعد ازاں کسی اور دین میں منتقل ہو جائے تو خواہ وہ نیا دین مسیحی اور یہودی دین ہی کیوں نہ ہو وہ شخص بہر صورت مرتد سمجھا جائے گا۔

علامہ ابو البقاء فرماتے ہیں۔

الكافران طرأ كفرة بعد الايمان فهو المرتد. (کلیات ابی البقاء ص ۵۵۳)

اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں۔

الراجع عن دين الاسلام ور كنهها اجراء بكلمة الكفر على اللسان بعد الايمان.

(شامی ج ۳ ص ۳۰۹-۳۱۰)

پس مرتد ہونے کے لیے ضروری نہیں کہ سارے اسلام کا ہی انکاری ہو۔ کسی ایک ایسے امر کا انکار جس کا اسلام کی تعلیم ہونا قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہو۔ جیسا کہ عقیدہ ختم نبوت قطعی اور یقینی درجہ رکھتا ہے تو اس کے اسلامی مغضوب کا انکار بھی انسان کو دائرہ اسلام سے یقیناً دور کر دیتا ہے۔ ایمان شری کے لیے تو ضروری ہے کہ تمام قطعی تعلیمات اسلام کا اقرار ہو، لیکن کفر اور ارتداد کے لیے جمیع کی قید نہیں۔ وہ ذبیحہ کی نفیض سالیہ جزئیہ آتی ہے اور کسی ایک قطعی عقیدہ اسلام کا انکار بھی انسان کو اسی طرح ارتداد لے جال میں لے آتا ہے جس طرح کہ پورے اسلام کا انکار ارتداد تھا۔

حاصل ایک سوال مذکورہ کی پہلی تینوں صورتیں عقیدہ ختم نبوت کا قطعی انکار ہیں۔ پس ان میں سے کوئی بھی کتابی کی تعریف کے تحت نہیں آتا اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک کا ذبیحہ مسلمانوں کے لیے حلال ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں۔

و شرط كون الذبيح مسلماً حلالاً خارج الحرم ان كان صيداً فصيد الحرم لا تحله الزكوة

في الحرم مطلقاً او كتابياً دنياً او حربياً الا اذا سمع منه عبد الذبيح ذكر المسيح. (ج ۵ ص ۲۰۸)

اور ذبح کے لیے شرط ہے کہ وہ مسلمان ہو، حرام میں نہ ہو۔ حدود حرم سے باہر جو حرم کے اندر شکار کو ذبح کرنا ایسے حلال نہیں کہ سکتا۔ کتابی ذمی ہو یا حربی اس کا ذبیحہ بھی جائز ہے مگر جب کہ وہ ذبح کے وقت مسیح کا نام نہ پڑے۔

لا ذبيحة غيب كتابي من وثني و مجوسي و موند. (بخاری، تفسیر روح الباری ج ۵ ص ۲۰۹)

مرتد نہ ہو نہ عام۔ شامی نے عدم حالت کی علت قرار دیا ہے۔ اس عبارت پر لانا صراحتاً کمزور لکھتے ہیں۔ "علل لعدم الحلال" واللہ اعلم بالصواب و علمہ اتم و اعمی کم فی خالی باب۔

آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کفر و ارتداد ہے

سوال..... جس شخص کا قول اپنی نسبت یہ ہو کہ جس کو امن و ایمان اور صراط مستقیم درکار ہو تو وہ سلطان الاولیاء خاتم الولاہیت علیہ الصلوٰۃ کے موجودہ خلیفہ احمد زماں نامی کے پاس آ کر صراط مستقیم کا راستہ دیکھیں۔ شخص مذکور اور اس کے معاونین کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے اور اس دعویٰ کے ضمن میں مہدی موعود اور رسالت کے بھی دعویٰ ہیں۔ ایسا شخص مسلمان رہ سکتا ہے یا نہ۔ اور وہ شخص مریدوں سے احمد زماں رسول اللہ ﷺ کہا کرتا ہے۔ بیٹو اتو جروا۔

الجواب..... وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ یكون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم عن الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباءکم وایہامکم ولا یصلونکم ولا یفتنونکم۔ (رداء مسلم ج ۱ ص ۱۰۱ باب انہی عن الروایۃ عن افعلاء) اور بعض روایات میں ہے کہ تمیں دجال ہوں گے ہر ایک ان میں سے دعویٰ نبوت کرے گا۔ الحدیث، پس شخص مذکور جو کہ اپنے مریدوں سے اپنی نسبت رسول اللہ ﷺ کہلاتا ہے اور اس کلمہ سے ان کو منع نہیں کرتا اور ہدایت صراط مستقیم کو اپنے اتباع میں منحصر جانتا ہے اور کہتا ہے وہ یقیناً دجال و کذاب ہے۔ اور اہل باطل اور ضال و مضل ہے، مسلمانوں کو اس کی صحبت سے اور اس کی گمراہی سے احتراز لازم ہے، زیادہ نفع کے اس میں ضرورت نہیں ہے کیونکہ بطان اس کا اور اس کے طریقہ کا اظہار منہ انہیں ہے جبکہ حق تعالیٰ کا ارشاد صریح ہے۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِّنْ دُجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ (الاحزاب ۴۰) اور جناب رسول اللہ ﷺ صاف فرماتے ہیں فلا نبی بعدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو پھر مدعی نبوت کے اہل باطل و اہل ضلال ہونے میں کسی مسلمان کو کیا شبہ ہو سکتا ہے اور اس کے کفر و ارتداد میں کیا ریب و تردید ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دہلی ج ۱۲ ص ۳۳۸-۳۳۹)

حضور ﷺ کے منکر کا کیا حکم ہے؟

سوال..... ایک آدمی اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھتا ہے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہیں کرتا نماز بھی پڑھتا ہے لیکن وہ حضور ﷺ کو نہیں مانتا تو کیا وہ آدمی جنت کا حق دار ہے؟

جواب..... جو شخص آنحضرت ﷺ کو نہیں مانتا وہ خدا پر یقین کیسے رکھتا ہے۔

(آپ کے مسائل ائمہ ان کا حل ج ۱ ص ۵۲)

شاتم رسول کی توبہ مقبول ہے

سوال..... اگر کوئی مسلمان رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں گالی دے اور بعد میں پشیمان ہو اور توبہ بھی کرے تو از روئے شریعت اس کی توبہ مقبول ہے کہ نہیں؟

الجواب..... جناب راسخا تب ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

قال العلامة ابن عابدین: اجمع المسلمون ان شاتمہ کافر و حکمہ القتال.

(رد المحتار ج ۳ ص ۳۷۷ مکتبہ رشیدیہ باب المرتد: طلب یم فی تکمیل باب انبیاء ۱۰)

تاہم اگر شاتم رسول اپنے اس فعل پر نادم ہو کر توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول ہے اور تجدید ایمان کے بعد دوبارہ مسلمان سمجھا جائے گا۔

قال ابو الحسن علی بن الحسن السعدي: من سب رسول الله فانه مرتد و يفعل به ما يفعل بالمرتد.
(النتف في التناوي ج ۲ ص ۶۹۴ باب المرتد)

قال العلامة ابن عابدین: ظاهر فی قبول توبته کما لا یخفی.

(منحة الخالق علی البحوالرائق ج ۵ ص ۱۳۵ باب المرد) (فتاویٰ حنائیہ ج ۱ ص ۱۳۹)

رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ

سوال ایک مقام پر ایک گستاخ کافر نے حضور اقدس ﷺ کی جناب میں گستاخانہ حالات شائع کیے تھے۔ مسلمانوں کے مواخذہ پر اس نے علماء کی ایک باقاعدہ جمعیت سے معافی چاہی اور آئندہ احتیاط رکھنے کا، اور فی الحال اپنی اس غلطی و درخواست معافی کا اخباروں میں اعلان کر دینے کا وعدہ کیا، اس میں اکثر مسلمانوں کی رائے اس کو منظور کر لینے کی ہوگئی، اور بعض نے اختلاف کیا اور حکومت موجودہ میں استغاثہ دائر کرنے کی رائے دی، اور استغاثہ کے ناکام ہونے کے احتمال پر بھی استغاثہ ہی کو ترجیح دی، اور دلیل یہ بیان کی کہ یہ حق اللہ کا ہے، اس کی معافی کا حق صرف سلطان اسلام کو ہے، اس کے متعلق سوال آیا تھا، جس کا جواب حسب ذیل لکھا گیا۔

الجواب معافی کی جو حقیقت صاحب شبہ نے سمجھی ہے اس معنی کو یعنی بعد معافی کے ناگواری نہ رہنا، یہ معافی مذکور فی السؤال صورۃ معافی ہے، اسی لیے بعض حضرات کو شبہ ہو گیا کہ حق اللہ کے معاف کرنے کا کسی کو حق نہیں، مگر واقع میں معافی نہیں، بلکہ صلح ہے، اور صلح سے کوئی امر مانع نہیں، اور صلح جیسے بلا شرط ہو سکتی ہے، اسی طرح شرط پر بھی ہو سکتی ہے، جیسے یہاں یہ شرط مقرر کی جاتی ہے کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے، البتہ صلح میں شرما یہ قید ہے کہ مسلمانوں کے حق میں وہ مصلحت ہو اور یہاں مصلحت ہونا ظاہر ہے کہ فی الحال اسلام کا اعزاز اور کفر کا اذلال ہے اور فی المال ایک منکر فتنہ کفری کا انسداد ہی خود معاہدہ میں بھی اور امید ہے کہ دوسرے تجربین میں بھی، کہ اس منکر کا نتیجہ دیکھ کر بعض عبرت پکڑیں گے اور بعض مسلمانوں کی رواداری سے متاثر ہوں گے اور یہ توقعات حکومت سے استغاثہ میں مظنون بھی نہیں، بلکہ مشکوک ہیں، چنانچہ فضاے موجود اس کی شاید ہے، پھر اگر خدا نہ کردہ استغاثہ میں کامیابی نہ ہوئی تو اس پر جو مفاسد یقیناً مرتب ہوں گے، ان کے انسداد پر مسلمانوں کو کوئی کافی قدرت نہیں، ہمیشہ کے لیے ایسے لوگوں کی جرأت بڑھ جائے گی، بلکہ ترقی کر کے کہا جاتا ہے کہ اگر کامیابی بھی ہوگئی تو ظاہر ہے کہ سزائے موت کا تو احتمال بھی نہیں، صرف قید یا جرمانہ ہو سکتا ہے۔ سو بہت سے مفسد ایسے ہیں کہ قید و جرمانہ کی پروا بھی نہیں کرتے، ان کو ایک نظیر ہاتھ آ جائے گا اور گو اس صلح کے بعد بھی ایسے واقعات محتمل ہیں مگر مفاسد کی قلت و ضعف و مشکوکیت اور کثرت و شدت و مظنونیت کا تفاوت ضرور قابل نظر و قابل عمل ہے، رہا یہ شبہ کہ معافی کا حق صرف سلطان اسلام کو ہے، عامہ مسلمین کو نہیں، سو شبہ میں جو دلیل بیان کی گئی ہے کہ یہ حق اللہ ہے، اس کا مقتضا تو یہ ہے کہ سلطان کو بھی یہ حق نہیں، کیونکہ سلطان حقوق اللہ کو معاف نہیں کر سکتا، باقی اگر اس دلیل سے قطع نظر کر کے اور اس معافی کو صلح قرار دے کہ یا معافی کی تفسیر عدم انتقام فی الدنیا قرار دے کہ یہ حکم نیا جائے تو اول تو اس حکم کے لیے ایسی دلیل کی حاجت ہے جو سلطان کے ساتھ خاص ہو، سلطان اور عامہ مسلمین میں مشترک ہو، دوسرے خود شریعت نے بہت سے احکام میں ضرورت کے وقت عامہ مسلمین کو قائم مقام سلطان کے

کیا گستاخ رسول کو حرامی کہہ سکتے ہیں؟

سوال بعض لوگ سورہ قلم کی آیت ۱۳ (زہیم) سے استدلال کر کے گستاخ رسول کو حرامی کہتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب آنحضرت ﷺ کی یا کسی بھی رسول کی گستاخی کرنا بدترین کفر ہے (نعمو باندھ) مگر قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں جس شخص کو ”زہیم“ کہا گیا ہے اس کو گستاخی رسول ﷺ کی وجہ سے ”زہیم“ نہیں کہا گیا۔ بلکہ یہ ایک واقعہ کا بیان ہے کہ وہ شخص واقعاً ایسا ہی بدنام اور مشکوک نسب کا تھا۔ اس لیے اس آیت کریمہ سے یہ اصول نہیں نکالا جاسکتا کہ جو شخص گستاخی رسول کے کفر کا ارتکاب کرے اس کو ”حرامی“ کہہ سکتے ہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۵ ص ۵۲)

اجرائے نبوت کے قائل کا حکم؟

سوال مولانا صاحب! آج کل ایک نیا نئے قرآن ریسرچ سینٹر کے نام سے بہت زوروں پر ہے، (بلکہ اب اس کا نام انٹرنیشنل اسلامک پرومکشن سنٹر رکھ دیا گیا ہے، ناقل) اس کا بانی محمد شیخ انگلش میں بیان کرتا ہے، اور ضروریات دین کا انکار کرتا ہے۔ ہم اس انتظار میں تھے کہ ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ میں آپ کی کوئی مفصل تحریر شائع ہوگی مگر آپ کے مسائل میں ایک خاتون کے سوال نامہ کے جواب میں آپ کا مختصر سا جواب پڑھا، اگرچہ وہ تحریر کسی حد تک شافی تھی مگر اس سلسلہ کی تفصیلی تحریر کی اب بھی ضرورت ہے۔ اگر آپ نے ایسی کوئی تحریر لکھی ہو یا کہیں شائع ہوئی ہو تو اس کی نشاندہی فرمادیں یا پھر ازراہ کرم امت مسلمہ کی اس سلسلہ میں راہ نمائی فرمادیں۔

جواب آپ کی بات درست ہے، ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ میں میرا نہایت مختصر سا جواب شائع ہوا تھا، اور اجاب کا اصرار تھا کہ اس سلسلہ میں کوئی مفصل تحریر آنی چاہیے، چنانچہ میری ایک مفصل تحریر مابنامہ بیانات کراچی کے ”بصائر و عبر“ میں شائع ہوئی ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے افادہ عام کے لیے قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا جائے، جو حسب ذیل ہے:

”مسلمانان ہندوستان کی دلی خواہش اور چاہت تھی کہ ایک ایسی آزاد ریاست اور ملک میسر آ جائے جہاں مسلمان آزادی سے قرآن و سنت کا آئین نافذ کر سکیں اور انھیں دین اور دینی شعائر کے سلسلہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، چونکہ مسلمانوں کا جذبہ نیک تھا، اس لیے اس میں جوان، بوڑھے، عوام و خواص اور عالم و جاہل سب برابر کے متحرک و فعال تھے۔ بالآخر لاکھوں جانوں اور عزتوں کی قربانی کے بعد ۱۳ اگست ۱۹۴۷ء کو ایک مسلم ریاست کی حیثیت سے پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ قیام پاکستان کا مقصد اسلامی نظام حکومت یعنی حکومت ”نبیہ“ کا قیام باور کرایا گیا تھا۔ جس کا عنوان تھا ”پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ“ اور یہ ایسا نعرہ تھا جس کے زیر اثر تمام مسلمان مرثیے کے لیے تیار تھے، حتیٰ کہ وہ مسلمان جن کے علاقے تقسیم ہند کے بعد ہندوستان کی حدود میں آئے تھے وہ بھی اس کے قیام میں پیش پیش تھے، لیکن ۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کے مصداق، آج نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود بھی پاکستانی مسلمانوں کو اسلامی نظام حکومت

نصیب نہیں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الٹا پاکستان روز بروز مسلمان بننا چلا گیا، اس میں مذہبی، سیاسی، روحانی غرض ہر طرح کے فتنے پیدا ہوتے چلے گئے، ایک طرف اگر انگلینڈ میں مرتد رشتہ کا فتنہ رونما ہوا تو دوسری طرف پاکستان میں یوسف کذاب نام کا ایک بدباطن دعوئی نبوت لے کر میدان میں آ گیا۔ اسی طرح بلوچستان میں ایک ذکری مذہب ایجاد ہوا جس نے وہاں کعب اور حج جاری کیا۔ یہاں رافضیت اور خارجیت نے بھی پر پزے لگا لے، یہاں شرک و بدعات والے بھی ہیں اور طبلہ سازگی والے بھی۔ اس ملک میں ایک گورہ شاہی نام کا ملعون بھی ہے جن کے مریدوں کو چاند میں اس کی تصویر نظر آتی ہے۔ اور خود اس کو اپنے پیشاب میں اپنے مصلح کی شبیہ دکھائی دیتی ہے۔ اس میں ایک بد بخت عاصمہ جہانگیر بھی ہے جو تحفظ حقوق انسانیت کی آڑ میں کتنی لڑکیوں کی چادر عفت کو تار تار کر چکی ہے۔ اسی طرح اس ملک میں ”جماعت المسلمین“ نامی ایک جماعت بھی ہے جو پوری امت کی تجہیل و تحمیق کرتی ہے۔ یہاں ڈاکٹر مسعود کی اولاد بھی ہے جو اپنے علاوہ کسی کو مسلمان ماننے کے لیے تیار نہیں، یہاں غلام احمد پروچہ کی ذمیت بھی ہے جو امت کو ذخیرہ احادیث سے بدن کر کے اپنے پیچھے لگانا چاہتی ہے، اور ان سب سے آگے اور بہت آگے ایک نیا فتنہ اور نئی جماعت ہے جس کے تانے بانے اگرچہ غلام احمد پروچہ سے ملتے ہیں مگر وہ کئی اعتبار سے غلام احمد پروچہ کو پیچھے چھوڑ گئی ہے، غلام احمد پروچہ نے امت کو احادیث سے رہ گشتہ کرنے کی ناکام کوشش کی تھی، ہاں البتہ اس نے چند آیات قرآنی پر بھی اپنی تاویلات باطلہ کا تیشہ چالایا تھا، مگر اس نئی جماعت اور نئے فتنہ کے سربراہ محمد شیخ نامی شخص نے تقریباً پورے اسلامی عقائد کی عمارت کو منہدم کرنے کا تہیہ کر لیا ہے، چنانچہ وہ توراۃ، زبور، انجیل اور دوسرے صحف آسمانی کے وجود اور حضور ﷺ کی دوسرے انبیاء پر فضیلت و برتری اور انبیاء کرام کے مادی وجود کا منکر ہے، بلکہ وہ بھی اصل میں تو مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح مدعی نبوت ہے۔ مگر وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ناکام حکمت عملی کو دہرانا نہیں چاہتا، کیونکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح براہ راست نبوت اور عقیدہ اجراء وحی کا دعویٰ کر کے قرآن و سنت اور علماء امت کے کھنجر میں نہیں آنا چاہتا، یہ تو وہ بھی جانتا ہے کہ وحی نبوت بند ہو چکی ہے، اور جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد اپنے لیے اجراء وحی کا دعویٰ کرے وہ دجال و کذاب اور واجب القتل ہے۔ اس لیے محمد شیخ نامی شخص نے اس کا عنوان بدل کر یہ کہا کہ: ”جو شخص جس وقت قرآن پڑھتا ہے اس پر اس وقت قرآن کا وہ حصہ نازل ہو رہا ہوتا ہے اور جہاں قرآن مجید میں ”قل“ کہا گیا ہے وہ اس انسان ہی کے لیے کہا جا رہا ہے، یوں وہ ہر شخص کو نزول وحی کا مصداق بنا کر اپنے لیے نزول وحی اور اجراء نبوت کے معاملہ کو لوگوں کی نظروں میں ہلکا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کو یوں بھی تعبیر کرتا ہے کہ:

”انبیاء اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور لوگوں کی اصلاح کرتے ہیں اور میں بھی یہی کام انجام دے رہا ہوں۔“

نعوذ باللہ۔ منصب نبوت کو اس قدر خفیف اور ہلکا کر کے پیش کرنا اور یہ جرأت کرنا کہ میں بھی وحی کام کر رہا ہوں جو (نعوذ باللہ) انبیاء کرام کیا کرتے ہیں۔ کیا یہ دعوئی نبوت اور منصب نبوت پر فائز ہونے کی ناپاک کوشش نہیں؟

لوگوں کی نفسیات بھی عجیب ہے، اگر وہ ماننے پر آئیں تو ایک ایسا شخص جو کسی اعتبار سے قابل اعتماد نہیں، جس کی شکل و شاہت مسلمانوں جیسی نہیں، جس کا رہن سہن کسی طرح اسلاف سے میل نہیں کھاتا، اہلسن مغرب کی فحاشی اس کا شعار ہے، اسوہ نبوی ﷺ سے اسے ذرہ بھر مناسبت نہیں، اس کی چال ڈھال، رفتار و گفتار

اور لباس و پوشاک سے کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا کہ یہ شخص مسلمان بھی ہے کہ نہیں؟ پھر طرہ یہ کہ وہ نصوص صریحہ کا منکر ہے، اور تاویلات فاسدہ کے ذریعہ اسلام کو کفر، اور کفر کو اسلام باور کرانے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے کان کاٹا ہے، فلسفۂ اجراء نبوت کا نہ صرف وہ قائل ہے بلکہ اس کا داعی اور متاد ہے۔

وہ تمام آسمانی کتابوں کا یکسر منکر ہے، وہ انبیاء کے مادی وجود کا قائل نہیں، آنحضرت ﷺ کے روحانی وجود کی بھول بھلیوں کے گورکھ و حسدوں سے آپ ﷺ کی نبوت و رسالت اور مادی وجود کا انکار ہی ہے، انبیاء بنی اسرائیل میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ پر ترجیح دیتا ہے۔

ذخیرۂ احادیث کو من گھڑت کہانیاں کہہ کر ناقابل اعتماد گردانتا ہے، غرضیکہ عقائد اسلام کے ایک ایک جز کا انکار کر کے ایک نیا دین و مذہب پیش کرتا ہے، اور لوگ ہیں کہ اس کی عقیدت و اطاعت کا دم بھرتے ہیں، اور اس کو اپنا پیشوا اور راہ نمائے ہیں۔

اس کے برعکس دوسری جانب اللہ کا قرآن ہے، نصوص صریحہ اور احادیث نبوی ﷺ کا ذخیرہ ہے، آنحضرت ﷺ کا اسوۂ حسنہ اور حضرات صحابہ کرام کی سیرت و کردار کی شاہراہ ہے، اور اجماع امت ہے، جو پکار پکار کر انسانوں کی ہدایت و راہنمائی کے خطوط متعین کرتے ہیں، مگر ان ازلی محرموں کے لیے یہ سب کچھ ناقابل اعتماد ہے۔

کس قدر لائق شرم ہے کہ یہ حراماں نصیب، نبی اکرم ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری کی بجائے اپنے گلے میں اس تلخ و بے دین کی غلامی کا پتہ بجانے اور اس کی امت کہلانے میں "فخر" محسوس کرتے ہیں۔ حیف ہے اس عقل و دانش اور دین و مذہب پر جس کی بنیاد الحاد و زندقہ پر ہو، جس میں قرآن و سنت کی بجائے ایک جاہل مطلق کے کفریہ نظریات و عقائد کو درجہ استناد حاصل ہو۔ سچ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں تو عقل و برد چھین لیتے ہیں، جھوٹ سچ کی تیز ختم ہو جاتی ہے اور ہدایت کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔

گزشتہ ایک عرصہ سے اس قسم کی شکایات سننے میں آ رہی تھیں کہ سیدھے سادھے مسلمان اس فتنے کا شکار ہو رہے ہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں کچھ لکھنے کا خیال ہوا تو ایک صاحب راقم الحروف اور دارالعلوم کراچی کے فتاویٰ کی کاپی لائے اور فرمائش کی کہ اس فتنہ کے خلاف آواز اٹھائی جائے، اس لیے کہ حکومت اور انتظامیہ اس فتنہ کی روک تھام کے لیے نہایت بے حس اور غیر سنجیدہ ہے۔ جبکہ یہ فتنہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ کس قدر لائق افسوس ہے کہ اگر کوئی شخص بانی پاکستان یا موجودہ وزیراعظم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو جائے تو حکومت کی پوری مشینری حرکت میں آ جاتی ہے، لیکن یہاں قرآن و سنت، دین متین اور حضرات انبیاء اور ان کی نبوت کا انکار کیا جاتا ہے، ان کی شان میں نازیبا کلمات کہے جاتے ہیں، مگر حکومت جس سے کس نہیں ہوتی، اور انتظامیہ کے کان پر جوں تک نہیں رہتی۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۹ ص ۲۹۳ تا ۳۰۰)

موجبات کفر وجوہ کفر

ضروریات دین جن کا انکار کفر ہے

آج کل کفر سازی کا بازار خوب گرم ہے۔ مسلمان فرتے ایک دوسرے کی تکفیر میں نہایت بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں۔ ایک دوسرے کی تکفیر کو اظہار حق قرار دیتے ہیں، اپنے آپ کو بہادر اور حق گو گردانتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نئی پود خصوصیت سے کالج اور یونیورسٹی کے طلباء اور دیگر جدید تہذیب سے آراستہ مسلمان ان سے متنفر ہو کر الحاد و ذلت، مرزائیت و پرویزیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لہذا ہم اس بارے میں کچھ پریشان ہیں۔ اس لیے خیال آیا کہ اپنے ان اکابر کی طرف رجوع کیا جائے جن کے علم و اخلاص پر ہمیں اعتماد ہے۔ لہذا ہم آپ کے سامنے ”ضروریات دین“ کی فہرست پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی تصدیق اور قابل اصلاح چیزوں کی اصلاح کے متمنی ہیں۔ اور ثانیاً بعض چیزوں کے بارے میں استفسار کرتے ہیں کہ آیا یہ بھی ضروریات دین میں سے ہیں اور انہیں بھی مدار ایمان و کفر قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

ضروریات دین توحید باری تعالیٰ، انبیاء علیہم السلام کا بشر ہونا، کتب الہیہ منزل من اللہ ہیں، حیات مسیح (ﷺ)، نزول مسیح (ﷺ)، جنت و دوزخ وغیرہ۔

اب ہم ان چیزوں کو آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جن کے متعلق ہمیں دریافت کرنا ہے کہ آیا یہ بھی ایسی چیزیں ہیں جن کا انکار باعث کفر ہے؟

۱۔ عصمت انبیاء علیہم السلام۔ ۲۔ عدالت صحابہ (ان کی عدالت فی الروایات تو مسلم ہے لیکن زید ان کے ذاتی افعال پر تنقید کرتا ہے اور ان کو ان کے افعال و معاملات میں عادل قرار نہیں دیتا، تو آیا ایسا عقیدہ باعث کفر ہے یا نہیں؟ ۳۔ حرمت حد۔ ۴۔ سنت لحد۔

ثانی الذکر امور کے بارے میں باحوالہ تحریر فرمائیں کہ آیا یہ بھی ضروریات دین ہیں یا نہیں؟ نیز آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان میں صدر کے حلف اٹھاتے وقت اقرار کے الفاظ درج ذیل ہیں، اس بارے میں فرمائیں کہ اتنے اقرار سے اسے مسلمان کہہ سکتے ہیں یا بقیہ ضروریات دین کی وضاحت بھی ضروری ہے؟

”میں قسم کھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور خدا پر میرا یقین کامل ہے اور اس کی کتاب قرآن پاک آخری کتاب ہے۔ آخری نبی محمد ﷺ ہیں جن کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا۔ قیامت کے دن پر، رسول کی سنت حدیث پر، قرآن پاک کے احکامات پر۔“

(آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان ص ۱۳۳)

مستفتی (مولانا) عبدالحجید (صاحب)

شیخ الحدیث و صدر مدرس باب العلوم کھروڑ پکا، ملتان

الجواب..... ضروریات دین کا انکار کفر ہے اور منکر کا تادل کرنا معتبر نہیں۔ یہ دونوں امر مسلمہ ہیں۔ اسی بنا پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہو چکا ہے کہ مرزائی کافر ہیں۔ اسی طرح پرویزیوں کا کفر وارد ادبھی مسلمہ ہے۔ ضروریات دین کی جو فہرست آپ نے پیش فرمائی ہے باستثناء چند باقی صحیح ہے۔ ان ضروریات دین کی تفصیل جن کا انکار کفر ہے ان کے لیے معیار کیا ہے؟ بندہ اس سلسلہ میں دو کتابوں کے نام پیش کرتا ہے۔ ایک عربی ہے۔

”اکفار للملحدین فی شئی من ضروریات الدین“ دوسری اردو میں ہے۔ ”ایمان و کفر“ - مصنف حضرت مفتی محمد شفیع صاحب (طرح) اس کا مطالعہ فرمایا جائے۔

بہر حال علماء کرام کا مل کر فیصلہ کرنا مناسب ہے اور خود ہم اس کی جرأت مناسب خیال نہیں کرتے۔ کیونکہ تکفیر مسلمین کے مسئلہ میں ہمارے اکابر نے احتیاط برتی ہے۔

باقی صدر کے حاشیہ اٹھانے کے لیے جو الفاظ ذکر کیے گئے ہیں وہ جامع مانع ہونے کی وجہ سے اجمالی ایمان کے لیے کافی ہیں۔ کھود و کرید کے بعد تو بہت کم لوگ مومن نکلیں گے۔ ایمان کے لیے اجمالی ایمان بھی کافی ہے۔

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ: مفتی خیر المدارس ملتان: ۱۳۹۳، ۲۸

الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ: نائب مفتی

الجواب حق: بندہ محمد اسحاق غفرلہ: نائب مفتی

(خیر القنادی ج ۱ ص ۲۰۵ تا ۲۰۷)

کافر کی قسمیں اور مرزائیوں کو کیوں اقلیت قرار دیا گیا

سوال..... کیا فرماتے ہیں۔ علماء دین اس مسئلے میں کہ آج احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے کل شیعوں کو کافر قرار دینے اور پڑوس و ہابیوں کو مرتد قرار دینے کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے، مسلمانوں کے تمام فرقے اہل قرآن، اہل حدیث، اہل سنت، دیوبندی، اہل سنت والجماعت، بریلوی، شیعہ، و شیعہ اسماعیلی، پرویزی، مودودی وغیرہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور ہر ایک دوسرے کو بدعتی، مشرک، منافق، کافر، مرتد، قابل گردن زدنی وغیرہ سمجھتے ہیں تو پھر قادیانی فرقہ کے جرم کی نوعیت کیا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی نے کئی جگہ آنحضرت ﷺ کی تعریف کی ہے مثلاً۔

وہ پیشوا ہمارا جس کا ہے نور سارا

نام اس کا ہے محمد دلبر میرا وہی ہے

(درشین اردو ص ۷۷)

بعد از خدا بعشق محمد حرم

گر کفر ایں بود بخدا سخت کافر

(درشین فارسی ص ۸۱)

ما مسلمانم با فضل خدا

مصطفیٰ مارا امام و پیشوا

(درشین فارسی ص ۱۱۳)

ہمت او خیر الرسل خیر الامام
بر نبوت را برو ش اختتام

(درشمن قاری ص ۱۱۴)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین

(درشمن اردو ص ۱۱۱)

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں آتا تمہیں خوف عذاب

(درشمن اردو ص ۱۱۱)

اس لیے لاہوری مرزائی مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے بلکہ سنیوں کے پیچھے نماز بھی پڑھ لیتے ہیں لہذا فرمایا جائے کہ کیا وجہ ہے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کی اور اگر باری باری وہابی شیعہ کو اقلیت قرار دیا گیا تو کون مسلمان رہے گا۔

السائل: محمد انور آفیسر مسلم کمرشل بینک منگلا کالونی براستہ دینہ ضلع جہلم

الجواب: بِغَوْنِ الْعَلَامِ الْوُحَّابِ۔

قانون شریعت کے مطابق کافر دو قسم کے ہیں: (۱)۔ کافر عند اللہ (۲)۔ کافر عند الشریعت۔ وہ لوگ جو عند الشریعت کافر نہیں مگر عند اللہ کافر ہیں۔ جیسے بعض شیعہ، چکڑالوی اور اہل قرآن وغیرہ ان کے متعلق شریعت کا حکم اور قانون دوسرے کفار کے قوانین اور احکام سے مختلف ہیں اور مندرجہ ذیل چند قوانین کی بنا پر ان پر شرعی فتوے کی نوعیت کچھ اس طرح ہوگی۔ (۱)۔ شرعاً ان کو اجتماعی طور پر کافر نہیں کہا جاسکتا بلکہ ہر شخص کی علیحدہ علیحدہ کفر زدگی کی تحقیق ہوگی۔ (۲)۔ شرعی طور ان کو قومی کافر نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ بعد تحقیق اگر کسی بات سے کفر ثابت ہو تو ان کو انفرادی طور پر کافر کہا جائے گا۔ نہ کہ اجتماعی۔ (۳)۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو کسی بھی دارالاسلام میں اقلیت قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ اقلیت صرف اجتماعی اور قومی کافروں کے لیے ہوتی ہے۔ (۴)۔ اس قسم کے کافر کے ہر لفظ پر شرعی طور پر مفتی اسلام خوب غور و فکر اور علمی تحقیق کرے گا۔ اگر ایسے شخص کے بولے ہوئے لفظ پر کوئی پہلو اسلام کا نہیں نکلتا۔ ہر طرف سے کفر ہی ثابت ہوتا ہے۔ تب اس کے لیے انفرادی طور پر فتویٰ کفر جاری کیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص اپنے آپ کو شیعہ یا وہابی یا چکڑالوی یا پرویزی کہتا ہے تو اس وقت یہ لفظ کہنے سے ہی اس کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ بلکہ اس کے عقائد اس کے منہ سے سنے جائیں گے اور پھر وہ عقائد اگر شرعی طور پر صرف کفر ہی ثابت ہو تو اس کو شرعاً کافر کہہ دیا جائے گا۔ دین اسلام کے تمام فرقوں کا یہی حکم ہے۔ اس لیے ہر شیعہ یا دیگر فرقہ والے باطلہ کو اجتماعی طور پر کافر نہیں کہا جاسکتا۔ بخلاف دیگر کفار کے کہ وہ لوگ شرعی کافر ہیں تو شرعی کافر اجتماعی اور قومی کافر ہوتا ہے۔ ایسے کافروں کے عقائد اور الفاظ کی تحقیق یا تفتیش نہیں کی جاسکتی۔ یہ قومی کے لحاظ سے کافر ہیں۔ مثلاً ایک شخص اپنے آپ کو ہندو، سکھ، عیسائی یا یہودی کہتا ہے تو اس اقرار سے ہی اس پر کفر کا فتویٰ جاری کر دیا جائے گا۔ وہاں لفظی چھان بین نہ ہوگی۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم ص ۲۷۹ پر ہے۔ مُسْلِمٌ قَالِ اَنَا مُلْحَدٌ يَنْكُرُ۔ (ترجمہ)۔ مسلمان نے کہا میں ملحد ہوں اتنا کہتے ہی کافر ہو جائے گا۔ ایسے کفار کو اقلیت

قرار دیا جاتا ہے۔ ہر دو کفر میں مندرجہ ذیل تین بنیادی اصول ہیں۔

(۱)..... نبوت (۲)..... کتاب (۳)..... شریعت

موجودہ دور کے مرزائی لاہوری ہوں یا قادیانی، ان تین اصول کی بنا پر قومی اور اجتماعی کافر ہیں۔ لہذا وہ لوگ اسلامی فرقوں میں شامل نہیں ہو سکتے۔ اس وجہ سے حق مسئلہ یہ ہے کہ ان کو مرتہ قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ ان کا کلمہ پڑھنا بھی شرعی طور پر منافقت ہے نہ کہ اسلام، اور منافق کافر مطلق ہوتا ہے۔ نہ کہ مرتد بے دین بدیں وجہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جانا شرعی حکم ہے۔ یہ ہے وہ بنیادی فرقہ کہ جس کی بنا پر یہ اسلامی فرقوں سے ممتاز ہے قادیانی فرقہ مرزے کو نبی اور اس کی تصدیقات کو اللہ کی وحی، اس کے اقوال بے ہودہ کو نئی شریعت مان کر کافر۔ مرتد شرعی ہوئے اور لاہوری فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی جیسے کافر کو جس کو شرعی مرتد کی حیثیت حاصل ہے۔ مسلمان کہہ کر کافر ہوئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر اور ارتداد ان ہی تین مندرجہ بالا بنیادی اصول سے ہے کہ اس نے پہلے اپنے آپ کو صحیح شرعی مسلمان بنا کر پھر اپنے لیے نبوت نئی کتاب اور نئی شریعت کا دعوئی کیا۔ مرزا غلام احمد کا نبی پاک ﷺ کی کچھ نعتیں لکھنا۔ اس کے اسلام کی سند نہیں ہو سکتی اس لیے کہ ہمارے آقا دو عالم ﷺ کی نعتیں تو ہندوؤں، سکھوں نے لکھی ہیں۔ واللہ ورمولہ اعلیٰ۔ (قادیانی نیچہ جلد دوم ص ۱۹۲ تا ۱۹۳)

قادیانی کفریات

مسئلہ ۴۷-۴۸..... مسئلہ عبدالواحد خاں صاحب مسلم بمبئی اسلام پورہ معرفت عبداللطیف ہیڈ ماسٹر میوہل اردو اسکول، ۴ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ۔

(۱) قادیانیوں سے کس طرح کس پیرایہ میں بحث کی جائے، یعنی ان کی تردید کے بھاری ذرائع کیا ہیں؟

(۲) کیا حدیثوں کے انکار سے انسان کافر ہو سکتا ہے؟ اگر ہاں تو کن حدیثوں کے انکار سے؟

الجواب..... (۱).... سب سے بھاری ذریعہ اس کے رد کا اوّل اوّل کلمات کفر پر گرفت ہے جو اس کی تصانیف میں برساتی حشرات کی طرح ابلے گیلے پھر رہے ہیں، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہینیں، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں۔ (ضمیمہ: پی ایم آختم ص ۱۱ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

ان کی ماں طیبہ طاہرہ پر طعن، اور یہ کہنا کہ یہودی کے جو اعتراض عیسیٰ اور ان کی ماں پر ہیں ان کا جواب نہیں اور یہ کہ نبوت عیسیٰ پر کوئی دلیل قائم نہیں بلکہ عدم نبوت پر دلیل قائم ہے۔ (انجام احمدی ص ۱۳ خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۰) یہ ماننا کہ قرآن نے ان کو انبیاء میں گنا ہے اور پھر صاف کہہ دینا کہ وہ نبی نہیں ہو سکتے، معجزات عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صراحۃً انکار۔ اور یہ کہنا کہ وہ مسریم سے یہ کچھ کیا کرتے تھے۔ (ازالہ اوہام حاشیہ ۳۰۵ خزائن ج ۳ ص ۲۵۶) اور یہ کہ میں ان باتوں کو مکروہ نہ جانتا تو آج عیسیٰ سے کم نہ ہوتا، تو وہ روشن عجزے جن کو قرآن مجید آیات بیّنات فرما رہا ہے۔ یہ ان کو مسریم و مکروہ مانتا ہے، اپنے آپ کو اگلے انبیاء سے افضل بتاتا اور یہ کہنا کہ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (درشمن اردو ص ۵۳) اور یہ کہنا کہ اگلے چار سو انبیاء کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے۔ (ازالہ اوہام ص ۲۴۹ خزائن ج ۳ ص ۲۳۹) اور یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار وادیاں تانیاں معاذ اللہ زانیہ تھیں اور یہ کہ اسی خون سے عیسیٰ کی پیدائش ہے۔

(ضمیمہ: انجام آختم ص ۱۱ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

اپنے آپ کو نبیؐ، انہی طرف وحی الہی کا ادعا کرنا، اپنی بنائی ہوئی کتاب کو کلام الہی کہنا۔ (خطبہ الہامیہ)

ص ۲۱ خزائن ج ۱۶ ص ۲۱) اور یہ کہ آیہ کریمہ مبشراہ رسول یأتی من بعدی اسمہ احمد (ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔) سے میں مراد ہوں۔ (ازالہ ابہام ص ۱۷۳ خزائن ج ۳ ص ۳۹۳) اور یہ کہ مجھ پر اترا ہے انا انزلناہ بالقدایان و بالحق نزل (ہم نے اسے قادیان میں اور حق کے ساتھ نازل کیا۔) (تہذیب الہی ص ۸۸ خزائن ج ۲۲ ص ۹۱) اور دوسرا بھاری ذریعہ اس ضعیف کی پیشنگاہوں کا جھون پڑنا جن میں بہت چمکتے روشن حروف سے لکھنے کے قابل دو دواقتے ہیں:

ایک! اس کے بیٹے کا جس کی نسبت کہا تھا وہ انبیاء کا چاند پیدا ہوگا اور بادشاہ اس کے کپڑوں سے برکت لیں گے، مگر شان الہی کہ چوں دم برداشتم مادہ برآمد (جب میں نے دم اتھا کر دیکھا تو مادہ پایا۔) بیٹی پیدا ہوئی۔ اس کے اوپر کہا کہ وحی کے سمجھنے میں غلطی ہوئی اب کی جو ہوگا وہ انبیاء کا چاند ہوگا۔ بیٹی، بیٹے ہمیشہ پیدا ہوتے ہیں اب کے ہوا بیٹا مگر چند روز جی کر مر گیا، بادشاہ کیا کسی محتاج نے بھی اس کے کپڑوں سے برکت نہ لی۔

دوسری! بہت بڑی بھاری پیشگوئی آسمانی جو رو کی اپنی پچا زاد بھائی احمد بیک کو لکھ کر بھیجا کہ اپنی بیٹی محمدی میرے نکاح میں دے دے، اس نے صاف انکار کر دیا۔ اس پر پہلے طمع دلائی پھر دھمکیاں دیں پھر کہا کہ وحی آگئی کہ زو جنا کہ ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا، اور یہ کہ اس کا نکاح اگر تو دوسری جگہ کرے گا تو ڈھائی یا تین برس کے اندر اس کا شوہر مر جائے گا۔ مگر اس خدا کے بندے نے ایک نہیں سنی، سلطان محمد خاں سے نکاح کر دیا، وہ آسمانی نکاح دھرا ہی رہا، نہ وہ شوہر مرا، کتنے بچے اس سے ہو چکے اور یہ چل دیے۔ غرض اس کے کفر و کذب حد شمار سے باہر ہیں کہاں تک گئے جائیں، اور اس کے ہوا خواہ ان باتوں کو ٹالتے ہیں، اور بحث کریں گے تو کاہے میں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے انتقال فرمایا مع جسم کے اٹھائے گئے یا صرف روح، مہدی و عیسیٰ ایک ہیں یا متعدد۔ یہ ان کی عیاری ہوتی ہے، ان کفروں کے سامنے ان مباحث کا کیا ذکر، فرض کیجئے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں، فرض کیجئے کہ وہ مع جسم نہیں اٹھائے گئے، فرض کیجئے کہ مہدی و عیسیٰ ایک ہیں، پھر اس سے وہ تیرے کفر کی کمرٹ گئے؟ کلام تو اس میں ہے کہ تو کہتا ہے میں نبی ہوں ہم کہتے ہیں تو کافر، اس کا فیصلہ ہونا چاہیے، انبیاء کی تو نہیں، انبیاء کی تکذیبیں، معجزات سے استہزاء، نبوت کا ادعاء، اور پھر دوسرے درجہ میں انبیاء کے چاند والا بیٹا، آسمانی جو رو، یہ تیری تکفیر و تکذیب کو کافی ہیں۔

(۲) ... حدیث متواتر کے انکار پر کھنکھری جاتی ہے خواہ متواتر باللفظ ہو یا متواتر المعنی، اور حدیث ظہرا کر جو کوئی اختلاف کرے تو یہ مطلقاً کفر ہے اگرچہ حدیث احاد بلکہ ضعیف بلکہ فی الواقع اس سے بھی نازل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۲۷۹-۲۸۰)

کافر بودن پیروان مرزا غلام احمد قادیانی

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو کافر ہیں یا نہیں۔ (۲) ... کیا کسی مسلمان کو حق ہے کہ ان کو مسجد میں جانے اور نماز پڑھنے سے روکے۔ بیتوا و تو جو روا۔

جواب..... خود مرزا کے بقاء اسلام کے قائل ہونے کی تو اس کے اقوال دیکھنے کے بعد کچھ گنجائش نہیں، چنانچہ خود مرزا کے رسائل اور اس کے رد کے رسائل میں وہ اقوال بکثرت موجود ہیں جن میں تاویل کرنا ایسا ہی ہے جیسے بت پرستی کو اس تاویل سے کفر نہ کہا جائے کہ توحید و جود کی بناء پر یہ شخص غیر خدا کا عابد نہیں اب رہ گئے اس کے پیرو تو قادیانی پارٹی تو ان اقوال کو بامائل مانتے ہیں ان پر بھی حکم بالاسلام کی کچھ گنجائش نہیں۔ باقی لاہوری پارٹی

کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا اور یہ عقیدہ قرآن وحدیث سے ایسے نرم طریقہ پر ثابت ہے کہ اس میں ذرہ برابر شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن مجید میں آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے اور خود آپ ﷺ نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ سلسلہ نبوت مجھ پر ختم کر دیا گیا ہے میں خاتم النبیین ہوں اور اب میرے بعد کوئی نبی نبی، اللہ کی طرف سے نہیں آئے گا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ کے بعد صدیق اکبر کے زمانہ خلافت سے لے کر آج تک پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ جس طرح توحید و رسالت قیامت و آخرت اور قرآن کے کلام اللہ ہونے کا منکر پہنچا نہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کا منکر مسلمان نہیں ہو سکتا، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا بھی کسی حال میں مسلمان نہیں ہو سکتا، ایسا شخص کذاب ہے ملعون ہے۔ دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہے اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر وہ پہلے مسلمان تھا تو اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد قرار دیا جائے گا۔

امت کی پوری تاریخ میں علامہ یہی ہوتا رہا ہے مثلاً سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دعویٰ نبوت مسلک کذاب اور اس کے ماننے والوں کے متعلق یہی فیصلہ صادر فرمایا تھا، حالانکہ یہ بات محقق ہے کہ وہ لوگ توحید و رسالت کے قائل تھے ان کے یہاں اذان بھی ہوتی تھی اور اذان میں اشہد ان لا الہ الا اللہ اور اشہد ان محمداً رسول اللہ بھی کہا جاتا تھا، ختم نبوت سے متعلق یہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔

لیکن غلام احمد قادیانی نے اس بنیادی اور اجماعی عقیدہ سے بغاوت کی ہے اور اپنے لیے ایسے الفاظ کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کہ اس میں کسی طرح کی کوئی تاویل اور توجیہ کی گنجائش نہیں ہے اور اس کے معتقدین اس کو دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مثل ”نبی“ کہتے ہیں، اور اس غلط عقیدہ پر ان کو بے حد اصرار بھی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے حقیقۃ البدوۃ ایک کتاب شائع کی تھی جس کا موضوع ہی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو ثابت کرنا تھا اور اس کتاب میں مرزا قادیانی کے نبوت کے دلائل خود مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے پیش کیے گئے ہیں، اس کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے لیے مسیحیت اور مہدویت کا اتنی کثرت سے دعویٰ کیا ہے کہ اس کا انکار یا اس کی تاویل ناممکن ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جو بالاجماع معصوم ہیں ان کی بہت سخت توہین کی ہے اور بہت سے مقامات پر خود کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل بلکہ تمام انبیاء کی روح بتلایا ہے، نیز معجزات کا استہزاء کیا ہے، قرآن میں تحریف کی ہے، احادیث کی بے حرمتی کی ہے وغیرہ وغیرہ۔

دعویٰ نبوت و اقوال کفریہ قادیانی کی تحریر کے آئینہ میں

- (۱) ”خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔“ (اربعین نمبر ۳ ص ۳۶ خزائن ج ۱ ص ۴۶)
- (۲) ”میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔“ (اشہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۷ خزائن ج ۱ ص ۲۱۱ حقیقۃ البدوۃ ص ۲۶۵)
- (۳) ”میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں جن میں بطور نمونہ کسی قدر اس کتاب میں لکھے گئے ہیں۔“ (تہذیبۃ الوحی ص ۶۸ خزائن ج ۲ ص ۵۰۳)
- (۴) ”سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (فتح البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱ ص ۲۳۱)

(۵)۔ ”میں خدا کے حکم کے موافق نہیں ہوں۔“

(مرزا قادیانی کا آخری خط مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء حقیقت الملوٰۃ ص ۲۷۰)

(پدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء ملفوظات ج ۱ ص ۱۰۷)

(۶)۔ ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول و نبی ہیں۔“

(۷)۔ ”پس اس میں کیا شک ہے کہ میری پیشین گوئیوں کے بعد دنیا میں زلزلوں اور دوسری آفات کا سلسلہ شروع ہو جانا میری سچائی کے لیے ایک نشانی ہے۔ یاد رہے کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصہ زمین میں تکذیب ہو مگر اس کی تکذیب کے وقت دوسرے مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۱ خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۵)

(۸)۔ ”تخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً (الاسراء: ۱۵) پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھارہی ہے اور دوسری طرف جیت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے عالم کو تاؤں اور شاید تم میں کوئی خدا کی طرف سے نبی قائم ہو گیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔“ (تجلیات الہیہ ص ۸، ۹ خزائن ج ۲۰ ص ۳۰۰-۳۰۱)

(۹)۔ ”خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے۔“ (دافع البلاء ص ۸ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۹)

(۱۰)۔ ”تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں نہ پڑے۔ برس رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔“

(دافع البلاء ص ۱۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

(۱۱)۔ ”الہامات میں میری نسبت بار بار کہا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔“ (انجام آتھم ص ۶۲ خزائن ج ۱۱ ص ۶۲)

(۱۲)۔ ”انا ارسلنا احمد الی قومہ فاعرضوا وقالوا کذاب اشہر۔“

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۳ خزائن ج ۱۷ ص ۲۲۳)

(۱۳)۔ ”فکلتمنی و نادانی وقال انی ارسلک الی قوم مفسدین و انی جاعلک للناس اماما و انی مستخلفک اکراماً کما جرت سنتی فی الاولین۔“ (انجام آتھم ص ۷۹ خزائن ج ۱۱ ص ۷۹)

(۱۴)۔ ”اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کملی کملی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لیے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی اس طرح آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفہ اللہ ہوں مگر پیشین گوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۶ خزائن ج ۸ ص ۲۱۰ ضمیر حقیقۃ الملوٰۃ ص ۲۶۲)

(۱۵)۔ ”آپ (یعنی مرزا قادیانی) نبی ہیں اور خدا نے اور اس کے رسول نے ان ہی الفاظ میں آپ کو نبی کہا ہے۔ جس میں قرآن کریم اور احادیث میں پچھلے نبیوں کو نبی کہا گیا ہے۔“ (حقیقۃ الملوٰۃ ص ۷۰)

(۱۶)۔ ”پس اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح موعود، قرآن کریم کے معنوں کی رو سے بھی نبی ہیں اور لغت کے معنوں سے بھی نبی ہیں۔“ (حقیقۃ الملوٰۃ ص ۱۱۶)

(۱۷)۔ ”پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس معنی کو حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔“ (حقیقۃ الملوٰۃ ص ۱۷۲)

(۱۸) ”بجائے نبوت ہم بھی مرزا قادیانی کو پہلے نبیوں کی مطابق نبی مانتے ہیں۔“ (حقیقۃ النبوة ص ۲۹۲)

صبح ہونے کا دعویٰ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہمارا (یعنی اہل سنت والجماعت کا) عقیدہ یہ ہے کہ اللہ نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا ہے اور قیامت کے قریب آپ تشریف لائیں گے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ میرا بھی پہلے یہی عقیدہ تھا۔ مگر بعد میں ان کا یہ خیال ہو گیا کہ اللہ نے اس کو بڑا رعب و وحی یہ بتلایا کہ یہ سراسر غلط خیال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور کسی وقت وہ دنیا میں دوبارہ آئیں گے بلکہ وہ صبح اور عیسیٰ علیہ السلام جو آنے والا تھا وہ خود تو ہی ہے تیرا ہی نام ابن مریم رکھا گیا ہے، اس سلسلہ میں خود مرزا قادیانی کا بیان ملاحظہ ہو۔

”اور میری آنکھیں اس وقت تک بالکل بند رہیں جب تک کہ خدا نے بار بار کھول کر مجھ کو نہ سمجھایا کہ عیسیٰ ابن مریم اسرائیلی تو فوت ہو چکا ہے اور وہ واپس نہیں آئے گا اس زمانہ اور اس امت کے لیے تو، تو ہی عیسیٰ ابن مریم ہے۔“ (براہین احمدیہ ج ۸ ص ۸۵ خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ پہلے تو مرزا قادیانی صبح سویرے اور عیسیٰ ابن مریم ہی بنے تھے، لیکن پھر وہ اور آگے بڑھے اور انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی فضیلت کا اعلان شروع کر دیا، ان کے لڑکے مرزا بشیر احمد نے مرزا قادیانی کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ”میں صبح عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی کا منکر ہوں ہاں بے شک وہ خدا کے نبیوں میں سے ایک نبی تھا مگر مجھے خدا نے اس سے برتر مرتبہ عطا کیا ہے۔“ (تبلیغ ہدایت ص ۱۶۹) ”اور دیکھو آج تم میں ایک ہے جو اس صبح سے بڑھ کر ہے۔“ (دافع ابلاء ص ۱۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

مرزا قادیانی کا درج ذیل شعر بہت مشہور ہے اور خود مرزا قادیانی کو اپنا یہ شعر بہت پسند تھا۔ اس لیے انھوں نے بار بار اپنی تصنیفات میں اس کو نقل کیا ہے۔ شعر یہ ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بڑھ کر غلام احمد ہے

(دافع ابلاء ص ۲۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

مرزا قادیانی کا دوسرا شعر ہے۔

مرہم عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا
میری مرہم سے شفا پائے گا ہر ملک و دیار

(درشین اردو ص ۱۳۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ”ہاں آپ کو (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو) گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔“

(ضمیر انجام آختم حاشیہ نمبر ۵ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

”یہ بھی یاد رہے کہ (آپ کو) کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔“ (استغفر اللہ)

(ضمیر انجام آختم حاشیہ ص ۵ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

”عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔“

(حاشیہ صفحہ ۶ ضمیر انجام آختم خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

”مسک کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں ناگیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن کریم میں یحییٰ کا نام حضور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہیں رکھا کیونکہ ایسے قے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“

حضرت عیسیٰ ﷺ کے معجزات کی نسبت مرزا قادیانی کے خیالات

”کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت مسیح ﷺ نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صنّاع ایسی ایسی چیزیں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور بلیتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں، اور میں نے سنا ہے کہ کھل کے ذریعہ سے بعض چیزیں پرواز بھی کرتی ہیں۔“

(ازالہ ابہام حصہ اول ص ۳۰۴ خزائن ج ۳ ص ۲۵۵)

”کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک کے مارنے سے کسی طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسا پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پتھروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔“

(ازالہ ابہام ص ۳۰۳-۱۲۸-۱۲۹ خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

نوٹ.... اس حوالہ میں آخری عبارت پر غور کیجئے، حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ پر کس قدر گندہ بہتان لگایا ہے، قرآن مجید کی بیان کی ہوئی اس حقیقت پر تمام اہل اسلام کا بلا کسی شک و شبہ کے ایمان ہے کہ اللہ نے اپنی قدرت کا نام سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا کسی شخص کی وساطت کے امر ”کن“ سے پیدا فرمایا تھا حضرت مریم عقیقہ اور پاکدامن تھیں، آپ کا کسی شخص سے تعلق قائم نہیں ہوا تھا، قرآن کی اس صریح وضاحت کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی نے کس قدر غلط بات لکھی ہے، یہ قرآن کے بالکل خلاف ہے، اور قرآن کا انکار ہے، اس کے باوجود اس کو مسلمان سمجھنا اور اس کے متبعین کا اپنے کو مسلمان کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟

”ادائل میں میرا بھی یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے، وہ خدا کے نبی ہیں اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔“

(حقیقۃ الوبی ص ۱۵۰ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴-۱۵۳)

”اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لیے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔ وهذا تحدیث نعمۃ اللہ ولا فخر۔“

(حقیقۃ الوبی ص ۱۵۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۷)

حضرت یوسف علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

”بس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعاء کر کے بھی قید سے بچا لیا گیا مگر یوسف ابن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔“ (براہین احمدیہ ج ۹۹ خزائن ج ۲۱ ص ۹۹)

میرا سب کچھ ہوں مرزا قادیانی کا دعویٰ یہ تھا کہ میں تمام نبیوں کی روح اور ان کا خلاصہ ہوں، میری ہستی میں تمام انبیاء سائے ہوئے ہیں، چنانچہ اس نے لکھا ہے۔

”میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں، میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں۔ سو ضرور ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جائے۔“ (تحریر حقیقۃ الوحی ص ۸۵ خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱)

معجزات کی کثرت جب مرزا قادیانی نے پیغمبری اور نبوت کا دعویٰ کیا تو معجزات کا دعویٰ بھی لازم تھا چنانچہ انھوں نے معجزات کا دعویٰ بھی معمولی انداز سے نہیں کیا بلکہ اللہ کے تمام نبیوں کو معجزات کے معاملہ میں بہت پیچھے چھوڑ دیا۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

”اللہ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔“

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷ خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

”ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں تو میں صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنھوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی جہت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔“ (تحریر حقیقۃ الوحی ص ۱۳۶ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۳)

”اور خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانے میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔“ (تحریر حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

”ان چند سطروں میں جو پیشین گوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہے جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گی اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اوّل درجہ پر فائق ہیں۔“ (براہین احمدیہ ج ۹۹ خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

”اگر بہت ہی سخت گیری اور زیادہ سے زیادہ احتیاط سے بھی ان کا شمار کیا جائے تب بھی یہ نشان جو ظاہر ہوئے دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے۔“ (براہین احمدیہ ج ۹۹ خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

احادیث کے متعلق مرزا قادیانی کا خیال

”ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر تازل ہوئی ہاں تائیدی طور پر ہم حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف

کے مطابق ہیں اور میری وحی کی معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔
(انجاز احمدی ص ۳۶ خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۰)

شیخ الحدیث حضرت مولانا اور یس کا ندھلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

فرقہ قادیانیہ و مرزائیہ اس زمانے کے گمراہ ترین فرقوں میں سے ایک فرقہ قادیانیہ اور مرزائیہ ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی ساکن قصبہ قادیان ضلع گورداسپور کا پیرو ہے، اس کا دعویٰ یہ تھا کہ میں مسیح موعود اور مہدی منتظر ہوں اور نبی اور رسول ہوں اور تمام پیغمبروں کا ظل اور بروز ہوں اور سب سے افضل و اکمل ہوں۔

وہم دم گئے کہ من پیغمبرم

و ز ہم پیغمبراں بالا ترم

اور نہایت ڈھٹائی اور بے حیائی سے یہ کہتا تھا کہ میں وہی رسول موعود اور مبشر معبود ہوں جس کی قرآن پاک میں بدیں الفاظ بشارت موجود ہے۔ واذ قال عیسیٰ ابن مریم یابنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراة و مبشرا برسول یاتئ من بعدی اسمہ احمد۔ (الف ۶) گویا کہ مرزائے قادیان کے گمان میں یہ آیت محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی بلکہ قادیان کے ایک دیوان کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اسی طرح بہت سی آیات جو سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں نازل ہوئیں ان کے متعلق کہتا ہے کہ یہ آیتیں میرے بارے میں نازل ہوئیں کوئی دیوانہ ہی ہوگا جو اس بات کو مانے گا کہ قرآن کی آیتیں مرزائے قادیان کے بارے میں نازل ہوئیں۔

آبلہ گفت دیوانہ پاد رکرد

اور کہا کہ میں کھتہ اللہ ہوں اور روح اللہ اور عیسیٰ ہوں بلکہ اس سے بڑھ کر ہوں جیسا کہ خود اس کا قول ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(درشین اردو ص ۵۳)

اور جب مرزا نے یہ دعویٰ کیا کہ میں مثیل مسیح ہوں تو سوال ہوا کہ آپ عیسیٰ ابن مریم جیسے معجزات دکھائیے جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہیں کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور کوڑھیوں اور اندھوں کو اچھا کرتے تھے، تو جواب میں یہ ہوا کہ عیسیٰ کا یہ تمام کام مسکریزم تھا میں ایسی باتوں کو کمرہ جانتا ہوں ورنہ میں بھی کر دکھاتا۔

اور مرزا حضرت عیسیٰ ﷺ کو یوسف نجا کا بیٹا بتاتا تھا اور بغیر باپ کے پیدا ہونے کا منکر تھا اور طرح طرح سے ان کی شان میں گستاخانہ کلمات کہتا تھا۔

علمائے ربانین نے اس مسئلہ پنجاب کے رد میں بے مثال کتابیں لکھیں، مرزائے غلام احمد قادیانی کی مایہ ناز کتاب ازالتہ الامہ ہے، حضرت مولانا انوار اللہ خان حیدر آبادی نے اس کی تردید میں بے مثال کتاب لکھی جس کا نام "افادۃ الافہام" رکھا اور اس ناچیز نے بھی متعدد رسائل اس مسئلہ پنجاب کے رد میں لکھے جو چھپ چکے ہیں، اے مصلحان! عہد رسالت سے لے کر اس وقت تک پیغمبروں کی نبوت و رسالت اور مدعی عیسویت اور مہدویت گزر چکے ہیں جو مرزائیوں کے نزدیک بھی کافرا، مرتد اور ملعون تھے جس دلیل سے گذشتہ مدیان نبوت مرزا کے نزدیک کافر اور مرتد تھے، اسی دلیل سے یہ جدید مدعی نبوت مرزائے قادیان بھی کافر و مرتد ہے۔

(عقائد، مام، ص ۱۸۱-۱۸۲)۔ قول از حضرت مولانا محمد اور یس کا ندھلوی

مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کفریہ میں سے چند اقوال کفریہ بطور نمونہ نقل کیے گئے ہیں ان سے صراحتاً یہ ثابت ہو رہا ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ ہے اور اس کے معتقدین بھی اس کی نبوت کے قائل ہیں، لہذا غلام احمد قادیانی قطعی طور پر اسلام سے خارج اور اس کے تعین بھی جو اس کی نبوت کو تسلیم کرتے ہیں یا دعویٰ نبوت کے باوجود اسے دائرہ اسلام میں سمجھتے ہیں وہ لوگ بھی قطعی طور پر کافر مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔

علمی لطیفہ موقع کی مناسبت سے ایک علمی لطیفہ ذہن میں آیا، رنگون میں خواجہ کمال الدین قادیانی پہنچا، بڑا عیار چالاک اور چال باز تھا، اس نے اہل رنگون کے سامنے اپنے اسلام کا دعویٰ کیا اور کہا کہ ہم غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے ہیں، اور یہ بات قہر کہتا (جیسا کہ بہت سے قادیانی خصوصاً لاہوری کہتے ہیں) خواہ مخواہ ہم کو بدنام کیا جاتا ہے، حالانکہ ہم کچے مسلمان ہیں، قرآن کو مانتے ہیں، حضور اکرم ﷺ کو اللہ کا سچا رسول سمجھتے ہیں، عوام اس کی باتوں میں آ گئے، اس کی تقریریں ہونے لگیں بہت سے مقامات پر نماز بھی پڑھا لی، جمعہ تک پڑھایا رنگون کے ذمہ دار بہت فکر مند تھے کہ عوام کو کس طرح اس فتنہ سے محفوظ رکھیں، عوام میں دن بدن اس کو مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ مقامی علماء سے اس کی گفتگو بھی ہوئی مگر اپنی چال بازی کی وجہ سے اپنی اصلیت ظاہر نہ ہونے دیتا۔

مشورہ کر کے یہ طے پایا کہ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی کو مدعو کیا جائے، چنانچہ تار دے دیا گیا اور وہاں اس کی شہرت بھی ہو گئی کہ بہت جلد مولانا عبدالشکور صاحب تشریف لارہے ہیں وہ اس سے گفتگو کریں گے، خواجہ کمال الدین نے جو مولانا کا نام سنا تو راہ فرار اختیار کرنے میں ہی اپنی عافیت دیکھی چنانچہ مولانا کے وہاں پہنچنے سے پہلے پہلے چلا گیا، مولانا تشریف لے گئے، مولانا کی تقریریں ہوئیں، عوام کو حقیقت سے خبردار کیا اور ذمہ داروں کی ایک مجلس میں فرمایا کہ آپ حضرات نے غور فرمایا کہ وہ کیوں یہاں سے چلا گیا دراصل وجہ یہ تھی کہ وہ سمجھ گیا ہوگا کہ میں اس سے یہ سوال کروں گا کہ تو مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا قائل نہیں مگر تو اسے مسلمان سمجھتا ہے یا کافر؟ اس کا جواب اس کے پاس نہیں تھا جو جواب بھی دیتا پکڑا جاتا وہ مرزا کو کسی حال میں کافر تو کہہ نہیں سکتا تھا اگر مسلمان کہتا تو اس پر بھی اس کی گرفت ہوتی کہ جو شخص مدعی نبوت :وہ کسی حال میں مسلمان نہیں رہ سکتا، ایسے آدمی کو مسلمان سمجھنا خود کفر ہے۔ میں اس سے یہی سوال کرتا، اور انشاء اللہ اسی ایک سوال پر وہ ادا جواب ہو جاتا اور اس کا راز فاش ہو جاتا یہ سوال آپ لوگوں کے ذہن میں نہیں آیا اس لیے آپ لوگ پریشان رہے۔

بہر حال یہ ایسا ظاہر و باہر مسئلہ ہے کہ اس میں کسی کو فیصلہ بنانے اور اس سے فیصلہ کرانے کی بھی ضرورت نہیں ہے، لہذا مرزا کی احمدی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی غیر مسلم کے پاس اپنا مقدمہ لے جا کر اس سے اپنے مسلمان ہونے کی سند حاصل کرے اور ایسی سند سے وہ مسلمان بھی نہیں ہو سکتا، اس کو سچا اور پکا مسلمان ہونا ہے تو اس کی صورت صرف یہی ہے کہ جس راہ پر وہ گامزن ہے اس کو چھوڑ کر صدق دل سے توبہ کرے اور اس کا اعلان کرے، مرزا غلام احمد کی نبوت کا انکار کرے، اور اس کی تکفیر کرے اور اس کے تمام عقائد باطلہ سے یکسر توبہ کرے، اور اہل سنت والجماعت کے عقائد کے مطابق تجدید ایمان و تجدید نکاح کرے، جب وہ مسلمان ہی نہیں ہے تو اسلامی حقوق بھی اس کو حاصل نہیں ہوں گے اور اسلامی اصطلاحات کا استعمال بھی اس کے لیے جائز نہ ہوگا، لہذا اس کا فرد مرتد فرقہ کو اہل سنت والجماعت کی مسجد میں نماز پڑھنے اور مدارس میں داخلہ لینے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کا قطعاً حق حاصل نہیں ہے اور اس کا یہ مطالبہ بالکل غلط ہے۔

یہ مسلمانوں کا خالص دینی و اعتقادی مسئلہ ہے ایسے معاملہ میں جو دین کے ماہر ہیں انہی کا فیصلہ قابل

قبول ہو سکتا ہے، اس لیے عدالت کو چاہیے کہ اس معاملہ کو ملائے محققین کی کمیٹی کے سپرد کرے۔ اس لیے کہ فیصلہ نافذ کرنے اور قاضی بننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے اندر تمام شرائط شہادت موجود ہوں اور شہادت میں سے پہلی شرط اسلام ہے، جب پہلی ہی شرط مفقود ہو تو وہ شرعی طور پر قاضی نہیں ہو سکتا۔ اس کا فیصلہ شرعی فیصلہ نہیں کہا جا سکتا، یہ شرط فقہ کی تمام کتابوں میں درج ہے، مثلاً البحر الرائق میں ہے۔

(قوله اهله اهل الشهادة) ای اهل القضاء ای من یصح منه او من تصح تولیة له (الی قوله) وهو ان ینكون حراً مسلماً بالغاً عاقلاً عادلاً (الی قوله) فلا تصح تولیة کافر وصیی یعنی قاضی وہ شخص بن سکتا ہے جس میں (مسلمانوں کے باہمی معاملات میں) شہادت دینے کی صلاحیت ہو، اور صلاحیت اس شخص کے اندر ہو سکتی ہے جو آزاد ہو (غلام نہ ہو) مسلمان ہو (غیر مسلم نہ ہو) بالغ ہو (نا بالغ نہ ہو) عاقل ہو (مجنون اور دیوانہ نہ ہو) عادل اور ثقہ ہو (فاجر اور فاسق نہ ہو) اہل قول اسی بن پر کافر اور بچہ کو عہدہ قضاء سپرد کرنا صحیح نہیں ہے۔“ (ص ۲۶۰ ج ۶ کتاب القضاء)

اور کسی کمیٹی کو بھی اسلامی حیثیت اسی وقت حاصل ہوگی۔ جب اس کے تمام ارکان میں شرائط شہادت مجتمع ہوں لہذا اگر کمیٹی کا ایک رکن بھی غیر مسلم ہوگا تو کمیٹی کی اسلامی حیثیت باقی نہ رہے گی اور اس کا فیصلہ اسلامی فیصلہ نہ ہوگا۔

مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ عدالت میں اپنا موقف ظاہر کر دیں اور یہ بتا دیں کہ یہ ہمارے خالص ایمان و عقائد کا مسئلہ ہے اور اس خالص دینی و اعتقادی مسئلہ میں ہمارے لیے ماہرین دین و علمائے اسلام ہی کا فیصلہ قابل قبول ہو سکتا ہے اور مسلمہ اصول ہے کہ ہر مسئلہ اور ہر معاملہ کے حل کے کچھ اصول و ضوابط ہوتے ہیں اور مسئلہ انھیں ضوابط و اصول کے ماتحت حل کیا جاتا ہے۔ اس مسئلہ کے حل کے لیے ہم اپنے اصول و ضوابط کی پابندی کر رہے ہیں اس لیے عدالت کو چاہیے کہ اس مسئلہ کے حل میں شریعت اسلام کے اصول و ضوابط کی قدر کرے اور یہ مسئلہ مسلمانوں کی کمیٹی کے حوالہ کر دے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

احقر سید عبدالرحیم لاچپوری ثم راندیری غفرلہ

(قادیانی رحمہ ج ۲ ص ۳۵۳۳۵)

راندیر۔ مورخہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

قادیانی اور لاہوری دونوں کافر، قادیانی کے تفصیلی احکام

سوال ... ۱ قادیانی مذہب کی لاہوری، محمودی دونوں جماعتیں کافر ہیں یا کوئی ایک۔ ۲۔ مرزا قادیانی کی جماعت کیوں کافر ہوئی حالانکہ وہ ایمان مفصل کی تمام باتوں پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ ۳۔ قادیانی کو لڑکی دینا لیتا ان کو اپنی قوم میں داخل و شامل رکھنا ان کی غی و شادی میں خود شریک ہونا یا اپنی شادی وغیرہ میں ان کو برادری کی طرف سے شرکت کی دعوت دینا ان کے اموات اپنے قبرستان میں داخل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ۴۔ ایک مسلمان کا اگر قادیانی سے کچھ نسبی رشتہ ہو تو اس کو برقرار رکھنا اور رشتہ داری کے حقوق اپنے اوپر عائد جان کر ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ۵۔ قادیانی سے اپنے تمام نسبی تعلقات اور برادری و قومیت کے علاقے منقطع کرنا جب تک کہ وہ تابع نہ ہو، از روئے شرع شریف ہر مسلمان کو ضروری ہے یا نہیں؟ مدلل تحریر ہو۔ محمد ولی اللہ غفرلہ

الجواب ... حامداً و مصلیاً۔ اتنا تو آپ بھی جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کی گئی ہے اور یہ تکفیر اہل حق متدین علماء نے کی ہے۔ یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ فی الحال قادیانیوں کی دو پارٹیاں ہیں۔ ایک مرزا غلام

احمد قادیانی کو نبی اعتقاد کرتی ہے دوسری مجدد اور بہت بڑے درجہ کا ولی مانتی ہے۔ یہ بھی آپ پر شاید مخفی نہیں کہ اسباب تکفیر کیا ہیں؟ جگہ جگہ نبوت کا دعویٰ اپنے اوپر وحی کا نزول، کتب سابقہ کا وہیہ میں اپنی نبوت کی بشارت، حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات پر اپنے معجزات کی زیادتی اور فوقیت، انبیاء سابقین علیہم السلام کی توہین و تحقیر، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب و سب و دشتم اور آپ کے خاندان پر زنا کا افتراء، اللہ پاک سے اپنی بہستری وغیرہ وغیرہ جیسا کہ اعجاز احمدی، ازالۃ الاولیاء، حقیقۃ الوحی، ضمیمہ انجام آفتہم، دافع البلاء، حاشیہ کشتی نوح وغیرہ کتب کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔ اگر ان اشیاء میں سے کوئی شے فی الحال آپ کے علم میں نہ ہو تو کتب بالا کے مطالعہ سے احتضار ہو سکتا ہے۔ آپ کے استثناء سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر منشاء شبہ دو چیزیں ہیں۔ اول! یہ کہ ایمان مفصل کا قائل ہو کر آدمی کیسے کافر ہو سکتا ہے۔ دوم! یہ کہ جو پارٹی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتی وہ کس بناء پر کافر ہے۔ سو امر اول! کے متعلق عبارات ذیل ملاحظہ فرمائیے۔ ۱..... من انکر شینا من شرائع الاسلام فقد ابطال قول لا الہ الا اللہ۔ (اسیر الکبریٰ ج ۳ ص ۳۶۵ ج ۵ باب ما یكون رجل یہ مسلماً) ۲..... اذا لم يعرف الرجل ان محمدًا ﷺ اخر الانبیاء علیہم و علی نبینا السلام فلیس بمسلم کذا فی الیتیمیۃ اھ قال ابو حفص الکبیر کل من اراد قبلہ بغض نبی کفر و کذالو قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغام برم یرید من پیغام می برم یکفرو لو انه حين قال هذه المقالة طلب غيره منه المعجزة قيل یکفر الطالب والمتاخرين من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب توجیزه وافتضاحه لا یکفر۔ (تذوی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳) ۳..... وفي البرازیه یجب الایمان بالانبیاء بعد معرفۃ معنی النبی وهو المخبر عن اللہ تعالیٰ باوامره و نواحیه و تصدیقه بكل ماخبر عن اللہ تعالیٰ و اما الایمان بسیدنا محمد ﷺ یجب بانه رسولنا فی الحال و خاتمہ الانبیاء و الرسل فاذا امن بانه رسول ولم یؤمن بانه خاتم الانبیاء لا یكون مؤمنا و فی فصول العمداد من لم یقر ببعض الانبیاء بشی اولم یرض بسنة من سنن المرسلین علیہم السلام فقد کفر (مجمع البحار ج ۱ ص ۲۹۹) ۴..... ولو عاب نبیاً کفر (اوجز ج ۳ ص ۳۲۷) ۵..... دعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع۔ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲) ثم لا نزاع فی ان من المعاصی ما جعله الشارع امارۃ التکذیب و علم کونه كذلك بالا دلة الشریعة کسجود الصنم و القاء المصحف فی القاذورات و التلفظ بکلمۃ الکفر و نحوه ذلك مما ثبت بالادلة انه کفر و بهذا یندفع ما یقال ان الایمان اذا کان عبارة عن التصدیق و الاقرار فینبغی ان لا یصیر المقربا للسان المصدق بالجنان کافرا بشی من افعال الکفر و الفاظہ ما لم یتحقق منه التکذیب او الشک۔“ (شرح فقہ اکبر ص ۹۳) دیکھئے اس میں کتنی صورتیں ہیں کہ باوجود ایمان مفصل کی تمام باتوں پر ظاہراً اعتقاد رکھتے ہوئے فقہاء نے اجماعاً تکفیر فرمائی ہے۔ اگر محض اُمت باللہ کا اعتراف زبان سے کافی ہوتا اور یہ کفر کے منافی ہو تو فقہاء قاطبہ کیوں تکفیر فرماتے ہیں۔ اگر دعویٰ نبوت منافی ایمان نہیں تو مسیلہ کذاب کی تکفیر بھی بے محل ہوگی اور پھر اس کا قتل جو اکابر صحابہ کے ارشاد سے قرون اولیٰ میں ہوا ہے محتاج تامل ہوگا حالانکہ وہ اجماعی ہے، اس نے چند آیات بنائی تھیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی قصیدہ اعجاز یہ پیش کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسائی اور بغیر باپ کے پیدا ہونا قطعی اور اجماعی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تصانیف میں متعدد مقامات پر ہر دو کا انکار کیا ہے۔ ملائکہ کے متعلق بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی بہت سی تحریرات میں خلاف تصریحات اسلام خرافات موجود ہیں۔ اگر بعض

شرائع کو تسلیم بھی کیا ہے اور بعض کا انکار کیا ہے یہ بالکل وہی شان ہے۔ یقولون تو من بعض و نکفر بعض و بریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلاً اولنک ہم الکافرون حقاً واعتدنا للکفرین عذاباً مہیناً۔ (اتساء ۱۵۰) جو شخص ملائکہ اور رسل کو سب و دشتم کرے اور ان سے عداوت رکھے اس کے متعلق کلام پاک میں ارشاد ہے۔ من کان عدو اللہ و ملائکته و رسله و جبریل و میکائیل فان اللہ عدو للکفرین۔ (البقرہ ۹۸) امید ہے کہ اب دل میں کوئی شبہ نہیں رہا ہوگا۔ اگر اب بھی کوئی شبہ ہو تو شرح شفا خفاجی، الصارم المسلول، رد المحتار، شرح مقاصد کو تفصیل سے دیکھئے کہ کن اشیاء سے ارتداد کا حکم ہو جاتا ہے اور خصوصیت سے مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق انکار المسکدین اور فیملہ مقدمہ بمبادیور میں کافی تفصیل موجود ہے جو جماعت مرزا کی ہم عقیدہ ہے اور اس کو نبی مانتی ہے اس کا حکم عبارات مذکورہ سے ظاہر ہو گیا۔

امردوم! جس شخص کی تکفیر کے متعلق نصوص بالا ناظر ہوں اس کو مجدد ولی اعتقاد کرتا بھی کفر ہے۔ خود خیال کیجئے کہ اللہ تعالیٰ جس کے عدد ہوں اس سے محبت اور اعتقاد صراحتاً اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے یا نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی حیثیت صرف کافر اصلی کی نہیں بلکہ مرتد کی تھی اور ارتداد بھی وہ جو کہ زندیق میں ہوتا ہے۔ آج بھی جو شخص مرزا کے عقائد کو اختیار کرے گا اس پر بھی شریعت مرتد کا حکم لگائے گی۔ زندیق اور مرتد کے احکام (رد المحتار ص ۳۵۷) میں دیکھئے۔ اجمالی طور پر آپ کے جملہ سوالات کا جواب ظاہر ہو گیا۔ تاہم تفصیل سے نمبر وار سنئے۔

(۱)..... ہر دو کا حکم ایک ہے۔ (۲)..... قطعیات اور اجتماعات کے انکار کی وجہ سے۔ (۳)..... یہ جملہ امور شرعاً ناجائز ہیں۔ ولا الوثیات وهو بالاجماع والنص و یدخل فی عبدة الاوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التي استحسوها والمعطلة والزرد نافقة الباطنية والاباحية و فی شرح الوجیز و کل مذهب یکفر به معتقده (فتح القدیر ج ۳ ص ۱۳۷) ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلية و كذلك لا یجوز نکاح المرتدة مع احد کذا فی المبسوط (ہندیہ ج ۱ ص ۲۸۲) موتی المسلمین اذا اختلطوا بموتی الکفار او قتلی المسلمین بقتلی الکفار ان کان للمسلمین علامة یعرفون بها یمیز بینهم و ان لم تکن علامة ان كانت الغلبة للمشرکین فانه لا یصلی علی الکمل ولكن یغسلون و یکفنون و یدفنون فی مقابر المشرکین (عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۹) مختصراً اما المرتد فیلقی فی حفرة کالکلب۔

(۴)..... مرتد کا رشتہ تو باقی رہتا ہے مگر حقوق رشتہ داری منقطع ہو جاتے ہیں، حتیٰ کہ اگر کسی کا کوئی رشتہ دار نعوذ باللہ قادیانی ہو تو اس کا نفقہ واجب نہیں ہوگا۔ ولا نفقة مع الاختلاف دینا الا للزوجة والاصول والفروع الذمیین الخ تنویر قولہ مع الاختلاف دیناً ای کالکفر والاسلام فلا یجب علی احدهما الاتفاق علی الآخر وفيه اشعار بان نفقة السنی علی الموسی الشیعی کما اشیر الیه فی التکمیل قہستانی والمراد الشیعی المفضل بخلاف الساب القاذف فانه مرتد تقتل ان ثبت علیہ ذلک فان لم یقتل تساهلاً فی اقامة الحدود فالظاهر عدم الوجوب لان مدار نفقة الرحم المحرم علی اہلیۃ الارث ولا توارث بین مسلم ومرتد نعم لو کان یجحد ذلک ولا بینۃ یعامل بالظاهر وان اشتهر حالہ بخلافہ واللہ اعلم۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۷۴۲ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) (۵)..... اگر تعلقات باقی رکھنے سے ان کی اصلاح اور ہدایت کی توقع ہو تو تعلقات کو برقرار رکھنا مناسب ہے۔ اور ایسی حالت میں نرمی و تلطیف سے ان کے

عقائد کی خرابی کو آہستہ آہستہ ان پر ظاہر کرتے رہنا چاہیے۔ اگر تعلقات رکھنے سے اپنے اوپر خراب اثر پڑنے کا اندیشہ ہو یا ان کی اصلاح کی توقع نہ ہو یا دوسرے لوگوں کی بدگمانی کا خطرہ ہو یا ترک تعلق سے ان کی توبہ اور اصلاح کی توقع ہو تو تعلق منقطع کر دیا جائے۔ یہ چیز ایسی ہے کہ ہر شخص کے لیے یکساں نہیں بلکہ ماحول کے اختلاف سے مختلف ہوتی رہتی ہے۔ جس صورت میں آخری نفع کی توقع ہو اس کو اختیار کرنا چاہیے اور دنیاوی نفع کو آخری نفع پر ترجیح دینا درست نہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمن سے قلبی محبت رکھنا حرام ہے۔ قال تبارک و تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء تلقون الیہم المودۃ (الممتحنہ ۱) روی انہا فی حاطب ابن ابی بلتعۃ حین کتب الی کفار قریش ینصح لہم فاطلع اللہ نبیہ علی ذلک فدعاه النبی ﷺ فقال انت کتبت هذا الكتاب قال نعم قال وما حملک علی ذلک قال اما واللہ ما اوتیت فی اللہ منذ اسلمت ولکنی کنت امراً غریباً فی قریش وکان لی بمکۃ مال وبنون فاردت ان ادفع بذلک عنہم فقال عمرؓ انذن لی یا رسول اللہ فاضرب عنقہ فقال النبی ﷺ مہللاً یا ابن الخطاب انہ قد شہد بدرأ و ما یدریک لعل اللہ قد اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فانی غافر لکم (احکام القرآن ج ۳ ص ۵۳۳) وفيہ دلیل علی ان الکبیرۃ لا تسلب اسم الایمان (مدارک التنزیل ج ۴ ص ۱۸۶) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمد کنکوی عفا اللہ عنہ۔ الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸ صفر ۱۴۲۳/۲/۶۱ھ۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۳۸-۳۹)

صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم

نماز کا انکار کرنے والا انسان کافر ہے

سوال ... ایک شخص جو کہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا ”خاص بندہ“ کہتا ہے اس کے بقول ہمارا کلمہ نعوذ باللہ، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، نہیں ہے بلکہ کلمہ کچھ یوں ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ ۲۔ پورے دن میں صرف ایک مرتبہ خدا تعالیٰ کو سجدہ کر لیا جائے بہت ہے، یعنی پانچ وقت کی نماز فرض نہیں ہے نماز پڑھنے کا رخ کعبۃ اللہ کی مخالف سمت میں ہے۔ ۳۔..... رمضان کے روزے فرض نہیں ہیں بلکہ سب دن اللہ کے ہیں۔ جب چاہیں روزہ رکھیں۔ ۴۔..... فطرہ اور زکوٰۃ واجب نہیں ہیں۔ ۵۔..... اس وقت جو حج ہو رہا ہے وہ ایک نعوذ باللہ دکھلاوا اور ڈھکولہا ہے۔ ۶۔..... بنک میں پیسہ کسٹ ڈیپازٹ کروانے سے جو سود یا (منافع) ملتا ہے وہ جائز ہے۔ ۷۔..... حضور اقدس ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں لیکن یہ بات خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آئندہ کوئی نبی آئے گا یا نہیں۔ ۸۔ قرآن شریف میں تحریف ہو چکی ہے۔ ۹۔..... ولی اللہ نبی کی امت میں سے نہیں ہیں۔ یہ میں نے صرف چند موٹی موٹی باتیں لاهی ہیں جبکہ تعصبات اس سے بہت کچھ زیادہ ہے۔

جواب ... یہ شخص جس کے عقائد آپ نے لکھے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے دین کا منکر اور خالص کافر ہے اور ”خاص بندہ“ ہونے سے مراد اگر یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام آتے ہیں تو یہ شخص نبوت کا مدعی اور مسیحا مذہب اور مرزا قادیانی کا چھوٹا بھائی ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۵۱)

غیر مسلم کے زمرے میں کون لوگ آتے ہیں

سوال ... جمعہ ۱۰ دسمبر ۲۳ فروری کے جنگ میں زیر عنوان ”غیر مسلم کے لیے مسجد کی اشیاء کا استعمال“ آپ نے

دو سوالوں کے جواب میں فرمایا کہ غیر مسلم کی نماز، تازہ جائز نہیں، غیر مسلم کی میت کو غسل دینا جائز نہیں، غیر مسلم کو مسلم قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ یہ سب کچھ کرنے سے کرنے والے اور شرکاء کا ایمان جاتا رہا اور نکاح بھی ٹوٹ گیا۔ براہ کرم یہ بات صاف کر دیں کہ کیا غیر مسلم کی اس تعریف میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو مسلم گھرانوں میں پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالنے سے مرتے دم تک دھر رہے یا کافی عرصے تک اسلام کی پابندی اور پیردی کی پھر اسلام کو ترک کر دیا۔ دونوں طرح کے لوگ علی الاعلان، کہیں کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ سورکھاتے ہیں، شراب پیتے ہیں کیا یہ لوگ بھی غیر مسلموں کے زمرے میں آتے ہیں اور کیا ان کے جنازوں کے معاملے میں بھی وہی قیاحیں موجود ہیں، یعنی ایمان اور نکاح کی تجدید لازم ہو جاتی ہے۔

ہمارے معاشرے میں ایسے بہت سارے لوگ ہیں میرے یورپ کے دوران قیام ایسے لوگوں کی دہاں آؤ بھگت بھی ہوتی رہی ہے میں نے ان کو دیکھا ہے اور بہت سوں کو جانتا ہوں چنانچہ اس استفسار کا جواب معاشرتی حیثیت رکھتا ہے۔

جواب..... اسلام نام ہے آنحضرت ﷺ کی لائی ہوئی تمام باتوں کو ماننے کا، اور کفر نام ہے کسی ایک بات کو نہ ماننے کا، جس کے بارے میں قطعیت کے ساتھ معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کو بیان فرمایا، پس جو شخص ایسی قطعیت اور ضروریات دین میں سے کسی ایک کا منکر ہو، یا وہ علی الاعلان کہے کہ وہ مسلمان نہیں ہے، اس کا حکم مرتد کا ہے، خواہ وہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا ہو، اور اس کا نام بھی مسلمانوں جیسا ہو۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۸ ص ۳۰۹-۳۱۰)

معاش کے لیے کفر اختیار کرنا

سوال..... میرے ایک محترم دوست نے چند دن پہلے معاشی حل کے لیے قادیانیت کو قبول کیا ان سے بات کرنے پر انھوں نے کہا کہ قادیانیت کا جو فارم میں نے پڑھا ہے اس کی شرائط میں کہیں بھی کفریہ کلام نہیں مثلاً زنا نہ کرنا، بد نظری نہ کرنا، رشوت نہ لینا، جھوٹ نہ بولنا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی ماننا اور اس نے صرف ضرورت پوری ہونے تک قادیانیت قبول کی ہے اور بعد میں وہ لوٹ آئے گا کیا اس کے اس فعل کے بعد اسلام رہا، اگر نہیں تو بیوی بچوں کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے، اگر گھر والوں کو چھوڑنے پر بھی تیار نہ ہو اور اس کی چند جوان اولاد بھی ہیں اور جو مال وہ دے تو اسے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کے کافر و مرتد ہونے میں کسی قسم کا شبہ اور تردد نہیں، اللہ تعالیٰ کی عدالت بھی ان کو کافر و مرتد قرار دے چکی ہے، اور عالم اسلام کی اعلیٰ عدالتیں بھی، اس شخص کو اگر اس مسئلہ میں کوئی شبہ ہے تو وہ اہل غم سے تبادلہ خیال کرے۔

قادیانیت کا فارم پڑ کرنا اپنے آخر و ابتدا پر دستخط کرنا ہے، جہاں تک معاشی مسئلہ کا تعلق ہے معاش کی خاطر ایمان کو فروخت نہیں کیا جاسکتا، اور ان صاحب کا یہ کہنا کہ وہ بعد میں لوٹ آئے گا قابل اعتبار نہیں۔ جب ایک چیز صریح کفر ہے تو اس کو اختیار کرنا ہی ناروا ہے، اور اس کو اختیار کرتے ہی آدمی یمن سے خارج ہو جاتا ہے، تو اس کے واپس لوٹنے کی کیا ضمانت؟

اس شخص کو قادیانیت کی حقیقت اور ان کے کفریہ عقائد سے آگاہ کیا جائے، اگر اس کی سمجھ میں آ جائے

اور وہ ان سے توبہ کر لے تو ٹھیک، ورنہ اس کے بیوی بچوں کا فرض ہے کہ اس شخص سے قطع تعلق کر لیں اور یہ سمجھ لیں کہ وہ مر گیا ہے۔

چونکہ یہ شخص قادیانی فارم پڑ کر چکا ہے، اس لیے اگر یہ تائب ہو جائے تو اس کو اپنے ایمان کی بھی تجدید کرنی ہوگی، اور نکاح بھی دوبارہ پڑھوانا ہوگا۔ (جس کی تفصیل میرے رسائل ”تحفہ قادیانیت“ اور ”خدائی فیصلہ“ وغیرہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے) (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۹ ص ۲۵۹-۲۶۰)

شہریت کے حصول کے لیے اپنے کو کافر لکھوانا

سوال..... یورپ کے کچھ ممالک کی حکومتوں کی یہ پالیسی ہے کہ وہ دوسرے ملکوں کے ان لوگوں کو سیاسی پناہ دیتے ہیں جو اپنے ملک میں کسی زیادتی یا امتیازی سلوک کے شکار ہوں، ہمارے کچھ پاکستانی بھی حصول روزگار کے سلسلے میں وہاں جاتے ہیں اور مستقل قیام یا شہریت حاصل کرنے کے لیے وہاں کی حکومت کو تحریری درخواست دیتے ہیں کہ وہ قادیانی ہیں چونکہ پاکستان میں قادیانیوں سے زیادتی کی جاتی ہے اس لیے ان کو وہاں پر سیاسی پناہ دی جائے۔ اس طرح وہاں پر قیام کرنے کی اجازت حاصل کر لیتے ہیں اور کچھ عرصہ کے بعد ان کو وہاں کی شہریت بھی مل جاتی ہے۔

ان لوگوں کو اگر سمجھایا جائے کہ اس طرح قادیانی بن کر روزگار حاصل کرنا شرعی طور پر گناہ ہے اور اس طرح وہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں مگر ان کا جواب ہوتا ہے کہ وہ صرف روزگار حاصل کرنے کے لیے قادیانی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ورنہ وہ اب بھی دل و جان سے اسلام پر قائم ہیں۔

وہاں کی شہریت حاصل کر کے وہ پاکستان آ کر یہاں مسلمان گھرانوں میں شادی بھی کر لیتے ہیں، اور لڑکی والوں سے یہ بات چھپائی جاتی ہے کہ لڑکے نے قادیانی بن کر غیر ملکی شہریت حاصل کی ہے اور لڑکے والے بھی اس لالچ میں کہ ان کی لڑکی کو بھی یورپ کی شہریت مل جائے گی، کوئی تحقیق نہیں کرتے۔ حالانکہ لڑکے کے قریبی عزیز واقارب کو یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ اس طرح جھوٹ موٹ اپنے آپ کو قادیانی ظاہر کرنے سے چاہے وہ صرف وہاں رہائش حاصل کرنے کے لیے بولا گیا ہو کیا وہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں؟

جواب..... جو شخص جھوٹ موٹ کہہ دے کہ میں ہندو ہوں یا عیسائی ہوں یا قادیانی ہوں وہ اس کہنے کے ساتھ ہی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، اس کا حکم مرتد کا حکم ہے۔

نکاح

سوال..... ایسے لوگ اگر کسی مسلمان لڑکی سے شادی کریں تو کیا ان کا نکاح جائز ہے؟ اگر ان کا نکاح جائز نہیں تو اب ان کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب..... ایسے شخص سے کسی مسلمان لڑکی کا نکاح نہیں ہوتا اگر وجوہ کے سے نکاح کر دیا گیا تو پتہ چلنے کے بعد اس نکاح کو کالعدم سمجھا جائے اور لڑکی کا عقد دوسری جگہ کر دیا جائے چونکہ نکاح ہی نہیں ہوا اس لیے طلاق لینے کی ضرورت نہیں۔

سوال..... کیا لڑکی کے والدین اور لڑکی جس کو اس بارے میں کچھ مضمون نہیں وہ بھی منہ میں شامل ہیں؟

جواب جی ہاں! وہ بھی گناہگار ہوں گے، مثلاً مسلمان لڑکی کا نکاح کسی سکھ سے کر دیا جائے تو ظاہر ہے کہ یہ کام کرنے والے عند اللہ مجرم ہوں گے۔

سوال لڑکے کے وہ عزیز واقارب جو یہ معلوم ہوتے ہوئے بھی لڑکی والوں سے بات چھپاتے ہیں اور نکاح میں شریک ہوتے ہیں کیا وہ بھی گناہگار ہوں گے؟

جواب جن عزیز واقارب نے صورت حال کو چھپایا وہ خدا کے مجرم ہیں، اور اس بدکاری کا وبال ان کی گردن پر ہوگا۔

مرتد کی توبہ قبول ہے

سوال کیا وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہو سکتے ہیں اگر ہاں تو اس کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ اور کیا کوئی کفارہ بھی دینا ہوگا؟

جواب دوبارہ اسلام میں داخل ہو سکتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اعلان کر دیں کہ وہ قادیانی نہیں اور وہاں کی حکومت کو بھی اس کی اطلاع کر دیں۔

فسخ نکاح

سوال جو شادی شدہ آدمی وہاں جا کر یہ حرکت کرتے ہیں کیا ان کا نکاح قائم ہے، اگر نہیں تو ان کو کیا کرنا چاہیے تاکہ ان کا نکاح بھی قائم رہے اور وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہو سکیں؟

جواب چونکہ ایسا کرنے سے وہ مرتد ہو جاتے ہیں اس لیے ان کا پہلا نکاح فسخ ہو گیا۔ تجدید اسلام کے بعد نکاح کی بھی تجدید کریں۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۸ ص ۳۵۲ تا ۳۵۴)

مرتد و ارتداد کے احکام

سوال..... (از اخبار الجمعۃ سہ روزہ دہلی مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۸ء)

یہ گروہ جو قادیانی اور احمدی کے نام سے مشہور ہے حقیقتاً مرتد ہے؟ اگر مرتد ہے تو ان لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟

جواب..... جو شخص پہلے مسلمان ہو پھر قادیانی ہو جائے وہ مرتد کے حکم میں ہے اور جو ابتدائے شعور سے ہی قادیانی ہو وہ اگرچہ دائرۃ اسلام سے خارج ہے مگر مرتد کے حکم میں نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔
(کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۱۹-۳۲۰)

کافر، زندیق، مرتد کا فرق

سوال..... (۱)..... کافر اور مرتد میں کیا فرق ہے؟

(۲)..... جو لوگ کسی جھوٹے مدعی نبوت کو مانتے ہوں وہ کافر کہلائیں گے یا مرتد؟

(۳)..... اسلام میں مرتد کی کیا سزا ہے؟ اور کافر کی کیا سزا ہے؟

جواب..... (۱)..... جو لوگ اسلام کو مانتے ہی نہیں وہ تو کافر اصلی کہلاتے ہیں، جو لوگ دین اسلام کو قبول کرنے کے بعد اس سے برگشتہ ہو جائیں وہ ”مرتد“ کہلاتے ہیں، اور جو لوگ دعویٰ اسلام کا کریں لیکن عقائد کفریہ رکھتے ہوں اور قرآن و حدیث کے نصوص میں تحریف کر کے انھیں اپنے عقائد کفریہ پر فٹ کرنے کی کوشش کریں انھیں ”زندیق“ کہا جاتا ہے اور جیسا کہ آگے معلوم ہوگا ان کا حکم بھی ”مرتدین“ کا ہے بلکہ ان سے بھی سخت۔

(۲)..... ختم نبوت اسلام کا قطعی اور اٹل عقیدہ ہے اس لیے جو لوگ دعویٰ اسلام کے باوجود کسی جھوٹے مدعی نبوت کو مانتے ہیں اور قرآن و سنت کے نصوص کو اس جھوٹے مدعی پر چسپاں کرتے ہیں وہ مرتد اور زندیق ہیں۔

(۳)..... مرتد کا حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور اس کے شبہات دور کرنے کی کوشش کی جائے اگر ان تین دنوں میں وہ اپنے ارتداد سے توبہ کر کے پکا سچا مسلمان بن کر رہنے کا عہد کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور اسے رہا کر دیا جائے لیکن اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسلام سے بغاوت کے جرم میں اسے قتل کر دیا جائے، جمہور ائمہ کے نزدیک مرتد خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے البتہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مرتد عورت اگر توبہ نہ کرے تو اسے سزائے موت کے بجائے جیس ودام کی سزا دی جائے۔

زندیق بھی مرتد کی طرح واجب القتل ہے لیکن اگر وہ توبہ کرے تو اس کی جان بخشی کی جائے گی یا نہیں؟ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ توبہ کر لے تو قتل نہیں کیا جائے گا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ کا

کوئی اعتبار نہیں، وہ بہر حال واجب القتل ہے، امام احمدؒ سے دونوں روایتیں منقول ہیں ایک یہ کہ اگر وہ توبہ کر لے تو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ زندقہ کی سزا بہر صورت قتل ہے خواہ توبہ کا اظہار بھی کرے۔ حنفیہ کا مختار مذہب یہ ہے کہ اگر وہ گرفتاری سے پہلے از خود توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور سزائے قتل معاف ہو جائے گی۔ لیکن گرفتاری کے بعد اس کی توبہ کا اعتبار نہیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ زندقہ، مرتد سے بدتر ہے، کیونکہ مرتد کی توبہ بالافتاق قبول ہے، لیکن زندقہ کی توبہ کے قبول ہونے پر اختلاف ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۳۵-۳۶)

مرتد اور زندقہ میں فرق

سوال۔۔۔۔۔ اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ مرتد تو وہ ہوتا ہے جو دین اسلام سے پھر جائے، یعنی پہلے مسلمان تھا بعد میں نعوذ باللہ کافر ہو گیا۔ اس لیے جو شخص پہلے مسلمان تھا پھر اس نے مرزائی مذہب اختیار کر لیا وہ تو مرتد ہوا۔ لیکن جو شخص پیدائشی قادیانی ہو وہ تو مرتد نہیں کیونکہ اس نے اسلام کو چھوڑ کر قادیانی کفر اختیار نہیں کیا بلکہ وہ ابتدا ہی سے کافر ہے۔ وہ مرتد کیسے ہوا؟

جواب۔۔۔۔۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ہر قادیانی ”زندیق“ ہے اور ”زندیق“ وہ شخص ہے جو اسلام کے خلاف عقائد رکھتا ہو، اس کے باوجود اسلام کا دعویٰ کرتا ہو اور تاویلات باطلہ کے ذریعہ اپنے عقائد کو عین اسلام قرار دیتا ہو۔ اور ”زندیق“ کا حکم بعینہ مرتد کا ہے۔ البتہ ”زندیق“ اور ”مرتد“ میں یہ فرق ہے کہ مرتد کی توبہ بالافتاق لائق قبول ہے اور زندقہ کی توبہ کے قبول کیے جانے یا نہ کیے جانے میں اختلاف ہے۔ اس ایک فرق کے علاوہ باقی تمام احکام میں مرتد اور زندقہ برابر ہیں۔ اس لیے قادیانی مرزائی خواہ پیدائشی مرزائی ہوں یا اسلام کو چھوڑ کر مرزائی بنے ہوں دونوں صورتوں میں ان کا حکم مرتد کا ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۷۱)

اپنے کو خدا و رسول کہنے والا کافر و مرتد و ملحد ہے

سوال۔۔۔۔۔ یحییٰ خاں ایک جادوہ میں مقیم ہے پہلے اس نے مہدی موعود، پھر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے بعد رسول بنا اور اپنے نام کا کلمہ بنایا لا الہ الا اللہ ہو یحییٰ عین اللہ اور اپنے کو عین اللہ کہتا ہے اور ایک کتاب لکھی ہے اس کا نام ”فرمان بالمقابل“ قرآن رکھا ہے اور خود کو کفر مانزا کہتا ہے اور اب اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے آیات قرآنی کم و زیادہ کر کے پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ قرآن میں غلطی ہے اور اللہ تعالیٰ کو لبو و لعب کرنے والا کہتا ہے۔ نعوذ باللہ یحییٰ خاں کے لیے کیا حکم ہے اور جو مسلمان اس کو واجب التعظیم سمجھیں اور اس کی اقوال کی تصدیق کریں اور اس کی اعانت کریں اور اس کے ساتھ خورد و نوش کریں ان کے لیے کیا حکم ہے۔

الجواب۔۔۔۔۔ یحییٰ خاں مذکور کا مرتد ہونا اس کے اقوال سے ثابت و محقق ہے۔ اس کے ساتھ مسلمانوں کو ملنا اور اس کی محبت و اعانت کرنا حرام ہے۔ اور جو لوگ اس کو بزرگ اور واجب التعظیم سمجھیں اور اس کی تصدیق کریں وہ بھی کافر ہیں اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب ۴۰) وقال اللہ تعالیٰ ومن یقل منهم انی الہ من دونہ فذلک نجزيہ جہنم

مرتبہ ہونے کے لیے شرائط

سوال..... کیا مرزائی کافر ہیں یا مرتد؟ ارتداد کے لیے کن شرائط کا ہونا ضروری ہے؟

جواب..... ہر مرتد کافر ہوتا ہے۔ مرزائی ہر صورت میں کافر ہیں خواہ مرتد ہوں یا نہ جو اسلام سے نکل کر مرزائی ہو گئے وہ مرتد ہیں اور جو مرزائیوں کے گھر پیدا ہوئے یا کسی اور دین سے نکل کر مرزائی ہوئے وہ اہل کتاب کے حکم میں ہیں۔ ارتداد کے لیے صرف اتنی شرط ہے کہ پہلے اسلام میں ہو پھر اس سے نکل جائے قرآن مجید میں ہے۔
ومن یوقد دینکم عن دینہ۔ (البقرہ ۲۱۷)
(فتاویٰ الہدیٰ ج ۱ ص ۹)

(نوٹ از مرتب) ہر قادیانی چاہے ان کی سوسلیں بھی بدل جائیں سب زندیق ہیں۔ اس لیے کہ وہ اپنے کفر کو اسلام ثابت کرتے ہیں۔ وہ اہل کتاب کے حکم میں قطعاً نہیں جیسا کہ جگہ جگہ اس کتاب میں دوسرے قادیانی موجود ہیں۔ یہ اہل حدیث فقہ کالہو یا تفرد ہے لائق قبول ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے بعد جو لوگ مرتد ہو گئے

سوال..... عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا اور تم میں سے چند لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے یہاں تک کہ میں ان کو (کوثر کا) پیالہ دینا چاہوں گا تو وہ لوگ میرے پاس سے کھینچ لیے جائیں گے میں عرض کروں گا اے میرے پروردگار یہ لوگ تو میرے صحابی ہیں تو خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ تم نہیں جانتے کہ انھوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں کی ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم ج ۲ ص ۹۷۳-۹۷۴ باب قول اللہ تعالیٰ انا اعطیناک الکوثر)
ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا ”سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو پڑے پہنائے جائیں گے اور ہوشیار رہو چند آدمی میری امت کے لائے جائیں گے اس وقت میں کہوں گا اے رب یہ تو میرے صحابی ہیں اللہ کی جانب سے تم آئے گی کہ تو نہیں جانتا انھوں نے تیرے بعد کیا کیا۔ یہ لوگ (اصحاب تیرے) محمد ﷺ) جدا ہونے کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔“

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۹۳ کتاب التفسیر باب قوله کما بدلتا اول خلق نعیدہ)
مذکورہ بالا دو احادیث مبارکہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیں ان احادیث مبارکہ میں جن اصحاب کو صاف لفظوں میں مرتد اور بدعتی کہا گیا ہے وہ اصحاب کون ہیں؟

جواب..... ان کا اولین مصداق وہ لوگ ہیں جو آنحضرت ﷺ کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور جن کے خلاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا ان کے علاوہ وہ تمام لوگ بھی اس میں داخل ہیں جنھوں نے دین میں گڑبڑ کی نئے نظریات اور بدعات ایجاد کیں۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۳۶، ۳۷)

مرتد سے سمجھوتہ

سوال..... اگر کوئی مسلمان کسی مرزائی یا دوسرے مرتد کی پردوش یا حمایت کرے یا کسی قسم کا سمجھوتہ کرے یا پھر وہ مسلمان شخص، مرتد کو کافر نہ کہتا ہو، جبکہ وہ شخص یہ بھی جانتا ہے کہ مرتد کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے اور

پھر سمجھانے کے باوجود باز نہ آئے اور مرتد کو کافر نہ کہتا ہوا اور وہ کسی قسم کا سمجھوتہ کرے خواہ وہ کسی سطح کا ہو یا حمایت کرے اس کو آپ کیا سمجھتے ہیں؟ کیا اس شخص کو دوبارہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا پڑے گا اور کیا اس کا شوشل پائیکٹ بھی کرنا پڑے گا؟ واضح رہے کہ اسلام میں کسی مرتد کو کافر نہ کہتے والا خود کافر ہو جاتا ہے اور نہ اسلام کسی مرتد سے دوستی کی اجازت دیتا ہے۔ اور سمجھوتہ اسی وقت ہوتا ہے جب دوستی پیدا ہو اور دوستی بھی اسی وقت ہوتی ہے جب مرتد کو کافر نہ کہا جائے۔

الجواب..... حامداً و مصلیاً۔ آپ سوال بھی کر رہے ہیں اور خود جواب بھی بتا رہے ہیں۔ جب آپ کو جواب معلوم ہے تو دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

تنبیہ..... ہر سمجھوتہ کے لیے دوستی کہاں ضروری ہے۔ صلح حدیبیہ میں اہل مکہ سے سمجھوتہ کیا گیا تھا حالانکہ وہ اس وقت بھی دشمن تھے، رسول کے بھی دشمن تھے، اسلام کے بھی دشمن تھے، مسلمانوں کے بھی دشمن تھے۔ اسی سمجھوتہ کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے اور اس کو فتح فرمایا گیا۔ آپ کے یہاں کس طرح اور کن شرائط پر سمجھوتہ کیا ہے مجھے اس کا علم نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اس کے متعلق وہیں کے باخبر حضرات سے استصواب رائے کریں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمد غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۰/۹/۲۰ھ

الجواب صحیح بند نظام الدین غنی عند دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۰/۹/۲۰ھ (نہادئ محمودیہ ج ۱ ص ۹۳-۹۴)

مرزا ایت سے توبہ کی ضروری شرط

مسی مشتاق احمد جو مرزائی جماعت سے تعلق رکھتا ہے وہ پچاسوں مسلمانوں کی موجودگی میں میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور اس نے یہ کہا کہ آپ ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ لعنتی ہے۔ اس نے مرزا قادیانی کا نام لے کر کافر یا لعنتی نہیں کہا۔ اب شہر میں کچھ لوگ ہیں جن کا موقف یہ ہے کہ یہ آدمی مسلمان نہیں ہوا۔ کیونکہ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر نہیں کہا۔ صرف مدعی نبوت کو لعنتی کہا ہے جبکہ لاہوری مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی مدعی نبوت ہی نہیں تھا۔ جب تک یہ مرزا غلام احمد کا نام لے کر اس کو کافر، مرتد، لعنتی نہ کہے اور اس کے پیروکار دونوں جماعتوں لاہوری اور قادیانی کو کافر نہ کہے تو یہ مسلمان نہیں۔ اس نے دھوکا دیا ہے۔ اب آپ فرمائیں کہ یہ آدمی مسلمان ہوا ہے یا کہ نہیں؟

الجواب..... صورت مسئلہ میں اس شخص سے صراحۃً مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں پوچھا جائے۔ اگر وہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کی ہر دو جماعت کو بدعلا کافر اور ان کے مرتد ہونے کا اعلان کر دے، اور مرزائیت اور ہر دین باطل سے توبہ کرے تو مسلمان سمجھا جائے وگرنہ اس کا وہ فائدہ اتنا کہ دینا کہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے میں اس پر لعنت بھیجتا ہوں۔ اس پر مسلمان کا حکم لگانے کے لیے کافی نہیں۔

وفي الخامس ينسأ مع النبى عن كل دين يخالف دين الاسلام بدائع و اخر كراهية الدرر وحينئذ يستفسر من جهل حاله بل عم فى الدرر اشتراط النبى من يهودى و نصرانى و مثله فى فتاوى المصنف.

(در مختار ج ۳ ص ۳۱۴-۳۱۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اگر یہ شخص مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق اسلام قبول بھی کر لے تو اسے ایک عرصہ تک کوئی دینی یا اجتماعی یا

انفرادی ذمہ داری نہ سونپی جائے اور اس کے بارے میں محتاط رویہ اختیار کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

محمد ابورعفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳/۴/۱۴۰۷ھ

الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۸۰-۸۱)

مرتبہ کی توہ کے شرائط

زید عہد دراز سے اسلام چھوڑ کر مرزائیت کی طرف ارتداد اختیار کر چکا تھا اب دوست و احباب نے افہام و تفہیم سے مرزائیت سے علیحدگی کا اعلان و اظہار کرتا ہے اور اعلان میں حضور ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرتا ہے۔ مگر مرزا انعام احمد قادیانی کے متعلق کوئی اظہار نفرت یا اس سے اعلان برأت نہیں کرتا۔ اور باوجود اصرار کے یہ کہتا ہے کہ میں کسی کو برا کہنے کے لیے تیار نہیں۔ اب زید کو مسلمان سمجھا جائے یا نہ؟

المستفتی۔ فاضل حبیب اللہ جالندھری ناظم جمعیت علماء اسلام و ناظم اعلیٰ جامعہ رشیدیہ ٹنگمری

الجواب ... مرزائی کا اسلام میں آنا صرف کلمہ شہادت کے پڑھنے سے اور حضور علیہ السلام کو آخری نبی ماننے سے مکمل نہیں ہوتا اور نہ اس طرح اسے مسلمان سمجھا جائے گا بلکہ اس کی توہ کے صحیح ہونے اور اسلام لانے کے لیے لازم ہے کہ مرزا قادیانی کی نبوت و مجددیت کا کھلے لفظوں میں انکار کرے اور اس کے کذاب و دجال ہونے کی تصریح کرے تب مسلمان سمجھا جائے گا۔ ورنہ منافقت اور دھوکہ بازی ہے۔ واسلامہ ای المودت ان یأتی بکلمۃ الشہادۃ

و یتبرأ عن الادیان کلہا سوی الاسلام و ان یتبرأ عما انتقل الیہ اھ۔ (عائسیری ج ۲ ص ۲۵۳ مطبوعہ ماجدیہ کوئٹہ)

الجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ ۱۱/۷/۱۴۰۷ھ فقط واللہ اعلم، بندہ محمد عبداللہ غفرلہ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۳۵)

ارتداد کی سزا

منکرین ختم نبوت کے لیے اصل شرعی فیصلہ کیا ہے؟

سوال۔۔۔ خلیفہ اول بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے دور خلافت میں مسیلہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے منکرین ختم نبوت کے خلاف اعلان جنگ کیا اور تمام منکرین ختم نبوت کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ منکرین ختم نبوت واجب القتل ہیں۔ لیکن ہم نے پاکستان میں قادیانیوں کو صرف ”غیر مسلم اقلیت“ دینے پر ہی اکتفا کیا اس کے علاوہ اخبارات میں آئے دن اس قسم کے بیانات بھی شائع ہوتے رہتے ہیں کہ ”اسلام نے اقلیتوں کو جو حقوق دیے ہیں وہ حقوق انھیں پورے پورے دیے جائیں گے۔“ ہم نے قادیانیوں کو نہ صرف حقوق اور تحفظ فراہم کیے ہوئے ہیں بلکہ کئی اہم سرکاری عہدوں پر بھی قادیانی فائز ہیں سوال یہ یہاں نہ کہ منکرین ختم نبوت اسلام کی رو سے واجب القتل ہیں یا اسلام کی طرف سے اقلیتوں کو دیے گئے حقوق اور تحفظ کے حقدار ہیں؟

جواب۔۔۔ منکرین ختم نبوت کے لیے اسلام کا اصل قانون تو وہی ہے جس پر حضرت صدیق اکبرؓ نے عمل کیا۔ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی جان و مال کی حفاظت کرنا ان کے ساتھ رعایتی سلوک ہے لیکن اگر قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوں بلکہ مسلمان کہانے پر مصر ہوں تو مسلمان حکومت سے یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ مسیلہ کذاب کی جماعت کا سا سلوک کیا جائے۔ کسی اسلامی مملکت میں مرتدین اور زنا دو کو سرکاری عہدوں پر فائز کرنے کی کوئی گنجائش نہیں یہ مسئلہ نہ صرف پاکستان بلکہ دیگر اسلامی ممالک کے ارہاب حل و عقد کی توجہ کا مستحق ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۰۳-۲۰۴)

جنگ یمامہ مسیلہ کذاب کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے تھی

سوال۔۔۔ مرزائی لکھنئی کے ایجنٹ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مسیلہ کذاب کے خلاف جو چڑھائی کی تھی وہ اس کی بغاوت کی بناء پر کی تھی۔ اس کے دعویٰ نبوت کی بناء پر نہ تھی۔ اس کی تحقیق مقصود ہے کہ کس بناء پر وہ چڑھائی کی گئی تھی؟

سائل: ماسٹر محمد ابراہیم

جواب۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مسیلہ کذاب کے خلاف جو چڑھائی کی وہ بغاوت نہ تھی۔ یہ نہ کسی۔ انکار ختم نبوت کی بناء پر تھی۔ مسیلہ کے ایچی ایک مرتبہ خود حضورؐ کی مرتبہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تھے اور اپنے ”سید کذاب پر ایمان لانے کا اقرار کیا تھا۔ اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا تھا:

لولا ان الموالي لا تقتل للضرورة اعناقهم۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۸۰)

ترجمہ: اگر ایچیدوں کا قتل کرنا خائفانہ ہوگا نہ ضرورت میں تمہاری گردنیں اڑا دیتا۔

ان کا سرغنہ اور مسیلمہ کذاب کا مؤذن عبداللہ بن نواح جب آنحضرت ﷺ کی وفات شریفہ کے مدتوں بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی عدالت میں پیش ہوا تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔

سمعت رسول اللہ ﷺ يقول لولا انك رسول لضربت عنقك فانك اليوم لست برسول۔
(معجم طبرانی ج ۹ ص ۱۹۳)

ترجمہ: میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ تو اگر اپنی نہ ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا۔ لیکن آج تو قاپچی نہیں ہے۔

پھر آپ نے امیر کوفہ قرقظ بن کعب کو حکم دیا اور انھوں نے اسے برسر عام قتل کر دیا۔ اس طرح وہ سالہا سال پہلے کا خشاء رسالت، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ہاتھوں پر پورا ہوا۔

سنن داری کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے ان مرتدین کی مسجد کے بھی گرانے کا حکم دیا اور وہ نام نہاد مسجد منہدم کر دی گئی۔ (جمع الفوائد من جامع الاصول وجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۸۳ طبع میرٹھ)

اب سوال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے انھیں باغی سمجھا ہوا تھا یا مرتدین؟ اس کے لیے ہمیں ان کے مارے میں صراحت سے مرتدین کے الفاظ ملتے ہیں۔ صحیح بخاری کتاب الکفالة میں ہے:-

قَالَ حَبِروا لَعَبْدَ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فِي الْمُرْتَدِّينَ اسْتَبْهَمَ وَكَفَلَهُمْ عَشَانُوهُمْ۔
(بخاری ج ۱ ص ۳۰۶)

ترجمہ: جریر اور اشعث نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی توجہ اس طرف منعطف کرائی کہ آپ ان مرتدین کو توبہ کی طرف بلائیں اور ان کی کفالت کریں۔ پس وہ تائب ہو گئے اور آپ نے ان کے تائبوں کی کفالت فرمائی۔

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ جنھیں مرزائی حضرات اپنے وقت کا مجدد تسلیم کرتے ہیں لکھتے ہیں:-
انما قاتل بنی حنیفۃ لکونہم امنوا بمسیلمۃ الکذاب واعتقدوا بنونہ۔

(امنیات النجاشی ج ۲ ص ۲۳۰ مطبوعہ مصر)
ترجمہ: حضرت ابوبکرؓ نے بنی حنیفہ سے اس لیے جہاد کیا تھا کہ وہ مسیلمہ کذاب پر ایمان لائے ہوئے تھے اور اس کی نبوت کے متکفل تھے۔

پس یہ خیال غلط ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی مذکورہ بالا چڑھائی بنی حنیفہ کی بغاوت کی بناء پر تھی۔ دعویٰ نبوت کی بناء پر نہ تھی۔ حافظ ابن تیمیہؒ یہ بھی لکھتے ہیں:-

فان الصديق لم يقاتل احدا على طاعته ولا الزم احدا ببعته۔
(امنیات ج ۲ ص ۲۳۱)

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کسی شخص کے ساتھ اس کی بغاوت پر یا اپنی خلافت منوانے کے لیے جہاد نہیں کیا۔

اس سے پہلے حافظ ابن تیمیہؒ اس پر اجماع ان لغتوں میں نقل کر چکے ہیں۔
فلم نعلم احدا انكر قتال اهل اليمامة وان مسيلمة الكذاب ادعى النبوة وانهم قاتلوه على ذلك۔

(ایضاً ج ۲ ص ۲۳۰)
ترجمہ: آج تک کسی نے اس امر سے انکار نہیں کیا کہ حضرت ابوبکرؓ کا نبی بنیفا نہ تھا۔ جب مسیلمہ کذاب کے دعویٰ نبوت کی بناء پر ہی تھا۔

پس مرزائی مبلغ کی مذکور فی السالۃ علی غیبت ریکی اور حدیث امام محمدؒ کی روایت میں نہایت غلطی ہوئی۔ واللہ اعلم

گستاخ رسول اللہ ﷺ واجب القتل ہے

سوال..... گستاخ رسول ﷺ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا گستاخانہ کلام میں تاویل کی گنجائش ہے؟ کیا گستاخانہ کلام میں نیت کا اعتبار کیا جائے گا۔ مہربانی فرما کر جواب سے نوازیں۔ (اکرام حسین/جہلم)

الجواب..... نبی اکرم ﷺ کی توہین کرنا بالاجماع کفر ہے اور توہین کرنے والا بالاتفاق واجب القتل ہے۔ توہین کا تعلق آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ ہو یا آپ ﷺ کے نسب کے ساتھ ہو یا آپ ﷺ کی کسی صفت کے ساتھ ہو اور یہ اہانت خواہ صراحتہ ہو کنایتہ ہو یا تعریفاً ہو یا لکویحاً جس شخص سے ایسا کلام صادر ہو جس سے آپ ﷺ کی اہانت ظاہر ہو وہ کافر ہے اور اس کا قاتل واجب القتل ہے۔ علامہ قاضی عیاض مالکیؒ لکھتے ہیں۔

”قال محمد بن سحنون اجمع العلماء علی ان شاتم النبی ﷺ المنقص لہ کافر والوعد جار علیہ بعدذاب اللہ لہ وحکمہ عند الامۃ القتل ومن شک فی کفرہ و عذابہ کفر۔“ (الافتاء ۱۹۰/۲)

محمد بن سحنون نے کہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی اہانت کرنے والا اور آپ ﷺ کی تنقیص یعنی آپ ﷺ کی شان میں کمی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الہی کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل کرنا ہے اور جو کوئی شخص اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ گستاخ رسول کی توبہ قبول کرنے میں ائمہ مذاہب میں مختلف قول ہیں بعض فقہائے احناف کے نزدیک گستاخ رسول کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفیؒ لکھتے ہیں۔

”والکافر ویسب نبی من الانبیاء فانه یقتل ولا یقبل توبته مطلقاً ولو سب اللہ تعالیٰ قبلت انہ حق اللہ تعالیٰ والاول حق عبود من شک فی عذابہ و کفرہ کفر۔“

(در مختار علی رد المحتار ج ۳ ص ۳۱۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

”جو کوئی شخص کسی نبی کو گالی دینے سے کافر ہو گیا اس کو بطور حد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ مطلق قبول نہیں ہے۔ (یا خود توبہ کرے یا توبہ پر گواہی ہو) اور اگر اس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور نبی کو گالی دینا بندے کا حق ہے اور جو کوئی شخص اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔“ بعض فقہائے شافعیہ کا بھی یہی قول ہے کہ گستاخ رسول کی توبہ مطلقاً قبول نہیں ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ لکھتے ہیں۔

”وقد نقل ابن المنذر الاتفاق علی ان من سب النبی ﷺ صریحاً وجب قتله ونقل ابو بکر الفارسی احداثۃ الشافعیۃ فی کتاب الاجماع ان من سب النبی ﷺ مما هو قدف صریح کفر باتفاق العلماء۔ فلو تاب لم یسقط عنه القتل لان حد قدفہ القتل و حد القدف لا یسقط بالتوبۃ۔“

(فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۲ ص ۲۲۸ مطبع دار المعرفہ بیروت)

”علامہ ابن منذر نے نقل کیا ہے کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ جس کسی شخص نے نبی اکرم ﷺ کو صراحتہ گالی دی اس کو قتل کرنا واجب ہے اور ائمہ شافعیہ میں سے علامہ ابوبکر فارسی نے کتاب الاجماع میں لکھا ہے کہ جس شخص نے نبی اکرم ﷺ کو قدف صریح کے ساتھ گالی دی اس کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے۔ اگر وہ توبہ کرے گا تب بھی اس سے قتل ساقط نہیں ہوگا کیونکہ یہ حد قدف ہے اور حد قدف توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔“ علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ

لکھتے ہیں۔ ”ومن سب اللہ تعالیٰ کفر سوا کان مازحا او جا او کذلک من استہزا باللہ تعالیٰ او بذانہ او برسلہ او کتبہ قال اللہ تعالیٰ (ولن سالتہم ليقولن انما کنا نحوص و نلعب قل ابا اللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستہزون لا تعذر و اقد کفرتم بعد ایمانکم۔“ (توبہ: ۶۵) (المغنی ۹/۳۳)

”جس کسی شخص نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی وہ کافر ہو گیا خواہ مذاق سے یا تمہیدی سے اور جس کسی شخص نے اللہ تعالیٰ سے استہزاء کیا یا اس کی ذات سے یا اس کے رسولوں سے یا اس کی کتابوں سے وہ کافر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر آپ ان سے پوچھیں تو یہ کہیں گے۔ ہم تو صرف مذاق کر رہے تھے۔ آپ کہیں کیا تم اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کا استہزاء کر رہے تھے۔ اب عذر نہ کر دو کیونکہ ایمان لانے کے بعد یقیناً کافر ہو چکے ہو۔“ علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

”وقال محمد بن سحنون! اجمع العلماء علی ان شاتم النبی ﷺ والمتقص له کافر والوعید جار علیہ بعدا ب اللہ له وحکمہ عند الامۃ القتل ومن شک فی کفرہ و عذابہ کفر و تحریر القول فیہ ان الساب ان کان مسلما فانه یکفر و یقتل بخلاف وهو مذهب الائمة الاربعة و غیرہم و قد تقدم ممن حکى الاجماع علی ذلک اسحق بن راہویہ و غیرہ ان کان ذمیا فانه یقتل ایضا فی مذهب مالک و اهل المدينة حکایۃ الفاظہم وهو مذهب احمد و فقہا۔ الحدیث و قد نص احمد علی ذلک فی مواضع متعدده قال حنبل سمعت ابا عبد اللہ یقول کل من شتم النبی ﷺ او تنقصہ مسلما کان او کافر فعلیہ القتل واری ان یقتل ولا یستتاب۔“

(الصارم لسلول علی شاتم الرسول ۸۷، مکتبہ عباس احمد الباز مکہ المکرمہ)

”محمد بن سحنون فرماتے ہیں کہ علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس کے متعلق عذاب الہی کی وعید ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے اور جو کوئی شخص اس کے کفر اور اس کے عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس کو بالافاق قتل کیا جائے گا اور یہی ائمہ اربعہ وغیرہ کا مذہب ہے اسحاق بن راہویہ وغیرہ نے اس اجماع کو بیان کیا ہے اور اگر گالی دینے والا ذمی ہو تو حضرت امام مالک اور اہل مدینہ کے نزدیک اس کو بھی قتل کیا جائے گا اور عقرب ہم ان کی عبارت نقل کریں گے۔ اور امام احمد اور محدثین کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام احمد نے متعدد مقامات پر اس بات کی تصریح کی ہے۔ امام حنبل کہتے ہیں۔ میں نے ابو عبد اللہ (امام احمد) سے سنا وہ فرماتے تھے جس کسی شخص نے نبی اکرم ﷺ کو گالی دی یا آپ ﷺ کی تنقیص کی خواہ مسلمان ہو یا کافر اس کو قتل کرنا واجب ہے اور میری رائے یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔“ علامہ بحث یہ ہوا کہ ائمہ اربعہ میں گستاخ رسول ﷺ کی توبہ قبول کرنے کے بارے میں معمولی اختلاف ہے لیکن ہمارے نزدیک اس آدمی کو قتل کرنا واجب ہے۔ اگر قتل نہ کیا گیا تو گستاخیوں کا دروازہ کھل جائے گا لہذا گستاخی و بے ادبی کی تحقیق کرنے کے بعد اسے قتل کیا جائے گا۔ اب ہم سوال کے دوسرے جزو کا جواب عرض کرتے ہیں۔

گستاخانہ کلام میں تاویل کی گنجائش

عام طور پر مشہور یہ کہ کلام میں تناوے (۹۹) احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال اسلام کا ہو اس کلام کو اسلام پر محمول کیا جائے گا اور قاتل کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ علامہ علاؤ الدین حنفی صگی لکھتے ہیں۔

”وفی الخلاصة وغیرہا اذا كان فی المسئلة وجوه کفر واحد یمنعه فعلی المفتی ان المیل لما یمنعه ثم لونیة ذلك فمسلم الالم ینفعه حمل المفتی۔“ (در مختار علی رد المحتار ص ۱۲ کتبہ رشیدیہ)
در وغیرہ میں ہے کہ جب کسی مسئلہ میں کچھ وجوہ کفر کو واجب کرتی ہوں اور ایک وجہ کفر سے روکتی ہو تو مفتی پر واجب ہے کہ اس کو منع عن الکفر پر محمول کرے۔ بشرطیکہ قائل کی بھی وہی نیت ہو۔ ورنہ مفتی عن الکفر پر محمول کرنے سے کچھ نہیں ہوگا لیکن ساتھ اس کے یہ شرط بھی ہے کہ قائل کی نیت بھی وہی ہو۔ ہاں اگر قائل کی نیت فی الواقع گستاخی کی ہو اور گواہ بھی موجود ہوں تو ایسے آدمی کو قتل کرنا واجب ہے۔

”وفی الخلاصة وغیرہا اذا كان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر وجه یمنع التکفیر فعلى المفتی ان یميل الى الوجه الذى یمنع التکفیر تحسبنا للظن بالمسلم زاد فی البزازیة الا اذا صرح بارادة موجب الکفر فلا ینفعه التاویل حیثذ وفی التاتار خانیة لا یکفر بالمحتمل لان الکفر نیابة فی العقوبة فیستدعی نیابة فی الجنایة ومع الاحتمال۔“ (رد المحتار علی رد مختار ج ۳ ص ۳۱۲)

خلاصہ وغیرہ میں ہے جب کسی مسئلہ میں متعدد وجوہ سے کفر لازم ہو اور ایک وجہ کفر سے روکتی ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ اس وجہ کی طرف میلان کرے جو کفر سے روکتی ہو کیونکہ مسلمان کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیے اور بزازیہ میں ہے کہ جب قائل خود اس احتمال کا التزام کرے جس وجہ سے تکفیر ہو تب تاویل سے فائدہ نہیں ہوگا اور تاتارخانیہ میں ہے۔ جس کلام میں کئی احتمال ہوں اس پر تکفیر نہیں کی جائے گی کیونکہ کفر انتہائی سزا ہے جو انتہائی جرم کا تقاضا کرتی ہے اور دوسرا احتمال موجود ہو تو یہ انتہائی جرم نہیں ہے دونوں عبارات کا خلاصہ یہ ہوا کہ جس لفظ یا جس جملہ میں متعدد احتمالات ہوں اور ان احتمالات میں سے کچھ کفریہ ہوں اور کچھ غیر کفریہ تو اس وقت یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ مفتی کو چاہیے کہ وہ قائل کے کلام کو غیر کفریہ معنی پر محمول کرے۔ لیکن اگر کسی کلام کے متعدد احتمالات نہ ہوں بلکہ صرف ایک معنی ہو اور وہ معنی کفریہ ہو تو اب مفتی کے لیے قائل کی تکفیر کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اب ہم تیسرے سوال کا جواب عرض کرتے ہیں۔

کیا گستاخانہ کلام میں نیت کا اعتبار ہوگا؟

فرض کیا کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمہ بولتا ہے اور جب اس کی تکفیر کی جائے تو وہ اپنے دفاع میں کہتا ہے کہ اس کلمہ سے میری نیت یہ نہیں تھی تو اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ جس لفظ کے متعدد معنی ہوں اس کے متعلق تو قائل یہ کہہ سکتا ہے کہ میری نیت میں فلاں گستاخانہ معنی نہیں تھا بلکہ یہ تھا جو درست ہو لیکن جس لفظ کا از روئے لغت یا عرف عام یا شریعت میں ایک ہی معنی ہو اور وہ معنی ہو بھی گستاخانہ اور کفریہ تو اب قائل کی تکفیر کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کی تکفیر کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہوگا۔ مثلاً لفظ طلاق عرف عام اور شرع میں اور عورت کی ہدائی کے لیے معین ہے اب اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو انت طالق کہہ دے تو طلاق واقع ہو جائے گی تو اس کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ لفظ صریح میں نیت کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح فقہاء نے لکھا ہے کہ کوئی شخص کسی کو ولد المحرم یا حرام زادہ کہتا ہے تو اس پر تعزیر لگائی جائے گی اور اگر قائل یہ کہے کہ حرام سے میری نیت ناجائز نہیں بلکہ حرمت اور کراہت تھی تو اس کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ عرف عام میں یہ الفاظ ناجائز اولاد کے لیے معین ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو غصہ میں کافر کہہ دے تو اس کو تعزیر لگائی جائے گی۔ اس میں بھی اس کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ عرف عام میں کافر، کافر باللہ کے لیے

معین ہے۔ پس ان تصریحات کے پیش نظر جو کوئی شخص آپ ﷺ کی شان میں ایسا کلام کہتا ہے جو عرف عام میں توہین کے لیے معین ہیں تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ خواہ اس نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں۔

”ان ماکان دلیل الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الاستخفاف۔“ (رد المحتار ۳/۳۱۱) جو چیز توہین کی دلیل ہو اس پر تکفیر کی جائے گی خواہ اس نے توہین کی نیت نہ کی ہو۔“

علامہ ملا علی قاری حنفی اور علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں کہ صریح لفظ میں تاویل قبول نہیں ہوتی۔ (شرح شفا، علی ہاشم الرضوی ۳/۳۳۵) علامہ وشتانی مالکی لکھتے ہیں کہ لفظ صریح میں گستاخی کی توبہ قبول نہیں ہوتی کیونکہ صریح لفظ تاویل کو قبول نہیں کرتا۔ (اکمال المعلم ۳/۱۹۲)

علامہ قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی شان میں توہین آمیز کلمات کہے جائیں، توہین ۶ قصد ہو یا نہ ہو قائل کی تکفیر کی جائے گی۔

”ان یكون القائل لما قال في جهة ﷺ غير قاصد للسب والازدراء. ولا معتقد له ولكنه تكلم في جهة ﷺ بكلمة الكفر من لعنه اومسه او تكذبه او اضافة مالا يجوز عليه او نفى مايجب له مما هو في حقه ﷺ نقصية مثل ان ينسب اليه اتیان كبيرة او مداهنة في تبليغ الرسالة او في حكم بين الناس او يفض من مرتبة اوشرف نسبة او وفور علمه اوزهده اويكذب بما اشتهر من امور اخبر بها ﷺ و تواتر الخبر بها عن قصد لرد خبره اوياتي بسفه من القول او قبيح من الكلام و نوع من السب في جهته وان ظهر بدليل حاله انه لم يعتمد ذمه ولم يقصد سبه اما الحيلة حملته على ماقاله او لفجر او سكر اضطره اليه او قللة مراقبة او ضبط لسانه و عجرفة و تهور في كلامه فحكم هذا الوجه حكم الوجه الاول القتل دون تلعم اذ لا يغتفر احد في الكفر بالجهالة ولا بدعوى زلل اللسان ولا بشي مما ذكرناه اذا كان عقله في فطرته سليما الا من اكره و قلبه مطمئن بالايمان.“

(الفتاوى ۲/۲۰۳-۲۰۴)

”جو کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کی شان میں کوئی بات کہے اور اس کا ارادہ گالی دینے کا نہ ہو اور نہ آپ ﷺ کی توہین کا اور نہ وہ اس کا اعتقاد کرتا ہو۔ لیکن آپ ﷺ کی شان میں ایسا کلمہ کہے جس میں لعنت یا گالی ہو۔ یا آپ ﷺ کی تکذیب ہو۔ یا آپ ﷺ کی طرف کسی ایسی چیز کی اضافت کرے جو ناجائز ہو یا اس چیز کی نفی کرے جو آپ ﷺ کے لیے واجب ہو، یا وہ بات کہے جو آپ ﷺ کے حق میں نقص ہو۔ یا آپ ﷺ کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرے یا تبلیغ رسالت میں مداہنت کی نسبت کرے یا آپ ﷺ کے مرتبہ اور شرف نسب یا آپ ﷺ کے علم کی عظمت یا آپ ﷺ کے زہد میں کمی کرے یا جو آپ ﷺ کے اوصاف مشہور اور متواتر ہیں ان کی تکذیب کرے یا آپ ﷺ کی شان میں کوئی نازیبا بات کہے جو گالی کی قسم ہو۔ اس کے حال سے یہ ظاہر ہو کہ وہ آپ ﷺ کی توہین کا ارادہ نہیں کرتا۔ نہ اس پر اعتقاد کرتا ہے۔ یا اس نے جہالت کی وجہ سے کہا ہو یا رنج اور قلق کی بناء پر یا نشہ کی وجہ سے کہا ہو یا سبقت لسانی سے ایسا کہا ہو۔ یا یوں ہی بے سوچے سمجھے یا جوش غضب سے ایسا کہہ دیا ہو تو ایسے شخص کا بلا توقف یہ حکم ہے کہ اس کو قتل کیا جائے کیونکہ جہالت تکفیر میں عذر نہیں ہے۔ نہ سبقت لسانی کا دعویٰ نہ مذکور الصدر اسباب میں سے کوئی اور سبب جب کہ اس کی عقل صحیح ہو سوا اس شخص کے جس کو ان

کلمات کے کہنے پر مجبور کیا گیا ہو اور اس کے دل میں ایمان ہو۔“ علامہ قاضی عیاض مالکی کی عبارت کا خلاصہ یہ ہوا کہ جس کسی شخص نے آپ ﷺ کی ذلت یا آپ ﷺ کی صفات مثلاً کمال علم، کمال تصرف، کے متعلق کوئی نازیبا بات کہی خواہ اس کا ارادہ اور نیت تو یہیں نہ ہو اور نہ وہ اس کا اعتقاد رکھتا ہو بلکہ وہ آپ ﷺ کے کمالات کا قائل ہو پھر بھی اس نازیبا بات کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا اور اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ خلاصہ جواب یہ ہوا۔ گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے جیسا کہ تفصیل امر کے اقوال میں بیان ہو چکی ہے۔ صریح الفاظ میں کوئی گنجائش نہیں ہاں غیر واضح الفاظ میں تاویل کی گنجائش ہے۔ اس کا بھی جواب تفصیلاً ہو چکا ہے۔ نیت کے اعتبار کے بارے میں بھی واضح کر چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عظیم رسول ﷺ کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔ اور تمام تر بے ادبیوں اور گستاخیوں سے تمام مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔

(فتاویٰ مکملہ ص ۱۷۸ تا ۱۸۲)

گستاخ رسول کے واجب القتل ہونے کی وجوہات

سوال..... گستاخ رسول کو علماء اسلام بڑی سزا سناتے ہیں؟ اس سے قرآنی آیت لَا تُكَذِّبُوا فِي الْمُنِيِّ دین میں جبر نہیں کی شدید مخالفت ہوتی ہے اور گستاخ رسول کی سزا کیا ہے؟ وضاحت فرمادیں۔

زیر احمد زبیری مالا کنڈ انجینی

جواب..... محترم زیر احمد زبیری صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

”دین میں جبر نہیں“ اس کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص اسلام لانا چاہے لائے اگر نہیں لانا چاہتا نہ لائے، جبر نہیں لیکن جبر نہ ہونے کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ آپ مجرموں کو کھلی چھٹی دے دیں، جو چاہیں کریں۔ ہر حکومت اپنے شہریوں کی عزت، جان اور مال کی حفاظت کرنے کی پابند ہے۔ ملکی قوانین کی حفاظت کرتی ہے۔ قانون شکنی کی کسی کو اجازت نہیں دیتی۔ قانون شکنی یا بغاوت کرنے پر بڑی سے بڑی سزا دیتی ہے۔ آئین و قانون پر زبردستی عملدرآمد کرواتی ہے اور کوئی شخص اسے جبر و جور کا نام نہیں دیتا بلکہ چاہتا ہے کہ ایسے لوگوں کو بڑی سے بڑی سزا دے کر معاشرے کو ان کے ناپاک وجود سے پاک و پاکیزہ کر دیا جائے۔ اسلامی حکومت کا جواز یہ ہے کہ اس میں خدا و رسول کی عزت محفوظ ہو، اسلامی نظام ریاست قائم ہو اور لوگوں کے مسائل حل ہوں۔ گستاخ رسول بیک وقت آئین کی خلاف ورزی، قانون شکنی اور قرآنی حکم سے بغاوت کرتا ہے۔

لِلّٰهِ الْبَغْیَةُ وَلِیُّرْسُوْلِهِ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لَکِنْ الْمُضْطَفِّیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ (الانفال ۸) عزت اللہ، اس کے رسول اور ایمان والوں ہی کے لیے ہیں لیکن منافق نہیں جانتے۔ ارشاد ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ یُوَدَّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا۔ (الاحزاب ۵۷) بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیں (بے ادبی کریں) ان پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت کر دی اور ان کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔ آگے چل کر وہ رسوا کن عذاب ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

مَلْعُوْنِیْنَ اَیْمًا تَفْجُوْا اُخْبَدُوْا وَ قَتِلُوْا اَقْتَبِلَا۔ (الاحزاب ۶۱) ”لعنتی، جہاں پائے جائیں پکڑ لیے جائیں اور ذلت کے ساتھ قتل کر دیے جائیں۔“

اسلامی ریاست کا ایک نظریہ یہ ہے اور وہ ہے اسلام کی سر بلندی، اور اس کی بنیاد، توحید، رسالت اور عقیدہ آخرت ہے تو جو شخص ہی کی شان میں گستاخی کرے وہ دراصل اسلامی ریاست کی جڑ کاٹ رہا ہے لہذا واجب القتل

ہے۔ دنیا کا ہر ملک اور ہر حکومت کسی بنیاد پر قائم ہے اور اس بنیاد پر وار کرنے والا باقی کہلاتا ہے اور واجب القتل قرار پاتا ہے۔ اسلام غیر مسلموں کی جان، مال اور عزت کا محافظ ہے مگر یہ ذمہ مشروط ہے کہ وہ لوگ ہماری بنیاد پر وار نہ کریں۔ بصورت دیگر مباح الدم ہیں۔ اس موضوع پر مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے قائد محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری دام فیضانہ کا پمفلٹ ”گستاخ رسول کی سزا قتل ہے“ ادارہ منہاج القرآن کی کسی بھی شاخ سے یا براہ راست مرکز سے منگوا کر مطالعہ فرمائیں۔ واللہ اعلم ورسول۔
عبد القیوم خان
(منہاج القادری ج اول ص ۲۶۵-۲۶۶)

مرزائی مرتد ہیں

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مرزائی کافر مرتد اور واجب القتل ہیں؟

جواب..... مرزائی کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور اسی پر اجماع امت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
(فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۲۰۲)

قتل مرتد

قتل مرتد کا مسئلہ اگرچہ غیر مسلموں کی نظر میں ہمیشہ کھٹکتا رہا ہے لیکن چونکہ افغانستان میں نعت اللہ خاں کو جو قادیانی ہو گیا تھا سنگسار کیا جا چکا تھا اس وجہ سے ذہنوں پر بھر مسلط ہو گیا اور منظم تبلیغ اگرچہ شدھی کے جواب میں ارتداد کے سد باب کے طور پر بھی مگر گوار ہو رہی تھی۔

جب قرار داد کی پہلی تجویز حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ کے علم میں آئی تو ان کا دل تڑپ اٹھا اور مولانا نے فوراً پے در پے مندرجہ ذیل مسموم و غیر مسلم زعماء کو تار اور خطوط بھیجے۔ بدیر اخبار شوکت بہشتی، مہتمما گاندھی، پنڈت موتی لال نہرو، مولانا محمد علی، مولانا کفایت اللہ، مولانا شوکت علی، مولانا حسین احمد، مولانا حفیظ اللہ مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔

یہ تمام مفصل خط و کتابت ایک رسالہ کی صورت میں بنام ”سراصلاح“ منشی مظفر علی نے مرتب کر کے شائع کر دی تھی۔ یہاں، صرف چند خطوط درج کیے جاتے ہیں۔

خط از مولانا عبدالباریؒ بنام مولانا حسین احمدؒ (دہلی)

مکرمی دام مجدہ۔ السلام علیکم۔ آپ کا تار آیا۔ مجھے تعجب ہے کہ میرا مقصد صاف و واضح غالباً آپ حضرات تک نہیں پہنچا۔ میں ابھی تک یہ نہ سمجھ سکا کہ کس سبب سے مجھ کو تحریک مذہب کے خلاف نہیں ہے اگر اس کے الفاظ کا مفہوم غلط ہے تو یہ بات مانی جاسکتی ہے اگر شائع شدہ الفاظ صحیح ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس کو ہم مذہب کے احکام کے خلاف نہ سمجھیں۔

مولانا! نفس مسئلہ حکم قتل مرتد میں موجودہ حالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کلام نہیں ہے۔ اگر کوئی سزا دے مرتد کو تو اس پر نفرت کی جائے یہ بابہ النزاع ہے۔ اس میں تو تمام افعال و اقوال و احکام اگلے پچھلے اندرون ہند بیرون ہند سب داخل ہیں اور فرض کیا جائے کہ اندرون ہند اور وہ بھی برٹش انڈیا کے ساتھ تحریک مخصوص ہے تو اس میں بھی ایسی صورت داخل ہے کہ جس میں کسی کا لڑکا مرتد ہو جائے (والعیاذ باللہ) اور وہ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ اس کو چند دن اپنے گھر میں باندھ رکھے اور فہمائش کرے اس کو گمان غالب ہے کہ اگر ایسا کیا جائے وہ دین میں پھر

واپس آ جائے گا جیسا کہ خود موتی ال صاحب کی لڑکی کے بارے میں گاندھی صاحب نے کیا تھا۔ اب یہ صورت بھی اس ریزولیشن میں قابلِ نفرت و ملامت ہے۔ لیکن اس پر خاک ڈالے اور اس نہیل سے مان سے بھی لیجئے تو میں اس پر کد نہ کروں گا۔ اگر قہ مائے تقدسین کے افعال کو کسی طرح مستثنیٰ کر دیا جاتا۔ مجھے بمبائی محمد علی وشوکت علی صاحبان سے فرد گداشت پر تعجب نہیں ہے۔ مگر آپ ایسے علمائے تجربین سے اس فرد گداشت کو سخت قابلِ تعجب سمجھتا ہوں پھر اگر مان بھی لیا جائے کہ ہم قتل مرتد بلکہ کوئی سزا مرتد کو ہم نہیں دے سکتے۔ غور فرمائیے کہ اگر کوئی ادنیٰ سزا دے اور سمجھے کہ اس سزا کو دینا مرتد کی اصلاح کا باعث ہوگا تو اس پر بھی آپ کی نفرت و ملامت موجود ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کسی نصرانی عربی مثل جھولی کے قاتل پر اگر کسی نے نفرت کی حالانکہ ہندوستان میں اس قسم کے قتل کی فرضیت کا کوئی قائل نہیں اور اصول ترک مموالات بلا تشدد مجوزہ گاندھی جی کے بھی خلاف ہے اس پر اظہار نفرت کرنا برا ہوا اور اس قسم کی سزا مرتد کو دینا جس سے اصلاح کی امید ہے قابلِ نفرت سمجھا جائے بلکہ اس پر مجمع میں نفرت کی جائے۔ صاف اور واضح بات کو چھوڑ کر کہ ”ہم ہندوستان میں نہ قبل سراج نہ بعد سراج قتل مرتد کرنے کا حکم نہیں دیتے۔“ ایسی لغو اور بے معنی عام تحریک کرنا کیا ضروری تھا اور اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ مانا کہ اس ریزولیشن سے فتنہ ارتداد دفع ہوتا ہے گو اس کی امید نہیں لیکن مقصود اس کا بھی سمجھا جائے تو بھی جملہ مباح النزاع سے جو مذہبی خرابی اب پیش ہے اس سے فتنہ ارتداد بڑھا جاتا ہے۔

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزینی
گوشت خاک ماہم برباد رفتہ باشد
ایک فتویٰ جو علمائے ندوہ نے آج بھیجا ہے اس کی نقل مرسل ہے۔

فقیر محمد عبدالباری ۲ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ

خط از مولانا شوکت علیؒ بنام مولانا عبدالباریؒ

دہلی یکم اکتوبر ۱۹۴۳ء۔ حضور والا۔ السلام علیکم۔ کل ایک تاریخ تار پندت موتی لال نہرو، محمد علی اور مولانا کفایت صاحب کے نام آیا۔ جب میں لکھنؤ حاضر ہوا تھا تو عرض کیا تھا کہ اس وقت لکھنؤ حاضر ہونے کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ موجودہ کانفرنس میں پیش ہونے والے مسائل کے بارے میں شرعی احکام کے متعلق حضور کی یا کم از کم مولوی عنایت اللہ صاحب کی اعانت حاصل کروں۔ ابتدائے تحریک سے بار بار اور مسلسل عرض کرتا رہا ہوں کہ میں فتنہ سے اور احکام شرعیہ کی باریکیوں سے واقف نہیں ہوں اس لیے ہمیشہ ہر مسئلے میں حضور کی رائے دریافت کر لیا کرتا ہوں۔ یہ ایک نازک موقع تھا جس میں اکثر مذہبی امور پر بحث ہونے والی تھی اس لیے میں نے چاہا تھا کہ مولوی عنایت صاحب ضرور شریک ہوں مگر وہ تشریف نہیں لائے۔ اب مجبوراً ہم کو یہاں ان علماء کی رائے پر اعتماد کرنا پڑا جو کانفرنس میں تشریف رکھتے ہیں۔ مولانا کفایت اللہ صاحب، مولانا حسین احمد صاحب، مولانا احمد سعید صاحب وغیرہ اس لیے ہم لوگوں پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ جیسا علماء نے یہاں فتویٰ دیا اس پر عمل کر کے تحریک پیش کی گئی۔ پاس کی گئی۔ جس وقت یہ تحریک پیش کی گئی تو سب سے پہلے علماء کی رائے اس مسئلہ میں دریافت کی گئی۔ مولانا کفایت اللہ صاحب نے بلا کسی شرط یا شبہ الفاظ کے صاف اور واضح طور پر بیان کیا کہ مرتد کی سزا یقیناً از روئے شرع شریف قتل ہے۔ مگر اس سزا کا نفاذ ہندوستان میں اب یا بعد حصول سراج نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ اس کے نفاذ کے لیے سلطان کی موجودگی، قانون اسلام کا نفاذ اور حکم قضا وغیرہ وغیرہ کا موجود ہونا ضروری ہے

جو یہاں نہ اب ہے اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔ پھر ان سے سوال کیا گیا کہ کوئی سزا علاوہ قتل کے دی جاسکتی ہے یا نہیں اس کا بھی انھوں نے یہی جواب دیا۔ اب انھیں کے الفاظ ریڈولیشن میں رکھ دیے گئے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں حضور کو شاید یہ غلط فہمی ہوئی کہ اس ریڈولیشن کا کسی طرح کا بھی تعلق اس قانون مرتد سے ہے جس کا اس وقت نفاذ ریاست بھوپال میں ہے۔ اس کے متعلق شریہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ ریاستوں سے ہم کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارے کسی ریڈولیشن کا کوئی اثر ریاست کے قوانین پر نہ اب پڑ سکتا ہے اور نہ آئندہ کبھی پڑنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً اگر ریاست نظام میں اس وقت چور کا ہاتھ کاٹنے یا مرتد کے قتل کا حکم جاری کر دیا جائے تو ہم کو اس سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اسی طرح ریاست جیپور میں گاؤنشی پر پھانسی کی سزا کا حکم ہے مگر ہم کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ اس وقت مسئلے کی نوعیت صرف اس قدر ہے کہ ہندوؤں کی طرف سے ایک سوال قتل مرتد یا سزائے مرتد کے بارے میں کیا جاتا ہے ہم اس کے جواب میں جو صحیح حکم شریعت ہے اس کو بیان کر دیتے ہیں۔ نہ ہندوؤں کو اس وقت اس سوال سے زائد کا حق تھا اور نہ ہم کو حق تھا کہ کوئی قانون بناتے۔ کانفرنس کا کوئی فیصلہ ناطق نہیں ہے سزائے مرتد یا قتل مرتد کے بارے میں اگر کوئی سوال پیدا بھی ہو سکتا ہے تو بعد سوراج۔ مسلمانوں کو پورا حق ہے کہ جس وقت چاہیں گے پارلیمنٹ میں جو قانون چاہیں پاس کرائیں اس کانفرنس میں صاف صاف برابر اعلان کیا جاتا رہا ہے کہ اس کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ موجودہ فسادات کے رفع کرنے اور ان کے اسباب کے دریافت پر غور کیا جائے۔ ہندو مسلمانوں میں کوئی دوائی شرائط صلح نہیں طے کیے جا رہے ہیں۔ قتل مرتد کے بارے میں اس وقت ایک جماعت کو فکر تھی کہ اس کے متعلق مسئلے کو واضح کیا جائے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ لکھنؤ کی حاضری کا ایک سبب اس مسئلہ کو دریافت کرنا بھی ہے۔ مجھ کو یاد ہے اور اسی بناء پر میں نے یہاں حضور کے مشورہ کا حوالہ دے کر اعلان کیا کہ مسئلہ یوں ہی ہے۔ جس طرح مولانا کفایت اللہ صاحب نے بیان کیا۔ آخر میں نہایت عاجزی کے ساتھ عرض کروں گا کہ حضور اس وقت تک سکوت فرمائیں جب تک یہاں کے حالات مولانا کفایت اللہ صاحب اور دیگر حاضرین سے سن نہ لیں اور صحیح حالات معلوم نہ کر لیں۔ دو چار روز کی تاخیر میں کوئی نقصان نہ ہوگا اور حضور ہم پر کم سے کم یہ تو مجبور ہو کر لیں کہ ہم اپنی موجودگی میں شریعت کی تحقیر نہ ہونے دیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ حضور کو کس درجہ ہندو مسلمان کے اتحاد کا خیال ہے اس لیے ہم کو تو اس کے خلاف گمان کرنا بھی اب نادانی اور جہالت ہے۔ واقعات صحیح آپ کو سب معلوم ہو جائیں گے اور اس وقت باقی ماندہ شکوک اور دقتیں باہمی مالت رد اور ادائی کے ساتھ فیصلہ پا جائیں گی۔ از حد مصروف ہوں اور تھکا ہوا، حضور کا خادم۔ خادم کعبہ شوکت علی

خط مولانا حسین احمد بنام مولانا عبدالباری

شب تاریک دہیم موج دگر دا بے جنیں ہائل

کجا دانند حال ماسکساراں سا حلبا

مولانا المحرم زیدت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ والا نامہ مع تاریخ سرفرازی ہوا۔ مولانا: ایک دو امر ہوں تو ان کو ذکر کیا جائے۔ دل ہمہ داغ داغ شدیدہ کجا کجا نیم۔ منصف علماء کی خود پسندی، تشنہ، خود رائی، حب جاہ و مال، خوف اغیار کی تاریک گھاٹوں نے عرصہ دراز سے جو چہ نہ دیکھا تھا وہ دکھا ہی رکھا تھا۔ مگر اس زمانہ پر آشوب میں اس منصف کے استثناء اور غفلت نے تو اساس اسلام کے کھود ڈالنے کی تیاری کر لی ہے۔ اس مؤثر اتحاد نے ہر طبقے اور ہر صنف اور ہر فریق کے لوگوں کو دعوت دی۔ قریب اور بعید کے تقریباً چار سو ستر یا زیادہ

آدمیوں کو بلایا۔ مگر اوّل تو مسلمان بہت کم آئے پھر ان میں علماء کی جماعت اقل قلیل تھی۔ علماء دیوبند کو متعدد تار گئے کوئی نہیں آیا۔ علماء بدایوں میں سے کوئی نہیں آیا اور علی ہذا القیاس دوسرے مقامات سے بھی کوئی نہیں آیا۔ فقط سید سلیمان ندوی شریف لائے تھے۔ جو فقط دو تین دن ٹھہر کر چلے گئے کوئی معتد بہ دلچسپی انھوں نے نہیں لی۔ مولانا! مجمع اغیار تھا۔ ہندو، سکھ، پارسی، عیسائی، جمیع تھے۔ قادیانی، روشن خیالی کے مدعی انگریزی خوان حضرات جو بزم خود اپنے سامنے ابوظیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شافعی و مالک و احمد حنبلی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کو نہ صرف طفل کتب بلکہ معضلہ دین والا سلام سمجھتے اور کہتے ہیں۔ موجود تھے۔ ہر فریق نے اپنے چیدہ چیدہ مشکلم اشخاص کو بھیجا اور مجمع کیا تھا۔ مگر کیا اسلام کے مذہبی اور علمی طبقے کو اس کی کوئی پرواہ ہوئی تھی۔ اس کا جواب سوائے نفی کے اور کچھ نہیں۔

مولانا! اس مجمع میں جو کچھ مشکلات ہم کو پیش آئیں اس کو ہم ہی اندازہ کر سکتے ہیں اور آپ اتنی دور بینھے ہوئے اندازہ نہیں کر سکتے۔ ہر ہر لفظ اور ہر ہر مسئلہ پر دشواریوں کے پہاڑ اڑا جاتے تھے جن کا اٹھانا بھی دشوار اور ہٹانا بھی دشوار تر ہوتا تھا۔ نہ کوئی صحیح مشورہ دینے والا ہوتا تھا نہ کوئی ہمدردی اور اعانت کرنے والا۔ خود ہمارے معزز لیڈروں کے بات بات پر حملے اور سخت حملے ہوتے رہے۔ اگر مجمع اغیار میں ان کا جواب دیں تو اسلام، مسلمانوں، علماء کی توہین ہوتی ہے اور اگر چپ رہیں تو مہانت کا دھبہ۔ عجب کشمکش کا عالم تھا۔ شیرازی کا دعویٰ کرنے والے اغیار کے سامنے بڑا فحش بنے ہوئے نظر آتے تھے آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ مخالف فریق اور مدعیان اجتہاد و طلیعت پر جماعت کا جو اثر پڑ سکتا ہے وہ ایک دو کا نہیں ہو سکتا۔ پھر چند دماغ جو چیز پیدا کر سکتے ہیں ان کے لیے ایک یا دو دماغ کافی نہیں ہو سکتے اور جبکہ انہوں ہی میں ایسے حضرات ہوں جو کہ دوسروں کے سیلاب میں اپنے آپ اور اپنی قوم کو بہا دینے کے لیے تیار ہوں تو اس کا کیا حشر ہوگا۔

قومی	ہم	قتلوا	امیم	اخی
فلن	رمیت	بصینی	سہمی	
ولن	عفوت	لا	عفون	جدلا
ولن	کسرت	لا	وہن	عظمی

مولائی الحزم۔ پہلے ہی دن فریق غیر کی طرف سے مجھ سے کہا گیا کہ یہ صلح کس طرح ہو سکتی ہے جبکہ تمہارے مذہب میں مرتد کے لیے سزائے قتل ہے۔ میں نے جواب دیا کہ جنگ یہ حکم مذہب کا ہے مگر ہم ہندوستان کے لیے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ بصورت برٹش راج یا سوراج اس مسئلے کا ہندوستان سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ کہا گیا کہ بصورت سوراج خالص اسلامی ریاستیں ممکن ہے کہ اس پر عمل کریں۔ میں نے جواب دیا کہ یہ ریاستیں غالباً اس وقت بھی اسی قسم کی خود مختار ہوں گی جیسی کہ اب ہیں یا جمہوریت کے اعضاء میں سے ہو کر خالص اسلامی خود مختار کامل نہ ہوں گی اس لیے وہ بھی ہمارے مسئلے سے خارج ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد اجلاس شروع ہوا۔ تمہیدی تقاریر شروع ہوئیں۔ چند انگریزی تقریروں کے بعد پنڈت مالویہ جی نے تقریر کی اور اشتراک مذہب اتحاد عمل کی ضرورت اور فوائد وغیرہ بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ وہ اپنے مذہب میں سے سزائے مرتد اور تبلیغ کو نکال ڈالیں تاکہ امن و اتحاد قائم ہو۔ یہ تقریر غالباً آدھ گھنٹے ہوئی تھی۔

مجھ کو کہا گیا کہ تو اس کے بعد تقریر کر۔ مگر مولانا کفایت اللہ کے موجود ہوتے ہوئے ان کی قوت تقریر و

تحریر ذکاوت و فطانت علمی بلند پائے کی، وغیرہ مجھ کو ہر طرح مجبور کرتی تھی کہ میں اس کی اپیل ان کی خدمت میں کروں۔ چنانچہ مولانا نے موصوف کھڑے نہ کیے اور نہایت واضح اور روشن طریقے پر ثابت کیا کہ مختلف المذاہب اور تباہ کن الاعتقاد اقوام و ادیان ایک سرزمین میں کس طرح بسر کر سکتے ہیں اور ان کے لیے طرز عمل کیا کیا اختیار کرنا ضروری ہے۔ آخر میں مولانا نے موصوف سے فرمایا کہ بے شک شریعت اسلامیہ میں یہ مسئلہ مسلم ہے کہ مرتد کو سزائے قتل دی جائے۔ مگر اس کا تعلق ہندوستان سے نہیں۔ اس سزا کا اختیار سلطان اسلام کو ہے۔ وہ اپنی قلمرو میں اس کو جاری کر سکتا ہے۔ موجودہ حالت میں اور بعد از سوراج ہندوستان اس سے خارج ہے۔ اس بیان کو وضاحت کے ساتھ مولانا نے روشن فرمایا جس پر تمام حاضرین کی کامل توجہ منعطف تھی۔

اس پر پنڈت رام چندر نے یہ کہا کہ جہاں سلطان اسلام نہ ہو یا حکم نہ دے وہاں کوئی مسلمان فرد یا جماعت خود کسی مرتد کو قتل کر سکتے ہیں یا نہیں۔ مولانا نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کہ اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کی کیا سزا ہے۔ مولانا نے کہا کہ یہ امر مفوض الی رآئی السلطان ہے۔ یہ گفتگو جب ہو رہی تھی اس پر مالویہ جی اور دوسرے لیڈر ہند بار بار یہ کہہ رہے تھے کہ اس کی تنقیح کی اب ہم کو ضرورت نہیں جبکہ ہم کو یہ معلوم ہو گیا کہ اس مسئلے کا تعلق ہندوستان کی موجودہ اور مستقبلہ حالت سے نہیں تو ہم کو کافی ہے۔ مولانا کفایت اللہ نے اس وقت کہا بھی کہ اگر اس مسئلے کے متعلق اور کچھ کسی کو پوچھنا یا کہن ہو تو پوچھنے میں جواب کے لیے تیار ہوں۔ اس پر ان کے عام لیڈروں نے خصوصاً بڑوں نے کہا کہ نہیں یہ قدر ہم کو کافی ہے۔ مسئلہ تبلیغ کے متعلق مولانا نے فرمایا کہ مذہب اسلام ابتدا ہی سے تبلیغی مذہب ہے اور ہمیشہ سے وہ تبلیغ کا کام کرتا رہا اور یہی اس کی تعلیم ہے مگر نہایت حکیمانہ اور عادلانہ طریقے پر بلا اکراہ و اجبار وغیرہ۔

غرضیکہ اس مفصل تقریر پر سبھوں کو اطمینان ہوا۔ اس میں مولانا آزاد نے فرمایا کہ مولانا: یہ تفصیل کر دیجئے کہ یہ حکم قضاء ہے یا تشریعاً۔ مگر مولانا موصوف کی گزشتہ تقریر پر سبھوں نے کہا کہ اب اس کی کوئی حاجت نہیں۔ محمد علی (لاہوری مرزائی) بولے کہ مسئلہ مختلف ہے۔ اس کے بعد مفتی محمد صادق قادیانی کھڑے ہوئے۔ اور انھوں نے اپنی تقریر میں بھی یہ کہا کہ حقیقت میں مسئلہ مرتد ہندوستان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ یہاں کوئی سزا انھیں نہیں دی جاسکتی۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ ہندوستان کے باہر بھی اس کو کوئی سزا نہیں دی جاسکتی۔ اور نہ سلطان اسلام کو اس کا اختیار ہے۔ اس پر میں نے چڑا کر کہا کہ یہ محض آپ کی رائے ہے مذہب اسلام میں یہ نہیں ہے۔ سید سلیمان صاحب ندوی نے مجھے روکا اور یہ کہا کہ یہ بھی تو یہی کہہ رہے ہیں کہ میں کہتا ہوں۔

خلاصہ یہ کہ ان مباحث پر جن میں یہ تسلیم کر لیا گیا تھا کہ مذہب اسلام میں یہ سزا مقرر ہے مگر یہاں بوجہ مانع اس کا اجرا نہیں ہو سکتا۔ جملہ احضار جلد کو اطمینان ہو گیا۔ اس کے بعد مختلف اشخاص کی تقریریں ہوئیں۔

صدر جلسہ اور دیگر مقررین نے بار بار اپنے الفاظ کہے کہ اس جلسے میں گزشتہ اعمال و افعال کی تحقیق و تنقیش کرنی مطلوب نہیں ہے اور نہ ان کی نسبت کوئی فیصلہ ظاہر کرنا ہے بلکہ آئندہ کے متعلق ایک نظام عمل تیار کرنا ہے تاکہ وہ امور جن کی وجہ سے فناء ہندوستان کمر ہو گئی ہے ظاہر نہ ہوں اسی بنا پر متعدد اوقات میں جبکہ سوامی شردھانند نے اپنی کتاب اور اخبار لے کر جناب کے فتویٰ قتل مرتد پر اظہار رائے کرنا اور اسپینج دینا چاہا۔ صدر جلسہ نے روک روک دیا۔ ہم سب تیار تھے کہ اگر ای جی نے تقریر کی تو انشاء اللہ پوری وضاحت کے ساتھ جواب دیں گے۔ مگر چونکہ صدر جلسہ نے یہ بھی کہا تھا کہ تقریب اس کے متعلق خاص طور سے ریزولیشن آنے والا ہے۔ اس

وقت آپ کو جو کچھ فرماتا ہے فیصلہ کے بعد آپ فرمائیں۔ تو ہم نے بھی یہ مناسب سمجھا کہ اب اس وقت ہم کو ابھٹا نہ چاہیے ورنہ ہم بھی روک دیے جائیں گے۔

اور ہم بعد ممانعت صدر گزشتہ امور پر تبصرہ کرنا بھی غیر ضروری خیال کرتے تھے۔ اسی طرح جبکہ ریزولیشن نمبر ۱۱ میں منادر کے متعلق انتہاء افسوس کا جملہ آیا اور اس میں ترمیم زیادت لفظ مساجد یا ابدال لفظ معابد کی احقر نے پیشین کی اور بحث جاری ہوئی تو میں نے مساجد بھرت پور کا ذکر کیا۔ اس پر کہا گیا کہ وہ معاملہ اسٹیٹ کا ہے۔ ہم اسٹیٹ کے افعال میں حسب اصول کانگریس کوئی مداخلت نہیں کر سکتے۔

الحاصل اس کانفرنس کے اصول و قواعد میں سے جن کا بار بار تذکرہ آچکا تھا یہ چند امور تھے۔

نمبر ۱..... امور استقبالیہ کے متعلق فیصلہ اور غور۔ نمبر ۲..... جو امور باعث فساد وقتہ ہیں ان کا تفسیر۔ نمبر ۳..... امور متعلقہ برٹش ہند پر اتفاق۔ گزشتہ امور پر تبصرہ و تنقید تھی اور نہ ممالک خارجہ از زہند یا ریاستیں ان میں داخل ہیں۔ اس لیے ذبیحہ گاؤں دیگر حیوانات یا آرتھی اور اذان وغیرہ کے متعلق تفسیر جات ریاستوں سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتے جہاں پر کہ یہ اعمال جبراً روکے جا رہے ہیں اور ریواں راج وغیرہ میں تبدیل مذہب پر سزائیں مقرر ہیں۔ مولائے محترم! ریزولیشن نمبر ۴ کے تمہید کے ان الفاظ کو بھی مد نظر رکھیں جن کا تعلق خاص ریزولیشن نمبر ۱ سے ہے اور وہ اس پر پوری روشنی ڈالتے ہیں۔ ”ریزولیشن نمبر ۱ میں ہندوستان کی مختلف قوموں کے تعلقات کو بہتر بنانے کے لیے جو عام اصول قرار دیے گئے ہیں ان کو مد نظر رکھ کر اور تمام مذہب، عقائد و اعمال مذہبی کے لیے کامل رواداری حاصل کرنے کی غرض سے یہ کانفرنس اپنی یہ رائے قائم کرتی ہے کہ۔“

مولانا محترم! جب آجائے ان الفاظ پر غور فرمائیں گے تو کسی طرح بھی زمانہ اسلاف کرام رضی اللہ عنہم پر ریزولیشن نمبر ۱ کے الفاظ کو اگرچہ وہ کسی وجہ میں موافق یا صریح بھی ہوں صادق نہ فرمائیں گے اور نہ بیرون ہند کسی کو اس کا مصداق بنا سکیں گے بلکہ اندرون ہند بھی ریاستیں بالاتفاق اس سے خارج ماننی پڑیں گی۔

مولانا محترم! ہم نے حتی الوسع جہاں تک بھی ممکن ہوا اپنی پوری سعی اصلاح میں صرف کی ہے اور اس کی پوری رعایت کی ہے کہ اپنے حقوق شرعیہ اور ارکان مذہبیہ محفوظ رہیں۔ جس میں ہم کو احباب سے بہ نسبت اغیار زیادہ وقوت کا سامنا کرنا پڑا۔ خصوصاً مولانا کفایت اللہ نے اس میں نہایت زیادہ جانفشانی کی (فکر اللہ مسعود) ہم یقیناً کہتے ہیں کہ اگر ان کی ذات اس میں سعی ملیخ نہ کر لی یا موجود نہ ہوتی تو خدا جانے کیا ہو جاتا۔

مولانا! ضروری ہے کہ علماء کرام ذرا توجہ کریں اور اسلام کے سنبھالنے کی کوشش اور اتحاد صنفی میں پورا اجتہاد صرف کریں۔ ورنہ یہ ایک یاد باہت حضرات بھی تھک کو بیٹھ جائیں گے کہاں تک گالیوں اور الزامات لا یعنی کا بوجھ اٹھائیں گے۔ گورنمنٹ کے ٹمک خوار علیحدہ ان کے بدنام کرنے کی کوششیں عمل میں لا رہے ہیں۔ پبلک کے کج فہم کج رائے اشخاص علیحدہ ان پر بوجھاؤ کر رہے ہیں۔ انگریزی تعلیم یافتہ حضرات علیحدہ طرح طرح کی لسانی تحریری عملی کارروائیاں پیش کر رہے ہیں۔ پھر بھی ہمارا شیرازہ بکھرا ہوا ہے۔ ایک دوسرے کی نہ رواداری کرتا ہے نہ ہمدردی اور خبر گیری کے لیے تیار ہے۔ دشمن ہر طرح فور اسلام کو بچھانے پر تلا ہوا ہے۔ اور ہم اپنے زاویہ میں آرام کر رہے ہیں۔ اگر آپ جیسی مقدم ہستیاں جنھوں نے جمعیت کی بنیاد ڈالنے کی کوشش کی تھی وہ بالکل علیحدہ رہا کیں تو کیونکر نتیجہ نکل سکتا ہے اور اس کے قائم رکھنے کی کوشش کرنی نہیں ہے تو بند کر دیجئے قبل اس کے کہ اغیار و احباب اس کی کوئی کٹ کر اس کو بقاء منشور کر دیں۔ فان کنت ما کو لا فکین خیرا کل والا فاد

دکسی ولما امزق۔ پھر میں عرض کرتا ہوں کہ ریزولیشن میں اس کا بھی بہت زیادہ لحاظ رہا آیا ہے کہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور افزونی میں موجودہ کشش کو لحاظ رکھتے ہوئے کوئی صورت مفید ہو سکتی ہے۔ اپنے فہم و تجربہ کے ہتھکڑ پر کوشش کی گئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ وما ابرئ نفسی ان النفس لامارة بالسوء۔ والسلام خیر ختام۔ دستخط۔ حسین احمد

جواب خط مذکور از مولانا عبدالباری بنام مولانا حسین احمد

مولانا المحترم! السلام علیکم۔ مکرمت نامہ صادر ہوا۔ میں تاسف کرتا ہوں کہ میرے پہلے تار کا جواب مختصر دینے کے بجائے تھوڑی بات طویل کر دی گئی۔ یہی جواب تھا اس کا جو بعد کو موتی لال صاحب نے اور مولانا کفایت اللہ صاحب نے دیا۔ حسب اطلاع جناب کے اس کی وضاحت بعد کے ریزولیشن میں کر دی گئی۔ لیکن جس وقت صدر کا پیش کردہ ریزولیشن گاندھی صاحب کی فائدہ کشی کی استدعا میں شائع ہوا تھا اس وقت کسی قسم کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی تھی اور اس وقت تک وہ مباحث ہی نہیں ہوئے تھے جو بعد کو ہوئے۔ اس وقت تو علماء کی موجودگی بھی شائع نہیں ہوئی تھی۔ اس واسطے یہ تو خیال میں بھی نہیں آ سکتا کہ آپ حضرات اس کے ذمہ دار ہوں گے۔ میں مولانا کفایت اللہ صاحب کی مشکلات کو اچھی طرح احساس کرتا ہوں۔ ان کو جیسا میں بے نظیر سمجھتا ہوں اس کے ظاہر کرنے میں مجھے کبھی کوئی تامل نہیں ہوا مجھے یقین ہے اور ایسا ہی مجھے صحیح اخبارات سے بھی معلوم ہوا کہ مولانا کفایت صاحب نے جو خدمات اسلام کی اس کافرنس میں انجام دیے وہ ہماری جماعت علماء کے مہاہات و افتخار کا باعث ہے۔ سوائے اس کے کہ ہم عرض کریں کہ اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کو ہمیشہ امت محمدی کی اعانت کے لیے زندہ سلامت رکھے۔ انھیں کی ایک ذات جمیعہ علماء سے مراد ہو سکتی ہے اور کیا کہا جائے۔

مولانا! جلسہ دہلی کی وہ وقعت جو اس کے بائینین نے سمجھی تھی ہمارے ذہنوں میں نہ تھی۔ اس میں ہمارے علماء نے اگر شرکت نہیں کی تو الزام کے قابل نہیں ہیں اور جو شریک ہوئے وہ خود اس شرکت سے دشواریوں میں گرفتار ہوئے۔ اور امتحان ہو گیا کہ کون علماء بائند ہیں۔ بہر حال معاملہ بہت تھوڑا تھا۔ موتی لال صاحب کے بار میں تاخیر ہوئی بڑھ گیا۔ مگر تار آ جانے سے اطمینان ہو گیا۔ مولانا کفایت اللہ صاحب نے قتل مرتد کے بارے میں جو کچھ خیال ظاہر فرمایا وہ بالکل صحیح ہے۔ اس میں مجھے کوئی کلام نہیں۔ مجھے اس عام اور بے قید ریزولیشن پر اعتراض تھا اور ان الفاظ کے ساتھ اب بھی میں قابل اعتراض سمجھتا ہوں۔ لیکن وضاحت کے بعد مجھے اطمینان ہو گیا۔ والسلام فقیر محمد عبدالباری عفا عنہ

خط از مولانا کفایت اللہ بنام مولانا عبدالباری قرنگی محلی دہلی ۱۱ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ

مولانا المحترم۔ وامت فو شکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مجھے سخت ندامت اور افسوس ہے کہ میں مفصل طور پر جناب کے تاروں کا جواب اس سے قبل نہ دے سکا۔ ایک اجمالی تار ارسال خدمت اقدس کر دیا تھا۔ جناب کے تاروں سے جناب والا کا بیوقوف اور اسلامی غیرت اس پایہ کا ثابت ہو گیا کہ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

مولانا! واقعہ یہ ہے کہ پہلے دن کے اجلاس مؤتمر میں خاکسار اگرچہ شریک تھا۔ مگر پہلا ریزولیشن انگریزی میں پڑھا گیا اور اس کا اردو ترجمہ یا حاصل مطلب بیان کیا گیا مگر میں حلفاً عرض کرتا ہوں کہ مجھے اس فقرے کا جو سزائے ارتداد کے متعلق ہے اس وقت بالکل علم اور احساس نہ ہوا۔ واللہ اعلم کہ اردو میں وہ بیان سن رہا گیا یا میں نے نہیں سنا۔ تجویز پاس ہو گئی۔

دوسرے روز جناب کا تار ملا۔ اس سے مجھے فوری خیال ہوا اور میں نے پہلی تجویز کو تلاش کر کے، نیک تو اس میں وہ الفاظ موجود تھے۔ خست افسوس ہوا۔ اگرچہ معاملہ سب کا سب ہندوستان کے متعلق تھا تاہم الفاظ میں عموم ضرور تھا۔ میں غت کشش میں پڑ گیا۔ بالآخر سوائے اس نے کوئی تدبیر نہ کر سکا کہ ریزولیشن نمبر ۳۴ کی تنبیہ میں میں نے اپنی ترمیم ہائیں الفاظ پیش کی اور صدر صاحب کو معاملہ سمجھا کر اور باؤس اور اپنے بعض مہربانوں سے بحث مباحثہ کر کے یہ الفاظ بدھوائے کہ ”ریزولیشن نمبر ۳۴ میں ہندوستان کی مختلف قوموں کے تعلقات کو بہتر بنانے کے لیے جو عام اصول قرار دیے گئے ہیں الخ“ اب ریزولیشن نمبر ۳۴ بتاتا ہے کہ ریزولیشن نمبر ۳۴ کا عموم مطلق نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہندوستان کے ساتھ مقید ہے اور ہندوستان سے بھی برٹش انڈیا مراد ہے۔ ہندوستانی ریاستیں بھی اس میں داخل نہیں ہیں۔ نیز جبکہ بعض ہندو مقررین کی طرف سے یہ مضمون بیان کیا گیا کہ جب تک مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ مرتد کو واجب القتل سمجھتے رہیں گے اور گویا قتل کرتے رہیں گے اس وقت تک ہندو مسلمانوں میں نباہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے بھرے مجمع میں اس کا جواب دیا کہ بیشک اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے اور ارتداد اسلام کے نزدیک ہولناک گناہ اور بدترین جرم ہے اور یہ اسلام کا ایک کھلا ہوا روشن اصول ہے۔ میں اس کے ظاہر کرنے اور بیان کرنے میں کسی قسم کا تامل نہیں۔ مگر یہ کہنا کہ ہندوستان کے فسادات اس عقیدے کے نتائج ہیں اور مسلمان اس لیے ہندوؤں سے لڑتے ہیں کہ ان کو ارتداد یا اشاعت ارتداد کی سزادیں غلط ہے۔ اس لیے کہ جیسا یہ اسلام کا مستحکم اصول ہے کہ ارتداد کی سزا قتل ہے۔ اسی طرح یہ بھی اسلام کا اصول ہے کہ اس سزا کو جاری کرنے کا اختیار سلطان اسلام کو ہے پس موجودہ حالت میں ہندوستان میں مرتد کی سزا قتل ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔ جس طرح تمام حدود اور قصاص یہاں جاری نہیں اسی طرح مرتد کی سزا بھی جاری نہیں اور نہ مسلمان اس پر قادر ہیں۔

اس پر مولانا ابوالکلام صاحب نے فرمایا کہ مولانا یہ تو فرمائیے کہ بعد سوراج کیا ہوگا؟ میں نے کہا کہ سوراج کے بعد واضعان قانون کے اختیارات کی جو نوعیت ہو اس کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ اگر سوراج کے بعد اسلامی قانون کی ترویج کا کوئی موقع ہوا تو یقیناً اس کے موافق احکام جاری ہوں گے اور نہ ہوا تو حالت جس کی مقتضی ہوگی وہ ہوگا۔

تبلیغ کے متعلق میں نے صاف کہہ دیا کہ اسلام کی بنیاد تبلیغ پر ہے اور اس کے ضمیر میں تبلیغ داخل ہے۔ وہ ایک کھلا ہوا تبلیغی مذہب ہے۔ اس کا دروازہ تمام دنیا کے لیے کھلا ہوا ہے اور اس کے دامن کے نیچے تمام بنی آدم آ سکتے ہیں۔ اس کو حق تبلیغ سے کوئی نہیں روک سکتا۔ اور ہندوستان کی موجودہ فضا میں مسلمانوں کو بھی یہ موقع نہیں کہ وہ کسی کو تبلیغ مذہب سے روک سکیں، ہاں جس طرح اسلام کی تبلیغ جبر و اکراہ، اطماع و خداع وغیرہ سے پاک ہے انی طرح دوسرے بھی ان ذمائم سے علیحدہ رہ کر صرف تبلیغ کر سکتے ہیں۔ یہ ذمائم درحقیقت تبلیغ مذہب کے لیے نہیں بلکہ اعتراض نفاسانی کے لیے کام میں لائے جاتے ہیں۔

ان مضامین کو میں نے بھرے مجمع میں پوری بلند آہنگی اور وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا حتیٰ کہ سوامی شردھانند اور پنڈت مدن موہن مالویہ وغیرہ بڑے بڑے ہندوؤں نے بھی کہہ دیا کہ اب ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہاں پنڈت رام چندر جی نے کہا کہ کیوں صاحب اگر سلطان اسلام کے حکم کے بغیر کوئی مسلمان مرتد کو قتل کر دے تو اس کی کوئی سزا ہے؟ میں نے کہا ہاں وہ اختیارات علی السلطان کے جرم کا مرتکب ہے اور اس کی سزا بادشاہ کی رائے پر ہے۔

ہاں! مفتی صادق قادری نے کہا کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل نہیں ہے بلکہ اسلام ہر شخص کو غمخیز کی آزادی دیتا ہے تو اس پر مولانا حسین احمد صاحب نے نہایت بلند آہنگی سے اور میں نے بھی کہہ دیا کہ یہ آپ کی رائے ہے اسلامی اصول نہیں ہے۔ اسلام میں چٹکا۔ مرتد کی سزا قتل ہے۔

مولانا! ایک ہفتے تک رات دن معاملات کو سلجھانے اور حقوق اسلامیہ و قومیت کی حفاظت کی غرض سے کام کرنے میں جن دقتوں کا سامنا ہوا اس کا بیان مشکل ہے۔ جن حضرات نے دیکھا ہے وہی اندازہ کر سکتے ہیں۔ میں صرف اس قدر عرض کر سکتا ہوں کہ میری شرکت شخصی حیثیت سے تھی۔ اور اس کی تصریح بھی کر دی تھی اور میں نے اپنی عقل فائز و فہم قاصر اور اپنی بساط کے موافق مذہبی اور قومی حقوق کی حفاظت میں کوئی فروگزاشت نہیں کی۔ اپنوں سے بھی اور غیروں سے بھی پوری نبرد آزمائی ہوئی۔ ہاؤس میں تقریر اور بحث ہر طرح حقوق کی حفاظت کا طمع نظر صرف یہ تھا کہ ہندوستان میں آپس کا نفاق اور جنگ و جدل بند ہو اور ہر فریق اپنی جگہ اپنے فرائض مذہبی میں آزاد ہو اور دوسروں کے لیے رکاوٹ نہ ڈالے۔ ہندوستان کی موجودہ حالت میں یہی ہماری پوزیشن ہے اور اس کو پیش نظر رکھ کر تجاویز مرتب کی گئی ہیں۔ باوجود اس کے اگر مجھ سے کوئی غلطی یا فروگزاشت ہوئی ہو تو میں اس کے اعتراف کے لیے تیار ہوں۔ امید کہ جناب ولادعا سے فراموش نہ فرمائیں گے۔

(خاکسار محمد کفایت اللہ غفرلہ کفایت الحق ج ۹ ص ۳۳۹-۳۷۱۲)

مرزا قادیانی کا کلمہ پڑھنے پر سزا کا گمراہ کن پروپیگنڈہ

سوال ... میرے ساتھ ایک عیسائی لڑکی پڑھتی ہے وہ اسلام میں دلچسپی رکھتی ہے میں اسے اسلام کے متعلق بتاتی ہوں لیکن جب میں نے اسے اسلام قبول کرنے کو کہا تو وہ کہنے لگی تمہارے یہاں تو کلمہ پڑھنے پر سخت سزا دی جاتی ہے اخبار میں بھی آیا تھا برائے مہربانی مجھے بتائیں میں اسے کیا جواب دوں۔

جواب اسے یہ جواب دیجئے کہ اسلام قبول کر کے کلمہ پڑھنے سے منع نہیں کرتے نہ اس پر سزا دی جاتی ہے البتہ وہ غیر مسلم جو منافقانہ طور پر اسلام کا کلمہ پڑھ کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں ان کو سزا دی جاتی ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۰۰)

وفاقی شرعی عدالت پاکستان کا حکم شرعی

سوال ... محترم مفتی صاحب! السلام علیکم!

رسول اللہ ﷺ نے کبھی ذاتی انتقام نہیں لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف اور صرف اسلام کی بقا کے لیے قتال کا حکم دیا۔ خلفائے راشدین بھی اسی سنت رسول ﷺ پر عمل کرتے رہے۔ قتل کی سزا اس شخص کو دی جاتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کو آخری پیغمبر تسلیم نہ کرے اور اپنی طرف سے کوئی متبادل پیغمبر تجویز کر دے لیکن وفاقی شرعی عدالت نے قادیانیوں کے لیے موت کی شرعی سزا تجویز نہیں کی۔ یہ مندرجہ بالا خصوص حقیقت ہے۔ پیش کردہ وفاقی شرعی عدالت کا قادیانیوں کی تردید۔ عدالت کے ناقابل سوالی جرم کو نظر انداز کر دینا۔ تو چوبیس خاندانوں نے عدالت میں اپنے آپ کو وفاقی شرعی عدالت کی اس چوبیس خاندانوں نے خلفائے راشدین کے فیصلہ کو چیلنج نہیں کرتے۔ انہیں یہ دھتکا چاہیے کہ ہم کو لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف جانا ہے۔ فقط والسلام

الجواب وباللہ التوفیق۔ قادیانیوں کا عروہ بدر سالت کا جرم ناقابل معافی جرم ہے اس کو نظر انداز نہ کرنا

برگز جائز نہیں ہے اور ایسے مجرم کو شرعاً ثبوت جرم ہو جانے کے بعد اسے موت دینا تو حین سنت اور تو حین خلفائے راشدین نہیں ہے بلکہ سنت صدیق کے حین مطابق ہوگا۔ کما یظہر من هذه العبارة. فقاتلہم ابو بکر
 قتل اللہ المسیلمة بالیمامة والاسود العنسی بصنعاء۔ (نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۳۸)

اور اس سنت صدیق کی اور ان دونوں مجرموں کے کیف کردار تک پہنچنے اور پہنچانے کی مزید کیفیت و تفصیل (الہدایۃ والنبیۃ کی جلد ششم کے ص ۳۰۵ اور ص ۳۳۰) پر دیکھی جاسکتی ہے۔ لہذا شرعی ضابطہ سے قابو پانے کے بعد کوتاہی کرنا عند اللہ ناقابل معافی جرم ہوگا اور آخرت میں جواب دہی بھاری ہو جائے گی اور حضرت رسول اللہ ﷺ کو مت دکھانا بھی مشہل ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد! نظام الدین مفتی دارالعلوم دیوبند ۱/۵/۱۴۱۱ھ (نظام افتاد ج ۲ ص ۲۰)

آئین پاکستان میں گستاخی رسول ﷺ ایکٹ میں ترمیم کا حکم

سوال..... جناب مفتی صاحب! پاکستانی آئین میں رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے لیے موت کی سزا تجویز کی گئی ہے جس میں اب ارباب اقتدار ترمیم کر کے اس سزا کو کم یا ختم کرنا چاہتے ہیں۔ تو کیا شرعاً ارباب اقتدار کو یہ سزا کم یا ختم کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اور جو شخص کسی گستاخ رسول ﷺ کے کفر میں شک کرے تو اس کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب..... پیغمبر خدا ﷺ کی شان اقدس میں نازیبا الفاظ کہنا ایک ناقابل معافی جرم ہے اس لیے علماء امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ گستاخ رسول مرتد اور واجب القتل ہے۔ فتاویٰ شامیہ میں ہے کہ اجمع المسلمون ان شاتمہ کافر (ج ۳ ص ۳۱۷ باب المرتۃ) یعنی نبی کریم ﷺ کو (نعوذ باللہ) گالی دینا بالاجماع کفر ہے اور الدر المختار میں ہے۔ صح فی آخر الشفاء بان حکمہ کالمرد۔ یعنی نبی کریم ﷺ کے گستاخ کا حکم مرتد کا ہے اور اس پر مرتد کے احکام جاری کیے جائیں گے۔ (الدر المختار علی ہاش رد المحتار ج ۳ ص ۳۱۸ باب المرتۃ)

قال العلامة ابن عابدین: قال ابو بکر بن المنذر اجمع عوام اهل العلم علی ان من سب النبی ﷺ یقتل ومن قال ذلک مالک بن انس واللیث واحمد واسحاق و مذهب الشافعی وهو مقتضى قول ابی بکر ولا تقبل توبته عند هؤلاء وبمثلہ قال ابو حنیفۃ واصحابہ والثوری و اهل الکوفۃ والارزاعی فی المسلم لکنہم قالوا ہی ردۃ وروی منہ الولید بن مسلم عن مالک وروی الطبرانی منہ عن ابی حنیفۃ واصحابہ فیمن ینقصہ ﷺ او برئ منہ او کذبہ او۔ وحاصل انہ نقل الاجماع علی کفر ساب ثم نقل عن مالک ومن ذکر بعدہ انہ لا تقبل توبتہ فعلم ان المراد من نقل الاجماع علی قتله قبل التوبۃ ثم قال وبمثلہ قال ابو حنیفۃ واصحابہ الخ قال انہ یقتل بعین قبل التوبۃ لا مطلقا الخ۔ (رد المحتار ج ۳ ص ۳۱۸ باب المرتد)

حاصل ترجمہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گستاخ بالاجماع کفر، مرتد اور واجب القتل ہے ہاں اختلاف اس میں ہے کہ گستاخ رسول ﷺ توبہ سے قتل سے بچ جاتا ہے یا نہیں! نیز (الجماع ج ۳ ص ۳۱۷) میں ہے: اجمع المسلمون ان شاتمہ کافر و حکمہ القتل ومن شک فما عذابہ و کفرہ کفر۔ یعنی گستاخ رسول ﷺ کافر ہے اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرتا ہو وہ بھی کافر ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اہانت النبی ﷺ

ان احوال بات نہ کورہ اور عبارت مسطورہ سے واضح ہوا کہ گستاخ رسول بالاجماع کافر اور مرتد ہے اس کے لغز میں شہرت سے الگ بھی کافر اور خارج عن الاسلام ہے، اور مرتد کی سزا قتل ہے لہذا گستاخ رسول ﷺ کی سزا بھی قتل ہی ہے۔ سبب میں ہے: من بدل دینہ فاقتلہ۔ (مدر المختار ج ۳ ص ۳۱۳ باب المرتد) بدائع الصنائع ج ۳ ص ۱۳۳ نیز اصحابہ العرب لما ارتدت بعد وفات النبی ﷺ اجمعت الصحابة علی قتلہم (ج ۳ ص ۱۳۳) اور (بال ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۱۸ مطبوعہ کتب خانہ دار العلوم) میں ہے۔ اعلم ان المرتد بقتل بالاجماع حکما مریض اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہی ہے۔

الم آخر وہ یہ رہا ہے کہ اس سے پہلے یہ گزر چکا ہے کہ امت کا اس پر بھی اجماع ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کافر اور مرتد ہے۔ نیز العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ میں ہے: فمن سب النبی ﷺ او احد من الانبیاء صلوات اللہ علیہم وسلامہ فانه یکفر ویجب قتله شاتم النبی ﷺ او نبی من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کافر اور مرتد ہے اور دونوں واجب القتل ہیں۔ (ج ۱ ص ۱۰۳ باب المرتد) زفال ابن نجیم: کل من ابغض رسول اللہ ﷺ بقلیہ کان مرتدا فالفاسد بطریق الاولی ثم یقتل حد اعتدنا فلا تقبل توبتہ فی اسقاطہ القتل۔ (المحرر الرائق ج ۵ ص ۱۲۹، ۱۳۵ باب المرتد) یعنی جو شخص پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ بغض رکھے یا آپ ﷺ کو سب و شتم کرے تو وہ شخص کافر، مرتد اور واجب القتل ہے اور کفایت اُمتی میں ہے کہ جناب رسالت مآب روحی نذادہ ﷺ یا ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان رفیع میں گستاخی کرنے والا یا کسی گستاخی کرنے والے سے ناراض نہ ہونے والا کافر ہے۔ فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ اجماع اس پر متفق ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے۔ (ج ۱ ص ۱۰۳ باب المرتد) اور فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں (نعوذ باللہ، استغفر اللہ) گالی بٹے وہ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس کو چاہیے کہ فوراً توبہ اور تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم ہے، اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔ (ج ۱ ص ۱۳۱) اور امداد الفتاویٰ میں ہے: "ابانت و گستاخی کردہ جناب انبیاء علیہم السلام کفر است" (ج ۲ ص ۳۹۱ باب اعتقاد) اور (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۳۵۹ باب المرتد) میں ہے کہ "سب النبی کفر ہے۔" اور الاشیاء والنظار میں ہے: لا تصح ردة السكران الا الردۃ بسبب النبی ﷺ فانه یقتل ولا یغنی عنه۔ کذا فی البزازیۃ کل کافر تاب فتوبۃ مقبولۃ فی الدنیا و الاخرۃ الا جماعۃ الکافر بسبب النبی ﷺ و سائر الانبیاء بعین۔ سب النبی کفر ہے اگرچہ حالت سکر میں ہو اور سب النبی کی توبہ قبول نہیں۔ (س ۱۰۰) نیز فتاویٰ امیر ازیلی علی ہاشم البندیہ میں ہے کہ اختلاف النبی ﷺ کفر ہے۔ (ج ۱ ص ۳۲۸) اور فتاویٰ قاضی خان علی ہاشم البندیہ میں ہے: اذا عاب الرجل النبی علیہ السلام فی شیء کان کافرا۔ الی قولہ و تکر فی الاصل ان شتم النبی ﷺ کفر۔ (ج ۳ ص ۵۷۳) یعنی استخفاف و ابانت النبی ﷺ اور نبی کریم ﷺ کو گالی دینا کفر واردہ او ہے۔ (فتاویٰ حنفیہ ج ۲ ص ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹)

کتاب الصلوٰۃ

مرزائی اور تعمیر مسجد

سوال..... کیا غیر مسلم اپنی مہات گاہ تعمیر کر کے اس کا نام مسجد رکھ سکتا ہے؟

جواب..... مسجد کے معنی لغت میں سجدہ گاہ کے ہیں اور اسلام کی اصطلاح میں مسجد اس جگہ کا نام ہے جو مسلمانوں کی نماز کے لیے وقف کر دی جائے۔ ملا علی قاریؒ ”شرح مشکوٰۃ“ میں لکھتے ہیں۔ والمسجد لغة محل السجود و شرعاً المحل الموقوف للصلوة فيه۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۱۸۲، باب المساجد و موضع الصلوٰۃ) ”مسجد لغت، میں سجدہ گاہ کا نام ہے اور شریعت اسلام کی اصطلاح میں وہ مخصوص جگہ جو نماز کے لیے وقف کر دی جائے۔“

مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے

مسجد کا لفظ مسلمانوں کی عبادت گاہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں مشہور مذاہب کی عبادت گاہوں کا ذکر کرتے ہوئے ”مسجد“ کو مسلمانوں کی عبادت گاہ قرار دیا ہے۔

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيراً۔

”اور اگر اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے ذریعہ لوگوں کا زور نہ توڑتا تو راہبوں کے خلوت خانے، عیسائیوں کے گرجے، یہودیوں کے معبد اور مسلمانوں کی مسجدیں، جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے، گرا دی جاتیں۔“ اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ صوامع سے راہبوں کے خلوت خانے ”بیچ“ سے نصاریٰ کے گرجے، ”صلوات“ سے یہودیوں کے عبادت خانے اور ”مساجد“ سے مسلمانوں کی عبادت گاہیں مراد ہیں۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی (۶۷۱ھ) اپنی مشہور تفسیر ”احکام القرآن“ میں لکھتے ہیں۔

وذهب خصيف الى ان القصد بهذه الاسماء تقسيم معابدات الامم۔ فالصوامع للرهبان والبيع للنصارى والصلوات لليهود والمساجد للمسلمين۔ (ص ۱۲/۷۲ دارالکتاب العربی، القاہرہ)

”امام خصیفؒ فرماتے ہیں کہ ان ناموں کے ذکر کرنے سے مقصود قوموں کی عبادت گاہوں کی تفسیم ہے۔ چنانچہ ”صوامع“ راہبوں کی، ”بیچ“ عیسائیوں کی، ”صلوات“ یہودیوں کی اور ”مساجد“ مسلمانوں کی عبادت گاہوں کا نام ہے۔

اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۳۵ھ) ”تفسیر مظہری“ میں ان چاروں ناموں کی مندرجہ بالا تشریح ذکر

کرنے کے بعد لیتے ہیں۔

ومعنى الآية: لولا دفع الله الناس لهدمت فى كل شريعة نبي مكان عبادتهم فهدمت فى زمن موسى الكنائس وفى زمن عيسى البيع والصوامع وفى زمن محمد ﷺ المساجد.

(تقریر ج ۶ ص ۳۲۳، ردۃ المصلین، اہل)

”آیت کے معنی یہ ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کا زور نہ توڑتا تو ہر نبی کی شریعت میں جو ان کی عبادت کاہ تھی اسے گرا دیا جاتا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کئیے، عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں گرجے اور غلوت خانے اور محمد ﷺ کے زمانے میں مسجدیں گرا دی جاتیں۔“

یہی مضمون (تقریر ابن جریر ص ۱۱۳/۹، تقریر نیشاپوری بر حاشیہ ابن جریر ص ۶۳/۹، تقریر خازن ص ۲۹۱/۳، تقریر بنووی ص ۵۹۳/۵، بر حاشیہ ابن کثیر اور تقریر روح المعانی ص ۱۶۳/۱۷) وغیرہ میں موجود ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت اور حضرات مفسرین کی ان تفسیرات سے واضح ہے کہ ”مسجد“ مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے اور یہ نام دیگر اقوام و مذاہب کی عبادت گاہوں سے ممتاز رکھنے کے لیے تجویز کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدا اسلام سے لے کر آج تک یہ مقدس نام مسلمانوں کی عبادت گاہ کے علاوہ کسی غیر مسلم فرقہ کی عبادت گاہ کے لیے استعمال نہیں کیا گیا لہذا مسلمانوں کا یہ قانونی و اخلاقی فرض ہے کہ وہ کسی ”غیر مسلم فرقہ“ کو اپنی عبادت گاہ کا یہ نام نہ رکھنے دیں۔

مسجد اسلام کا شعار ہے جو چیز کسی قوم کے ساتھ مخصوص ہو وہ اس کا شعار اور اس کے تشخص کی خاص علامت سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ مسجد بھی اسلام کا خصوصی شعار ہے۔ یعنی کسی قریہ، شہر یا محلہ میں مسجد کا ہونا وہاں کے باشندوں کے ”لبان ہونے کی علامت ہے۔ امام البند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۳ھ) لکھتے ہیں۔

فصل بناء المسجد وملازمته وانتظار الصلوة فيه ترجع الى انه من شعائر الاسلام وهو قوله ﷺ اذا رايتم مسجداً او سمعتم مؤذناً فلا تقتلوا احداً وانه محل الصلوة ومعتكف العابدين ومطروح الرحمة ويشبه الكعبة من وجد.

”مسجد بنانے، اس میں حاضر ہونے اور وہاں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا سبب یہ ہے کہ مسجد اسلام کا شعار ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”جب کسی آبادی میں مسجد دیکھو یا وہاں مؤذن کی اذان سنو تو کسی کو قتل نہ کرو۔“ (یعنی کسی ہستی میں مسجد اور اذان کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہاں کے باشندے مسلمان ہیں) اور مسجد نماز کی جگہ اور عبادت گزاروں کے اعتکاف کا مقام ہے۔ وہاں رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے اور وہ ایک طرح سے کعبہ کے مشابہ ہے۔“

اگر فوج کا شعار غیر فوجی کو اپنانا ناجرم ہے اور جج کا شعار کسی دوسرے شخص کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں تو یقیناً اسلام کا شعار بھی کسی غیر مسلم کو اپنانے کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر غیر مسلموں کو کسی اسلامی شعار مثلاً تعمیر مسجد اور اذان کی اجازت دی جائے تو اسلام کا شعار مٹ جاتا ہے اور مسلم و کافر کا امتیاز اٹھ جاتا ہے۔ اسلام اور کفر کے نشانات کو ممتاز کرنے کے لیے جس طرح یہ بات ضروری ہے کہ مسلمان کفر کے کسی شعار کو نہ اپنائیں۔ اسی طرح یہ بھی لازم ہے کہ غیر مسلموں کو کسی اسلامی شعار کے اپنانے کی اجازت نہ دی جائے۔

تعمیر مسجد عبادت ہے، کافر اس کا اہل نہیں

نیز مسجد کی تعمیر ایک اعلیٰ ترین اسلامی عبادت ہے۔ اور کافر اس کا اہل نہیں چونکہ کافر میں تعمیر مسجد کی اہلیت

ہی نہیں، اس لیے اس کی تعمیر کردہ عمارت مسجد نہیں ہو سکتی۔ قرآن کریم میں صاف صاف ارشاد ہے۔

ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شہدین علی انفسہم بالکفر۔ اولئک حبطت

(انوب ۱۷)

عمالہم وفی النار ہم خالدون۔

”مشرکین کو حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کریں درآں حالانکہ وہ اپنی ذات پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کے عمل اکارت ہو چکے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔“

اس آیت میں چند چیزیں توجہ طلب ہیں۔ اول یہ کہ یہاں مشرکین کو تعمیر مسجد کے حق سے محروم قرار دیا گیا ہے۔ کیوں؟ صرف اس لیے کہ وہ کافر ہیں، شہدین علی انفسہم بالکفر ”اور کوئی کافر تعمیر مسجد کا اہل نہیں۔“ گویا قرآن یہ بتاتا ہے کہ تعمیر مسجد کی اہلیت اور کفر کے درمیان منافات ہے۔ یہ دونوں چیزیں ایک وقت تک جمع نہیں ہو سکتیں۔ پس جب وہ اپنے عقائد کفر کا اقرار کرتے ہیں تو گویا وہ خود اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ مسجد کے اہل نہیں، نہ انھیں اس کا حق حاصل ہے۔

امام ابو بکر احمد بن علی الجصاص الرازی (۳۷۰ھ) لکھتے ہیں۔

عمارة المسجد تكون بمعین احدهما زیارته والکون فیہ والاخر بنائہ و تجدید ما

استرم منه۔ فاقضت الایة منع الکفار من دخول المسجد ومن بنائہا و تولی مصالحہا والقیام بہا

(احکام القرآن ص ۸۷ ج ۳، سبیل اکیڈمی لاہور)

لانتظام اللفظ لامرین۔

”یعنی مسجد کی آبادی کی دو صورتیں ہیں ایک مسجد کی زیارت کرنا اس میں رہنا اور بیٹھنا دوسرے اس کو تعمیر کرنا اور نکلتے درپخت کی اصلاح کرنا، پس یہ آیت اس امر کی متقاضی ہے کہ مسجد میں نہ کوئی کافر داخل ہو سکتا ہے نہ اس کا بانی و متولی اور خادم بن سکتا ہے کیونکہ آیت کے الفاظ تعمیر ظاہری و باطنی دونوں کو شامل ہیں۔“

دوم: اپنی ذات پر کفر کی گواہی دینے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنا کافر ہونا تسلیم کرتے ہیں اور خود اپنے آپ کو ”کافر“ کہتے ہیں کیونکہ دنیا میں کوئی کافر بھی اپنے آپ کو ”کافر“ کہنے کے لیے تیار نہیں بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے عقائد کا برلا اعتراف کرتے ہیں جنہیں اسلام، عقائد کفر قرار دیتا ہے یعنی ان کا کفر یہ عقائد کا اظہار اپنے آپ کو کافر تسلیم کرنے کے قائم مقام ہے۔

سوم: قرآن کریم کے اس دعویٰ پر کہ کسی کافر کو اپنے عقائد کفریہ پر رہتے ہوئے تعمیر مسجد کا حق حاصل نہیں۔ یہ سوال ہو سکتا تھا کہ کافر تعمیر مسجد کی اہلیت سے کیوں محروم ہیں؟ اگلے جملہ میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے۔ اولئک حبطت اعمالہم کہ ”ان لوگوں کے عمل اکارت ہیں۔“ چونکہ کفر سے انسان کے تمام نیک اعمال اکارت اور ضائع ہو جاتے ہیں اس لیے کافر نہ صرف تعمیر مسجد کا بلکہ کسی بھی عبادت کا اہل نہیں۔ یہ کفر کی دنیوی خاصیت تھی اور آگے اس کی اخروی خاصیت بیان کی گئی ہے۔ وفی النار ہم خالدون ”کہ کافر اپنے کفر کی بنا پر دائمی جہنم کے مستحق ہیں۔“ اس لیے ان کی اطاعت و عبادت کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں۔ پس یہ آیت اس مسئلہ میں نص قطعی ہے کہ غیر مسلم کافر تعمیر مسجد کے اہل نہیں اس لیے انھیں تعمیر مساجد کا حق حاصل نہیں۔ اس سلسلہ میں حضرات مفسرین کی چند تصریحات حسب ذیل ہیں۔

امام ابو نعیم محمد بن جریر الطبری لکھتے ہیں۔

یقول ان المساجد انما تعمر لعبادة اللہ فیہا۔ لا للکفر بہ فمن کان باللہ کافر آفلیس من

(تفسیر ابن جریر ص ۸۳ ج ۱۰ دار الفکر بیروت)

شأنه ان یعمر مساجد اللہ۔

”حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسجدیں تو اس لیے تعمیر کی جاتی ہیں کہ ان میں اللہ کی عبادت کی جائے۔ لہذا اگر کوئی شخص مسجدوں کی تعمیر نہ کرے۔“
امام ربیع جہاد اللہ محمود بن عمر الزکری (م ۵۲۸ھ) لکھتے ہیں۔

والمعنی ما استقام لہم ان یجمعوا بین امرین متضایین عمارة متعبدات اللہ مع الکفر باللہ وعبادته و معنی شہادتہم علی انفسہم بالکفر ظہور کفرہم۔ (تفسیر کشاف، ص ۲۵۳ ج ۲)
”مطلب یہ ہے کہ ان کے لیے کسی طرح درست نہیں کہ وہ دو متضام باتوں کو جمع کریں کہ ایک طرف خدا کی مسجدیں بھی تعمیر کریں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کے ساتھ کفر بھی کریں اور ان کے اپنی ذات پر کفر کی کوئی دینی دیکھنے سے مراد ہے ان کے کفر کا ظاہر ہونا۔“
امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں۔

قال الواحدی دلت علی ان الکفار ممنوعون من عمارة مسجد من مساجد المسلمین۔
ولوا وصی بہا لم تقبل وصیتہ۔ (تفسیر کبیر، ص ۱۶ ج ۷ مطبوعہ مصر)
”واحدی فرماتے ہیں۔ یہ آیت اس مسئلہ کی دلیل ہے کہ کفار کو مسلمانوں کی مسجدوں میں سے کسی مسجد کی تعمیر کی اجازت نہیں اور اگر کافر اس کی وصیت کرے تو اس کی وصیت قبول نہیں کی جائے گی۔“
امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی (م ۶۷۱ھ) لکھتے ہیں۔

فیجب اذا علی المسلمین تولی احکام المساجد و منع المشرکین من دخولها۔
(تفسیر قرطبی، ص ۸۹ ج ۸ دار الکتاب العربی القاہرہ)
”مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ انتظام مساجد کے متولی خود ہوں اور کفار و مشرکین کو ان میں داخل ہونے سے روک دیں۔“
امام محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود القراء البغوی (م ۵۱۶ھ) لکھتے ہیں۔

اوجب اللہ علی المسلمین منعہم من ذالک لان المساجد انما تعمر لعبادة اللہ وحده فمن کان کافراً باللہ فلیس من شأنہ ان یعمرها۔ فذهب جماعة الی ان المراد منه العمارة المعروفة من بناء المسجد و مرمتہ عند الخواب فیمنع منه الکافر حتی لو اوصی بہ لا یقبل۔ وحمل بعضهم العمارة ہهنا علی دخول المسجد والقعود فیہ۔ (تفسیر معالم التنزیل للبغوی ج ۲ ص ۷۰، مطبوعہ بیروت)
”اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے کہ وہ کافروں کو تعمیر مسجد سے روک دیں کیونکہ مسجدیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر بنائی جاتی ہیں پس جو شخص کافر ہو اس کا یہ کام نہیں کہ وہ مسجدیں تعمیر کرے ایک جماعت کا قول ہے کہ تعمیر سے مراد یہاں تعمیر معروف ہے یعنی مسجد بنانا، اور اس کی فکست و ریخت کی اصلاح و مرمت کرنا۔ پس کافر کو اس عمل سے باز رکھا جائے گا چنانچہ اگر وہ اس کی وصیت کرے مرنے تو پوری نہیں کی جائے گی اور بعض نے عمارة کو یہاں مسجد میں داخل ہونے اور اس میں بیٹھنے پر محمول کیا ہے۔“

شیخ غناء الدین علی بن محمد البغدادی الحافظ (م ۷۲۵ھ) نے تفسیر خازن میں اس مسئلہ کو مزید تفصیل سے تحریر فرمایا ہے۔

مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) لکھتے ہیں۔

فانه يجب على المسلمين معهم من ذالك لان مساجد الله اما تعمم لعبادة الله وحده فمن كان كافراً بالله فليس من شانه ان يعمرها۔ (تفسیر طبری ص ۱۴۰ ج ۲، مؤلفین علی)

”چنانچہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ کافروں کو تعمیر مسجد سے روک دیں کیونکہ مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنائی جاتی ہیں پس جو شخص کہ کافر ہو وہ ان کو تعمیر کرنے کا اہل نہیں۔“

اور شاہ عبدالقادر دہلوی (م ۱۲۳۰ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

”اور علماء نے لکھا ہے کہ کافر چاہے مسجد بنا دے اس کو منع کرے۔“

ان تصریحات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ مسجد کی تعمیر کریں اور یہ کہ اگر وہ ایسی جرأت کریں تو ان کو روک دینا مسلمانوں پر فرض ہے۔

تعمیر مسجد صرف مسلمانوں کا حق ہے

قرآن کریم نے جہاں یہ بتایا کہ کافر تعمیر مسجد کا اہل نہیں۔ وہاں یہ تصریح بھی فرمائی ہے کہ تعمیر مسجد کا حق صرف مسلمانوں کو حاصل ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

انما يعمر مساجد الله من امن بالله واليوم الآخر. واقام الصلوة واتى الزكوة ولم يخش الا الله فعسى اولئك ان يكونوا من المهتدين۔ (البقرہ ۱۸)

”اللہ کی مسجدوں کو آباد کرتا تو بس اس شخص کا کام ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، نماز ادا کرتا ہو، زکوٰۃ دیتا ہو اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔ پس ایسے لوگ امید ہے کہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔“

اس آیت میں جن صفات کا ذکر فرمایا وہ مسلمانوں کی نمایاں صفات ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص پورے دین محمدی پر ایمان رکھتا ہو اور کسی حصہ دین کا منکر نہ ہو اسی کو تعمیر مسجد کا حق حاصل ہے۔ غیر مسلم فراتے

جب تک دین اسلام کی تمام باتوں کو تسلیم نہیں کریں گے تعمیر مسجد کے حق سے محروم رہیں گے۔

غیر مسلموں کی تعمیر کردہ مسجد ”مسجد ضرار“ ہے

اسلام کے چودہ سو سالہ دور میں کبھی کسی غیر مسلم نے یہ جرأت نہیں کی کہ اپنا عبادت خانہ ”مسجد“ کے نام سے تعمیر کرے۔ البتہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بعض غیر مسلموں نے اسلام کا لبادہ اوڈھ کر اپنے آپ کو

مسلمان ظاہر کیا اور مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی جو ”مسجد ضرار“ کے نام سے مشہور ہے۔ آنحضرت ﷺ کو وحی الہی سے ان کے کفر و فحاشی کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے اسے فی الفور منہدم کرنے کا حکم فرمایا۔ قرآن کریم

کی آیات ذیل اسی واقعہ سے متعلق ہیں۔

والذين اتخذوا مسجداً ضراراً و كفراً و تفریقاً بین المؤمنین و ارساداً لمن حارب الله ورسوله من قبل و ليحلفن ان اردنا الا الحسنی و الله يشهد انهم لكذوبون لا تقم فيہ ابدأ۔ الى قوله

لايزال بنیانهم الذی بنوا ریبۃ فی قلوبہم الا ان تقطع قلوبہم و الله علیم حکیم۔ (البقرہ ۱۰۷-۱۰۸)

”اور جن لوگوں نے مسجد بنائی کہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور کفر کریں اور اہل ایمان کے درمیان تفرقہ ڈالیں اور اللہ و رسول کے دشمن کے لیے ایک کمین گاہ بنائیں اور یہ لوگ نہ تو ان کی متاعیں حاکمیں ہیں۔ ہم نے بھلائی کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ قطعاً جھوٹے ہیں، آپ ﷺ اس میں بھی

قیام نہ بیچے ان کی یہ عمارت جو انھوں نے بنائی، ہمیشہ ان کے دل کا کاغذ بنی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل کے مژ۔
نکلے ہو جائیں اور اللہ علیم و حکیم ہے۔“

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ

۱۔ کسی غیر مسلم گروہ کی اسلام کے نام پر تعمیر کردہ ”مسجد“، ”مسجد ضرار“ کہلائے گی۔

ب۔ غیر مسلم منافقوں کی ایسی تعمیر کے مقاصد ہمیشہ حسب ذیل ہوں گے۔

۱۔ اسلام اور مسلمانوں کو ضرر پہنچانا۔

۲۔ عقائد کفر کی اشاعت کرنا۔

۳۔ مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پھیلانا اور تفرقہ پیدا کرنا۔

۴۔ خدا اور رسول کے دشمنوں کے لیے ایک اڈہ بنانا۔

ج۔ چونکہ منافقوں کے یہ خفیہ منصوبے ناقابل برداشت ہیں اس لیے حکم دیا گیا کہ ایسی نام نہاد مسجد کو منہدم کر دیا

جائے۔ تمام مفسرین اور اہل میر نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے حکم سے ”مسجد ضرار“ منہدم کر دی گئی اور اسے

نذر آتش کر دیا گیا۔ مرزائی منافقوں کی تعمیر کردہ نام نہاد مسجدیں بھی ”مسجد ضرار“ ہیں اور وہ بھی اسی سلوک کی مستحق

ہیں جو آنحضرت ﷺ نے ”مسجد ضرار“ سے روا رکھا تھا۔

کافر ناپاک، اور مسجدوں میں ان کا داخلہ ممنوع

یہ امر بھی خاص اہمیت رکھتا ہے کہ قرآن کریم نے کفار و مشرکین کو ان کے ناپاک اور گندے عقائد کی بنا

پر نجس قرار دیا ہے۔ اور اس معنوی نجاست کے ساتھ ان کی آلودگی کا تقاضا یہ ہے کہ مساجد کو اس سے دُور سے

پاک رکھا جائے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا. (توبہ ۲۸)

”اے ایمان والو! مشرک تو زے ناپاک ہیں، پس وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب بھی چھٹکنے

نہ پائیں۔“ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر اور مشرک کا مسجد میں داخلہ ممنوع ہے۔

امام ابو بکر جصاص رازی (م ۳۷۰ھ) لکھتے ہیں۔

اطلاق اسم النجس علی المشرك من جهة ان الشرك الذي يعتقدہ يجب اجتنابه كما

يجب اجتناب النجسات والاقذار فلذلك سماهم نجسا. والنجاسة في الشرع تصرف علی

وحيين احدهما نجاسة الاعيان والاخر نجاسة الذنوب وقد افاد قوله انما المشركون نجس منهم

عن دخول المسجد الا لعذر. اذ كان علينا تطهير المساجد من الانجاس.

(احکام القرآن ص ۱۰۸ ج ۳، سبیل اکیڈمی لاہور)

”مشرک پر ”نجس“ کا اطلاق اس بنا پر کیا گیا کہ جس شرک کا وہ اعتقاد رکھتا ہے، اس سے پرہیز کرنا،

اسی طرح ضروری ہے جیسا کہ نجاستوں اور گندگیوں سے۔ اسی لیے ان کو نجس کہا اور شرع میں نجاست کی دو قسمیں

ہیں۔ ایک نجاست جسم، دوم نجاست گناہ۔ اور ارشاد خداوندی ”انما المشركون نجس“ بتاتا ہے، کہ کفار کو دخول

مسجد سے باز رکھا جائے گا۔ الایہ کہ کوئی عذر ہو کیونکہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ مسجدوں کو نجاستوں سے پاک رکھیں۔“

امام محی السنۃ بغوی (م ۵۱۶ھ) معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

وجسملہ بلاد الاسلام فی حق الکفار علی ثلاثہ اقسام۔ احدہا الحرم فلا يجوز للکافر ان یدخلہ بحال ذمیا کان او مستامنا بظاہر هذه الآية۔ وجوزا هل الکوفة للمعاہد۔ دخول الحرم دون الحربی والفسم الثاني من بلاد الاسلام الحجاز فیجوز للکافر دخولها بالاذن۔ ولكن لا یقیم فیہا اکثر من مقام السفر۔ وهو ثلاثہ ایام۔ والقسم الثالث سائر بلاد الاسلام يجوز للکافر ان یرقیم فیہا بدمۃ او امان۔ ولكن لا یدخلون المساجد الا باذن مسلم۔ (تفسیر بنو میمون ج ۵ ص ۲۷۷، مطبوعہ المحمدیہ بیروت)

”اور کفار کے حق میں تمام اسلامی علاقے تین قسم پر ہیں۔ ایک حرم مکہ پس کافر کو اس میں داخل ہونا کسی حال میں بھی جائز نہیں، خواہ کسی اسلامی مملکت کا شہری ہو یا امن لے کر آیا ہو، کیونکہ ظاہر آیت کا یہی تقاضا ہے۔ اور اہل کوفہ نے ذی کے لیے حرم میں داخل ہونے کو جائز رکھا ہے۔ اور دوسری قسم حجاز مقدس ہے، پس کافر کے لیے اجازت لے کر حجاز میں داخل ہونا جائز ہے۔ لیکن تین دن سے زیادہ وہاں ٹھہرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اور تیسری قسم دیگر اسلامی ممالک ہیں، ان میں کافر کا مقیم ہونا جائز ہے بشرطیکہ ذی ہو یا امن لے کر آئے، لیکن وہ مسلمانوں کی مسجدوں میں مسلمان کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہو سکتے۔“

اس سلسلہ میں دو چیزیں خاص طور سے قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ آیت میں صرف مشرکین کا حکم ذکر کیا گیا ہے مگر مفسرین نے اس آیت کے تحت عام کفار کا حکم بیان فرمایا ہے کیونکہ کفر کی نجاست سب کافروں کو شامل ہے۔ دوم یہ کہ کافر کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں تو اختلاف ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک کسی مسجد میں کافر کا داخل ہونا جائز نہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں کفار کو مسلمان کی اجازت سے داخل ہونا جائز ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بوقت ضرورت ہر مسجد میں داخل ہو سکتا ہے۔ (روح المعانی ص ۱۱/۶۹) لیکن کسی کافر کا مسجد کا بانی، متولی یا خادم ہونا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے۔ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد ۹ھ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے انھیں مسجد کے ایک جانب ٹھہرایا اور مسجد نبوی ہی میں انھوں نے اپنی نماز بھی ادا کی۔

حافظ ابن قیم (م ۷۵۱ھ) اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فصل فی فقہ هذه القصة ففیہا جواز دخول اهل الکتاب مساجد المسلمین۔ وفیہا تمکین اهل الکتاب من صلاتہم بحضرة المسلمین وفی مساجدہم ایضاً۔ اذا کان ذالک عارضاً ولا یمكنوا من اعتیاد ذالک۔ (زاد المعاد، ص ۶۲۸، ج ۳، مطبوعہ مکتبۃ النہار الاسلامیہ کویت)

”فصل اس قدر۔ کے فقہ کے بیان میں، پس اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب کا مسلمانوں کی مسجدوں میں داخل ہونا جائز ہے اور کہ ان کو مسلمانوں کی موجودگی میں اپنی عبادت کا موقع دیا جائے گا اور مسلمانوں کی مسجدوں میں بھی۔ جبکہ یہ ایک عارضی صورت ہو لیکن ان کو اس بات کا موقع نہیں دیا جائے گا کہ وہ اس کو اپنی مستقل عادت بنالیں۔“

اور قاضی ابوبکر ابن العربی (م ۵۷۳ھ) لکھتے ہیں۔

دخول ثمامۃ فی المسجد فی الحدیث الصحیح۔ ودخول ابی سفیان فیہ علی الحدیث الآخر کان قبل ان ینزل۔ یا ایہا الذین امنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعدہم۔ هذا وسیع اللہ المشرکین من دخول المسجد الحرام نصاً۔ ومنع دخول سائر المساجد

تعليلاً بالحاسه ولو جوب صيانة المسجد عن كل نحس وهذا كله ظاهر لا خفاء به.

(اکام القرآن ص ۹۰۲/۴ دار المعرفہ بیروت)

شمارہ کا مسجد میں داخل ہونا اور دوسری حدیث کے مطابق ابو سفیان کا اس میں داخل ہونا، اس آیت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ”اے ایمان والو! مشرک ناپاک ہیں پس اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں۔“ پس اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو مسجد حرام میں داخل ہونے سے صاف صاف منع کر دیا اور دیگر مباحہ سے یہ کہ کر روک دیا کہ وہ ناپاک ہیں اور چونکہ مسجد کو نجاست سے پاک رکھنا ضروری ہے اس لیے کافروں کے ناپاک وجود سے بھی اس کو پاک رکھا جائے گا اور یہ سب کچھ ظاہر ہے جس میں ذرا بھی خفا نہیں۔“

منافقوں کو مسجدوں سے نکال دیا جائے

جو شخص مرزائیوں کی طرح عقیدہ رکھنے کے باوجود اسلام کا دعویٰ کرتا ہو وہ اسلام کی اصطلاح میں منافق ہے اور منافقین کے بارے میں یہ حکم ہے کہ انھیں مسجدوں سے نکال دیا جائے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ”آنحضرت ﷺ جمعہ کے دن خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا ”اے فلاں اٹھ، یہاں سے نکل جا کیونکہ تو منافق ہے۔ او فلاں! تو بھی اٹھ، نکل جا، تو منافق ہے۔“ اس طرح آپ ﷺ نے ایک ایک کا نام لے کر ۳۶ آدمیوں کو مسجد سے نکال دیا۔ حضرت عمرؓ کو آنے میں ذرا دیر ہو گئی تھی چنانچہ وہ اس وقت آئے جب یہ منافق مسجد سے نکل رہے تھے تو انھوں نے خیال کیا کہ شاید جمعہ کی نماز ہو چکی ہے اور لوگ نماز سے فارغ ہو کر واپس جا رہے ہیں لیکن جب اندر گئے تو معلوم ہوا کہ ابھی نماز نہیں ہوئی، مسلمان ابھی بیٹھے ہیں۔ ایک شخص نے بڑی مسرت سے حضرت عمرؓ سے کہا ”اے عمر! مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے آج منافقوں کو ذلیل و رسوا کر دیا اور آنحضرت ﷺ نے نام لے لے کر بیک بنی و دو گوش انھیں مسجد سے نکال دیا۔“ (تفسیر روح المعانی ص ۱۱/۱۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو غیر مسلم فرقہ منافق نہ طور پر اسلام کا دعویٰ کرتا ہو اس کو مسجدوں سے نکال دینا ہی سنت نبوی ﷺ ہے۔

منافقوں کی مسجد، مسجد نہیں فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ ایسے لوگوں کا حکم مرتد کا ہے۔ اس لیے نہ تو انھیں مسجد بنانے کی اجازت دی جاسکتی ہے اور نہ ان کی تعمیر کردہ مسجد کو مسجد کا حکم دیا جاسکتا ہے۔
شیخ الاسلام مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں۔

ولو بنوا مسجداً لم يصر مسجداً فتنوير الابصار من وصايا النعمي وغيره و صاحب الهوى اذا كان لا يكفر فهو بمنزلة المسلم في الوصية وان كان يكفر فهو بمنزلة المرتد.
(اكتاف الملحد بن طبع جديد ص ۱۲۸)

”ایسے لوگ اگر مسجد بنائیں تو وہ مسجد نہیں ہوگی۔ چنانچہ ”تنوير الابصار“ کے وصایا ذمی وغیرہ میں ہے کہ گمراہ فرقوں کی گمراہی اور حد کفر کو پہنچی ہوئی نہ ہو تب تو وصیت میں ان کا حکم مسلمان جیسا ہے اور اگر حد کفر کو پہنچی ہوئی ہو تو بمنزلہ مرتد کے ہیں۔“

منافقوں کے مسلمان ہونے کی شرط

یہاں یہ تصریح بھی ضروری ہے کہ کسی گمراہ فرقے کا دعویٰ اسلام کرنا یا اسلامی کلمہ پڑھنا، اس امر کی ضمانت نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے ان تمام عقائد سے توبہ کا اعلان

کرے جو مسلمانوں کے خلاف ہیں۔

چنانچہ حافظ بدرالدین عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔

يجب عليهم ايضا عند الدخول في الاسلام ان يقرؤا ببطلان ما يخالفون به المسلمين في الاعتقاد بعد اقرارهم بالشهادتين.

”ان کے ذمہ یہ بھی لازم ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے تو حید و رسالت کی شہادت کے بعد ان تمام عقائد و نظریات کے باطل ہونے کا اقرار کریں جو وہ مسلمانوں کے خلاف رکھتے ہیں۔“

اور حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں قصہ اہل نجران کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

وفي قصة اهل نجران من الفوائد ان اقوار الكافر بالنبوة لا يدخله في الاسلام حتى يلتزم

احكام الاسلام.

”قصہ اہل نجران سے دیگر مسائل کے علاوہ ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ کسی کافر کی جانب سے

آنحضرت ﷺ کی نبوت کا اقرار اسے اسلام میں داخل نہیں کرتا، جب تک کہ احکام اسلام کو قبول نہ کرے۔“

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں۔

لا بد مع الشهادتين في العمى من ان يتبرأ من دينه۔ (رد المحتار ص ۲۵۹ / مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

”عمیوی فرقہ کے مسلمان ہونے کے لیے اقرار شہادتین کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مذہب

سے برأت کا اعلان کرے۔“

ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی فرقہ اس وقت تک مسلمان تصور نہیں کیا جائے گا جب تک کہ

وہ اہل اسلام کے عقائد کے صحیح اور اپنے عقائد کے باطل ہونے کا اعلان نہ کرے۔ ورنہ اگر وہ اپنے عقائد کفر کو صحیح

سمجھتا ہے اور مسلمانوں کے عقائد کو غلط تصور کرتا ہے تو اس کی حیثیت مرتد کی ہے اور اسے اپنی عبادت گاہ کو مسجد کی

حیثیت سے تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

کسی غیر مسلم کا مسجد کے مشابہ عبادت گاہ بنانا

اب ایک سوال اور باقی رہ جاتا ہے کہ کیا کوئی غیر مسلم اپنی عبادت گاہ (مسجد کے نام سے نہ سہی لیکن)

وضع و شکل میں مسجد کے مشابہ بنا سکتا ہے؟ کیا اسے یہ اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ اپنی عبادت گاہ میں قبلہ رخ

محراب بنائے، مینار بنائے اس پر منبر رکھے اور وہاں اسلام کے معروف طریقہ پر اذان دے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ:

”وہ تمام امور جو عرفاً و شرعاً مسلمانوں کی مسجد کے لیے مخصوص ہیں، کسی غیر مسلم کو ان کے اپنانے کی

اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اس لیے کہ اگر کسی غیر مسلم کی عبادت گاہ مسجد کی وضع و شکل پر تعمیر کی گئی ہو، مثلاً اس میں

قبلہ رخ محراب بھی ہو، مینار اور منبر بھی ہو، وہاں اسلامی اذان اور خطبہ بھی ہوتا ہو تو اس سے مسلمانوں کو دھوکا اور

التباس ہوگا۔ ہر دیکھنے والا اس کو ”مسجد“ ہی تصور کرے گا۔ جبکہ اسلام کی نظر میں غیر مسلم کی عبادت گاہ مسجد نہیں

بلکہ مجمع شیطاں ہے۔“

(شامی ۳۸۰/۱، مطلب، بحرہ اصلوۃ فی الکذب، ایچ ایم سعید کراچی، البحر الرائق ص ۲۱۳ / مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

حافظ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) سے سوال کیا گیا کہ آیا کفار کی عبادت گاہوں کو بیت اللہ کہنا صحیح ہے؟

جواب میں فرمایا:

لیست بیوت اللہ و اسما بیوت اللہ المساجد بل ہی بیوت یکفر فیہا باللہ وان کان قد یدکر فیہا۔
فالبیوت بمنزلۃ اہلہا و اہلہا کفار فہی بیوت عبادۃ الکفار۔ (فتاویٰ ابن حجر ۱۱۲ ج ۱ مطبوعہ مصر قدیم)
”یہ بیت اللہ نہیں، بیت اللہ مسجدیں ہیں۔ یہ تو وہ مقامات ہیں جہاں کفر ہوتا ہے اگرچہ ان میں بھی ذکر ہوتا ہو۔ پس مکانات کا وہی حکم ہے جو ان کے بانوں کا ہے۔ ان کے بانی کافر ہیں، پس یہ کافروں کی عبادت گاہیں ہیں۔“

امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (م ۳۱۰ھ) ”مسجد ضرار“ کے بارے میں نقل کرتے ہیں۔
عمدناس من اهل النفاق فابتنوا مسجداً بقاء لیضاهوا به مسجد رسول ﷺ۔
(تفسیر ابن جریر ۱۱/۲۵ مطبوعہ مصر)

”اہل نفاق میں سے چند لوگوں نے یہ حرکت کی کہ قبائیں ایک مسجد بنا ڈالی جس سے مقصود یہ تھا کہ وہ اس کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد سے مشابہت کریں۔“

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے منافقانہ طور پر ”مسجد ضرار“ بنائی تھی ان کا مقصد یہی تھا کہ اپنی نام نہاد مسجد کو اسلامی مساجد کے مشابہ بنا کر مسلمانوں کو دھوکا دیں لہذا غیر مسلموں کی جو عبادت گاہ مسجد کی وضع و شکل پر ہوگی وہ ”مسجد ضرار“ ہے۔ اور اس کا منہدم کر دینا لازم ہے۔ علاوہ ازیں فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ اسلامی مملکت کے غیر مسلم شہریوں کا لباس اور ان کی وضع قطع مسلمانوں سے ممتاز ہونی چاہیے۔ (یہ مسئلہ فقہ اسلامی کی ہر کتاب میں باب احکام اہل الذمہ کے عنوان کے تحت موجود ہے)

چنانچہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ملک شام کے عیسائیوں سے جو عہد نامہ لکھوایا تھا، اس کا پورا متن (امام بیہقی کی سنن کبریٰ ۲۰۲: ۹) اور کثیر اجمال ج ۴ ص ۵۰۴، میں حدیث نمبر ۱۱۳۹۳ کے تحت درج ہے۔ اس کا ایک فرقہ یہاں نقل کرتا ہوں۔

ولا تشبهہم فی شی من لباسہم من قلنسوة ولا عمامة ولا نعلین ولا فرق شعر۔ ولا تنکلم بکلامہم ولا نکتسی بکھامہم۔

”اور ہم مسلمانوں کے لباس اور ان کی وضع قطع میں ان کی مشابہت نہیں کریں گے۔ نہ ٹوپی میں، نہ دستار میں، نہ جوتے میں، نہ سر کی مانگ نکالنے میں اور ہم مسلمانوں کے کلام اور اصطلاحات میں بات نہیں کریں گے اور نہ ان کی کنیت اپنائیں گے۔“

اندازہ فرمائیے جب لباس، وضع قطع، ٹوپی، دستار، پاؤں کے جوتے اور سر کی مانگ تک میں کافروں کی مسلمانوں سے مشابہت گوارا نہیں کی گئی تو اسلام یہ کس طرح برداشت کر سکتا ہے کہ غیر مسلم کافر، اپنی عبادت گاہیں مسلمانوں کی مسجد کی شکل و وضع پر بنانے لگے۔

مسجد کا قبلہ رخ ہونا اسلام کا شعار ہے

اور پر عرض کیا جا چکا ہے کہ مسجد اسلام کا بلند ترین شعار ہے۔ ”مسجد“ کے اوصاف و خصوصیت پر الگ الگ غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں ایک ایک چیز مستقل طور پر بھی شعار اسلام ہے۔ مثلاً استقبال قبلہ کو لیجئے، مذاہب عالم میں یہ خصوصیت صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس کی اہم ترین عبادت ”نماز“ میں بیت اللہ شریف کی طرف منہ کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے استقبال قبلہ کو اسلام کا خصوصی شعار قرار دے کر اس شخص

کے جو ہمارے قبلہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھتا ہو، مسلمان ہونے کی علامت قرار دیا ہے۔

من صلی صلوٰتہ واستقبل قبلتہ واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ۔ فلا تخفروا اللہ ذمۃ۔
(صحیح بخاری ص ۱/۵۶)

”جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھتا ہو، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہو، ہمارا ذبیحہ کھاتا ہو۔ پس یہ شخص مسلمان ہے، جس کے لیے اللہ کا اور اس کے رسول کا عہد ہے۔ پس اللہ کے عہد کو مت توڑو۔“

ظاہر ہے کہ اس حدیث کا یہ منشا نہیں کہ ایک شخص خواہ خدا اور رسول ﷺ کا منکر ہو۔ قرآن کریم کے قطعی ارشادات کو جھٹلاتا اور مسلمانوں سے الگ عقائد رکھتا ہو تب بھی وہ ان تین کاموں کی وجہ سے مسلمان ہی شمار ہوگا؟ نہیں، بلکہ حدیث کا منشا یہ ہے کہ نماز، استقبال قبلہ اور ذبیحہ کا معروف طریقہ صرف مسلمانوں کا شعار ہے جو اس وقت کے مذاہب عالم سے ممتاز رکھا گیا تھا۔ پس کسی غیر مسلم کو یہ حق نہیں کہ عقائد کفر رکھنے کے باوجود ہمارے اس شعار کو اپنائے۔ چنانچہ حافظ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

(عمدة الساری ص ۲/۲۹۶)

واستقبال قبلتنا مخصوص بنا۔

”اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرنا ہمارے ساتھ مخصوص ہے۔“

اور حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

وحکمة الاختصار علی ما ذکر من الافعال ان من یقر بالتوحید من اهل الکتاب وان صلوا واستقبلوا وذبحوا لکنہم لا یصلون مثل صلوٰتہ ولا یستقبلون قبلتہ ومنہم من یدبح لغیر اللہ ومنہم من لا باکل ذبیحتنا والاطلاع علی حال المرء فی صلاہ واکلہ یحکم بسرۃ فی اول یوم بخلاف غیر ذالک من امور الدین۔ (فتح الباری ص ۱/۴۱۷، دار الفکر الکتب الاسلامیہ بیروت)

”اور مذکورہ بالا افعال پر اکتفا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے جو لوگ توحید کے قائل ہوں وہ اگرچہ نماز بھی پڑھتے ہوں، قبلہ کا استقبال کرتے ہوں اور ذبح بھی کرتے ہوں لیکن وہ نہ تو ہمارے جیسی نماز پڑھتے ہیں نہ ہمارے قبلہ کا استقبال کرتے ہیں اور ان میں سے بعض غیر اللہ کے لیے ذبح کرتے ہیں۔ بعض ہمارا ذبیحہ نہیں کھاتے اور آدمی کی حالت، نماز پڑھنے اور کھانا کھانے سے فوراً پہلے دن پہچانی جاتی ہے۔ دین کے دوسرے کاموں میں اتنی جلدی اطلاع نہیں ہوتی۔ اس لیے مسلمان کی تین نمایاں علامتیں ذکر فرمائیں۔“

اور شیخ طاعنی قارئی لکھتے ہیں۔

انما ذکرہ مع اندراجہ فی اصلوۃ لان القبلة اعرف۔ اذ کل احد یعرف قبلتہ وان لم یعرف صلوٰتہ ولان فی صلوٰتہ ما یوجد فی صلاۃ غیرنا و استقبال قبلتنا مخصوص بنا۔

(مرآۃ المفاتیح ص ۲۷۲ ج ۱، طبع بمبئی)

”نماز میں استقبال قبلہ خود آ جاتا ہے مگر اس کو الگ ذکر فرمایا کیونکہ قبلہ اسلام کی سب سے معروف علامت ہے کیونکہ ہر شخص اپنے قبلہ کو جانتا ہے۔ خواہ نماز کو نہ جانتا ہو اور اس لیے بھی کہ ہماری نماز کی بعض چیزیں دوسرے مذاہب کی نماز میں بھی پائی جاتی ہیں مگر ہمارے قبلہ کی جانب منہ کرنا یہ صرف ہماری خصوصیت ہے۔“

ان تشریحات سے واضح ہوا کہ ”استقبال قبلہ“ اسلام کا اہم ترین شعار اور مسلمانوں کی معروف ترین علامت ہے۔ اسی بناء پر اہل اسلام کا لقب ”اہل قبلہ“ قرار دیا گیا ہے۔ پس جو شخص اسلام کے قطعی، متواتر اور مسلمہ

عقائد کے خلاف کوئی عقیدہ رکھتا ہو، وہ ”اہل قبلہ“ میں داخل نہیں، نہ اسے استقبال قبلہ کی اجازت دی جاسکتی ہے۔
محراب اسلام کا شعار ہے مسجد کے مسجد ہونے کے لیے کوئی مخصوص شکل و وضع لازم نہیں کی گئی لیکن مسلمانوں کے عرف میں چند چیزیں مسجد کی مخصوص علامت کی حیثیت میں معروف ہیں۔ ایک ان میں سے مسجد کی محراب ہے جو قبلہ کا رخ متعین کرنے کے لیے تجویز کی گئی ہے۔ حافظ بدرالدین عینی عمدة القاری میں لکھتے ہیں۔

ذكر ابو البقاء ان جبريل عليه الصلاة والسلام وضع محراب رسول الله ﷺ مسامة الكعبة وقيل كان ذلك بالمعينة بان كشف الحال وازيلت الحوائل فرأى رسول الله ﷺ الكعبة فوضع قبله مسجده عليها.
 (عمدة القاری شرح بخاری ۱۲۶، الجزء الرابع طبع دار الفکر بیروت)

”اور ابو البقاء نے ذکر کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے کعبہ کی سیدہ میں رسول اللہ ﷺ کے لیے محراب بنائی اور کہا گیا کہ یہ معائنہ کے ذریعہ ہوا۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے سامنے سے پردے ہٹا دیے گئے اور صحیح حال آپ ﷺ پر منکشف ہو گیا۔ پس آنحضرت ﷺ نے کعبہ کو دیکھ کر اپنی مسجد کا قبلہ رخ متعین کیا۔“

اس سے دو امر واضح ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ محراب کی ضرورت تعین قبلہ کے لیے ہے تاکہ محراب کو دیکھ کر نمازی اپنا قبلہ رخ متعین کر سکے۔ دوم یہ کہ جب سے مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر ہوئی، اسی وقت سے محراب کا نشان بھی لگا دیا گیا۔ خواہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کی نشاندہی کی ہو۔ یا آنحضرت ﷺ نے بذریعہ کشف خود ہی تجویز فرمائی ہو۔

البتہ یہ جوف دار محراب جو آج کل مساجد میں ”قبلہ رخ“ ہوا کرتی ہے، اس کی ابتدا خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس وقت کی تھی جب وہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں مدینہ طیبہ کے گورنر تھے۔ (دواء النفا ص ۵۲۵ و ما بعد) یہ صحابہ و تابعین کا دور تھا اور اس وقت سے آج تک مسجد میں محراب بنانا مسلمانوں کا شعار رہا ہے۔
 فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

وجہ الکعبة تعرف بالدلیل والدلیل فی الامصار والقرى المحارِب التی نصبها الصحابة والتابعون ورضی اللہ عنہم اجمعین. فعلمنا اتباعهم فی استقبال المحارب المنصوبة.
 (البحر الرائق ص ۱/۲۸۵، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

”اور قبلہ کا رخ کسی علامت سے معلوم ہو سکتا ہے اور شہروں اور آبادیوں میں قبلہ کی علامت وہ محرابیں ہیں جو صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم نے بنائیں۔ پس بنی ہوئی محرابوں میں ہم پر ان کی پیروی لازم ہے۔“

یعنی یہ محرابیں، جو مسلمانوں کی مسجدوں میں صحابہ و تابعین کے زمانے سے چلی آتی ہیں، دراصل قبلہ کا رخ متعین کرنے کے لیے ہیں اور اوپر گزر چکا ہے کہ استقبال قبلہ ملت اسلامیہ کا شعار ہے اور محراب جہت قبلہ کی علامت کے طور پر مسجد کا شعار ہے۔ اس لیے کسی غیر مسلم کی عبادت گاہ میں محراب کا ہونا ایک تو اسلامی شعار کی توہین ہے۔ اس کے علاوہ ان محراب والی عبادت گاہوں کو دیکھ کر ہر شخص انہیں ”مسجد“ تصور کرے گا اور یہ اہل اسلام کے ساتھ فریب اور دفا ہے لہذا جب تک کوئی غیر مسلم گروہ مسلمانوں کے تمام اصول و عقائد کو تسلیم کر کے مسلمانوں کی جماعت میں شامل نہیں ہوتا، تب تک اس کی ”مسجد نما“ عبادت گاہ عیاری اور مکاری کا بدترین اڈہ ہے۔ جس کا اکھاڑنا مسلمانوں پر لازم ہے۔ فقہاء امت نے لکھا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم بے وقت اذان دیتا ہے تو یہ اذان سے مذاق ہے۔

ان الکافر لو اذن فی غیر الوقت لا یصیر به مسلماً لانه یکون مستهزاً.

(شامی ص ۱/۲۵۹، آغاز کتاب اصول طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

”کافر اگر بے وقت اذان کہے تو وہ اس سے مسلمان نہیں ہوگا کیونکہ وہ دراصل مذاق اڑاتا ہے۔“
ٹھیک اسی طرح سے کسی غیر مسلم گروہ کا اپنے عقائد کفر کے باوجود اسلامی شعائر کی نقالی کرنا اور اپنی عبادت گاہ مسجد کی شکل میں بنانا دراصل مسلمانوں کے اسلامی شعائر سے مذاق ہے اور یہ مذاق مسلمان برداشت نہیں کر سکتے۔

اذان مسجد میں اذان نماز کی دعوت کے لیے دی جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مشورہ ہوا کہ نماز کی اطلاع کے لیے کوئی صورت تجویز ہونی چاہیے۔ بعض حضرات نے تھئی بجانے کی تجویز پیش کی، آپ نے اسے یہ کہہ کر رد فرمایا کہ یہ نصاریٰ کا شعار ہے۔ دوسری تجویز پیش کی گئی کہ بوق (باجا) بجا دیا جائے۔ آپ نے اسے بھی قبول نہیں فرمایا کہ یہ یہود کا وطیرہ ہے۔ تیسری تجویز آگ جلانے کی پیش کی گئی، آپ ﷺ نے فرمایا یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ یہ مجلس اس فیصلہ پر برخاست ہوئی کہ ایک شخص نماز کے وقت کا اعلان کر دیا کرے کہ نماز تیار ہے۔ بعد ازاں بعض حضرات صحابہؓ کو خواب میں اذان کا طریقہ سکھایا گیا جو انھوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور اس وقت سے مسلمانوں میں یہ اذان رائج ہوئی۔

(فتح الباری ص ۶۳-۶۵، دار المعرفۃ بیروت)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اس واقعہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وهذه القصة دليل واضح على ان الاحكام انما شرعت لاجل المصالح وان لاجتهاد فيها مدخلا. وان التفسير اصل اصيل. وان مخالفة اقوام تعادوا في ضلالتهم فيما يكون من شعائر الدين مطلوب وان غير النبي ﷺ قد يطلع بالمنام والنفث في الروح على مراد الحق لكن لا يكلف الناس به ولا تنقطع الشبهة حتى يقرره النبي ﷺ واقضت الحكمة الالهية ان لا يكون الاذان صرف اعلام و تنبيه. بل يضم مع ذلك ان يكون من شعائر الدين بحيث يكون النداء به على رؤس الخامل والتنبية تنويها بالدين ويكون قبوله من القوم اية انقيادهم لدين الله. (حجۃ اللہ البالغہ ص ۴۷۳/۴۷۴ مترجم)

”اس واقعہ میں چند مسائل کی واضح دلیل ہے۔ اول یہ کہ احکام شرعیہ خاص مصلحتوں کی بنا پر مقرر ہوئے ہیں۔ دوم یہ کہ اجتہاد کا بھی احکام میں دخل ہے۔ سوم یہ کہ احکام شرعیہ میں آسانی کو ملحوظ رکھنا بہت بڑا اصل ہے۔ چہارم یہ کہ شعائر دین میں ان لوگوں کی مخالفت جو اپنی گمراہی میں بہت آگے نکل گئے ہوں، شارع کو مطلوب ہے۔ پنجم یہ کہ غیر نبی کو بھی بذریعہ خواب یا القاء فی القلب کے مراد الہی کی اطلاع مل سکتی ہے۔ گروہ لوگوں کو اس کا مکلف نہیں بنا سکتا اور نہ اس سے شبہ دور ہو سکتا ہے جب تک کہ آنحضرت ﷺ اس کی تصدیق نہ فرمائیں اور حکمت الہی کا تقاضا ہوا کہ اذان صرف اطلاع اور تنبیہ ہی نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ وہ شعائر دین میں سے بھی ہو کہ تمام لوگوں کے سامنے اذان کہنا تعظیم دین کا ذریعہ ہو اور لوگوں کا اس کو قبول کر لینا ان کے دین خداوندی کے تابع ہونے کی علامت ٹھہرے۔“

حضرت شاہ صاحبؒ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اذان اسلام کا بلند ترین شعار ہے اور یہ کہ اسلام نے اپنے اس شعار میں گمراہ فرقوں کی مخالفت کو ملحوظ رکھا ہے۔ (فتح القدیر ص ۱/۶۷، فتاویٰ قاضی خان اور البحر الرائق ص

(۲۵) وغیرہ میں تصریح کی گئی ہے کہ اذان دین اسلام کا شعار ہے۔ فقہائے کرام نے جہاں مؤذن کے شرائط شمار کیے ہیں، وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ مؤذن مسلمان ہونا چاہیے۔

واما الاسلام فینبغی ان یکون شرط صحة فلا یصح اذان کافر علی ای ملة کان۔

(المحرر الرائق ص ۲۶۳، ۱/۲۶۳، دار المعرفۃ بیروت)

”مؤذن کے مسلمان ہونے کی شرط بھی ضروری ہے پس کافر کی اذان صحیح نہیں خواہ کسی مذہب کا ہو۔“

فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ مؤذن اگر اذان کے دوران مرتد ہو جائے تو دوسرا شخص اذان کہے۔

ولو ارتد المؤذن بعد الاذان لا یعادون اعید فلهو الفضل۔ کذا فی السراج الوہاج۔ واذا

ارتد فی الاذان فالاولی ان یتددی غیرہ وان لم یتددی غیرہ و اتعمہ جاز۔ کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔

(فتاویٰ عالمگیری ص ۵۲، ۱/۵۲، مطبوعہ مصر ۱۳۱ھ)

”اگر مؤذن اذان کے بعد مرتد ہو جائے تو اذان دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ اگر لوٹائی جائے تو

افضل ہے اور اگر اذان کے دوران مرتد ہو گیا تو بہتر یہ ہے کہ دوسرا شخص نئے سرے سے اذان شروع کرے تاہم

اگر دوسرے شخص نے باقی ماندہ اذان کو پورا کر دیا تب بھی جائز ہے۔“

مسجد کے مینار مسجد کی ایک خاص علامت، جو سب سے نمایاں ہے، اس کے مینار ہیں۔ میناروں کی ابتداء بھی

صحابہؓ و تابعینؓ کے زمانہ سے ہوئی۔ مسجد نبوی ﷺ میں سب سے پہلے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے مینار

بنوائے۔ (دقاء الوفا ص ۵۲۵) حضرت مسلمہ بن خالد انصاریؓ جلیل القدر صحابی ہیں وہ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں مصر

کے گورنر تھے۔ انھوں نے مصر کی مساجد میں مینار بنانے کا حکم فرمایا۔ (۱۱ ص ۳۱۸) اس وقت سے آج تک

کسی نہ کسی شکل میں مسجد کے لیے مینار ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ مسجد کے مینار دو فائدوں کے لیے بنائے گئے۔ اول

یہ کہ بلند جگہ نماز کی اذان دی جائے۔ چنانچہ امام ابو داؤدؒ نے اس پر ایک مستقل باب باندھا ہے۔ الاذان فوق المنارة۔

حافظ جمال الدین الزیلعی نے نصب الراية میں حضرت ابو ہریرہؓ اسلمی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے۔ من

(ص ۲۹۳، ۱/۲۹۳ مجلس علی ہائند)

السنة الاذان فی المنارة والاقامة فی المسجد۔

”سنت یہ ہے کہ اذان مینارہ میں ہو اور اقامت مسجد میں۔“

مینار مسجد کا دوسرا فائدہ یہ تھا کہ مینار دیکھ کر ناواقف آدمی کو مسجد کے مسجد ہونے کا علم ہو سکے۔ گویا مسجد کی

معروف ترین علامت یہ ہے کہ اس میں قبلہ رخ محراب ہو، منبر ہو، مینار ہو، وہاں اذان ہوتی ہو۔ اس لیے کسی غیر

مسلم کی عبادت گاہ میں ان چیزوں کا پایا جانا اسلامی شعار کی توہین ہے اور جب قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم

تسلیم کیا جا چکا ہے اور ان کے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے پر بھی پابندی عائد کر دی گئی ہے تو انھیں مسجد یا مسجد

نما عبادت گاہ بنانے اور وہاں اذان و اقامت کہنے کی اجازت دینا قطعاً جائز نہیں۔ ہمارے ارباب اقتدار اور عدلیہ

کا فرض ہے کہ غیر مسلم قادیانیوں کو اسلامی شعائر کے استعمال سے روکیں اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ پوری قوت

اور شدت سے اس مطالبہ کو منوائیں۔ حق تعالیٰ شانہ اس ملک کو منافقوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حال ج ۲ ص ۱۱۳ تا ۱۱۳)

قادیانیوں کو مسجد بنانے سے جبراً روکنا کیسا ہے

سوال احمدیوں کو مسجد بنانے سے جبراً روکا جا رہا ہے، کیا یہ جبر اسلام میں آپ کے نزدیک جائز ہے؟

جواب..... آنحضرت ﷺ نے مسجد ضرار کے ساتھ کیا کیا تھا؟ اور قرآن کریم نے اس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ شاید جناب کے علم میں ہوگا، اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ آپ حضرات دراصل معقول بات پر بھی اعتراض فرماتے ہیں۔ دیکھئے! اس بات پر تو غور ہو سکتا تھا (اور ہوتا بھی رہا ہے) کہ آپ کی جماعت کے عقائد مسلمانوں کے سے ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ اسلام میں ان عقائد کی گنجائش ہے یا نہیں؟ لیکن جب یہ طے ہو گیا کہ آپ کی جماعت کے نزدیک مسلمان، مسلمان نہیں اور مسلمانوں کے نزدیک آپ کی جماعت مسلمان نہیں، تو خود انصاف فرمائیے کہ آپ مسلمانوں کو اور مسلمان آپ کو اسلامی حقوق کیسے عطا کر سکتے ہیں؟ اور از روئے عقل و انصاف کسی غیر مسلم کو اسلامی حقوق دینا ظلم ہے؟ یا اس کے برعکس نہ دینا ظلم ہے؟

میرے محترم! بحث جبر و اکراہ کی نہیں، بلکہ بحث یہ ہے کہ آپ نے جو عقائد اپنے اختیار و ارادے سے اپنائے ہیں ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے تو آپ کی شکایت بجا ہے، نہیں ہوتا تو یقیناً بے جا ہے۔ اس اصول پر تو آپ بھی اتفاق کریں گے اور آپ کو کرنا چاہیے۔

اب آپ خود ہی فرمائیے کہ آپ کے خیال میں اسلام کس چیز کا نام ہے؟ اور کن چیزوں کے انکار کر دینے سے اسلام جاتا رہتا ہے..... اس متفیق کے بعد آپ اصل حقیقت کو سمجھ سکیں گے جو غصہ کی وجہ سے اب نہیں سمجھ رہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۲)

قادیانی کی بنائی ہوئی مسجد کے بارے میں

سوال..... ایک قادیانی نے مسجد بنائی ہے کیا یہ مسجد کے حکم میں ہے؟ اور اس کا گرانا جائز اور ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب..... غیر مسلموں کی عبادت گاہوں پر مسجد کا اطلاق درست نہیں ہے۔ ایسے ہی غیر مسلموں کو یہ بھی اجازت نہیں کہ وہ اپنے عبادت خانوں کی تعمیر مساجد کی طرز پر کریں یا ان کا نام مسجد رکھیں۔ ولو جعل ذمی دارہ مسجد للمسلمین و بناہ کما بنی المسلمون و اذن لهم بالصلوة فیہ فصلوا فیہ ثم مات بصیر میراثاً لورثتہ و هذا قول الکمل۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۲) احتقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۶/۳/۱۳۹۶ھ (خیر الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۶۰)

قادیانیوں کا مسجد کے نام سے عبادت گاہ بنانا

سوال..... کیا مرزائی مسجد کے نام سے اپنی کوئی عبادت گاہ بنا سکتے ہیں؟

جواب..... الحمد للہ وحدہ والصلوة والسلام علی من لا نبی بعدہ۔

مسجد صرف مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے۔ امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کسی بھی کافر کو مسجد کے نام سے کوئی عمارت بنانا جائز نہیں۔ قرآن کریم کی آیات کی تفسیرات اور احادیث رسول اللہ ﷺ کے منطوقات اس کے شاہد عدل ہیں۔ مسجد ضرار کی تعمیر اور پھر اسے گرانا اور جلانا ثابت کرتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کافروں اور منافقوں کی اس تعمیر شدہ مسجد کو مسجد تسلیم نہ فرمایا۔ اگرچہ انھوں نے اسلام کا جھوٹا دعویٰ کر کے اسے تعمیر کیا تھا۔ لہذا مرزائیوں کی بنائی ہوئی مسجد کو بھی مسجد تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے کہ اسلام کا ظاہری دعویٰ کرنے کے باوجود بھی وہ دستور پاکستان کی دوسری ترمیم کی رو سے کافر ہیں اور ان کی تعمیر کردہ مسجد، مسجد ضرار کے ساتھ پوری مماثلت و مشابہت بلکہ یکسانیت رکھتی ہے۔ لہذا اس کا بھی شرعی حکم وہی ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسلمانوں کے چندہ سے بنائی گئی مسجد پر قادیانیوں کا کوئی حق نہیں

سوال..... (۱)..... مرزائی خواہ وہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور سے تعلق رکھتے ہوں یا انجمن احمدیہ قادیان سے، مسلمان ہیں یا نہیں؟ (۲)..... انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور نے تمام مسلمانوں سے روپیہ اکٹھا کر کے برلن میں ۱۹۲۷ء میں مسجد تعمیر کی لیکن وہ مسجد جناب صدر الدین صاحب نمائندہ جماعت احمدیہ لاہور کی ذاتی ملکیت ہے۔ کیا از روئے احکام اسلام مسجد کسی شخص کی ذاتی جائیداد ہو سکتی ہے۔ (۳)..... کیا اس مسجد کا امام ایسا شخص ہو سکتا ہے جس نے اکثر دفعہ مرزائی اخبار پیغام صلح کے ذریعے برلن مشن کے بارے میں شخص اس لیے جھوٹ بولا ہو کہ آمدنی اچھی ہو اور ہندوستان سے زیادہ رقم آئے۔ (۴)..... کیا اس مسجد کے امام کو حق ہے کہ ایک جرمن نو مسلم کو مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت کر دے۔ (۵)..... کیا یہ جائز ہے کہ برلن کی مسجد میں جرمنوں کو چائے کی دعوت دی جائے اور مسجد میں کرسیاں بچھا دی جائیں اور سگریٹ نوشی ہو۔ (۶)..... کیا یہ جائز ہے کہ مسجد کا امام اکثر احمدی رسالوں میں یہ پروپیگنڈا کرے کہ برلن میں اس مسجد میں پانچوں وقت نماز و اذان ہوتی ہے حالانکہ درحقیقت جمعہ تک کی نماز نہیں ہوتی۔ (السنکسی نمبر ۶۲۳ حبیب الرحمن بیکری جماعت اسلامیہ برلن ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۵ء)

جواب..... (۱)..... مرزائی فرقہ ضالہ کی دونوں شاخیں لاہوری اور قادیانی جمہور علمائے اسلام کے مختلف فرقے کے بموجب دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا۔ یہ دعویٰ ان کی تالیفات میں اتنی کثرت اور صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ کسی شخص کو اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ قادیانی جماعت تو اس کا التزام ہی کرتی ہے اور مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی ہے اور لاہوری جماعت اگرچہ التزام نہیں کرتی اور مرزا قادیانی کی عبارتوں کی تاویل کرتی ہیں۔ مگر وہ تاویلیں کسی حالت میں بھی مقبول نہیں ہو سکتیں اس لیے ان کا نبوت مرزا اور ادعائے نبوت سے انکار کرنا مفید نہیں۔ اس کے علاوہ اس فرقہ ضالہ کے خارج از اسلام ہونے کی اور بھی وجوہ ہیں۔

(۲)..... اگر کوئی شخص اپنے ذاتی روپے سے بھی مسجد تعمیر کر کے وقف کر دے اور وہ مسجد باقاعدہ مسجد ہو جائے تو اس کو بھی وہ اپنی ذاتی ملکیت قرار نہیں دے سکتا۔ بانی جبکہ وہ خود واقف بھی ہو انتظام کے بعض حقوق رکھتا ہے لیکن اگر وہ مالکانہ حقوق کا مدعی ہو تو خائن قرار دیا جائے گا اور مسجد اس کے قبضہ تولیت سے نکال لی جائے گی اور مسجد جبکہ عام مسلمانوں کے چندے سے تعمیر ہوئی ہو تو پھر تو بنانے والے کو کوئی مزید حقوق حاصل ہی نہیں ہو سکتے بلکہ چندہ دینے والوں کی مرضی سے کوئی جماعت یا کوئی فرد انتظام کے لیے مقرر یا معزول کیا جا سکتا ہے۔

(۳)..... اگر امام کا کاذب ہونا اور جھوٹا پروپیگنڈا کرنا ثابت ہو جائے تو وہ امامت کا اہل نہیں۔

(۴)..... مسجد میں آنے سے کسی کو روکنے کا بلاوجہ شرعی کسی کو حق نہیں۔ اگر کسی کو دخول مسجد سے روکا جائے تو اس کے لیے کوئی شرعی وجہ بیان کرنی لازم ہوگی۔

(۵)..... سگریٹ نوشی مسجد میں حرام ہے اور چائے کی پارٹی دینی بھی ان لوازم کے ساتھ جو فی زمانہ مروج ہیں اور جو احترام مسجد کے منافی ہیں مکروہ ہے۔

(۶)..... اگر مسجد میں بچہ نماز جماعت بلکہ جمعہ کی نماز بھی التزام کے ساتھ نہیں ہوتی تو یہ شائع کرنا کہ مسجد مذکور

میں پانچوں وقت اذان و نماز ہوتی ہے کذب صریح اور دھوکہ دہی ہے اور کسی طرح اس جھوٹے پروپیگنڈے کی شریعت مقدسہ اجازت نہیں دے سکتی۔ اور اگر اس جھوٹے پروپیگنڈے سے جلب زر مقصود ہو تو اس کی قیادت دو چند ہو جاتی ہے۔

محمد کفایت اللہ

(کفایت المفتی ج ۳ ص ۱۵۷-۱۵۸)

قادیانیوں کا شعار اسلام کا استعمال کرنا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے مرزائیوں کے دونوں فرقوں کو تین ماہ کی کامل تحقیق و تفتیش کے بعد آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے۔ مگر وہ بدستور اپنی عبادت گاہیں مسجد کے نام سے تعمیر کرتے ہیں۔ اور وہاں مسلمانوں کی سی اذانیں دیتے ہیں۔ جس سے بسا اوقات ایک نووارد اور نادان فقہ اسے مسلمانوں کی عبادت گاہ سمجھ کر وہاں چلا جاتا ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا کسی اسلامی حکومت میں کسی غیر مسلم گروہ کو یہ اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ اپنی عبادت گاہ مسجد کے نام سے تعمیر کریں اور اس میں اسلامی اذان کہیں۔ سائل: راؤ عبدالمنان سرگودھا

جواب..... حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ مسجد شعار اللہ اور شعار اسلام میں سے ہے۔ جو صرف اہل اسلام کی عبادت گاہ ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم نے یہ اصول وضع کیا کہ کوئی غیر مسلم کافر اس کی تعمیر و تولیت کا اہل نہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ اشہدین علی انفسہم بالکفر اولنک حبطت اعمالہم و فی النارہم یدخلون النما یعمروا مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الآخر۔ (توبہ ۱۷) ”مشرکوں کو یہ حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کریں جبکہ وہ اپنے آپ پر کفر کی گواہی بھی دیتے ہیں۔ ان لوگوں کے اعمال جہٹ ہو چکے ہیں اور یہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کی مسجدوں کی تعمیر وہی شخص کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر (غرض پورے دین محمدی پر) ایمان رکھتا ہو۔“

پھر دور نبوی میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے اس امر کا دو ٹوک فیصلہ ہو گیا کہ اگر کوئی غیر مسلم اسلام کا دعویٰ دار بن کر کوئی جگہ مسجد کے نام سے تعمیر کرے تو اس کا حکم کیا ہوگا؟ اور اسلامی حکومت اس سے کیا معاملہ کرے گی۔ یہ واقعہ اسلامی تاریخ میں ”مسجد ضرار“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ منافقین مدینہ نے جو اپنے عقائد کفریہ کے باوجود قسمیں کھا کھا کر اسلام کا دعویٰ کیا کرتے تھے۔ اسلام کو نقصان پہنچانے اور مسلمانوں کی جماعت کے درمیان تفریق ڈالنے کی غرض سے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائی تھی۔ اور آنحضرت ﷺ سے درخواست کی تھی کہ آپ برکت کے لیے وہاں ایک نماز ادا فرمائیں۔ قرآن کریم نے ان کی اس ناپاک سازش کا پردہ چاک کرتے ہوئے اس نام نہاد مسجد پر بلیغ تبصرہ فرمایا وہ یہ تھا:

والذین اتخذوا مسجداً ضراراً و کفراً و تفریقاً بین المؤمنین و ارساداً لمن حارب اللہ و رسولہ من قبل و لیحللن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشہد انہم لکاذبون۔ لا تقم فیہ اہدا۔ (توبہ ۱۰۷)

”اور جن لوگوں نے اس غرض کے لیے مسجد بنا کر کھڑی کر دی کہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں۔ خدا اور رسول کے ساتھ کفر کریں۔ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں۔ اور جو شخص خدا اور رسول کے ساتھ پہلے ہی لڑ چکا ہے۔ اس کے لیے ایک اڈا بنالیں۔ وہ قسمیں کھا جائیں گے کہ ہم نے صرف بھلائی کا قصد کیا ہے۔ مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ قطعاً

جھوٹے ہیں۔ آپ اس میں جا کر کھڑے بھی نہ ہوں۔“

یہ آیات نازل ہوئیں تو آنحضرت ﷺ نے چند صحابہ کو حکم فرمایا اور اسے نذر آتش کر کے پیوند زمین کر ڈالا۔ قرآن کریم کی یہ آیات بیانات اور حضرت خاتم رسالت ﷺ کا یہ طرز عمل اس امر کا صاف فیصلہ کر دیتا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم ٹولہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسجد کے نام سے کوئی مکان تعمیر کرتا ہے تو اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس مسجد ضرار کو کفر و بدعتی کا اڈا بنایا جائے۔ مسلمانوں میں تفریق ڈالی جائے اور کفر کے سرغنہ کے لیے ایک پناہ گاہ مہیا کر دی جائے اور یہ کہ اسلام اس کھیل کو برداشت نہیں کرتا بلکہ اسلامی حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ کفر کے ان اڈوں کو مسمار کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں (اس واقعہ کے بعد) کبھی کسی غیر مسلم منافق کو یہ جرأت نہیں ہو سکی کہ وہ اپنی عبادت گاہ کے لیے ”مسجد“ کا مقدس نام استعمال کرے۔ مرزائی گروہ کا کفر و ارتداد آفتاب نصف النہار کی طرح کھل چکا ہے اور آئینی طور پر انھیں قطعی غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ اس کے باوجود ان کا ادعائے اسلام انھیں منافقین مدینہ کی صف میں لاکھڑا کرتا ہے اور ان کی بنائی ہوئی مسجد مسجد ضرار کا حکم رکھتی ہے۔ اب یہ اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ انھیں اپنی عبادت گاہیں مسجد کے نام پر تعمیر کرنے سے باز رکھے۔ اور مسجد کے تقدس کی بے حرمتی کو برداشت نہ کرے۔

یہی حکم ”مسجد“ کے علاوہ دیگر اسلامی شعار اور اسلامی اصطلاحات کا ہے ان کی حفاظت مسلمانوں پر فرض ہے اور اسلام کبھی اس امر کو برداشت نہیں کرتا کہ اس کی مقدس اصطلاحات و علامات کو منافقین و مرتدین کی دستبرد کا کھلوٹا بنا ڈالا جائے۔ فقہائے اسلام نے تفریح کی ہے کہ اسلامی مملکت کے غیر مسلم باشندوں کا لباس، وضع قطع اور مکان تک مسلمانوں سے تمیز ہونا چاہیے۔ (دیکھیے شامی باب احکام الجزیہ ج ۳ ص ۲۰۶) اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلامی شعار کے معاملہ میں اسلام کے احساسات کس قدر نازک ہیں۔

علماء اسلام نے تفریح کی ہے کہ غیر مسلموں کو مسجد بنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اگر وہ یہ حرکت کریں تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ انھیں اس سے باز رکھیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (البتوی ۱۲۲۵ھ)

فانه يجب على المسلمين منعهم من ذلك لان مساجد الله انما يعمر لعبادة الله وحده فمن كان كافرا بالله فليس من شأنه ان يعمرها۔ (تفسیر مظہری ج ۳ ص ۱۳۶)

”مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ کفار کو تعمیر مساجد سے باز رکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مسجدیں صرف عبادت الہی کے لیے تعمیر کی جاتی ہیں۔ پس کسی کافر کا یہ کام نہیں کہ انھیں تعمیر کرے۔“ امام قرطبی لکھتے ہیں:

فيجب اذا على المسلمين تولى احكام المساجد و منع المشركين من دخول لها۔ (تفسیر قرطبی ج ۸ ص ۸۹)

”اندریں صورت مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ خود احکام مساجد کے متولی ہوں۔ اور کافروں کو ان میں مداخلت سے باز رکھیں۔“ شیخ الاسلام علامہ محمد انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں۔

ولو بنوا مسجدا لم يصبر مسجداً ففى تنوير الابصار من وصايا الذي وغيره و صاحب الهوى ان كان لا يكفر فهو بمنزلة المسلم فى الوصية وان كان يكفر فهو بمنزلة المرتد۔ (انکار المسجدین ص ۱۲۸ طبع جدید)

”اور محمد بن اگر کوئی مسجد بنائیں تو وہ مسجد نہیں ہوگی چنانچہ ”تنویر الابصار“ کے باب الوصایا الذی وغیرہ میں لکھا ہے۔ اہل ہوا کے عقائد اگر کفر کی حد تک پہنچے ہوئے نہ ہوں تو اس کا حکم ”تعمیر مسجد کی“ وصیت میں مسلمان

جیسا ہے اور کفر کے عقائد رکھتا ہو تو وہ بمنزلہ مرتد کے ہے۔“

اور مرتد کا حکم ساری دنیا کو معلوم ہے کہ اسے اسلامی مملکت میں آزادانہ نقل و حرکت کی بھی اجازت نہیں چہ جائیکہ اسے اسلامی شعائر کو پامال کرنے کی کھلی چھٹی دی جائے۔ بہر حال مرزائیوں کا، اپنے عقائد کفریہ کے باوجود مسجد، اذان اور دیگر اسلامی شعائر کو استعمال کرنا درحقیقت اسلام سے کھلا مذاق ہے۔ جس کی اجازت کسی حال میں نہیں دی جاسکتی۔ تاہم یہ فرض حکومت پر عائد ہوتا ہے کہ وہ مساجد اور دیگر اسلامی شعائر کے تقدس کو قادیانیوں کی دشمنی سے بچانے کا فرض انجام دے، عام مسلمانوں کو ہم مشورہ دیں گے کہ وہ ازخود براہ راست ان امور میں مداخلت کر کے قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیں۔ اور ملک میں امن و امان کا مسئلہ پیدا نہ ہونے دیں، بلکہ اس کے لیے اسلامی عدالت کی طرف رجوع کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۳۵۲-۳۵۳)

مرزائی کی تعمیر کردہ مسجد میں نماز کی ادائیگی

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مرزائی کی خرید شدہ زمین مسجد تعمیر شدہ میں زید امامت کرتا ہے۔ مسلمان اہل سنت جماعت نماز پڑھتے ہیں۔ آیا اس مسجد میں نماز ہوگی یا نہیں۔ بیڑا تو جردا۔

جواب..... اگر اس شخص نے قربت کی نیت سے مسجد تعمیر کی ہے تو اس میں نماز جائز ہے اور زید کی امامت درست ہے۔ قال فی النہریۃ و امامۃ (الوقف) فطلب الزلفی (الی قولہ) واما الاسلام فلیس بشرط و فی کتاب الوقف من شرح التوہد ذکرہ بدلیل صحۃ من الکافر و فی الشامیۃ حتی یصح من الکافر (الی قولہ) بخلاف الوقف فانہ لا بد فیہ من ان یکون فی صورۃ القرۃ و هو معنی ما یاتی فی قولہ و یشرط ان یکون قرۃ فی ذاتہ اذ لو اشترط کونہ قرۃ یتہ حقیقۃ لم یصح من الکافر (شامی ج ۳ ص ۳۹۲-۳۹۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۳۵۱)

مسجد کی بجلی سے قادیانی کو کنکشن دینا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسجد کا متولی برضا مندی مقتدیوں کے زمرہ میں ایک مرزائی قادیانی دکاندار سے تعاون پائیں معنی کرتا ہے کہ مسجد سے مرزائی دکان کی دکان کو بجلی کا کنکشن دیا جا ہے۔ علاوہ ازیں چند مقتدیوں کے اس مرزائی سے دوستانہ تعلقات کی وجہ سے ان سے علیک سلیک اور ان کو مذکورہ بالا تعاون میں برضا مندی کی وجہ سے کوئی شرعی عذر یا عدم جواز اور حرج تو واقع نہیں ہوگا۔ ایسی حالت میں اس دکاندار سے سودا وغیرہ خرید کرنے اور مسجد کے متولی سے روابط قائم رکھنا صحیح ہوگا یا نہیں۔ فقط

جواب..... بشرط صحت متولی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مسجد کی بجلی سے کسی مرزائی کو کنکشن دے۔ لہذا متولی پر لازم ہے کہ وہ مرزائی کی دکان سے کنکشن منقطع کر دے باقی اس مسجد میں نماز جائز ہے۔ نماز میں کوئی حرج نہیں آتا..... نیز مرزائیوں سے دوستانہ تعلقات رکھنا جائز نہیں۔ لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ فخلع و تنوگ من یفجرک پر عمل کرتے ہوئے مرزائی سے دوستانہ تعلقات منقطع کر دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۵۸۳، ۵۸۴)

قادیانی کا مسجد کے لیے جائیداد وقف کرنا

سوال..... ایک نقشہ میں ایک مسجد کی جائیداد ظاہر کی گئی ہے اس میں آٹھ دوکانیں ہیں جو آٹھ نمبروں سے

ظاہر کی گئی ہیں۔ درمیان میں مسجد ہذا کا دروازہ ہے دوکانوں کے سامنے کچھ زمین ہے جو ایک صاحب کی ہے جو قادیانی مذہب کا ہے۔ اور قادیانی مذہب کا پکا پیرو بھی ہے۔ وہ صاحب اسی زمین کو مسجد ہذا کو وقف کرتے ہیں۔ قادیانی صاحب کا یہ وقف ہماری مسجد یا جائیداد مسجد کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ اگر وہ صاحب یہ جائیداد وقف یا کسی طرح مسجد کی زمین نہ دیں تو مسجد یا دوکانوں کا راستہ بند ہو سکتا ہے۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ یہ زمین مسجد میں کس صورت میں جائز ہے؟

الجواب..... حمدًا و مصلیاً: جو مسلمان اپنا اصلی مذہب اسلام چھوڑ کر قادیانی ہو جائے وہ اسلام سے خارج ہو کر مرتد قرار دیا جاتا ہے، مرتد کی کوئی عبادت قبول نہیں۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جس فرقہ میں داخل ہوا ہے اس فرقہ کے نزدیک جن امور میں وقف صحیح ہوتا ہے ان امور میں اس کا وقف صحیح ہے۔ اس طرح مسجد اس کا وقف بھی معتبر ہے۔ علاوہ ازیں: جب اس نے اپنے مالکانہ حقوق ختم کر دیے اور مسجد کے حوالہ زمین کر دی اور یہ شخص خود قادیانی نہیں ہوا بلکہ اس کا والد قادیانی ہوا تھا اس سے یہ پیدا ہوا ہے تو اس کا وقف بھی معتبر ہوگا۔ فقط۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمد غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۳۵-۳۳۶)

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند

لاہوری مرزائی کا مسجد کے لیے چندہ۔

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک امام مسجد نے اپنی ایک مسجد کے لیے مرزائی جماعت کے لاہوری فرقہ کے ایک مالدار سے مسجد کے لیے چندہ حاصل کیا ہے۔ کیا اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔ نیز وہ مسجد جس میں لاہوری مرزائی کا روپیہ صرف کیا گیا ہے۔ اس مسجد میں مسلمانوں کا نماز پڑھنا کیسا ہوگا؟

بہنو اتوجروا

جواب..... فی نفسہ جس کافر کے نزدیک مسلمانوں کے لیے مسجد تعمیر کرنا یا کافر ہو تو وہ مسجد بھی تعمیر کر سکتا ہے اور اس کا چندہ مسجد کی تعمیر میں بھی لگ سکتا ہے اور مسجد مذکور مسجد کے حکم میں ہی ہوگی۔ اور مسلمانوں کا اس میں نمازیں پڑھنا بلاشبہ جائز ہے۔ قال فی (العالمگیری ج ۲ ص ۳۵۳) ولو جعل الذمی دارہ علی ہیئۃ او کنسۃ او بیت نار فهو باطل کذا فی المحيط و کذا علی اصلاحها و دھن سراجھا ولو قال یسرج بہ بیت المقدس او یجعل فی مرعۃ بیت المقدس جاز۔

لیکن اگر مسلمانوں پر کل کو اس کے احسان جتانے کا اندیشہ ہو تو ایسے کافر کا چندہ لینے سے احتراز کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۰۹) تعمیر و مرمت مسجد میں شیعہ و کافر کا روپیہ لگانا درست ہے اور (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۰۳) پر ہے۔ (الجواب) اگر یہ احتمال نہ ہو کہ کل اہل اسلام پر احسان رکھیں گے اور یہ احتمال ہو کہ اہل اسلام ان کے ممنون ہو کر ان کے مذہبی شعائر میں شرکت کریں گے یا ان کی خاطر سے اپنے شعائر میں مدافعت کرنے لگیں گے۔ اس شرط سے قبول کر لینا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۴۵۰)

قادیانی کا چندہ مسجد میں لگانا

سوال..... اگر کوئی قادیانی مسجد کی تعمیر کے لیے پیشیں وغیرہ دے تو کیا ان ایمنوں کو مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب..... قادیانی چونکہ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور مرتد کے حالت ارتداد میں کیے ہوئے تصرفات موقوف ہوتے ہیں، اگر وہ دوبارہ مسلمان ہو جائے تو حالت ارتداد میں کیے ہوئے اس کے تصرفات صحیح ہو جائیں گے اور اگر وہ حالت ارتداد میں ہی مر جائے یا قتل کر دیا جائے یا دارالمحرب چلا جائے تو حالت ارتداد کے تصرفات باطل ہو جائیں گے۔ لہذا کسی بھی قادیانی مرتد کی طرف سے دی ہوئی اثاثیں اور دوسرا تعمیراتی سامان مسجد میں لگانا جائز نہیں جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جائے۔

قال العلامة برهانالدين المرغيناني: وما باعه او اشتراه او اعطاه او وهبه او رهنه او تصرف فيه من امواله في حال دونه فهو موقوف فان اسلم صحت عقوده و ان مات او قتل او للحق بدار الحرب بطلت. (المجلد ۲ ص ۵۶۸-۵۶۹ کتاب المہاجر، باب المرتد، فتاویٰ حنائی ج ۵ ص ۳۳۳-۳۳۵)

مسجد کے لیے قادیانی سے چندہ لینا:

سوال..... تعمیر مسجد کے لیے قادیانی سے چندہ وصول کرنا کیسا ہے؟ بیٹو! تو جروا۔

الجواب..... باسم ملہم الصواب۔ قطعاً حرام ہے، قادیانی زندیق ہیں، اس لیے ان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی معاملہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۷ رجب سنہ ۱۳۹۵ھ (حسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۳۶۰)

مسجد کے لیے قادیانی چندہ کا حکم

مسئلہ ۱۰۴..... بخمدت شمس العلماء رأس المصعباء یعنی جناب مولانا مولوی حاجی مفتی اعلیٰ حضرت مدظلہ العالی! حضور کی خدمت اقدس میں دست بستہ عرض ہے کہ اگر کوئی قادیانی مسجد کے خرچ کے واسطے روپیہ وغیرہ دے یا کسی طالب علم یا اور شخص کو مکان پر بلا کر کھانا کھلائے یا بھیج دے، ان دونوں صورتوں میں کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ یا وہ روپیہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟ بیٹو! تو جروا۔

الجواب..... نہ وہ روپے لیے جائیں، نہ کھانا کھایا جائے اور اس کے یہاں جا کر کھانا سخت حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۳۲۸)

مرتدوں کو مساجد سے نکالنے کا حکم

سوال..... اگر کوئی قادیانی، ہماری مساجد میں آ کر الگ ایک کونے میں جماعت سے الگ نماز پڑھ لے کیا ہم اس کو اس کی اجازت دے سکتے ہیں کہ وہ ہماری مسجد میں اپنی مرضی سے نماز پڑھے۔

جواب..... کسی غیر مسلم کا ہماری اجازت سے ہماری مسجد میں اپنی عبادت کرنا صحیح ہے۔ نصاریٰ نجران کا جو وفد بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا تھا انہوں نے مسجد نبوی (علیٰ صلوات اللہ علیہ وسلم) میں اپنی عبادت کی تھی..... یہ حکم تو غیر مسلموں کا ہے۔ لیکن جو شخص اسلام سے مرتد ہو گیا ہو اس کو کسی حال میں مسجد میں داخلے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اسی طرح جو مرتد اور زندیق اپنے کفر کو اسلام کہتے ہوں (جیسا کہ قادیانی، مرزائی) ان کو بھی مسجد میں آنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۷۱)

دارالاسلام میں غیر مسلمین کو نئی عبادت گاہ بنانے کی اجازت نہیں

سوال..... کیا اسلامی ریاست میں غیر مسلم اپنی عبادت گاہیں تعمیر کر سکتے ہیں؟ واضح رہے کہ نئی عمارت کی تعمیر مقصود ہے۔ بیٹو! تو جروا۔

الجواب باسم ملہم الصواب غیر مسلمین کو دارالاسلام میں نئی عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی اجازت نہیں، پرانی عبادت گاہیں باقی رکھ سکتے ہیں۔ ان کی مرمت بھی کر سکتے ہیں، مگر قدیم عمارت پر اضافہ نہیں کر سکتے، اسی طرح ان کا کوئی شہر فتح ہونے کے وقت اس میں اگر کوئی عبادت گاہ دیران تھی تو اسے از سر نو آباد کرنے کی اجازت نہیں۔ قال العلامة العثماني رحمه الله تعالى معزيا الاصحاب الحديث حدثنا عبد الله بن صالح عن الليث بن سعد حدثني ثوبه بن النمر الحضرمي قاضي مصر عن اخبره قال قال رسول الله ﷺ لا خصاء في الاسلام ولا كنيسة رواه ابو عبيد في الاموال و ثوبه بن النمر قال الدار قطنی كان فاضلا عابدا (تعجيل المنفعة) فالحديث حسن الاسناد مرسل وجهالة الصحابي لا تضروا اخرجه البيهقي في سننه عن ابن عباس مرفوعا وضعفه واخرجه ابن عدی في الكامل عن عمر رضي الله تعالى عنه مرفوعا باسناد ضعيف (زيلعي) و تعدد الطرق بفيده الحديث قوة.

حدثني ابو الاسود عن ابن لهيعة عن يزيد بن ابي حبيب عن ابي الخير قال قال عمر بن الخطاب لا كنيسة في الاسلام ولا خصاء، رواه ابو عبيد ايضا وسنده حسن و ابو الخير هو مرثد بن عبد الله اليزني المصري ثقة فقيه من الثالثة (تقريب) ورواه ابن عدی عن عمر مرفوعا بلفظ لا يبنى كنيسة في الاسلام ولا يجدد ما خرب منها (التخليص لاجبير) وسقط الحافظ عنه.

وفي الحاشية و تجديد ما كان خرابا عند الفتح احدث ايضا فيمنع منه وهو محمل ما رواه ابن عدی بلفظ ولا يجدد ما خرب منها واما ما كان عامرا عند الفتح و خرب بعده فتجدد يده بناء لما استهدم فاشبه بناء بعضها اذا انهدم ورم شعنها فلا يرد علينا ما اورده الموفق في (المعنى ص ۶۱۲ ج ۱۰ اعلاء السنن ص ۳۶۸ ج ۱۲) وقال في التنوير ولا يجوز ان يحدث بيعة ولا كنيسة ولا صومعة ولا بيت نار ولا مقبرة في دار الاسلام و يعاد المنهدم من غير زيادة على البناء الاول (رد المحتار ص ۲۹۶ ج ۳ مطبوع مكتبة رشيدية) فقط والله تعالى اعلم ۳ صفر ۱۴۰۰ھ (حسن الفتاوى ج ۶ ص ۱۹-۲۰)

اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کی نئی عبادت گاہ تعمیر کرنے کا حکم

سوال..... کیا اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہب کی اعلانیہ تبلیغ کریں یا کوئی نئی عبادت گاہ تعمیر کریں یا اپنے مذہب کے مطابق جملہ رسومات ادا کرتے رہیں۔

الجواب..... ایک اسلامی مملکت میں مسلمان حاکم پر لازم ہے کہ غیر مسلم اقلیت کی جان و مال کا تحفظ کرے، لیکن شریعت نے غیر مسلموں کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ بازاروں اور محروں اور دیگر پبلک مقامات میں اپنے مذہب کا پرچار کریں، غیر مسلموں کی عبادت اپنے گھروں اور اپنی قدیم عبادت گاہوں (مندروں، گر جا گھروں اور چرچوں) تک محدود رہے گی۔ اسی طرح غیر مسلم اپنے لیے کوئی نئی عبادت گاہ تعمیر نہیں کر سکتے اور نہ ہی کوئی نیا قبرستان یا اپنے مردوں کو جلانے کے لیے کوئی نئی جگہ تعمیر کر سکتے ہیں۔

لما قال العلامة علاؤ الدین الحصفی رحمہ اللہ: ولا يجوز ان يحدث بيعة ولا كنيسة ولا صومعة ولا بيت نار ولا مقبرة ولا صنما حاوی فی دار الاسلام ولو قرية فی المختار.
(الدر المختار علی ہاشم رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۹ کتاب البیوع)

تاہم جہاں کہیں غیر مسلموں کی کوئی عبادت گاہ یا قبرستان وغیرہ ان کی کثرت سے آبادی اور مردم شماری کی زیادت کی وجہ سے ناکافی ہو جائے تو اس ضرورت کے تحت وہ نئی عبادت گاہ اور قبرستان وغیرہ صرف ایسے دیہاتوں میں تعمیر کر سکتے ہیں جہاں پر جمعہ اور عیدین کی نمازیں نہیں پڑھی جاتی ہوں۔

لما قال العلامة علاؤ الدین الکاسانی رحمہ اللہ: ولا يمكن من اظهار صليهم في عيدهم لانه اظهار شعائر الكفر فلا يمكن من ذلك في اعمار المسلمين ولو فعلوا ذلك في كنائسهم لا يتعرض لهم وكذا لوضربوا الناقوس في جوف كنائسهم القديمة لم يتعرض كذلك لان اظهار الشعائر لم يتحقق فان ضربوا به خارجا منها لم يمكنوا منه لما فيه من اظهار الشعائر وانما لكنائس والبيع القديمة فلا يتعرض لما ولا يهدم شيء فيها واما احداث كنيسة اخرى فيمنعون عنه فيما صار مصرًا من اعمار المسلمين. (بدائع المتأنج ج ۷ ص ۱۱۳ کتاب البیوع) (فتاویٰ حنائی ج ۲ ص ۳۳۸ تا ۳۴۰)

غیر مسلم متروکہ اراضی پر مسلمان مسجد بنالیں تو وہ شرعاً مسجد ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ذریعہ اسماعیل خان کشتی بازار میں ایک پلاٹ سکوں کی ملکیت تھا جو انھوں نے گردوارہ اور شادی گھر رقاہ عامہ کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ تقسیم کے بعد بطور مسجد کے مہاجر مسلمانوں نے اس پر نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اسی دور میں مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی وہاں تقریر بھی ہوئی۔ پھر ۱۹۵۲ء میں انتظامیہ نے مرزائیوں کو یہ پلاٹ بطور مسجد کے ناجائز قبضہ کے طور پر دے دیا۔ جبکہ محکمہ متروکہ وقف الماک بھی نہیں بنا تھا۔ مگر ۱۹۸۲ء میں انتظامیہ نے مرزائیوں کو نکال دیا جس کے بعد مسلمانوں نے اس میں نمازیں ادا کیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر مولانا بخش نے شرف بہ اسلام ہونے کے بعد جو درخواست دی اس میں تصریح ہے کہ ہم نے ناجائز قبضہ کیا تھا دراصل یہ مسلمانوں کی مسجد تھی۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ایک حکم کے ذریعہ غیر مسلم متروکہ اوقاف پر تعمیر شدہ مساجد، مدارس، امام باڑے اور دینی ادارے منتظمین کو دینے کا حکم دیا۔ جس پر چیف سیکرٹری متروکہ اوقاف لاہور پاکستان نے عمل درآمد کر لیا۔

اب انتظامیہ (غیر مسلم اوقاف) مسلمانوں کو مسجد کا قبضہ نہیں دے رہی اور بجائے مسجد کے (۱۲/۷۷۱/سی) میں دفتر بنانا چاہتی ہیں۔ جبکہ موقع پر ”مسجد ختم نبوت، محراب و منبر، مینار اور حجرہ سب چیزیں موجود ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ کہ مذکورہ جگہ اور تعمیر شدہ مسجد شرعاً مسجد ہے یا نہیں؟ نیز محکمہ متروکہ وقف الماک کو کیا مداخلت کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ریاض الحسن گنگوہی۔ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت: ضلع ذریعہ اسماعیل خان

الجواب: واللہ هو العلم للحق والصواب. اما بعد! مسئلہ مسجد، شرعاً مسجد ہے اس لیے کہ شہر ذریعہ اسماعیل خان کی ابتدائی بنیاد مسلمانوں کی ہی رکھی ہوئی ہے اور اس کی قدیم سے نسبت اسماعیل خان نامی شخص کی طرف اس کے بانی اوّل پر دلیل ہے اور اس نوع کے مسائل میں اتنی کچھ ترجیح شرعاً مکمل شہادت ہے۔ کما لا یخفی علی من بہ معارسة فی ضوابط الشرع.....

ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مخصوص کر لیا اور اس پر باقاعدہ نماز باجماعت ہوتی رہی اور اس سے رقاہ عامہ کے مفادات پر کوئی زد نہیں پڑتی تو شرعی اصول و قواعد کے مطابق مذکورہ جگہ مسجد شرعی بن گئی۔ لہذا اب اسے بدستور مسلمانوں کے لیے مسجد ہی باقی رکھنا ضروری ہے۔ (بحر الرائق ج ۵ ص ۲۵۵) میں ہے۔

وفی الخانیة طریق بلا غامة وہی واسع فبنی فیہ اہل المحلۃ مسجدا للعامۃ ولا یضرب ذلک بالطریق قالوا لا بأس بہا وھکذا روی عن ابی حنیفۃ و محمدؑ ان الطریق للمسلمین والمسجد لہم ایضاً۔

”اور خانہ میں ہے کہ عوام کا ایک راستہ ہے اور وہ وسیع ہے محلہ والے اگر اس میں مسجد تعمیر کر لیں اور اس تعمیر سے راستہ کی آمد و رفت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو تو فقہاء اس کو جائز سمجھتے ہیں امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی یہی مروی ہے کہ راستہ بھی مسلمانوں کا ہے اور مسجد بھی انھیں کی ہے۔“
(فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۶ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کونہ) میں مرقوم ہے۔

ذکر فی المنطقی عن محمدؑ فی الطریق الواسع بنی فیہ اہل المحلۃ مسجدا و ذلک لا یضرب بالطریق لمنعہم رجل فلا بأس ان یبنوا۔

”منطقی میں امام محمدؑ سے روایت ہے کہ ایک وسیع راستہ ہے محلہ والوں نے اس میں مسجد تعمیر کر لی اور راستہ کی آمد و رفت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو اگر کوئی شخص منع بھی کرے تب بھی مسجد بنانے میں کوئی حرج نہیں۔“
(فتاویٰ حادی ج ۱ ص ۳۳۸) میں ہے۔ ”من الغائیۃ لھو لا ھل فربۃ افراد جماعۃ ان یبنوا علیہ مسجدا فلا بأس بہ۔“

”فتاویٰ غیاثیہ میں ہے کہ کسی گاؤں کی نہر ہے ایک جماعت اس کے اوپر ایک مسجد تعمیر کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

جزئیات بالا کے تحت جب یہ جگہ مسلمانوں کی مسجد بن چکی تو اب احمدی فرقہ کا ناجائز طور پر اپنے حق میں الٹ کرانا یا اپنا معبد بنانا جائز نہ تھا۔ اور پھر خصوصاً جبکہ انتظامیہ نے ۱۹۸۲ء میں انھیں ناجائز قابض سمجھتے ہوئے بے دخل کر دیا اور قبضہ کسی اور کو دلا دیا۔ پھر اس کے بعد ۱۹۸۹ء کے آخر تک اس پر مسجد ختم نبوت کا بورڈ آویزاں رہا ہے تو اب حق یہی ہے کہ مسلمانوں کے حق میں اس کی وہی اولین پوزیشن یعنی مسجد والی بحال رہنی چاہیے۔ تفصیل بالا سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی قانونی موٹوگانی سے اس کی مسجدیت کو ختم نہیں کیا جاسکتا اور اسے دفتری مقاصد کے لیے استعمال کرنا درست نہ ہوگا۔ مروجہ قانون کے مطابق اس کی الٹامٹ وغیرہ میں اگر کوئی قانونی کمی ہو تو اس کا ازالہ کر دیا جائے نہ یہ کہ اس کی مسجدیت کو ہی ختم کر دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس: ملتان

الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الاقواء جامعہ خیر المدارس ملتان۔

الجواب صحیح: محمد صدیق غفرلہ مدرس و ناظم اعلیٰ جامعہ خیر المدارس ملتان۔

الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔

الجواب صحیح: محمد حنیف جالندھری مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان۔ (خیر التاویٰ ج ۲ ص ۸۹۸ تا ۹۰۲)

امامت اور جماعت کے متعلق احکام

منکر رسالت کی نجات کا عقیدہ رکھنے والے کی امامت کا حکم

سوال..... زید توحید و رسالت اور جمیع ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ جو شخص صرف توحید کا قائل ہو اور رسالت اور قرآن کو نہ مانتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ آخر میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔ زید کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) مستفتی نمبر ۹۲ محمد ابراہیم خاں ضلع غازی پور۔ ۹ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

جواب..... جو شخص آنحضرت ﷺ کی رسالت و نبوت کو نہ مانے اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب تسلیم نہ کرے وہ جمہور امت محمدیہ علی صاحبہا ازی السلام والحقہ کے نزدیک ناجی نہیں ہوگا۔ ایسا شخص جو اس کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔

(کتابت الہدی ج ۳ ص ۴۰)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

اپنے کو مرزائی کہنے والے کی امامت

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ ایک امام مسجد جس نے گزشتہ دنوں اپنے مقتدیوں کے سامنے اعلان کیا کہ میں مرزائی ہو گیا ہوں۔ میرا مسلک وہی ہے جو مرزائیوں کا ہے۔ اب امامت بھی کر رہا ہے اور توبہ نامہ تحریری کسی عالم کے پاس جا کر تائب ہونے کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے۔ شرعاً وہ امام مسلمان ہے۔

(۲)..... شیعہ حضرات میں سے کسی نے صف خرید کر سنیوں کی مسجد میں ڈال دی۔ کچھ لوگ اعتراض کر رہے ہیں کہ شیعہ حضرات صحابہ کرام کو برا کہتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ اس لیے ان لوگوں کا ہماری مسجد پر پیسہ لگانا ناجائز ہے۔ سنیوں کی مسجد پر پیسہ خرچ کرنے والا کہتا ہے کہ میں صحابہ کو گالیاں نہیں دیتا ہوں بلکہ صحابہ کی تعریف کرتا ہوں اور مدح کا قائل ہوں۔ دلائل سے روشنی ڈالیں۔

(۳)..... کبچر جس کی آمدنی قطعی طور پر حرام کی ہے۔ وہ رقم مسجد پر لگ سکتی ہے۔ دلائل سے واضح فرمائیں جس مسجد میں پانچوں وقت کی نماز باجماعت نہ ہوتی ہو اس مسجد میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... (۱)..... اس امام کے بارے میں تحقیق کی جائے اگر واقعی اس نے مرزائیوں والے عقیدے اختیار کر لیے ہوں تو جب تک وہ توبہ تائب نہ ہو اس کی امامت جائز نہیں ہے۔

(۲)..... اگر واقعی یہ شیعہ سنیوں جیسا عقیدہ رکھتا ہو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا یاد نہ کرتا ہو جیسے کہ وہ کہتا ہے تو اس کی خرید کردہ صف پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ مال حلال سے خرید کی ہو۔

(۳) ... حرام مال مسجد پر صرف کرنا جائز نہیں۔ لحدیث ان الله طیب لا یقبل الا طیباً.

(مشکوٰۃ ص ۱۶۷ باب فضل الصدق)

(۴) ... ایسی مسجد میں نماز جمعہ جائز ہے۔ بشرطیکہ جمعہ کے دیگر شرط پائے جائیں۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس مسجد کو پانچ وقت نماز کے ساتھ آباد کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ محمود ج ۲ ص ۵۷، ۵۸)

قادیانی کی امامت درست نہیں ہے

سوال فرقہ قادیان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب درست نہیں ہے کیونکہ ان کے کفر پر فتویٰ ہے۔ فقط

(الدر المختار باب الاملاۃ ج ۱ ص ۳۵ مکتبہ رشیدیہ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۳ ص ۲۱۰)

قادیانی کی امامت درست ہے یا نہیں

سوال جو لوگ مرزا قادیانی کے مرید ہوں یا اس کو اچھا سمجھتے ہوں ان کی امامت جائز ہے یا نہیں۔ ان کے پیچھے ادا کردہ نماز کا اعادہ واجب ہے یا کیا کچھ۔

الجواب جائز نہیں۔ (فتاویٰ شامی باب الاملاۃ ج ۱ ص ۳۱۲، ۳۱۵، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۳ ص ۲۵)

قادیانی کی امامت

سوال قادیانیوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب قادیانیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔

(فتاویٰ شامی باب الاملاۃ ج ۱ ص ۳۱۲، ۳۱۵، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۳ ص ۲۱۰)

دین دار انجمن کا امام کا فر مرتد ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی

سوال نیکو کراچی میں قادیانیوں کی عبادت گاہ قلاچ دارین میں ”دین دار جماعت“ کا قادیانی یاسین پٹر

امام ہے جو بہت چالاک جھوٹا مکار اور قاصب ہے اس بے رحمی سے کوارٹر حاصل کر رکھے ہیں کئی غریب اور کمزور لوگوں کے کوارڈروں پر خود قبضہ کر رکھا ہے اور کئی غریب اور کمزور لوگوں کے کوارڈروں کے تالے توڑ کر اپنے پالتو بد معاشوں کا قبضہ کر دیا رکھا ہے اور کئی مسلمانوں کو دھوکہ دے کر مسجد کے نام سے رقم وصول کی اور مسجد میں لگانے کے بجائے اپنے گھر میں خرچ کی۔ اور اپنے پالتو بد معاشوں کی سرپرستی اور عیاشی پر خرچ کی۔ براہ کرم آپ یہ بتائیں جن لوگوں نے لاطلی میں مسجد کے نام پر اس کا قلم دی اس کا ثواب ان کو ملے گا یا وہ رقم برباد ہوگئی۔ اور ہمارے محلہ کے کچھ لوگ لاطلی میں اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب ان کو اس کا قادیانی ہونے کا علم ہوا تو نماز چھوڑ دی اب لوگ قریبی بلال مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں جو نمازیں ہم لوگ اب تک قادیانی یاسین کے پیچھے لاطلی میں پڑھ چکے ہیں وہ نمازیں ہو گئیں یا ان کی نفی کرنا پڑے گی یا کوئی اور طریقہ ہے۔

جواب ”دین دار انجمن“ قادیانیوں کی جماعت ہے اور یہ لوگ کافر و مرتد ہیں، کسی غیر مسلم کے پیچھے پڑھنی

محلی نماز ادا نہیں ہوتی۔ جن لوگوں نے غلط فہمی کی بنا پر یاسین مرتد کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں وہ اپنی نماز کو، لوٹا کر،

اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ ”دین دار انجمن“ کے افراد جہاں جہاں مسلمانوں کو دھوکہ دے کر امامت کر رہے ہوں ان کو مسجد سے نکال دیں ان کی تنظیم کو چندہ دینا اور ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات رکھنا حرام ہے۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۳۳۵-۳۳۶)

مرزائیوں کو کافر نہ سمجھنے والے کی امامت کا حکم

سوال..... ایک شخص اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہے اور ظاہراً نمازیں پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو اور شکل مسلمانوں والی ہو اور حافظ قرآن ہو اور یو بندی ہو لیکن مرزا ملعون اور اس کے تبعین کو کافر نہ کہے بلکہ اصلی مسلمان سمجھے اور اس کے گھر سے شادی کی ہو اور اس کے ساتھ تعلق اور برت برتاؤ ہو اور علیہ السلام کی وفات کا قائل ہو اور نبی ﷺ کی جسمانی معراج کا منکر ہو اور شفاعت اور کرامت اولیاء اللہ کا منکر ہو، آیا ایسے عقیدہ والا شخص عند اللہ شریعت محمدیہ میں مسلمان ہے یا کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز جمعہ و عید وغیرہ پڑھنی درست ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۶۴ خلیل الرحمن (منڈی بہاؤ الدین) ۲۸ شوال ۱۳۵۶ھ ۲۷ مئی ۱۹۳۸ء

جواب..... جو شخص مرزا اور مرزائی جماعت کو کافر نہ سمجھے اور مرزائیوں سے رشتہ نانا رکھتا ہو اور وفات علیہ السلام کا قائل ہو اور معراج جسمانی کا منکر ہو اور شفاعت کا منکر ہو وہ گمراہ اور بددین ہے۔ اس کی امامت جائز نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دلی۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۷۱-۷۲)

قادیانی کو مسلمان کہنے والے کی امامت

سوال..... جس شخص کا عقیدہ حسب ذیل ہو اس کو امام بنانا کیسا ہے۔ تقلید ناجائز اور بدعت ہے۔ مرزائی اور مرزا مسلمان ہیں۔ مقلدوں کا مذہب قرآن میں نہیں۔ ایسے شخص کو امام بنانا اور ترجمہ قرآن شریف اس سے پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب..... ایسے شخص کو امام بنانا جس کے عقائد سوال میں درج کیے ہیں درست نہیں ہے اور اس سے ترجمہ قرآن شریف بھی نہ پڑھنا چاہیے۔ فقط (الدر المختار باب الامتداد ج ۱ ص ۴۴-۴۵ مکتبہ رشیدیہ نقوی دارالعلوم دیوبند ج ۳ ص ۱۰۶)
قادیانی سے لڑکی کی شادی کرنے والے کی امامت

سوال..... جس کا داماد احمدی ہو اور وہ اس سے تعلق رکھے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟
الجواب..... وہ شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے تاہنیکہ اس کا داماد توبہ و تجدید ایمان کر کے دوبارہ نکاح نہ کرے یا وہ شخص اپنی دختر کو اس سے علیحدہ کرے۔ فقط (الدر المختار علی ہاشم راجع ج ۱ ص ۴۴-۴۵ باب الامتداد مکتبہ رشیدیہ)
(احمدی، قادیانی) متفقہ طور پر کافر ہے۔ لہذا اس سے مسلمان لڑکی کا نکاح جائز نہیں ہے اور نہ اس سے اپنا دینی تعلق ہی قائم رکھنا درست ہے۔ (ظہیر)
(نقوی دارالعلوم دیوبند ج ۳ ص ۱۴۲)

لاہوری مرزائی کی امامت کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ کل مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۷۳ء بوقت سوا چار بجے دن سابق امام مسجد دوکنگ مسجد محمد طفیل ایم اے متعلقہ مرزائی فرقہ لاہوری کی ساس کا جنازہ مسجد ہذا میں لایا گیا۔ اور یہاں کے

سرکاری امام خولہ قمر الدین نے جو کہ اپنے آپ کو اہل سنت و الجماعت ظاہر کرتے ہیں۔ مرزائی سابق امام محمد طفیل کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی۔ جب چند معززین نے اس حرکت کا محاسبہ کیا تو خولہ قمر الدین سرکاری امام دو کنگ مسجد نے یہ دلیل پیش کی کہ میں نے اس لیے جنازہ میں شرکت کی ہے کیونکہ مرزا محمد طفیل بسا اوقات میرے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتے ہیں اور دوسری دلیل یہ پیش کی کہ میں لاہوری مرزائیوں کو کافر نہیں سمجھتا کیونکہ وہ مرزا غلام احمد کو صرف مجدد تسلیم کرتے ہیں اور ہم کو کافر نہیں کہتے۔ لہذا آپ مہربانی فرما کر قرآن و حدیث کی روشنی میں ایسے شخص کے متعلق شرعی فتویٰ سے کما حقہ مطلع فرمادیں۔

ستخط کنندگان عینی شاہد صابر حسین، محمد شریف، عبدالرحمان، ملک احمد خان سکنائی لنڈن، دو کنگ مسجد وہ مسجد ہے جس پر مرزائیوں نے پچاس سال غاصبانہ قبضہ رکھا۔ مولانا لال حسین مرحوم کے تبلیغی دورہ کے وقت آج سے پانچ برس قبل اہل اسلام کو دوبارہ قبضہ ملا۔ حاجی محمد اشرف گوندل، لنڈن، انگلینڈ

جواب..... مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت اس کی کتابوں سے ظاہر ہے اور تواتر سے ثابت ہے۔ مدعی نبوت کو مجدد تسلیم کرنا تو کچھ اسے مسلمان خیال کرنا بھی کفر ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جس پر قرآن و سنت سے قطعی دلائل علماء امت نے پیش کیے ہیں۔ مسئلہ بہت واضح ہے علماء امت کا اس پر اجماع ہے۔ بنا بریں اگر ثابت ہو جائے کہ دو کنگ مسجد کا سرکاری امام خولہ قمر الدین، لاہوری مرزائیوں کو (جو مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد مانتے ہیں) مسلمان یقین کرتا ہے تو وہ خود دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس کی اقتداء میں نماز نہ پڑھیں اور اسے دو کنگ مسجد کی امامت سے فوراً علیحدہ کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۳ رمضان ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۲۰۱۱ء (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۱۹۹، ۲۰۰)

مرزائی سے تنخواہ لے کر امامت کرانا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ یہاں ہمارے شہر میں ایک کپڑے کا کارخانہ ہے جس کا مالک مرزائی ہے کارخانہ کے قریب جتنی مسجدیں آباد ہیں، ان کے اماموں کی تنخواہ کارخانہ بڑا دیتا ہے وہ اس طرح کہ ہر روز امام صاحب کارخانہ بڑا کے دفتر میں صرف حاضری دے دیتے ہیں اور یہی مالک ایک جامع مسجد بھی تیار کر رہا ہے۔ جیسے مظفر آباد میں ہو چکی ہے آپ فوراً جواب دیجئے کہ امام کو کارخانہ کی روزانہ حاضری کی شرط پر تنخواہ حاصل کرنا جائز ہے یا نہ اور تعمیر مسجد مرزائی کرائے تو ہم اس میں نماز ادا کریں یا نہ۔ بینوا توجروا۔

جواب..... اگر یہ احتمال ہو کہ امام مسجد اس مرزائی کا ممنون ہو کر ان کے مذہبی شعائر میں شرکت یا ان کی خاطر اپنے مذہبی شعائر میں بدعت کرنے لگیں گے تو اس وقت ان اماموں کے لیے مرزائی سے تنخواہ لینا ٹھیک نہیں۔ نیز تعمیر مسجد میں بھی ان امور کا خاص خیال رکھا جائے گا اگر یہ مذکورہ بالا احتمال ہو۔ یعنی اگر کوئی مرزائی کی بنوائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھے اور اس پر مرزائی احسان رکھے یا اس تعمیر مسجد کے ذریعے اہل اسلام کو اپنے دین کی طرف مائل کرنا چاہے تو اس میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے اگر یہ احتمال نہ ہو تو درست ہے۔ الغرض کافر کا احسان اہل اسلام پر جائز نہیں۔ مسلمان اس احسان کو ہرگز نہ اٹھائیں۔ ولا یجوز ان یصیر الکافر صاحب المنة عسی۔

امام کا مرزائی ہے تنخواہ لینے کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب امامت کرتے ہیں اور اس کی ماہوار تنخواہ مرزائی ادا کرتا ہے۔ کیا مرزائی سے چندہ لینا درست ہے یا نہ۔

جواب..... نظراً الى بعض العوارض كالا حسان على اهل الاسلام من اهل الكفر۔ یعنی بوجہ احتمال احسان علی ستمین فی امر الدین کے مرزائی کا چندہ یا تنخواہ لینا درست نہیں۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ اہل اسلام ان کے منون ہو، ان کے مذہبی شعائر میں شرکت یا ان کی خاطر سے اپنے شعائر میں مدد دینا کرنے لگیں گے۔ اس لیے مرزائی کی تنخواہ قبول کرنا مناسب نہیں۔ فان الاسلام بعلو ولا یطی۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۶۶ حدیث ۳۶) والبدۃ العلیا (المعطیہ) خیر من البدۃ السلفی (السائلۃ والاخذہ) (مکتوبہ ص ۱۶۲ باب من لا یحل لہ المسئلۃ) مسلمانوں کو چاہیے کہ خود اپنی حلال کمائی سے چندہ کریں امام کی تنخواہ ادا کریں اور مسجد کے انتظام کے لیے خود کمیٹی مقرر کریں اور اس مرزائی سے بیزاری اختیار کریں۔ اس سے جو تیری نافرمانی کرے (ترجمہ) دعائے قنوت پر عمل کرتے ہوئے ان سے دور رہیں۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۲ ص ۵۲)

مرزائی کا نکاح پڑھانے والے کی امامت کا حکم؟

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید خطیب و امام ہے قوم کا اور اس کو سردار پور میں مقتدا سمجھا جاتا ہے اور قصبہ سردار پور میں ایک مرزائی قادیانی آدمی رہتا ہے۔ وہ نہری محلہ میں افسر ہے۔ اس نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا ہے۔ خدا جانے وہ عورت کس قسم کی ہے۔ زید مذکور مع چند چیدہ مسلمانوں کے اس مجلس میں شریک ہو کر نکاح خواں بنا ہے اور دس روپے عوض بھی وصول کیا ہے اور منجائی و چائے بھی تناول کی۔ اب مسلمانوں کو بڑی پریشانی ہے کہ ہمارے مقتدا صاحب نے کیا کیا ہے۔ لہذا شریعت صافیہ کے مطابق جواب عنایت فرمادیں جو ممانعت ہو اور جس قسم کا گناہ ہو اور جو تعزیر مناسب ہو۔ پوری تفصیل سے جواب فرمادیں۔ بیوا تو جواب۔

الجواب..... مرزائی بالاجماع دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کے نکاحوں میں شریک ہونا کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں۔ چہ جائیکہ خطیب قوم ان کے نکاح میں شرکت کرے یا ان سے میل جول رکھے۔ بوجہ مذکور جب خطیب کا فسق متیقن ہو جائے تو اس کی امامت ناجائز ہے اور اس کا عزل مسلمانوں پر لازم ہے۔ علمۃ المسلمین پر لازم ہے کہ اس کی تعظیم نہ کریں اور تعلقات اس سے منقطع کر کے اسے توبہ کرنے پر مجبور کریں۔ اس کی امامت اور تعظیم کے بارہ میں حوالہ ذیل شامی کا ملاحظہ ہو۔ (رد المحتار ص ۴۴۱ ج ۱) میں لکھا ہے۔ فقد عللوا کراهۃ تقدیمہ (ای فاسق) بانہ لا یہتم لامر دینہ ومان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً واللہ اعلم وعلمہ اتم و احکم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۲ ص ۵۲، ۵۳)

مرزائی متولی کی ولایت میں امامت درست نہیں

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اعدریں مسئلہ کہ ایک جگہ نماز پڑھائی ہے۔ نماز پڑھنے والے تو سب اہل سنت و الجماعت ہیں۔ لیکن جو آدمی تنخواہ دیتا ہے اور جس کے اختیار میں امام مقرر کرنا اور

ہانا ہے وہ ایک مرزائی ہے جو اپنی گروہ سے رقم دیتا ہے اور جو امام رکھتا ہے اس کو یہ حکم دیتا ہے کہ کوئی اختلافی مسئلہ نہ بیان کرنا۔ اس حکم سے اصل مقصد اس کا یہ ہے کہ مرزائیوں وغیرہ کو کچھ نہ کہنا۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ مذکورہ بالا حکم کی امامت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی شرط کے موافق کوئی اختلافی مسئلہ نہ بیان کرنا خواہ وہ مسئلہ ختم نبوت کیوں نہ ہو۔ یہ کتمان حق ہے یا نہیں۔ بینوا بالکتاب و توجروا یوم الحساب۔

جواب..... مرزائی چونکہ بالاتفاق مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ اس لیے ان سے عقد اجارہ کرنا جائز نہیں۔ اس کے علاوہ ان کا احسان لینا مسلمان کے لیے خلاف مروت ہے۔ جس سے بچنا لازم ہے اور کتمان حق بہت بڑا گناہ ہے۔ اس لیے اس صورت میں امامت کرنا جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر (فتاویٰ مفتی محمود ج ۲ ص ۵۷)

مرزائی سے تعلق رکھنے والے کی امامت

سوال..... اگر کوئی مرزائی مسجد کے حجرہ میں امام مسجد کے پاس بیٹھ کر نمازیوں میں نفاق پیدا کر کر گروہ بندی کرائے اور امام جو اس کی باتوں پر عمل کرتا ہے نمازیوں کے روکنے پر بھی نہ مانے تو ایسا امام مسجد میں رکھنے کے لائق ہے یا نہیں۔

الجواب..... امام مذکور سے صاف کہا جائے کہ اگر تو نے مرزائی کے ساتھ تعلق اور ربط رکھا اور اس کو اپنے پاس رکھا تو تجھ کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ اگر وہ پھر بھی باز نہ آئے تو اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ (الدر المختار ج ۱ ص ۴۳۴-۴۳۵ باب الامتہ کتبہ رشیدیہ) اور اس مرزائی کو مسجد کے حجرہ میں نہ رکھا جائے فوراً نکال دیا جائے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۳ ص ۱۸۱-۱۸۲)

مرزائیوں سے میل ملاپ والے کی امامت

سوال..... (۱)..... ایک بہتی کے مسلمانوں نے ایک شخص کو امام بنایا۔ پھر امام کے حالات خراب ہو گئے۔ لوگ شک کی نظر سے دیکھنے لگے اور علاوہ ازیں امام مذکور کا مرزائیوں کے ساتھ بہت میل ملاپ ہے۔ ایسا کئی دفعہ عید کے موقع پر بہتی کے شریف مسلمانوں نے اپنا امام اور مقرر کر لیا۔ کیا امام اول کو امامت سے ہٹانا اور دوسرا مقرر کرنا درست ہے۔

(۲)..... کوئی مسلمان کہلانے والا شخص کسی مسجد کے مالک ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ امام اول اس مسجد کی ملکیت کا دعویٰ کرتا ہے۔

(۳)..... کیا کسی بہتی کے اکثر مسلمان بہتی کی بچی مسجد کو گرا کر اس جگہ پر پہلے کی نسبت مضبوط اور پختہ مسجد بنوا سکتے ہیں۔

(۴)..... اگر کوئی امام مسجد جس کا کریکٹر (چال چلن) خراب ہو۔ اور مرزائیوں کے ساتھ سخت میل جول رکھتا ہو وہ بلا ثبوت مسجد کے متولی ہونے کا دعویٰ کرے تو شریف اہل محلہ اس کو امامت اور خود ساختہ تولیت سے ہٹا سکتے ہیں؟

اس مسئلہ کی نمبر ۲۱۹۵ قاضی محمد شفیع صاحب لاہور ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۸ جنوری ۱۹۳۸ء

جواب..... (۱)..... ان حالات میں پہلے امام کو علیحدہ کر دینا اور دوسرا امام مقرر کر لینا جائز ہے۔
(۲)..... مسجد کا مالک کوئی نہیں ہو سکتا۔ ماں متولی کو تولیت کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں مگر ملکیت کا دعویٰ کوئی

نہیں کر سکتا۔

(۳) ہاں بستی والوں کو یہ حق ہے کہ وہ کچی مسجد کو پختہ بنانے کے لیے گرا دیں اور پختہ بنالیں۔

(۴) استحقاقِ تولیت کا ثبوت نہ ہو تو متولی ہونے کے مدعی کو ہٹایا جاسکتا ہے۔ بالخصوص جبکہ اس کے حالات بھی صلاحیت کے خلاف ہوں۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لدہلی (کفایت المفتی ج ۳ ص ۷۳-۷۴)

مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت کا حکم

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص امام مسجد ہے اور اس کے اعتقادات علماء دیوبند کی طرح ہیں۔ مگر اس کے رشتہ دار مرزائی ہیں۔ جن کے ساتھ اس مولوی امام کا کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا عموماً ہوتا رہتا ہے۔ اب آیا اس مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔ بیٹو او نو جو روا۔

جواب مرزائی مرتد ہیں۔ اسلام سے خارج ہیں۔ اسلام سے خارج ہو جانے کے بعد ان سے سارے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھ تعلقات رکھنا۔ رشتہ تانہ کرنا ناجائز ہے۔ اگر سوال میں مذکورہ صورت حال صحیح ہے تو مولوی صاحب مذکور کو لازم ہے کہ اس سے توبہ کرے۔ ورنہ اس کو امامت سے معزول کر دیا جائے۔ واللہ اعلم محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان۔ ۲۷ ذوالقعدہ ۱۳۷۲ھ

(فدائی مفتی محمود ج ۲ ص ۵۴، ۵۵)

مرزائیوں سے تعلق رکھنے والے کی امامت کا حکم؟

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین (۱) ایسے عالم دین کے بارے میں جو ایک مرکزی جامع مسجد کا خطیب ہو۔ اور تنخواہ دار ہو، مرزائیوں کے ساتھ پر تپاک انداز میں ملتا جلتا ہو بڑی عزت اور احترام بجالاتا ہو۔ جب موصوف سے عرض کرتے ہوئے دریافت کیا گیا ہو کہ آپ کا دشمن ختم نبوت سے اس انداز میں میل جول رکھنا عوام کے لیے نہایت ناپسندیدہ و ناگوار ہے تو جواباً کہتا ہے کہ ہم علماء کے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔ اور عوام کے لیے جائز نہیں کیا ان کا یہ جواب درست ہے اگر نہیں تو خدا کے لیے شرعی دلائل سے فتویٰ فرما کر مشکور فرمادیں۔

(۲) تنخواہ دار عالم دین کے لیے فتویٰ لکھ کر دینے کی فیس لہی جائز ہے۔

(۳) آیا ایسے عالم دین کے لیے بازار میں چلتے پھرتے چیز کھانا جائز ہے۔ اگر نہیں تو پھر ایسے امام کی امامت میں نماز ادا کرنی جائز ہے۔ لہذا عرض ہے کہ از راہ کرم شرعی دلائل سے فتویٰ صادر فرما کر مشکور فرمائیں تاکہ عوام کی عبادت میں فرق نہ آئے۔

جواب (۱) اگر یہ عالم دین مستقل طبیعت کا پختہ کار عالم ہے اور وہ اپنے اخلاق کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت کرتا ہے اس کے لیے برتاؤ سے مکر ختم نبوت متاثر ہو کر صحیح العقیدہ بن سکتا ہے تو جائز ہے اور یہ رویہ اس کا درست ہے ورنہ نہیں۔

(۲) اگر تنخواہ فتویٰ نویسی کی لیتا ہے تو فتویٰ نویسی کی فیس جائز نہیں ہے۔ اور اگر تنخواہ کسی دوسرے عمل کی ہے اور اس کے علاوہ اپنے مخصوص اوقات میں فتویٰ نویسی کرتا ہے تو فیس لینا جائز ہے۔ بازار میں چلتے پھرتے کھانے (۳) عادت غلط اخلاق کی علامت ہے۔ مروت کے خلاف ہے امام کو ایسی عادت ترک کرنی چاہیے۔ اگر ترک نہ

کرے تو کسی ایسے شخص کو جو زیادہ باوقار اور بااخلاق ہو امام بنا لیا جائے لیکن اس کے باوجود بھی اس کے پیچھے نماز جائز ہے۔ واللہ اعلم
 محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۲ ص ۵۸، ۵۹)
 مرزائیوں کے رکھے ہوئے امام کے پیچھے نماز کا حکم

سوال..... کارخانہ میں ایک مسجد ہے جس کی سرپرستی فرقہ مرزائیہ لاہوری پارٹی کو حاصل ہے ان کی جانب سے بانخواستہ امام مقرر ہے۔ ایسے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب..... اگر امام کے عقائد اہلسنت والجماعت کے مسلک کے مطابق ہیں تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے۔ اہل سنت پر لازم ہے کہ مسجد کا انتظام اپنے ذمہ لے لیں۔

فقط واللہ اعلم: بندہ امیر علی غفرلہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

(خیر القادری ج ۲ ص ۲۷۲)

الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان

مرزائیوں کے خلاف تحریک میں جیل جانے کے بعد معافی پر رہائی حاصل کرنے والے کی امامت کا حکم؟
سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ ہمارے چک کے امام مسجد صاحب جو کہ عالم فاضل ہیں اور ان میں امامت کی صلاحیت بھی ہے، مظاہر العلوم سہارن پور کے مستند بھی ہیں وہ تحریک خلاف مرزائیت ستر میں رضا کاروں کے ساتھ جیل میں گئے تھے۔ پھر وہ معافی مانگ کر باہر آ گئے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں بیمار تھا اور بیماری کی وجہ سے میں معذور تھا۔ اب چند لوگوں کو یہ بہانہ مل گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، دریافت طلب یہ امر ہے کہ جن لوگوں نے معافیاں مانگی تھیں وہ مسلمان ہیں یا نہیں اور ان کی امامت نماز شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

جواب..... اگر امام مذکور میں اور کوئی خلاف شرع باتیں نہ ہوں تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے۔
 فقط واللہ اعلم
 (فتاویٰ مفتی محمود ج ۲ ص ۱۷۵)

مرزائیوں کے لیے امام بننے کا حکم

سوال..... ایک گاؤں میں تین مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔ شیعہ، مرزائی، اہل سنت والجماعت، مگر امام حنفی عقیدہ رکھتا ہے یعنی اہل سنت والجماعت ہے۔ کیا وہ ہر مذہب کے لوگوں کی امامت کر سکتا ہے اور ان کی شادی، حلی و دیگر مواقع پر شریک ہو سکتا ہے یا نہیں، جواب پسند ہو، مرزائی و شیعہ کا ذبح کیا ہوا جانور کھانے میں استعمال کرنا امام کے لیے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب..... حامداً و مصلیاً۔ شیعہ اور مرزائی اپنے مذہب والوں سے خود دریافت کریں گے کہ حنفی امام کے پیچھے ان کی نماز درست ہے یا نہیں۔ آپ کو ان کی کیا فکر پڑی اور وہ آپ کے مذہبی مسائل کو تسلیم ہی کب کریں گے، علماء اہل سنت والجماعت کے فتویٰ کے مطابق مرزائی عقیدہ والے کافر ہیں ان کی شادی حلی میں شرکت ان کی میت پر نماز جنازہ ان کے امام کا اقتداء کرنا وغیرہ جملہ امور ناجائز و ممنوع ہیں۔ ان کا ذبیحہ بھی ناجائز ہے۔ شیعہ کا جو فرقہ نصوح قطعہ کا منکر ہے اس کا بھی یہی حکم ہے اور جو فرقہ نصوح قطعہ کا منکر نہیں وہ کافر نہیں۔ اس کا ذبیحہ درست ہے لیکن حتی الوسع اختلاط اس سے بھی نہیں جائیے کہ فساد عقائد کا قوی اندیشہ ہے۔

نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا او انکر صحبۃ الصدیق رضی اللہ عنہ او اعتقد الا لہویۃ فی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ او ان جبرئیل علیہ السلام غلط فی الوحی او نعوذ لک من الکفر الصریح المخالف للقرآن اھ (شامی ج ۳ ص ۳۲۱ کتبہ رشیدیہ) ومنہا ای من شرائط الزکوۃ ان یکون مسلماً او کتابیاً فلا تؤکل ذبیحۃ اهل الشرك والمرتد اھ ہندیۃ ج ۵ ص ۲۸۵ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم ج ۲۳/۲/۵۹ھ

صحیح: عبداللطیف ج ۲۳/۲/۵۹ھ

(نہادنی محمودیہ ج ۷ ص ۶۷-۶۸)

مرزائی کا جنازہ پڑھانے والے کی امامت کا حکم؟

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین وریں مسئلہ کہ ایک شخص (جو کہ امام بھی ہے) نے ایک مرزائی کی نماز جنازہ پڑھائی کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

جواب..... باوجود اس بات کے جاننے کے کہ یہ مرزائی ہے اس کی نماز جنازہ پڑھنے والا شخص عاصی و فاسق ہے۔ اس کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ یہاں تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(نہادنی مفتی محمود ج ۲ ص ۵۲)

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ ۱۷ ذوالحجہ ۱۳۹۰ھ

مرزائی کا جنازہ پڑھانے والے کی امامت کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں (۱)..... ایک شخص جو غلام احمد قادیانی کو نبی مانتا ہے یا اس کے تابع ہے وہ فوت ہو گیا اس کا جنازہ اہل سنت والجماعت کے امام صاحب نے پڑھایا اس بنا پر کہ میت کے وارثوں میں سے کچھ لوگ مسلمان تھے۔ جو غلام احمد کو نبی نہیں مانتے تھے نہ اس کے پیروکار تھے ان کے کہنے پر پڑھایا گیا۔ (۲)..... امام صاحب نے اس بات سے توبہ کر لی ہے کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے اور میں اس بات کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں کیا اتنی بات کرنے سے یہ امام امامت کے قائل ہے یا نہیں کیا حکم ہے۔ (۳)..... وہ لوگ جو اس میت کے وارثوں کے برابر مسلمان تھے۔ انھوں نے اس امام کے پیچھے نماز جنازہ پڑھا امام اہل سنت والجماعت تھا اور میت مرزائی تھی ان کے بارے میں کیا حکم ہے۔ (۴)..... میت مرزائی کے وارثوں نے مسلمان امام کے پیچھے نماز جنازہ نہیں پڑھا بلکہ اپنا امام مرزائی مقرر کر کے نماز جنازہ دوبارہ پڑھا نہ مسلمان اس میں شامل ہوئے اور نہ مرزائی مسلمانوں کے ساتھ جنازہ میں شامل ہوئے۔ لہذا مہربانی فرما کر جو بھی حکم ہو اہل سنت والجماعت کے نزدیک وہ تحریر فرمایا جائے۔ امام کے بارے میں اور لوگوں کے بارے میں جنھوں نے نماز جنازہ پڑھا۔

جواب..... غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والے ہا جماع امت کا فر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور اگر مرے تو اس کی جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں۔ بقولہ تعالیٰ ولا تصل علی احد منہم مات اہدا ولا تقم علی

قبرہ انہم کفروا باللہ ورسولہ وما تواوہم فاسقون۔ (توبہ ۸۴)

وفی الدر المختار اما المرتد فلیقی فی حضرۃ کالکلب (در مختار ص ۲۵۷ ج ۱) ای لا یغسل ولا یکفر۔ (در المختار باب صلوۃ والجماعۃ) بنا بر ۲، صورتہ مستول میں دوسرے مسلمانوں کے کہنے کے باوجود بھی ان پر نماز

جنازہ پڑھنا جائز نہ تھا جن مسلمانوں نے اس پر نماز جنازہ پڑھ لیا ہے۔ وہ سب گنہگار ہو گئے ہیں سب کو توبہ کرنا لازم ہے امام صاحب جبکہ اپنی غلطی کا اعتراف و اقرار کرتے ہوئے توبہ تائب ہو گیا ہے تو اس کی امامت بلا کر ہمت درست ہے۔ نقولہ علیہ السلام التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ الحدیث (۲/۳) ان کا جواب اوپر کے جوابات میں آچکا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

قادیانی کا جنازہ پڑھانے والے امام کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے شہر مری کی ایک مسجد کے پیش امام مولوی صدیق اکبر نے ایک ایسے متحول مقامی مرزائی کی نماز جنازہ کی امامت کی جو عرصہ قریباً پچاس سال سے اس شہر میں سکونت پذیر تھا اور شہر کا بچہ اور بوڑھا بخوبی اسے پہچانتا تھا۔ شہر بھر کے عوام اور مقتدی مولوی صاحب کی امامت سے سخت متغیر اور حد درجہ مشتعل ہیں کیا ایسا شخص اہل سنت والجماعت کی مسجد کا امام باقی رہ سکتا ہے۔ (۲)..... سوال مولوی صاحب مذکور نے مبین گراں قدر رقم لے کر یہ خدمت انجام دی ہے۔ اس قسم کی اجرت کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ اور ایسا کرنے والا شریعت حقہ کے نزدیک کیسا ہے۔

جواب..... مرزا غلام احمد قادیانی کذاب اور اس کے پیروکار یعنی اس کو اپنے دعاوی میں سچا سمجھنے والے کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھنا بالکل درست نہیں ہے۔ اور کسی امام مسجد کا یہ فعل بالکل فتنہ ہے۔ اور اگر درپردہ امام بھی ایسے ہی عقائد رکھتا ہے تو اسلام سے خارج ہوگا۔

(۲)..... ایسے شخص کی امامت صحیح نہیں جب تک کہ اس فعل سے اعلانیہ توبہ نہ کرے اور مرزائیوں کے کافر ہونے کا صحیح اقرار نہ کرے یوں بھی کسی کے لیے جائز نہیں کہ نماز جنازہ کی اجرت لے اور بدوں مقتدیوں کی رضا مندی کے امامت کر دے جبکہ دین کی وجہ سے اس کی امامت کو ناپسند کرتے ہیں، فقط واللہ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۳ ص ۲۰۶) مرزائی کے لیے دعا مغفرت کرنے والے کی اذان کا حکم

سوال..... ایک آدمی جو کہ احمدی جماعت کا تھا۔ وہ مر گیا اس کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ میری قبر پر دو رکعت نفل پڑھیں اور مغفرت کی دعا مانگیں اسی کاموں اہل سنت والجماعت کا تھا۔ اس نے قبرستان پر جا کر اس کی قبر پر نفل ادا کی اور دعا مانگی اس مرزائی کے لیے، جب پھر واپس آیا تو مولوی صاحب نے ان کو کہا کہ تمہارا عقیدہ ٹھیک نہیں مرزائی تو کافر ہیں۔ کافر کے لیے دعا مغفرت مانگنا ٹھیک نہیں بالکل گناہ ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ کفر پڑھنے والوں کو کافر نہیں سمجھنا چاہیے۔ وہ مرزائی بھی ہے اس پر مولوی صاحب نے ان کو اذان اور تکبیر پڑھنے سے روکا۔ آئندہ اذان اور تکبیر ہماری مسجد میں نہ پڑھا کریں۔ جب تک تم اپنا عقیدہ ٹھیک نہ کرو، اور توبہ نہ کرو۔ جب تک تم اہل سنت کی مسجد میں نہ اذان نہ تکبیر پڑھا کرو۔ اس کے متعلق آپ فتویٰ دیں کہ اس آدمی کو اہل سنت کی مسجد میں اذان اور تکبیر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... مرزائی چونکہ با اتفاق جمیع علماء اسلام کافر ہیں۔ دائرہ اسلام سے خارج ہیں جو شخص ان کو اپنی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے مسلمان سمجھتا ہے تو اگرچہ ان کے معتقدات کو اچھا نہیں سمجھتا تب بھی بہت بڑا گناہگار بنتا ہے۔ جب تک وہ اس سے توبہ نہ کرے۔ اسے اذان و تکبیر نہ کہنے دی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۳ ص ۲۲۰، ۲۲۱)

مرزائی اگر جماعت میں شریک ہو جائے تو نماز مکروہ نہیں ہوگی

سوال..... لاہوری جماعت کے مرزائی خفیوں کی جماعت نماز میں شریک ہو جاتے ہیں تو نماز میں کوئی کراہت آئی ہے یا نہیں۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ خفی ایسے جاہل ہوں کہ اگر امام مرزائی کو روکے تو خوف قتل کا ہو؟

جواب..... نماز میں کوئی کراہت نہیں آتی۔ البتہ مسلمانوں کی جماعت میں تاہم قدر ان کو شریک نہ ہونے دیا جائے کیونکہ اس سے عام مسلمان ان کو مسلمان سمجھ کر ان کے دھوکے میں آ جاتے ہیں اور ان کو اپنی مفسدانہ ریشہ دوانیوں کا موقع مل جاتا ہے۔ ہاں اگر ان کے منع کرنے میں قتل کا اندیشہ شدید ہو تو چندے صبر کیا جائے اور آہستہ آہستہ لوگوں کو ان کے عقائد باطلہ اور مکائد پر مطلع کرتے رہنا چاہیے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) (امداد العتیم ج ۲ ص ۳۲۲)

(الحمد للہ اب قادیانیوں کی طرح لاہوری مرزائیوں کا کفر بھی امت مسلمہ کے سامنے الم نشرح ہو چکا ہے۔ پوری دنیا میں کہیں کوئی لاہوری یا قادیانی مسلمانوں کے ساتھ کسی دینی امر میں اتحاد نہیں رکھتے۔ اس کے باوجود اب بھی اگر کہیں لاہوری مرزائی مسلمانوں کے ساتھ شامل ہوتا ہو تو ان کو علیحدہ کرنا مسلمانوں پر ضروری ہے۔ اب چپ رہنا دینی و ایمانی غیرت کے منافی ہے۔ احقاق حق اور ابطال باطل کے بعد مصلحت کوئی کفر و اسلام کی حدود کو غلط ملط کرنا ہے جو حرام ہے۔ مرتب)

قادیانی کا مسجد میں نماز کے لیے آنا

سوال..... قادیانی مذہب کے اشخاص بروقت ہونے جماعت مسجد سنت والجماعت علیحدہ کھڑے ہو کر نماز خود ادا کرتے ہیں اور وضو بھی آفتابہ مسجد و پانی مسجد سے کرتے ہیں بوجہ فتویٰ کفر ہونے کے قادیانی فرقہ کے لوگ نماز مسجد اہلسنت والجماعت میں ادا کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اور ادا کر سکتے ہیں تو اہل سنت والجماعت پر تو کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

جواب..... قادیانی جب مسلمان نہیں تو ان کی نماز نہیں ان کو مسجد میں آ کر نماز ادا کرنے سے روک دینا چاہیے اگر اندیشہ فساد نہ ہو۔ حرہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ ۵۲/۳/۲۳

صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ ۲۶/ربیع الاول ۱۴۰۳ھ (قادیانی محمود ج ۵ ص ۳۰۷-۳۰۸)

جمعہ کے خطبہ میں ”مکفرین ختم نبوت“ کی تردید کرنا

اس موجودہ پرفتن دور میں عام طور پر مسلمانوں کو حضور ﷺ کی ختم نبوت کی اہمیت جلانے اور صحیح اعتقاد پر قائم رہنے کی خاطر کیا اس وقت خطباء اپنے خطبات میں جمعہ کے روز فقط عربی زبان میں مندرجہ ذیل الفاظ بڑھا سکتے ہیں تاکہ مذہب اہل سنت والجماعت کی پوری ترمیمی ہو سکے۔ جو درحقیقت اسلام اور دین حق ہے۔ خطبہ معروفہ کے اوّل خطبہ میں ونشهد ان من ادعی النبوة بعد سیدنا ﷺ سواء كان تشریعیاً وغير تشریعی کمسلمیة الکذاب و غلام احمد القادیانی کذاب دجال کافر مرتد خارج عن الاسلام لانی بعد سیدنا ﷺ تسلیماً کثیراً اور دوسرے خطبہ میں بھی مندرجہ ذیل الفاظ قابل اضافہ ہیں۔

اللهم اشدد وطأتک علی المر زائین ومن يتولهم من المنافقین والکافرین اعدائک اعداء الدین اللهم انا نجعلک فی نحورهم و نعوذک من شرورهم۔

الجواب..... خطبہ جمعہ کے اندر الفاظ مندرجہ بالا جن میں آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا تذکرہ ہو اور دیگر مدعیان نبوت کی تردید ہو پڑھنا جائز ہے بلکہ جس ملک یا علاقہ میں آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف کوششیں ہو رہی ہوں وہاں اس قسم کے الفاظ ضرور پڑھنے چاہئیں اور مسلمانوں کو خصوصاً حکام اسلام کو ان الفاظ پر اعتراض نہ کرنا چاہیے۔ ورنہ ان کے ایمان کے سخت ضعف کا خطرہ ہے۔ جمعوں، خطبوں اور دعاؤں میں اللہ سے موجودہ دور کے فتنوں سے پناہ مانگنا عین عبادت ہے۔ اور عبادات سے روکنا کسی مسلمان کے لیے لائق نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔
(خبر القادسی ج ۳ ص ۹۲-۹۳)

ایک ہی مسجد میں مسلمانوں اور قادیانیوں کی نماز

سوال..... از شاہجہاں پور محلہ ظلیل مسئلہ امیر خاں مختار عام ۲ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شاہجہاں پور میں ایک مسجد ہے اس میں یہ قرار پایا کہ اول ہر وقت یہاں تک کہ جمعہ کی نماز قادیانی پڑھیں، بعد کو اہلسنت مع خطبہ جمعہ کے، تو حضور فرمائیے کہ ہماری نماز ہوگی یا نہیں؟ پہلے قادیانی خطبہ پڑھ چکے ہم دوبارہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بیٹو اتوجروا۔

الجواب..... نہ قادیانیوں کی نماز ہے نہ ان کا خطبہ، خطبہ کہ وہ مسلمان ہی نہیں۔ اہلسنت اپنی اذان کہہ کر اسی مسجد میں اپنا خطبہ پڑھیں اپنی جماعت کریں یہی اذان و خطبہ و جماعت شرعاً معتبر ہوں گے اور اس سے پہلے جو کچھ قادیانی کر گئے باطل و مردود محض تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۶۶)

کتاب الجنائز

قادیانی جنازہ

قادیانیوں کا جنازہ جائز نہیں

سوال..... موضع داتہ ضلع مانسہرہ جو کہ ربوہ ثانی ہے۔ میں ایک مرزائی مسمیٰ ڈاکٹر محمد سعید کے مرنے پر مسلمانان ”داتہ“ نے ایک مسلمان امام کے زیرِ اہمیت اس قادیانی کی نماز جنازہ ادا کی اور اس کے بعد قادیانیوں نے دوبارہ مسمیٰ مذکور کی نماز جنازہ پڑھی۔ شرعاً امام مذکور اور مسلمانوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

مسلمان لڑکیاں قادیانیوں کے گھروں میں بیوی کے طور پر رہ رہی ہیں اور مسلمان والدین کے ان قادیانیوں کے ساتھ داماد اور سرال جیسے تعلقات ہیں۔ کیا شریعت محمدی ﷺ کی رو سے ان کے ہاں پیدا ہونے والی اولاد حلالی ہوگی یا ولد الحرام کہلائے گی؟

عام مسلمانوں کے قادیانیوں کے ساتھ کافروں جیسے تعلقات نہیں، بلکہ مسلمانوں جیسے تعلقات ہیں، ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے اور ان کی شادیوں اور ماتم میں شرکت کرتے ہیں اور جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو السلام علیکم کہہ کر ملتے ہیں۔ شادی، ماتم میں کھانے دیتے ہیں، فاتحہ میں شرکت کرتے ہیں۔ شریعت محمدیہ ﷺ کی رو سے وہ قابلِ مواخذہ ہیں یا کہ نہیں؟ اور شرع کی رو سے وہ مسلمان بھی ہیں یا کہ نہیں؟

جواب..... جواب سے پہلے چند امور بطور تمہید ذکر کرتا ہوں۔

۱..... جو شخص کفر کا عقیدہ رکھتے ہوئے اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتا ہو، اور نصوص شریعہ کی غلط سلط تاویلین کر کے اپنے عقائد کفریہ کو اسلام کے نام سے پیش کرتا ہو، اسے ”زندیق“ کہا جاتا ہے۔ علامہ شامی ”باب المرتد“ میں لکھتے ہیں۔

فان الزندیق یموہ کفرہ و یروج عقیدتہ الفاسدۃ و یخرجہا فی الصورۃ الصحیحۃ و ہذا معنی ابطان الکفر۔ (شامی ص ۳۲۳ ج ۳ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

”کیونکہ زندیق اپنے کفر پر طمع کیا کرتا ہے اور اپنے عقیدہ فاسدہ کو رواج دینا چاہتا ہے اور اسے بظاہر صحیح صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور یہی معنی ہیں کفر کو چھپانے کے۔“

اور امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ موسیٰ شرح عربی مؤطا میں لکھتے ہیں۔

بیان ذالک ان المخالف للدين الحق ان لم يعترف به ولم يذعن له لا ظاهرا ولا باطنا فهو كافر وان اعترف بلسانه و قلبه على الكفر فهو المنافق. وان اعترف به ظاهرا لكنه يفسر بعض ما ثبت من

الدين ضرورة بخلاف مالمسره الصحابة والتابعون واجتمعت عليه الامة فهو الزنديق.

(مطبعة رحیمہ دہلی ج ۱۳۰ ص ۲)

”شرح اس کی یہ ہے کہ جو شخص دین حق کا مخالف ہے اگر وہ دین اسلام کا اقرار ہی نہ کرتا ہو، اور نہ دین اسلام کو ماننا ہو، نہ ظاہری طور پر اور نہ باطنی طور پر تو وہ کافر کہلاتا ہے اور اگر زبان سے دین کا اقرار کرتا ہو لیکن دین کے بعض قطعیات کی ایسی تائید کرتا ہو جو صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور اجماع امت کے خلاف ہو تو ایسا شخص ”زندیق“ کہلاتا ہے۔“

آگے تاویل صحیح اور تاویل باطل کا فرق کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

ثم التاویل تاویلان، تاویل لا ینخالف قاطعاً من الکتاب والسنة واتفاق الامة و تاویل یمصادم مالیت بقاطع فذا لک الزندقہ.

(مطبعة رحیمہ دہلی ج ۱۳۰ ص ۲)

”پھر تاویل کی دو قسمیں ہیں ایک وہ تاویل جو کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت شدہ کسی قطعی مسئلہ کے خلاف نہ ہو اور دوسری وہ تاویل جو ایسے مسئلے کے خلاف ہو جو دلیل قطعی سے ثابت ہے پس ایسی تاویل ”زندقہ“ ہے۔“

آگے زندقہ تاویلوں کی مثالیں ذکر کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں۔

او قال ان النبی ﷺ خاتم النبوة ولكن معنى هذا الکلام انه لا یجوز ان یمسى بعده احد بالنبی واما معنى النبوة وهو کون الانسان مبعوثاً من الله تعالى الى الخلق مفترض الطاعة معصوما من الذنوب ومن البقاء على الخطا فیما برى فهو موجود فى الامة بعده فهو الزندیق.

(مسئو ج ۲ ص ۱۳۰ مطبعة رحیمہ دہلی)

”یا کوئی شخص یوں کہے کہ نبی کریم ﷺ بلاشبہ خاتم النبیین ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کچھ بعد کسی کا نام نبی نہیں رکھا جائے گا۔ لیکن نبوت کا مفہوم یعنی کسی انسان کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے مخلوق کی طرف مبعوث ہونا، اس کی اطاعت کا فرض ہونا، اور اس کا گناہوں سے اور خطا پر قائم رہنے سے معصوم ہونا۔ آپ ﷺ کے بعد بھی امت میں موجود ہے تو یہ شخص ”زندیق“ ہے۔“

خلاصہ یہ کہ جو شخص اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کے رنگ میں پیش کرتا ہو، اسلام کے قطعی و متواتر عقائد کے خلاف قرآن و سنت کی تائیدیں کرتا ہو ایسا شخص ”زندیق“ کہلاتا ہے۔

دوم..... یہ کہ زندیق مرتد کے حکم میں ہے بلکہ ایک اعتبار سے زندیق، مرتد سے بھی بدتر ہے، کیونکہ اگر مرتد توبہ کر کے دوبارہ اسلام میں داخل ہو تو اس کی توبہ بالاتفاق لائق قبول ہے لیکن زندیق کی توبہ قبول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے۔

(و) کذا الکافر بسبب (الزندقة) لا توبة له وجعله فى الفتح ظاهر المذهب لكن فى حظر الخاتبة الفتوى على انه (اذا اخذ) الساحر او الزندیق المعروف الداعى (قبل توبته) ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل ولو اخذ بعدها قبلت.

(شامی ص ۳۳۳ ج ۳ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

”اور اسی طرح جو شخص زندقہ کی وجہ سے کافر ہو گیا ہو اس کی توبہ قابل قبول نہیں اور فتح القدیر میں اس کو ظاہر مذہب بتایا ہے لیکن فتاویٰ قاضی خان میں کتاب الطہر میں ہے کہ فتویٰ اس پر ہے جب جادوگر اور زندیق جو

معروف اور داعی ہوں تو یہ سے پہلے گرفتار ہو جائیں اور پھر گرفتار ہونے کے بعد توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں بلکہ ان کو قتل کیا جائے گا اور اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کر لی تھی تو توبہ قبول کی جائے گی۔“
المحررات فی میں ہے۔

لا تقبل توبۃ الزندیق فی ظاہر المذنب وهو من لا یتدین بحدین..... وفی الخابیۃ قالو ان جاء الزندیق قبل ان یوخذ فافترانه زندق فتاب عن ذالک تقبل توبته وان اخذ ثم تاب لم تقبل توبته ویقتل۔
(ص ۱۲۶، ج ۵، دار المعرفہ بیروت)

”ظاہر مذہب میں زندیق کی توبہ قابل قبول نہیں اور زندیق وہ شخص ہے جو دین کا قائل نہ ہو..... اور فتاویٰ قاضی میں ہے کہ اگر زندیق گرفتار ہونے سے پہلے خود آ کر اقرار کرے کہ وہ زندیق ہے پس اس سے توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہے اور اگر گرفتار ہوا پھر توبہ کی تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی بلکہ اسے قتل کیا جائے گا۔“

سوم..... قادیانیوں کا زندیق ہونا بالکل واضح ہے کیونکہ ان کے عقائد اسلامی عقائد کے قطعاً خلاف ہیں اور وہ قرآن و سنت کی نصو میں غلط تسلط و تاملیں کر کے جاہلوں کو یہ یاد کراتے ہیں کہ خود تو وہ کچے سچے مسلمان ہیں ان کے سوا باقی پوری امت گمراہ اور کافر و بے ایمان ہے جیسا کہ قادیانیوں کے دوسرے مربزہ آنجہانی مرزا محمود لکھتے ہیں کہ

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“
(آئینہ صمدات ص ۳۵)

مرزائیوں کے طہانہ عقائد حسب ذیل ہیں

۱..... اسلام کا قطعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص منصب نبوت پر فائز نہیں ہو سکتا اس کے برعکس، قادیانی نہ صرف اسلام کے اس قطعی عقیدے کے منکر ہیں، بلکہ نفوذ باللہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے بغیر اسلام کو مردہ تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد کا کہنا ہے کہ:

”ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لیے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لیے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیے..... ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اس لیے ہم نبی ہیں۔ امرحق کے پہنچانے میں کسی قسم کا انفاء نہ رکھنا چاہیے۔“ (ملفوظات مرزا ۱۰ ص ۱۷۷ طبع شدہ ربوہ)

۲..... اسلام کا قطعی عقیدہ ہے کہ وحی نبوت کا دروازہ آنحضرت ﷺ کے بعد بند ہو چکا ہے اور جو شخص آپ ﷺ کے بعد وحی نبوت کا دعویٰ کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے لیکن قادیانی مرزا غلام احمد کی خود تراشیدہ وحی پر ایمان رکھتے ہیں اور اسے قرآن کریم کی طرح مانتے ہیں۔ قرآن کریم کے ناموں میں سے ایک نام ”تذکرہ“ ہے۔ قادیانیوں نے مرزا غلام احمد کی ”وحی“ کو ایک کتاب کی شکل میں مرتب کیا ہے اور اس کا نام ”تذکرہ“ رکھا ہے یہ گویا قادیانی قرآن ہے۔ نفوذ باللہ اور یہ قادیانی وحی کوئی معمولی قسم کا الہام نہیں جو اولیاء اللہ کو ہوتا ہے بلکہ ان کے نزدیک یہ وحی قرآن کریم کے ہم سنگ ہے ملاحظہ فرمائیے۔

۱..... ”اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی

(ایک قطعی کا ازالہ ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔“

۲..... ”مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔“

(اربعین ص ۱۱۲، خزائن ج ۱۷ ص ۲۵۴)

۳..... ”میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو قطعی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے اوپر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔“ (حجۃ الوبی ص ۲۲۰، خزائن ج ۲۲ ص ایضاً)

۳..... اسلام کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد معجزہ دکھانے کا دعویٰ کفر ہے کیونکہ معجزہ دکھانا صرف نبی کی خصوصیت ہے پس جو شخص معجزہ دکھانے کا دعویٰ کرے، وہ مدعی نبوت ہونے کی وجہ سے کافر ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲) میں علامہ طاعی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

الصحدی فرع دعوی النبوة و دعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع.

”معجزہ دکھانے کا دعویٰ فرع ہے دعویٰ نبوت کی اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی ﷺ کے بعد بالاجماع کفر ہے۔“

اس کے برعکس قادیانی، مرزا غلام احمد کی وحی کے ساتھ اس کے ”معجزات“ پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے معجزات کو نفوذ باللہ قصے اور کہانیاں قرار دیتے ہیں۔ وہ آنحضرت ﷺ کو اسی صورت میں نبی ماننے کے لیے تیار ہیں جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی نبی مانا جائے ورنہ ان کے نزدیک نہ تو آنحضرت ﷺ نبی ہیں اور نہ دین اسلام، دین ہے۔ مرزا غلام احمد لکھتے ہیں۔

”وہ دین، دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی، نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الہی سے مشرف ہو سکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ صرف چند منقول باتوں پر (یعنی اسلامی شریعت پر جو آنحضرت ﷺ سے منقول ہے، ناقلاً) انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے..... سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں، شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔“ (خزائن ص ۳۰۶ ج ۲۱) (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۹)

”یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے وحی الہی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔ صرف قصوں کی پوجا کر دو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے کہ جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا..... میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۳، خزائن ص ۳۵۴ ج ۲۱)

”اگرچ پوچھو تو ہمیں قرآن کریم پر رسول کریم ﷺ پر بھی اسی (مرزا) کے ذریعے ایمان حاصل ہوا۔ ہم قرآن کریم کو خدا کا کلام اس لیے یقین کرتے ہیں کہ اس کے ذریعے آپ (مرزا) کی نبوت ثابت ہوتی ہے۔ ہم محمد ﷺ کی نبوت پر اس لیے ایمان لاتے ہیں کہ اس سے آپ (مرزا) کی نبوت کا ثبوت ملتا ہے۔ نادان ہم پر اعتراض کرتا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود (مرزا) کو نبی مانتے ہیں اور کیوں اس کے کلام کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں۔ وہ نہیں جانتا کہ قرآن کریم پر یقین ہمیں اس کے کلام کی وجہ سے ہوا اور محمد ﷺ کی نبوت پر یقین اس (مرزا) کی نبوت سے ہوا ہے۔“ (مرزا بشیر الدین کی تقریر بفضل قادیان ج نمبر ۳، روحہ ۱۱ جولائی ۱۹۲۵ء)

مندرجہ بالا دونوں عبارتوں سے واضح ہے کہ اگر مرزا قادیانی پر وحی الہی کا نزول تسلیم نہ کیا جائے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہ مانا جائے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت بھی ان کے نزدیک نعوذ باللہ باطل ہے اور دین اسلام محض قصوں کہانیوں کا مجموعہ ہے۔ مرزا قادیانی ایسے اسلام کو لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت قرار دے کر اس سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں بلکہ سب دہریوں سے بڑھ کر اپنے دہریہ ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو نظر عبرت سے دیکھنا چاہیے کیا اس سے بڑھ کر کوئی کفر و الحاد اور زندہ اور بددینی ہو سکتی ہے کہ آنحضرت ﷺ اور دین اسلام کو اس طرح پیٹ بھر کر گالیاں نکالی جائیں۔

۴۔۔۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ”محمد رسول اللہ“ ہیں لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اشتہار ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں اپنے الہام کی بنیاد پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہے نعوذ باللہ۔ چونکہ قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کی ”وحی“ پر قطعی ایمان رکھتے ہیں، اس لیے وہ مرزا آنجنابی کو ”محمد رسول اللہ“ مانتے ہیں اور جو شخص مرزا کو ”محمد رسول اللہ“ نہ مانے اسے کافر سمجھتے ہیں۔

۵۔۔۔ قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی بنا پر مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا اور وہ قرب قیامت میں نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔ لیکن مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی، عیسیٰ ہے اور قرآن و حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی جو خبر دی گئی ہے اس سے مراد، مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

قادیانیوں کے اس طرح بے شمار زندقانہ عقائد ہیں جن پر علماء نے بہت سی کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ اس لیے مرزائیوں کا کافر و مرتد اور کفر و زندقہ ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے۔

چہارم۔۔۔۔۔ نماز جنازہ صرف مسلمانوں کی پڑھی جاتی ہے کسی غیر مسلم کا جنازہ جائز نہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔
ولا تصل علی احد منہم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ انہم کفروا باللہ و ما تواوہم فاسقون۔
(البقرہ ۸۳)

”اور ان میں کوئی مر جائے تو اس (کے جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھ اور نہ (دفن کے لیے) اس کی قبر پر کھڑے ہو جائے۔ کیونکہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالت کفر ہی میں مرے ہیں۔“
اور تمام فقہاء امت اس پر متفق ہیں کہ جنازہ کے جائز ہونے کے لیے شرط ہے کہ میت مسلمان ہو، غیر مسلم کا جنازہ بالا جماع جائز نہیں نہ اس کے لیے دعاء مغفرت کی اجازت ہے اور نہ اس کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کرنا ہی جائز ہے۔

ان تہمیدات کے بعد اب بالترتیب سوالوں کا جواب لکھا جاتا ہے۔

جواب، سوال اول جن مسلمانوں نے مرزائی مرتد کا جنازہ پڑھا ہے اگر وہ اس کے عقائد سے ناواقف تھے تو انھوں نے برا کیا اس پر ان کو استغفار کرنا چاہیے کیونکہ مرزائی مرتد کا جنازہ پڑھ کر انھوں نے ایک ناجائز فعل کا ارتکاب کیا ہے۔

اور اگر ان لوگوں کو معلوم تھا کہ یہ شخص مرزا غلام احمد کو نبی مانتا ہے، اس کی ”وحی“ پر ایمان رکھتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا منکر ہے، اس علم کے باوجود انھوں نے اس کو مسلمان سمجھا اور مسلمان سمجھ کر ہی اس کا جنازہ پڑھا تو ان تمام لوگوں کو جو جنازہ میں شریک تھے، اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیے کیونکہ ایک مرتد

کے عقائد کو اسلام سمجھنا کفر ہے اس لیے ان کا ایمان بھی جاتا رہا اور کھاج بھی باطل ہو گیا۔ ان میں سے کسی نے اگر حج کیا تھا تو اس پر دوبارہ حج کرنا بھی لازم ہے۔

یہاں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک کسی مسلمان کا جنازہ جائز نہیں، یہاں تک کہ مسلمانوں کے معصوم بچے کا جنازہ بھی قادیانیوں کے نزدیک جائز نہیں۔ چنانچہ قادیانیوں کے خلیفہ دوم مرزا محمود اپنی کتاب ”انوار خلافت“ میں لکھتے ہیں۔

”ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی (یعنی مسلمان) تو حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کے منکر ہوئے اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا منکر نہیں؟

میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب بچے کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہوا اس لیے اس کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے پھر میں کہتا ہوں کہ بچہ گنہگار نہیں ہوتا اس کو جنازے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ بچہ کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے اس کے پس ماندگان کے لیے اور اس کے پس ماندگان ہمارے نہیں، بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لیے بچے کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔“ (انوار خلافت ص ۹۳)

اخبار الفضل مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۲ء میں مرزا محمود کا ایک فتویٰ شائع ہوا کہ:

”جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا ہے اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔“

چنانچہ اپنے مذہب کی پیروی کرتے ہوئے چوہدری ظفر اللہ خان نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا اور منیر انکوائری عدالت میں جب اس کی وجہ دریافت کی گئی تو انھوں نے کہا۔

”نماز جنازہ کے امام مولانا شبیر احمد عثمانی، احمدیوں کو کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دے چکے تھے اس لیے میں اس نماز میں شریک ہونے کا فیصلہ نہ کر سکا۔ جس کی امامت مولانا کر رہے تھے۔“

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت پنجاب، ص ۲۱۲)

لیکن عدالت سے باہر جب ان سے یہ بات پوچھی گئی کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا؟ تو اس نے جواب دیا۔

”آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔“

(زمیندار، لاہور ۸ فروری ۱۹۵۰ء)

اور جب اخبارات میں چوہدری ظفر اللہ خان کی اس ہٹ دھرمی کا چرچا ہوا تو جماعت احمدیہ ربوہ کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا گیا۔

”جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائد اعظم احمدی نہ تھے لہذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔“ (ٹریک ۲۲، ۱۷ اری علامہ کی راست گوئی کا نمونہ، ناشر تہذیب و اشاعت انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ)

قادیانیوں کے اخبار الفضل نے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے۔

”کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابو طالب بھی قائد اعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے۔ مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسول خدا نے۔“ (الفضل ریو، ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء)

کس قدر لائق شرم بات ہے کہ قادیانی تو مسلمانوں کو ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کی طرح کافر سمجھتے ہوئے نہ ان کے بڑے سے بڑے آدمی کا جنازہ پڑھیں اور نہ ان کے معصوم بچوں کا۔ کیا ایک مسلمان کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ قادیانی مرتد کا جنازہ پڑھے؟ کیا اس کی غیرت اس کو برداشت کر سکتی ہے؟

جواب، سوال دوم جب یہ معلوم ہوا کہ قادیانی، کافر و مرتد ہیں تو اسی سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ کسی مسلمان لڑکی کا نکاح مرزائی مرتد سے نہیں ہو سکتا بلکہ شرع اسلام کی رو سے یہ خالص زنا ہے اگر کسی مسلمان نے لاعلمی اور بے خبری کی وجہ سے کسی مرزائی کو لڑکی بیاہ دی ہے تو اس کا فرض ہے کہ علم ہو جانے کے بعد اپنے گناہ سے توبہ کرے اور لڑکی کو قادیانیوں کے چنگل سے واگزار کرائے۔

واضح رہے کہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمانوں کی وہی حیثیت ہے جو ہمارے نزدیک یہودیوں اور عیسائیوں کی ہے۔ مرزائیوں کے نزدیک مسلمانوں سے لڑکیاں لینا تو جائز ہے لیکن مسلمانوں کو دینا جائز نہیں۔ مرزا محمود کا فتویٰ ہے۔

”جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی لڑکے کو دیتا ہے میرے نزدیک وہ احمدی نہیں، کوئی شخص کسی کو غیر مسلم سمجھتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا۔ سوال:..... جو نکاح خواں ایسا پڑھائے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ جواب:..... ایسے نکاح خواں کے متعلق ہم وہی فتویٰ دیں گے جو اس شخص کی نسبت دیا جاسکتا ہے۔ جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھ دیا ہو۔ سوال:..... کیا ایسا شخص جس نے غیر احمدیوں سے اپنی لڑکی کا رشتہ کیا ہے، وہ دوسرے احمدیوں کو شادی میں مدعو کر سکتا ہے؟ جواب:..... ایسی شادی میں شریک ہونا بھی جائز نہیں۔“ (اخبار الفضل قادیان، ۲۳ مئی ۱۹۳۱ء)

پس جس طرح مرزا محمود کے نزدیک وہ شخص مرزائی جماعت سے خارج ہے جو کسی مسلمان لڑکے کو اپنی لڑکی بیاہ دے اسی طرح وہ مسلمان بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے جو قادیانیوں کے عقائد سے واقف ہونے کے بعد کسی مرتد مرزائی کو اپنی لڑکی دینا جائز سمجھے اور جس طرح مرزا محمود کے نزدیک کسی مرزائی لڑکی کا نکاح کسی مسلمان لڑکے سے پڑھانا ایسا ہے جیسا کہ کسی ہندو یا عیسائی سے، اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ کسی مرزائی مرتد کو داماد بنانا ایسا ہے جیسے کسی ہندو، سکھ، چوہڑے کو داماد بنالیا جائے۔

جواب، سوال سوم کسی مسلمان کے لیے مرزائی مرتدین کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک کرنا حرام ہے ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، ان کی شادی خنی میں شرکت کرنا یا ان کو اپنی شادی خنی میں شریک کرنا حرام اور قطعی حرام ہے۔ جو لوگ اس معاملے میں رواداری سے کام لیتے ہیں وہ خدا اور رسول کے غضب و کدورت دیتے ہیں ان کو اس سے توبہ کرنی چاہیے اور مرزائیوں سے اس قسم کے تمام تعلقات ختم کر دینے چاہئیں۔ قادیانی خدا اور رسول کے دشمن ہیں اور خدا اور رسول کے دشمنوں سے دوستانہ تعلق رکھنا کسی مومن کا کام نہیں ہو سکتا۔

قرآن مجید میں ہے۔

لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم او
ابنائهم او اخوانهم او عشيرتهم اولئك كسبوا قلوبهم بالايمان وايدهم بروح منه و يدخلهم

جنت تجری من تحتها الانہر خالدین فیہا۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون۔ (الحجۃ ۲۲)

”جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہو۔ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے۔ اور ان (کے قلوب) کو اپنے فیض سے قوت دی ہے۔ (فیض سے مراد نور ہے) اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں گے یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔“ (حضرت تھانوی)

اخیر میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ پاکستان کے آئین میں قادیانوں کو ”غیر مسلم اقلیت“ قرار دیا گیا، لیکن قادیانوں نے تاحال نہ تو اس فیصلے کو تسلیم کیا ہے اور نہ انھوں نے پاکستان میں غیر مسلم شہری (ذمی) کی حیثیت سے رہنے کا معاہدہ کیا ہے۔ اس لیے ان کی حیثیت ذمیوں کی نہیں بلکہ ”خارج کافروں“ کی ہے اور محاربین سے کسی قسم کا تعلق رکھنا شرعاً جائز نہیں۔

قادیانی کا جنازہ پڑھنا

سوال..... ایک شخص جو مرزائی عقائد رکھتا تھا مگر نہایت نیک اور پابند صوم و صلوٰۃ علم احادیث و فقہ سے واقف عالم ربانی کے خصال و شمائل سے متصف مغرب کی نماز کے لیے وضو کیا اور روزہ افطار کرنے کے انتظار میں مصیٰ پر دو زانو ہو کر بیٹھا کہ اچانک دل میں گھبراہٹ ہوئی اور بآواز بلند اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ پڑھا۔ حالت بدل گئی اور اسی حالت میں روزہ افطار کیا۔ پھر دو چار منٹ میں ہی روح نفس غسری سے پرواز کر گئی۔ اہل سنت و الجماعہ نے اس کا جنازہ پڑھا۔ کیا جنازہ پڑھنے والوں پر کوئی شرعی تعزیر عائد ہو سکتی ہے یا نہیں۔ نیز فرمان نبوی ﷺ الصلوٰۃ علی ہر وفاحر کیسے لوگوں کے لیے ہے۔

(الحسنی نمبر ۲۰۵۱ محمد اسماعیل صاحب (جہلم) ۱۵ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء)

جواب..... مرزائی عقائد رکھنے والا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان لانے والا اسلامی اصول سے خارج از اسلام ہے۔ اس کے جنازے کی نماز پڑھنا درست نہیں تھا۔ اس کے انتقال کے وقت کے یہ حالات جو سوال میں مذکور ہیں اس کے غیر اسلامی عقیدے کو بدل نہیں سکتے۔

(کفایت المفتی ج ۱ ص ۲۱۹)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ولی

کافر کی صرف تعزیت جائز ہے جنازہ پڑھنا یا قبرستان جانا جائز نہیں

سوال..... ہمارے ہاں ایک مرزائی فوت ہو گیا ہے لوگ اس کے جنازہ میں بھی شریک ہوئے اس کے گھر تعزیت کے لیے بھی گئے اور قبرستان بھی ساتھ گئے۔ ان کا یہ عمل کیسا ہے؟

الجواب..... کافر کی صرف تعزیت جائز ہے اس کا جنازہ پڑھنا یا اس کے لیے دعاء مغفرت کرنا ناجائز ہے۔ ایسے ہی اس کی قبر پر جانا بھی جائز نہیں جن لوگوں نے ایسا کیا ہے وہ مجمع عام کے سامنے ختم شرمندگی کے ساتھ اللہ سے توبہ کریں۔ ولی النوا در جابرہودی او مجوسی مات ابن لاہ و قریب ینبغی ان یعزہو و یقول

اختلف الله عليك خيرا منك و اصلحك و كان معناه اصلحك الله بالاسلام يعني رزقك الاسلام و رزاقك ولدا مسلما كفاية. (شامی ج ۵ ص ۲۷۴ مکتبہ رشیدیہ مالکیری ۳۳۸ ج ۵ ص ۳۸ مکتبہ ماجدیہ)

(۲) ... بیان القرآن میں ہے کافر کے جنازے پر نماز اور اس کے لیے استغفار جائز نہیں۔ (ج ۳ ص ۱۳۱)

روح البیان میں ہے۔ ولا تقم علی قبره ای ولا تقف عند قبره للدفن او للزيارة والدعاء اه

(۳ ج ۴ ص ۴۷۸)

(خیر التاوی ج ۳ ص ۳۳۵-۳۳۶)

فظہ واللہ اعلم، احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۴۰۹/۱۱/۱۱ھ

ایسے کلمہ پڑھنے کا اعتبار نہیں

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ مثلاً زید اپنی زندگی میں ختم نبوت کا منکر تھا اور غلام احمد کو نبی مانتا تھا اور چندہ بھی ربوہ (چناب نگر) میں بھیجتا رہتا تھا اور جب مرنے لگا تو وصیت بھی کی کہ مجھے ربوہ (چناب نگر) میں دفن کرنا اور دفن کے لیے زمین بھی قیما ربوہ (چناب نگر) میں بطور دستور مرزائیوں کے لے رکھی تھی۔ اور مرنے سے قبل زید کا رشتہ دار بکریا اور اس نے کہا توبہ کر لو لیکن اس نے جواب دیا کہ مجھے درد ہے چھوڑ دو۔ اور جب مر گیا تو اس کے لڑکوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ وہ کلمہ پڑھ رہا تھا اور ایک مولوی صاحب نے اس کا جنازہ پڑھا دیا کہ وہ مسلمان ہے کیونکہ کلمہ پڑھ رہا تھا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کا جنازہ پڑھنا جائز تھا یا نہ اور جائز نہ تھا تو مولوی صاحب کو کیا کرنا چاہیے اور اس کے لڑکوں کے سوا کوئی بھی شہادت نہیں دیتا کہ شہادت قبول ہو یا نہ آیا اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ۔ بیٹو! توجروا عند اللہ

جواب..... ختم نبوت کا انکار کفر ہے جو شخص اس کفر کا آخر دم تک (العیاذ باللہ) اظہار کرتا رہے اسے کافر سمجھ کر ہی اس کے ساتھ معاملہ تجنیز و تکفین وغیرہ کیا جائے گا۔ اس کی جنازہ کی نماز پڑھنی مسلمانوں کے لیے جائز نہ ہوگی۔ نفس کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھ لینے اور اس کے ثابت ہو جانے کے باوجود اس پر مسلمان کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔ مرزائی تو توحید کے بھی قائل ہوتے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کو بھی مانتے ہیں اور اس کلمہ شریف کا مطلب تو اتنا ہی ہے۔ اس کے تو وہ مرزائی ہو کر بھی قائل تھے۔ مرزائی کا کفر تو حضور ﷺ کے بعد کسی کاذب مدعی نبوت کی نبوت کے اقرار سے لازم آیا تھا اور اس کلمہ شریف کے پڑھنے سے اس مذکور کفر کی برأت لازم نہیں آتی لہذا اس کلمہ کو ایسے مبینہ کفر سے بیزاری کا قرینہ نہیں قرار دیا جائے گا البتہ اگر اس نے ختم نبوت کا اقرار اور مدعی نبوت کی نبوت سے انکار کا اظہار کیا ہو اور اس پر گواہ ہوں خواہ اس کے لڑکے ہی کیوں نہ ہوں تو اس صورت میں مسلمان ہوگا۔ اور اس کا جنازہ پڑھنا درست ہوگا۔ مولوی صاحب مذکور نے یقیناً غلطی سے اس کا جنازہ پڑھا ہوگا اسے کافی احتیاط سے کام لینا چاہیے اور اس گزشتہ غلطی سے توبہ کرنی چاہیے۔ غلطی کا اقرار کرنے کی صورت میں توبہ کر کے اس کی امامت درست ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۲۰۷)

مرزائی کا جنازہ پڑھنے والے مسلمان کو توبہ کرنا ضروری ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و دین مسئلہ کہ ایک مرزائی فوت ہو گیا جو کہ مرزائیت کا بڑا پرچار بھی کرتا رہا اور مسلمانوں میں تفریق بھی ڈالتا رہا۔ تو اس کی نماز جنازہ جب کہ ان کی پارٹی کے امام نے پڑھائی تو کئی مسلمانوں نے اس میں شرکت کی۔ تو اب جن مسلمانوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ان کے بارے میں جو شرعی حکم

ہے بتلایا جائے؟

جواب..... مرزائی شرعاً و قانوناً دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں جو مسلمان ان کے جنازہ میں شریک ہوئے ہیں۔ گنہگار ہیں۔ ان پر توبہ واجب ہونا لازم ہے اور و نخلع و نترک من یفجرک کے عہد پر قائم رہنا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم
(فتاویٰ مفتی محمود ج ۳ ص ۵۵، ۵۶)

کسی مرزائی کے قبول اسلام کے حق میں گواہیوں کے سبب جنازہ پڑھانے کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے مرزائی (جو کہ متفقہ طور پر کافر ہے) کا جنازہ پڑھایا۔ جب اس شخص سے پوچھا گیا کہ تو نے کافر کا جنازہ کیوں پڑھا ہے تو اس نے جواب دیا کہ چار پانچ آدمیوں نے گواہی دی ہے کہ وہ مرزائی شخص ہمارے سامنے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا تھا۔ لیکن لوگوں نے اس سے کہا کہ جو لوگ گواہی دیتے ہیں۔ ان سے یہی گواہی لکھوا کر واضح کرو۔ تو اس شخص کے کہنے پر گواہوں نے گواہی دینے سے انکار کر دیا کہ ہم لکھ کر نہیں دیتے۔ اب غور طلب یہ بات ہے کیا وہ شخص جس نے جنازہ پڑھایا ہے۔ وہ مسلمان رہا ہے یا نہیں اور اس کا نکاح باقی ہے یا نہیں۔ مہربانی فرما کر قرآن و سنت کی روشنی میں اس امر کی وضاحت فرمائیں۔

جواب..... اگر واقعی اس شخص کے مسلمان ہو جانے پر پانچ آدمیوں کی شہادت دینے کی بنا پر امام نے اس کا نماز جنازہ پڑھایا ہے تو شرعاً گنہگار نہیں ہوگا۔ اگر گواہ زبانی شہادت دیتے ہیں تو بھی شہادت کافی ہے۔ گواہوں پر تحریری شہادت لازم نہیں۔

اس امام نے مرزائی کو اس شہادت کی بنا پر مسلمان سمجھ کر جنازہ پڑھایا ہے لہذا اس امام کے کفر یا فتح نکاح کا حکم نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر اس کے مسلمان ہونے کی کوئی شہادت موجود نہیں تو مرزائی کو مسلمان سمجھنا کفر ہے اور مرزائی کو کافر سمجھتے ہوئے اس کا نماز جنازہ پڑھنا فسق اور گناہ کبیرہ ہے۔ بہر حال امام پر کفر کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ مرزائی بالاتفاق کافر ہیں اور ان کا جنازہ پڑھنا پڑھانا اور ان سے میل جول رکھنا حرام اور ناجائز ہے۔ اس لیے آئندہ پوری احتیاط کریں کہ جب تک مسلمان ہونے کا یقینی ثبوت نہ ہو جنازہ نہ پڑھایا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
(فتاویٰ مفتی محمود ج ۳ ص ۶۳)

جنازہ پڑھانے والا خود گواہ ہے کہ متوفی مرزائیت سے تابع ہو گیا تھا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے مرزائی کا جنازہ پڑھایا اور وہ کہتا ہے کہ اس نے مرتے وقت میرے سامنے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور کہا کہ جو شخص نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔ نیز اس مرزائی کے رشتہ دار کہتے ہیں کہ متوفی نے کلمہ نہیں پڑھا بلکہ کافر مرا ہے۔ کیا اس کی نماز جنازہ پڑھانے والے امام کا نکاح باطل ہوتا ہے۔ یا نہیں یا اس کا نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے۔ ویسے مرزائی کے نماز جنازہ پڑھانے والے کے لیے کیا حکم ہے۔

جواب..... مرزائی بالاتفاق اہل سنت والجماعت کی نظر میں کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مسلمانوں کے لیے ان کی نماز جنازہ پڑھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ لہذا جس مولوی صاحب نے دیدہ و دانستہ مرزائی کی نماز جنازہ پڑھی ہے۔ اس پر توبہ و استغفار لازم ہے۔ اور اگر مرزائی مذکور نے مرنے سے قبل ہوش کی حالت میں کلمہ طیبہ پڑھ لیا ہے

اور حضور ﷺ کے بعد اور مدعی نبوت کو کافر کہا ہے تو پھر وہ شرعاً مسلمان ہو گیا تھا۔ تمام مسلمانوں کو اس کی نماز جنازہ میں شریک ہونا چاہیے تھا۔ فقط واللہ اعلم
مرزائی کے جنازے کا حکم

سوال..... مرزائیوں کے جنازہ میں مسلمانوں کا شامل ہونا کیسا ہے؟ ۲..... مرزائی کے مرنے کے بعد مرزائی کے وارثوں کے پاس فاتحہ خوانی کے لیے جانا کیسا ہے؟ ۳..... اہل السنۃ والجماعت کے جنازہ میں مرزائی کا شامل ہونا کیسا ہے؟ ۴..... مسلمانوں کے قبرستان میں مرزائی کا دفن کرنا کیسا ہے؟ ۵..... پہلی صورت میں مرزائی کا جنازہ پڑھنے والوں کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟

الجواب..... اگر مرنے والے کا مرزائی ہونا معلوم تھا۔ تو اس کا جنازہ پڑھنے والوں نے سخت غلطی کی ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی ہندو سکھ کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ ان مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہیے اور مجمع عام کے سامنے اس فعل پر عداوت کا اظہار کر کے توبہ کریں۔

۲..... اگر پڑوسی ہو تو تعزیت کی کچھ گنجائش ہے فاتحہ ہرگز نہیں پڑھنی چاہیے۔

۳..... وہ شامل ہو کر یہ دھوکہ دینا چاہتے ہیں کہ ہم بھی مسلمان ہیں لہذا ان کو شامل نہ کیا جائے۔

۴..... ناجائز ہے۔ شرعاً کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جاسکتا۔

۵..... اگر انھوں نے مرزائیوں کو مسلمان سمجھ کر جنازہ پڑھا ہے تو وہ احتیاطاً اپنے اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کریں۔ فقط واللہ اعلم۔ محمد انور عفا اللہ عنہ

(فہرست ج ۲ ص ۳۰۷-۳۰۸)

الجواب صحیح: بندہ محمد عبدالستار عفا اللہ عنہ

قادیانی کی نماز جنازہ درست نہیں

سوال..... ایک شخص قادیانی ہو گیا اس کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے یا نہیں۔

الجواب..... وہ کافر و مرتد ہے اگر مرے تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں، اور مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن نہ کریں۔ فقط (شامی ج ۱ ص ۶۵۷ باب صلاة الجنازہ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵ ص ۲۹۰-۲۹۱)

قادیانیوں پر نماز جنازہ پڑھنے اور ان سے مناکحت جائز قرار دینے والے شخص کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و دین دریں مسئلہ کہ قادیانی و احمدیہ لاہوری شریعت غرہ کی نگاہ میں کیسے ہیں۔
(۱)..... آیا وہ کافر ہیں یا نہیں (۲)..... ان پر جنازہ پڑھا جاسکتا ہے یا نہیں (۳)..... ان پر نماز جنازہ کی امامت کیسی ہے اور اس امام کا جس کو وہ جائز قرار دیتا ہے۔ کیا حکم ہے؟ (۴)..... ان کے ساتھ نکاح کیسا ہے اور نکاح کے جائز قرار دینے والے کا کیا حکم ہے۔

جواب..... حضور نبی کریم ﷺ کے بعد جدید نبوت کا مدعی یقیناً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اسے نبی ماننے والے قادیانی ہوں یا مجدد اور مسلمان ماننے والے لاہوری ہوں۔ دونوں طرح کے لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کی نماز جنازہ پڑھانی یا پڑھنی جائز نہیں ہے۔ ان سے کسی مسلمان عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ اگر

نکاح کے بعد خاندان مرزائی مذہب اختیار کر لے۔ تب بھی بوجہ مرد ہونے کے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ ان کے ساتھ نکاح جائز قرار دینے والا شخص یا ان کی نماز جنازہ کے جواز کا قائل اگر مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو جان کر یہ فتویٰ اس بنا پر دیتا ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ اس کے نزدیک اسلام کا بنیادی عقیدہ نہیں ہے۔ تو وہ بھی کافر ہے اور اگر ختم نبوت کا اجماعی عقیدہ جو کتاب و سنت سے صراحۃً ثابت ہے۔ اس پر کامل عقیدہ رکھ کر مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت یا اس کے عقائد باطلہ اور اس کے ضلال سے مطلع نہیں ہے۔ تو وہ کافر نہیں ہے۔ البتہ اس کا فرض ہے کہ بغیر تحقیق مذہب قادیانی اس طرح کا فتویٰ نہ دے۔ اور اس فتویٰ سے رجوع کر کے توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ مفتی محمود ج ۳ ص ۵۷، ۵۸)

مرزائیوں اور شیعوں کی نماز جنازہ پڑھانے والوں اور پڑھنے کا حکم؟

سوال..... مسلمانوں کے بعض چکوں میں ایک ایک یا دو دو گھر مرزائیوں اور بدین شیعوں کے ہیں جب ان میں سے کوئی مرتا ہے تو امام مسجد ان کے چھوٹوں اور بڑوں کی نماز جنازہ پڑھاتا ہے اور چک والے مسلمان امام کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ امام کا نظریہ اپنا فصلانہ ہوا کرتا ہے۔ اگر جنازہ نہ پڑھا دیں تو مرزائیوں اور شیعوں کا فصلانہ بند، سوال یہ ہے کہ امام اور مسلمانوں کو یہ فعل درست ہے یا کہ اس فعل سے اجتناب اور توبہ کریں۔

جواب..... مرزائی جو ختم نبوت کے قطعی مسئلہ سے جو ضروریات دین میں سے ہے انکار کرتے ہیں نیز وہ شیعہ جو نفوس قرآنیہ کے منکر ہیں۔ مثلاً قول بالا فلک فی حق سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا (شامی ج ۳ ص ۳۸۱ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ) وہ اسلام سے خارج ہیں اور ان کا جنازہ پڑھنا اور پڑھانا ناجائز ہے۔ بالخصوص جب طبع دنیوی اور حرص کی وجہ سے اس فعل شنیع کا ارتکاب کر رہے ہوں ایسے پیش امام اور مقتدیوں کو جو جنازہ میں شریک ہوتے ہیں سب کو توبہ کرنا لازم ہے۔ اگر پیش امام توبہ نہ کرے تو اسے امامت سے معزول کرنا واجب ہے۔ واللہ اعلم

(فتاویٰ مفتی محمود ج ۳ ص ۵۸، ۵۹)

قادیانی کا جنازہ پڑھنے اور پڑھانے والا توبہ و تجدید نکاح کرے

سوال..... قادیانی کی نماز جنازہ پڑھانے اور پڑھنے والوں کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟ کیا توبہ سے تجدید ایمان و تجدید نکاح ہو جائے گا؟ اور کیا ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ شکریہ

جواب..... محترم ثاقب علی شاہ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

قرآن کی نفوس قطعیہ، سنت متواترہ متوارثہ اور صحابہ کرامؓ کے دور سے آج تک تمام امت کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول ہیں۔ آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول۔ اگر کوئی شخص حضور ﷺ کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے خواہ کسی معنی میں ہو، وہ کافر، مرتد، خارج از اسلام ہے۔ جو شخص اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔

مرزائے قادیانی نے یقیناً اپنی نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا جو اس کی کتابوں میں موجود ہے۔ اس دعویٰ کے بعد اس نے توبہ نہیں کی لہذا وہ قرآن، سنت اور امت کے حنفی فیصلے کی بناء پر کافر و مرتد ہے۔ جو لوگ مرزائے قادیانی مذکور کے کفر و عذاب میں شک کرے۔ وہ بھی کافر و مرتد جہنمی ہے۔

علم کے باوجود جن لوگوں نے قادیانی کی نماز جنازہ پڑھی وہ احکام قرآنی، حدیث اور اجماع امت کے باغی ہیں۔ وہ فوری طور پر توبہ کریں اور از سر نو ایمان لائیں۔ چونکہ جان بوجھ کر کفر اختیار کرنے والا کافر و مرتد ہو جاتا ہے جبکہ اس کی بیوی مسلمان تھی اور مسلمان کا نکاح کافر و مرتد سے نہیں ہوتا۔ اور اس جرم کے ساتھ ہی وہ لوگ کافر و مرتد ہو گئے۔ پس ان کے مسلمان بیویوں سے نکاح فوراً ٹوٹ گئے لہذا وہ عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں۔

اگر یہ لوگ اپنے فعل پر نادم ہوں اور صدق دل سے توبہ کر کے تجدید ایمان کر لیں تو دوبارہ ان بیویوں کی رضامندی سے نکاح کر سکتے ہیں۔ ورنہ ان کی بیویاں شرعاً آزاد ہیں، جہاں چاہیں نکاح کر لیں۔ یہی حکم شرعی ہے اور یہی ملکی قانون ہے۔ قادیانی جیسا کہ ذکر ہوا کافر و مرتد ہیں لہذا ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام ہے۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں بفسخ النکاح بالردة مرتد ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ (فتح القدیر ۵: ۳۰۵)

اذا ارتد المسلم عن الاسلام والعباد باللہ عرض عليه السلام فان كانت له شبهة كشفت عنه و يجس ثلاثة ايام فان اسلم والاقبل۔ (ہدایہ فتح القدیر ۵: ۳۰۸، ۳۰۷)

جب مسلمان، اسلام سے نفوذ باللہ پھر جائے اس پر اسلام پیش کیا جائے اگر کوئی شبہ ہو تو اس کا ازالہ کیا جائے۔ اسے تین دن قید کیا جائے۔ اگر مسلمان ہو جائے تو بہتر درجہ قتل کر دیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تُضَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَا تَوَّاهُمْ لِيُسْكَوْنَ۔ (توبہ ۸۴)

اے محبوب! ان میں سے کوئی مر جائے تو اس پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور اس کی قبر پر کھڑے نہ ہونا ہے بلکہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور فسق ہی میں مر گئے۔ واللہ اعلم و درو۔

(مشاہد الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۶۰-۳۶۱)

عبدالقیوم خان

قادیانیوں کا جنازہ پڑھنے والوں کا حکم

الاستفتاء..... کیا فرماتے ہیں علمائے دین وفقہ و مفتیان شرع متین کہ:

۱..... مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے قادیانی یا لاہوری مسلمان ہیں یا کافر۔

۲..... ان کو مسلمان سمجھنے والے کیسے ہیں، قادیانی یا لاہوری مرزائیوں کی نماز جنازہ پڑھنی یا پڑھانی جائز ہے کہ ناجائز۔

نیز نماز جنازہ پڑھنے یا پڑھانے والوں کو کوئی سزا یا کفارہ تو ادا نہیں کرنا پڑے گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ پڑھنے والوں کے نکاح ٹوٹ گئے ہیں۔

مذکورہ سوالات کے جوابات شریعت محمد مصطفیٰ ﷺ اور فقہ حنفیہ کی روشنی میں فتویٰ کی صورت میں صل فرمائیں۔ سائل: محمد علی مستری آرے والا، نارووال ضلع سیالکوٹ

الجواب..... بعونہ تعالیٰ قانون شریعت اسلامیہ اور قانون پاکستان کے مطابق قادیانی مرزائی جو مرزا غلام احمد

کو نبی مانتے ہیں مطلقاً کافر ہیں۔ اسی طرح لاہوری جو کہ مرزا کو محمد مانتے ہیں بھی قطعاً کافر ہیں۔ یہ لوگ ہرگز

مسلمان نہیں ہیں بلکہ کافر، مرتد، خارج از اسلام ہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے: ومن قال بعد نبينا نبی یكفر لانه

انکر النص۔

”جو شخص ہمارے نبی کے بعد کسی اور کو نبی تسلیم کرے وہ کافر ہے کیونکہ وہ نص قطعی کا منکر ہے اور نص قطعی کا منکر کافر ہے۔“ تفسیر روح البیان میں ہے:

ومن ادعی النبوة بعد موت محمد لا یكون دعواه الا باطلاً.

اور جس شخص نے محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا اور کذاب ہے چونکہ مرزائی تمام کافر ہیں جو ان کو مسلمان سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ جن لوگوں نے ان کو مسلمان سمجھ کر جنازہ پڑھا ہے وہ کافر ہو گئے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور جن لوگوں نے ان کا جنازہ ان کو غیر مسلم سمجھتے ہوئے پڑھا ہے ان کا یہ جنازہ پڑھنا بھی منوع اور حرام اور ناجائز ہے۔ لہذا غیر مشروعة لقولہ تعالیٰ ولا تصل علی احد منہم مات اہداً.

”اگر کافروں سے کوئی مر جائے تو اس کا جنازہ نہ پڑھیے۔“ اور جنازہ میں شرط اول میت کا مسلمان ہونا ہے۔ فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۶۳۰ میں ہے۔ وشرطھا الاسلام العیت.

”کہ میت کا مسلمان ہونا نماز جنازہ کے لیے شرط ہے“ اور مرزائی چونکہ کافر ہیں لہذا ان کا جنازہ پڑھنا ناجائز ہے۔ جن لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی ہے ان کو چاہیے کہ توبہ علی الاعلان کریں اور احتیاطاً اپنے اپنے نکاح اور ایمان کی یہ لوگ بھی تجدید کریں۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب. (فتاویٰ جمادیہ ص ۲۰۹ تا ۲۱۱)

بدعتیہ سے میل جول اور نماز جنازہ پڑھنے کا شرعی حکم

سوال..... میرا ایک دوست ہے جو قادیانی ہے لیکن اس کا عقیدہ درست ہے یعنی وہ نبی اکرم ﷺ کو خاتم النبیین اور افضل الانبیاء مانتا ہے۔ کیا میں ایسے شخص کے ساتھ میل جول رکھ سکتا ہوں اور اس کے عزیز و اقارب کا نماز جنازہ پڑھ سکتا ہوں۔ مہربانی فرما کر جواب سے نوازیں۔

الجواب..... سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ قادیانی اپنی خیانت کو چھپانے کے لیے ہر دن اپنی تبلیغ کی پالیسی بدلتے رہتے ہیں اور مسلمانوں کے ایمان کو لوٹنے کا انھوں نے یہی انداز اختیار کر رکھا ہے۔ بہر حال ہمارے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی بدترین آدمی تھا کہ جس نے نبی اکرم ﷺ کی شتم نبوت پر ڈاکہ ڈال کر اپنے آپ کو آگ کا ایندھن بنایا۔ اس نے ۱۹۰۱ء میں نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا تھا اس سے پہلے وہ خود اس شخص کو کافر سمجھتا تھا جو نبی ہونے کا دعویٰ کرے۔ پس مرزا قادیانی کو نبی تسلیم کرنے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ یہ اب جدید لٹریچر میں مرزا کی وہی تحریریں شائع کر رہے ہیں جو درست ہیں تاکہ مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسا جا سکے۔ پس جو شخص مرزا قادیانی کو نبی اور رسول تو نہ سمجھے لیکن اسے خلیفہ یا صالح انسان سمجھے اور یہ جاننے کے باوجود کہ وہ اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ تو ہمارے نزدیک ایسا آدمی بھی سخت قابل نفرت ہے یا تو وہ ناواقف ہے اور سادہ لوح آدمی ہے اسے ان کی ناپاک سازشوں سے آگاہی نہیں ہے اسے سمجھایا جائے۔ یا ایسا آدمی جو سمجھنے و جاننے کے باوجود اسے اچھا سمجھتا ہے پس ایسا آدمی حیلہ ساز آدمی ہے۔ ہمارے نزدیک اس کا ایمان مستحکم نہیں ہے لہذا ایسے آدمی سے قطع تعلق کر لیتا ہی ایمان کی سلامتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی صحبت و مجلس کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

”وَلَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ ءَايَتِ اللّٰهِ يَكْفُرُ بِهَا وَيُسْتَهْزِئُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا

مَعْلُومٌ حَتَّى يَنْخَضُوا فِي خَبِيثٍ غَثِرَةٍ إِنَّكُمْ إِذَا مِثْلَهُمْ۔“

”اور ب شک کتاب میں تم پر یہ حکم نازل کیا گیا ہے کہ جب تم سنو اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ان کے ساتھ مت بیٹھو حتیٰ کہ وہ کسی دوسری بات میں مشغول ہو جائیں (ورنہ) بلاشبہ تم بھی انہی کی مثل ہو جاؤ گے۔“

”عن ابی ہریرۃ یقول قال رسول اللہ ﷺ یكون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم والا اباءکم وایاہم لا یصلونکم یفتنونکم۔“ (صحیح مسلم ۱۰/۱)

”مفسر ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا آخر زمانہ میں دجال اور کذاب ہوں گے جو تم سے ایسی احادیث بیان کریں گے جو پہلے تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے سو تم ان سے دور رہو، وہ تم سے دور رہیں وہ تم کو گمراہ نہ کریں اور تم کو قنہ میں نہ ڈال دیں۔“ مرزا قادیانی سے بڑھ کر اور کون بڑا دجال ہو سکتا ہے کہ جس نے انگریزوں کو خوش کرنے کے لیے مسلمانوں کے اجماعی نظریہ ختم نبوت پر ڈاک ڈال کر دنیا و آخرت میں اپنے آپ کو رسوا کیا۔ لہذا مرزا قادیانی کو خلیفہ یا صالح آدمی سمجھنے ماننے والوں کی صحبت سے اجتناب کرنا واجب ہے کیونکہ نبوت کے منکر کی تکذیب کرنا بھی واجب ہے۔ پس جس طرح مسلمان کو مسلمان کہنا ضروری ہے اسی طرح کافر کو کافر کہنا بھی ضروری ہے اللہ تعالیٰ کو معبود حقیقی مانتے ہوئے دوسرے جھوٹے الہ کی نفی کرنا واجب ہے۔ آپ ﷺ کو خاتم النبیین سمجھتے ہوئے اس عقیدے کے منکر کو کافر کہنا بھی واجب ہے۔ آپ صاحب علم و فکر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں یہ بات ڈال دی۔ لہذا اس سوال کا القاء ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ ایسے لوگوں کی صحبت سے اپنے آپ کو محفوظ کر لو ورنہ ایمان خطرے میں رہے گا کیونکہ قادیانی چال باز ہیں ان کی چال بازوں سے اجتناب واجب ہے جو شخص ان سے اجتناب نہیں کرتا گویا کہ وہ ان کی چال بازوں پر راضی ہے۔ اور ان کی چال بازوں پر راضی رہنا کفر پر راضی رہنا ہے کیونکہ منکرین ختم نبوت کافر ہیں۔ بازی گروں کا نوجوانوں کو پھنسانے کا یہی طریقہ کار ہے۔ لہذا ہمارے نزدیک ان کا نماز جنازہ پڑھنا بھی اسی حکم میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا انکم اذا مثلہم سو ہر وہ شخص جو کسی اپنی مجلس میں بیٹھا اور اس نے ان کی خباثتوں یعنی مرزا قادیانی کی تعریف پر تکذیب نہ کی تو وہ ان لوگوں کے جرم میں برابر کا شریک ہے۔ اس پر لازم ہے کہ جب قادیانی مرزا کی تعریف کریں تو ان پر انکار کیا جائے اگر انکار کی قدرت نہیں رکھتا تو اٹھ جائے تاکہ اس آیت کا مصداق نہ بنے۔ پس ایسے شخص اور اس کے عزیز و اقارب کی نماز جنازہ پڑھنا شرعاً ممنوع ہے۔ ایسے لوگوں کی شرعاً عیادت کرنا، جنازہ پڑھنا، شادی بیاہ میں شریک ہونا سلام کرنا یعنی میل جول رکھنا منع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت کے ساتھ بدعقیدہ لوگوں کی نحوست سے محفوظ رکھے۔ (آئین) (قادیانی عکسہ ص ۳۲۳-۳۲۶)

قادیانی کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم

سوال ایک شخص قادیانی کی لڑکی فوت ہو گئی اس نے اور اس کے باپ نے بیٹی اور پوتی کی نماز جنازہ ادا نہیں کی۔ اس لیے کہ امام و مقتدی اہل سنت و الجماعت تھے کیا قادیانی مذہب کے اولاد یا عورت کی نماز جنازہ اہل سنت و الجماعت کو پڑھنی چاہیے یا نہیں اگر نہیں تو جنھوں نے خیال برادری نماز ادا کی ان پر کچھ سزا شرعی عائد ہوگی یا نہیں۔

اس کو علی الاعلان تو بہ لازم ہے۔ قادیانی پر کفر کا فتویٰ ہے اور کافر کی نماز پڑھانا اور اس کے لیے دعاء مغفرت کرنا حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العید محمود کنوئی عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہارن پور ۶۰/۱۲/۲۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح، عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم بہارن پور ۲۳ ذی الحجہ ۶۰ھ

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۳۳۷-۳۳۸)

قادیانی کی نماز جنازہ کا حکم

سوال..... میرے رشتہ داروں میں ایک شخص قادیانی ہے، اس کے مرنے کے بعد میرے لیے اس کے جنازہ میں شرکت کرنا اور اس پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب..... چونکہ قادیانی مرتد اور دائرۃ اسلام سے خارج ہیں، اس بناء پر ان میں سے کسی کی بھی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی چاہے وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، اور نہ ہی قادیانیوں کے مذہب کے مطابق موت کی رسومات میں ان کے ساتھ شامل ہونا جائز ہے، اور اگر ایسے رشتہ دار کی تدفین کے لیے اس کا ہم مذہب کوئی آدمی نہ ہو تو تدفین کے شرعی طریقہ سے ہٹ کر صرف زمین میں گڑھا کھود کر اسے دفن کیا جائے گا۔

کما قال العلامة علاؤ الدین الحصکفی: اما المرتد فیلقی فی حفرة کالکلب. والمرد المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۶۵۷ باب صلوة الجنائزہ (فتاویٰ حنائیہ ج ۵ ص ۳۳۵)

مرزائی کو مسلمان سمجھنے والا نکاح کی تجدید کرے

ایک سنی مسلمان شخص نے مرزائی کے جنازہ میں شرکت کی۔ کیا مرزائی کے جنازہ میں شرکت سے اس کا نکاح باقی رہا ہے یا نہیں؟

الجواب..... اگر اس نے مرزائی کو مسلمان سمجھ کر جنازہ پڑھا ہے تو وہ اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کرے، قال خاتم المحدثین علامہ محمد انور شاہ کشمیری رئیس المحدثین بجامعہ دارالعلوم دیوبند۔ من ذب عنه او تآول قوله. یکفر قطعاً لیس فیہ توان. فقط واللہ اعلم۔ محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۴۰۳/۳/۲۱ھ

(فتاویٰ حنائیہ ج ۳ ص ۵۹۳-۵۹۴)

الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

جس کی نماز جنازہ غیر مسلم نے پڑھائی، اس پر دوبارہ نماز ہونی چاہیے

سوال..... نئی کراچی ٹیکسٹ ۵ ویں میں ایک غیر مسلم گروہ کی مسجد ہے، فلاح دارین، اس کے پیش امام بناتے ہیں ایک دیدار جماعت سے ہے جو جن بشویشور کو ماننے میں لیکن یہ ظاہر نہیں کرتے ہیں، لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں جب ان کو ظلم ہوتا ہے تو پچھتاتے ہیں۔ یہاں ایک صاحب کا انتقال ہو گیا جو سنی عقیدہ تھے ان کی نماز جنازہ اس مسجد کے امام صاحب نے پڑھائی۔ آپ یہ بتائیں کہ سنی عقیدہ رکھنے والوں کی نماز جنازہ قادیانی امام پڑھا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو دوبارہ نماز کیا طریقہ ہوگا؟

جواب..... دیدار انجمن کے لوگ قادیانیوں کی ایک شاخ ہے، اس لیے یہ لوگ مسلمان نہیں۔ ان امام کو امامت سے فوراً الگ کر دیا جائے غیر مسلم، مسلمان کا جنازہ نہیں پڑھا سکتا اگر کسی غیر مسلم نے مسلمان ۵ بتا دیا

پڑھایا ہو تو دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے اور اگر بغیر جنازے کے دفن کر دیا گیا ہو تو تمام مسلمان گنہگار ہوں گے۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳ ص ۱۶۱)

لاہوری مرزائی کی اقتداء میں جنازہ پڑھنے کا حکم

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کل مورخہ ۸ ستمبر بوقت ساڑھے چار بجے دن سابق امام مسجد دوگنگ مسجد محمد طفیل متعلقہ مرزائی لاہوری فرقہ کی ساس کا جنازہ مسجد ہذا میں لایا گیا اور یہاں کے سرکاری امام خواجہ قمر الدین جو کہ اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت ظاہر کرتے ہیں، مرزائی سابق امام محمد طفیل کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی، جبکہ چند معززین نے ان کی اس حرکت کا محاسبہ کیا تو خواجہ قمر الدین سرکاری امام دوگنگ مسجد نے یہ دلیل پیش کی کہ میں نے اس لیے جنازہ میں شرکت کی ہے کیونکہ مرزا محمد طفیل بسا اوقات میرے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتے ہیں، اور دوسری دلیل یہ پیش کی کہ میں لاہوری مرزائیوں کو کافر نہیں سمجھتا کیونکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو صرف مجدد تسلیم کرتے ہیں اور ہم کو کافر نہیں سمجھتے، لہذا آپ میری ان فرما کر قرآن و حدیث کی روشنی میں ایسے شخص کے متعلق شرعی فتویٰ سے کماحقہ مطلع فرمائیں۔

الجواب مرزا غلام احمد قادیانی بوجہ اپنے دعویٰ باطلہ کے قرآن و سنت کی واضح اور بدیہی نصوص اور اجماع امت کی بناء پر قطعی کافر اور مرتد ہے، انہی وجوہات کی وجہ سے مرزا کے ایسے معتقدات کو اپنانے والے یا اس کی اتباع کرنے والے یا اس کی تصدیق و تائید یا کسی طرح تاویل کرنے والے بھی قطعی کافر اور مرتد ہیں۔

متنبی کذاب مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد ان کے متبعین کی ایک جماعت نے (جو لاہوری مرزائی جماعت کہلاتی ہے اور جس کی قیادت مولوی محمد علی لاہوری نے کی) مرزا کے واضح بدیہی اور غیر مبہم دعویٰ کے باوجود اس کی تکفیر کرنے کی بجائے (جو ہر مسلمان کا لازمی عقیدہ ہونا چاہیے) ایسے تمام دعویٰ اور اقوال کفریہ کی تاویل شروع کر دی جبکہ وہ خود اپنے دعوؤں میں پکار پکار کر کہتا ہے کہ میں نبی ہوں تشریف بھی اور غیر تشریف بھی، سا۔ انبیاء و المرسلین حضور خاتم النبیین ﷺ پر اپنی برتری کا دعویٰ کرتا رہا، اپنے منکر تمام مسلمانوں کو جہنمی اور کافر قرار دیتا رہا۔ مگر مولوی محمد علی لاہوری اور اس کی پارٹی نے مرزا قادیانی کو کافر سمجھنے کی بجائے چودھویں صدی کا مجدد اعظم، مصلح اکبر اور اس سے بڑھ کر مسیح موعود تک مانا۔ (ملاحظہ ہو اس کی تفسیر بیان القرآن حصہ اول ص ۳۱۷، ریویو آف ریلیجز ج ۵ ص ۳۱۲، ج ۱۲ ص ۳۶۵ وغیرہ) انہی نے اپنی تفسیر میں بی شمار مقامات پر تحریف معنوی اور ایسے تلاعب سے کام لیا جو کہ الٰہی دکا دروازہ کھولتا ہے، پھر نبی مرزا سے انکار اور مصلح و مجدد کہنے کا بھی راستہ جان بوجہ کھول دیتا ہے اور مسلمانوں کو فریب دینے کے لیے انتہا کیا کیا کرتے ہیں اور حقیقت لاہوری اور قادیانی ہر دو پارٹیوں کے معتقدات میں کوئی فرق نہیں۔ ملاحظہ ہو (بیانات مسیح ۱۹۲۰ء) جو کہ لاہوری پارٹی کا ترجمان ہے اس میں مرزا قادیانی کو رسول ماننے کا اعلان موجود ہے۔ اپنے رسالہ (۱۹۰۰ ج ۳ نمبر ۱۱ ص ۳۱) میں مرزا کو نہ صرف رسول اللہ اور نبی بلکہ سارے رسولوں سے افضل کہا۔ بہر حال اگر حقیقت سال یہ ہوتی کہ وہ مرزا کو صرف مصلح و مجدد سمجھتے تب بھی ان کی تکفیر میں کوئی پس و پیش نہ ہوتی۔ برصغیر کے محققین نے بسا اوقات علامہ سید انور شاہ کشمیری نے اس فریب و نفاق کا پردہ بھی قطعی دلائل سے چاک کیا اور لاہوری روپ کی تکفیر ہی کے ضمن میں ”اکفار المسلمین فی ضروریات الدین“ ج ۱ ص ۱۱۱ میں مکرر ”آراء کتاب کسی جس میں واضح فرمایا کہ قطعی یقینی اور متواتر عقائد اور ضروریات دین میں

تادیل و تحریف و انکار قطعی کفر ہے اگرچہ ایسا کرنے والا خود اپنے آپ کو مسلمان کہے اور اپنے کو اہل قبلہ میں سے سمجھے اور بارے اور کان اسلام عبادات وغیرہ بھی ادا کیوں نہ کرے۔

مسلمانوں کے لیے تو مرزائیوں کا لاہوری فرقہ قادیانی اور ربوئی جماعت سے بھی بڑھ کر خطرناک ہے کہ عام مسلمان انہیں نمازوں وغیرہ میں شرکت کرتے دیکھ کر ان پر حسن ظن کر لیتے ہیں اور بالآخر ان کے مکائد اور خباثت کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان کی زبانی مرزا قادیانی کے حامد اور محاسن بن کر اس کے بارہ میں بھی خوش فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں جو ضیاع دین و ایمان بن کر رہ جاتا ہے۔

الحاصل لاہوری مرزائی بھی قادیانی مرزائیوں کی طرح قطعی کافر ہیں، نہ تو کسی مسلمان کے پیچھے ان کا نماز پڑھنا ان کے مسلمان ہونے کی دلیل بن سکتا ہے نہ ان کا یہ کہنا کہ ہم تو مسلمانوں کو کافر نہیں سمجھتے اور اب تو قادیانیوں کی ربوہ جماعت کے امام نے بھی ازراہِ تقیہ مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب دینے کی خاطر اپنے قبیحین کو مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے اور معاشرتی و سماجی تعلقات قائم کرنے کی اجازت دے دی ہے، کیا ان کا اس طرح کرنے سے وہ مسلمان کہلا سکیں گے؟ اگر مرزائی ہم مسلمانوں کو کافر نہ بھی کہیں تو کیا وہ دائرہ کفر سے نکل سکیں گے؟ ہرگز نہیں! بلکہ جب تک وہ مرزا کے بارے میں اپنے کفریہ عقائد سے رجوع نہ کر لیں اسلام انہیں کافر، مرتد، واجب القتل اور جہنمی قرار دے گا، آپ نے اپنے سوال میں جس شخص (سرکاری امام خواجہ قمر الدین) کا ذکر کیا ہے اگر اس نے غلط فہمی اور لاعلمی کی وجہ سے لاہوری مرزائی کی اقتداء کی یا اسے مسلمان سمجھتا رہا تو اسے ٹاوم اور تائب ہو کر اپنے بوقوف سے رجوع کرنا چاہیے اور اگر اب بھی وہ لاہوری مرزائیوں کے بارہ میں اپنی رائے پر مصر ہے تو اسے منصب امامت سے ہٹانا اور معزول کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ حقانیہ، ج ۱، ص ۳۹۸-۳۹۹)

قادیانی مردے کا حکم

قادیانی مردے کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا اور فاتحہ دعا و استغفار کرنا حرام ہے

سوال قادیانی مردے کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا اور ان کے ساتھ مسلمانوں کا جانا، فاتحہ پڑھنا، گھر میں جا کر سوگ اور اظہار ہمدردی کرنا، ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

جواب قادیانی، کافر و مرتد اور زندقہ ہیں ان کے دفن میں شرکت کرنا، ان کی فاتحہ پڑھنا، ان کے لیے دعا و استغفار کو ~~محرم~~ حرام ہے۔ مسلمانوں کو ان سے مکمل قطع تعلق کرنا چاہیے۔

قادیانی مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا ناجائز ہے

سوال کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس سلسلہ میں کہ بعض دفعہ قادیانی اپنے مردے مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کر دیتے ہیں اور پھر مسلمانوں کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ ان کو نکالا جائے۔ تو کیا قادیانی کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں؟ اور مسلمانوں کے اس طرز عمل کا کیا جواز ہے؟

جواب قادیانی غیر مسلم اور زندقہ ہیں۔ ان پر مرتدین کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ کسی غیر مسلم کی نماز جنازہ جائز نہیں، چنانچہ قرآن کریم میں اس کی صاف ممانعت موجود ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

ولا تصل علی احد منہم مات ابدًا ولا تقم علی قبرہ، انہم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وہم فاسقون۔

(البقرہ ۸۴)

”اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر، وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور وہ مر گئے نافرمان۔“ (ترجمہ حضرت شیخ الہند)

اسی طرح کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ جیسا کہ آیت کریمہ کے الفاظ ”ولا تقم علی قبرہ“ سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے قبرستان ہمیشہ الگ الگ رہے۔ پس کسی مسلمان کے اسلامی حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر بن عبد اللہ التختنازانی (المتوفی ۷۹۱ھ) ”شرح المقاصد“ میں ایمان کی تعریف میں مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر ایمان، دل و زبان سے تصدیق کرنے کا نام ہو تو اقرار رکن ایمان ہوگا۔ اور ایمان تصدیق مع الاقرار کو کہا جائے گا لیکن اگر ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہو۔

فان الاقرار حیثنہ شرط لاجراء الاحکام علیہ فی الدنیا من الصلاۃ علیہ و خلفہ۔ والدفن فی مقابر المسلمین والمطالبة بالعشور والذکوات ونحو ذلک۔

(شرح المقاصد ۲-۲۳۸ مطبوعہ دار المعارف لاہور)

”تو اقرار اس صورت میں، اس شخص پر دنیا میں اسلام کے احکام جاری کرنے کے لیے شرط ہوگا۔ یعنی اس کی نماز جنازہ، اس کے پیچھے نماز پڑھنا۔ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا، اس سے زکوٰۃ و عشر کا مطالبہ کیا جانا اور اس طرح کے دیگر امور۔“

اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی ان اسلامی حقوق میں سے ایک ہے جو صرف مسلمان کے ساتھ خاص ہیں، اور یہ کہ جس طرح کسی غیر مسلم کی اقتدا میں نماز جائز نہیں، اس کی نماز جنازہ جائز نہیں اور اس سے زکوٰۃ و عشر کا مطالبہ درست نہیں، ٹھیک اسی طرح کسی غیر مسلم مردے کو مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ دینا بھی جائز نہیں اور یہ کہ یہ مسئلہ تمام امت مسلمہ کا شفق علیہ اور مسلمہ مسئلہ ہے۔ جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ چنانچہ ذیل میں مذاہب اربعہ کی مستند کتابوں سے اس مسئلہ کی تصریحات نقل کی جاتی ہیں۔ واللہ الموفق۔

فقہ حنفی..... شیخ زین الدین ابن نجیم المصری (المتوفی ۹۷۰ھ) ”الاشیاء والنظار“ کے فن اول قاعدہ ثانیہ نے ذیل میں لکھتے ہیں۔

قال الحاکم فی الکافی من کتاب التجوی: واذا اختلط موتی المسلمین و موتی الکفار فمن کانت علیہ علامة المسلمین صلی علیہ ومن کانت علیہ علامة الکفار ترک. فان لم تکن علیہ علامة والمسلمون اکثر غسلوا وکفنوا وصلی علیہم، و بنوون بالصلاة والدعاء للمسلمین دون الکفار، و یدفنون فی مقابر المسلمین. وان کان الفریقان سواء او کانت الکفار اکثر لم یصل علیہم، و یغسلون و یدفنون فی مقابر المشرکین.

(اشیاء والنظار ج ۱ ص ۱۵۴ ادارۃ القرآن وعلوم الاسلامیہ کراچی)

”امام حاکم ”الکافی“ کی کتاب التجوی میں فرماتے ہیں اور جب مسلمان اور کافر مردے خلط ملط ہو جائیں تو جن مردوں پر مسلمانوں کی علامت ہوگی ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور جن پر کفار کی علامت ہوگی ان کی نماز جنازہ نہیں ہوگی اور اگر ان پر کوئی شناختی علامت نہ ہو تو اگر مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو تو سب کو غسل و کفن دے کر ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نیت یہ کی جائے گی کہ ہم صرف مسلمانوں پر نماز پڑھتے ہیں اور ان کے لیے دعا کرتے ہیں اور ان سب کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور اگر دونوں فریق برابر ہوں یا کفار کی اکثریت ہو تو ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ ان کو غسل و کفن دے کر غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔“

نیز دیکھئے ”نفع المفسی والساہل“ از مولانا عبدالحی لکھنوی (المتوفی ۱۳۰۴ھ) (اواخر کتاب الجنائز) مندرجہ بالا مسئلہ سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان اور کافر مردے خلط ملط ہو جائیں اور مسلمانوں کی شناخت نہ ہو سکے تو اگر دونوں فریق برابر ہوں۔ یا کافر مردوں کی اکثریت ہو تو اس صورت میں مسلمان مردوں کو بھی اشتباہ کی بناء پر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہ ہوگا۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ جو مردہ قطعی طور پر غیر مسلم، مردہ قادیانی ہو اس کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بدرجہ اولیٰ جائز نہیں، اور کسی صورت میں بھی اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

نیز ”الاشیاء“ فن ثانی، کتاب السیر، باب الردۃ نے ذیل میں لکھتے ہیں۔

واذا مات أو قتل على دنته لم يدفن في مقابر المسلمين ولا أهل مله وإنما يلقي في حفرة كالكلب.

(الاشیاء والنظار (۱-۱۰۱) مطبوعہ راج ایچ سید کمپنی)

”اور جب مرتد مر جائے یا ارتدہ کی حالت میں قتل کر دیا جائے تو اس کو نہ مسلمانوں کے قبرستان میں

دفن کیا جائے اور نہ کسی اور ملت کے قبرستان میں۔ بلکہ اسے کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے۔“

مندرجہ بالا جزئیہ قریباً تمام کتب فقہیہ میں کتاب الجنائز اور کتاب السیر ”باب المرتد“ میں ذکر کیا گیا

ہے۔ مثلاً (در مختار ص ۶۵ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ) میں ہے۔

اما المرتد فیلقی في حفرة كالكلب.

”لیکن مرتد کو کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے۔“

علامہ محمد امین بن عابدین شامیؒ اس کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

ولا بفسل ولا یکنف ولا یدفع الی من انتقل الی دینهم. بحر عن الفتح.

(رد المحتار ۲۲۰-۲۲۱ مطبوعہ کراچی)

”یعنی نہ اسے غسل دیا جائے۔ نہ کفن دیا جائے۔ نہ اسے ان لوگوں کے سپرد کیا جائے جن کا مذہب اس

مرتد نے اختیار کیا۔“

قادیانی چونکہ زندقہ اور مرتد ہیں اس لیے اگر کسی کا عزیز قادیانی مرتد ہو جائے تو نہ اسے غسل دے، نہ

کفن دے، نہ اسے مرزائیوں کے سپرد کرے بلکہ گڑھا کھود کر اسے کتے کی طرح اس میں ڈال دے۔ اسے نہ

صرف یہ کہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ بلکہ کسی اور مذہب و ملت کے قبرستان یا مرگھٹ مثلاً

ہیودوں کے قبرستان اور نصرانیوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں۔

فقہ مالکی..... قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ المالکی الاشعری المعروف بابن العربی (المتوفی ۵۴۳ھ) سورة الاعراف

کی آیت ۱۷۲ کے تحت متذللین کے کفر پر گفتگو کرتے ہوئے ”قدریہ“ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اختلف علماء المالکیة فی تکفیرہم علی قولین. فالصریح من اقوال مالک تکفیرہم.

”علمائے مالکیہ کے ان کی تکفیر میں دو قول ہیں۔ چنانچہ امام مالکؒ کے اقوال سے صاف طور پر ثابت

ہے کہ وہ کافر ہیں۔“

آگے دوسرے قول (عدم تکفیر) کی تضعیف کرنے کے بعد امام مالکؒ کے قول پر تفریع کرتے ہوئے

لکھتے ہیں۔

فلا یناکحوا ولا یصلی علیہم فان خیف علیہم الضیعة دفنوا کما یدفن الکلب. فان قبیل:

واین یدفنون؟ قلنا: لا یؤذی بجوارہم مسلم. (احکام القرآن لابن العربی مطبوعہ بیروت ج دوم صفحات مسلسل ۸۰۲)

”پس نہ ان سے رشتہ نانا کیا جائے نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ اور اگر ان کا کوئی والی وارث نہ

ہو اور ان کی لاش ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں ڈال دیا جائے۔

اگر یہ سوال ہو کہ انھیں کہاں دفن کیا جائے؟ تو ہمارا جواب یہ ہے کہ کسی مسلمان کو ان کی ہمسائیگی

سے ایذا نہ دی جائے یعنی مسلمانوں کے قبرستانوں میں انھیں دفن نہ کیا جائے۔“

فقہ شافعی..... شیخ الامام جمال الدین ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف اشعر ازی الشافعی (المتوفی ۴۷۶ھ) اور

امام محمد بن یحییٰ بن شرف النووی (المتوفی ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں۔

قال المصنف رحمه الله ولا يدفن كافر في مقبرة المسلمين ولا مسلم في مقبرة الكفار. الشرح: اتفق أصحابنا رحمهم الله على أنه لا يدفن مسلم في مقبرة كفار، ولا كافر في مقبرة مسلمين، ولو ماتت ذمية حامل بمسلم ومات جنسها في جوفها فقيه أوجه. (الصحيح) أنها تدفن بين مقابر المسلمين والكفار، ويكون ظهرها إلى القبلة، لأن وجه الجنين إلى ظهر أمه هكذا قطع به ابن الصباغ والشاشي وصاحب البيان وغيرهم وهو المشهور. (شرح مذهب ۲۸۵ مطبوع بيروت)

”مصنف فرماتے ہیں اور نہ دفن کیا جائے کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں اور نہ کسی مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں۔ شرح۔ اس مسئلہ میں ہمارے اصحاب (شافعیہ) کا اتفاق ہے کہ کسی مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں اور کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر کوئی ذمی عورت مر جائے جو اپنے مسلمان شوہر سے حاملہ تھی اور اس کے پیٹ کا بچہ بھی مر جائے تو اس میں چند وجہیں ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ اس کو مسلمانوں اور کافروں کے قبرستان کے درمیان الگ دفن کیا جائے گا اور اس کی پشت قبلہ کی طرف کی جائے گی۔ کیونکہ پیٹ کے بچے کا منہ اس کی ماں کی پشت کی طرف ہوتا ہے۔ ابن الصباغ، شاشی صاحب البیان اور دیگر حضرات نے اسی قول کو جزاً اختیار کیا ہے اور یہی ہمارے مذہب کا مشہور قول ہے۔“

فقہ حنبلی... شیخ الامام موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی (المتوفی ۶۲۰ھ) المغنی میں اور امام شمس الدین ابوالقرج عبد الرحمن بن محمد بن احمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی (المتوفی ۶۸۲ھ) الشرح الکبیر میں آئے ہیں۔

مسألة. قال: وان ماتت نصرانية وهي حامله من مسلم دفنت بين مقبرة المسلمين و مقبرة النصارى، اختار هذا أحمد، لأنها كافرة لا تدفن في مقبرة المسلمين فيتأذوا بعذابها، ولا في مقبرة الكفار لأن ولدها مسلم فيتأذى بعذابهم، وتدفن منفردة، مع أنه روى عن والته بن الأسقع مثل هذا القول، وروى عن عمر أنها تدفن في مقابر المسلمين، قال ابن المنذر لا يثبت، ذلك قال أصحابنا ويجعل ظهرها إلى القبلة على جانبها اليسر ليكون وجه الجنين إلى القبلة على جانبه الأيمن لأن وجه الجنين إلى ظهرها. (المغنی مع الشرح الکبیر ۲-۳۳۳ مطبوع بيروت ۱۴۰۳ھ)

”اور اگر نصرانی عورت، جو اپنے مسلمان شوہر سے حاملہ تھی مر جائے تو اسے (نہ تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے اور نہ نصاریٰ کے قبرستان میں، بلکہ) مسلمانوں کے قبرستان اور نصاریٰ کے قبرستان کے درمیان الگ دفن کیا جائے۔ امام احمد نے اس کو اس لیے اختیار کیا ہے کہ وہ عورت تو کافر ہے۔ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا کہ اس کے عذاب سے مسلمان مردوں کو ایذا نہ ہو۔ اور نہ اسے کافروں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا کیونکہ اس کے پیٹ کا بچہ مسلمان ہے۔ اسے کافروں کے عذاب سے ایذا ہوگی اس لیے اس کو الگ دفن کیا جائے گا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی حضرت واصلہ بن الاسقع سے اسی قول کے مثل مروی ہے اور حضرت عمرؓ سے جو مروی ہے کہ ایسی عورت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ ابن المنذر کہتے ہیں کہ یہ روایت حضرت عمرؓ سے ثابت نہیں۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اس نصرانی عورت کو بائیں کروٹ پر لٹا کر اس کی پشت قبلہ کی طرف کی جائے تاکہ بچے کا منہ قبلہ کی طرف رہے اور وہ دائیں کروٹ کی طرف کی جائے تاکہ بچے کا

منہ قبا کی طرف رہے۔ اور وہ داہنی کروٹ پر ہو۔ کیونکہ پیٹ میں بچے کا چہرہ عورت کی پشت کی طرف ہوتا ہے۔“
مندرجہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ یہ شریعت اسلامی کا متفق علیہ اور مسلم مسئلہ ہے کہ کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جاسکتا۔ شریعت اسلامی کا یہ مسئلہ اتنا صاف اور واضح ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی تحریروں میں اس کا حوالہ دیا ہے۔ چنانچہ جھوٹے مدعیان نبوت کے بارے میں مرزا نے لکھا ہے۔
”حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان نبوت کی نسبت ہے سر، یا حکایتیں لکھی گئی ہیں وہ حکایتیں اس وقت تک ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ ختمی لوگوں نے اپنے اس دعویٰ پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی اور یہ اصرار کیا نہ ثابت ہو سکتا ہے جب تک اسی زمانہ کی کسی تحریر کے ذریعہ سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اسی افترا اور جھوٹے دعویٰ نبوت پر مرے اور ان کا کسی اس وقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔“ (تحفۃ الودود ص ۷۴ خزائن ج ۱۹ ص ۹۵ طبع لندن)
اسی رسالہ میں آگے چل کر لکھا ہے۔

”پھر حافظ صاحب کی خدمت میں غلام کام یہ ہے کہ میرے توبہ کرنے کے لیے صرف اتنا کافی نہ ہوگا کہ بغرض محال کوئی کتاب الہامی مدعی نبوت کی نکل آئے۔ جس کو وہ قرآن شریف کی طرح (جیسا کہ میرا دعویٰ ہے) خدا کی ایسی وحی کہتا ہوں۔ جس کی صفت میں لاریب فیہ ہے۔ جیسا کہ میں کہتا ہوں اور کچھ یہ بھی ثابت ہو جائے کہ وہ بغیر توبہ کے مرا اور مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں اس کو دفن نہ کیا۔“

(تحفۃ الودود ص ۱۲۔ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۹۹۔ ۱۰۰ طبع لندن)

مرزا غلام احمد قادیانی کی ان دونوں عبارتوں سے تین باتیں واضح ہوئیں۔

ایک! یہ کہ جھوٹا مدعی نبوت کافر و مرتد ہے، اسی طرح اس کے ماننے والے بھی کافر و مرتد ہیں۔ وہ کسی اسلامی ملوک کے متحق نہیں۔

دوم! یہ کہ کافر و مرتد کی نماز جنازہ نہیں اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔

سوم! یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوت کا دعویٰ ہے اور وہ اپنی شیطانی وحی کو نعوذ باللہ قرآن کریم کی طرح نبھتے ہیں۔

پس اگر گزشتہ دور کے جھوٹے مدعیان نبوت اس کے متحق ہیں کہ ان کو اسلامی برادری میں شام۔ میں جائے۔ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہوئے دیا جائے تو مرزا غلام احمد قادیانی (جس کا جھوٹا دعویٰ نبوت اظہر من الشمس ہے) اور اس کی ذریت خبیثہ کا بھی یہی حکم ہے کہ نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دیا جائے۔

ربا یہ سوال کہ اگر قادیانی چپکے سے اپنا مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں گاڑ دیں تو اس کا کیا کیا جائے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ علم ہو جانے کے بعد اس کا اکھاڑنا واجب ہے اور اس کی چند وجہیں ہیں۔
اول! یہ کہ مسلمانوں کا قبرستان مسلمانوں کی تدفین کے لیے وقف ہے۔ کسی غیر مسلم کا اس میں دفن کیا

جانا ”غصب“ ہے اور جس مردہ کو غصب کی زمین میں دفن کیا جائے اس کا عیش (اکھاڑنا) لازم ہے۔ جیسا کہ کتب فقہیہ میں اس کی تصریح موجود ہے کیونکہ کافر و مرتد کی لاش، جبکہ غیر محل میں دفن کی گئی ہو۔ لائق احترام نہیں۔ چنانچہ امام بخاری نے صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ میں باب بالمدح ہے۔ ”باب هل ینبش قبور مشرکی الجاہلیہ“

اور اس کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے کہ مسجد نبوی کے لیے دو جگہ خریدی گئی اس میں کافروں کی قبریں تھیں۔

فامر النبی بقبور المشرکین فنبشہا۔ (صحیح بخاری ص ۶۱ ج ۱ باب هل نبش قبور مطبوعہ مائتہ نور محمد راجع المطابع)
 ”پس آنحضرت ﷺ نے مشرکین کی قبروں کو اکھاڑنے کا حکم فرمایا، چنانچہ وہ اکھاڑ دی گئیں۔“ حافظ ابن حجر، امام بخاری کے اس باب کی شرح میں لکھتے ہیں۔

ایسی دون غیرہا من قبور الانبیاء و اتباعہم لما فی ذلک من الاذنیۃ لہم بخلاف
 المشرکین فانہم لا حرمۃ لہم۔ (فتح الباری ص ۳۷۷ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

”یعنی مشرکین کی قبروں کو اکھاڑا جائے گا۔ انبیاء کرام اور ان کے قبیحین کی قبروں کو نہیں کیونکہ اس میں ان کی اہانت ہے۔ بخلاف مشرکین کے، کہ ان کی کوئی حرمت نہیں۔“

حافظ بدرالدین عینی (التمیٰز ص ۸۵۵ھ) اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

(فان قلت) کیف یجوز اخراجہم من قبورہم والقبر مختص بمن دفن فیہ فقد حازہ فلا یجوز بیعہ ولا نقلہ عنہ۔ (قلت) تلک القبور التی أمر النبی ﷺ بنبشہا لم تکن املاکا لمن دفن فیہا بل لعلہا غصب، فلذلک باعہا ملاکہا، وعلی تقدیر التسلیم أنها حبست فلیس بلارم، انما الازم تحبیس المسلمین لا الکفار، ولہذا قالت الفقہاء اذا دفن المسلم فی ارض منسوبۃ یجوز اخراجہ فضلا عن المشرک۔ (عمدۃ القاری ص ۳۵۹ ج ۲ مطبع دار المطابع العامہ)

”اگر کہا جائے کہ مشرک و کافر مردوں کو ان کی قبروں سے نکالنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ جبکہ قبر، مدفون کے ساتھ مختص ہوتی ہے۔ اس لیے نہ اس جگہ کو بیچنا جائز ہے اور نہ مردہ کو وہاں سے منتقل کرنا جائز ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قبریں جن کے اکھاڑنے کا نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا غالباً دفن ہونے والوں کی ملک نہیں تھیں۔ بلکہ وہ جگہ غصب کی گئی تھی۔ اس لیے مالکوں نے اس کو فروخت کر لیا اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ یہ جگہ ان مردوں کے لیے مخصوص کر دی گئی تھی تب بھی یہ لازم نہیں کیونکہ مسلمانوں کا قبروں میں رکھنا لازم ہے کافروں کا نہیں۔ اسی بناء پر فقہاء نے کہا ہے کہ جب مسلمان کو غصب کی زمین میں دفن کر دیا گیا ہو تو اس کو نکالنا جائز ہے چہ جائیکہ کافر و مشرک کا نکالنا۔“

پس جو قبرستان کہ مسلمانوں کے لیے وقف ہے۔ اس میں کسی قادیانی کو دفن کرنا اس جگہ کا غصب ہے کیونکہ وقف کرنے والے نے اس کو مسلمانوں کے لیے وقف کیا ہے۔ کسی کافر و مرتد کو اس وقف کی جگہ میں دفن کرنا غاصبانہ تصرف ہے اور وقف میں ناجائز تصرف کی اجازت دینے کا کوئی شخص بھی اختیار نہیں رکھتا۔ بلکہ اس ناجائز تصرف کو ہر حال میں ختم کرنا ضروری ہے اس لیے جو قادیانی، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا ہو اس کو اکھاڑ کر اس غصب کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔ اور اگر مسلمان اس تصرف بے جا اور غاصبانہ حرکت پر خاموش رہیں گے اور اس غصب کے ازالہ کی کوشش نہیں کریں گے تو سب گنہگار ہوں گے اور اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہوگی کہ جگہ مسجد کے لیے وقف ہو، اس میں گر جا اور مندر بنانے کی اجازت دے دیا جائے۔ یا اگر اس جگہ پر غیر مسلم قبضہ کر کے اپنی عبادت گاہیں تعمیر کر لیں تو اس ناجائز تصرف اور غاصبانہ قبضہ کا ازالہ مسلمانوں پر فرض ہوگا۔ اسی طرح مسلمانوں کے قبرستان میں، جو کہ مسلمانوں کے لیے وقف ہے۔ اگر غیر مسلم قادیانی ناجائز تصرف اور غاصبانہ قبضہ کر لیں تو اس کا ازالہ بھی واجب ہوگا۔

دوسری وجہ! یہ ہے کہ کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا مسلمان مردوں کے لیے ایذا کا سبب ہے کیونکہ کافر اپنی قبر میں معذب ہے اور اس کی قبر محل لعنت و غضب ہے۔ اس کے مذاہب سے مسلمان مردوں کو ایذا ہوگی۔ اس لیے کسی کافر کو مسلمانوں کے درمیان دفن کرنا جائز نہیں، اور اگر دفن کر دیا گیا ہو تو مسلمانوں کو ایذا سے بچانے کے لیے اس کو وہاں سے نکالنا ضروری ہے۔ اس کی لاش کی حرمت کا نہیں بلکہ مسلمان مردوں کی حرمت کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ امام ابو داؤدؒ نے کتاب الجہاد باب "علی ما یقاتل المشرکین" میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے۔

أنا برئ من کل مسلم یقیم بین أظهر المشرکین. قالوا یا رسول اللہ! لم؟ قال لا ترایا نارھما.
(ابو داؤد ص ۳۵۶ ج ۱ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی)

"میں بری ہوں ہر اس مسلمان سے جو کافروں کے درمیان مقیم ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیوں؟ فرمایا، دونوں کی آگ ایک دوسرے کو نظر نہیں آتی چاہیے۔"

نیز امام ابو داؤدؒ نے آخر کتاب الجہاد "باب فی الاقامة بارض الشریک" میں یہ حدیث نقل کی ہے۔
من جامع المشرک وسکن معه فانه مثله.
(ابو داؤد ص ۳۹ ج ۱ ایچ ایم سعید کراچی)

"جس شخص نے مشرک کے ساتھ سکونت اختیار کی وہ اسی کی مثل ہوگا۔"

پس جبکہ دنیا کی عارضی زندگی میں کافر و مسلمان کی اکٹھی سکونت کو گوارا نہیں فرمایا گیا تو قبر کی طویل ترین زندگی میں اس اجتماع کو کیسے گوارا کیا جاسکتا ہے؟

تیسری وجہ! یہ ہے کہ مسلمانوں کے قبرستان کی زیارت اور ان کے لیے دعا و استغفار کا حکم ہے۔ جبکہ کسی کافر کے لیے دعا و استغفار اور ایصالِ ثواب جائز نہیں۔ اس لیے لازم ہوا کہ کسی کافر کی قبر مسلمانوں کے قبرستان میں نہ بنے دی جائے، جس سے زائرین کو دھوکہ لگے اور وہ کافر مردوں کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا و استغفار کرنے لگیں۔
مرزا غلام احمد کے ملفوظات میں ایک بزرگ کا حسب ذیل واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔

"ایک بزرگ کسی شہر میں بہت بیمار ہو گئے اور موت تک کی حالت پہنچ گئی۔ تب اپنے ساتھیوں کو وصیت کی کہ مجھے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کرنا دوست حیران ہوئے کہ یہ عابد زہاد آدمی ہیں۔ یہودیوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی کیوں خواہش کرتے ہیں شاید اس وقت حواس درست نہیں رہے۔ انھوں نے پھر پوچھا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ بزرگ نے کہا کہ تم میرے فخر و پر تعجب نہ کرو۔ میں ہوش سے بات کرنا ہوں اور اصل واقعہ یہ ہے کہ تیس سال سے میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے موت طوس کے شہر میں آئے۔ پس اگر آج میں یہاں مر جاؤں تو جس شہر کی تیس سال کی مانگی ہوئی دعا قبول نہیں ہوئی وہ مسلمان نہیں ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس صورت میں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہو کر اہل اسلام کو دھوکا دوں اور لوگ مجھے مسلمان جان کر میری قبر پر فاتحہ پڑھیں۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی کے ملفوظات ج ۲ صفحہ ۳۹۶ مطبوعہ لندن)

اس واقعہ سے بھی معلوم ہوا کہ کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں کیونکہ اس سے

مسلمانوں کو دھوکہ ہوگا اور وہ اسے مسلمان سمجھ کر اس کی قبر پر فاتحہ پڑھیں گے۔

حضرات فقہاء نے مسلم و کافر کے امتیاز کی یہاں تک رعایت کی ہے کہ اگر کسی غیر مسلم کا مکان مسلمانوں کے مکان میں ہو تو اس پر خلافت کا ہونا ضروری ہے کہ یہ غیر مسلم کا مکان ہے تاکہ کوئی مسلمان وہاں نہ آکر ہو کر دعا و بار نہ کرے۔ جیسا کہ (کتاب البیہ باب اذکار اہل القہر) میں فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ کسی غیر ملک کو خصوصاً کسی قادیانی مرتد کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں اور اگر دفن کر دیا گیا ہو تو اس کا اکھاڑنا اور مسلمانوں کے قبرستان کو اس مردار سے پاک کرنا ضروری ہے۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳ ص ۱۳۲ تا ۱۵۶)

دین دار انجمن کے پیروکار مرتد ہیں ان کا مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے

سوال..... ہمارے محلے میں دین دار انجمن کے نام سے ایک تنظیم کام کر رہی ہے جس کے نگران اعلیٰ سعید بن حید صاحب ہیں جو کہ ہمارے علاقے میں ہی رہائش رکھتے ہیں ان کے صاحب زادے کا حال ہی میں حادثہ کی وجہ سے انتقال ہو گیا مائے کے مسلمانوں کے رد عمل کی وجہ سے اس کی نماز جنازہ علاقے میں نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے قبرستان میں نماز جنازہ پڑھانے کے بعد اسی قبرستان میں تدفین کر دی گئی۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب..... دین دار انجمن کے حالات و عقائد پر وائسرایس برنی مرحوم نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”قادیانی مذہب“ میں ذکر کیے ہیں۔ اور جناب مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی نے اس فرقہ کے عقائد پر مستقل رسالہ ”بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا“ کے نام سے لکھا ہے۔

یہ جماعت، قادیانیوں کی ایک شاخ ہے اور اس جماعت کا بانی بابو صدیق دین دار ”چن بسویشور“ خود بھی نبوت بلکہ خدا کی آمدی تھا، بہر حال یہ جماعت مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ ان سے مسلمانوں کا معاملہ جائز نہیں۔ ان کا جنازہ نہ پڑھا جائے نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ ان مرتدین کا جو مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا ہے اس کو اکھاڑنا ضروری ہے۔ اس کے خلاف احتجاج کیا جائے اور ان سے کہا جائے کہ مسلمانوں کے قبرستان کو اس مردار سے پاک کریں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۶)

مرزائی میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا

سوال..... کیا مرزائی میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاسکتا ہے؟ از دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت۔ ملتان

الجواب..... آنحضرت ﷺ کے دور سے لے کر آج تک تعامل مسلمین یہی ہے کہ مسلمانوں اور کفار کے قبرستان علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ اور تعامل امت حبیہ قطعہ ہے لہذا مرزائی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

۲..... قبرستان میں داخلہ کے وقت سلام سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفار کا دفن مسلمانوں کے قبرستان میں جائز نہیں، وہ الفاظ یہ ہیں۔ ”السلام علیکم دار قوم مؤمنین۔“

اضافت دار مؤمنین کی طرف علامت تخصیص ہے اور یہ الفاظ حدیث میں وارد ہیں۔

(ثامی ج ۱ ص ۲۶۵ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۳..... اگر اتفاقاً چند مسلمان اور کافر مردے باہم مل جائیں اور کوئی امتیازی علامت موجود نہ ہو تو فقہاء نے لکھا ہے کہ ان کو بھی علیحدہ علیحدہ دفن کیا جائے۔ ہر چند ان میں مسلمان بھی ہیں لیکن مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے سے احوالہ کافر بھی وہیں دفن ہوں گے (اور یہ جائز نہیں ہے)

۴..... اگر کوئی ذمیہ عورت مسلمانوں سے حاملہ ہو اور نہ حالت حمل اس کا انتقال ہو گیا نہ فقہاء فرماتے ہیں کہ اس کو

مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ یہ صراحت ہے اس بات کی کہ غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں ہے۔

لو اختلط موتنا بکفار ولا علامة اعتبر الاكثر قالوا والا حوط دفنها علیحدہ۔ (درمختار)
 قوله کدفن ذمیة جعل الاول شبهاً بهذا الخ اختلف فیها الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم علی ثلاثة اقوال فقال بعضهم تدفن فی مقابرنا ترجیحاً لجانب الولد وبعضهم فی مقابر المشرکین لان الولد فی حکم جزء منها مادام فی بطنها وقال واثلة بن الاسقع یتخذ لها مقبرة علی حدة قال فی الحلیة وهذا احوط۔ (شامی ج ۱ ص ۶۳۵ مکتبہ رشیدیہ) فقط واللہ اعلم۔

الاحقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس۔ لبنان ۲۵/۷/۹۷۔

الجواب صحیح۔ بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس۔ لبنان (خیر القنادی ج ۳ ص ۲۳۱-۲۳۲)

مرزائی کا جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانا جائز نہیں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ ایک مرزائی فوت ہوا ہے۔ اس کی قبر مسلمانوں نے کھودی ہے اور اس کا جنازہ مسلمانوں اور مرزائیوں نے الگ الگ اپنے مسلک کے مطابق پڑھا۔ جنازہ قبر تک مرزائی اٹھا کر لے گئے اور لحد میں اتارنے والے مسلمان تھے۔ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ مسلمان مرزائیوں کے ساتھ ماتم وغیرہ میں بھی شریک رہے۔ گھر سے کھانا پکوا کر مرزائیوں کو دیا ہے۔ اب شرعاً اس مدفون کو قبرستان سے نکال کر باہر کرنا چاہیے یا نہیں اور جن مسلمانوں نے جنازہ میں شرکت کی ہے ان سے شرعی بایکات جائز ہے یا نہیں، اور ان کی سزا کیا ہے۔

جواب مرزائی باتفاق اہل سنت والجماعہ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مسلمانوں کو اس کی نماز جنازہ میں شرکت جائز نہیں ہے اور نہ ہی مرزائی میت کو اہل اسلام کے قبرستان میں دفنانا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم
 (فتاویٰ مفتی محمود ج ۳ ص ۵۵)

قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم

سوال قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب قادیانی ضروریات دین سے انکار کی بناء پر کافر اور مرتد ہیں ان کو اہل اسلام کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ کما قال العلامة ابن نجیم المصری رحمہ اللہ: اما المرتد فلا یغل ولا یکفن وانما یلقى فی حفرة کالکلب ولا یدفع الی من انتقل الی دہم۔

(المحرر الرائق ج ۲ ص ۱۹۱ کتاب الجنائز۔ فصل فی السلطان الحق بصلائہ، فتاویٰ حنائیہ ج ۵ ص ۳۳۶)

قادیانی وراثت کے احکام

ارتداد کی وجہ سے مال ملک سے نکل جاتا ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میرا بیٹا اور اس کی بیوی دونوں قادیانی (مرتد) ہو گئے ہیں اور اپنے قادیانی ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ کیا وہ اپنے ورثاء کے مال کے وارث ہو سکتے ہیں؟ اس کی بیوی کا جہیز اور سامان میرے پاس ہے۔ اس کا وارث کون ہے۔ میں اپنے لڑکے سے اس حالت میں تعلق رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب..... سمجھنا ان سے رشتہ نہ رکھیں۔ مرتد رہتے ہوئے جائیداد کے وارث نہیں ہو سکتے۔ ہر دو کی ملکیت اپنے مملوکہ اموال سے زائل ہو چکی ہے۔ اگر وہ اسلام لے آئیں تو دوبارہ لے سکتے ہیں اور اگر معاذ اللہ ان کا اس میں انتقال ہو جائے تو ان کا مال ہر دو کے ورثاء کو منتقل ہو جائے گا۔

ویزول ملک المرتد عن ماله ذوالا موقوفاً فان اسلم عاد ملکہ و ان مات او قتل علی ردتہ ورث کسب اسلامہ وارثہ المسلم۔ فقط واللہ اعلم۔ (شامی ج ۳ ص ۳۸ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

محمد انور چاہہ خیر المدارس ملتان ۱۳۰۶/۹/۲۵ھ

الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

(خیر التقدائی ج ۱ ص ۸۰)

قادیانی، مسلمانوں کے ترکہ کے وارث نہیں بن سکتے

سوال..... بی بی نسیب حنفی المذہب نے انتقال کیا اور جائیداد منقولہ و غیر منقولہ و مندرجہ ذیل ورثاء کو چھوڑا (جنم لڑکی و ایک شوہر قادیانی المذہب) اور تین بھائی جن میں سے ایک قادیانی اور دو حنفی المذہب کو چھوڑا۔ واضح رہے سہ ماہی بی بی نسیب کے شوہر نے درمیان میں تبدیل مذہب کر لیا مگر بحیثیت زن و شوہر کے تادم آخر باوجود اختلاف مذہب کے رہے۔ بیان کیا جائے کہ ان ورثاء میں کس کو کتنا حصہ ملے گا کس کو نہیں ملے گا۔ استفتیٰ نمبر ۲۵۳۵ عبدالرحمن عرف ناکو میاں (مونگیر) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ ۱۱ اگست ۱۹۳۹ء۔

جواب..... چونکہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لیے ایک حنفی مسلمہ عورت کی میراث قادیانیوں کو نہیں ملے گی۔ پس اس نسیب بی بی کی میراث اس کے قادیانی شوہر اور قادیانی بھائی کو نہیں ملے گی۔ اس کی لڑکیوں کو ۲/۳ دے کر باقی ۱/۳ دونوں حنفی المذہب بھائیوں کو دیا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۴۰۶)

مرتد مسلمانوں کے ترکہ کا وارث نہیں

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک لڑکی نہایت متقی حنفی المذہب مسلمان (مرحوم) کی بیٹی ہے۔ اسلامی قانون وراثت کے تحت مرحوم کی متروکہ جائیداد میں سے کچھ غیر منقولہ جائیداد لڑکی کو حصہ میں مل سکتی ہے، اگر یہ خاتون اپنے خاندان کے مرزائی قادیانی ہونے کی وجہ سے خود بھی قادیانی ہو جائے یا قادیانی نہ ہو مگر اپنے مرتد خاندان کا ساتھ نہ چھوڑے تو کیا ہو جب شرع محمدی بدستور جائیداد کی وارث بن سکتی ہے اور کیا ایک مسلمان کی متروکہ جائیداد ایک مرتد کو منتقل ہو سکتی ہے؟ جب کہ مرحوم کی اور اولاد نرینہ اہل سنت

والجماعت موجود ہو؟ بیٹو! توجروا۔ وباللہ التوفیق

الجواب..... جو شخص (مرد یا عورت) پہلے مسلمان تھا پھر قادیانی ہو گیا وہ مرتد ہے اور جو شخص (مرد یا عورت) پیدا ہوئی اور قادیانی ہو وہ غیر مسلم (کافر) ہے اور جب وراثت اور مورث میں دین کا اختلاف ہو تو وراثت نہیں ملتی۔ پس کوئی وارث نہیں ہو سکتا۔ سراجی موافق الارث میں مانع وراثت و اختلاف الدین لکھا ہے۔ وھکذا فی عامۃ کتب الفقہ اور یہ اجماعی مسئلہ ہے۔ لقولہ تعالیٰ ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً (نساء ۱۲۱) ولقولہ علیہ السلام لا یتوارث اہل ملتین شتی (رواہ ابو داؤد) ج ۲ ص ۳۷۲ باب هل یورث المسلم الکافر والدارمی وغیرہما) پس یہ لڑکی جو قادیانی کے ساتھ کی وجہ سے خود بھی قادیانی ہو گئی اور تائب ہو کر اسلام میں لوٹ کر نہیں آئی وہ اپنے باپ کے ترکہ میں ہرگز وارث نہیں ہو سکتی۔ قطعاً محروم رہے گی۔ نیز مرتدہ تو شرع اسلامی میں کسی سے وراثت نہیں پاسکتی۔ ھکذا فی الشامی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(نظام القادیانی ج ۲ ص ۲۶۰-۲۶۱)

کتبہ الاحقر نظام الدین عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

قادیانی مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا

سوال..... اگر کوئی شخص قادیانی ہو اور اس کا بیٹا مسلمان ہو تو بیٹے کے فوت ہو جانے کے بعد باپ اس کے مال میں میراث کا حقدار بن سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب..... قادیانی اور مسلمان ایک دوسرے کی میراث کے حقدار نہیں بن سکتے مذکورہ بالا صورت میں قادیانی مرتد کی میراث بیت المال میں داخل کی جائے گی۔ اسی طرح کوئی قادیانی کسی مسلمان کی میراث میں حقدار نہیں بن سکتا بلکہ مسلمان کی میراث اس کے مسلمان ورثاء میں قاعدہ شرعی کے مطابق تقسیم ہوگئی۔

لما قال الشیخ سراج الدین السجواندی: واما المورث فلا یورث من احد لا من مسلم

(قادیانی حقانیہ ج ۵ ص ۳۳۶)

ولامن مرتد مثله۔ (السراجی ص ۷۵ فصل فی المرتد)

قادیانی کی وراثت کا حکم

سوال..... زید مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد و مثیل و مسیح سمجھتا تھا۔ بعدہ بعض علماء کی ہتھکامی سے اس کے خیالات میں تبدیلی ہو کر وہ اس عقیدہ سے رجوع کر لیا، زید مقرر ہے کہ وہ اہل سنت حنفی الملت ہے، زید کا رجوع اور اقرار شرعاً درست ہے یا نہیں؟

نمبر ۲..... زید کے خدمات موروثی جو حسب قوانین سلطنت تو رسماً اجراء ہوتے ہیں زید کے وارث خالد پر جو کہ اہل سنت حنفی المشرک ہے بحال ہو سکتے ہیں یا نہیں، اور زید کی جائیداد کا خالد (فرزند زید) وارث ہو سکتا ہے یا نہیں، بیٹو! توجروا؟

الجواب..... نمبر ۱..... جب زید نے اپنے عقیدہ سابقہ سے رجوع کر لیا اور وہ اقرار کرتا ہے کہ میں اہل سنت حنفی المذہب ہوں تو شرعاً اس کا رجوع اور اقرار بہتر ہے، اس کو مسلمان سنی المذہب سمجھنا چاہیے۔

نمبر ۲..... جب زید شرعاً مسلمان ہے تو اس کی خدمات موروثی خالد کو جو اس کا وارث ہے۔ دے دینا جائز ہے، اور خالد زید کی جائیداد کا بھی وارث ہوگا۔ واللہ اعلم ج ۶ اداوی الاولیٰ ۱۳۳۰ھ۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۱۵۱)

کتاب الذبائح

قادیانی ذبیحہ

مرزائی کا ذبیحہ حرام ہے

سوال ... جو شخص احمدی فرقہ (المعروف مرزائی فرقہ) سے تعلق رکھتا ہو۔ خواہ مرزا آنجنابی کو نبی مانتا ہو یا نہ۔ خود وغیرہ۔ کیا اس کے ہاتھ کا مذبح حلال ہے یا حرام؟
 المستفتی نمبر ۳۶۹ عبداللہ (بھاول پور) ۲۰ محرم ۱۳۵۳ھ ۲۵ اپریل ۱۹۳۵ء۔

جواب اگر یہ شخص خود مرزائی عقیدہ اختیار کرنے والا ہو یعنی اس کے ماں باپ مرزائی نہ تھے تو یہ مرتد ہے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست نہیں۔ لیکن اگر اس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک مرزائی تھا تو یہ اہل کتاب کے حکم میں ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۶۸) (نوٹ از مرتب۔ کفایت المفتی کا یہ مسئلہ بوجہ تسامح غلط ہے۔ جبکہ ذیل کے فتویٰ میں وضاحت ہے)

قادیانیوں کا کیا حکم ہے؟ اور ان کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟

سوال محترمی و معظمی حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم لاچپوری صاحب دامت فیوضہم و برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہو، ایک مسئلہ کی تحقیق مطلوب ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ ”اگر کوئی شخص پہلے سے مسلمان تھا بعد میں قادیانی ہوا تو وہ مرتد ہے اور اس پر مرتدین ہی کے احکام جاری ہوں گے، لیکن جو شخص شروع ہی سے قادیانی ہے (یعنی پیدائش سے قادیانی ہے جو آج کل کے اکثر قادیانیوں کا حال ہے) تو وہ اہل کتاب کے حکم میں ہیں۔“ کیا یہ بات صحیح ہے؟ اگر یہ بات صحیح ہو تو ان کے ذبیحہ کا کیا حکم ہوگا؟ امید ہے کہ اس کا جواب مرحمت فرمائیں گے۔ بیٹو!، توجروا۔

الجواب قادیانیوں کی اولاد (نسلی مرزائی قادیانی) غلام احمد قادیانی کو نبی یا کم از کم مسلمان مانتی ہو تو بھی وہ کافر ہیں، ان کا ذبیحہ حرام اور مردار ہونا چاہیے، ان کو اہل کتاب کے حکم میں قرار دینا سمجھ میں نہیں آتا ہے، علامہ شامی عالمی، رافض کو کافر مانتے ہیں اور ان کو اہل کتاب نہیں سمجھتے تو قادیانیوں کی اولاد کا شمار اہل کتاب میں کیسے ہوگا؟ الظاہر ان الغلۃ من الروافض المحکوم بکفرهم لاینفکون عن اعتقادهم الباطل فی حال اتباعهم بالشہادتین وغیرہما من احکام الشرع کالصوم والصلوۃ فہم ککفار لامرتلون ولا اہل کتاب (رسائل ابن عابدین ص ۴۷۰، مطبوعہ سبیل الیڈی ۱۱ اور پاکستان) حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم جو

اس موضوع پر کافی بصیرت رکھتے ہیں رد قادیانیت پر کئی رسائل تصنیف فرمائیے ہیں وہ تحریر فرماتے ہیں ان تمام مباحث کا خلاصہ یہ ہے۔

..... جو شخص خود قادیانیت کی طرف مرتد ہوا وہ مرتد بھی ہے اور زندیق بھی۔

..... اس کی صلیبی اولاد بھی اپنے والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے حکماً مرتد ہے اور زندیق بھی۔

..... اس کی اولاد کی اولاد مرتد نہیں بلکہ خالص زندیق ہے۔

..... مرتد اور زندیق دونوں واجب القتل ہیں، دونوں سے مناکحت باطل اور دونوں کا ذبیحہ حرام اور مردار ہے،

اس لیے کسی قادیانی کا ذبیحہ کسی حال میں حلال نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(رسالہ قادیانی ذبیحہ ۲۳، ۲۵، شائع کردہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان، فتاویٰ رحیمہ ج ۷ ص ۶۸-۶۹)

قادیانیوں کو قربانی کے جانور میں شریک کرنا اور اس کا ذبیحہ

سوال..... وہ لوگ جو اس وقت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کے دنیا میں بھیجے جانے کے قائل

ہوں اور بائبل کسی ایسے شخص کو نبی اور رسول قرار دیں جو پیغمبر اسلام کے سینکڑوں سال بعد پیدا ہوا۔ تو سوال یہ ہے

کہ ایسے لوگوں کا ذبح کیا ہوا جانور مسلمانوں کے لیے کھانا کیسا ہے؟ اور ان میں سے اگر کوئی شخص دوسرے مسلمان

کے ساتھ گائے کی قربانی میں شریک ہو تو باقی چھ مسلمانوں کی قربانی شرعاً جائز سمجھی جائے گی یا نہیں؟ اس مسئلے کو

تشریح کے ساتھ بیان کریں؟ سائل: عزیز احمد از نواب شاہ سندھ

جواب..... مسئلہ کی تفصیل سے پہلے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ شریعت کی رو سے ان منکرین ختم نبوت کا کیا

حکم ہے؟ سو معلوم ہونا چاہیے کہ ایسے تمام لوگ اکابر علمائے اسلام (خصوصاً شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ) کے

متفقہ فیصلے کی رو سے کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہیں۔ ان میں سے جو لوگ پہلے مسلمان تھے اور بعد میں وہ کسی

نئی نبوت کے قائل ہوئے۔ شریعت اسلام انھیں مرتد قرار دیتی ہے اور جو عیسائیوں یا ہندوؤں سے اس نئے مسلک

میں آئے جو ان کے ہاں ہی پیدا ہوئے وہ شریعت کی رو سے زندیق ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

فرماتے ہیں کہ مرتد اور زندیق کی سزا شرع میں ایک ہے۔ (المسئری عربی شرح مواطع ج ۲ ص ۱۷۷)

اگر کہا جائے کہ یہ حضرات اگرچہ دین کے بعض ضروری مسائل کا انکار کرتے ہیں لیکن جب کہ کلمہ

پڑھتے ہیں اور اہل قبلہ میں سے ہیں تو مرتد کیسے ہو گئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے لیے تو یہ

ضروری ہے کہ حج امور دینیہ پر ایمان ہو۔ لیکن کافر ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ تمام امور دینیہ کا ہی انکار ہو

بلکہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کر دینے سے بھی انسان مرتد ہو جاتا ہے۔ موجب کلیہ کی نقیض سالیہ

جزئیہ آتی ہے ایمان میں حج کی قید ہے اور کفر میں یہ قید نہیں۔ شامی میں مرتد کی تعریف یہ ہے۔

الراجع عن دین الاسلام و رکبھا اجراء کلمۃ الکفر علی اللسان بعد الایمان۔ (شامی ج ۲ ص ۳۰۹-۳۱۰)

”دین سے ہٹ جانے والا مرتد ہے اور اس کی بنیاد مسلمان ہونے کے بعد کسی ایک کفریہ کلمہ کو اپنی

زبان پر لاتا ہے۔“

حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں کچھ لوگوں نے اسلام کے صرف ایک رکن (زکوٰۃ) کا انکار کیا تھا۔

نمازوں اور روزوں کو وہ بدستور مانہتے تھے مگر بائیں ہمد صحابہ کرامؓ نے انھیں مرتد قرار دیا۔ امام بخاریؒ نے

ماہعین زکوٰۃ اور قتال ابی بکر کے، ائمہ پر مندرجہ ذیل باب باندھا ہے۔ باب قبل من نبی قبول الفرائض وما

یہاں صریح طور پر ردت اور ارتداد کے الفاظ موجود ہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں۔

السلف قد سوا ما نهي الزكوة مرقدين مع كونهم يصومون و يصلون. (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۳ ص ۲۹۱)
 ”سلف نے زکوٰۃ روکنے والوں کا نام مرتد رکھا ہے حالانکہ وہ روزے بھی رکھتے تھے اور نمازیں بھی پڑھتے تھے۔“

امام الائمہ امام محمد بن پرغفہ حنفی کا مدار ہے۔

من انكر شياء من شرائع الاسلام فقد ابطال قول لا اله الا الله. (سیر کبریہ ج ۳ ص ۳۶۸)
 ”جو شخص اسلام کی شرائع میں سے کسی ایک بات کا بھی انکار کرے اس نے اپنا کلمہ پڑھنے کو باطل کر لیا۔“
 امام ابن حزم علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

وصح الاجماع ان كل من جحد شياء صح عندنا بالاجماع ان رسول الله ﷺ اتى به فقد كفر و صبح بالنص ان كل من استهزا بالله تعالى او يملك من الملائكة او ينسب من الانبياء او باينة من القرآن او بفريضة من فرائض الدين فهني كلها آيات الله بعد بلوغ الحجة اليه فهو كافر و من قال نبى بعد النبى عليه الصلوة والصلوة او جحد شيئا صح بان النبى صلى الله عليه وسلم قاله فهو كافر.
 (کتاب الفصل ج ۳ ص ۲۵۵)

”اس بات پر اجماع درست ہو چکا ہے کہ جو شخص کسی ایسی بات کا انکار کرے جو اجماعی طور پر حضور ﷺ کی تعلیم ہو وہ کافر ہے اور یہ امر نص کے ساتھ ثابت ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ مذاق کرے یا اس کے فرشتے کے ساتھ یا قرآن پاک کی کسی آیت کے ساتھ یا نبیوں میں سے کسی نبی کے ساتھ یا دین کے فرائض میں سے کسی ایک فریضہ کے ساتھ استہزاء کرے اس کے بعد کہ اس تک حجت شرع پہنچ چکی ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور جو شخص سرور دو عالم کے بعد کسی اور نبی کے پیدا ہونے کا قائل ہو یا ایسی بات کا انکار کرے جو اس کے ہاں حضور کی تعلیم ہو تو وہ کافر ہے۔“

ایسے لوگوں کا ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا انھیں اہل قبلہ میں داخل نہیں کر دیتا۔ جب تک کہ تمام ضروریات دین پر ایمان نہ لے آئی۔ امام المتکلمین ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ اعلم ان المراد من اهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو من ضروريات الدين.
 (شرح فتاویٰ اکبر ص ۱۸۹)
 ”اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ساری ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہیں۔ امام ابن حزمؒ ذرا تفصیل فرماتے ہیں۔“

اهل القبلة في اصطلاح المتكلمين من يصدق بضروريات الدين اي الامور التي علم ثبوتها في الشرع واشتهر فمن انكر شيئا من الضروريات كحدوث العالم و حشر الاجساد و علم الله سبحانه بالجزئيات و فرضية الصلوة والصوم لم يكن من اهل القبلة ولو كان مجاهداً بالطاعات.
 (الفصل ج ۳ ص ۵۷)

”متکلمین امام کی اصطلاح میں اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ساری ضروریات دین کو سچا مانیں اور ضروریات دین سے انکار نہ کریں جن کا ثبوت شرع میں اس طرح ہو کہ انھیں اسلام میں شہرت کا درجہ حاصل ہو۔ پس جو کوئی ایسے نہ ہو کسی مسئلہ سے انکار کرے جیسے دنیا کا حادث ہونا۔ قیامت کا تمام جسموں کا اکٹھا ہونا۔ خدا

تعالیٰ کے علم کا محیط ہونا، نمازوں اور روزوں کا فرض ہونا تو ایسے مسائل کا منکر اہل قبلہ میں سے نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ عبادات میں وہ کسی قدر مجاہد بنی کیوں نہ ہو۔
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

ولا تکفر احداً من اهل القبلة الا بما فيه نفى القادر للمختار او عبادة غير الله او انكار المعاد والنبي و سائر ضروریات الدین۔
(العتیقة الجزء ۵ ص ۹)

اب دیکھنا چاہیے کہ یہ منکرین ختم نبوت کسی ایسے امر کا انکار کرتے ہیں یا نہیں جس کے نہ ماننے کی وجہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے سو معلوم ہونا چاہیے کہ ان میں تقریباً وہ تمام وجوہ موجود ہیں جو امام ابن حزمؒ کی تحریر میں موجود ہیں۔ لیکن ان سب میں نمایاں ختم نبوت کے اسلامی معنوں کا انکار ہے۔ ہمارا ان پر الزام ہے کہ تم خاتم النبیین کے بعد ایک نئے نبی کے قائل ہو وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہاں ہم ایک نئے نبی کی پیدائش کے بے شک قائل ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کسی دوسرے شخص کو نبی ماننے والے کا حکم شرعاً کیا ہے؟ علامہ ابو شکور السامی لکھتے ہیں۔

ومن ادعى النبوة في زماننا فانه بصير كافراً ومن طلب منه المعجزات فانه يصير كافراً لانه لاشك في النص ويجب الاعتقاد بانه ماكان لاحد شركة في النبوة لمحمد ﷺ بخلاف ما قالت الروافض ان علياً كان شريكاً لمحمد ﷺ وهذا منهم كفر۔
(احمد ص ۲۰۲)
”جو شخص اس زمانے میں نبوت کا دعویٰ کرے یا اس سے مجزہ طلب کرے وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ خاتم النبیین کی نص میں کوئی شک نہیں ہے اور اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت میں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے بخلاف شیعوں کے جو حضرت علیؑ کو آنحضرت ﷺ کی نبوت میں شریک مانتا ہو وہ سب کافر ہیں۔“
شرح فقہ اکبر میں ہے۔

دعوى النبوة بعد نبينا ﷺ كفر بالاجماع۔
(شرح فہم ص ۲۰۲)
یعنی حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا اجماعی طور پر کفر ہے وہ اجماع مراد ہے جو صحابہ کرام کا میلہ کذاب کے بارے میں منعقد ہوا تھا۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند ارشاد فرماتے ہیں۔
انہا دین و ایمان ہے بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔
(جوابات مجددات ص ۱۰۳)

اس بات کے واضح ہونے کے بعد ایسے حضرات قطعاً مسلمان نہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرتد کے ذبیحہ کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ درمختار میں ہے۔

لا تحل ذبیحة غیر کتابی من وثنی و مجوسی و مرتد۔
(شامی ج ۵ ص ۲۰۹)
”کتابی کے سوا کسی بت پرست، مجوسی، آتش پرست اور مرتد کا ذبیحہ مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے۔“
اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ ایسے لوگوں کا ذبح کیا ہوا جانور مسلمانوں کے لیے کھانا حرام قطعی ہے کیونکہ وہ مردار کے حکم میں ہے۔ اسے یا تو واپس کر دینا چاہیے یا دفن کر دینا چاہیے۔ حرام چیز کو عمداً جانوروں کو بھی کھلانا درست نہیں۔

وشرط كون الذابح مسلماً حلالاً خارج الحرم ان كان صيد فصيد الحرم لاحتله الزكوة
فی الحرم مطلقاً او كتابياً ذمياً او حربياً الا اذا سمع منه عند الذبح ذكر المسيح.

(شامی ج ۵ ص ۲۸۸ وغو فی البخاری ج ۲ ص ۸۲۸)

آپ نے جن مکرین ختم نبوت کے متعلق پوچھا ہے وہ کتابی کے ذیل میں بھی نہیں آسکتے کیونکہ کتابی وہ
ہے جو قرآن پاک سے پہلے کی کسی کتاب پر ایمان رکھتا ہو۔ قرآن پاک، میں متعدد مقامات پر او تو الکتاب کے
ساتھ من قبلکم موجود ہے۔ جو شخص قرآن پاک پر ایمان کا اظہار کرتا ہے تو اگر اس کا ایمان صحیح معنوں میں ہے تو
وہ مسلمان ہے اور اگر صحیح معنوں میں نہیں تو کافر ہے کتابی نہیں ہو سکتا۔ کتابی یہود اور نصاریٰ ہی ہیں۔

شامی میں ہے۔ الکتابی من یعتقد دیناً سماویاً ای منزلاً بکتاب کالیہود والنصارى.

(شامی ج ۳ ص ۲۸۰)

اسی طرح کلیات ابوالبقاء میں ہے۔

الکافر ان کان متدیناً ببعض الادیان والکتاب المنسوخة فهو الکتابی. (کلیات ص ۵۵۳)

”کتابی اس کافر کو کہتے ہیں جو کسی پرانے دین اور منسوخ کتاب پر ایمان رکھتا ہو۔“

پس جبکہ مکرین ختم نبوت کتابی کے ذیل میں بھی نہیں آسکتے تو ان کا ذبیحہ مسلمانوں کے لیے کسی طرح
بھی حلال نہیں ہو سکتا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجوسیوں کا ذبیحہ مسلمانوں کے لیے صاف لفظوں میں حرام فرمایا تھا۔ اس
سے پتہ چلتا ہے کہ عقائد کفریہ کا اثر ذبیحہ پر بھی ضرور پڑتا ہے۔ امام عبدالرزاق اور امام ابن ابی شیبہ حضرت حسن
سے مرسل نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ”ہجر“ کے مجوسیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔

من لم یسلم ضربت علیہ الجزیة غیر ناکحی نساہم ولا اکلہ ذبائہم.

”ان میں سے جو شخص مسلمان نہ ہو اس پر جزیہ لگایا جائے۔ ہاں ان کی عورتوں سے نکاح درست نہیں اور

ان کا ذبح کیا ہوا جانور مسلمانوں کے لیے کھانا حلال نہیں۔“

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی ”اس حدیث کے اسناد کو جید قرار دیتے ہیں۔ (الدرایہ ص ۲۸)

سیدنا حضرت امام بخاری اپنی کتاب خلق افعال عباد میں جو مسائل کلامیہ میں اہل علم کی بہت راہنمائی
کرتی ہے۔ فرقہ جمہیہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

لا یسلم علیہم ولا یعادون ولا یناکحون ولا توکل ذبائہم.

اس میں ایسے لوگوں کے ذبیحہ کے ناجائز ہونے پر صاف تصریح موجود ہے۔

نوٹ..... یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ جو شخص اسلام سے اہل کتاب کے دین میں چلا جائے تو باوجودیکہ وہ اہل
کتاب کے دین میں ہے اسے حکم شرع میں کتابی نہیں کہا جائے گا۔ وہ مرتد کہلائے گا۔ کتابی وہ اسی صورت میں تھا
کہ پہلے اسلام پر نہ ہوتا۔ پس ایسے شخص کا ذبیحہ کتابی کا ذبیحہ نہیں ہوگا بلکہ اسے مرتد کا ذبیحہ کہا جائے گا جو مسلمان
کے لیے حرام ہے پس ایسے حضرات کتابی بھی نہیں کہلا سکتے کیونکہ وہ دین اسلام سے تاویلاً مخرف ہو کر اس نئے
دین میں گئے ہیں۔

خلاصہ مافی الباب یہ ہے کہ جس طرح ذبح ہونے والے جانور کے لیے کچھ شرطیں ہیں کہ حرام جانور نہ
ہو۔ جیسے کتا، بلی، بندر وغیرہ اور نیز یہ کہ حدود حرم میں نہ ہو۔ اسی طرح ذبح کرنے والے کے لیے بھی کچھ شرطیں

ہیں کہ وہ مسلمان ہو اور یہ کہ حالت احرام میں نہ ہو۔ اس کے علاوہ صرف کتابی کا ذبیحہ جائز ہے۔ بشرطیکہ بوقت ذبح مسبح کا نام نہ لیا گیا ہو۔ جب تک ذبح کرنے والے میں ذبح کرنے کی شرطیں نہ پائی جائیں گی اس کا ذبح کیا ہوا جانور وہی حکم رکھتا ہے جو مردار کے گوشت یا حرام جانور کے ذبیحہ کا ہے۔ پہلے معاملہ میں ذبح ہونے کی اور دوسرے معاملہ میں مذبح ہونے کی اہلیت مفقود ہے۔ بناء علیہ مرتد کے ذبیحہ میں اور ذبح کیے ہوئے حرام جانور میں حکماً کوئی فرق نہیں ہے۔ کھانا دونوں کا ایک مسلمان کے لیے حرام ہے۔

جس طرح مسلمان ان منکرین ختم نبوت کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور اسے بے جا تعصب یا منافرت پر محمول نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح انصاف یہ ہے کہ ان کے ذبیحہ کو بھی حرام سمجھا جائے اور اسے بے جا تعصب اور شرانگیزی پر محمول نہ کیا جائے۔ اگر وہ لوگ ہمارا ذبیحہ کھالیتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہمیں اہل کتاب میں سے شمار کرتے ہیں اور ان کے نزدیک ہمارا دین و سن سادہ ہے اور چونکہ ہمارے نزدیک وہ کتابی نہیں اور ان کا دین ہمارے دین سے پہلے کا نہیں بلکہ بعد کا ہے۔ اس لیے ہمارا اپنے عمل کو ان کے عمل پر قیاس کرنا درست نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

قربانی کرنا ایک خالص اسلامی عبادت ہے۔ گائے کی قربانی میں جو سات افراد شریک ہیں ان کی اس مجموعی عبادت کے سارے شرکاء کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ ان میں سے اگر ایک بھی ختم نبوت کے اسلامی معنوں کا منکر ہوگا تو قربانی کسی کی ادا نہ ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(عقبات مس ۳۰۲ تا ۳۰۷)

کتبہ: خالد محمود عفا اللہ عنہ ۳ اپریل ۶۳ء

قربانی کی کھال بیچ کر روقا دیا نیت کی کتابیں منگوانا

سوال..... میں سید ہوں۔ صاحب نصاب ہوں۔ قربانی کا چڑا گاؤں والوں نے مجھے دیا اس کو فروخت کر کے روقا دیا نیت کی کتابیں منگالیں۔ کیا یہ جائز ہے۔ اس میں غریب کو مالک بنانا شرط ہے یا نہیں؟
اس مسئلہ کی نمبر ۱۹، احمد النبی صاحب (ضلع پوری) ۲۵ شوال ۱۳۵۲ھ۔ ۱۰ فروری ۱۹۳۳ء۔

جواب..... گاؤں والے قربانی کی کھالیں جو آپ کو دیتے ہیں وہ آپ کی ملک ہو جاتی ہیں آپ ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت سے کتابیں منگا سکتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۳۲)

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں :-

- ۱۔ کیا قادیانی کا ذبیحہ جائز ہے یا ناجائز؟
- ۲۔ کیا اس مسئلہ میں قادیانی یا اس کے اولاد کے ذبیحہ میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب نے کفایت المفتی میں قادیانیوں کی اولاد کو اہل کتاب قرار دے کر ان کے ذبیحہ کو حلال قرار دیا ہے۔ لیکن اس سے تسلی نہیں ہوتی کیونکہ اہل کتاب حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر ایمان لائے ہیں جن پر ہم بھی ایمان لائے ہیں تو رات اور انجیل کو ہم بھی جانتے ہیں جبکہ قادیانی مرزا کو نبی مانتے ہیں اور براہین احمدیہ اور دیگر خود ساختہ الہامیات پر بھی یقین رکھتے ہیں کیا یہ قیاس مع الفارق نہیں؟

یہاں پر ایک مولوی صاحب نے، جو کہ امام مسجد بھی ہیں، قادیانیوں کے ذبیحہ کے حلال ہونے کا مطلق فتویٰ دیا ہے۔ اور وجہ یہ بتائی ہے کہ ذبیحہ کا تعلق عقیدہ رسالت سے نہیں، عقیدہ توحید سے ہے۔ اور چونکہ قادیانی لوگ خدا پر یقین رکھتے ہیں اس لئے ان کا ذبیحہ جائز ہے۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

اگر ان کا ذبیحہ جائز ہے تو پھر ان کے ساتھ رشتہ باطن بھی صحیح ہو گا۔ اور دیگر کئی مسائل متفرع ہوں گے اور اس سے قادیانیوں کو ایک قانونی دلیل بھی مل جائے گی کہ وہ بھی اسلامی معاشرہ میں مدغم ہو سکتے ہیں۔ مہربانی فرما کر تفصیل سے جواب دیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

المستفتی محمد اوریس

امام — مرکز ثقافت اسلامیہ کوہن آبگین۔ ڈھارک

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

آپ کے دونوں سوالوں کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ کسی قادیانی کا ذبیحہ کسی حال میں بھی حلال نہیں، بلکہ مردار ہے۔ خواہ اس نے اسلام کو چھوڑ کر قادیانی مذہب اختیار کیا ہو، یا قادیانی والدین کے یہاں پیدا ہوا ہو۔

مگر چونکہ اس مسئلہ میں عوام ہی نہیں، بلکہ بہت سے اہل علم کو بھی اشتباہ ہو جاتا ہے (جیسا کہ سوال میں دیئے گئے دو فتوؤں سے ظاہر ہے) اس لئے مناسب ہو گا کہ اس مسئلہ پر کسی قدر تفصیل سے لکھا جائے، تاکہ قادیانیوں کی حیثیت پوری طرح کھل کر سامنے آجائے اور کسی صاحب فہم کو اس میں اشتباہ کی گنجائش نہ رہے۔

مرتد کے احکام

جو شخص پہلے مسلمان تھا، بعد میں اس نے (نعوذ باللہ) قادیانی مذہب اختیار کر لیا وہ بغیر کسی شک و شبہ کے مرتد ہے اور اس پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے۔ مرتد کے ضروری احکام حسب ذیل ہیں:

(۱) مرتد واجب القتل ہے

مرتد کو تین دن کی مهلت دی جائے گی، اس عرصہ میں اسے توبہ کر کے دوبارہ اسلام لانے کی دعوت دی جائے گی اور اس کے شبہات دور کرنے کی کوشش کی جائے گی، اگر وہ تین دن کے اندر اپنے کفر و ارتداد سے تائب ہو کر مسلمان ہو جاتا ہے تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔

اس مسئلہ پر کہ مرتد واجب القتل ہے تمام فقہائے امت اور مذاہب اربعہ کا اجماع ہے۔ حسب ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

فقہ حنفی

ہدایہ میں ہے:

«وإذا ارتد المسلم عن الإسلام والعياذ بالله-عرض عليه الإسلام فإن كانت له شبهة كشفت عنه ويحبس ثلاثة أيام فإن أسلم وإلا قتل»
(ہدایہ اولین ص ۵۸۰ ج ۱)

اور جب کوئی مسلمان نعوذ باللہ اسلام سے پھر جائے تو اس پر اسلام پیش

کیا جائے اس کو کوئی شبہ ہو تو دور کیا جائے، اس کو تین دن قید رکھا

جائے اگر اسلام کی طرف لوٹ آئے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا

جائے۔

(ہدایہ اولین ص ۵۸۰ ج ۱)

فقہ شافعی

المجموعی شرح المہذب میں ہے:

«إذا ارتد الرجل وجب قتله سواء كان حراً أو عبداً.....وقد

انعقد الإجماع على قتل المرتد» (المجموع شرح المہذب ص ۲۲۸ ج ۱۹)

اور جب آدمی مرتد ہو جائے تو اس کا قتل واجب ہے خواہ وہ آزاد ہو

یا غلام.....

(المجموع شرح المہذب ص ۲۲۸ ج ۱۹)

اور قتل مرتد پر اجماع متفق ہو چکا ہے۔

فقہ حنبلی

المغنی اور الشرح الکبیر میں ہے:

«وأجمع أهل العلم على وجوب قتل المرتد وروى ذلك عن أبي بكر وعمر وعثمان وعلي ومعاذ وأبي موسى وابن عباس وخالد وغيرهم ولم ينكر ذلك فكان إجماعاً» (المغنی مع الشرح الکبیر ص ۷۴ ج ۱)

قتل مرتد کے واجب ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے، یہ حکم حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی، معاذ، ابی موسیٰ، ابن عباس، خالد اور دیگر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مروی ہے اور اس کا کسی صحابی نے انکار نہیں کیا، اس لئے یہ اجماع ہے۔

(المغنی مع الشرح الکبیر ص ۷۴ ج ۱)

فقہ مالکی

ابن رشد مالکی "بداية المجتهد" میں لکھتے ہیں:

«والمرتد إذا ظفر به قبل أن يحارب فاتفقوا على أنه يقتل الرجل لقوله عليه الصلاة والسلام: "من بدل دينه فاقتلوه"» (بداية المجتهد ص ۳۴۳ ج ۲)

اور مرتد جب لڑائی سے قبل پکڑا جائے تو تمام علمائے امت اس پر متفق ہیں کہ مرتد کو قتل کیا جائے گا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ "جو شخص اپنا مذہب بدل کر مرتد ہو جائے اس کو قتل کر دو۔"

(۲) زوجین میں سے ایک مرتد ہو جائے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور ارتداد کی حالت میں مرتد کا نکاح کسی عورت سے صحیح نہیں، نہ کسی مسلمہ سے، نہ غیر مسلمہ سے، نہ مرتدہ سے۔ اگر وہ کسی عورت سے نکاح کرے گا تو اس کا نکاح کالعدم ہو گا اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد ولد الحرام ہوگی۔

(۳) مرتد کا ذبیحہ مردار ہے، عام اس سے کہ مرتد نے اہل کتاب کے مذہب کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو یا کسی اور مذہب کی طرف۔ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے لیکن جس شخص نے مرتد ہو کر اہل کتاب کا مذہب اختیار کر لیا ہو اس کا ذبیحہ حلال نہیں بلکہ مردار ہے۔

ان دونوں مسئلوں میں فقہاء کی تصریحات جست ذیل ہیں:

فقہ حنفی

تنویر الابصار متن درمختار میں ہے:

«ويبطل منه النكاح، والذبيحة، والصبيد، والشهادة، والإرث»

(شامی ص ۲۴۹ ج ۴)

اور ارتداد سے نکاح، ذبیحہ، صید، شہادت اور وراثت باطل ہو جاتی

ہے۔ (شامی ص ۲۳۹ ج ۴)

«أخبرت بارتداد زوجها فلها التزوج بآخر بعد العدة» (شامی

ص ۲۵۲ ج ۴)

کسی عورت کو خبر دی گئی کہ اس کا شوہر مرتد ہو گیا ہے تو اس عورت کو

عدت کے بعد دوسری جگہ عقد کر لینا جائز ہو گا۔ (شامی ص ۲۵۲ ج ۴)

ہدایہ میں ہے:

«إعلم أن تصرفات المرتد على أقسام باطل بالاتفاق

كالنكاح والذبيحة لأنه يعتمد الملة ولا ملة له» (ہدایہ اولین ص ۵۸۳)

جاننا چاہئے کہ مرتد کے تصرفات چند قسموں پر ہیں اور ایک

قسم وہ ہے جو بالاتفاق باطل ہے جیسے نکاح اور ذبیحہ کیونکہ نکاح اور

ذبیحہ بنی ہے ملت پر، اور مرتد کا کوئی دین نہیں ہوتا۔ (ہدایہ اولین ص ۵۸۳)

«ولا تؤكل ذبيحة المجوسى والمرتد لأنه لا ملة له، فإنه لا

يقر على ما انتقل إليه» (ہدایہ اخیرین کتاب الذبائح ص ۴۳۲)

اور مجوسی کا ذبیحہ حلال نہیں اور مرتد کا بھی، کیونکہ اس کا کوئی

دین و مذہب نہیں کیونکہ اس نے جو مذہب اختیار کیا ہے اسے اس پر

قائم نہیں رہنے دیا جائے گا۔ (ہدایہ اخیرین کتاب الذبائح ص ۴۳۲)

«لا تحمل ذبيحة غير كتابي من وثني ومجوسى ومرتد» (الشامی

مع الدر المختار ص ۲۹۸ ج ۶)

اور کتابی کے سوا کسی غیر مسلم کا ذبیحہ حلال نہیں، جیسے بت پرست،

مجوسی اور مرتد۔ (الشامی مع الدر المختار ص ۲۹۸ ج ۶)

فقہ شافعی

«ذبيحة المرتد حرام عندنا وبه قال أكثر العلماء منهم أبو حنيفة»

وأحمد وأبو يوسف وأبو ثور . (المجموع شرح المذهب ص ۷۹، ج ۹)
مرتد کا ذبیحہ ہمارے نزدیک حرام ہے اور اکثر علماء اسی کے قائل ہیں،
جن میں ابو حنیفہ، امام احمد، امام ابو یوسف اور ابو ثور بھی شامل
ہیں۔ (المجموع شرح المذهب ص ۷۹، ج ۹)

فقہ حنبلی

«ذبیحة المرتد حرام وإن كانت ردتہ إلى دین أهل الكتاب هذا
قول مالك والشافعی وأصحاب الرأي» (المغنی مع الشرح الكبير ص
۸۷، ج ۱۰)

اور مرتد کا ذبیحہ حرام ہے، خواہ اس نے اہل کتب کے مذہب کی
طرف ارتداد اختیار کیا ہو، یہی امام شافعی اور اصحاب الرائے
(احناف) کا قول ہے۔ (المغنی مع الشرح الكبير ص ۸۷، ج ۱۰)
«ولا تحل ذبیحته ولا نکاح نسائهم وإن انتقلوا إلى دین أهل
الكتاب» (المغنی مع الشرح الكبير ص ۱۷۰، ج ۷)

مرتد کا نہ ذبیحہ حلال ہے اور نہ ان کی عورتوں سے نکاح حلال ہے خواہ
انہوں نے اہل کتب کے مذہب کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو۔
(المغنی مع الشرح الكبير ص ۱۷۰، ج ۷)

«ولا یؤکل صید مرتد ولا ذبیحته وإن تدین بدین أهل الكتاب»
(المغنی مع الشرح الكبير ص ۳۲، ج ۱۱)

مرتد کا ذبیحہ اور اس کا شکار کیا ہوا گوشت نہ کھایا جائے چاہے اس نے
اہل کتب کے مذہب کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو۔
(المغنی مع الشرح الكبير ص ۳۲، ج ۱۱)

فقہ مالکی

«وأما المرتد فإن الجمهور علی إن ذبیحته لا تؤکل» (بدایة المجتہد
ص ۳۳۰، ج ۱)
لیکن مرتد پس جہود اس پر ہیں کہ اس کا ذبیحہ حلال نہیں۔

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ مرتد کا ذبیحہ کسی حالت میں بھی حلال نہیں، خواہ اس
نے کوئی ساندہب بھی اختیار کیا ہو۔ اس لئے جن مولوی صاحب نے قادیانیوں کے
ذبیحہ کو جائز کہا ہے ان کا نہ فتویٰ بالکل غلط اور قواعد شرعیہ کے خلاف ہے۔

مرتد کی اولاد کا حکم

جس نے خود ارتداد اختیار کیا ہو وہ اصلی مرتد ہے، اس کو اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر وہ اسلام نہ لائے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

مرتد والدین کی صلیبی اولاد بھی والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے حکماً مرتد کہلاتی ہے، اس لئے ان کے بالغ ہونے کے بعد ان کو بھی اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا، لیکن اگر وہ اسلام قبول نہ کرے تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ جس و ضرب کی سزا دی جائے گی۔

البتہ تیسری پشت میں مرتد کی اولاد پر مرتد کے احکام جاری نہیں ہوتے، بلکہ کافر اصلی کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ چنانچہ در مختار میں ہے

”زوجان ارتدا ولحقا فولدت المرتدة ولد أو ولد له أى لذلك المولود ولد فظهر عليهم جميعا فالولدتان فى كاصلهما والولد الأول يجبر بالضرب - أى وبالحبس - نهر - على الإسلام وإن حبست به ثمة لتبعية لأبويه لا الثانى لعدم تبعية الجدة على الظاهر فحكمه كحربى، (الشامى مع الدر المختار ص ۲۵۶، ج ۴)

میں بیوی مرتد ہو کر دار الحرب چلے گئے،

وہاں مرتد عورت نے بچہ جنما، اور آگے اس لڑکے کے لڑکا ہوا، پھر یہ سب جنماد میں مسلمانوں کے قابو میں آگئے تو مرتد جوڑے کی طرح ان کا بیٹا اور پوتا بھی مای غنیمت ہیں۔ ان کے بیٹے کو تو ضرب (و جس) کے ذریعہ اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا خواہ وہ

دار الحرب میں حاملہ ہوئی تھی، کیونکہ وہ اپنے والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے حکماً مرتد ہے۔ مگر پوتے کو مجبور نہیں کیا جائے گا، کیونکہ ظاہر روایت کے مطابق پوتا دادے کے تابع نہیں ہوتا، پس اس کا حکم عام حربی کافر کا حکم ہے۔

مرتد کی اولاد کا ذبیحہ

اور جب یہ معلوم ہو چکا کہ تیسری پشت میں جا کر مرتد کی اولاد کا حکم عام کافروں کا ہو جاتا ہے۔ تو دیکھنا یہ ہو گا کہ اس نے کونسا دین و مذہب اختیار کیا ہے؟ اور یہ کہ اس مذہب کے لوگوں کا ذبیحہ حلال ہے یا نہیں؟

سب جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے صرف اہل کتاب کا ذبیحہ حلال قرار دیا گیا ہے۔ اور بت پرستوں اور مجوسیوں کا ذبیحہ حلال نہیں، پس اگر مرتد نے اہل کتاب کا مذہب اختیار کر لیا تھا تو تیسری پشت میں جا کر اس کی اولاد کا حکم اہل کتاب کا ہو گا اور ان کا ذبیحہ حلال ہو گا۔

اور اگر اس نے ہندوؤں، سکھوں یا مجوسیوں کا مذہب اختیار کر لیا تھا تو تیسری پشت میں اس کی اولاد بھی ہندو یا سکھ یا مجوسی شمار ہوگی اور اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہو گا۔

اور اگر اس نے ان مذاہب معروفہ میں سے کوئی مذہب بھی اختیار نہیں کیا، بلکہ یا تو لامذہب اور دھرم سے رہ گیا یا اس نے کوئی نیا مذہب ایجاد کر لیا تو اس کا ذبیحہ بھی حلال نہیں ہو گا، پس یہ جو مشہور ہے کہ مرتد کی اولاد کا ذبیحہ جائز ہے یہ مطلقاً صحیح نہیں، بلکہ اس میں مندرجہ بالا تفصیل کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قادیانیوں نے اہل کتاب کا مذہب اختیار نہیں کیا بلکہ انہوں نے ایک نیا دین اختیار کیا ہے لہذا ان کی اولاد کا ذبیحہ کسی حال میں بھی حلال نہیں ہو گا۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کے فتویٰ میں قادیانی اور اس کی اولاد میں جو فرق کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں۔

کفر زندقہ

مندرجہ بالا تفصیل سے ثابت ہوا کہ قادیانیوں کا ذبیحہ کسی حال میں حلال نہیں، خواہ انہوں نے اسلام کو چھوڑ کر قادیانی مذہب کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو، یا وہ قادیانیوں کے گھریب پیدا ہونے کی وجہ سے ”پیدائشی قادیانی“ ہوں، دونوں صورتوں میں ان کا ذبیحہ حرام اور مردار ہے۔

اس مسئلہ کے سمجھنے کے لئے ایک اور نکتہ پر غور کرنا بھی ضروری ہے اور یہ کہ قادیانیوں کے کفر و ارتداد کی نوعیت معلوم کی جائے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ کفر کی کئی قسمیں ہیں، ان میں سے ایک کا نام ”کفر زندقہ“ ہے اور جو لوگ ایسے کفر کو اختیار کرتے ہیں انہیں ”زندیق“ کہا جاتا ہے۔ فقہی اصطلاح میں ”زندیق“ ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو، مگر درپردہ کفریہ عقائد رکھتا ہو، اور اپنے کفر کو اسلام کے پردے میں چھپانے کی کوشش کرتا ہو۔

علامہ تفتازانیؒ ”شرح مقاصد میں کافروں کی قسمیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

» وان كان مع اعترافه بنبوة النبي ﷺ واطهاره شعائر الإسلام

یبطن عقائد ہی کفر بالاتفاق خص باسم الزندقہ (ص ۲۶۹، ج ۲)

اور اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا قائل ہونے اور اسلامی شہادت کا اظہار کرنے کے باوجود ایسے عقائد کو چھپاتا ہو جو بالاتفاق کفر ہیں، تو ایسے شخص کا نام ”زندیق“ ہے۔

اسلام کے پردے میں کفر کو چھپانے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ کسی کو ان عقائد کی ہوائی نہ گئے دے، عام لوگ یہ سمجھیں کہ یہ مسلمان ہے اور مسلمانوں ہی کے عقائد رکھتا ہے، حالانکہ وہ درپردہ کفریہ عقائد رکھتا ہے (جن کا اظہار کبھی بے ساختہ ہو جاتا ہے) جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منافقین کا حال تھا، عمدہ نمونہ ص کے بعد ایسے منافق بھی (جن کے نفاق کا علم کسی ذریعہ سے ہو جائے) ”زندیق“ شمار کئے جائیں گے۔

حافظ ابن قدامہ المقدسی الحنبلی ”المغنی“ میں لکھتے ہیں

«والزندیق الذی یشہد بالإسلام ویستتر الکفر وهو الذی کان

یسمی منافقا فی عصر النبی ﷺ ویسمى اليوم زنديقا»

اور ”زندیق“ وہ شخص ہے جو اسلام کا اظہار کرتا ہو اور کفر کو چھپاتا ہو، ایسے شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ”منافق“ کہا جاتا تھا اور آج اس کا نام زندیق رکھا جاتا ہے۔

(المغنی ص ۱۷۱، ج ۷۔ الشرح الکبیر ۱۶۷ ج ۷)

«والزندیق هو الذی یشہد بالإسلام ویبطن الکفر فمتی قامت بینة

أنه تکلم بما یکفر به فإنه یستتاب وإن تاب ولا قتل» (مجموع شرح

المہذب ص ۲۳۲، ج ۱۹)

اور ”زندیق“ وہ شخص ہے جو اسلام کا اظہار کرتا ہو اور کفر کو چھپاتا ہو،

پس جب شہادت قائم ہو جائے کہ اس نے کلمہ کفر کا یہ تو اس سے توبہ

لی جائے گی، اگر وہ توبہ کر لے تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے

گا۔

حافظ بدر الدین عینی ”لکھتے ہیں

«واختلف فی تفسیرہ؛ فقیل هو المبطن للکفر المظهر للإسلام

کالمنافق» (عمدة القاری ص ۷۹، ج ۲۴)

زندیق کی تفسیر میں اختلاف ہوا ہے۔ پس ایک قول یہ ہے کہ زندیق وہ

شخص ہے جو منافق کی طرح کفر کو چھپاتا ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو۔

حافظ ابن حجر "فتح البدری میں لکھتے ہیں کہ زندیق دراصل ان لوگوں کو کہا جاتا تھا جو دیوانہ، باغی اور مزدک کے پیروکار تھے۔

«وأظهر جماعة منهم الإسلام خشية القتل ومن ثم أطلق الإسم على كل من أسر الكفر وأظهر الإسلام حتى قال مالك الزندقة ما كان عليه المنافقون وكذا أطلق جماعة من الفقهاء الشافعية وغيرهم أن الزنديق هو الذي يظهر الإسلام ويخفي الكفر فإن أرادوا اشتراكهم في الحكم فهو كذلك وإلا فأصلهم ما ذكرت» (فتح الباری ص ۲۷۱، ج ۱۲)

اور ان میں سے ایک جماعت نے قتل کے اندیشے سے اسلام کا اظہار کیا تھا، اسی بنا پر "زندقہ" کا لفظ ہر اس شخص پر بولا جاتا ہے جو کفر کو چھپاتا ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو۔ یہاں تک کہ امام مالک نے فرمایا کہ زندقیت وہی ہے جس پر منافق تھے۔ اسی طرح فقہائے شافعیہ اور دیگر حضرات نے "زندقہ" کا لفظ اس شخص کے لئے استعمال کیا ہے جو اسلام کا اظہار کرتا ہو اور کفر کو چھپاتا ہو، پس اگر ان کی مراد یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا حکم بھی زندقہ کا ہے تو یہ صحیح ہے ورنہ زندقوں کی اصل میں ذکر کر چکا ہوں۔

کفر کو چھپانے کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص اپنے کفریہ عقائد کا توہرہ اظہار کرتا ہے اور لوگوں کو ان کی دعوت بھی دیتا ہے، لیکن اپنے کفریہ عقائد پر اسلام کا لیبل چکاتا ہے۔ کتاب و سنت کی غلط تاویل کے ذریعہ اپنے عقائد فاسدہ کو برحق ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور لوگوں کے سامنے ایسی طمع سازی کرتا ہے کہ ناواقف لوگ ان عقائد باطلہ ہی کو اسلام سمجھنے لگیں۔

درمختار میں ہے کہ "جو زندقہ کہ معروف اور داعی ہو اگر وہ پکڑا جائے تو اس کی توبہ نہیں۔" اس کے ذیل میں علامہ شامی لکھتے ہیں۔

«وقوله المعروف أى: بالزندقة الداعى الذى يدعو الناس إلى زندقته، فإن قلت: كيف يكون معروفا داعيا إلى الضلال، وقد اعتبر في مفهومه الشرعى أن يبطن الكفر قلت: لا بعد فيه، فإن الزندق يمويه كفره، وبروة عقيدته الفاسدة ويخرجها فى الصورة الصحيحة، وهذا معنى إبطان الكفر» (شامی ص ۲۴۲، ج ۴)

معروف سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے زندقہ میں معروف ہو اور داعی کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے زندقہ کی دعوت دیتا ہو۔

اگر تم کو کہو کہ زندقہ معروف اور داعی الی الضلال کیسے ہو سکتا ہے؟ جب کہ زندقہ کے مضمون شرعی میں یہ بات ملحوظ ہے کہ کفر کو چھپاتا ہو۔

میں کہتا ہوں کہ اس میں کوئی بعد نہیں، کیونکہ زندیق اپنے کفر پر طمع کیا کرتا ہے اور اپنے عقیدہ باطلہ کو رواج دینا چاہتا ہے اور وہ اسے بظاہر صحیح صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور یہی معنی ہیں کفر کو چھپانے کے۔

امام الشاہ ولی اللہ محدث دہلوی "مسوئی شرح عربی موطا میں منافع اور زندیق کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

بیان ذلك أن المخالف للدين الحق إن لم يعترف به ولم يذعن له لا ظاهراً ولا باطناً فهو كافر وإن اعترف بلسانه وقلبه على الكفر فهو المنافق، وإن اعترف به ظاهراً، لكنه يفسر بعض ما ثبت من الدين ضرورة بخلاف ما فسره الصحابة والتابعون واجتمعت عليه الأمة فهو الزنديق۔ شرح اس کی یہ ہے کہ جو شخص دین حق کا مخالف ہے اگر وہ دین اسلام کا اقرار ہی نہ کرتا ہو اور نہ دین اسلام کو ماننا ہو نہ ظاہری طور پر اور نہ باطنی طور پر، تو وہ کافر کہلاتا ہے۔ اور اگر زبان سے دین کا اقرار کرتا ہو لیکن دین کے بعض قطعیات کی ایسی تاویل کرتا ہو جو صحابہ کرام و تابعین اور اجماع امت کے خلاف ہو تو ایسا شخص زندیق کہلاتا ہے۔ آگے تاویل صحیح اور تاویل باطل کا فرق بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

ثم التأويل تأويلان: تأويل لا يخالف قاطعاً من الكتاب والسنة واتفاق الأمة وتأويل يصادم ما ثبت بقاطع فذلك الزندقة۔

پھر تاویل کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ تاویل جو کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت شدہ کسی قطعی مسئلے کے خلاف نہ ہو اور دوسری وہ تاویل جو ایسے مسئلے کے خلاف ہو جو دلیل قطعی سے ثابت ہے پس ایسی تاویل "زندقہ" ہے۔

آگے زندیقانہ تاویلوں کی مثالیں ذکر کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

لکھتے ہیں۔

أوقال إن النبي ﷺ خاتم النبوة ولكن معنى هذا الكلام أنه لا يجوز أن يسمى بعده أحد بالنبى وأما معنى النبوة وهو كون الإنسان مبعوثاً من الله تعالى إلى الخلق مفترض الطاعة معصوماً من الذنوب ومن البقاء على الخطأ فيما يرى فهو موجود في الأئمة بعده، فذلك هو الزنديق۔ مسوئی ج ۲/۱۳۰

یا کوئی شخص یوں کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ خاتم النبیین ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کسی کا نام نبی نہیں رکھا جائے گا لیکن نبوت کا مفہوم کسی انسان کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے مخلوق کی طرف مبعوث ہونا، اس کی اطاعت کا فرض ہو اور اس کا مرنے سے اور خطا پر قائم رہنے سے معصوم ہونا۔ یہ آپؐ کے بعد بھی اماموں میں موجود ہے تو یہ شخص ”زندیق“ ہے۔
اکابر امت کی مندرجہ بالا تصریحات سے ثابت ہوا کہ ایسا شخص شرعی اصطلاح میں ”زندیق“ کہلاتا ہے۔

- جو اسلام کا اظہار کرتا ہو۔
- جو دعویٰ اسلام کے باوجود کفریہ عقائد رکھتا ہو۔
- اور جو اپنے کفریہ عقائد کو تاویل باطل کے پردہ میں چھپاتا ہو، اور کتاب و سنت کے نصوص کو توڑ مروڑ کر ان سے اپنا عقیدہ باطلہ کشید کرتا ہو یا اسلام کے عقائد متواترہ پر طعن کرتا ہو۔

قادیانی زندیق ہیں

- زندیق کی یہ تعریف قادیانیوں پر حرف بحرف صادق آتی ہے۔ وہ خالص کفریہ عقائد رکھتے ہیں جن کا اسلام کے ساتھ ذرا بھی تعلق نہیں، مثلاً
- وہ ختم نبوت کے منکر ہیں جو اسلام کا قطعی عقیدہ ہے اور وہ اس اسلامی عقیدہ کو ”لعنت“ قرار دیتے ہیں نعوذ باللہ
- وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کے منکر ہیں، جو اسلام کا قطعی عقیدہ ہے۔
- وہ مرزا غلام احمد قادیانی دجال کو مسیح موعود، مہدی موعود، نبی و رسول اور ظلی ”محمد رسول اللہ“ مانتے ہیں، جو سراسر کفر ہے۔
- وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات مع نبوت محمدیہ کے لعین قادیان کے لئے ثابت کرتے ہیں۔
- وہ غلام احمد قادیانی کو محاذ اللہ صاحب تجدید شریعت نبی مانتے ہیں۔
- وہ غلام احمد قادیانی پر وحی قطعی کا نزول مانتے ہیں، اسے تورات و انجیل اور قرآن کی طرح واجب الایمان کہتے ہیں اور اس میں شک و تردد کو موجب کفر قرار دیتے ہیں
- وہ مرزا قادیانی الدجال الاعور کی وحی و تعلیم اور اس کی تجدید شریعت کو تمام انسانیت کے لئے واجب الاتباع اور مدار نجات قرار دیتے ہیں۔
- ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں ہیں، پہلی بعثت مکہ میں ہوئی اور دوسری بعثت مرزا قادیان کی بروزی شکل میں۔ قادیان میں ہوئی۔

تیرہ صدیوں تک پہلی بعثت کا دور رہا اور چودھویں صدی سے قادیانی بعثت کا دور شروع ہوا۔

○ وہ ان خالص کفریہ عقائد کے باوجود بڑی شدت سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین جس کے مسلمان قائل ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک طبقہ در طبقہ متواتر چلا آ رہا ہے، وہ قادیانیوں کے نزدیک کفر ہے اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔

○ ان کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ مرزا قادیانی کو ”محمد رسول اللہ“ مان کر اس کا کلمہ نہ پڑھے۔ گویا قادیانیوں کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ منسوخ ہو چکا، جیسا کہ مسلمانوں کے نزدیک حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا کلمہ منسوخ ہے۔

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے
 ”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے، مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰) مرزا بشیر احمد دوسری جگہ لکھتا ہے،
 ”مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں! محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی قندیر۔“ (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

○ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ شریعت محمدیہ کی پیروی موجب نجات نہیں۔ جب تک کہ مرزا قادیانی کی وحی و تعلیم کی پیروی نہ کی جائے، پس جس طرح کہ مسلمانوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے حضرات انبیاء سابقین علیہم السلام کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں اور اب ان کی پیروی موجب نجات نہیں۔ اسی طرح قادیانیوں کے نزدیک شریعت محمدیہ بھی منسوخ ہو چکی ہے اور مرزا قادیانی کی پیروی کے بغیر نجات نہیں۔

○ قادیانیوں کے اس طرح کے سیکڑوں کفریہ عقائد ہیں، مثلاً ملائکہ کا انکار، حشر جسمانی کا انکار، معراج جسمانی کا انکار۔ وغیرہ۔ جن کی تفصیل علمائے امت مختلف کتابوں میں فرما چکے ہیں۔ اور اس ناکارہ نے ان کے مندرجہ بالا عقائد اپنے رسالہ ”قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین“ میں باحوالہ درج کر دیئے ہیں، اس کا مطالعہ ضرور کیا جائے اور اسے زیر نظر تحریر کا ایک حصہ تصور کیا جائے۔ ان تمام کفریات

کے باوجود وہ پوری ڈھٹائی اور بیچینی کے ساتھ، قرآن و سنت میں تحریف اور تاویل باطل کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور دینِ مرزیت کو اسلام اور دینِ محمدیؐ کو کفرِ ملیت کرنے کی جسارت کرتے ہیں، اس سے بڑھ کر الحاد و زندقہ کیا ہو سکتا ہے؟ اس لئے قادیانی بلا شبہ ملحد و زندیق ہیں اور ان کا وہی حکم ہے جو علامہ شامیؒ نے دروزیہ، تیمانہ، نصیریہ اور قرامطہ کا لکھا ہے کہ یہ واجب القتل ہیں اور ان کی توبہ قابل قبول نہیں۔

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں۔

ويعلم بما هنا حكم الدروز والتيامنة فإنهم في البلاد الشامية يظهرون الإسلام والصوم والصلوة مع أنهم يعتقدون تناسخ الأرواح وحل الخمر والزنا وأن الألوهية تظهر في شخص بعد شخص ويجحدون الحشر والصوم والصلوة والحج، ويقولون المسمى به غير المعنى المراد ويتكلمون في جناب نبينا ﷺ كلمات فظيعة، وللعلامة المحقق عبد الرحمن العمادی فيهم فتوى مطولة، وذكر فيهما أنهم ينتحلون عقائد التصيرية والإسماعيلية الذين يلقبون بالقرامطة والباطنية الذين ذكرهم صاحب المواقف، ونقل عن علماء المذاهب الأربعة أنه لا يحل إقرارهم في ديار الإسلام بجزيه ولا غيرها. ولا تحمل مناكحتهم ولا ذبائهم وفيهم فتوى في الخيرية أيضاً فراجعها. والحاصل أنهم يصدق عليهم إسم الزنديق والمنافق والملحد، ولا يخفى أن إقرارهم بالشهادتين مع هذا الاعتقاد الخبيث لا يجعلهم في حكم المرتد لعدم التصديق، ولا يصح إسلام أحدثم ظاهراً إلا بشرط التبري عن جميع ما يخالف دين الإسلام لأنهم يدعون الإسلام ويقرون بالشهادتين ويعد الظفر بهم لا تقبل توبتهم أصلاً. (در المختار للشامی ص ۲۴۴، ج ۴)

یہیں سے دروزیہ اور تیمانہ کا حکم معلوم ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ شام کے علاقوں میں اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔ نماز روزہ کرتے ہیں، حلال کہ وہ تاح اور روح کے قائل ہیں اور خمر اور زنا کو حلال سمجھتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ الوہیت یکے بعد دیگرے مختلف اشخاص میں ظہور کرتی ہے، وہ حشر و نشر، نماز روزہ اور حج کے قائل نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مسیحی بہ معنی مراد کے علاوہ ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ کی جناب میں ناشائستہ کلمات کہتے ہیں۔ علامہ محقق عبدالرحمن عمادیؒ کا ان کے بارے میں

ایک طویل فتویٰ ہے اس میں موصوف نے ذکر کیا ہے کہ یو لوگ نصیری اور اسمعیلی لوگوں کے عقائد رکھتے ہیں جن کو قرابطہ اور باطنیہ کہا جاتا ہے اور جن کا ذکر صاحب مواقف نے کیا ہے۔ اور انہوں نے مذاہب اربعہ کے علماء سے نقل کیا ہے کہ ان کو دارالاسلام میں ٹھہرانا حلال نہیں، نہ جزیہ لے کر اور نہ اس کے بغیر، نہ ان سے رشتہ باطنہ جائز ہے اور نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے ان کے بدلے میں فتویٰ خیرہ میں بھی ایک فتویٰ ہے اس کی طرف مراجعت کی جائے۔

حاصل یہ ہے کہ ان پر ”زندیق“

”منافق“ اور ”طغہ“ کا مفہوم صادق آتا ہے ظاہر ہے کہ ان خبیث عقائد کے بارِ وجود ان کا شہادتیں کا اقرار کرنا ان کو مرتد کے حکم میں قرار نہیں دیتا، کیونکہ یہاں تصدیق مفقود ہے اور ان میں سے کوئی شخص اسلام کا اظہار کرے تو وہ قابل قبول نہیں جب تک کہ ان تمام عقائد سے برات کا اظہار نہ کرے جو دین اسلام کے خلاف ہیں، کیونکہ وہ پہلے ہی سے اسلام کے مدعی ہیں اور شہادتیں کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ قایم میں آجائیں تو ان کی توبہ قطعاً قبول نہیں۔

زندیق کا حکم

تمام ائمہ کے نزدیک زندیق کا حکم وہی ہے جو مرتد کا ہے، چنانچہ

(۱) زندیق مرتد کی طرح واجب القتل ہے۔

(۲) اس سے رشتہ باطنہ ناجائز اور باطل ہے۔

(۳) اور اس کا ذبیحہ حرام اور مردار ہے۔

بلکہ ایک اعتبار سے زندیق کا کفر، مرتد سے بھی بدتر ہے کیونکہ با جماع امت مرتد کو توبہ کی تلقین کی جاتی ہے اور اگر وہ توبہ کر کے دوبارہ مسلمان ہو جائے تو اس سے قتل کی سزا ساقط ہو جاتی ہے..... لیکن زندیق کی توبہ میں اختلاف ہے، امام شافعیؒ اور مشہور روایت میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ سچے دل سے تائب ہو جائے تو اس سے قتل ساقط ہو جائے گا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں، یعنی وہ توبہ کا اظہار کرے تب بھی اس سے قتل کی سزا ساقط نہیں ہوگی۔ امام ابو حنیفہؒ سے بھی یہی منقول ہے کہ زندیق کی توبہ نہیں، امام احمدؒ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ فتاویٰ قاضی خان، بحر الرائق اور در مختار وغیرہ میں یہ تفصیل ذکر کی گئی کہ اگر زندیق از خود آکر توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی، اور قتل کی سزا اس سے ساقط ہو جائے گی۔ لیکن اگر وہ گرفتار ہونے کے بعد توبہ کرے تو اس کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں اور وہ واجب القتل ہے فقہ مالکی کی معروف کتاب الموابہب الجلیل میں بھی یہی تفصیل ذکر کی گئی ہے۔

اس سلسلہ میں فقہاء کی درج ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں
امام ابو بکر جصاصؒ لکھتے ہیں

قال أبو حنيفة أقتل الزنديق سرا فإن توبته لا تعرف.
قال مالك يقتل الزنادقة ولا يستتابون. (أحكام القرآن للجصاص

ص ۲۸۶، ج ۲)

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ زندقہ کو موقع پا کر بچنے سے قتل کر دو کیونکہ
اس کی توبہ معروف نہیں،
امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ زندقوں کو قتل کیا جائے گا اور ان سے توبہ
نہیں لی جائے گی۔

در مختار میں ہے

«وكذا الكافر بسبب الزندقة لا توبة له وجعله في الفتح ظاهر
المذهب لكن في حظر الخانية الفتوى على أنه إذا أخذ الساحر أو
الزنديق المعروف الداعي قبل توبته ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل؛ ولو
أخذ بعدها قبلت». (در المختار ص ۲۴۲، ج ۴)

اور اسی طرح جو شخص زندقہ کی وجہ سے کافر ہو گیا ہو اس کی توبہ قابل قبول
نہیں، اور فتح القدیر میں اس کو ظاہر مذہب بتایا ہے لیکن فتاویٰ قاضی خاں
کتب الخطر والا باحتہ میں ہے کہ فتویٰ اس پر ہے جب جادوگر اور
زندیق جو معروف اور داعی ہو توبہ سے پہلے گرفتار ہو جائیں اور پھر گرفتار
ہونے کے بعد توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں بلکہ ان کو قتل کیا جائے
اور اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کر لی تو توبہ قبول کی جائے گی۔

ابن الرائق میں ہے

"لا تقبل توبة الزنديق في ظاهر المذهب وهو من لا يتدين بدين
... في الخانية قالوا إن جاء الزنديق قبل أن يؤخذ فأقر أنه زنديق فتأب
عن ذلك تقبل توبته، وإن أخذ ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل". (البحر
الرائق ص ۱۳۶، ج ۱۵)

ظاہر مذہب میں زندقہ کی توبہ قابل قبول نہیں اور زندقہ وہ شخص ہے جو

دین کا قاتل نہ ہو..... اور فتویٰ قاضی خاں میں ہے کہ اگر زندیق
گر فتنہ ہونے سے پہلے خود آکر اقرار کر لے کہ وہ زندیق ہے، پس اس
سے توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول ہے اور اگر گزشتہ ہوا پھر توبہ کی تو اس
کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی بلکہ اسے قتل کیا جائے گا۔

(المحررات - ص ۱۳۶ ج ۵)

فقہ مالکی کی کتاب مواہب الجلیل شرح مختصر الخلیل میں ہے۔

«الزندیق وهو من يظهر الإسلام ويسر الكفر فإذا ثبت عليه
الكفر لم يستتب ويقتل ولو أظهر توبته لأن إظهار التوبة لا يخرج عما
بيديه من عادته ومنهجه فإن التقيّة عند الخوف عين الزندقة أما إذا جاء
بنفسه مقرا بزندقته ومعلنا توبته دون أن يظهر عليه فتقبل توبته» .
(مواہب الجلیل شرح مختصر الخلیل ص ۲۸۲، ج ۶ بحوالہ التشریع
الجنائی الاسلامی ص ۷۲۶، ج ۲)

زندیق وہ شخص ہے جو اسلام کا اظہار کرتا ہو اور کفر کو چھپاتا ہو، پس جب
اس کا کفر ثابت ہو جائے تو اس سے توبہ نہیں لی جائے گی بلکہ اسے قتل
کیا جائے گا خواہ وہ توبہ کا اظہار کرے کیونکہ توبہ کا اظہار اس کو اس کی
اس عادت و مذہب سے نہیں نکالتا جس کو وہ ظاہر کیا کرتا ہے کیونکہ
خوف کے وقت بچاؤ کے لئے توبہ کا اظہار عین زندقہ ہے۔ البتہ اگر وہ
گر فتنہ ہوئے بغیر خود آکر اپنے زندقہ کا اقرار کرے اور توبہ کا اعلان
کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے (اور اس سے قتل کی سزا ساقط ہو
جائے گی)

(مواہب الجلیل ص ۲۸۲ ج ۶ بحوالہ التشریع الجنائی الاسلامی ص ۷۲۶ ج ۲)

فقہ شافعی کی کتاب المجموع شرح المہذب میں ہے

«المرتد إذا أسلم ولم يقتل صح إسلامه سواء كانت ردة إلى
كفر منظاهر به أهله كاليهودية والنصرانية وعبادة الأصنام أو إلى كفر
يستر به أهله كالزندقة، والزندیق هو الذي يظهر الإسلام ويبطن الكفر
فمتى قامت بينة أنه تكلم بما يكفر فإنه يستتاب وإن تاب وإلا قتل، فإن
استتب فتاب قبلت توبته، وقال بعض الناس إذا أسلم المرتد لم يحقن
دمه بحال لقوله ﷺ: "من بدل دينه فاقتلوه" وهذا قد بدل وقال مالك

وأحمد وإسحاق لا تقبل توبة الزنديق ولا يحقن دمه بذلك وهو إحدى الروايتين عن أبي حنيفة والرواية الأخرى كمنهبتا. (المجموع شرح المذهب ص ۲۳۳، ج ۱۹)

مرتد جب مسلّم ہو جائے اور ایسے قتل نہ کیا جائے تو اس کا اسلام صحیح ہے۔ خواہ وہ ایسے کفر کی طرف مرتد ہوا ہو جس کو اس مذہب کے لوگ ظاہر کرتے ہیں جیسے یہودیت نصرانیت، بت پرستی۔ خواہ اس کا ارتداد ایسے کفر کی طرف ہوا ہو جس کو اس مذہب کے لوگ چھپاتے ہیں، جیسے زندقہ۔ اور زندقہ وہ ہے جو اسلام کا اظہار کرتا ہو اور کفر کو چھپاتا ہو۔ پس جب اس پر شاذت قائم ہو جائے کہ اس نے کلمہ کفر کا ہے تو اس سے توبہ کے لئے کہا جائے گا اگر وہ توبہ کرے۔ دھیک۔ ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ اگر اس سے توبہ لی گئی اور اس نے توبہ کر لی تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ جب مرتد مسلّم ہو جائے تو اس کا خون محفوظ نہیں ہوتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”جو شخص اپنے دین کو بدل لے یعنی مرتد ہو جائے اس کو قتل کر دو۔“ اور اس نے دین بدل لیا تھا امام مالک، امام احمد اور امام اسحاق فرماتے ہیں کہ زندقہ کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

(المجموع شرح المذهب ص ۲۳۳ ج ۱۹)

اور فقہ شافعی میں بھی ایک قول یہ ہے کہ جو شخص کفر خفی کی طرف مرتد ہو جائے اس کی توبہ قبول نہیں جیسے زندقہ اور باطنیہ۔ امام نووی ”منہاج میں لکھتے ہیں۔

«وقيل لا يقبل إسلامه، إن ارتد إلى كفر خفي كزندقه وباطنية». (نهاية المحتاج شرح المنهاج ص ۳۹۹، ج ۱۷)

اور ایک قول یہ ہے کہ مرتد کا اسلام قبول نہیں کیا جائے گا اگر اس نے کفر خفی کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو مثلاً اس نے زندقہ، یا باطنیت اختیار کر لی ہو۔

فقہ حنبلی کی کتاب المغنی اور الشرح الکبیر میں ہے۔

«إذا تاب (المرتد) قبلت توبته ولم يقتل أى كفر كان وسواء كان زنديقا ويستسر بالكفر أو لم يكن وهذا مذهب الشافعي والمعنبري وروى ذلك عن علي وابن مسمود وهو إحدى الروايتين عن أحمد واختيار أبي بكر الخلال وقال أنه أولى على مذهب أبي عبد الله

والروایۃ الأخری لا تقبل توبۃ الزندیق ومن تکررت ردتہ وهو قول مالک
والثیث وإسحاق وعن أبی حنیفۃ روایتان کہاتین واختیار أبو بکر أنه لا
تقبل توبۃ الزندیق»۔ (المغنی ص ۸۷، ج ۱۰ - الشرح الكبير ص ۸۹، ج ۱۰)

مرتب جب توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور قتل نہیں کیا
جائے گا۔ خواہ اس نے کوئی سا کفر اختیار کیا ہو، خواہ زندیق ہو اور کفر کو
چھپاتا ہو یا زندیق نہ ہو۔ یہ امام شافعیؒ اور غزالیؒ کا مذہب ہے اور یہ
حضرت علیؒ اور حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے اور یہی ایک روایت
امام احمدؒ سے ہے ابو بکر خلال نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ
امام احمدؒ کے مذہب میں یہی روایت رائج ہے۔ دوسری روایت یہ ہے
کہ زندیق اور جو شخص باہر مرتد ہوتا ہو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے
گی۔

یہی قول ہے امام مالکؒ، امام لیثؒ اور امام اسحاقؒ کا۔ اور امام ابو حنیفہؒ
سے دونوں طرح کی روایتیں ہیں۔ اور ابو بکرؒ کے نزدیک معتد یہی ہے
کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

امام شمس الدین ابن قدامہ مقدسی مرتد کے نکاح کے باطل ہونے اور اس کے ذبیحہ کی
حرمت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

والزندیقی کا المرتد فیما ذکرنا (المغنی مع شرح البکیر ص ۱۰۷)

اور مذکورہ بالا احکام میں زندیق، مرتد کی طرح ہے۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں

«وحکم سائر الکفار من عبدة الأوثان والزنادقة وغیرہم حکم

المجوس فی تحریم ذبائحہم وصیلہم»۔

اہل کتاب کے علاوہ باقی کفار، بت پرست اور زندیق وغیرہ کا حکم

مجوسیوں کا حکم ہے کہ ان کا ذبیحہ اور شکار حرام ہے۔

(المغنی مع الشرح البکیر ص ۳۹ ج ۱۱)

المجموع شرح منہب میں ہے۔

«ولا تحمل ذبیحۃ المرتد ولا الوثنی ولا المجوسی لما ذکرہ المصنف

وهكذا حکم الزندیق وغیرہ من الکفار الذین لیس لهم کتاب»۔

اور حلال نہیں ذبیحہ مرتد کا، نہ بت پرست کا، نہ مجوسی کا۔ اور یہی حکم

ہے زندیق وغیرہ ان کفار کا جن کے پاس آسمانی کتاب نہیں۔

(المجموع شرح المنہب ص ۷۵ ج ۹)

خلاصہ بحث

ان تمام مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ

- جو شخص خود قادیانیت کی طرف مرتد ہوا ہو وہ مرتد بھی ہے اور زندیق بھی۔
- اس کی صلیبی اولاد بھی اپنے والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے حکماً مرتد ہے اور زندیق بھی۔

- اس کی اولاد کی اولاد مرتد نہیں بلکہ خالص زندیق ہے۔
- مرتد اور زندیق دونوں واجب القتل ہیں، دونوں سے مناکحت باطل اور دونوں کا زیچہ حرام اور مردار ہے۔ اس لئے کسی قادیانی کا زیچہ کسی حل میں حلال نہیں۔

قادیانیوں کے معاملہ میں اشکال کی وجہ

جن حضرات نے قادیانیوں کے یا ان کی اولاد کے زیچہ کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا ہے انہیں قادیانی مذہب کی حقیقت سمجھنے میں اشکال پیش آیا۔ اور اس اشکال کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی امت دجل و تلبیس کے فن میں ماہر ہے۔ وہ عام مسلمانوں کے سامنے اپنے اصل عقائد کا اظہار نہیں کرتے بلکہ اپنی تقریر و تحریر میں مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی بنیادی اختلاف نہیں، بس ذرا سا اختلاف ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک مہدی ابھی آنے والا ہے اور قادیانیوں کے نزدیک جس کو آنا تھا وہ آگیا۔ اس نکتہ کے سوا ان کے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں..... قادیانیوں کے اس دجل و تلبیس سے نہ صرف عام مسلمانوں کو قادیانیوں کی اصل حقیقت کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے بلکہ وہ اہل علم، جنہوں نے قادیانی لٹریچر کا گہرا مطالعہ نہیں کیا وہ اشکال اور تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن جن حضرات نے قادیانی لٹریچر کا بغور مطالعہ کیا ہو اور انہیں قادیانیوں سے گفتگو اور بحث و مناظرہ کا موقع ملا ہو ان کے سامنے یہ حقیقت آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو جاتی ہے۔

کہ

- قادیانیت، اسلام کے متوازی ایک مستقل دین و مذہب ہے۔
- قادیانی نبوت، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ایک نئی متوازی نبوت

ہے۔

- قادیانیوں کے نزدیک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ اور شریعت منسوخ ہیں اور نبوت محمدیہ کو ماننے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے سب کافر ہیں۔

اس لئے اسلام اور قادیانیت کا اختلاف چند مسائل یا نکات کا اختلاف نہیں، بلکہ قادیانیت نے نبوت محمدیہ کے بالمقابل ایک نئی نبوت، شریعت محمدی کے مقابلے میں ایک نئی شریعت اور اسلام کے مقابلے میں ایک نیا دین تصنیف کیا ہے۔
 کیا دنیا کا کوئی عاقل یہ کہہ سکتا ہے کہ میلہ، کذاب اور اس کی جماعت کا مسلمانوں کے ساتھ معمولی سا اختلاف تھا؟
 کیا کوئی عالم دین یہ فتویٰ دے سکتا ہے کہ میلہ کذاب اور اس کی جماعت کا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے حلال اور ان سے رشتہ ناٹھ جائز تھا؟
 جو حکم میلہ کذاب کا تھا ٹھیک وہی حکم میلہ پنجاب غلام احمد قادیانی کا ہے۔
 اور جو حکم میلہ کذاب کے ماننے والوں کا تھا وہی میلہ پنجاب کے ماننے والوں کا ہے۔ ان کے ساتھ رشتہ ناٹھ کے جائز ہونے اور ذبیحہ کے حلال ہونے کا سوال ہی خدج از بحث ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین .

کتاب النکاح

قادیانی کا مسلمان سے نکاح

قادیانی لڑکے سے مسلمان لڑکی کا نکاح جائز نہیں

سوال مسلمان لڑکی (جانتے ہوئے بھی) اگر قادیانی لڑکے کے ساتھ عشق میں مبتلا ہو کر اس سے شادی کی خواہش ظاہر کرے، اس صورت میں لڑکی اپنے مذہب پر رہے اور لڑکا اپنے مذہب پر، نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ اگر لڑکی شادی کر لیتی ہے تو آخرت میں کن لوگوں میں شامل ہوگی؟

جواب قادیانی مرتد ہیں۔ ان سے نکاح نہیں ہوگا۔ لڑکی ساری عمر زنا کے گناہ میں مبتلا رہے گی۔ جیسے کسی سکھ کے عشق میں مبتلا ہو کر اس سے شادی کر لے۔

سوال شادی کے لیے لڑکی کی معاونت و حمایت کرنے والے کے لیے (جبکہ قادیانی لڑکا از خود شادی کرنے سے کئی بار انکار کر چکا ہو) اور اسے عاشق لڑکی کی کیہلی وغیرہ نے کسی طور پر رضا مند کیا ہو، جس میں لڑکی کے مذہب تبدیل کرنے کے امکانات کو رد نہیں کیا جاسکتا، اور خود لڑکی کے لیے شریعت میں سزا کی حد کیا ہے؟ کیا لڑکی جبکہ مسلم گھرانے کی ہے اور غیر مسلم لڑکے سے شادی کا ارادہ کرنے کے شرعی جرم میں اور معاونت کرنے والے بھی واجب القتل نہیں ہیں؟

جواب غیر مسلم کے ساتھ شادی کو جائز سمجھنا کفر ہے۔ لڑکی کی معاونت و حمایت کرنے والوں نے اگر اس شادی کو جائز سمجھا تو ان کو اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیے۔

قادیانی کی مفتی کی مٹھائی

سوال بات چیت طے ہونے یعنی مفتی وغیرہ ہونے پر قادیانی لڑکے یا مسلم لڑکی کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے مشترکہ طور پر تقسیم کی گئی مٹھائی کھانا اور انھیں مبارکباد دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر مٹھائی کھا سکتے ہیں اور مبارکباد دے سکتے ہیں تو کیوں؟ جبکہ نکاح ہی جائز نہ ہو اور یہ ایک ناجائز فعل کی ابتدا کے شکوک میں تقسیم کی گئی ہو؟

جواب مٹھائی کھانا اور مبارکباد دینا بھی رضا کی علامت ہے۔ ایسے لوگوں کو بھی اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیے۔

سوال اس سلسلے کی مٹھائی کو جائز قرار دینے کے لیے میرے ایک دوست نے دلیل دی کہ ہندوستان میں

لوگ (مسلمان) اپنے ہندو پڑوسی کے یہاں شادی وغیرہ کی تقریبات میں شرکت کرتے تھے اور کھاتے تھے۔ میرا نظریہ یہ ہے کہ وہ ہندوؤں کی آپس کی شادی ہوتی تھی، ایک ہی مذہب کا معاملہ تھا۔ لیکن یہاں مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان لڑکی بھی اب مرتد ہوگئی یا ہو جائے گی۔ لہذا یہ ایک مرتد اور زندگی میں اضافہ پر یا لڑکی کے مذہب تبدیل کرنے، اسلام سے پھر جانے کی خوشی میں منگوائی ہوگی۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ جنھوں نے منگوائی کھائی اور اس فعل پر لڑکی لڑکے کو (مقلبی کے بندھن میں بندھنے پر) مبارکباد دی، اب وہ کیا کریں؟ اگر انھوں نے انجانے میں ایسا کیا، اگر انھوں نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ ناجائز فعل ہے، ایسا کیا، اب وہ کیا کریں؟

جواب..... غیر مسلموں کی آپس کی شادی میں مبارکباد دینے کا تو معمول رہا ہے۔ لیکن کسی مسلمان لڑکی کا عقد کسی غیر مسلم سے کر دیا جائے یا نفوذ باللہ کسی مسلم لڑکی کو مرتد کر کے غیر مسلم سے اس کی شادی کر دی جائے تو اس صورت میں کسی مسلمان کو بھی مبارکباد پیش کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ بلکہ غیرت مند مسلمانوں میں ایسے غصیٹ جوڑے کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی مثالیں موجود ہیں۔ بہر حال جو لوگ اس میں ملوث ہوئے ہیں ان کو توبہ کرنی چاہیے اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۵ ص ۷۷ تا ۷۸)

مرزائی اور سنی میں مناکحت کا حکم

سوال..... مناکحت باہم ایسے مرد و عورت کی کہ ایک ان میں سے سنی حنفی اور دوسرا مرزا غلام احمد قادیانی کا معتقد اور قبیح ہو اور ان کے جملہ عداوی اور الہامات کی تصدیق کرتا ہو جائز ہے یا نہیں اور اگر یہ دونوں یا ایک ان میں سے نابالغ ہو تو بولایت والدین جو ایسے ہی مختلف العقیدہ ہوں کیا حکم ہے کہ تشریح و بسط سے جواب مدلل مرحمت ہو۔ بیٹو اتوجروا۔

الجواب..... مرزا کے بعض اقوال حد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں مگر یہ ممکن ہے کہ اس کا کوئی معتقد خاص اس قول کی خبر نہ رکھتا ہو اس لیے مرزا کا معتقد ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ خاص اس کفر کا بھی معتقد ہے (اب مرزائیت کا کفر الم نشرح ہے ایسی استثناء اب جواز نہیں مرتب) پس اگر یہ مرزائی خواہ مرد ہو یا عورت بالخصوص اس قول کفری کا بھی معتقد ہو تو اس کا نکاح مسلمان مرد یا عورت سے نہیں ہو سکتا لیکن اگر یہ مرزائی بالغ ہے تو خود اس کا عقیدہ دیکھا جائے گا اور اگر نابالغ ہے تو اس کے ماں باپ کا عقیدہ دیکھا جائے گا۔ یعنی اگر ماں باپ دونوں مرزائی ہوں گے تو اس نابالغ کو مرزائی قرار دیں گے اور اگر ایک بھی غیر مرزائی ہے تو اس کو غیر مرزائی قرار دے کر یہ حکم مذکور ثابت نہ کریں گے اور اگر یہ مرزائی خاص کسی ایسے امر موجب کفر کا معتقد نہیں تو مبتدع ہے (اب یہ استثناء نہیں بلکہ کل القادیان نبیون ہم الکافرون والزندیقون حقا) اور سنی حنفی قادیانیت میں کفو نہیں۔ پس اگر یہ عورت ہے تو مرد سنی حنفی کا نکاح اس سے درست نہیں ہے اور اگر یہ مرد ہے اور عورت سنیہ حنفیہ ہے تو اگر یہ عورت بالغ ہے اور اس کی اجازت سے نکاح ہوا ہے تو نکاح ہو گیا اور اسی طرح اگر نابالغ ہے اور باپ دادا نے کر دیا تب بھی ہو گیا اور اگر باپ دادا کے سوا کسی اور نے کیا یا باپ دادا کچھ شفیق و خیر خواہ نہیں ہیں تو سوال میں اس کی تصریح ہونے سے جواب دیا جائے گا۔ فقط۔ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۷ھ (تحریر اولیٰ ص ۷۸) (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۲۱-۲۲۲)

عدم جواز نکاح زن مسلمہ با قادیانی

سوال..... بخمدت شریف علمائے اسلام، مسلمکم اللہ الی یوم القیام کیا فرماتے ہیں اساطین دین متین و

مفتیان شرع مبین اس امر میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں۔

- (۱)..... ”آیت مبشر ابوسول پائی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق میں ہوں۔“
(ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۷۳ ملخصاً خزائن ج ۲ ص ۳۶۳)
- (۲)..... ”صبح موعود جن کے آنے کی خبر حدیث میں آئی ہے میں ہوں۔“
(ازالہ اوہام ص ۶۶۵ ملخصاً خزائن ج ۳ ص ۳۵۹)
- (۳)..... ”میں مہدی مسعود اور بعض نبیوں سے افضل ہوں۔“
(معیار الاخیار مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۸)
- (۴)..... ”ان قدمی علی منارۃ ختم علیہ کل رفعة۔“
(خطبہ الہامیہ ص ۳۵ ملخصاً خزائن ج ۱۶ ص ۱۹)
- (۵)..... ”لا تقیسوسی باحد ولا احداً بی۔“
(خطبہ الہامیہ ص ۱۹ خزائن ج ۱۶ ص ۵۲)
- (۶)..... ”میں مسلمانوں کے لیے مسیح مہدی اور ہندوؤں کے لیے کرشن ہوں۔“
(لکچر یا لکچرٹ ص ۳۳ ملخصاً خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸)
- (۷)..... ”میں امام حسین سے افضل ہوں۔“
(دافع البلا ص ۱۳ ملخصاً خزائن ج ۱۸ ص ۲۵۸)
- (۸)..... ”وانی قتیل الحب لکن حسینکم قتیل العدا فالفرق اجلی و اظہر۔“
(انجاز احمدی ص ۸۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)
- (۹)..... ”یسوع مسیح کی تین دادیاں اور تین نانیاں زنا کار تھیں۔“ (معاذ اللہ)
(ضمیمہ انجام آختم ص ۵ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)
- (۱۰)..... ”یسوع مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔“
(ضمیمہ انجام آختم ص ۵ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)
- (۱۱)..... ”یسوع مسیح کے معجزات مسمریزم تھے اس کے پاس بجز دھوکہ کے اور کچھ نہ تھا۔“
(ازالہ ص ۳۰۲، ۳۲۲ ملخصاً ج ۳ ص ۲۵۹)
- (۱۲)..... ”میں نبی ہوں اس امت میں نبی کا نام میرے لیے مخصوص ہے۔“
(حقیقت الوہی ص ۳۹۱ ملخصاً خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶، ۴۰۷)
- (۱۳)..... ”مجھے الہام ہوا۔ یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔“ (معیار الاخیار مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰)
- (۱۴)..... ”میرا منکر کافر ہے۔“
(حقیقت الوہی ص ۱۶۳ ملخصاً خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)
- (۱۵)..... ”میرے منکروں بلکہ مقابلوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔“
(فتاویٰ احمدیہ ج ۱ ص ۱۵)
- (۱۶)..... ”مجھے خدا نے کہا ہے اسمع ولدی“ (اے میرے بیٹے سن)
(البشری ص ۴۹)
- (۱۷)..... ”لولاک لما خلقت الافلاک۔“
(حقیقت الوہی ص ۹۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۲)
- (۱۸)..... ”میرا الہام ہے۔ وما ینطق عن الہوی۔“
(اربعین نمبر ۳ ملخصاً خزائن ج ۱۷ ص ۳۸۵)
- (۱۹)..... ”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔“
(حقیقت الوہی ص ۸۲ خزائن ج ۲۲ ص ۸۵)
- (۲۰)..... ”انک لمن المرسلین۔“
(حقیقت الوہی ص ۱۰۷ خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)
- (۲۱)..... ”اتانی مالہم یوت احداً من العالمین۔“
(حقیقت الوہی ص ۱۰۷ خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)
- (۲۲)..... ”مجھے حوض کوثر ملا ہے۔ انا اعطیناک الکوثر۔“
(انجام آختم ص ۸۵ ملخصاً خزائن ج ۱۱ ص ۵۸)
- (۲۳)..... ”ان اللہ معک ان اللہ یقوم انما قمت۔“
(انجام آختم ص ۱۷ خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۱)
- (۲۴)..... ”میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ہو بہو اللہ ہوں۔ (راستی فی المنام عین اللہ و تیقت انی

هو فخلقت السموات والارض) (آئینہ کلاہ ص ۵۶۳ تا ۵۶۵ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

(۲۵) ”میرے مرید کسی غیر مرید سے لڑکی نہ بیاہ کریں۔“ (فتاویٰ احمدیہ ج ۲ ص ۷)

جو شخص مرزا قادیانی کا ان اقوال میں مصدق ہو اس کے ساتھ مسلمہ غیر مصدقہ کا رشتہ زوجیت کرنا جائز ہے یا نہیں اور تصدیق بعد نکاح موجب افتراق ہے یا نہیں۔ بیٹو اتوجروا۔

الجواب..... جو مسلمان ایسے عقائد بالا اختیار کرے جن میں بعض یقینی کفر ہیں وہ بحکم مرتد ہے اور مرتد کا نکاح مسلمان عورت سے اور اسی طرح مرتدہ کا نکاح مسلمان مرد سے صحیح نہیں اور نکاح ہو جانے کے بعد اگر عقائد کفریہ اختیار کرے تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔ (تترہ نمبر ص ۵۵، امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۲۲ تا ۲۲۳)

قادیانی کا مسلمان عورت سے نکاح جائز نہیں

سوال..... ختی کا نکاح قادیانی سے جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... مرزا قادیانی کے متبعین خواہ قادیانی پارٹی سے متعلق ہوں یا لاہوری سے جمہور علماء امت اہل ہندوستان و حجاز و مصر و شام کے اجماع و اتفاق سے خارج از اسلام ہیں جس کی وجہ مفصل و مدلل حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تبلیغ دارالعلوم دیوبند کے رسالہ ”اشد العذاب“ میں مذکور ہے اور فتاویٰ علمائے ہندوستان کے مہری اور دستخطی جدا گانہ چھپے ہوئے ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو ان دونوں رسالوں کو ملاحظہ فرمایا جائے۔ خلاصہ یہ کہ فرقہ قادیانی مسلمان نہیں۔ اس لیے کسی مسلمان مرد و عورت کا نکاح ان سے جائز نہیں۔ اور اگر کسی نے پڑھ بھی دیا تو شرعاً معتبر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم! (نوٹ: رسالہ ”اشد العذاب“ احتساب قادیانیت کی جلد دوم میں چپ چکا ہے۔ مرتب!) (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۵۸)

مرزائی کی لڑکی سے نکاح اور اس سے تعلقات کا کیا حکم ہے؟

سوال..... ایک شخص نے مرزائیوں کے یہاں اپنے لڑکے کی شادی کر لی ہے اور جو شخص مرزائی کی لڑکی کو بیاہ کر لایا ہے اس سے مسلمانوں کو تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب..... اگر اس مرزائی لڑکی کا عقیدہ بھی مرزائی ہے تو اس سے مسلمان سنی کا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ اس شخص مسلمان سے کہہ دیا جائے کہ مرزائی عورت کو علیحدہ کر دے یا اس کو اسلام کی تلقین کر کے اور مسلمان کر کے تجدید نکاح کرے۔ فقط (قادیانی کے کفر پر علماء امت متفق ہیں) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۷ ص ۳۶)

مسلمان لڑکی کا قادیانی سے نکاح

سوال..... (الجمیۃ مورخہ یکم جنوری ۱۹۳۹ء) اہل سنت والجماعت لڑکی کا نکاح ایک مرزائی سے جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... اہل سنت والجماعت لڑکی کا نکاح مرزائی سے جائز نہیں کیونکہ مرزائی با اتفاق علماء دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی ج ۵ ص ۲۲۶)

مسلمان خاتون کسی قادیانی کے نکاح میں نہیں رہ سکتی

سوال..... (الجمیۃ مورخہ ۹ اگست ۱۹۳۹ء) زید قادیانی ہو گیا ہے۔ اس کی منکوحہ بیوی بوجہ غیرت و اسلامی

حیث اس کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی اور نکاح فسخ کرانا چاہتی ہے۔

جواب..... مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین کے متعلق جمہیر علمائے اسلام کا فتویٰ شائع ہو چکا ہے کہ یہ لوگ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کے کفر کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے ایسے مسائل میں جو اسلام کے قطعی اور یقینی مسائل ہیں انھوں نے انکار کیا ہے یا ایسی تاویلات باطلہ کی ہیں جو کفر کے حکم سے نہیں بچا سکتیں۔ مثلاً حضور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کے ختم نبوت سے انکار کرنا حالانکہ ختم نبوت کا مسئلہ قطعی اجماعی ہے۔ مرزا قادیانی کا دعوائے نبوت، دعوائے رسالت، دعوائے معجزات وغیرہ تو ہیں انبیاء علیہم السلام، تکفیر امت محمدیہ کہ ان کے نزدیک تمام غیر احمدی مسلمان کافر ہیں۔ اس بنا پر کوئی مسلم عورت کسی قادیانی کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ شوہر کے قادیانی بن جانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور ہائی کورٹ بہار و مدبر اس فسخ نکاح کے فیصلے بھی کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم، محمد کفایت اللہ غفرلہ

(کفایت الفتویٰ ج ۶ ص ۱۳۰)

مسلمان لڑکی کا قادیانی سے نکاح نہیں ہو سکتا

سوال..... زید ایک سنی المذہب اور خنی المشرّب شخص ہے۔ اس کے ایک دختر نیک اختر ہے جو نکاحا ہے اور باپ ہی کے مذہب پر ہے۔ اور ایک شخص بکر احمدی مذہب کا ہے اور نئے پیدا شدہ فرقہ قادیانی سے تعلق رکھتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی رسول برحق مانتا ہے اور وہی صیۃ علیہ السلام کہتا ہے جن کا ذکر احادیث میں ہے کہ قریب قیامت کے آسمان سے نازل ہوں گے۔ مگر قرآن مجید کو منزل من اللہ اور حضرت رسول مقبول ﷺ کو سچا رسول یقین کرتا اور اسلام کے تمام اوامر و نواہی پر سچے دل سے ایمان رکھتا ہے۔ باقاعدہ طور سے نماز پڑھتا اور اسلام کے دیگر تمام احکام کو بجالاتا ہے۔ اس کا کوئی نیا کلمہ بھی نہیں بلکہ ان کا امام (مرزا قادیانی) اپنے آپ کو نہایت سچا اور بڑا پکا مسلمان سمجھتا ہے اور لکھتا ہے کہ۔

ما مسلما نیم از فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا

(درشین قاری ص ۱۱۳)

ایک دوسری جگہ ان کا امام (مرزا قادیانی) بڑے زور شور سے لکھتا ہے کہ۔

مومنوں پر کفر کا کرنا گماں
کیا یہی تعلیم فرقاں ہے بھلا
ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
شُرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
ہے یہی خواہش کہ ہو یہ بھی خدا
ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشان
کچھ تو آخر چاہیے خوف خدا
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
خاک براہِ احمد مختار ہیں
دے چکے دل اب تن خاکی رہا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
نیکوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

(درشین اردوس ص ۱۱)

اس کا ایک لڑکا ہے جو اپنے باپ ہی کے دین پر ہے اور فرقہ قادیانی سے تعلق رکھتا ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا شرع شریف کے بموجب اور قرآن مجید کے ماتحت ان ہر دو کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا

نہیں؟ اور یہ رشتہ مناکحت شریعت محمدی کی رو سے جائز ہوگا یا نہیں؟ نہایت ادب سے عرض ہے کہ جواب باصواب نہایت جلد مرحمت فرمائیں۔ ساتھ ہی گزارش ہے کہ ضرورت صرف اس قدر ہے کہ اس معاملے میں خدا و رسول کیا فرماتے ہیں کسی کی ذاتی رائے درکار نہیں۔ براہ کرم قرآن و حدیث سے جو کچھ اس معاملے میں حق ہو خدا کو حاضر و ناظر جان کر وہی تحریر فرما کر داخل حسنات ہوں اور اس بات سے ڈر کر کہ ایک روز ضرور ایسا آنے والا ہے جس دن سب کو خداوند کریم کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہوگی اور وہ دن بڑا سخت ہوگا اور موت سے خوف کھا کر کہ ایک روز مرتا یقینی ہے۔ آپ فتویٰ دیں۔ حق بات کے کہنے میں کسی کا خوف یا ڈر یا غصہ یا تعصب آپ کو نہ روکے ورنہ خوب سمجھئے کہ قیامت میں خداوند کریم کا غصہ سب سے زیادہ انہیں لوگوں پر نازل ہوگا جو دائرہ حق کو چمپائیں گے۔

جواب..... اللهم ربنا الهمنا الصدق والسداد و اتباعه و جنبنا الكفر والالحاد وارزقنا اجتنابه لك الحمد حمدا ترضيه والصلوة على نبيك صلوة ترضيه وعلى مقتضى آثاره و متبعيه اجمعين۔ امابعد۔ مستفتی کی نصیحت کہ حق بات صاف صاف ظاہر کر دی جائے۔ بروچشم مقبول و منظور ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی باوجود اتباع قرآن و حدیث کے طویل و عریض دعوؤں کے قرآن و حدیث کے منکر محرف و مبدل ہیں۔ انبیاء کی توہین، قرآن پاک کی توہین، رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین، علمائے مجتہدین پر سب و شتم ان کے کلام میں اس قدر ہے کہ آفتاب شمس روز کی طرح واضح ہے۔ اجماع کے وہ مخالف ہیں اور جو شخص قرآن و حدیث کے احکام منصوصہ صریحہ کا خلاف کرے، انبیاء علیہم السلام کی توہین کرے، قرآن پاک کی اہانت کرے، قرآن مجید کے مضامین متفق علیہا کو بدل دے، اجماع کا خلاف کرے وہ یقیناً کافر ہے اگرچہ وہ اپنے مسلمان ہونے کا کتنا ہی لمبا چوڑا دعویٰ کرے۔

مرزا قادیانی خود اپنی تصدیقات میں تمام مسلمانوں کو جو ان کے دعوؤں کو نہیں مانتے بلکہ منکر یا متردد بھی ہیں کافر کہتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو مرزائیوں کے لیے ناجائز و حرام بتاتے ہیں۔ (دیکھو حاشیہ ضمیر تختہ گولڈویس ۲۸ ج ۱ ص ۱۷۲) ان کے جانشین خلیفہ ثانی مرزا محمود قادیانی نے اخبار ”فاروق“ میں جو قادیان سے لکھا ہے اپنا مضمون شائع کرایا ہے۔ اس میں احمدیوں کو فرماتے ہیں کہ تمہارے لیے قطعی حرام ہے کہ مرزا قادیانی کے منکروں کے جنازے کی نماز پڑھو اور ان کے ساتھ مناکحت یعنی رشتے طے کرو۔

پھر تعجب ہے کہ مرزائی کس منہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا کو باوجود اقرار قرآن و حدیث و توحید و رسالت کے کافر کیوں کہا جاتا ہے۔ وہ خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ انھوں نے کر دڑوں مسلمانوں کو جو توحید و رسالت و ضروریات اسلام کے معتقد و مقرر ہیں اور ان میں ہزاروں لاکھوں علماء و مشائخ اور صوفیہ ہیں کیسے کافر بنا دیا۔

اس سوال کے جواب کے لیے جو مستفتی نے دریافت کیا ہے مرزا محمود قادیانی کا فتویٰ کافی ہے کہ کسی احمدی لڑکے کا غیر احمدی لڑکی سے نکاح نہیں ہو سکتا قطعی حرام ہے اور مرزائیوں پر اس فتوے کا تسلیم کرنا لازم ہے کیونکہ مرزا قادیانی اپنے تمام منکرین اور مترددین کو کافر بتا چکے ہیں۔ واللہ اعلم (کتابت المغنی ج ۵ ص ۱۹۶ تا ۱۹۸)

مرزائی کو بیٹی کا رشتہ دینے والے کا حکم

سوال..... زید نے اپنی ایک بیٹی کا نکاح مرزائی سے کر رکھا ہے اور وہ بیٹی صاحب اولاد سے اور زندہ کا

مرزائیوں سے ملنا جلنا جاری ہے شیعہ میں ہے کہ ایک بچی کا رشتہ زید نے شیعہ سے کر رکھا ہے۔ براہ کرم تحریر فرمائیں کہ زید جو خود مدعی اہل سنت والجماعت ہے اس کے بیٹے کے ساتھ کسی مسلمان بچی کا نکاح درست ہے؟

الجواب..... ایسے مرزائیت پسند لوگ بھی عجب نہیں کہ مرزائیوں کے زمرہ میں شامل کر دیے جائیں۔ قال تعالیٰ ومن یتولہم منکم فانه منہم یہودیوں اور نصرائیوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے والوں کے بارے میں وعید فرمائی گئی ہے اور مرزائی بھی چونکہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ پس ان کے ساتھ یا مرزائیت پسند لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا یا رشتہ داری کے تعلقات پیدا کرنا ہرگز جائز نہیں۔ لہذا زید کے بیٹے کے ساتھ کسی مسلمان بچی کا نکاح نہ کیا جائے تاوقتیکہ وہ قطعی طور پر اپنے والدین سے برأت و علیحدگی اختیار نہ کرے۔ فقط واللہ اعلم باب - واب۔ الجواب صحیح: محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

(جہ القرآن ص ۳۲ ص ۳۳)

مرزائی سے سنیہ کا نکاح درست نہیں ہے

سوال..... کچھ عرصہ ہوا کہ ایک عقد نکاح مابین مرزائی و اہل سنت والجماعت کے ہو گیا تھا اور زوجین بوقت نکاح نابالغ تھے اور اب بھی نابالغ ہیں مگر اس وقت لڑکی کے والد سنی نے لڑکے کے والد کو جوخت بدعتیہ مرزائی ہے دیکھ کر یہ چاہا کہ یہ نکاح فسخ ہو جائے اور اسی وجہ سے وہ لڑکی کو رخصت نہیں کرتا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب..... اس صورت میں نکاح نہ کر منعقد نہیں ہوا۔ سنی کو چاہیے کہ اپنی دختر کو وہاں رخصت نہ کرے اور اہل سنت والجماعت میں نکاح کر دے کیونکہ اس جماعت مرزائیہ کی تکفیر کا فتویٰ جمہور علماء کا ہے اور مابین کافر و مسلم نکاح منعقد نہیں ہوتا اور اولاد نابالغ تابع والدین کے ہوتی ہیں۔ ولا یصح ان ینکح مرتداً و مرتدة احد من الناس در محتار و فی الشامی لانہ قبل البلوغ تبع لابیویہ (ص ۴۳۰ ج ۲ حاشی) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۷ ص ۴۵۷)

مسلم عورت سے قادیانی کے نکاح کا حکم

مسئلہ مولانا مولوی احمد مختار صاحب میرٹھی مورخہ ۸ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

(۱) مافولکم ایہا العلماء الکرام مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد، مہدی، مسیح موعود اور پیغمبر صاحب وحی والہام ماننے والے مسلم ہیں یا خارج از اسلام اور مرتد۔

(۲) یہ شکل ثانی اس کا نکاح کسی مسلمہ یا غیر مسلمہ یا ان کی ہم عقیدہ عورت سے شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(۳) یہ صورت ثانیہ جس عورت کا نکاح ان لوگوں کے ساتھ منعقد کیا گیا ہے ان عورت کو اختیار حاصل ہے کہ بغیر طلاق لیے اور بلا عدت کسی مرد مسلم سے نکاح کر لیں۔ بیٹو آجو کم علی اللہ تعالیٰ۔

الجواب..... (۱) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو وہ تو مطلقاً کافر مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لیے مانے۔ قال اللہ تعالیٰ: ولكن رسول الله وخاتم النبیین۔

(الاحزاب ۴۰)

لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ (ت)

وقال ﷺ: انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (ترمذی ج ۲ ص ۴۵ ابواب الفتن باب ما جاء لاقوم الساجد)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ت)

لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر (شامی ص ۳۱۷ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ) (جس نے اس کے کفر میں شک کیا وہ کافر ہو گیا۔ ت) اسے معاذ اللہ مسیح موعود یا مسیحی یا مجدد یا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان جاننا درکنار جو اس کے اقوال طعنہ پر مطلق ہو کر اس کے کافر ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ خود کافر مرتد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ... قادیانی عقیدے والے یا قادیانی کو کافر مرتد نہ ماننے والے مرد خواہ عورت کا نکاح اصلاً ہرگز نہ ہر کسی مسلم کافر یا مرتد اس کے ہم عقیدہ یا مخالف العقیدہ غرض تمام جہان میں انسان حیوان جن شیاطین کسی سے نہیں ہو سکتا جن سے ہوگا زنائے خالص ہوگا۔ قادیانی عالمگیر یہ میں ہے: لایجوز للمرتدان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلية وكذلك لایجوز نکاح المولدة مع احد، کذا فی المبسوط۔

(عالمگیری ص ۲۸۲ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ)

”مرتد کو کسی مرتدہ، مسلمہ یا اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں، ایسے ہی مرتدہ کو کسی مرد سے نکاح جائز نہیں۔ جیسا کہ مبسوط میں ہے۔“
اسی میں دربارہٴ تصرفات مرتد ہے:

منها ما هو باطل بالاتفاق نحو النکاح فلا یجوز له ان یتزوج امرأة مسلمة ولا مرتدة ولا ذمیة ولا حربیة ولا مملوكة. واللہ تعالیٰ اعلم۔ (قادیانی عالمگیری ص ۲۸۵ ج ۲ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)
”بعض وہ چیزیں جو بالاتفاق باطل ہیں جیسے نکاح تو اس کے لیے کسی مسلمہ مرتدہ اور اصلی کافرہ اور ذمی عورت، حربیہ اور لوطی سے نکاح باطل ہے۔“ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ... جس مسلمان عورت کا غلطی خواہ جہالت سے کسی ایسے کے ساتھ نکاح باندھا گیا اس پر فرض فرض فرض ہے کہ فوراً اس سے جدا ہو جائے کہ زنا سے بچے اور طلاق کی کچھ حاجت نہیں بلکہ طلاق کا کوئی عمل ہی نہیں، طلاق تو جب ہو کہ نکاح ہوا ہو، نکاح ہی سرے سے نہ ہوا، نہ اصلاً عدت کی ضرورت کہ زنا کے لیے عدت نہیں، بلا طلاق و بلا عدت جس مسلمان سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ درمختار میں ہے:

نکح کافر مسلمة فولدت منه لا یثبت النسب منه ولا تجب العدة لانه نکاح باطل۔

(شامی ص ۳۸۰ ج ۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

”کافر نے مسلمان عورت سے نکاح کیا جس سے اولاد ہوئی تو اس سے نسب ثابت نہ ہوگا۔ عورت پر عدت واجب نہ ہوگی کیونکہ یہ نکاح باطل ہے۔“
رد المحتار میں ہے:

ای فالوطنی فیہ زنا لا یثبت به النسب. واللہ تعالیٰ اعلم۔ (رد المحتار ص ۶۸۷ ج ۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

”یعنی اس میں ولٹی زنا ہے جس سے نسب ثابت نہیں ہوتا۔“ واللہ تعالیٰ اعلم (قادیانی رضویہ ج ۱ ص ۵۱۴-۵۱۳)

مرزائی کے ساتھ نکاح بالاتفاق ناجائز ہے

سوال (الف) کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین حسب ذیل صورت میں کہ سنی مسلمان لڑکی کا نکاح مرزائی کے ساتھ جائز ہے یا نہ۔ اگر کوئی سنی مسلمان اپنی لڑکی کا نکاح کسی مرزائی کے ساتھ کر دے تو ایسی

صورت میں ایسے شخص کا ایمان رہ جاتا ہے یا نہیں۔

(ب) ... مسلمان لڑکی کا نکاح مرزائی کے ساتھ کیا جا رہا ہو ایسی شادی میں شامل ہونا جائز ہے یا ناجائز اور اس شادی کا ولیمہ کھانا حرام ہے یا حلال۔

(ج) ... اور ایسے نکاح میں وکیل ہونا یا گواہ ہونا یا ایسے نکاح میں شامل ہو کر نکاح خوانی کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

(د) ... بالاذکورہ محفل میں فقط شامل ہونے والے پر یا وکیل ہونے والے پر یا گواہ ہونے والے پر یا نکاح خوانی کرنے والے پر از روئے شرع شریف کوئی نقص ہے یا نہ۔ بیٹو اتوجروا۔

جواب..... (الف)..... مرزائی بالاتفاق مرتد خارج از اسلام ہیں۔ ان سے مسلمان لڑکی کا نکاح ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر غلطی سے کر دئے تو توبہ کر لینا چاہیے اور اگر ان کے عقائد کا علم ہوتے ہوئے ان کو کافر نہ مانے یا ان کو کافران کر ان کے ساتھ نکاح جائز سمجھے تو اس کا ایمان بھی ختم ہو جانے کا عظیم خطرہ ہے۔ اسے جلدی تجدید اسلام کر کے توبہ کرنا چاہیے۔ (ب)..... شامل ہونا اور ولیمہ کھانا ناجائز ہے۔ (ج)..... قطعاً ناجائز۔ (د)..... اگر غلطی سے شریک ہو گئے تو بھی توبہ کر لیں اور اگر جان کر ان سے نفرت نہ کریں اور ان کو مسلمان جانیں یا اس فعل کو جائز کہیں تو تجدید اسلام کرنی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ واللہ اعلم

(فتاویٰ مفتی محمود ج ۳ ص ۶۰۸، ۶۰۹)

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہے مناکحت جائز نہیں ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و دیں مسئلہ کہ ایک شخص نے دو ہمشیرگان اور ایک لڑکی مرزائیوں کو بیاہ رکھی ہے اور ان کے مرنے چینی میں باقاعدہ شریک ہوتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے۔ ایسے شخص کے ساتھ چمک کے مسلمانوں کو کیا معاملہ کرنا چاہیے۔ شادی غمی وغیرہ میں شریک ہونا چاہیے یا قطع تعلق کرنا چاہیے اور دنیاوی معاملات میں بھی کس حد تک مسلمانوں کو اس سے تعلق رکھنا چاہیے۔ بیٹو اتوجروا

جواب..... مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان کے ساتھ مسلمان لڑکیوں کا نکاح حرام ہے اور ان سے میل جول رکھنا بھی درست نہیں جو شخص ان سے برادری کے تعلقات رکھتا تھا اس پر لازم ہے کہ وہ مرزائیوں سے قطع تعلق کرے اور اگر وہ باز نہ آئے تو دوسرے مسلمانوں کے لیے یہ جائز ہے کہ ان کو برادری کے تعلقات خوشی غمی میں شریک نہ کریں اور ان کو مجبور کریں کہ وہ مرزائیوں سے قطع تعلق کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ مفتی محمود ج ۳ ص ۶۰۷)

حررہ محمد انور شاہ فقیہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مرتد کسی سے نکاح نہیں کر سکتا

سوال..... کسی رفیق رضیہ سے شادی کرنے کے لیے مرزائی بن گیا۔ شادی کے دو سال بعد مسماۃ رضیہ مرزائیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئی اور کسی رفیق بدستور مرزائی ہے اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب..... مذکورہ مرد و عورت کا نکاح شرعاً منعقد ہی نہیں ہوا کیونکہ مرتد کا نکاح کسی صورت میں منعقد ہی نہیں ہوتا۔

اعلم ان تصرفات المرتد علی اربعة اقسام الی قوله و یبطل منه اتفاقا ما یعتمد الملة وھی

خمس النکاح (درمقدار) قوله النکاح ای ولو لمتردۃ مثله (شامی ج ۳ ص ۳۲۹ مکتبہ رشیدیہ) و فی العالمگیریہ ومنہا ماہو باطل بالاتفاق نحو النکاح فلا یجوز لہ ان ینزوج امرأۃ مسلمۃ ولا مرتدۃ ولا ذمیۃ لا حرۃ ولا مملوکۃ (ج ۲ ص ۲۵۵ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ) فقط واللہ اعلم۔
 محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ الجواب صحیح: عبدالستار عفا اللہ (خیر الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۲۲)

قادیانی باتفاق امت کافر ہیں ان کے ساتھ مناکحت ناجائز ہے

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت جو کہ خاص مسلمان اور خفی عقیدہ رکھتی ہے جہالت کی وجہ سے اس کا نکاح ایک قادیانی سے پڑھایا گیا اس قادیانی سے اس کے دو بچے پیدا ہو چکے ہیں وہ بچے بھی شادی شدہ ہو چکے ہیں تو اب اس عورت کو کیا کرنا چاہیے۔

جواب قادیانی باتفاق امت کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ لہذا عورت مذکورہ کا اس کے ہمراہ عقد نکاح نہیں ہوا۔ اس لیے یہ عورت شخص مذکور سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور عورت مذکورہ پر لازم ہے کہ اس مرد کے گھر سے فوراً علیحدہ ہو جائے۔ فقط واللہ اعلم
 مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مقامی طور پر معتد علیہ علماء کے سامنے اس واقعہ کو پیش کرو اگر واقعی یہ شخص قادیانی ہو تو اس کی عورت کو اس سے الگ کر دیا جائے۔ تحقیق ضروری ہے۔ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان (فتاویٰ مجموعہ ج ۳ ص ۶۷۸، ۶۷۹)
 مرزائی اور مسلمان کا باہم نکاح حرام ہے

سوال کیا مرزائی لڑکے کا مسلمان لڑکی سے نکاح منعقد ہو سکتا ہے؟ مہربانی فرما کر وضاحت فرمائیں۔

الجواب جماعت مرزائیہ کی تکفیر کا فتویٰ جمہور علماء کا ہے اور مابین کافر و مسلم نکاح منعقد نہیں ہوتا پس سرے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا لہذا مسلمان لڑکی کو رخصت نہ کیا جائے اور فتح کرانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دشمنان اسلام کی صحبت و مجلس سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین
 (فتاویٰ مکیہ ص ۳۲۱)

مرزائی سے نکاح کا حکم

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان عظام ان مسائل کے بارے میں (۱) کیا مرزائی (احمدی) فرقہ اسلام سے خارج ہے اور اگر ہے تو کن وجوہات کی بنا پر (۲) کیا اہل سنت والجماعت کی لڑکی کا نکاح ایک مرزائی سے ہو سکتا ہے یا نہ۔ اور کیا مرزائی لڑکی کا نکاح اہل سنت والجماعت کے لڑکے کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ (۳) اگر نکاح ہو چکا ہو تو کیا وہ نکاح درست ہے یا نہیں۔ (الاسک. شریف احمد آزاد کشمیر ضلع میرپور)

جواب مرزائی (احمدی) کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے کیونکہ یہ غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ حالانکہ امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے آپ کے بعد کوئی نبی (نیا) نہیں آئے گا اور یہ عقیدہ قرآن و حدیث سے بالقرع ثابت ہے اور اس کا انکار کفر و ارتداد ہے لہذا یہ لوگ مسلمان نہیں۔ (۲) مسلمان اہل سنت والجماعت لڑکی کا نکاح مرزائی سے بالکل ہرگز جائز نہیں۔ اور ایسے

ہی مرزائی لڑکی کا نکاح مسلمان لڑکے کے ساتھ بھی جائز نہیں۔ (۳)..... اور جو نکاح ہو چکا ہو۔ وہ صحیح نہیں، فوراً ان دونوں ناح و منکوحہ کے درمیان جدائی کر دی جائے۔ فقط والسلام واللہ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ص ۲۰۶، ۲۰۵)

لاہوری مرزائی سے نکاح کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ قادیانی و احمدیہ لاہوری شریعت غرا کی نگاہ میں کیسے ہیں۔

(۱)..... آیا وہ کافر ہیں یا نہیں؟ (۲)..... ان پر نماز جنازہ پڑھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ (۳)..... ان پر نماز جنازہ کی امامت کیسی ہے اور اس امام کا جس کو وہ جائز قرار دیتا ہے کیا حکم ہے؟ (۴)..... ان کے ساتھ نکاح کیسا ہے۔ اور نکاح کے جائز قرار دینے والے کا کیا حکم ہے۔

جواب..... حضور نبی کریم ﷺ کے بعد جدید نبوت کا مدعی یقیناً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اسے نبی ماننے والے قادیانی یا مجدد اور مسلمان ماننے والے لاہوری ہوں۔ دونوں طرح کے لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کی نماز جنازہ پڑھانی یا پڑھنی جائز نہیں ہے۔ ان سے کسی مسلمان عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ اگر نکاح کے بعد خاوند مرزائی مذہب اختیار کر لے۔ تب بھی بوجہ مرتد ہونے کے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ ان کے ساتھ نکاح جائز قرار دینے والا شخص یا ان کی نماز جنازہ کے جواز کا قائل اگر مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو جان کر یہ فتویٰ اس بنیاد پر دیتا ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ اس کے نزدیک اسلام کا بنیادی عقیدہ نہیں ہے۔ تو وہ بھی کافر ہے اور اگر ختم نبوت کا اجماعی عقیدہ جو کتاب و سنت سے صراحتاً ثابت ہے۔ اس پر کامل عقیدہ رکھ کر مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت یا اس کے عقائد باطلہ اور اس کے ضلال سے مطلع نہیں ہے..... تو وہ کافر نہیں ہے۔ البتہ اس کا فرض ہے کہ بغیر تحقیق مذہب قادیانی اس طرح کا فتویٰ نہ دے اور اس فتویٰ سے رجوع کر کے توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان (۲۷-۱۳۸۸ھ) (فتاویٰ مفتی محمود ص ۲۰۲، ۲۰۳)

قادیانیوں سے رشتہ قائم کرنے والے کا حکم

مسئلہ ۷۲-۷۳..... از بدایین مرسلاتھ و ثار احمد سوداگران جم ۱۸ ربیع الاول خورشید ۱۳۳۶ھ۔

(۱)..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے باوجود اس علم کے کہ مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان کے کافر گھروے کا فتویٰ تمام علماء اسلام دے چکے ہیں۔ پھر بھی اپنی لڑکی کا نکاح ایک مرزائی کے لڑکے کے ساتھ کر دیا اب زید کو گمراہ اور بدعقیدہ سمجھا جائے یا نہیں اور زید کے ساتھ کھانا پینا اور اس کی شادی غمی میں شریک ہونا اپنے یہاں اس کو شریک کرنا جائز ہے یا نہیں اور جو لوگ ایسا کریں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

(۲)..... مرزائیوں کے لڑکوں کو جو ابھی سن شعور کو نہیں پہنچے اور اپنے ماں باپوں کے رنگ میں رنگے ہیں اور ہر امر میں انھیں کے ماتحت ہیں کیا سمجھتا چاہیے مرزائی یا غیر مرزائی؟

الجواب..... (۱)..... اگر وہ لڑکا اپنے باپ کے مذہب پر تھا اور اسے یہ معلوم تھا کہ اس کا یہ مذہب ہے اور دانستہ لڑکی اس کے نکاح میں دی تو یہ لڑکی کو زنا کے لیے پیش کرنا اور پرلے مرنے کی دیوثی ہے۔ ایسا شخص سخت فاسق ہے اور اس کے پاس بیٹھنا تک منع ہے۔

قال اللہ تعالیٰ واما یسئیک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ (النعام)

۶۸) ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔“
 ورنہ اس کے سخت بے احتیاط اور دین میں بے پروا ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اور اگر ثابت ہو کہ وہ واقعی
 مرزائیوں کو مسلمان جانتا ہے اس بنا پر یہ تقریب کی تو خود کافر مرتد ہے، علمائے کرام سرین شریفین نے قادیانی کی
 نسبت بالاتفاق فرمایا کہ:

من شک فی عذابیہ و کفرہ فقد کفر۔
 (درعی ص ۳۷۷ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
 ”جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔“

اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت حیات کے سب علاقے اس سے قطع کر دیں، بیمار
 پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے مسلمان کے گورستان میں دفن کرنا حرام،
 اس کی قبر پر جانا حرام۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تصل علی احد منہم مات ابدًا ولا تقم علی قبرہ۔ (البقرہ ۸۳) ”اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔“
 (۲)۔ وہ سب مرزائی ہیں مگر وہ کہ عقل و تیز کی عمر کو پہنچا اور ابھی برے کو سمجھا اور مرزائیوں کو کافر جانا اور ٹھیک
 اسلام لایا وہ مسلمان ہے، یہ اس حالت میں ہے کہ ماں مرزائی ہو، اور اگر ماں مسلمان ہو اگرچہ اپنی شامت نفس یا
 اپنے اولیاء کی حماقت یا ضلالت سے مرزائی کے ساتھ نکاح کر کے زنا میں مبتلا ہے، اب جو بچے ہوں گے جب تک
 نابالغ رہیں گے اور کبھی کی عمر پر آ کر خود مرزائیت اختیار نہ کریں گے اس وقت تک وہ اپنی ماں کے اتباع سے
 مسلمان ہی سمجھے جائیں گے۔ فان الولد يتبع خیر الابوين دینا فکیف من لیس له الا الام فان ولد الزنا لا
 اب له۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بچہ والدین میں سے اس کے تابع ہوتا ہے جس کا دین بہتر ہو تو اس وقت کیا حال ہوگا
 جب اس کی صرف ماں ہی ہو کیونکہ ولد زنا کا باپ نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (نفاذی رضویہ ج ۳ ص ۳۲۰-۳۲۲)

مسلمان لڑکی کا قادیانی سے نکاح کرنے والے ملا کے ایمان و نکاح کا حکم

سوال ایک ملا نے ایک دختر سنیہ کا نکاح ایک مرزائی عقیدہ سے کر دیا۔ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور ملا و
 حاضرین کا نکاح ٹوٹا یا نہیں اور اس ملا کی بیعت و امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب دختر سنیہ کا نکاح مرزائی عقیدے کے شخص سے جائز نہیں ہے۔ پس ملا نے فساد عقیدہ اس مرزائی
 کے جاننے کے باوجود نکاح پڑھا وہ گنہگار و فاسق ہے اور اس کی بیعت درست نہیں اور امامت اس کی مکروہ تحریمی
 ہے مگر اس کا نکاح باقی ہے اور حاضرین کا نکاح بھی باقی ہے ان سب کو توبہ کرنا چاہیے اور ظاہر کر دینا چاہیے کہ یہ
 نکاح جو مرزائی سے ہوا صحیح نہیں ہوا۔ یہ اس صورت میں جبکہ اس ملا نے اور حاضرین نے اس قادیانی کو مسلمان نہ
 جانا ہو، اسی طرح کافر و مسلمان کے نکاح کو جائز نہ تصور کیا ہو، ورنہ سب کو تجدید ایمان و نکاح کرنا ہوگی۔ فقط
 (درعی ج ۲ ص ۳۳۰ باب نکاح الکافر، قادیانی دار احکام دیوبند ج ۷ ص ۳۵۸)

قادیانی عورت سے نکاح حرام ہے

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے متعلق کہ کیا کسی قادیانی عورت سے نکاح جائز ہے؟
 جواب قادیانی زندقہ اور مرتد ہیں اور مرتدہ کا نکاح نہ کسی مسلمان سے ہو سکتا ہے نہ کسی کافر سے اور نہ

کسی مرتد سے۔ ”ہدایہ“ میں ہے:

اعلم ان تصرفات المرتد علی أقسام نافذ بالاتفاق كالاستيلاء والطلاق .. و باطل بالاتفاق كالنکاح والذبیحة لأنه يعتمد الملة ولا ملة له. (ہدایہ ج ۲ ص ۵۶۹ مطبوعہ مطبعہ مجید باب احکام المرتدین)

”جاننا چاہیے کہ مرتد کے تصرفات کی چند قسمیں ہیں۔ ایک قسم بالاتفاق نافذ ہے۔ جیسے استیلاء اور طلاق۔ دوسری قسم بالاتفاق باطل ہے۔ جیسے نکاح اور ذبیحہ، کیونکہ یہ موقوف ہے ملت پر اور مرتد کی کوئی ملت نہیں۔“ درمختار میں ہے:

ولا یصلح (أن ینکح مرتد أو مورتدة أحدا) من الناس مطلقاً وفي الشامية (قوله مطلقاً) ای مسلماناً أو کافراً أو مرتداً.

(فتاویٰ شامی باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۴۳۰)

”اور مرتد یا مرتدہ کا نکاح کسی انسان سے مطلقاً صحیح نہیں۔ یعنی نہ مسلمان سے نہ کافر سے اور نہ مرتد سے۔“ فتاویٰ عالمگیری میں مرتد کے نکاح کو باطل قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

فلا یجوز له أن یتزوج امرأة مسلمة ولا مورتدة ولا ذمیة ولا حرة ولا مملوكة.

(حاشیہ فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۵۸۰)

”پس مرتد کو اجازت نہیں کہ وہ نکاح کرے کسی مسلمان عورت سے، نہ کسی مرتدہ سے، نہ ذمی عورت سے، نہ آزاد سے اور نہ باندی سے۔“

فتہ شافعی کی مستند کتاب ”شرح مہذب“ میں ہے۔

لا یصح نیکاح المرتد والمورتدة لأن القصد بالنکاح الاستمتاع ولما کان دمیہما مہدراً ووجب قتلہما فلا یتحقق الاستمتاع ولأن الرحمة تقتضی ابطال النکاح قبل الدخول فلا ینعقد النکاح معہا.

(شرح مہذب ج ۱ ص ۲۱۴)

”اور مرتد اور مرتدہ کا نکاح صحیح نہیں کیونکہ نکاح سے مقصود نکاح کے فوائد کا حصول ہے۔ چونکہ ان کا خون مباح ہے اور ان کا قتل واجب ہے۔ اس لیے میاں بیوی کا استمتاع، تحقق نہیں ہو سکتا اور اس لیے بھی کہ تقاضائے رحمت یہ ہے کہ اس نکاح کو رخصتی سے پہلے ہی باطل قرار دیا جائے۔ اس بنا پر نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا۔“ فتہ ضلیٰ کی مشہور کتاب ”المغنی مع الشرح الکبیر“ میں ہے:

والمورتدة یحرم نکاحها علی ای دین كانت لأنه لم ینبت لها حکم أهل الدین الذی انتقلت الیہ فی اقراہا علیہ فعی حلہا اولی.

(المغنی مع الشرح الکبیر ج ۷ ص ۵۰۳)

”اور مرتد عورت سے نکاح حرام ہے خواہ اس نے کوئی سادین اختیار کیا ہو کیونکہ جس دین کی طرف نہ منتقل ہوئی ہے اس کے لیے اس دین کے لوگوں کا حکم ثابت نہیں ہوا۔ جس کی وجہ سے وہ اس دین پر برقرار رہی جائے تو اس سے نکاح کے حلال ہونے کا حکم بدرجہ اولیٰ ثابت نہیں ہوگا۔“

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ قادیانی مرتد کا نکاح صحیح نہیں بلکہ باطل محض ہے۔

سوال اولاد کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟

جواب جب اوپر معلوم ہوا کہ یہ نکاح صحیح نہیں تو ظاہر ہے کہ قادیانی مرتدہ سے پیدا ہونے والی اولاد بھی جائز اولاد نہیں ہوگی۔ البتہ اگر اس لڑکی کے باپ کے مسلمان ہونے کے شبہ کی بناء پر اس سے نکاح کیا گیا تھا تو

یہ ”شبہ کا نکاح“ ہوگا۔ اور اس کی اولاد جائز ہوگی۔ اور یہ اولاد مسلمان باپ کے تابع ہو تو مسلمان ہوگی۔

قادیانی عورت سے نکاح کرنے والے سے تعلقات کا حکم

سوال..... اس شخص سے معاشرتی تعلق روا رکھنا جائز ہے یا نہیں جسے علاقے کے لوگ مختلف اداروں میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجتے ہیں، حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اس کی بیوی قادیانی ہے؟ لوگوں کا موقف یہ ہے کہ اس کا مذہب اس کے ساتھ ہے ہمیں اس کے مذہب سے کیا لینا، یہ ہمارے مسائل حل کرتا ہے تو از روئے شریعت اس کا کیا حکم ہے؟

جواب..... یہ شخص جب تک قادیانی عورت کو طہچہ نہ کر دے اس وقت تک اس سے تعلقات رکھنا جائز نہیں۔ جو لوگ مذہب سے بے پروا ہو کر محض دنیوی مفادات کے لیے اس سے تعلقات رکھتے ہیں، وہ سخت گنہگار ہیں۔ اگر انہیں اپنا ایمان عزیز ہے اور اگر وہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے خواستگار ہیں تو ان کو اس سے توبہ کرنی چاہیے اور جب تک یہ شخص اس قادیانی مرتدہ کو طہچہ نہیں کر دیتا اس سے تمام معاشرتی تعلقات منقطع کر لینے چاہئیں۔ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَائِهِمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرَى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ. (المجادلہ: ۲۲) ”جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے مخصوص سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے برخلاف ہیں۔ گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے ہی کیوں نہ ہوں۔ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان (قلوب) کو اپنے فیض سے قوت دی ہے (فیض سے مراد نور ہے) اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرنے کا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے۔ یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے۔“

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۵ ص ۶۸ تا ۷۱)

مسلمان کا قادیانی لڑکی سے نکاح جائز نہیں، شرکاء توبہ کریں

سوال..... ہمارے علاقہ میں ایک زمیندار کی قادیانی کے گھر شادی ہوئی۔ مگر دولہا مسلمان ہونے کا دعویدار ہے۔ ان کا شرعاً نکاح ہوا ہے یا نہیں اور دعوت و لہجہ میں شریک لوگوں کا نکاح برقرار ہے یا نہیں یا گنہگار ہیں۔ آئندہ شریک ہوں یا نہیں؟

جواب..... قادیانیوں کا حکم مرتد کا ہے۔ ان کی تقریبات میں شریک ہونا اور اپنی تقریبات میں ان کو شریک کرنا جائز نہیں۔ جو لوگ اس معاملہ میں چشم پوشی کرتے ہیں، قیامت کے دن خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں جواب دہ ہوں گے اور آنحضرت ﷺ کی ناراضی اور عتاب کے مورد ہوں گے۔ قادیانیوں سے رشتہ نانا جائز نہیں۔ اگر وہ لڑکی مسلمان ہوگی ہے تو نکاح صحیح ہے اور اگر مسلمان نہیں بلکہ قادیانی ہے تو نکاح باطل ہے۔ جس طرح کسی سکھ اور ہندو سے نکاح جائز نہیں، اسی طرح کسی قادیانی سے بھی جائز نہیں۔ اس شخص کو لازم ہے کہ قادیانی عورت کو الگ کر دے جو لوگ ان کے نکاح میں شریک ہوئے وہ گنہگار ہیں ان کو توبہ کرنی چاہیے۔ آئندہ ہرگز ایسا نہ کریں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۵ ص ۴۷)

اگر کوئی جانتے ہوئے قادیانی عورت سے نکاح کر لے تو اس کا شرعی حکم

سوال..... اگر کوئی شخص کسی قادیانی عورت سے یہ جاننے کے باوجود کہ یہ عورت قادیانی ہے عقد کر لیتا ہے تو اس کا نکاح ہوا کہ نہیں اور اس شخص کا ایمان باقی رہا یا نہیں؟

جواب..... قادیانی عورت سے نکاح باطل ہے رہا یہ کہ قادیانی عورت سے نکاح کرنے والا مسلمان بھی رہا یا نہیں؟ اس میں یہ تفصیل ہے کہ:

(الف)..... اگر اس کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد معلوم نہیں۔ یا

(ب)..... اس کو یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ قادیانی مردوں کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا..... تو ان دونوں صورتوں میں اس شخص کو خارج از ایمان نہیں کہا جائے گا البتہ اس شخص پر لازم ہے کہ مسئلہ معلوم ہونے پر اس قادیانی مرد عورت کو فوراً علیحدہ کر دے اور آئندہ کے لیے اس سے ازدواجی تعلقات نہ رکھے اور اس فعل پر توبہ کرے اور اگر یہ شخص قادیانیوں کے عقائد معلوم ہونے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھتا ہے تو یہ شخص بھی کافر اور خارج از ایمان ہے کیونکہ عقائد کفریہ کو اسلام سمجھنا خود کفر ہے اس شخص پر لازم ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۲)

قادیانی عورت سے نکاح جائز نہیں

سوال..... اہل کتاب عورت سے تو مسلمان مرد نکاح کر سکتا ہے تو کیا ایک قادیانی عورت سے بھی مسلمان مرد کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب..... قادیانی چونکہ باجماع امت مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لیے ان سے کسی قسم کا رشتہ ناپہنچا کرنا شرعاً جائز نہیں۔ جس طرح کسی قادیانی سے مسلمان عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا ایسے ہی کوئی مسلمان شخص کسی قادیانی عورت سے نکاح نہیں کر سکتا، اس لیے کہ قادیانی اہل کتاب کے حکم میں نہیں بلکہ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

کما قال شيخ الاسلام برهان الدين المرغيناني: ان تصرفات المرتد على اقسام نافذ بالاتفاق كالاستيلاء والطلاق لانه لا يفترق الى حقيقة الملك و تمام الولاية وباطل بالاتفاق كالنكاح والذبيحة لانه يعتمد الملة. (الهدية ج ۲ ص ۵۶۹ مطبوعه مجدي كاپنور باب الرد) (فتاویٰ خانہ ج ۲ ص ۳۳۱-۳۳۲)

قادیانی عورت سے مسلمان مرد کا نکاح باطل ہے

سوال..... زید جو کہ حنفی مذہب رکھتا ہے ایک قادیانی مذہب عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے ایک حنفی مفتی سے سوال کیا گیا تو جواز کا فتویٰ دیا جو درج ذیل ہے ان کا جواب بیعت حضور کی خدمت میں پیش کر کے استصواب چاہتا ہوں۔

نقل فتویٰ جواز مکرم برادر ام السلام علیکم۔ قادیانی مذہب کی عورت سے نکاح جائز ہے جو قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے قائل ہیں وہ اگرچہ کافر ہیں مگر اہل کتاب ضرور ہیں تو اہل کتاب عورت سے مسلم کا نکاح جائز ہے لاہوری مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے صرف مجدد مانتے ہیں اس لیے ان کی تکفیر نہیں ہو سکتی بہر حال

قادیانی عورت سے جب نکاح جائز ہوا تو اس کی لڑکی سے بھی خواہ متزلزل عقیدہ رکھتی ہو ایک خنی مسلمان کا نکاح بالکل درست و جائز ہے ہرگز شک نہ کیجئے۔

جواب جو یہاں سے گیا میرے نزدیک قادیانی عورت سے نکاح باطل ہے جب ان کا کفر مسلم ہے اور مرتد بحکم کتابی نہیں ہوتا اس لیے اہل کتاب میں ان کو داخل نہیں کر سکتے اور لاہوری گو مرزا کو نبی نہ کہیں لیکن اس کے عقاید کفریہ کو کفر نہیں کہتے کفر کو کفر نہ سمجھنا یہ بھی کفر ہے کیا اگر کوئی شخص سیلہ کذاب کو نبی نہ مانتا ہو مگر اس کے عقاید کو کفر بھی نہ کہتا ہو تو کیا اس شخص کو مسلمان کہا جائے گا۔ ۳۰ ذی قعدہ ۱۳۵۱ھ

(النور جب ۱۳۵۲ھ ص ۸، امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۲۳)

مسلمان لڑکے کا مرزائی کی لڑکی سے نکاح

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی عاقلہ بالغہ ہے اور اس لڑکی کا والد مرزائی ہے اور وہ لڑکی والد کے تابع ہے۔ اگر کوئی شخص اس امید سے اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے کہ نکاح کرنے کے بعد وہ لڑکی مسلمان ہو جائے گی۔ کیا وہ اس بنا پر نکاح و شادی کر سکتا ہے۔ بیٹو! جو روا

جواب..... پہلے لڑکی مذکورہ کو مسلمان بنالے اس کے بعد اس کے ساتھ نکاح کرے۔ مسلمان بنائے بغیر اس کے ساتھ عقد نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح: محمد انور شاہ غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۷ صفر ۱۳۹۶ھ

(فتاویٰ مفتی محمود ج ۳ ص ۶۰۵، ۶۰۶)

ملاحظہ اور زنادقہ سے نکاح کا حکم

سوال..... ایک پیر صاحب اپنے دادا پر اس طرح درود پڑھاتے ہیں۔ اللھم صلی علی محمد الزمان السنندی اللواری۔ اپنے دادا کے نام کے ساتھ جل جلالہ و جل شانہ کہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ایک قصبہ کو مکہ اور اس کے نزدیک ایک گاؤں کو مدینہ اور ایک کنوئیں کو چاوہ زمزم اور ایک میدان کو عرفات اور ایک قبرستان کو جنت البقیع کے نام سے موسوم کر کے ۹ ذی الحجہ کے دن ۳ بجے ایک کثیر اجتماع کے سامنے ایک بڑے ممبر پر خطبہ حج پڑھتے ہیں اور بطور سند مریدوں کو حج مبارک کا سرٹیفکیٹ دیتے ہیں اور اپنے دادا کے مقبرہ کا طواف و سجدہ کراتے ہیں وغیرہ۔

(۱)..... ایسے پیر اور ان کے مریدوں سے رشتہ ناتا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ (۲)..... اور جن سے رشتہ

ناتا ہو چکا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۶۶۱۱ احمد صدیق مدبر اخبار ”زہیر سندھ“ کراچی۔ ۵ اگست ۱۹۳۷ء ۲۷ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ

جواب..... یہ پیر اور اس کے مرید جو ان عقائد شنیعہ کے معتقد ہوں طہ اور زہد پتی ہیں۔ ان زنادقہ سے علیحدہ رہنا واجب ہے اور ایسے فاسد العقیدہ لوگوں سے رشتہ ناتا کرنا ناجائز ہے لیکن اس کے اقارب میں سے اگر کوئی شخص ان عقائد شنیعہ کا معتقد نہ ہو تو محض پیر کا رشتہ دار ہونے کی وجہ سے اس پر یہ حکم عائد نہ ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دلی

(کفایت المفتی ج ۵ ص ۳۱۸)

مرزائی مرتدین کا کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا

سوال از روضہ حضرت مجدد الف ثانی سرہند شریف مسئولہ عبدالقادر مدرس درگاہ شریف ۳۰ رمضان شریف ۱۳۳۹ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرزائی مذہب شخص کی دختر نابالغہ سے جو عقد نکاح ہو گیا ہے وہ شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ دختر مذکورہ اپنے مذہب کو کچھ نہیں جانتی ہے، والد اس کا انتقال کر چکا ہے صرف اس کی والدہ نے نکاح ایک خفی مذہب سے کر دیا ہے، ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے اس کو علیحدہ کر دیا جائے یا تا وقت بلوغ رکھا جائے۔ بینوا تو جو روا

الجواب مرزائی مرتد ہیں کما هو مبين في حسام الحومين (جیسا کہ حسام الحرمین میں واضح بیان کیا گیا ہے۔) اور مرتد مرد ہو یا عورت اس کا نکاح کسی مسلمان یا کافر اصلی یا مرتد غرض انسان یا حیوان جہان بھر میں کسی سے نہیں ہو سکتا، جس سے ہو گا زنا ہے محض ہوگا۔ عالمگیری میں ہے:

لا يجوز للمرتد ان يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية وكذلك لا يجوز نكاح المرتدة مع احد كذا في المبسوط۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۲۸۲ ج ۲ مطبوعہ مکتبہ ماحدیہ کوئٹہ)

”مرتد کے لیے مرتدہ، مسلمہ یا اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں، اور اسی طرح مرتدہ عورت کا بھی کسی مرد سے نکاح جائز نہیں، جیسا کہ مبسوط میں ہے۔“

عورت اگرچہ نابالغہ ہے سال دو سال کی نابالغہ بچی نہ ہوگی اور عقل و تمیز کے بعد اسلام وارد تصحیح ہیں۔ تو یہ الابصار میں ہے:

اذا ارند صبي عاقل صح كاسلامه۔ (فتاویٰ ثنائی ص ۳۳۵ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

”بچہ اگر مرتد ہو جائے تو اس کا ارتداد صحیح ہے جیسے اس کا اسلام لانا صحیح ہے۔“

کچھ وال ہونے کی حالت میں اگر اس نے مرزائیت قبول کی یا اتنا ہی جانا کہ مرزائی یا مسیح یا مہدی تھا تو اسی قدر اس کے مرتد ہونے کو بس ہے۔ تجربہ ہے کہ یہ مرتد لوگ بہت بچپن سے اپنی اولاد کو اپنے عقائد کفریہ سکھاتے ہیں تو مسائل کا کہنا کہ اپنے مذہب کو کچھ نہیں جانتی ہے بعید از قیاس ہے۔ پھر ان لوگوں میں سے ایسی قرابت قریبہ رکھنا بار بار منجر بہ فتنہ و فساد مذہب ہوتا ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ، تو سلامت اسی میں ہے کہ اس کو فوراً جدا کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قادیانی سے نکاح کا حکم

سوال رادون ضلع علی گڑھ، مرسلہ مولانا مولوی عماد الدین صاحب کلم محرم الحرام ۱۳۳۶ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین، اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پہلے قادیانی تھا اب قادیانی ہونے سے انکار کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ میں ”بہائی ہوں“ یعنی بہاء اللہ کا معتقد اور اس کے مذہب پر ہوں، بہاء اللہ وہ شخص ہے جس کی نسبت اخبار وغیرہ میں لکھا ہے اور بہت مشہور ہے کہ وہ مدعی نبوت تھا، جس کا زمانہ عنقریب گزرا ہے، دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایک مسلمہ سنیہ حنفیہ عقیفہ سیدانی لڑکی کا نکاح شخص مذکور سے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو روا

الجواب..... حضور اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ عزوجل نے خاتم النبیین و آخر الانبیاء کیا، حضور کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہو سکتا، بکثرت احادیث صحیح اس پر ناطق اور خود قرآن عظیم کی نص قطعی و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین (الاحزاب ۴۰) اس مدعا پر شاہد، جو شخص حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی جدید کے آنے کا قائل ہو یا اسے جائز مانے، قطعاً یقیناً کافر و مرتد ہے۔ اگر وہ شخص قادیانی تھا تو کافر تھا اور اب بھائی ہے اور بہاء اللہ کو نبی مانا جب بھی کافر ہے، امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ، شفا شریف میں فرماتے ہیں۔ و کذا لک من ادعی نبوة احد مع نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام او بعده..... او من ادعی النبوة لنفسه او جوز اکتسابها..... فهو لاء کلہم کفار مکذوبون للنبی ﷺ لانه اخبر ﷺ انه خاتم النبیین لانی بعدہ و اخبر عن اللہ تعالیٰ، انه خاتم النبیین و انه ارسل کافة للناس و اجمعت الامة علی حمل هذا الکلام علی ظاہرہ وان المفہوم المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر هؤلاء الطوائف کلہا قطعاً اجماعاً و سماعاً (ج ۲ ص ۲۳۶-۲۳۷) بلاشبہ ایسے شخص کا نکاح کسی مسلمہ سے نہیں ہو سکتا، خصوصاً سید، جو شخص نکاح کرائے گا، سخت کبیرہ شدیدہ کا مرتکب اور زنا کا دلال ہوگا۔ قنادی عالمگیری احکام المرتدین میں ہے۔ منها ما هو باطل بالاتفاق نحو النکاح فلا یجوز لہ ان یتزوج امرأة مسلمة ولا مرتدة ولا ذمیة ولا لحرۃ ولا مملوكة (قنادی تفسیر خان ج ۳ ص ۵۲۰) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(قنادی امجدہ ج ۲ ص ۷۴)

قادیانیت سے تائب مسلمان لڑکی کا قادیانی سے نکاح

سوال..... (۱)..... ایک لڑکی نابالغہ مسماۃ ہندہ کے والدین فوت ہو چکے تھے اور بھائی نے ہندہ مذکورہ کا نکاح ایک نابالغ لڑکے سے کر دیا تھا۔ نیز واضح رہے کہ زوجین کے متولی مرزائی تھے۔ جب لڑکی بالغ ہوئی تو بھائی مرزائی نے لڑکے نابالغ مرزائی کے ساتھ شادی کر دی۔ ایک ہفتہ لڑکی آباد رہی بعد ازاں نکاح کر دیا کہ میں مرزائی نہیں ہوں اگرچہ میرے والدین و باقی رشتہ داران مرزائی ہیں۔ میں مرزائی مرد کے ساتھ آباد ہونے سے انکار ہی ہوں۔ اب لڑکی بھائی مرزائی کے گھر ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ میرا سابقہ نکاح فسخ کیا جائے گا کہ دوسری جگہ نکاح کروں۔ لڑکا مذکور ابھی تک نابالغ ہے اور وہ بھی اور اس کے والدین سب مرزائی ہیں۔ اب شرعی فیصلہ کرنا ہے اور لڑکا حکم شرعی کے سامنے پیش بھی نہیں ہوتا فقط لڑکی پیش ہوتی ہے فیصلہ کی کیا صورت ہے مفصلاً مرقوم فرما کر مشکور فرمائیں۔ اگر یہ صورت ہو تو پہلے بوجہ مطابقت والدین دونوں کافر تھے۔ اب لڑکی بعد بلوغت کے مسلمان ہو گئی تو کیا لڑکے کے بالغ ہونے تک انتظار کرنا ضروری ہوگا یا قبل از بلوغ فیصلہ ہو سکتا ہے۔ فیصلہ کی تمام صورتوں کو بیان فرما کر مشکور فرمائیں۔

(۲)..... جلیلہ ناجزہ میں اردہ اوکی بعض صورتوں میں یہ لکھا ہے کہ اگر خاوند مرتد ہو گیا تو دارالحرب میں تفریق کی ضرورت نہیں تین حیض کے بعد جدا ہو جائے گی اور دارالاسلام میں تفریق شرط ہے۔ کیا ہوا فتنہ قزوئی دارالحرب عمل کیا جائے یا احتیاطاً تفریق کی جائے۔ اسکتی نمبر ۲۶۶ محمد اسحاق ملانی (دہلی) ۳ صفر ۱۳۶۰ھ ۳ مارچ ۱۹۴۱ء

جواب..... حکیم تو فریقین کی رضا مندی سے ہوتی ہے۔ جب ایک فریق (شوہر) کی طرف سے ثالثی منظور نہیں ہوئی تو ثالثی کا فیصلہ بھی متصور نہیں۔ رہا نکاح کا قصہ تو صورت مسئلہ میں قابل تحقیق یہ امر ہے کہ لڑکی کا باپ جس وقت مرزائی ہوا اس وقت یہ لڑکی پیدا ہو چکی تھی یا نہیں؟ اگر پیدا ہو چکی تھی اور بعد میں اس کا باپ مرزائی ہوا

تو یہ لڑکی مسلمہ قرار دی جائے گی کیونکہ باپ کے ارادہ سے لڑکی پر جو پہلے مسلمہ قرار دی جا چکی، حکم ارادہ نہ ہوگا اور اس صورت میں اس کے مرتد بھائی نے اس کا جو نکاح کیا وہ نکاح ہی صحیح نہیں ہوا کیونکہ کافر کو مسلمان پر ولایت حاصل نہیں۔ لیکن اگر لڑکی حال ارادہ پدر میں پیدا ہوئی اور اس کی ماں بھی مرزا سے تھی تو لڑکی بھی کافرہ ہی قرار پائے گی۔ مگر اس حال میں اس کے مرتد بھائی کا کیا ہوا نکاح موقوف رہے گا یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ لیکن جبکہ وہ مسلمان نہ ہوا اور لڑکی مسلمان ہو گئی اور اس نے اس نکاح موقوف کو رد کر دیا تو نکاح رد ہو گیا۔ کیونکہ نکاح موقوف قبل اجازت مجیز جائز حکم عدم میں ہوتا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ للہ دہلی (کفایت المفتی ج ۶ ص ۱۵۲-۱۵۳)

باپ کی رضا مندی پر قاضی (مرزائی) کا پڑھایا ہوا نکاح صحیح ہے

سوال بخد مت جناب کرم و محترم حضرت مفتی محمود صاحب زید مجدہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف خیریت الجائزین مسئلہ من اللہ مندرجہ ذیل صورت کے متعلق تحقیقی جواب سے ممنون فرمائیں۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی نابالغ لڑکی کے نکاح کرنے کا دوسرے کو کہا کہ آپ میری لڑکی کا نکاح فلاں شخص سے کر دیں۔ یعنی اس آدمی کو نکاح خوان تجویز کیا۔ جیسا کہ آج کل رواج ہے اور اسی لڑکی کا باپ بھی مجلس عقد میں موجود تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ نکاح خوان جس کو عرف میں قاضی کہتے ہیں مرزائی قادیانی تھا۔ تو بیان فرمائیں کہ یہ نکاح شرعاً معتبر ہوگا یا نہ۔ باحوالہ تحریر فرمائیں۔ بینوا و توجروا انقرانی الصمد غلام احمد از مدرسہ عربیہ محمدیہ نربال

جواب..... قواعد کی رو سے یہ نکاح جائز معلوم ہوتا ہے کیونکہ باپ کی موجودگی میں نکاح خوان ایک ممبر اور سفیر شخص سمجھا جائے گا اور اس کے یہ الفاظ متعلق ہوں گے باپ کی طرف سے، عائد باپ ہی ہوگا کیونکہ اصل اور ممبر جہاں دونوں موجود ہوں وہاں عقد نکاح اصل کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ و نظیرہ ما فی الدر المختار ص ۲۹۷ ج ۲، امر الاب رجلاً ان یزوج صغیرتہ فزوجہا عند رجل او امرأتین والحال ان الاب حاضر صح لان یجعل عاقداً حکماً والا لا۔ اس پر شامی نے لکھا ہے۔ قوله لان یجعل عاقداً حکماً لان الوکیل فی النکاح سفیر معبر ینقل عبارة المؤکل فاذا کان المؤکل حاضرأ کان مباشراً لان العبارة تنقل الیه وهو فی المجلس اسی طرح اگلے صفحہ پر ہے۔ ولو زوج بنته البالغة العاقلة بمحضر شاهد جاز انکانت ابنته حاضرة لانها تجعل عاقداً والا لا الاصل ان الأمر متی حضر جعل مباشراً (ج ۲ ص ۲۹۸) تردد اس میں ہے کہ کافر کی نکاح صحیح ہوگی یا نہیں تو اس میں یہ حکم ہے کہ مرتد آدمی کو اگر وکیل بنائے تو اس کی یہ توکیل جائز ہے اور نافذ ہے۔ (کافی الدر المختار ص ۵۱۱ ج ۳) و توقف توکیل مرتد اسی پر شامی نے (ص ۵۱۱ ج ۳) لکھا ہے۔ بخلاف توکیلہ عن غیرہ کما سنذکرہ و فی الدر بعید ہذا العبارة اذا کان الوکیل یعقل العقد الخ۔ اسی پر علامہ شامی نے لکھا ہے۔ ان یعقل ان البیع سالب للمبیع مالب للثمن وان الشراء بالعکس و فی البحر ما يرجع الی الوکیل فالعقل فلا یصح توکیل مجنون وصبی لا یعقل لا البلوغ والحریة و عدم الردۃ فیصح توکیل المرد ولا یتوقف الی آخرہ مقال۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۵ ذوالقعدہ ۱۴۲۹ھ

(قادیانی مفتی محمود ج ۳ ص ۳۳۱، ۳۳۷)

توہین رسالت کرنے والے کے نکاح کا حکم

سوال از ریاست کوئٹہ راجپوتانہ مرسلہ ملاحمد رمضان پیش امام مسجد نیا پورہ مورخہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ عبدالقادر نے حضور سرور عالم ﷺ کی توہین کی ہے اور اس پر علماء کا فتویٰ کفر کا آچکا ہے اور وہ توبہ سے انکار کرتا ہے اس کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں، اور اس کے بھائی بھتیجے اس کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اس کے معاون ہیں ان کا نکاح بھی عندالشرع ٹوٹ گیا یا نہیں، اور اگر ٹوٹ گیا ہے تو ان کی مطلقہ بیویوں کا نکاح دوسرے مسلمانوں سے جائز ہے یا نہیں اور وہ مطلقہ بیویاں مہر کی لین دار ہیں یا نہیں؟ اس کا جواب بحوالہ کتب معتبرہ عطا فرمایا جائے، عند اللہ ماجور ہوں گے۔

الجواب جو شخص حضور اقدس ﷺ کی توہین کرے یقیناً کافر ہے اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی اور جو اس کی توہین پر مطلع ہو کر اسے مسلمان جانے وہ بھی کافر ہے ایسے جتنے لوگ ہوں خواہ توہین کرنے والوں کے عزیز قریب ہوں یا غیر ان سب کی عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں اور فی الحال وہ اپنے مہر کا مطالبہ کر سکتی ہیں، ان عورتوں کو اختیار ہے کہ عدت کے بعد جس مسلمان سے چاہیں نکاح کر لیں، واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۳۲-۳۳)

مرزائی کی مسلمان اولاد سے رشتہ کرنا

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ باپ کٹر مرزائی احمدی ہے اس کی اولاد جو کہ بالغ ہے اپنی والدہ کے ساتھ انگلینڈ میں رہتے ہیں۔ کٹر مرزائی باپ کچھ دنوں سے یہاں اس ملک میں آیا ہوا ہے۔ اولاد کے خطوط سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہیں۔ ہم شرع کے مطابق جو کچھ کہلوانا چاہیں ان کو کہلایا جاسکتا ہے۔ ہم احمدی نہیں ہیں نہ ہم احمدیوں سے رشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ایسے کٹر مرزائی کی اولاد جو کہ اپنے آپ کو مسلمان کہے اور جو یہ کہے کہ شرع محمدی کے مطابق جو کچھ مسلمان ثابت ہونے کے لیے شرائط ہیں۔ وہ ہم سب کچھ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ کیا ایسے اولاد کے رشتے ناٹے کروانا رشتہ ناٹہ میں معاون بننا شرعاً جائز ہے۔ نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ شرع محمدی میں مرزائی کی اولاد کے لیے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ مگر پھر بھی پرکھنے کے لیے کیا ضابطے ہیں۔

جواب اگر اس مرزائی کی اولاد غلام احمد مرزا کو کاذب اور دائرہ اسلام سے خارج مانتے ہیں اور حضور ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں۔ اور دیگر ایمان و اسلام کے تمام ضروری عقائد رکھتے ہیں تو وہ مسلمان شمار ہوں گے اور جو معاملات مسلمانوں کے ساتھ جائز ہیں وہ ان کے ساتھ جائز ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۲۰۱)
مشتبہ مرزائی کی پہلے تحقیق

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین و ریس مسئلہ کہ ایک شخص مرزائی ہے۔ اس نے اپنے بھائی کو مرزائیت کی طرف دعوت دی۔ چنانچہ وہ اس طرف مائل ہو گیا۔ اور ربوہ (چناب نگر) بھی گیا تھا اور اس کو مسجد بھی مانے لگا۔ بعدہ اس کے سرال والوں نے اس کے تبدیلی عقائد کی وجہ سے اس کی بیوی اور بچوں کو اپنے گھر میں روک لیا ہے۔ سنا ہے کہ وہ اس اعتقاد سے رجوع کر کے پھر اسلام میں داخل ہو گیا ہے لیکن اس کے سرال والے یہ سنی سنائی بات پر اعتبار نہیں کرتے اور لوگوں کا بھی یہی خیال ہے کہ وہ اسلام میں داخل نہیں ہوا ہے اس کے سرال والے

اس کی بیوی بچوں کو اس نے گھر واپس نہیں بھیج رہے لیکن اس شخص نے کہا تھا کہ میں نے مرزائیت چھوڑ دی ہے۔ اور مسلمان ہو گیا ہوں چنانچہ اس نے نکاح ثانی بھی کیا تھا۔ لیکن سرال والوں نے اعتبار نہیں کیا۔ اس کی بیوی کو اس کے گھر نہیں بھیجا۔ اب سوال یہ ہے کہ نکاح اس کا شرعاً باقی ہے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا

جواب ... تحقیق کی جائے ایسے خفیہ طور پر کہ اسے معلوم نہ ہو کہ اس شخص کے عقد مذکورہ موجودہ کیا ہیں۔ اگر واقعی صدق دل سے تائب ہو چکا ہے تو نکاح ثانی بھی درست ہے اور بیوی بھی اس کے حوالہ کر دی جائے۔ اگر معلوم ہو کہ اس نے دھوکہ لیا ہے اور اس کے عقائد اب بھی ویسے ہی ہیں جیسے پہلے تھے تو یہ نکاح ثانی بھی غلط ہوا اور بیوی اس کے حوالہ نہ کی جائے۔ بہر حال خوب تحقیق کی جائے۔ محض خیالات و شبہات کی بنا پر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔
 فقط واللہ تعالیٰ اعلم
 (فتاویٰ مفتی محمد درج ۱ ص ۲۰۲-۲۰۱)

مرزائی کے پڑھائے ہوئے نکاح کا حکم

سوال ... زیہ نے اپنی لڑکی نابالغہ کے نکاح کے لیے مجلس منعقد کروائی اور ایک مولوی صاحب کو برائے عقد نکاح بلایا۔ اس مولوی صاحب نے باپ سے اجازت لے کر نکاح کر دیا۔ اس وقت معلوم نہ تھا بعدہ معلوم ہوا کہ وہ مولوی مرزائی تھا۔ پھر نکاح بھی اس طرح کیا کہ گواہ وغیرہ بالکل متعین نہ کیے۔ ویسے اس مجلس نکاح میں باپ بھی موجود تھا اور سامعین ایجاب و قبول بھی موجود تھے فقط گواہوں کی تعین نہیں کی گئی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں جبکہ ناکح و منکوحہ و متولیان وغیرہ مسلم ہیں تو اس مرزائی ملاں کا باپ سے اجازت لے کر ایجاب و قبول کر دینے سے اور عدم تعین گواہوں سے نکاح میں کوئی غلط آیا یا نہ یہ نکاح معتبر ہے۔ کالعدم ہے کہ مستفتی (موان) منظور الحق مدرس مدرسہ دارالعلوم کبیر والہ دوبارہ کیا جائے یا دوسری جگہ کر دیا جائے۔

الجواب ... شامی میں ہے (ج ۲ ص ۲۹۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) قوله لانه يجعل عاقداً حکماً، لان الوکیل فی النکاح سفیر و معبر ینقل عبارة الموکل فاذا کان الموکل حاضراً کان مباشر لان العبارة تستقل الیه وهو فی المجلس و لیس المباشر سوی هذا بخلاف ما اذا کان غائباً لان المباشر ماخوذ فی مفہومہ الحضور فظہر ان انزال الحاضر مباشر جبری۔

صورت مسئلہ میں مذکور مرزائی مولوی، زیہ کی طرف سے اس کی لڑکی مذکورہ کے نکاح کا وکیل تھا پس جب اس نے زیہ کی موجودگی میں نکاح پڑھایا ہے تو وہ سفیر محض تھا حقیقت میں نکاح پڑھانے والا زید خود ہی تھا (بحوالہ بالا) اس لیے اس کے نکاح پڑھانے سے نکاح کے انعقاد پر کوئی اثر نہیں پڑا اور نکاح کے لیے گواہوں کا مقرر اور متعین ہونا ضروری نہیں صرف مجلس نکاح میں دو گواہوں کی حاضری ضروری ہے اس لیے عدم تعین گواہوں کی وجہ سے نکاح میں کوئی غلط نہیں آتا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ ۳۰ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح عبد اللہ غفر اللہ

(خیر التاریخ ج ۳ ص ۳۰۹-۳۱۰)

نکاح خواں کا کافر ہونا نکاح کے لیے مضر نہیں ہے

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عام مسلمانوں میں بھی دستور ہے کہ مجلس نکاح میں ایک شخص نکاح خوانی کے لیے تو نہ رہی چاہتے ہیں تاکہ مولوی صاحب ناکح و منکوحہ یا دونوں کے ولی یا وکیل کو شراکت

نکاح اور الفاظ نکاح کہلوائیں۔ بموافقی ہدایت مولوی صاحب ایجاب و قبول کراتے ہیں۔ اس صورت میں سوال پھر یہ ہے کہ اگر مولوی نکاح پڑھانے والا مرزائی مذہب کا ہو تو اس کی وجہ سے اصل نکاح میں کبھی قسم کا خلاء آتا ہے یا نہ۔ بیٹواتو جروا

جواب..... جب ایجاب و قبول خود ناکح اور منکوحہ نے یا ان کے اولیاء نے کیا ہے تو نکاح صحیح ہے۔ نکاح خواں معروف کا کافر ہونا نکاح کے لیے معتبر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ خادم الافاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۳ ذی قعدہ ۱۴۱۱ھ
(فتاویٰ مفتی محمود ج ۳ ص ۳۷۷)

نابالغ اولاد مذہب میں باپ کی تابع ہوتی ہے، مرزائی باپ کی لڑکے سے مناکحت جائز نہیں ہے سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس صورت مسئلہ میں کہ ایک نابالغ لڑکی کا نکاح اس کے باپ حقیقی نے ایک نابالغ لڑکے سے کر دیا جس لڑکے نابالغ مذکور سے اس لڑکی نابالغ مذکورہ کا نکاح ہوا اس لڑکے کا باپ مرزائی تھا اب جبکہ دونوں لڑکی اور لڑکا بالغ ہو چکے ہیں تو لڑکی مذہب اہل سنت و الجماعت پر چلتے اعتقاد رکھتی ہے اور لڑکا مرزائی بن گیا ہے اور لاہوری جماعت سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ لڑکے مذکور نے اب تک باپ سے نہ علیحدگی اختیار کی ہے اور نہ مرزائیت سے نفرت کرتا ہے بلکہ ایک ہی عقیدہ رکھتے ہیں آیا شرعاً اس لڑکی مذکورہ کا نکاح مرزائی لڑکے سے باقی ہے یا نہیں اگر نکاح باقی نہیں ہے تو لڑکی مذکورہ اب جہاں چاہے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ بیٹواتو جروا

جواب..... شرعاً نابالغ لڑکا لڑکی دین میں تابع ماں باپ کے ہوتے ہیں۔ تو صورت مسئلہ میں جبکہ نابالغی میں مرزائی کے لڑکے کا نکاح ایک اہل سنت و الجماعت لڑکی سے اس کے باپ نے کیا اور اس لڑکے کے ماں باپ مرزائی تھے تو یہ لڑکا بھی والدین کے تابع ہو کر مرزائی شمار ہوگا اور مرزائی کے ساتھ کسی مسلمان عورت کا نکاح منعقد نہیں ہوتا کیونکہ مرزائی خواہ قادیانی ہو یا لاہوری جملہ علماء کے نزدیک کافر و مرتد ہیں جن حضرات علماء کو ان کے مذہب پر اطلاع ہوئی۔ سب نے باجماع ان کی تکفیر کی ہے اور مسلمان عورت کا نکاح کسی کافر سے کسی طرح جائز و حلال نہیں۔ لقولہ تعالیٰ لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً۔ (در مختار ص ۴۳۰ ج ۲) میں ہے کہ ولا یصلح ان ینکح مرتداً او مرتدة احدا من الناس اور شامی میں ہے لانه قبل البلوغ تبع لابیہ۔ لہذا اس لڑکی سے مرزائی لڑکے کا نکاح نابالغی میں منعقد ہی نہیں ہوا تو عورت جہاں چاہے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۳ شوال ۱۴۸۳ھ

(فتاویٰ مفتی محمود ج ۴ ص ۶۰۶، ۶۰۷)

کیا قادیانی نکاح کا وکیل ہو سکتا ہے؟

سوال..... ہمارے اطراف میں نکاح کی مجلس اس طرح منعقد ہوتی ہے کہ لڑکی کا باپ یا چچا نانا وغیرہ میں سے کوئی ایک دو گواہوں کو لے کر لڑکی کے پاس جاتا ہے اور لڑکی سے یوں کہتا ہے کہ میں تمہارا وکیل بن کر فلاں کا لڑکا فلاں سے مبلغ اتنے مہر میں ان دو گواہوں کے رو برو نکاح کر دوں۔ جب لڑکی ہاں کہہ دیتی ہے تو یہ وکیل اور دونوں گواہ مجلس میں آتے ہیں۔ بعد ازاں محلہ کا پیش امام خطبہ نکاح پڑھتا ہے اور وکیل سے کہتا ہے یوں کہو میں نے

اپنی وکالت سے فلاں کی لڑکی فلاں کو مبلغ اتنے مہر میں ان دو گواہوں اور حاضرین مجلس کے سامنے تمہارے عقد میں دیا، تم نے قبول کیا۔ تو وہ لڑکا کہتا ہے کہ میں نے قبول کیا۔ صورت بالا پیش نظر رکھتے ہوئے اگر لڑکی کا نانا قادیانی مذہب کا ہے، وہ وکالت کرتا ہے اور دونوں گواہ مسلمان اہل سنت والجماعت ہیں وہ قادیانی ایجاب و قبول کرتا ہے تو ایسی صورت میں نکاح ہو گیا یا نہیں؟ واضح ہو کہ بھتی زبیر میں ہے کہ کوئی کافر کسی مسلمان کا ولی نہیں بن سکتا ہے؟ لہذا برائے مہربانی اس صورت پر نظر فرما کر جواب سے مطلع فرمادیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً: ولی اور وکیل میں فرق ہے نکاح میں وکیل کا کام صرف الفاظ کی تعبیر تک رہتا ہے اصل ایجاب و قبول زوجین کا ہوتا ہے۔ بیان کردہ صورت میں نکاح منعقد ہو گیا، قادیانی کی وکالت بیکار گئی۔ اگر لڑکی کی طرف سے اصلانہ یا وکالتہ کسی کا ایجاب نہ بھی تسلیم کیا جائے تب بھی اس نکاح پر لڑکی کا راضی ہونا اور اس کے لوازمات کو بجالانا یہ اجازت فعلی ہے جو کہ شرعاً معتبر ہے۔ فقط واللہ اعلم حررہ، العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند **الجواب صحیح**: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۲۱۹-۲۲۰)

قادیانی کی وکالت سے نکاح

سوال ایک شخص اہل سنت والجماعت سے ہے، اس نے اپنی لڑکی کا نکاح بھی اہل سنت والجماعت میں کیا۔ لیکن اپنی لڑکی کے نکاح کا وکیل ایک قادیانی کو بنا دیا۔ دریافت طلب یہ ہے کہ اس قادیانی کی وکالت بالنکاح صحیح ہے یا نہیں؟ بصورت ثانی نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً: اگر لڑکی نابالغہ تھی اور مجلس عقد میں اس کا باپ موجود ہے، اس کی موجودگی میں قادیانی نے ایجاب و قبول کرایا تو عاقد باپ ہی کو قرار دیا جائے گا اور قادیانی کی وکالت بیکار ہے اور نکاح صحیح ہو گیا اور اگر لڑکی بالغہ تھی اور لڑکی کی رضا مندی سے عقد کرایا تو بھی نکاح ہو گیا۔ فقط واللہ اعلم۔ حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۵/۸۸ھ۔ **الجواب صحیح**: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۵/۱۱/۱۳۸۸ھ

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۲۲۰)

مرزائی باپ نابالغہ کا ولی نہیں ہو سکتا

سوال ایک کنواری لڑکی عاقلہ بالغہ کے جس کے (والدین اور دادا اور دیگر رشتہ دار موجود ہیں) اپنے دادا کو ولی بنا کر اپنا نکاح اپنی برادری کے ایک لڑکے سے احکام شرعی کے مطابق کر لیا ہے لڑکی کا باپ کچھ عرصہ سے مرزائی ہو گیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں لڑکی کسی مرزائی کو دوں گا۔ قادیان والوں نے حکم دیا ہے کہ اگر لڑکا مرزائی مذہب اختیار کرے تب لڑکی دی جاسکتی ہے۔ اس صورت میں جو نکاح لڑکی کا دادا کی ولایت سے ہوا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب اس صورت میں اول تو لڑکی خود بالغہ عاقلہ ہے تو خود اس کی اجازت سے اس کا نکاح کنو میں صحیح ہے کسی ولی کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے۔ وهو الولی شرط صحة نکاح صغیر الخ لا مکلفۃ لفقہ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی۔ (شامی ج ۲ ص ۳۲۱-۳۲۲ مکتبہ رشیدیہ) ثانیاً یہ کہ اگر ولی کے ذریعہ سے ہی نکاح اس کا کیا جائے جیسا کہ سنت ہے تو ولی اس کا اس صورت میں اس کا دادا ہے باپ بیچہ مرزائی ہو جانے کے ولی نہیں رہا ولایت اس کی باطل ہو گئی۔ (درمختار ج ۲ ص ۳۲۹ باب الولی) پس دادا نے جو نکاح اس بالغہ کا اس کی اجازت

سے کیا وہ صحیح ہو گیا باپ کو اس نکاح کو توڑنے کا اختیار اور دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے اور مرزائی لڑکے سے نکاح صحیح نہیں ہوگا، اہل اصل جو نکاح بولایت دادا ہو گیا وہ صحیح ہے، قادیان والوں کا حکم باطل ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۸ ص ۱۲۵-۱۲۶)

قادیانی سے بیع شرع اور مناکحت کا حکم

سوال..... ایک شخص جو پہلے سے پختہ مسلمان تھا وہ اب قادیانی ہو گیا ہے اور اپنی بہن کو زبردستی کر کے قادیانی بنالیا اور اپنی والدہ کو بھی قادیانی ہو جانے پر مجبور کر رہا ہے اور بیوی کو بھی قادیانی کر لیا ہے۔ صرف ایک چھوٹا بھائی قادیانی نہیں ہے۔ گزارش یہ ہے کہ قادیانی کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اس کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں؟

اگر کوئی قادیانی ہو جانے کے بعد توبہ کر لے تو اس کا دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ قادیانی کے ساتھ بیع و شرع اور کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب... حامداً و مصلیاً۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے عقائد کفریہ اختیار کیے جس کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج اور مرتد ہو گیا جو شخص بھی اس کے کفریہ عقائد کی تصدیق کرے گا اس کا بھی حکم یہی ہوگا۔ اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو اس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے، بیوی نکاح سے خارج ہو جاتی ہے، ایسے شخص سے سلام و کلام بیع و شرع سب ختم کر دینا لازم ہے، اس کو مسجد میں آنے سے بھی روک دیا جائے، اس سے وہ شخص بات کرے جو اس کے غلط عقائد کی تردید کر سکتا ہو۔ اگر وہ توبہ کر کے اسلام میں دوبارہ داخل ہو چکا ہے تو نکاح دوبارہ کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم، حررہ العبد محمد عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/۸۸ھ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۷۸-۷۹)

”دین دار انجمن“ اور ”میزان انجمن“ والے قادیانیوں کی بگڑی ہوئی جماعت ہیں

کافر و مرتد ہیں ان سے کسی مسلمان کا نکاح حرام ہے

سوال..... اللہ کے فضل سے ہمارے گھرانے میں بڑے چھوٹے سب نماز کے پابند ہیں اور ہمارا گھرانہ مذہبی گھرانہ ہے ”میزان انجمن“ کراچی میں قائم ہے۔ اس انجمن کے بانی اور اراکین ”صدیق دین دارچن بسویشور“ کے ماننے والے پیروکار ہیں۔ یہ لوگ لمبی داڑھیاں۔ سر کے لیے عورتوں جیسے بال رکھے ہوئے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ قادیانی مرزا غلام احمد اور موجودہ مرزا طاہر احمد ”مامور من اللہ“ ہیں ان کے اپنے ایک آدمی شیخ محمد ہیں۔ شیخ محمد کو مظہر خدا مان کر ان کو نماز کی طرح سجدہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیخ محمد پر الہام ہوتا ہے جو الہام ہوئے ہیں اب تک وہ ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ان کی تبلیغ کراچی کورنگی میں زور و شور سے جاری ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ان کی جماعت کے اراکین میں ہر ایک کا مقام بلند ہے ایک صاحب جن کی عمر ۸۰ سال ہے..... خود کو ”نزیب اوتار“ اور روح مختار محمدی کہتے ہیں۔ ایک بدیع الزمان قریشی ہیں جو نائب صدر ہیں خود کو خلیفۃ الارض کہتے ہیں کراچی کے اہل سنت سر ہار دیار چند ایسے ہیں جو ان کی صورت اور طبع سے متاثر ہو کر ماہانہ اشاعت اسلام کے نام پر چند معتولین رقم بھی دیتے ہیں یہ پورا گروہ خود کو مبلغ اسلام کہتا ہے۔

ہمارے چند رشتہ داروں کو ان لوگوں نے اپنا ہم عقیدہ بنالیا ہے۔ ہر جمعہ ہمارے رشتہ دار ماموں ممانی

ان کے بچے ہمارے گھر آتے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں کہ میزان انجمن کے رکن بن جاؤ۔ دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔ ہندوؤں کا اوتار چن بسویشور مر گیا۔ اس کی روح صدیق دین دار میں آگئی صدیق دین دار مرے نہیں اور وہ خدا کی اصلی صورت میں نہیں بلکہ اور روپ میں آئے تھے اب لطیف آباد سندھ میں جدید دنیا کا آدم اور خدا شیخ محمد ہے ان کی مذہبی انجمن میزان کے رکن بن جاؤ۔ شکر کرشن، نرسو، ہونام، کالی دیوی، رام۔ یہ سب پیغمبر تھے اور شکر کی قوت زبردست تھی رسول مقبول محمد رسول اللہ کو اپنی تمام طاقت شکر نے دی تھی۔ محمد رسول اللہ میں شکر کی روح منتقل ہوگئی۔ سورۃ اخلاص صدیق دین دار چن بسویشور نے خود نازل کی تھی اور انھوں نے تفسیر بھی لکھی ہے۔

آپ کو اللہ اور رسول کا واسطہ ہے جلدی جواب سے مطلع فرمائیے۔ ہماری ممانی کہتی ہیں ”میزان انجمن دنیا کے مسلمانوں کو حق کا راستہ بتانے کے لیے وجود میں آئی ہے پاکستان میں حق کی جماعت میزان انجمن ہی ہے اور صدیق دین دار چن بسویشور دنیا کا نظام چلا رہے ہیں۔“

آپ یہ بتائیں کہ قرآن کریم اور احادیث سے کیا یہ تمام باتیں درست ہیں؟ ہندو اوتاروں کی یا مسلمان پیغمبروں کی روح کا ایک دوسرے میں یا جس میں چاہے منتقل ہوتا صحیح ہے؟

صدیق دین دار چن بسویشور کی اصلیت و حقیقت کیا ہے کیا محی؟ ضروری بات یہ ہے کہ یہ جماعت نماز بھی پڑھتی ہے اور نام مسلمانوں ہندوؤں کے ملے ہوئے رکھے ہیں جیسے سید سراج الدین نرسو اوتار یا صدیق دین دار چن بسویشور ان کے نام ہیں امید ہے کہ ہمارے لیے زحمت کریں گے ہمارے گھر والے ماموں، ممانی ان کے بچوں کے ہر جمعہ آ کر تبلیغ کرنے سے حیران ہیں کیا ہم ان کی باتوں کو مانیں یا نہ مانیں گھر میں آنے سے منع کر دیں؟ اپنے بیٹوں کے لیے رشتہ مانگتے ہیں کیا ہم اپنی بہنوں کو جو کسواری ہیں اپنے صدیق دین دار چن بسویشور کے بیرو ماموں کے بیٹوں کو دے سکتے ہیں شرعی حیثیت سے جوابات عنایت فرما کر ہمارے ایمان کو محفوظ رکھنے میں معاون بنیں۔ ہمارے والد صاحب کا انتقال ہو چکا ہے والدہ سنی ہیں ہم سب سنی ہیں اور بڑے چھوٹے سب مذہبی ہیں۔ مذہبی گھراتا ہے۔

جواب..... ”میزان انجمن“ قادیانیوں کی بگڑی ہوئی جماعت ہے۔ یہ لوگ مرزا قادیانی کو ”مسح موعود“ مانتے ہیں۔ حیدر آباد دکن میں مرزا قادیانی کا ایک مرید بابو صدیق تھا اس کو مامور من اللہ، نبی، رسول، یوسف موعود اور ہندوؤں کا چن بسویشور اوتار مانتے ہیں۔ بابو صدیق کے بعد شیخ محمد کو مظہر خدا، اور تمام رسولوں کا اوتار مانتے ہیں، اس لیے ”دین دار انجمن“ اور ”میزان انجمن“ کے تمام افراد مرزائیوں کے دوسرے فرقوں کی طرح کافر و مرتد ہیں۔ یہ لوگ قادیانی عقائد کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کے تنازع کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں، اس انجمن کے افراد کو ان کے عقائد جاننے کے باوجود مسلمان سمجھا بھی کفر ہے۔ کسی مسلمان لڑکی کا ”میزان انجمن“ کے کسی مرتد سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ اگر لڑکی ایسے مرتد کے حوالے کر دی گئی تو ساری عمر زنا اور بدکاری کا وبال ہوگا۔ اس انجمن کو چند دینا اور ان کے سماجی و معاشرتی تعلقات رکھنا حرام ہے۔ الفرض یہ مرتدوں کا ایک ٹولہ ہے جو مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے حالانکہ ان کے عقائد خالص کفریہ ہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۴۳۳ تا ۴۳۵)

قادیانی سے منکح نکاح کے احکام

شادی کے ذریعہ مسلم نوجوانوں کو مرتد بنانے کا حال

سوال کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

۱..... ایک بالغ نوجوان اپنی مرضی اور خوشی سے ایک نوجوان قادیانی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ بقول نوجوان کے، لڑکی خفیہ طور پر مسلمان ہونے کا وعدہ کر رہی ہے اس انداز میں کہ لڑکی کے والدین اور خاندان والے اس کے مسلمان ہونے سے آگاہ نہ ہوں۔

۲..... لڑکی کے ماں باپ نوجوان سے اپنے احمدی طریقہ کار سے نکاح کرنا چاہتے ہیں بعد میں اسلامی اور شریعت محمدی ﷺ کے مطابق بھی نکاح کرنے پر تیار ہیں۔ (احمدی حضرات کے نکاح نامہ کی فوٹو سنٹ برائے ملاحظہ منسلک ہے)۔

۳..... مسلم نوجوان کا بھی اصرار ہے کہ لڑکی کے ماں باپ احمدی طریقہ سے نکاح کرتے رہیں، ہم بعد میں اسلامی طریقہ سے نکاح کر لیں گے۔

۴..... ہر دو صورتوں میں کیا دونوں یا ایک، کون سا طریق کار شرعی حیثیت رکھتا ہے؟ اور کیا دونوں طریقوں پر نکاح جائز ہے؟ یا کون سا نکاح اول ہو اور کون سا بعد میں؟ کیا یہ طریقہ کار شریعت میں جائز ہے؟

قادیانیوں کے نکاح نامہ کے مسئلہ فوٹو سنٹ سے ظاہر ہے کہ قادیانی طریقہ کار میں لڑکے کی طرف سے اس کے باپ کی شرکت لازمی ہے اور دو گواہ بھی ضروری ہیں کیا لڑکے کے باپ اور گواہان نیز لڑکے کے بھائی بہن والدہ اور دیگر عزیز واقارب کی قادیانی طریقہ پر نکاح میں شرکت سے شرکت کرنے والوں کی دینی، ایمانی اور اسلامی حیثیت برقرار رہے گی؟ نیز آئندہ زندگی کا لائحہ عمل کیسے طے کیا جائے؟ نکاح کے لیے آمادہ نوجوان اور ماں باپ کے ساتھ آئندہ تعلقات کی شرعی نوعیت کیا ہوگی؟ باقی اولاد اور افراد خاندان کی بقیہ زندگی میں مذکورہ لوگوں سے بھی کاروباری اور معاشرتی زندگی کے تعلقات کس بنیاد پر استوار ہوں گے؟

تمام متعلقہ امور پر سیر حاصل شرعی تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔ کیا متعدد نوجوانوں اور دیگر افراد خانہ کو ”قادیانی چنگل“ میں جانے سے بچانے کے لیے کوئی ”حیلہ“ کی شکل ہو سکتی ہے؟

جواب سوالنامہ کے نمبر ۲ میں ذکر کیا گیا ہے کہ ”لڑکی کے ماں باپ نوجوان لڑکے سے اپنے احمدی طریقہ پر نکاح کرنا چاہتے ہیں۔“ اور نمبر ۳ میں لکھا گیا ہے کہ مسلم نوجوان بھی احمدی طریقہ پر تیار ہے اور یہ کہ بعد میں اسلامی طریقہ پر نکاح کر لیں گے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ”احمدی طریقہ نکاح“ کیا ہے؟ آپ نے قادیانیوں کے نکاح کا فارم جو ساتھ بھیجا

ہے، اس میں آٹھویں نمبر پر ”تہدیت امیریا پریذیڈنٹ“ کے عنوان کے تحت یہ عبارت درج ہے:

”مسک..... (یہاں دولہا کا نام ہے)..... پیدائشی احمدی ہے یا..... فلاں تاریخ سال سے احمدی ہے۔“

اس کا مطلب یہ ہے کہ قادیانی جب کسی کو اپنی لڑکی دیتے ہیں تو پہلے لڑکے سے اس کے قادیانی ہونے کا اقرار کرواتے ہیں۔ اور ان کا امیریا پریذیڈنٹ اس امر کی تہدیت کرتا ہے کہ یہ لڑکا پیدائشی قادیانی ہے یا فلاں وقت سے قادیانی چلا آتا ہے۔ گویا کسی لڑکے کو قادیانیوں کا لڑکی دینا اس شرط پر ہے کہ لڑکا پیدائشی قادیانی ہو، یا فلاں وقت سے قادیانی چلا آتا ہو، اور قادیانیوں کے ذمہ دار افراد اس کے قادیانی ہونے کی باقاعدہ تہدیت کریں۔ اس نے واضح ہو جاتا ہے کہ قادیانیوں کا کسی مسلمان لڑکے کو لڑکی دینا دراصل اس کو قادیانی بنانے کی ایک چال ہے۔ یہ مسلم نوجوان جب قادیانیوں کا فارم پر کر کے ان کے طریقہ پر نکاح کرے گا تو آپ ہی بتائیے کہ اس کا ایمان کہاں رہا؟

علاوہ ازیں چونکہ قادیانیوں کی تبلیغ پر پابندی ہے۔ اس لیے قادیانیوں نے ایک خفیہ اسکیم چلائی ہے کہ مسلم نوجوانوں کو لڑکیوں کے چال میں پھنسا کر قادیانی بناؤ، اس لیے قادیانیوں کی لڑکی جب تک اعلانیہ مسلمان ہو کر اپنے قادیانی والدین اور عزیز و اقارب سے قطع تعلق نہیں کر لیتی کسی مسلم نوجوان کو اس چال میں نہیں پھنسا چاہیے۔ اور لڑکے کو، لڑکے کے والدین کو اور دیگر عزیز و اقارب کو ایسے نکاح میں شرکت کرنا جائز نہیں جس کی وجہ سے ایمان ضائع ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو۔

اور قادیانی لڑکی کا یہ وعدہ کرنا کہ وہ نکاح کے بعد یا نکاح سے پہلے خفیہ طور پر مسلمان ہو جائے گی، اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ خفیہ طور پر مسلمان ہو جانے کا وعدہ کرنے کے باوجود ظاہری طور پر قادیانی ہی رہے گی۔ یہ بھی قادیانیوں کی ایک گہری چال اور سوچی سمجھی سازش ہے۔ جس کے ذریعہ وہ بھولے بھالے نوجوانوں کا شکار کرتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ نکاح کے بعد لڑکے کو تدریجاً قادیانی بنانے کی کوشش کی جاتی ہے، اگر وہ قادیانی بن جائے (جیسا کہ اکثر یہی ہوتا ہے) تو قادیانیوں کی مراد حاصل ہوئی اور اگر لڑکا قادیانی نہ بنے تو قادیانیوں کی طرف سے اس کو انتقام کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جس میں یہ لڑکی ان کی پوری مدد کرتی ہے اور لڑکے کو ایسے مختصر میں پھنسا دیا جاتا ہے جس سے وہ ساری عمر نہ نکل سکے۔ میرے سامنے اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ اس لیے کسی مسلمان نوجوان کو قادیانی لڑکی کے عشق میں مبتلا ہو کر اپنا ایمان ضائع نہیں کرنا چاہیے اور لڑکی کے اس عیادانہ وعدہ پر کہ ”وہ خفیہ طور پر مسلمان ہو جائے گی۔“ قطعاً اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۵ ص ۲۰۳ تا ۲۰۶)

خاوند مرزا کی ہو گیا تو فوراً نکاح جاتا رہا

سوال..... ایک مولوی صاحب نے اپنی لڑکی صغیر کا نکاح اپنے ایک رشتہ دار سے کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد زوج مرزا کی ہو گیا۔ منکوحہ نے بلوغت کے بعد عدالت میں فتح نکاح کے لیے دعویٰ دائر کر دیا۔ آیا اس کا نکاح فتح ہو گیا۔ یا نہیں؟

جواب..... ان (مرزا کی) عتدائی کی وجہ سے زید کا فر اور مرتد ہو گیا اور نکاح اس کا مسماۃ ہندہ سے فتح ہو گیا۔ خاندان کے مرتد ہو جانے سے فوراً بلا قضاء قاضی فتح ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ درج مختار میں باب نکاح الکافر میں ہے: ”وانداد احدھما فسخ عاجل بلا قضاء (قولہ بلا قضاء) ای بلا توقف علی قضاء القاضی و کذا بلا

مرزائی کا دھوکہ دے کر سنی عورت سے نکاح کرنا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مرزائی شخص نے اپنے کو سنی المذہب ہونے کا یقین دلا کر نکاح کیا۔ لڑکی اگرچہ نکاح سے مطلقاً متفرق تھی۔ لیکن اس کے والد نے نکاح اس سے کر دیا۔ تین ماہ خاندان کے گھر رہی۔ ہمہ ستری بھی ہوئی۔ حمل ظہر گیا۔ بعد بض شرائط نکاح کے پورا نہ کرنے پر و نیز اچھا سلوک نہ کرنے پر لڑکی اپنے والدین کے گھر آئی۔ وہ شخص کہ جب تک لڑکی اس کے گھر میں تھی اسے سنیوں کے مترجم قرآن پڑھنے سے منع کرتا تھا۔ منکوحہ کو بائیں وجہ بھی زید سے نفرت ہے اور تھی۔ اور کہتی ہے کہ خنزیر کے یہاں میں جانا نہیں چاہتی ہوں۔ پس اندریں صورت کیا حکم ہے کہ آیا اس کا نکاح زید سے منع ہو گیا یا شرعاً کیا صورت ہے اور نیز زید لاہور میں ہے اور اس کی منکوحہ اور اس کے والد نیکان میں اور وضع حمل نیکان میں ہوا۔ اس نے اس مدت میں اپنی بیوی کی خیر خبر بھی نہیں لی؟

جواب..... مرزائی خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری جمہور علماء کے نزدیک کافر و مرتد ہیں۔ ہندوستان اور ہند میں جن علماء حضرات کو ان کے مذہب پر اطلاع ہوئی۔ سب نے باجماع ان کی تکفیر کی ہے اور مسلمان عورت کا نکاح کسی کافر سے کسی طرح حلال نہیں: ”لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ مَسِيلًا“ اسی لیے عورت کا نکاح مرزائی سے منع ہی نہیں ہوا۔ اب دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ قانونی گرفت سے بچنے کے لیے حکام وقت سے اجازت لے لی جائے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم! (اندوالمختصین ج ۲ ص ۵۸، ۵۹)

اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمان لڑکی کا نکاح کرنا

سوال..... ایک شخص جس کی تحریر موجود ہے کہ میں احمدی نہیں ہوں اور نہ میرا لڑکا احمدی ہے۔ نکاح میرے لڑکے سے کر دو۔ جب نکاح ہو چکا تو معلوم ہوا کہ اب تک احمدی ہے اور لڑکا بھی احمدی ہے اور ہماری لڑکی کو بھی احمدی کرنا چاہتے ہیں۔ آیا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ جب نکاح ہوا لڑکی نابالغ تھی۔ اب بالغ ہے؟

جواب..... جمہور علماء جو مرزا قادیانی کے عقائد پر مطلق ہوئے سب کے نزدیک وہ کافر مرتد ہے اور اسی طرح وہ لوگ جو اس کو باوجود ان عقائد کے معلوم ہونے کے مسلمان سمجھے خواہ نبی کہے یا مسیح یا جو کچھ بھی کہے بہر حال کافر و مرتد ہے۔ اس کی تحقیق کی ضرورت ہو تو مطبوعہ رسالہ ”فتاویٰ تکفیر قادیان“ جس میں سینکڑوں علماء ہندوستان کے دستخط ہیں منگوا کر ملاحظہ فرمائیے اور مرتد کا نکاح کسی طرح صحیح نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر بعد نکاح مرتد ہو جائے تو فسخ ہو جاتا ہے۔ ”قال فی الدر المختار و بیطل منه اتفاقاً ما يعتمد الملة وهي خمس النکاح والشهادة.....“

(حاشیہ شامی من باب المرتد ص ۳۳۰ ج ۳)

اس لیے اس لڑکی کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ دوسری جگہ نکاح کرنا شرعاً درست ہے۔ اس کے علاوہ صورت مذکورہ میں تو اگر قادیانی کو مرتد کافر بھی نہ مانا جائے تب بھی لڑکی اور اس کے اولیاء کو فسخ نکاح کا اختیار ہے کیونکہ خاندان وغیرہ نے بوقت نکاح ان کو دھوکہ دیا ہے؛ ”قال الشامی لو تزوجة علی انه حرا و سنی او قادر علی المهر والنفقة فبان بخلافه الی قوله لها الخيار ثم قال بعد اسطر لوزوج بنته الصغیرة من ینکر انه یشر ب المسکر فاذا هو مدون له وقالت بعد ما کبرت لا ارضی بالنکاح ان لم یکن یعرفه

الاب بشرہ و کان غلبۃ اہل بیتہ صالحین فالنکاح باطل۔“ (شامی باب الکفارة ص ۳۲۲ ج ۲ ممری)
 عبارات مذکورہ سے یہ معلوم ہوا کہ اگر بالفرض قادیانی کو کافر نہ مانیں تب بھی صورت مذکورہ میں لڑکی کو
 یہ اختیار حاصل ہے کہ بذریعہ حاکم مسلم اپنا یہ نکاح فسخ کرالے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم! (امداد المؤمنین ص ۵۰۷، ۵۰۸)
 شوہر مرزائی ہو گیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں

سوال..... زید کا نکاح زینب سے ہوا بعد نکاح زید عقائد مرزائیہ کا پیرو ہو گیا اور بجز مرزائیوں کے سب
 مسلمانوں کو کافر کہتا ہے، یا زید پہلے ہی سے عقائد مرزائیہ کا تھا مگر زینب کے ساتھ نکاح کرنے کے باعث اپنے
 اس عقیدہ کو پوشیدہ رکھتا تھا بعد نکاح ظاہر کیا، دونوں صورتوں میں زید کا نکاح زینب سے رہ سکتا ہے یا نہیں اور
 زینب بلا طلاق نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہ۔

الجواب..... ہر دو صورت مذکورہ میں زینب کا نکاح زید سے فسخ ہو گیا اور زینب اگر مدخلہ ہے تو بعد عدت
 گزارنے کے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر مدخلہ دموعد نہیں ہے تو بلا عدت گزارنے کے دوسرا نکاح
 کر سکتی ہے کما فی الدر المختار و ارتداد احدہما فسخ عاجل بلا قضاء و فی رد المختار قولہ و علیہ
 نفقة العدة ای لومدخولاً بها اذ غیرها لاعدۃ علیہا و افاد وجوب العدة سواء ارتداد ارتدت (شامی ج
 ثانی ص ۴۲۵ باب نکاح الکافر مکنبہ و شدیدہ) فقط۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۸ ص ۳۴۳)

نکاح کے بعد شوہر قادیانی ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال..... میرے باپ نے اپنی چھوٹی لڑکی یعنی میری چھوٹی ہمیشہ کا ایجاب و قبول جبار خاں سے کر دیا تھا مگر
 رسومات شادی ابھی تک انجام نہیں دی تھی کہ جبار خاں احمدی ہو گیا، تو نکاح قائم رہا یا نہیں۔

الجواب..... جو شخص احمدی جماعت میں داخل ہوتا ہے یعنی قادیانی ہو جاتا ہے اور قادیانی جماعت میں شامل ہو
 جاتا ہے وہ مرتد و کافر ہو جاتا ہے اور نکاح اس کا مسلمہ عورت سے باقی نہیں رہتا، لہذا سائل اپنی ہمیشہ کو جبار خاں
 احمدی کے پاس نہ بھیجیں اور اس کو جبار خاں کی منکوحہ نہ سمجھیں، اور رخصت نہ کریں دوسری جگہ نکاح کر دیں۔ فقط
 (درمختار ج ۲ ص ۴۲۵ باب نکاح الکافر مکنبہ و شدیدہ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۸ ص ۳۲۱)

عورت مرزائی ہو جائے تو نکاح فسخ ہو گا یا نہیں

سوال..... ایک عورت منکوحہ خنیہ مرزائی عقیدہ پر ہو گئی، تو اس کا نکاح جو مرد خنی سے ہوا تھا وہ فسخ ہو گیا یا نہیں
 زوجہ اور اس کے ورثاء نے شوہر سے طلاق لینے کی بھی تدبیر کی تھی۔

الجواب..... اس صورت میں جس وقت وہ عورت مرزائی عقیدہ پر ہو گئی اسی وقت نکاح اس کا فسخ ہو گیا دوبارہ
 طلاق لینے کی ضرورت نہ تھی، کما فی الدر المختار و ارتداد احدہما فسخ عاجل۔ (درمختار ج ۲ ص ۴۲۵ باب
 نکاح الکافر مکنبہ و شدیدہ) (قادیانی کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے اکفار المحدثین) ظفر

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۸ ص ۳۲۳)

سنی لڑکی کا نکاح قادیانی سے درست نہیں شوہر اگر بعد نکاح قادیانی ہو گیا تو نکاح باطل ہو گیا
 سوال..... زید خنی نے اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح عمر سے کیا۔ اگر عمر بوقت نکاح قادیانی تھا تو نکاح صحیح ہوا یا نہیں

اور اگر بوقت نکاح حنفی تھا بعد کو قادیانی ہو گیا تو نکاح قائم رہا یا نہیں اور ہندہ حنفیہ کسی دوسرے حنفی سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب..... شوہر کے قادیانی ہونے کی صورت میں ہندہ سنیہ حنفیہ کا نکاح اس کے ساتھ صحیح نہیں ہوا۔ (فتاویٰ شامی ج ۲ ص ۳۱۳ مکتبہ رشیدیہ) اور اگر شوہر بعد نکاح کے قادیانی ہو گیا تو نکاح باطل ہو گیا۔ لان ارتداد احد الزوجین موجب لفسخ النکاح۔ (فتاویٰ شامی ج ۲ ص ۳۲۵ مکتبہ رشیدیہ) پس اس صورت میں بعد عدت کے ہندہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۷ ص ۳۵۵)

شوہر کے قادیانی ہونے سے فسخ نکاح

سوال..... زید کہتا ہے کہ میری لڑکی کی عمر پانچ سال کی تھی اور جب اس کی شادی کی تو لڑکے کی عمر بھی پانچ سال کی تھی، چونکہ اب دونوں بالغ ہو گئے ہیں جن کی عمر تقریباً اٹھارہ اٹھارہ سال ہے۔ میں نے ہر چند لڑکے والے کو کہا کہ لڑکی بالغ ہے لہذا اپنے گھر لے جاؤ مگر وہ ٹال مٹول سے کام لیتے رہے چونکہ میں بالغ لڑکی کو گھر رکھنا نہیں چاہتا۔ لہذا ہم نے چند لوگوں میں بھی پچاسیت کر کے ان کو کہا کہ لڑکی لے جاؤ، مگر وہ انکار کر گئے۔ لڑکے والوں کا خاندان مع لڑکے کے مرزائی ہو گئے ہیں۔ چونکہ لڑکی بالغ ہے، لڑکی کہتی ہے کہ میں مرزائی خاندان کے گھر نہیں جاؤں گی۔ نہ لڑکی نے لڑکا دیکھا اور نہ لڑکے نے لڑکی دیکھی۔ اب لڑکی کہتی ہے کہ شریعت کے حکم کے مطابق میرا کوئی نہ کوئی فیصلہ کیا جائے۔ دوسری جگہ لڑکی کا رشتہ ہونے پر مرزائی خاندان سے طلاق لینے کی ضرورت ہے، یا نہیں لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب..... حامداً و مصلیاً۔ مرزا غلام احمد قادیانی نصوص قطعیہ کے انکار اور خلاف شرع عقائد کی وجہ سے کافر اور مرتد ہے اور جو شخص اس کے عقائد کو اختیار کرے وہ بھی کافر اور مرتد ہے۔ شوہر کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ طلاق کی ضرورت نہیں رہتی اور بغیر خلوت صحیحہ کے جب شوہر کا ارتداد وغیرہ کی وجہ سے نکاح فسخ ہو جائے تو عدت واجب نہیں ہوتی اور صورت مسئلہ میں چونکہ مرتد ہوا ہے۔ لہذا نصف مہر ہی واجب ہوگا۔ ثم ان كان الزوج هو المرد فلها كل المهر ان دخل بها و نفقتها ان لم يدخل بها (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۳۳۹ فقط والله سبحانه و تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد، محمود گنگوئی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶/۲۲/۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶/۲۲/۶۲ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶/۲۲/۶۲ھ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۳۱۷-۳۱۸)

قادیانی سے جس عورت نے نکاح کیا وہ بغیر طلاق دوسرے مسلمان سے شادی کر سکتی ہے یا نہیں

سوال..... مسماۃ ہندہ زید مرزائی کے نکاح میں عرصہ سے ہے مگر ہندہ زید کے گھر سے دو سال سے چلی گئی ہے۔ اب ایک مسلمان اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا مرزائی سے طلاق لینے کی ضرورت ہے۔

الجواب..... مرزائی چونکہ کافر ہے اس لیے ہندہ کا نکاح اس سے منعقد نہ ہوا تھا۔ لہذا مرزائی کی طلاق کی ضرورت نہیں ہے۔ ہندہ کو دوسرے مسلمان سے نکاح کرنا درست ہے۔ فقط

احد الزوجین کے ارتداد سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

سوال..... اگر وہ لڑکی جس نے مذہب قادیانی اختیار کر کے اپنا نکاح کسی احمدی سے کر لیا ہے اگر پھر مسلمان کر لی جائے تو اس کا نکاح بھی ٹوٹ جائے گا یا نہیں۔

الجواب..... اس صورت میں اس کا نکاح قادیانی شخص سے ٹوٹ جائے گا کیونکہ قادیانی مرتد ہیں اور احد الزوجین کا ارتداد نکاح کے منافی ہے۔ (درمئی ج ۲ ص ۲۲۷ باب نکاح الکافر) میں ہے وفسدان اسلم احدهما قبل الآخر. بحر الرائق میں ہے۔ لان ردة بالآخر منافية للنكاح ابتداء فكلذا بقاء لوانی وقال به يعلم حکم البینونة بالسلام احدهما فقط بالاولیٰ۔ (فی الدر المختار ج ۲ ص ۳۲۷) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱۲ ص ۳۰۴)

ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

ایضاً سوال..... میری لڑکی شادی شدہ ہے حاملہ ہے مگر بد قسمتی سے میرے داماد اور اس کے سب گھر والے قادیانی ہو گئے ہیں تو اب شرعاً لڑکی کا نکاح باقی ہے یا فسخ ہو گیا۔ اب ہماری لڑکی کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب..... حامداً و مصلیاً: مرزا غلام احمد قادیانی پر علماء اسلام کی طرف سے کفر کا فتویٰ ہے۔ اس لیے کہ اس کے عقائد قرآن و حدیث کے خلاف تھے۔ وہ ختم نبوت کا منکر تھا۔ اس لیے انبیاء علیہم السلام کی شان میں سخت قسم کی گستاخیاں کی ہیں وہ اپنے لیے نبوت کا مدعی تھا۔ اس کے عقائد کو تفصیل سے لکھ کر اس پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے کہ ایسا شخص مرتد اور اسلام سے خارج ہے۔ جو شخص اس پر ایمان لاتا ہے اور اس کو اپنا مقتدی تسلیم کرتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ قادیانی مذہب اختیار کرتے ہی نکاح فسخ ہو گیا۔ ہرگز ہرگز اس کے یہاں اپنی لڑکی کو نہ بھیجیں تین حیض گزرنے پر اس کی شادی دوسری جگہ کر دیں۔ ارتداد احدهما فسخ فی الحال (کنز) قال فی الجامع الصغیر و تعدد بثلاث حیض۔ (ص ۲۱۵ ج ۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۷۹-۸۰)

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۱/۲۸ھ

قادیانی ہو جانے پر نکاح کا حکم

مسئلہ..... از ریاست بھاول پور محلہ موری دروازہ، مرسلہ مولوی محمد صادق صاحب معلم جامعہ عباسیہ، ۱۷ رجب المرجب ۱۳۵۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مثلاً زید نے ہندہ سے نکاح کیا، کچھ عرصہ بعد قبل زخاف زید مرزا کی ہو گیا، ہندہ نے عدالت میں تصدیق نکاح کا دعویٰ دائر کیا۔ زید نے عدالت میں بیان کیا کہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور مسیح موعود مانتا ہوں، میں مرزا قادیانی کو اس معنی میں نبی مانتا ہوں، جس معنی میں قرآن عظیم نے نبوت کو پیش کیا ہے، مرزا قادیانی دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح نبی تھے، ان پر دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح نزول جبرئیل علیہ السلام ہوتا تھا، آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم نہ ہوئی بلکہ حضور ﷺ کے بعد بھی نبی ہو سکتے ہیں، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ (۱)..... کیا شرعاً زید ایسا اعتقاد رکھنے کی وجہ سے مسلمان رہ جاتا ہے یا مرتد ہو گیا ہے؟ (۲)..... کیا شرعاً زید کا نکاح ہندہ سے باقی یا بوجہ ارتداد فسخ ہو گیا ہے؟

الجواب..... جو شخص حضور اقدس سرور عالم ﷺ کے بعد کسی جدید نبی کا قائل ہو، بلکہ اگر کسی کو نبوت ملنا جائز جانے وہ قطعاً کافر مرتد ہے، اس کے کفر میں ہرگز شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ قرآن مجید نے ثابت کر دیا کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ حدیث میں موجود ہے۔ لانی بعدی (مشکوٰۃ ص ۵۶۳) کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور فرمایا: لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (مشکوٰۃ ص ۵۵۸) جب صحابہ میں کوئی نبی نہ ہوا، خلفائے راشدین میں سے کسی کو نبوت نہ ملی، تو اب کون نبی ہو سکتا ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ سمعت بعضهم بقول اذا لم يعرف الرجل ان محمداً ﷺ آخر الانبياء فليس بمسلم۔ (ج ۲ ص ۲۶۳) یہاں تک اگر کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا دوسرے نے اس سے معجزہ طلب کیا اگر مقصود تعجیز نہ ہو یہ بھی کافر ہو جائے گا۔ عالمگیری میں ہے۔ ولوانه حين قال هذه المقالة طلب غيره منه المعجزة قيل يكفر الطالب۔ (ج ۲ ص ۲۶۳) (۲)۔ زید چونکہ مرتد ہو گیا، لہذا اس کا نکاح باطل ہو گیا، ہندہ پر اب اس کو کوئی حق نہیں۔ درمختار میں ہے۔ ویبطل منه النكاح (ج ۲ ص ۳۴۰) واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ احمدیہ ج ۲ ص ۸۳-۸۴)

مرزائی سے نکاح

سوال..... ایک لڑکی..... کا نکاح ایک لڑکے..... کے ساتھ منعقد کرنے کی تاریخ مقرر ہوئی۔ برأت آنے کے وقت لڑکی کے والدین کو شبہ پڑ گیا کہ یہ لڑکا مرزائی ہے اس لیے انھوں نے نکاح سے انکار کیا۔ لڑکے نے ان سے کہا کہ اگرچہ میری ماں اور ماموں وغیرہ مرزائی ہیں، لیکن میں مرزائی نہیں ہوں، چنانچہ اس کے ساتھ نکاح کر دیا گیا اور لڑکی رخصت کر دی گئی۔ کچھ عرصے کے بعد لڑکی کو معلوم ہوا کہ اس کا خاوند مرزائی ہے اور رفتہ رفتہ بالکل ظاہر ہو گیا کہ وہ پہلے ہی سے مرزائی تھا۔ لڑکی اور اس کے والدین مرزائیوں کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں اور خود حج العقیدہ مسلمان ہیں اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ یہ نکاح فسخ ہو جائے۔ اس سلسلے میں انھوں نے لڑکی کی طرف سے عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا ہے۔ لڑکا اب بھی مرزائی ہونے کا خود اقرار و اظہار کر چکا ہے، تو اس صورت میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں بتا دیا جائے کہ آیا شرعاً یہ نکاح باقی رہ سکتا ہے؟ (سائل)

الجواب..... مرزا غلام احمد قادیانی دوسرے عقائد باطلہ اور خصوصاً دعویٰ نبوت کی بنا پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مطابق کافر و مرتد ہے اور اس کے معتقدین و مریدین اور اس کو حج معنی میں بھی ہو نبی یا مجدد، بلکہ مسلم تسلیم کرنے والے قادیانی اور لاہوری مرزائی دائرۃ اسلام سے خارج اور کافرو مرتد ہیں۔ مرزائیوں کا کفر و ارتداد قطعی دلائل و براہین کی بنا پر ثابت ہے اور اس پر جمہور علماء اسلام کا اجماع و اتفاق ہے۔ گذشتہ چچس برس میں پاکستان و ہند اور اسلامی دنیا کے ہر مسلک و مکتب خیال کے علماء کرام نے بالاتفاق ان کو خارج از اسلام قرار دیا ہے، لہذا کسی مسلمان عورت کا نکاح کسی مرزائی کے ساتھ شریعت محمدی کی رو سے نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ لڑکا..... بوقت نکاح مرزائی تھا اور قادیانیت کے عقائد خبیثہ کا معتقد تھا تو اس کا نکاح اس وقت ہی اس کے ساتھ منعقد نہ ہوا۔ لڑکی بالکل آزاد ہے اور اگر جیسا اس نے بیان کیا، وہ اس وقت مرزائی نہ تھا۔ اب اس کے بعد مرزائی بنا ہے، تو جس وقت اس کا عقیدہ خراب ہوا اور قادیانی بنا بس اسی وقت ارتداد کی بنا پر وہ نکاح فسخ ہو گیا ہے..... عدالت کو شرعاً اس کے سوا اور کوئی اختیار نہیں کہ وہ اس نکاح کو فسخ قرار دے۔

”قرارداد مقاصد“ کی رو سے مملکت پاکستان کی جو حیثیت متعین ہو گئی ہے اس کی بنا پر اب گویا سرکاری

طور سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ مرزائی کافر و مرتد ہیں اور مسلمان عورت کا نکاح مرزائی مرد کے ساتھ منعقد نہیں ہو سکتا اور ہوا ہو تو مرزائی ہو جانے کے بعد وہ فسخ ہوگا۔ مفتی سید سیاح الدین کا کاخیل
(فتاویٰ نعیم الاحکام ج ۱ ص ۱۵۰ تا ۱۵۲)

(فائدہ)..... یہ فتویٰ ۱۹۵۰ء میں دیا گیا تھا۔ ستمبر ۱۹۷۴ء میں پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء میں بالاتفاق ترمیم کر کے پاکستان نیشنل اسمبلی نے بالاتفاق مرزائیوں کو (قادیانی اور لاہوری دونوں کو) غیر مسلم قرار دیا اور پھر ۱۹۸۳ء میں اس دستوری بنیاد پر کہ مرزائی غیر مسلم ہیں، قادیانیوں اور لاہوریوں کے خلاف قانون سازی کی گئی کہ نہ وہ اذان دے سکتے ہیں نہ کسی عمارت کو مسجد کا نام دے سکتے ہیں، لہذا اب قانونی طور پر بھی مرزائی لڑکے یا لڑکی سے نکاح منعقد نہیں ہو سکتا اور عدالتوں کو یہی فیصلہ دینا پڑے گا۔

چار بچوں کے بعد معلوم ہوا شوہر قادیانی ہے کیا کرے؟

سوال..... (الجمیۃ مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۳۱ء) ایک عورت کا عقد ایک شخص کے ساتھ ہوا جس کو عرصہ نو سال کا ہوا اور چار لڑکیاں بھی ہوئیں۔ اب معلوم ہوا کہ وہ قادیانی ہے اور لڑکیوں کو قادیان میں دینا چاہتا ہے۔ عورت علیحدہ ہونا چاہتی ہے۔

جواب..... ہاں اس صورت میں عورت کو حق ہے کہ وہ اپنا نکاح فسخ کر لے کیونکہ قادیانی فرقہ جمہور علمائے اسلام کے فتوے کے بموجب اسلام سے خارج ہے۔

(کفایت المفتی ج ۵ ص ۲۲۲)

محمد کفایت اللہ غفرلہ

قادیانیوں کو لڑکی دینا ناجائز ہے

سوال..... زید فرقہ قادیان سے اور بکر خفی ہے۔ زید کا لڑکا ہے اور بکر کی لڑکی ہے ان کا نکاح باہم شرعاً جائز اور درست ہے یا ناجائز ہے اور نکاح کرنے میں کوئی نقصان عائد ہوگا یا نہیں؟

جواب..... قادیانیوں کو اپنی لڑکی دینا یا ان کی لڑکی خود کرنا جائز نہیں۔ (کفایت المفتی ج ۵ ص ۱۹۹)

کسی قادیانی کا اپنا مذہب چھپا کر مسلمان لڑکی سے نکاح کرنا

سوال..... زید نے اپنی لڑکی مسماۃ ہندہ جو سنی المذہب ہے کا عقد خالہ (جس نے بوقت عقد نیز اس سے چند روز پیشتر مسماۃ ہندہ کے والد زید کے اس شہ کو کہ خالد قادیانی مذہب رکھتا ہے بایں عبارت میں خفی المذہب اہل سنت والجماعت ہوں۔ اگر میرے خسر مجھ کو اس کے برعکس دیکھیں تو وہ اپنی لڑکی کو علیحدہ کر سکتے ہیں۔ تحریراً و تقریراً زائل کر دیا تھا) سے کر دیا۔ اب دو ماہ کے بعد وہ کہتا ہے کہ میں تو قادیانی ہوں اور بوقت عقد بھی قادیانی تھا۔ اگرچہ مصلحت میں نے اپنے قادیانی ہونے کو چھپا لیا تھا۔

(الف) یہ عقد ہندہ کا خالہ سے درست ہوا یا نہیں۔ (ب) اگر جائز و درست ہوا تو اب اس کے اس اقرار سے کہ میں قادیانی ہوں نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔ (ج) اگر فسخ ہوا تو شخص اس کے اس اقرار پر خود بخود یا کسی دیگر شخص سے فسخ کرایا جائے گا یا نہیں۔ (د) کیا اس کی اس تحریر سے کہ جو مذکور العذر ہے کہ اگر میرے خسر مجھ کو اس کے برعکس دیکھیں تو اپنی لڑکی کو علیحدہ کر سکتے ہیں۔ طلاق واقع ہوئی یا نہیں جبکہ وہ اس وقت برعکس ہے۔

(ز)..... اگر طلاق ہوگئی یا نکاح خود بخود ختم ہو گیا یا دوسرے سے فسخ کرایا گیا تو اب ہندہ کا نکاح دوسرے شخص سے کر سکتے ہیں یا زید سے طلاق لینے کی ضرورت ہوگی۔
 المستفتی نمبر ۲۰۷۰ حافظ احمد سعید (حیدر آباد دکن) ۲۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۸ نومبر ۱۹۳۷ء۔

جواب..... (الف)..... یہ عقد درست نہیں ہوا۔ (ج)..... قانونی مواخذہ سے بچنے کے لیے بذریعہ حاکم فسخ کرایا جائے۔ ورنہ شرعاً فسخ کرانے کی ضرورت نہیں۔ (د)..... یہ تحریر تو وقوع طلاق کے لیے کافی نہیں ہے۔
 (ز)..... دوسرے شخص سے نکاح کرنے کے لیے صرف قانونی طور پر اجازت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہور دہلی (کفایت المفتی ج ۶ ص ۱۱۱-۱۱۲)

قادیانی سے مسلمان لڑکی کا نکاح ناجائز ہے تفریق لازم، شرکت کرنے والے گنہگار ہیں
 سوال..... ایک شخص مسلمان اہل سنت والجماعت نے اپنی لڑکی مسلمان اہل سنت کا عقد ایک مرزائی قادیانی کے مرزائی لڑکے کے ساتھ دیدہ و دانستہ باوجود منع کرنے ایک عالم کے کر دیا۔ برادری کے تمام لوگ مرد و زن اس شادی میں شریک ہوئے اور عقد پڑھایا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ عقد نکاح جائز ہے اور نکاح ہو گیا یا نہیں؟
 المستفتی نمبر ۱۹۷۶ مولوی محبوب عالم صاحب (بھٹنڈہ) ۲۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲ نومبر ۱۹۳۷ء۔

جواب..... حنفی سنی لڑکی کا نکاح مرزائی مرد کے ساتھ جائز نہیں۔ نکاح کرنے والے اور شریک ہونے والے سب گنہگار ہوئے۔ اس نکاح کی تفریق کرانی لازم ہے۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہور دہلی (کفایت المفتی ج ۵ ص ۲۰۹)

شوہر کے ظلم سے جو عورت قادیانی ہوئی..... پھر مسلمان..... اس کی شادی

سوال..... ہندہ زوجہ زید نے مذہب قادیانی اختیار کر لیا، علماء نے حکم ارتداد جاری کر کے فسخ نکاح کا حکم کیا، اب جبکہ ہندہ اپنے عقائد کفریہ سے تائب ہوگئی اس سے تجدید نکاح کے لیے کہا گیا جس کے جواب میں ہندہ نے کہا کہ بوجہ نادانستگی اپنے شوہر کے کہ مجھ کو نان و نفقہ نہیں دیتا تھا اور نہ طلاق دیتا تھا مذہب قادیانی اختیار کیا تھا لہذا اگر مجھ کو اسی شخص سے نکاح کرنے پر مجبور کیا جائے گا تو میں پھر اس مذہب کو اختیار کر لوں گی اور کسی قادیانی سے عقد کر لوں گی، اس صورت میں ہندہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب..... اول وباللہ التوفیق، ارتداد سے بچانے کے لیے روایت شادی و ظاہر ان لہا التزوج بمن شاءت (شامی طبع ج ۲ ص ۲۲۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) پر عمل کیا جائے اور یہ مسئلہ جو حلالہ کے لیے ہے کہ جبراً اس کو مسلمان کر کے شوہر اول کے ساتھ تجدید نکاح کیا جائے یہ دارالاسلام میں ہو سکتا ہے نہ کہ دارالحرب میں کہا ہو ظاہر۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۸ ص ۲۳۷)

مرزائی شوہر سے فسخ نکاح کے بعد عدت و مہر کا کیا حکم ہے

سوال..... ہندہ اور خالدہ نے اپنے اپنے شوہروں سے جو مرزائی تھے فسخ نکاح کر لیا اس وجہ سے کہ وہ کافر اور مرتد ہیں کیا فی الواقع علماء کا ایسا فتویٰ ہے اور مہر و عدت و وراثت کے متعلق کیا حکم ہے۔

الجواب..... فی الواقع علماء کے بارے میں ایسا ہی فتویٰ ہے ان کا کافر و مرتد ہونا متفق علیہ ہو گیا ہے۔

لہذا کوئی عورت سنیہ مسلمہ ان کے نکاح میں نہیں رہ سکتی علیحدگی ضروری ہے اور مہر و عدت لازم ہے اور وراثت ثابت نہ ہوگی۔ فقط (درمخارج ص ۲۸۱ تا ۲۸۳ باب المہر مکتبہ رشیدیہ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۸ ص ۲۶۰)

قادیانی کی بیوی کا مسلمان رہنے کا دعویٰ غلط ہے

سوال ہمارے علاقے میں ایک خاتون رہتی ہیں۔ جو بچوں کو ناظرہ قرآن کی تعلیم دیتی ہیں۔ نیز محلہ کی مستورات تعویذ گنڈے اور دینی مسائل کے بارے میں موصوفہ سے رجوع کرتی ہیں۔ لیکن باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس کا شوہر قادیانی ہے۔ موصوفہ سے دریافت کیا گیا تو اس نے یہ موقف اختیار کیا کہ اگر میرا شوہر قادیانی ہے تو کیا ہوا، میں تو مسلمان ہوں۔ میرا عقیدہ میرے ساتھ اور اس کا اس کے ساتھ اس کے عقائد سے میری صحت پر کیا اثر پڑتا ہے؟ آپ سے یہ دریافت کرنا مطلوب ہے کہ:

۱..... کسی مسلمان مرد یا عورت کا کسی قادیانی کے مذہب کے حامل افراد سے زن و شوہر کے تعلقات قائم رکھنا کیسا ہے؟
 ۲..... اہل محلہ کے شرعی معاملات میں ان خاتون سے رجوع کرنا نیز معاشرتی تعلقات قائم رکھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
جواب..... کسی مسلمان خاتون کا کسی غیر مسلم سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ نہ قادیانی سے نہ کسی دوسرے غیر مسلم سے، اور نہ کوئی مسلمان خاتون کسی قادیانی کے گھر رہ سکتی ہے، نہ اس سے میاں بیوی کا تعلق رکھ سکتی ہے۔ یہ خاتون جس کا سوال میں ذکر کیا گیا اگر اس کو یہ مسئلہ معلوم نہیں تو اس کو یہ مسئلہ بتا دیا جائے۔ مسئلہ معلوم ہونے کے بعد اسے چاہیے کہ وہ قادیانی مرتد سے فوراً قطع تعلق کر لے اور اگر وہ مسئلہ معلوم ہونے کے بعد بھی بدستور قادیانی کے ساتھ رہتی ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ درحقیقت خود بھی قادیانی ہے۔ محض بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتی ہے۔ محلے کے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے کہ اس سے قطع تعلق کریں اور اس سے بھی وہی سلوک کریں جو قادیانی مرتدوں سے کیا جاتا ہے۔ اس سے بچوں کو قرآن کریم پڑھوانا، تعویذ گنڈے لینا، دینی مسائل میں اس سے رجوع کرنا اور اس سے معاشرتی تعلقات رکھنا حرام ہے۔
 (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۵ ص ۷۳ تا ۷۴)

قادیانی ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

سوال زید جبکہ اہل سنت والجماعت تھا اس کا نکاح ایک اہل سنت والجماعت عورت سے ہوا تھا۔ آج وہ اپنے آپ کو مرزائی کہتا ہے اور مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی سمجھتا ہے اب اس کا نکاح قائم رہا یا نہیں؟
 (استفتی نمبر ۶۸۸ یکم نبی بخش (ضلع جالندھر) ۱۳ جمادی الثانی ۱۴۵۲ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء)

جواب..... زید کے قادیانی ہو جانے سے اس کا نکاح فسخ ہو گیا کیونکہ قادیانی ہونے سے وہ مرتد ہو گیا اور ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ عورت بذریعہ کسی مسلمان حاکم کے اس سے علیحدگی اور تفریق کا فیصلہ حاصل کر سکتی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ (کفایت المفتی ج ۵ ص ۲۰۳ تا ۲۰۴)

مرزائی کا نکاح مسلمان عورت سے جائز نہیں

سوال ایک شخص کا باپ احمدی ہے اور وہ خود بھی احمدی ہے۔ اس شخص کی شادی ایک اہل سنت والجماعت لڑکی سے ہوئی ہے۔ شادی ہونے سے پہلے اس شخص کے احمدی خیالات پوشیدہ تھے۔ شادی ہونے کے بعد اس

نے اپنے خیالات ظاہر کیے۔ اس کا باپ اپنی احمدیت نہیں چھوڑتا ہے مگر وہ شخص تو بہ کرنے کے لیے تیار ہے اور علمائے دین کے فتوے کو بھی ماننے کے لیے تیار ہے مگر اپنی زبان سے مرزا قادیانی کو کافر نہیں کہتا ہے۔ اب اگر وہ اپنا قادیانی عقیدہ چھوڑ کر دائرہ اسلام میں آتا ہے اور اپنی زبان سے مرزا قادیانی کو کافر نہیں کہتا اس کو مسلمان سمجھا جائے یا نہیں اور اس کے ساتھ رشتہ داری رکھی جائے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۱۳ عبداللطیف رَحْمٰن (ریاست حیدر) ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۱۷ مارچ ۱۹۳۶ء

جواب..... قادیانی کا نکاح اہل سنت والجماعت لڑکی سے درست نہیں ہوتا۔ اگر ایسا نکاح ہو گیا ہے تو وہ ناجائز اور باطل ہے۔ اب اگر خاوند قادیانی مذہب اور اس کے عقائد سے تائب ہو کر مذہب اہل سنت والجماعت اختیار کرے اور مرزا غلام احمد کو کاذب اور ضال و مضل سمجھنے لگے تو جب بھی از سر نو نکاح کی تجدید کرنی ہوگی۔ مرزا قادیانی کو اپنی زبان سے کافر نہ کہے تو نہ کہے مگر یہ اقرار کرنا لازم ہوگا کہ جو علماء مرزا قادیانی کی تکفیر کرتے ہیں وہ حق پر ہیں۔ اس کے ساتھ اہل سنت والجماعت کے عقائد کو مانے اور ان کے اعمال میں شریک رہے تو دوبارہ نکاح کر دیا جائے۔ محمد کفایت اللہ (کفایت المفتی ج ۵ ص ۲۵)

مرتد ہونے اور پھر تجدید اسلام کرنے والے کے نکاح کا حکم

سوال..... زید ایک قادیانی عقائد کے باپ کا بیٹا ہے جس نے قادیانی عقائد میں پرورش پائی اور قادیانی رہا۔ اس کی والدہ حنفی العقیدہ ہے۔ زید کا نکاح بھی ایک حنفی العقیدہ لڑکی سے ہوا اور ایک ہزار روپیہ مہر مؤجل مقرر ہوا۔ اس کے بعد زید قادیانی لوگوں کی بعض حرکات سے اس قدر متنفر ہوا کہ نہ صرف قادیانی مذہب سے بلکہ اسلام سے ہی بدظن ہو گیا اور آخر آریہ بن گیا۔ کچھ عرصے کے بعد مشرف باسلام ہوا۔ اب بھلا اللہ وہ عقائد فقہ رکھتا ہے اور قادیانیت سے متنفر ہے۔ مندرجہ بالا واقعات کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے سرال والوں نے بوجہ ارتداد اس کے نکاح کو فسخ شدہ قرار دے کر مہر کا مطالبہ کیا۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

(۱)..... آیا ایک حنفی العقیدہ لڑکی کا نکاح ایک قادیانی شوہر سے شرعاً جائز ہے یا فاسد و باطل؟

(۲)..... اگر فاسد و باطل ہے تو آیا مہر پھر بھی واجب ہے؟ (تعلقات زنا شوئی کئی سال تک جاری رہے)

(۳)..... صورت زیر بحث میں اگر یہ زوجین تعلقات زنا شوئی کو جاری رکھنا چاہیں تو ان کے لیے تجدید نکاح ضروری ہے؟

(۴)..... بصورت تجدید نکاح آیا حلالہ ضروری ہے؟ یہ ملحوظ رہے کہ زید نے طلاق نہیں دی فتح نکاح بوجہ ارتداد سمجھا جا رہا ہے۔ المستفتی نمبر ۳۶۰ سید غلام بیک نیرنگ ایڈووکیٹ انالہ۔ ۷ مارچ الاول ۱۳۵۳ھ ۳۰ جون ۱۹۳۳ء

جواب..... (۱)..... نکاح ناجائز ہے یعنی فاسد ہے۔

(۲)..... اگر زوجین میں تعلقات زنا شوئی واقع ہو چکے ہیں تو مہر مشل لازم و واجب ہے۔

(۳)..... اگر یہ زوجین تجدید اسلام زوج کے بعد باہم زنا شوئی کے تعلقات رکھنا چاہیں تو ان کو از سر نو نکاح کرنا لازم ہوگا۔ لیکن نکاح سے پہلے حلالہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔

(۴)..... حلالہ کی ضرورت نہیں کیونکہ حلالہ تین طلاق دینے کی صورت میں ہوتا ہے۔ نہ کہ نکاح فسخ ہونے کی صورت میں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ (کفایت المفتی ج ۵ ص ۲۰۲-۲۰۳)

شوہر کے قادیانی ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

سوال از شاہجہاں پور محلہ بارہ دری مرسلہ عبد اللہ خاں صاحب ۵ رجب المرجب ۱۳۳۶ھ۔

زید نے قادیانی مذہب اختیار کر لیا اور اس کی عورت بدستور اپنے اصلی مذہب خفی پر رہی گو زید نے مذہب قادیانی گوارا کرنے میں اپنی عورت کو مجبور نہیں کیا لہذا ایسی حالت میں کہ جب مابین زن و شوہر کے اختلاف مذہب ہو گیا از روئے حکم شرع شریف کے بحالت طرز معاشرت درمیان زن و شوہر جائز ہے یا نہیں؟ بیٹو اتوجروا
الجواب صورت مستفسرہ میں عورت فوراً نکاح سے نکل گئی ان میں باہم کوئی علاقہ نہ رہا مرد محض بیگانہ ہو گیا اب اس سے قربت زنائے خالص ہوگی۔ تو یہ الابصار میں ہے:

وارتداد احدهما فسخ عاجل (شامی ص ۳۲۵ ج ۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ) واللہ سبحانه و تعالیٰ اعلم۔
خادمہ بیوی میں سے کسی ایک کے مرتد ہو جانے سے اسی وقت نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۳۶۱)

قادیانی ہو جانے سے نکاح فسخ ہو گیا

سوال زید نے جو اہل سنت مسلمان تھا یا اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا، کئی سال پہلے ایک سنی لڑکی سے شادی کی، نکاح خفی المذہب عالم نے پڑھایا، کچھ عرصہ کے بعد مختلف اثرات کے ماتحت زید پکا مرزائی قادیانی ہو گیا۔ اس عرصہ میں اس کی اولاد بھی ہوئی جس میں دو لڑکے اور لڑکیاں بقید حیات ہیں۔ اس کی بیوی بدستور سنی رہی اور ہے، کئی دفعہ اسے ربوہ (چناب نگر) جا کر مرزائی خلیفہ سے بیعت کرانے پر مجبور کیا مگر اس نے انکار کر دیا، اب ملک کی نمائندہ جماعت اور جمہور اہل اسلام کے فیصلہ کے بعد جب مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے زید کو توبہ کرنے کا مشورہ دیا گیا مگر وہ اپنے مرتد رہنے پر مصر ہے۔ کیا اس کے بعد زید کا نکاح مسلمان خاتون سے قائم رہے گا اور کیا یہ ضروری ہے زید اسے طلاق دے یا طلاق خود بخود واقع ہو جائے گی۔

الجواب حاصل سوال یہ ہے کہ بوقت نکاح زوجین مسلمان تھے بعد میں شوہر قادیانی ہو کر مرتد ہو گیا، اس کا حکم شرعی اسلام میں یہ ہے کہ شوہر کے مرتد ہوتے ہی اس کا نکاح ٹوٹ گیا اور منکوحہ مسلمہ اس کے نکاح سے خود بخود بالکل خارج ہو گئی۔ طلاق وغیرہ کے دینے کی حاجت یا شرط نہیں رہی بلکہ منکوحہ اس کے نکاح سے نکل کر آزاد ہو گئی اور نفقہ عدت اور کال مہر کی بھی مستحق رہی۔ (فی الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۳۲۵) ارتداد احدهما فسخ عاجل بلا قضا فلموطوءة کل مہرہا و لغیرہا نصفہ لو ارتدوا علیہ نفقۃ العدة بالخصوص جب کہ سمجھانے اور توبہ کا مشورہ دینے کے بعد بھی وہ مرتد (قادیانی) رہنے پر مصر رہا تو یہ حکم اور بھی واضح ہو گیا۔
نقدہ واللہ تعالیٰ اعلم، مکتبہ الاحقر نظام الدین غفرلہ مفتی دارالعلوم دیوبند۔ (نظام الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۸۸-۱۸۹)

شوہر مرزائی یا عیسائی ہو جائے تو عورت پر عدت واجب ہے

سوال اگر کسی عورت کا شوہر عیسائی، قادیانی یا یہودی ہو جائے جس کی وجہ سے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے، کیا ایسی عورت پر عدت واجب ہے یا نہیں؟

الجواب شریعت اسلامی میں ہر اس جدائی پر عدت واجب ہے جو میاں بیوی کے مابین کسی وجہ سے آ

جائے، صورتِ مسئلہ میں چونکہ خاوند کے بوجہ غیر مسلم ہو جانے کے دونوں کے درمیان جدائی خود بخود آگئی لہذا اس عورت سے عدت لازمی ہے۔

قال فی الہندیۃ: وان اخبرت المرأة ان زوجها قد ارتد لها ان تتزوج باخر بعد انقضاء العدة فی رواية الاستحسان وفي رواية السير ليس لها ان تزوج قال شمس الانبعا السرخسی الاصح رواية الاستحسان. (التاوی الہندیہ ج ۱ ص ۳۴۰ باب نکاح الکافر، فتاویٰ حنائیہ ج ۳ ص ۵۳۷-۵۳۸) لا علمی میں قادیانی سے نکاح کا حکم

سوال ایک مسلمان عورت کا نکاح لاعلمی میں کسی قادیانی سے ہو گیا، یعنی نکاح کے وقت مرد نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا لیکن نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ یہ شخص قادیانی ہے، اندریں صورت یہ نکاح منعقد ہوا ہے یا نہیں؟
الجواب قادیانی چونکہ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اس لیے جس شخص کا قادیانی ہونا قطعی اور یقینی ہو تو اس کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح شرعاً جائز نہیں اور لاعلمی میں کیا ہوا نکاح کا حکم رہے گا۔ کما فی الہندیۃ: ارتد احد الزوجین عن الاسلام وقعت الفارقة بغیر طلاق فی الحال.
(الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۳۳۹ الباب العاشر فی نکاح الکافر، فتاویٰ حنائیہ ج ۳ ص ۳۳۲-۳۳۳)

خاوند کے قادیانی ہو جانے سے نکاح کا حکم

سوال میاں بیوی دونوں مسلمان تھے اور خوشگوار زندگی گزار رہے تھے کہ اچانک خاوند قادیانیوں کا شکار ہو کر مرتد ہو گیا جبکہ عورت دین حق یعنی اسلام پر قائم ہے، ایسی حالت میں اس عورت کو کیا کرنا چاہیے؟
الجواب قادیانی چونکہ مرتد کے حکم میں ہیں، اس لیے صورتِ مسئلہ میں خاوند کے مرتد ہو جانے سے مسلمان بیوی سے اس کا رشتہ نکاح ختم ہو گیا ہے۔ ایسی حالت میں یہ عورت عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ قال المحصن: وارتدا احدهما ای الزوجین فسخ عاجل.
(الدر المختار علی حاشی روایہ ج ۲ ص ۴۲۵ باب نکاح الکافر، فتاویٰ حنائیہ ج ۳ ص ۳۳۲)

جو شخص قادیانی ہو جائے اس کا نکاح برقرار نہیں رہتا

سوال زید خنی سی صحیح العقیدہ آدمی تھا۔ خدا جانے کن اثرات کے ماتحت وہ قادیانی بن گیا اور اپنا قدیم مسلک ترک کر دیا۔ سوال یہ ہے کہ اس حالت میں اس کی بیوی اس کے نکاح میں باقی رہی اور اس کے ذمہ شوہری حقوق کو ادا کرنا لازم رہا یا نکاح ختم ہو کر تعلق زوجیت ختم ہو گیا اور بیوی اپنے شوہر پر حرام ہو گئی؟

الجواب حامداً و مصلياً۔ قادیانی نے ختم نبوت اور بہت سے بنیادی عقائد اسلام کے خلاف کارکتاب کیا اور بار بار متنبہ کرنے پر اپنی بات سے رجوع نہیں کیا۔ اس لیے علماء اسلام کے فتویٰ کی رو سے وہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے، جو شخص اس کے مسلک کو قبول کرتا ہے اور اس کے عقائد کو اختیار کرتا ہے اس کا حکم بھی وہی ہے کہ شوہر کے مرتد ہو جانے کی وجہ سے مسلمان بیوی نکاح سے خارج ہو گئی۔ اب اس کے ساتھ رہنا سہنا اور شوہر بیوی جیسا معاملہ کرنا ہرگز جائز نہیں رہا بلکہ پورا پردہ لازم ہے۔ قادیانی سے متعلق بہت تفصیل سے کتابیں موجود ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ حررہ العبد محمد غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۴/۱۳۹۰ھ
(فتاویٰ مجددیہ ج ۱ ص ۲۱۸-۲۱۹)

قادیانیت سے جو توبہ کر چکا اس سے نکاح جائز ہے

سوال زید کی نسبت یہ بات مشہور تھی کہ زید مرزائی ہے، مگر پھر اس نے توبہ کر لی تھی۔ اسی بناء پر ایک لڑکی کا اس سے نکاح کر دیا تھا۔ نکاح کے بعد ایک مولوی صاحب کو زید کے پاس تحقیق کے لیے بھیجا تو زید نے بڑے زور شور سے تردید کی کہ میرا مذہب قادیانی نہیں ہے، اور بہت زمانہ گزرا میں توبہ کر چکا ہوں اور ابتداء میں اگر میں مرزا کو ماننا بھی تھا تو ایک مجدد بزرگ ماننا تھا، نبی نہیں ماننا تھا۔ دریافت طلب یہ اسر ہے کہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔

الجواب تحریر سوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زید صحیح العقائد ہے اور اس کا عقیدہ صحیح موافق مذہب اہل سنت والجماعت کے ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کا معتقد نہیں ہے۔ لہذا نکاح اس لڑکی کا اس شخص یعنی زید سے درست اور صحیح ہو گیا۔ نکاح کے صحیح ہونے میں اس وقت کوئی تردد نہیں ہے۔ البتہ اگر خدا نخواستہ کسی وقت میں زید نے مذہب اہل سنت والجماعت سے طرف مذہب قادیانی کے رجوع کیا تو اس وقت فوراً نکاح باطل ہو جائے گا۔ (فتاویٰ ثنائی ج ۲ ص ۲۲۵ باب نکاح الکافر، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۷ ص ۲۸۸-۲۸۹)

مرزائی کے ساتھ نکاح نہیں ہوتا

سوال ہندہ کی شادی عمرو کے ساتھ کی گئی۔ بعد نکاح عمرو مرزائی خیال کا ثابت ہوا قریباً عرصہ دو سال بعد اور ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی۔ اب ہندہ کے والدین ہندہ کو عمرو کے ساتھ روانہ نہیں کرتے، نہ ہی طلاق دیتا ہے اور نہ ہی وہ اپنا مسلمان ہونا ثابت کرتا ہے۔ ایسے موقع پر کیا کرنا چاہیے؟

جواب مرزائی کافر ہیں۔ ان کے ساتھ نکاح نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَلَا تَمْسُكُوهُنَّ بِعَصَمِ الْكُوفَرِ (البقرہ ۱۰) یعنی کافرہ عورتوں کو نکاح میں نہ رکھو، اور دوسری آیت میں ہے۔ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ (البقرہ ۲۲) یعنی مشرک مردوں کو نکاح نہ دو۔

مرزائی از روئے شریعت مشرک بھی ہیں اور کافر بھی۔ انھوں نے خاتم النبیین ﷺ کے بعد دنیا نبی کھڑا کر لیا ہے جو شرک فی الرسائل ہے اور کفر بھی ہے، پس لڑکی کو جہاں چاہے بغیر فتح نکاح کے بٹھا دیا جائے۔ کیونکہ کافر کے ساتھ نکاح ہی نہیں رہتا تو فتح کی کیا ضرورت ہے؟ عدالت میں بھی کافر کا نکاح فتح ہے۔ (عبد اللہ امرتسری از روپڑ)

(فتاویٰ احمدیہ ج ۸ ص ۸)

کسی کو قادیانی کہنے والے کے نکاح کا حکم

سوال ایک عالم دوسرے عالم کو اختلاف کی وجہ سے قادیانی کہتا ہے ایسے شخص کا کیا حکم ہے اور کیا اس کا نکاح باقی رہا؟

جواب ۱۔ حدیث میں ہے کہ جس نے دوسرے کو کافر کہا ان میں سے ایک کفر کے ساتھ لٹے گا، اگر وہ شخص جس کو کافر کہا واقعتاً کافر تھا تو ٹھیک ورنہ کہنے والا کفر کا وبال لے کر جائے گا۔ کسی کو کافر کہنا گناہ کبیرہ ہے۔ ۲۔ وہ خود عالم ہے۔ اپنے نکاح کے بارے میں خود جانتا ہوگا۔ اوپر لکھ چکا ہوں کہ یہ گناہ کبیرہ ہے اور ایک عالم کا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہونا بے حد افسوس ناک ہے، ان صاحب کو توبہ کرنی چاہیے اور مظلوم سے معافی مانگنی چاہیے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۸ ص ۲۵۴)

مرزائی لڑکے سے مسلمان عورت کا نکاح حرام اور باطل ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین و مفتی اعظم پاکستان اس مسئلہ میں کہ میں مسماۃ فہیدہ بیگم بنت اللہ دتہ قوم کبھار سکندہ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کا نکاح میرے والد اللہ دتہ نے ایبڑ کے مسیحی محمد اشرف دند غلام احمد قوم کبھار ساکن مقام ہیرم تحصیل حافظ آباد کے ساتھ میرے آبائی گاؤں باڈلے تحصیل دزیر آباد میں آج سے تقریباً تین سال پیش کر دیا۔ نکاح برات کے ساتھ بڑی مجلس میں ہوا۔ لڑکی والوں میں سے کسی کو یہ پتہ نہیں تھا کہ لڑکا اور اس کا باپ سخت ترین مرزائی اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والے ہیں۔ نکاح اس لاعلمی اور دھوکے میں ہو گیا۔ اسی دن میں اپنے سرال چلی گئی۔ دوسرے دن پھر اپنے میکے واپس آئی اور آٹھ دن رہ کر پھر اپنے سرال گئی۔ اسی طرح دو تین پھیرے کیے مگر لڑکے کے مرزائی ہونے کا کوئی پتہ نہ لگ سکا۔ اور اپنے مذہب کو انھوں نے کافی چھپایا ڈیڑھ مہینے کے بعد پھر میں اپنے سرال میں ہی تھی کہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ ہم نے ایک جلعے میں جانا ہے اور وہاں جانا ہمارا بہت ضروری ہے کیونکہ ہم نے منت مانی ہے۔ اس وقت بھی مجھے نہ بتلایا گیا کہ جلعہ کہاں ہے اور کیسا ہے مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ وہاں پہنچ کر اور راستے میں لوگوں کی باتوں سے مجھے پتہ چلا کہ یہ ربوہ (چناب نگر) آئے ہیں۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کا یہ جلعہ ہے۔ میرے خاوند نے مجھ پر یہ زور دیا کہ تو بھی مرزائی ہو جا اور مرزا کی بیعت کر لے مگر میں نے صاف انکار کر دیا اس وقت مجھ کو پتہ لگا کہ میرا یہ خاوند مسلمان نہیں ہے اور میرا نکاح ایک غیر مسلم مرزائی سے ہوا ہے۔ میں نے وہاں سے آ کر فوراً اپنے گھر اطلاع دی کہ فوراً مجھے آ کر لے جاؤ۔ میں یہاں نہیں رہوں گی۔ میری والدہ آئیں اور کافی لڑائی جھگڑے کے بعد مجھ کو میرے سرال سے واپس لے گئیں۔ اب میں صرف اس لیے کہ وہ مرزائی ہے اور میں جانتی ہوں کہ مرزائی کافر ہوتے ہیں۔ اسی لیے میں اس کے ساتھ ہرگز نہیں رہتا چاہتی۔ سارا گاؤں جانتا ہے کہ محمد اشرف سخت مرزائی ہے۔ اس نے خود بھی اپنی تحریر سے انگوٹھا لگا کر اقرار کیا ہے اور اس کے چچا نظام علی نے بھی اس بات پر دستخط کیے کہ وہ اور اس کا بھتیجا محمد اشرف مرزائی احمدی ہیں۔ یہ تحریر اور بہت سے گواہوں کی تحریر حاضر خدمت ہے۔ وہاں کے مرزائی امام محبوب علی محمد نے بھی اس چیز کی گواہی دی ہے کہ محمد اشرف مرزائی ہے اور سب لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ میں اور میرا والد اللہ دتہ صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہیں۔ سب گواہی دے سکتے ہیں اور اس کے آبائی گاؤں میراں پور کے لوگ عبدالرشید مرزائی اور احمد وغیرہ نے بھی تحریری گواہی دی ہے کہ محمد اشرف واقعی مرزائی احمدی ہے اور میرا والد اور چار گواہ حاضر خدمت ہیں جو با وضو کلمہ پڑھ کر حلفیہ گواہی دیتے ہیں کہ محمد اشرف مدعا علیہ مرزائی احمدی ہے، فرمایا جائے کہ کیا شریعت اسلامیہ میں میرا نکاح صحیح ہوا یا غلط۔ اور کیا محمد اشرف شرعاً میرا خاوند بن سکتا ہے؟ اور اگر نکاح غلط ہے تو کیا میں دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہوں؟ خدا کے لیے اس مرزائی سے میری جان چھڑائی جائے اور شرعی فتویٰ عطا فرمایا جائے۔ السائلہ: مورخہ ۱۴/۴/۱۳۸۷ء بقونین الغلام الفوہاب

الجواب..... قانون شریعت اسلامیہ اور قانون پاکستان کے تحت میں مفتی اسلام ہونے کی حیثیت سے حنفی مسلک کے مطابق فتویٰ چار کرتے ہوئے سائلہ حنفیہ مسلک فہیدہ بیگم بنت اللہ دتہ قوم کبھار کا نکاح باطل قرار دیتا ہوں اور یہ نکاح جو دھوکہ اور فریب سے مسیحی محمد اشرف مرزائی احمدی قادیانی ولد غلام احمد نے فہیدہ بیگم سے کیا ہے وہ شرعاً اور قانوناً ہوا ہی نہیں بالکل باطل محض ہے۔ میں نے بحیثیت مفتی ہونے کے محمد اشرف کے مرزائی ہونے کی

سے بھی نکاح حلال ہے۔ چنانچہ (فتاویٰ ہندیہ جلد اول ص ۲۸۲) پر ہے۔ لَا يَجُوزُ لِلْمَرْثَةِ أَنْ يَتَزَوَّجَ مَرْثَةً وَلَا مُسْلِمَةً اور (فتاویٰ قاضی خان میں ہے جلد سوم ص ۵۸۰) وَمِنْهَا مَا هُوَ بَاطِلٌ بِالْإِتِّفَاقِ نَحْوُ النِّكَاحِ لَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مُسْلِمَةً یعنی مرتد اگر مسلمان عورت سے نکاح کرے تو وہ باطل ہے تمام فقہاء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ ہر مرتد کا نکاح مسلمہ سے باطل ہے نہ کہ فاسد۔ کیونکہ فاسد نکاح وہ ہے جس میں علمائے کرام کا اختلاف ہو کہ جائز ہے یا ناجائز چنانچہ (فتاویٰ ثانی جلد دوم ص ۳۸۰) پر ہے۔ فِي الْبَيْعِ هَذَاكَ عَنِ الْمُجْتَمِعِينَ أَنْ كُلُّ نِكَاحٍ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي جَوَازِهِ كَالنِّكَاحِ بِمَا شُهِدَ فَالِدُخُولِ فِيهِ مُوجِبٌ لِلْعُدَّةِ. نکاح باطل وہ ہے جس کے ناجائز ہونے پر سب علمائے امت کا اتفاق ہو اور وہ نکاح سب کے نزدیک نہ ہونے کی طرح ہو۔ چنانچہ (درختہ، ہند دوم ص ۳۸۰) پر ہے۔ وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْمَوَادَّ بِالْبَاطِلِ مَا وَجَدَهُ كَتَمُهُ وَلِذَا لَا يَبِيتُ النَّسَبُ بِهِ. (صاحب رد المحتار ص ۳۸۰) پر فرماتے ہیں کہ کافر نے مسلمان عورت سے نکاح کیا تو وہ نکاح قطعاً باطل ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ نَكَحَ كَافِرٌ مُسْلِمَةً قَوْلًا مِمَّا لَا يَنْبُتُ النَّسَبُ وَلَا تَجِبُ الْعِدَّةُ لِأَنَّهُ نِكَاحٌ بَاطِلٌ ثَابِتٌ هُوَا كَرَّمُ اشْرَفِ مَرْزَائِي كَا نِكَاحِ فَمِيدَہ کے ساتھ باطل ہے۔ اس لیے کہ سب مسلمانوں کے عقیدہ سے مرزا غلام احمد کو نبی مان کر سب مرزائی مرتد کافر ہو چکے ہیں۔ چنانچہ (جواب امہار ص ۳۶۲) پر ہے۔ فَقَدْ انْفَقَتِ الْأُمَّةُ عَلَى ذَالِكَ وَعَلَى تَكْثِيرِهِ مِمَّنْ ادَّعَى النَّبُوَّةَ بِعُدَّةِ اِشْرَفِ طَرَحٍ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲) پر ہے۔ وَذُلُّوا فِي النَّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا كُفْرًا بِالْإِجْمَاعِ. ان تمام دلائل شرعیہ سے ثابت ہوا کہ فمیدہ بیگم کا نکاح باطل ہے، ہوائیں۔ نکاح فاسد اور باطل کے حکم میں بھی فرق ہے۔ نکاح فاسد کا حکم یہ ہے کہ قاضی اسلام یا عدالت کا حج نکاح فسخ کرے۔ چنانچہ (ثانی شریف جلد دوم ص ۳۸۲) پر ہے۔ بَلَى يَجِبُ عَلَى الْقَاضِي التَّفَرُّقُ بَيْنَهُمَا لَكِنْ نِكَاحُ بَاطِلٍ. میں یہ بھی نہیں۔ لہذا فمیدہ بیگم پر نہ عدت واجب نہ طلاق نہ تفریق۔ بلکہ وہ سابقہ باطل نکاح سے شرعاً بالکل آزاد ہے، اور پاکستانی عدالت کے قانون کے مطابق بھی یہ نکاح باطل ہے۔ چنانچہ ۱۹۵۵ء میں عدالت پاکستان کے ڈسٹرکٹ جج شیخ محمد اسیر نے مرزائی فرقے کو قانونی طور پر غیر مسلم قرار دیتے ہوئے مدعیہ امت الکریم اور لیفٹیننٹ نذیر الدین کے نکاح کو باطل کر دیا تھا۔ اس سے پہلے ۱۹۳۵ء میں ٹریل کورٹ کے ڈسٹرکٹ جج نے بھی ایسا ہی فیصلہ کیا تھا۔ یہ فیصلہ بہاول نگر عدالت میں ہوا اور وہ دوسرا فیصلہ ۵۵-۶-۳۰ کو راولپنڈی میں ہوا تھا چند روز پیشتر اخبار امروز میں ۴ ستمبر ۱۹۷۱ء کو جونیو کی ایک خبر اس طرح شائع ہوئی۔ موضع خاکے چک نمبر ۲۰ نواب دین کے پورے خاندان نے احمدیت (مرزائیت) سے توبہ کر کے اسلام قبول کیا اور شرف با اسلام ہوئے ان تمام باتوں اور فیصلوں اور دلائل سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کے نزدیک مرزائی احمدی مسلمان نہیں۔ لہذا میں شرعی فتویٰ جاری کرتے ہوئے واضح کرتا ہوں کہ فمیدہ بیگم چونکہ مسلمان ہے اس لیے اس کا نکاح محمد اشرف مرزائی سے قطعاً باطل ہے اور فمیدہ بیگم سابقہ نکاح سے بالکل آزاد ہے۔ محمد اشرف کا اس پر کوئی حق یا اختیار نہیں ہے۔ فمیدہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے شریعت اسلامیہ کے مطابق نکاح کر سکتی ہے۔ واضح رہے کہ یہ فتویٰ میری اسی تحقیق کے مطابق ہے جو مدعیہ اور اس کے لواحقین کے ذریعہ کی گئی۔ یہ فتویٰ تحقیق بالا کے درست ہونے کی صورت میں بالکل درست اور قاطع عمل ہے۔ واللہ و سولہ اعلم۔ (فتویٰ نمبر ۳۱۹ جلد اول ص ۲۲۲)

مسلمان، قادیانی ہو کر پھر مسلمان ہو جائے تو اس کے نکاح کا حکم

سوال۔۔۔ ایک شخص پہلے اہل سنت والجماعت تھا۔ پھر مرزائی عقائد کا پابند ہو گیا تھا۔ اب وہ پھر اہل سنت

والجماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ اس کی بیوی اسی کے عقائد کی پابند رہی۔ اب اس کو دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟
 المستسقی نمبر ۳۱۲ علی حسین امروہی (دہلی) ۲۹ مئی ۱۳۵۳ھ ۱۳ جون ۱۹۳۳ء۔

جواب..... اگر وہ شخص سچے دل سے توبہ کرے اور اقرار کرے کہ مرزائی عقیدہ غلط اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے جھوٹے تھے اور ان کے دونوں فریق لاہوری اور قادیانی گمراہ ہیں۔ میں دونوں سے بیزار ہوں تو وہ اہل سنت والجماعت میں شامل ہو سکتا ہے۔ اگر شوہر اور بیوی ایک ہی وقت میں ساتھ ساتھ قادیانی یا احمدی ہوئے تھے اور پھر ایک ہی وقت میں دونوں نے توبہ کی ہو جب تو ان کے نکاح کی تجدید لازم نہیں ہے اور وہ اپنے سابقہ نکاح پر رہ سکتے ہیں۔ لیکن اگر قادیانی یا احمدی ہونے میں تقدم و تاخر ہوا ہے یا توبہ کرنے اور واپس آنے میں آگے پیچھے ہو گئے ہیں تو نکاح کی تجدید بھی لازم ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ (کفایت المستقی ج ۶ ص ۱۳۴)

بیوی قادیانی ہو گئی قادیانی سے شادی کر لی اب اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

سوال..... ایک شخص کی عورت قادیانی ہو گئی اور قادیانی سے نکاح کر لیا اس سے لڑکی پیدا ہوئی اس لڑکی سے اس کی ماں کا پہلا خاوند نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب..... نہیں کر سکتا لقولہ تعالیٰ و ربنا بکم اللابی فی حبیبو ککم من نسائکم اللابی دخلتم بہن (سورۃ نساء ۱۱) قال فی الدر المختار و بنت زوجہ الموطونہ دام زوجہ و جداتها مطلقاً۔

(فتاویٰ شامی ج ۲ ص ۳۰۲ مکتبہ رشیدیہ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۷ ص ۳۸۱)

غلام احمد قادیانی کو جو پیغمبر مانے وہ مرتد ہے اس سے نکاح درست نہیں

سوال..... زوجین میں اس قسم کی گفتگو ہوئی جس نے مرد پر قادیانی ہونے کا شبہ ہوتا ہے مثلاً یہ کہ مرزا نے کہا کہ نبوت ختم ہو چکی ہے یا نہیں عورت نے کہا نبوت ختم ہو چکی مرد نے کہا نہیں ان کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی پیغمبر ہوا ہے۔

الجواب..... الفاظ و کلمات مذکورہ کی وجہ سے معلوم ہوا کہ وہ مرد قادیانی ہے اور قادیانی مرتد و کافر ہے لہذا ان میں نکاح قائم نہیں رہا۔ عورت کو چاہیے کہ اس سے علیحدہ ہو جائے اور اگر وہ اپنے عقائد باطلہ کفریہ سے توبہ کرے اور تجدید ایمان کرے تو اگر عورت راضی ہو تو ازسرنو ان میں نکاح ہونا ضروری ہے۔

(فتاویٰ شامی ج ۲ ص ۳۱۲ فصل فی الحرامات، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۷ ص ۳۵۵، ۳۵۴)

قادیانی کا مسلمان عورت سے نکاح

سوال..... زید مرزا غلام احمد قادیانی کا مرید ہو گیا ہے اور اس کی بی بی اہل سنت کے عقیدے پر قائم ہے اس صورت میں نکاح شرعاً قائم رہا یا نہیں۔ (۲)..... اور اہل سنت کے عقیدہ والی صبیہ کا نکاح مرزا غلام احمد قادیانی عقیدہ والے کے ساتھ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب..... (۱) اس مرید سے پوچھنا چاہیے کہ وہ مرزا کے تمام اقوال کا معتقد ہے یا نہیں اگر وہ اقرار کرے کہ وہ تمام اقوال کا معتقد ہے تو یہ شخص مسلمان نہیں رہا اور نکاح اس کا اہل سنت و جماعت بی بی سے باقی نہیں رہا اور اگر وہ کہے کہ میں سب اقوال کا معتقد نہیں ہوں تو اس سے پوچھنا چاہیے کہ کس کس قول کے معتقد نہیں

ہو اس کی تفصیل کے بعد استثناء کرتا چاہیے۔ (۲)..... اگر اس شخص کے اقرار سے اس کا تمام اقوال مرزا سے کا معتقد ہونا ثابت ہو تب تو نکاح ہو ہی نہیں سکتا اور اگر بعض کا معتقد ہو بعض کا نہ ہو تو اس سے تفصیل پوچھ کر سوال کرنا چاہیے اور بالفرض اگر اس کا مسلم ہونا بھی ثابت ہو جائے تب بھی مبتدع اور ضال ہونے میں تو شبہ ہی نہیں اس لیے ہر حال میں دلی گنہگار ہوگا اگر اس شخص کے ساتھ نکاح کرے گا لہذا اس دلی پر واجب ہے کہ قطعاً انکار کر دے (نکاح سے پہلے) فقط ۱۴ صفر ۱۳۳۰ھ (تذکرہ دلی ص ۹۰، امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۱۳-۲۱۵)

قادیانی میاں بیوی ایک ساتھ مسلمان ہوئے تو نکاح باقی رہے گا

سوال..... اگر دونوں اشخاص ساتھ ہی احمدی سے مسلمان ہو جائیں تو ان کے نکاح کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب..... (۲)..... اگر دونوں ایک ساتھ مسلمان ہوئے ہیں تو ان کا نکاح باقی بحال ہے ورنہ فسخ ہو جائے گا۔ (در مختار ج ۲ ص ۴۷۷ باب نکاح الکافر مکتبہ رشیدیہ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱۲ ص ۳۰۴)

بیان مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلوی..... بمقدمہ فسخ نکاح بوجہ ارتداد

بند سوالات بنام گواہ نمبر ۳ مفتی کفایت اللہ مدرسہ امینیہ دہلی بمقدمہ حسین بی بی بنام خان محمد از ڈیرہ غازی خاں

سوال..... ۱۔ آپ کتنے عرصہ سے حدیث تفسیر وغیرہ علوم عربیہ کا درس دیتے ہیں؟

جواب..... ۱۔ تقریباً اڑتیس برس سے۔

سوال..... ۲۔ افتا کا کام کتنے عرصہ سے کرتے ہیں؟

جواب..... ۲۔ اسی قدر عرصہ سے۔

سوال..... ۳۔ مفصلہ ذیل امور کی بابت بتلائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی بانی فرقہ احمدیہ کے عقائد وہی ہیں؟ جو قرآن مجید و احادیث صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہیں اور جو معتقد مشاہیر علماء مفتیان اسلام کا عقیدہ اب تک رہا ہے۔ اگر وہ نہیں تو مرزا قادیانی موصوف کا کیا عقیدہ تھا؟ اور ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص مسلمان ہے یا کافر؟ اپنے بیان میں قرآن مجید و احادیث صحیحہ و کتب عقائد و کتب جماعت احمدیہ کا جن پر آپ کے بیان کا انحصار ہو حوالہ دیں۔ (الف)..... وجود ذات و صفات باری تعالیٰ۔

(ب)..... وجود ملائکہ۔

(ج)..... کتب سلاویہ سابقہ و قرآن مجید۔

(د)..... قیامت۔

(ه)..... انبیائے کرام، خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صاحب نبی کریم علیہ السلام۔

(و)..... حیات عیسیٰ علیہ السلام۔

(ز)..... نبوت و رسالت کی تعریف۔

(ح)..... ختم نبوت

(نوٹ)..... تمام سوالات میں الفاظ مرزا قادیانی سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی بانی فرقہ احمدیہ ہے۔

جواب..... ۳۔ مرزا قادیانی کے بہت سے عقیدے قرآن مجید و احادیث صحیحہ و جمہور امت محمدیہ کے عقائد کے خلاف ہیں۔ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ایسی باتیں کہیں جن سے انبیائے سابقین بلکہ آنحضرت ﷺ پر مرزا قادیانی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی کے کلام سے بعض پیغمبروں کی توہین بھی ثابت ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی اپنے متبعین کے سوا باقی تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا اور اس کے پیغمبروں اور آنحضرت ﷺ اور قرآن پر ایمان لانا بھی مسلمان ہونے کے لیے کافی نہیں رہا جب تک مرزا غلام احمد پر ایمان نہ لایا جائے۔ یہ اور اسی قسم کی وجوہ ہیں جن کی بنا پر مرزا غلام احمد کو جمہور علمائے اسلام خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔

(الف)..... مرزا غلام احمد کو خدا کے وجود کے قائل ہیں لیکن خدا کی صفات میں ان کی بہت سی تصریحات شریعت کی تعلیم سے باہر ہیں۔

(ب)..... ملائکہ کے وجود کے وہ اس طرح قائل نہیں جس طرح کہ سلف صالحین اور جمہور امت محمدیہ کا عقیدہ ہے۔

(ج)..... اس کے متعلق میری نظر میں کوئی تصریح نہیں ہے۔

(د)..... قیامت کا بظاہر اقرار ہے۔

(ه)..... انبیائے کرام کے متعلق ان کے عقائد اور تصریحات جمہور امت محمدیہ کے خلاف موجود ہیں۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق ان کی تصریحات بہت گمراہ کن اور موجب توہین ہیں۔

(و)..... حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی حیات کے وہ قائل نہیں، کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) وفات پا چکے بلکہ ان کی قبر بھی کشمیر میں ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

(ز)..... نبی اور رسول کی تعریفیں بھی وہ ایسی کرتے ہیں جس میں ان کی نبوت کی گنجائش نکل سکے۔

(ح)..... ختم نبوت کے وہ اس معنی میں قائل نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔

سوال..... ۴۔ کیا مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت مطلقہ و تشریعیہ کیا؟ اور حضور خاتم النبیین (علیہ السلام) کے بعد مدعی نبوت کا کیا حکم ہے؟ اور علاوہ ازیں اور بھی مرزا قادیانی نے ایسے دعادی کیے؟ جن سے کفر لازم آئے۔ مثلاً دعویٰ الوہیت و دعویٰ وحی جس کو قرآن کے برابر قرار دیا و دعویٰ فضیلت از انبیاء۔ اور ایسے مدعی کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب..... ۴۔ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔

(اس موقع پر گواہ نے کہا کہ بہت سے سوالات کے جوابات بہت طویل طویل ہوں گے اور کئی روز خرچ ہوں گے اس لیے سو روپے ان کی فیس ہونی چاہیے۔ میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ وہ لکھ کر بھیج دیں) بیان مولوی کفایت اللہ باقرار صاحب:-

مرزا قادیانی کے دعوؤں میں نبوت مطلقہ اور تشریعیہ دونوں کا دعویٰ موجود ہے اور جو شخص کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔ مرزا قادیانی کے کلام میں ایسی باتیں موجود ہیں جن کی بنا پر ان کو خارج از اسلام قرار دیا جاتا ہے۔ مثلاً وحی کا دعویٰ جو قرآن کے برابر درجہ رکھتی ہے اور بعض انبیاء علیہم السلام کی توہین۔ آنحضرت ﷺ کی برابری کا دعویٰ۔ اور جو شخص کہ کسی نبی کی توہین کرے یا قرآن کے برابر وحی کا دعویٰ کرے یا آنحضرت ﷺ سے برابری کا مدعی ہو وہ کافر ہے۔

سوال..... ۵ کیا مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی؟

جواب..... ۵ ہاں توہین کی ہے۔

سوال..... ۶ کیا مرزا قادیانی نے آنحضور محمد ﷺ کی توہین کی؟

جواب..... ۶ مرزا قادیانی کے کلام سے آنحضرت ﷺ کی توہین لازم آتی ہے اور حضور کی برابری بلکہ حضور ﷺ سے افضل ہونے کا دعویٰ موجود ہے۔

سوال..... ۷ جو شخص انبیائے کرام کی توہین کرے حقیقۃً یا الزاماً یا استہزاء مسلمان ہے یا کافر؟ اس لحاظ سے مرزا قادیانی مسلمان تھے یا کافر؟

جواب..... ۷ جو شخص انبیاء کی توہین کرے یا استہزاء کرے وہ کافر ہے۔ اس لحاظ سے مرزا قادیانی کافر تھے۔

سوال..... ۸ کیا مرزا قادیانی اپنے منکر کو کافر کہتا تھا؟ یعنی ساری امت کو بجز اپنے قبیضین کے کافر کہتا تھا؟

جواب..... ۸ مرزا قادیانی کے کلام میں اس طرح کی تصریحات موجود ہیں کہ وہ اپنے قبیضین کے سوا باقی تمام مسلمانوں کو کافر کہتے تھے۔

سوال..... ۹ جو شخص مسلمان کو کافر کہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب..... ۹ جو شخص مسلمانوں کو اس بنا پر کافر کہے کہ وہ اس کے دعوے کی تصدیق نہیں کرتے حالانکہ اس کا دعویٰ ہی غلط و باطل ہے تو یہ شخص کافر ہے۔

سوال..... ۱۰ کیا مرزا قادیانی کے الہامات اس قسم کے ہیں جس سے مرزا قادیانی پر کفر عائد ہوتا ہے؟ اور وہ کیا کیا ہیں؟

جواب..... ۱۰ مرزا قادیانی کے بہت سے الہامات اس قسم کے ہیں کہ ان پر کفر عائد ہوتا ہے جو ان کی کتابوں میں دیکھ کر بتائے جاسکتے ہیں۔ آئندہ تاریخ پر حوالے پیش کروں گا۔

سوال..... ۱۱ کیا انبیائے کرام صادق اور معصوم ہوتے ہیں؟ اور کیا مرزا قادیانی صادق اور معصوم تھے؟ اگر نہیں تو ان کے غیر معصوم ہونے کے وجوہ بیان فرمادیں۔

جواب..... ۱۱ انبیائے کرام یقیناً صادق اور معصوم ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی نہ صادق تھے نہ معصوم۔ ان کے کذب کے ثبوت کے لیے بہت سے شواہد ان کی کتابوں میں موجود ہیں جو آئندہ پیش کروں گا۔

سوال..... ۱۲ کیا مرزا قادیانی اور ان کے تبعین کے متعلق تمام مشاہیر علمائے اسلام نے بالاتفاق کفر کا فتویٰ دیا ہے یا نہیں؟

جواب..... ۱۲ مرزا قادیانی اور ان کے تبعین کے متعلق عام طور پر علمائے اسلام نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

سوال..... ۱۳ کیا مرزا قادیانی دعوائے نبوت سے پیشتر ختم نبوت مطلق یا تشریحی کے قائل تھے؟ اور منکر ختم

نبوت کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟

جواب..... ۱۳۔ مرزا قادیانی دعوائے نبوت سے پہلے ختم نبوت کے قائل تھے اور مکر ختم نبوت بافتاق علماء کافر ہے۔

سوال..... ۱۴۔ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت معجزات انبیائے کرام کے قائل ہیں یا انکاری ہیں؟ اگر انکاری ہیں تو شرع میں ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور کیوں؟

جواب..... ۱۴۔ مرزا قادیانی نے جہت سے معجزات کا انکار کیا ہے اور ان کی صورتیں بدل دی ہیں۔ حالانکہ قرآن و احادیث کی تصریحات ان کی تاویلوں کی صراحت تردید کرتی ہیں۔ بلکہ بعض معجزات کا انکار اس پیرایہ میں کیا ہے جس سے اصل معجزہ کی تحریف اور اس کا استہزاء لازم آتا ہے۔ جو شخص کہ معجزات انبیاء کا اس طرح انکار کرے کہ اس سے استہزاء پیدا ہوتا ہو تو وہ اس بنا پر کافر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے متعلق اس کا عقیدہ انکار نبوت کا مقتضی ہے یا قصد انبیاء کا استہزاء کرتا ہے۔

سوال..... ۱۵۔ مرزا قادیانی اجماع امت کے اصول کو تسلیم کرتے تھے، یا انکار کرتے تھے؟

سوال..... ۱۵۔ مرزا قادیانی اجماع امت کے اصول کو عملاً تسلیم نہیں کرتے تھے۔

سوال..... ۱۶۔ اجماع امت کے منکر کے متعلق اسلام میں کیا حکم ہے؟

جواب..... ۱۶۔ اجماع امت اگر حقیقی ہو تو اس کا منکر کافر ہوتا ہے۔

سوال..... ۱۷۔ اگر مولانا مذکورہ کا حکم اثبات میں ہو تو علمائے کرام کے فتوے اگر آپ کے پاس موجود ہوں تو پیش کریں۔

جواب..... ۱۷۔ اس امر پر فتوے عام ہندوستان میں شائع ہو چکے ہیں۔ میرے پاس کوئی نقل اس وقت موجود نہیں ہے آئندہ پیش کروں گا۔

سوال..... ۱۸۔ اخبار المجیدہ دہلی مورخہ یکم جنوری ۱۹۳۹ء کے صفحہ ۴ کالم نمبر ۱ پر آپ کے نام سے جو فتویٰ نسبت کفاح اہل سنت والجماعت و مرزائی درج ہے دیکھ کر تجلایں کہ یہ فتویٰ آپ نے دیا تھا؟

فتویٰ مولوی محمد یوسف مدرسہ امینیہ دہلی منسلک بہ سوالات آپ نے پڑھا اور اس پر الجواب صحیح آپ کے تحریر کردہ ہیں اور مہر دارالافتاء مدرسہ اسلامیہ دہلی کی ہے؟

جواب..... ۱۸۔ اخبار المجیدہ دہلی مورخہ ۱-۱۹۳۹ء کے صفحہ ۴ کالم نمبر ۱ پر جو فتویٰ تحریر ہے اور جس پر نشان C1 کمشنر نے ڈالا ہے صحیح ہے اور تیسرا بھی دیا ہوا ہے۔

(نوٹ)..... ایسا کوئی فتویٰ جو مولوی محمد یوسف کا لکھا ہوا ہو اور جس پر ”الجواب صحیح“ مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب نے لکھا ہو اور دارالافتاء کی مہر ہو شامل بہ سوالات نہیں ہے۔

سوال..... ۱۹۔ احمدیہ یعنی مرزائی مرد اور غیر احمدی مسلمان عورت کے مابین نکاح جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... ۱۹۔ احمدی مرد اور غیر احمدی مسلمان عورت کا نکاح جائز نہیں ہے۔

سوالات جرح

سوال..... ۱۔ سوال نمبر تین مندرجہ ذیل سوالات منجانب مدعیہ (الف) تا (ح) کے جوابات میں آپ نے اگر مرزا قادیانی کی کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے تو آپ بتلائیں کہ آپ نے وہ ساری کتابیں پڑھی ہوئی ہیں جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے اور کیا اس کتاب میں اور مرزا قادیانی کی دیگر کتابوں میں جو تصدیقات ان امور (مندرجہ الف تا ح) کے متعلق ہیں ان کو اپنے جوابات میں ملحوظ رکھا ہے؟

جواب..... ۱۔ سوال نمبر تین کے جواب میں میں نے کسی مخصوص کتاب کا حوالہ نہیں دیا ہے باقی حصہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا جو جواب دیا جائے۔ حوالجات آئندہ پیش کروں گا۔

سوال..... ۲۔ کیا آپ نے بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی کی جملہ تصانیف کو پڑھا ہے؟ اور آپ بتا سکتے ہیں جو مطبوعہ فہرست کتب سوالات جرح ہذا کے ساتھ منسلک کی گئی ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کی تصنیفات کے نام درست طور پر درج ہوئے ہیں؟ اگر آپ نے مرزا قادیانی کی تمام تصنیفات کو نہیں پڑھا تو جو تصنیفات مرزا قادیانی کی آپ نے اول سے لے کر آخر تک پڑھی ہیں۔ فہرست مطبوعہ کو دیکھ کر ان تصنیفات پر نشان مع دستخط خود لگا دیں۔

جواب..... ۲۔ مرزا قادیانی کی جو تصنیفات میں نے پوری پڑھی ہیں فہرست مطبوعہ میں (جس پر نشان A ڈالا گیا ہے) ان کے ناموں پر میں نے دستخط کر دیے ہیں۔ ان کے علاوہ ان کی بہت سی کتابیں میں نے پڑھی ہیں۔

سوال..... ۳۔ آپ نے جو عقائد مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کی طرف منسوب کیے ہیں کیا ان عقائد اور مسائل کو مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت تسلیم کرتی ہے؟ یا ان عقائد اور مسائل کو وہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں رد کرتے ہیں؟

جواب..... ۳۔ جو مسائل و عقائد میں نے مرزا قادیانی کی طرف منسوب کیے ہیں ان کو مرزا قادیانی اور ان کی جماعت تسلیم کرتی ہے۔

سوال..... ۴۔ کیا مرزا قادیانی کی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی ذات اور اس کی صفات پر اور ملائکہ کے وجود اور صفات پر قرآن مجید اور دوسری پہلی آسمانی کتابوں پر اور قیامت پر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم ﷺ پر اور دیگر انبیاء کی نبوت پر اپنا ایمان ظاہر نہیں کیا گیا؟

جواب..... ۴۔ مرزا قادیانی کی تصنیفات میں ان چیزوں کا جن کا سوال میں ذکر ہے بیان ضرور آیا ہے مگر ان کی حقیقت شرعی بہت سے مقامات میں بدل دی گئی ہے۔

سوال..... ۵۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ ایسا عقیدہ ہے کہ اس عقیدہ کو نہ ماننے والا مسلمان نہیں رہ سکتا؟

جواب..... ۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ جمہور اہل اسلام کے نزدیک مسلمہ عقیدہ ہے اور جو شخص ان کی حیات کا عقیدہ نہ رکھے وہ جمہور کے نزدیک اسلام سے خارج ہے۔

سوال..... ۶۔ الف۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ برسید احمد خاں بانی علی گڑھ کالج اور ان کے معتقدین حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں؟

جواب..... الف..... سید احمد خاں یا ان کے قصبین کی وہ تصریحات سامنے لائی جائیں جس میں انھوں نے وفات عیسیٰ علیہ السلام کی تصریح کی ہو تو جواب دیا جاسکتا ہے۔

سوال..... ب..... کیا آپ کو علم ہے کہ شیخ محمد عبدہ مصری مرحوم جو ملک مصر کے مفتی اعظم تھے ان کا اور ان کے معتقدوں کا بھی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

جواب..... ب..... ایضاً۔

سوال..... ج..... کیا آپ کو علم ہے کہ حضرت امام مالکؒ اور امام ابن حزمؒ بھی وفات عیسیٰ کے قائل تھے؟

جواب..... ج..... ان دونوں محترم اماموں کی تصریح پیش کرنی چاہیے۔

سوال..... د..... کیا آپ نے سر سید احمد خاں کی تفسیر القرآن اور شیخ محمد عبدہ مصری مفتی اعظم کی تفسیر جسے محمد رشید رضا ایڈیٹر النصار مصر نے شائع کیا ہے۔ پڑھی ہے؟

جواب..... د..... میں نے یہ دونوں تفسیریں پڑھی ہیں مگر ان کا ایک ایک حرف نہیں پڑھا۔

سوال..... ہ..... کیا آپ نے مجمع بحار الانوار مصنف شیخ محمد طاہر گجراتی میں حضرت امام مالکؒ کا یہ مذہب پڑھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔

جواب..... ہ..... مجمع البحار میں امام مالکؒ کا یہ قول مذکور ہونا مجھ کو یاد نہیں۔ ”مالک“ کا قول مذکور ہے مگر مالک سے خدا جانے کون مراد ہے۔

سوال..... و..... کیا آپ نے امام ابن حزم کی کتاب المحلی پڑھی ہے؟ جو مصر سے چھپ کر شائع ہوئی ہے؟ کیا ان میں یہ مسئلہ درج ہے یا نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں؟

جواب..... و..... میں نے المحلی پوری نہیں پڑھی اور اس میں یہ قول میرے مطالعہ میں نہیں آیا بلکہ المحلی ج ۱۵۱ کی ابتدا میں یہ موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے جو آنحضرت ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں۔

سوال..... ح..... آپ کے نزدیک سر سید احمد خاں حضرت امام مالکؒ حضرت امام ابن حزمؒ اور مفتی محمد عبدہ اور ان کے معتقدین مسلمان ہیں یا نہیں؟

جواب..... ح..... سر سید احمد خاں کے بہت سے عقائد جمہور علمائے اسلام کے خلاف ضرور ہیں مگر ان پر تکفیر کا حکم کرنے میں احتیاط کی جاتی ہے اور حضرت امام مالکؒ اہل سنت والجماعت کے مسلم امام ہیں اور ابن حزم اور مفتی محمد عبدہ مصری کے متعلق بھی میرے علم میں کوئی وجہ تکفیر نہیں ہے۔

سوال..... ے..... کیا مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شریعت کا آنا یا آنحضرت ﷺ کی شریعت کا منسوخ کیا جانا یا اس کے بعض حصوں کا منسوخ کیا جانا یا کسی ایسے نبی کا آ جانا جو آپ کی امت سے باہر ہو اور جس نے آنحضرت ﷺ کی پیروی سے تمام فیض حاصل نہ کیا ہو اپنی کسی کتاب میں جائز لکھا ہے؟

جواب..... ۷۔ مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کا آنا جائز رکھا ہے اور خود تشریح نبوت کا دعویٰ کر کے ثابت کیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی شریعت آ سکتی ہے اور حکم جہاد کے خلاف اپنا حکم دے کر یہ ثابت کر دیا کہ مرزا قادیانی شریعت محمدیہ کے احکام کو منسوخ کر سکتے تھے۔

سوال..... ۸۔ الف..... اگر کسی کتاب میں مرزا قادیانی نے یہ لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین نہیں ہے یا آپ پر نبوت ختم نہیں ہے تو اس کا حوالہ دیں۔

جواب..... ۸۔ الف..... خاتم النبیین کے معنی مرزا قادیانی نے ایسے بیان کر دیے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین بھی کہتے رہیں اور اپنی نبوت بھی منوالیں۔ حوالہ جات آئندہ دوں گا۔

سوال..... ب..... مرزا قادیانی نے اپنی کتب میں قرآن مجید کی آیت خاتم النبیین پر اپنا ایمان ظاہر فرمایا ہے یا نہیں؟

جواب..... ب..... اسی طرح کا ایمان ظاہر کیا ہے جو اوپر لکھا یا جا چکا ہے۔

سوال..... ج..... مرزا قادیانی ہر اس شخص کو جو حضرت نبی کریم ﷺ سے علیحدہ ہو کر اور نبی کریم ﷺ کی پیروی کو چھوڑ کر دعوائے نبوت کرے اسے ملعون سمجھتے ہیں یا نہ؟

جواب..... ج..... صرف یہی کافی نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت سے باہر ہو کر جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہی ملعون ہے۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ ملعون ہے اور یہ بات مرزا قادیانی نے تسلیم کی ہے۔

سوال..... ۹۔ اے..... نبوت مطلقہ اور نبوت تشریحی سے آپ کی کیا مراد ہے؟

جواب..... ۹۔ اے..... نبوت مطلقہ سے یہ مراد ہے کہ کسی شخص کو حضرت حق سبحانه تعالیٰ کی طرف سے منصب نبوت عطا کیا جائے۔ خواہ اس کو جدید شریعت دی جائے یا نہ دی جائے اور تشریحی نبوت سے یہ مراد ہے کہ منصب نبوت کے ساتھ اس کو جدید شریعت بھی عطا کی جائے۔

سوال..... بی..... کیا کسی ایسے نبی کا نام آپ بتا سکتے ہیں جس نے آنحضرت ﷺ کے بعد یہ دعویٰ کیا ہو کہ میں آنحضرت ﷺ کا پیروں اور آپ کی شریعت کے تابع ہوں اور پھر اس کی نسبت یہ فتویٰ دیا گیا ہو جو آپ نے بیان کیا ہے۔

جواب..... بی..... ایسے نبی ہوئے ہیں جنہوں نے حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا انکار نہیں کیا مگر آپ کے بعد اپنی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ کافر قرار دیے گئے جن میں سے ایک شخص اخرس کا واقعہ مشہور ہے۔

سوال..... سی..... کیا آپ قرآن مجید کی کسی آیت سے دکھا سکتے ہیں جس میں یہ بیان کیا گیا ہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کی پیروی کرتے ہوئے اور آپ کی شریعت کے تابع رہتے ہوئے آپ کی امت میں سے کوئی شخص درجہ نبوت تابع آنحضرت ﷺ نہیں پاسکتا۔

جواب..... سی..... قرآن شریف کی آیت خاتم النبیین ہی اس معنی کے لیے نسیبہ صحیح ہے کہ اس میں تمام

انبیاء کا خاتم حضور ﷺ کو قرار دیا گیا ہے اور تشریحی و غیر تشریحی نبوت کا فرق نہیں کیا گیا۔

سوال ذی کیا آپ کو علم ہے کہ شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمہ اللہ نے کتاب فتوحات مکیہ میں یہ تحریر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت کے ختم ہونے اور آپ کے بعد کسی نبی کے نہ آنے کے یہ معنی ہیں کہ ایسی نبوت اور ایسا نبی نہ ہوگا جو آنحضرت ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرے یا آپ کی شریعت کے خلاف کوئی شریعت لائے اور شیخ اکبر موصوف نے کیا اپنی کتاب مذکورہ میں یہ تحریر نہیں کیا کہ غیر تشریحی نبوت بند نہیں ہے۔

جواب ذی شیخ اکبر کی کوئی عبارت اس مطلب میں صریح نہیں ہے۔

سوال ای کیا آپ کو علم ہے کہ علی بن محمد سلطان القاری رحمہ اللہ جو ملا علی قاری کے نام سے مشہور ہے انھوں نے اپنی کتاب موضوعات کبیر میں لکھا ہے کہ آیۃ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کے مذہب کو منسوخ کرے اور آپ کی امت سے نہ ہو۔

جواب ای ملا علی قاری کی عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کو جائز سمجھتے ہوں۔

سوال ایف کیا مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم نافو توئی بانی مدرسہ دیوبند نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں یہ لکھا ہے کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی ﷺ کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمت نبوت محمد ﷺ میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

جواب ایف مولانا محمد قاسم صاحب کی کتاب تحذیر الناس کی عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آپ کی امت میں سے آ سکتا ہے۔

سوال جی کیا آپ کو علم ہے کہ مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی مرحوم نے اپنے رسالہ موسومہ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس میں لکھا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے یا زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔

جواب جی مولانا عبدالحی صاحب کا بھی یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا ہو سکتا ہے۔

سوال ایچ کیا آپ نے کلمہ مجمع بحار الانوار مصنف شیخ محمد طاہر گبرائی پڑھا ہے؟ جس میں حضرت عائشہ کا یہ قول درج ہے کہ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

سوال آئی قرآن مجید کی آیت خاتم النبیین کس سن میں آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی تھی اور کیا اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضور ﷺ کے فرزند ابراہیم علیہ السلام نے وفات پائی تھی؟ اس وقت آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔

جواب ایچ حضرت عائشہ کا یہ قول میں نے پڑھا ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی جو کہ پہلے کا نبی ہو جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا محال نہیں۔

اور مرزا قادیانی لکھتا ہے۔ ”ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لیے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔“

(خلیفہ الہامیہ ص ۲۶۶ خزائن ج ۱۳ ص ایضاً)

ایک اور جگہ لکھتا ہے۔ ”غرض اس زمانہ کا نام جس میں ہم ہیں زمان البرکات ہے لیکن ہمارے نبی ﷺ کا زمانہ زمان الہادیات اور دفع الافات تھا۔“

(اشہار منارۃ المسیح مرزا قادیانی مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ مندرجہ تلخیص رسالت جلد خیم ص ۴۴ حاشیہ مجموعہ اشہارات ج ۳ ص ۲۹۲) نیز مرزا قادیانی کہتا ہے۔ ”اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے خدا تعالیٰ کے حکم سے۔ پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو۔ پس انھیں معنوں کی طرف اشارہ ہے خدا تعالیٰ کے اس قول میں کہ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ يٰبَنِي آدَمَ (خلیفہ الہامیہ ص ۲۷۵، ۲۷۶ خزائن ج ۱۳ ص ایضاً)

ان عبارتوں کا اور ان کے علاوہ ان کی بیسیوں عبارتوں کا مطلب صاف ہے کہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ بھی روحانی ترقیات کا انتہائی زمانہ نہ تھا بلکہ ابتدائی تھا اور مرزا قادیانی کے ذریعہ سے وہ معراج کمال پر پہنچا۔ یعنی مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ سے بھی اعلیٰ اور افضل و اکمل ہیں اور جب حضور ﷺ سے بھی افضل ہوئے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ تمام انبیاء سے افضل و اکمل ہوئے۔

سوال..... ۱۴ کیا مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں یہ نہیں لکھا کہ میں آنحضرت ﷺ کا غلام اور آپ کا امتی اور آپ کی شریعت کا متبع ہوں۔

جواب..... ۱۴ مرزا قادیانی کی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے اور اس کے خلاف یہ بھی لکھا ہے جو نمبر ۱۳ کے جواب میں میں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ روحانی ترقی کے پہلے قدم پر تھے اور مرزا قادیانی معراج کمال پر۔ جب مسلمان مرزا قادیانی پر اعتراض کرتے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد تم ہی کیسے ہو گئے تو ان سے جان بچانے کے لیے وہ کہہ دیا کرتے تھے کہ میں تو آنحضرت ﷺ کا غلام اور امتی ہوں اور حضور ﷺ کے اتباع کی بدولت مجھ کو نبوت ملی ہے اور جب اپنی تعلیٰ میں آتے تو پھر صاحب وحی اور صاحب شریعت نبی بننے کے لیے مضامین کا طوفان برپا کر دیتے۔

سوال..... ۱۵ قرآن شریف کی رو سے کسی نبی کو دوسرے نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب..... ۱۵ قرآن شریف میں ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ۔

سوال..... ۱۶ کیا آپ کے نزدیک مہدی معبود اور مسیح موعود کا درجہ عام امتیوں کے برابر ہے؟

جواب..... ۱۶ مہدی موعود اور مسیح معبود کا رتبہ بہت بڑا ہے کیونکہ مسلمان تو حضرت مسیح موعود کو وہی نبی مسیح بن مریم مانتے ہیں جو بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے تھے اور ان کی نبوت کا دور ختم ہو گیا۔ اب وہ اس امت میں بطور ایک خلیفہ آنحضرت ﷺ کے مبعوث ہوں گے۔ یہ بعثت بعثت نبوت نہ ہوگی اور نہ وہ نبوت سابقہ سے معزول ہوں گے بلکہ ان کی نبوت کا دور ختم ہو چکا ہے اس لیے وہ بحیثیت نبی مبعوث نہ ہوں گے بلکہ اس امت میں خلیفہ

خاتم المرسلین ہوں گے جو پہلے اپنی امت میں نبی تھے۔ اور مہدی موعود بھی آنحضرت ﷺ کے خلیفہ در ولی کامل ہوں گے اور یہ دونوں علیحدہ علیحدہ شخص ہوں گے۔

سوال..... ۱۷ کیا آپ کو علم ہے کہ شیعوں کے نزدیک شیعہ مذہب کے بارہ امام آنحضرت ﷺ کے سوا تمام انبیاء سے افضل ہیں؟

جواب..... ۱۷ اگر ان میں سے غالی فرقوں کا یہ عقیدہ ہو تو ان کی گمراہی اور ضلالت کا نتیجہ ہوگا۔

سوال..... ۱۸ اگر آپ کے پاس کتاب بحار الانوار جلد نمبر ۷ مصنف محمد باقر مجلسی مطبوعہ ایران موجود ہے تو اس کے صفحہ ۳۳۵ ”باب تفضیلہم علی الانبیاء و علی جمیع الخلق“ کو دیکھ کر بتلائیں کہ اس میں یہ عبارت موجود ہے؟ اعلم ما ذکرہ رحمہ اللہ من فضل نبینا و ائمتنا صلوات اللہ علیہم علی جمیع المخلوقات و کون المتنا علیہم السلام افضل من سائر الانبیاء هو الذی لا یرتاب فیہ من تبعاعیاریہم۔

جواب..... ۱۸ یہ کتاب میرے پاس موجود نہیں۔

سوال..... ۱۹ کیا سنی مرد کا شیعہ عورت سے اور شیعہ مرد کا سنی عورت سے نکاح ہو سکتا ہے؟

جواب..... ۱۹ شیعوں میں سے جو فرقے غالی ہیں اور ان پر کفر کا حکم کیا گیا ہے ان میں سے کسی شیعہ مرد کا نکاح سنی عورت سے جائز نہیں۔ البتہ سنی مرد کا نکاح شیعہ عورت سے جائز ہے۔

سوال..... الف..... مرزا قادیانی نے اپنی کتاب میں حضرت عیسیٰ ﷺ کو خدا کا نبی مانا ہے یا نہیں اور اپنی کتابوں میں یہ لکھا ہے یا نہیں کہ میں حضرت عیسیٰ ﷺ سے محبت کرتا ہوں اور ان کی وہ عزت کرتا ہوں جیسی نبیوں کی عزت کرنی چاہیے۔

جواب..... الف..... ہاں مرزا قادیانی کی کتابوں میں یہ مضمون بھی ہے اور ابتدا میں وہ اسی قسم کے مضامین لکھتے تھے مگر ان کی کتابوں میں ایسے مضامین بھی بکثرت موجود ہیں جن سے حضرت عیسیٰ ﷺ کی توہین ہوتی ہے۔ مثلاً ان کا قول ہے:

”تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح ﷺ کو وہ فطری طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لیے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے تھے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۷)

اور لکھتے ہیں: ”مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسیح ﷺ ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر رہے ہو ۵۰ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۸ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

اور مرزا کا شعر ہے:-

ایک منم کہ حسب بشارات آدم
عیسیٰ کجاست تائبند پابمحرّم

اور (ضمیر انجام آسم ص ۷ حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۱۹۱) میں مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کی تین دادیوں اور تانیوں کو زنا کار اور کسی عورتیں بنا کر یہ فقرہ لکھا۔ ”جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“ اور کنجریوں سے میل ملاپ ہوتا اور اس کی وجہ جدی مناسبت درمیان میں ہونا قرار دی ہے۔ یہ بھی لکھا کہ آپ کو (یعنی مسیح کو) کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

سوال..... ۲۰ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ ہے یا نہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل بنا کر بھیجا ہے۔

جواب..... ۲۰ مرزا قادیانی کا یہی دعویٰ نہیں کہ وہ مثیل مسیح ہو کر آئے ہیں بلکہ وہ مثیل آدم، مثیل نوح، مثیل ابراہیم، مثیل موسیٰ، مثیل عیسیٰ، مثیل محمد رسول اللہ ﷺ بلکہ عین محمد رسول اللہ ﷺ ہو کر آئے ہیں۔ یہ سب باتیں ان کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً ان کا بیان ہے۔ ”خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا۔“ (خطبہ الہامیہ ص ۲۵۳ خزائن ج ۱ ص ۱۶۱ ایضاً)

اور ان کا قول ہے۔ ”دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں (یعنی مرزا قادیانی) آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اٹلی ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں یعنی بروزی طور پر۔“ (تحریر حقیقہ الوہی ص ۷۳ خزائن ج ۲ ص ۷۶ حاشیہ)

سوال..... ۲۱ اگر مرزا قادیانی کی کسی کتاب سے یا کسی عبارت سے آپ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین نکلتی ہے تو کیا مرزا قادیانی نے اس کے متعلق بار بار یہ نہیں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ہرگز نہیں کی گئی بلکہ ان حملوں کے جواب میں جو عیسائیوں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کیے ہیں عیسائیوں کو الٹائی رنگ میں جواب دیے گئے ہیں۔

جواب..... ۲۱ مرزا قادیانی نے یہ عذر کیا ہے مگر یہ عذر غلط ہے کیونکہ ان کی کتابوں میں اس طرح توہین موجود ہے کہ وہاں..... عیسائیوں کو الٹائی رنگ میں جواب دیئے کا عذر چل ہی نہیں سکتا۔

سوال..... ۲۲ کیا آپ مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی مہاجر کی مرحوم کو جنھوں نے کتاب از لہذا الادھام فارسی میں لکھی تھی، جانتے ہیں؟

جواب..... ۲۲ ہاں مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر کی کا نام اور کچھ حالات سنے ہوئے ہیں۔

سوال..... ۲۳ کیا آپ مولوی آل حسن صاحب مرحوم کو جانتے ہیں؟ جو مولوی رحمت اللہ کے ہم عصر تھے اور عیسائیوں کے جواب میں انھوں نے کتاب استفسار لکھی تھی۔

جواب..... ۲۳ مولانا آل حسن صاحب مرحوم کے نام سے واقف ہوں۔

سوال..... ۲۴ کیا آپ کو علم ہے کہ مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم اور مولوی آل حسن مرحوم نے اپنی کتابوں میں عیسائیوں کی تردید کرتے ہوئے الٹائی رنگ میں ۱۔ جسم کی عبارت کا استعمال کیا ہے جیسے کہ مرزا قادیانی نے عیسائیوں کی تردید میں بعض عبارت لکھی ہیں۔ مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم مہاجر کی اور مولوی آل حسن صاحب مرحوم کی نسبت آپ کا کیا اعتقاد ہے؟

جواب..... ۲۴ ان کی عبارتیں پیش کرو تا کہ مرزا قادیانی کی عبارتوں سے ان کا مقابلہ ہو سکے۔ مولانا رحمت اللہ صاحب ایک بزرگ عالم تھے۔ مولوی آل حسن صاحب سے میں زیادہ واقف نہیں ہوں۔

سوال..... ۲۵ جس شخص نے مندرجہ ذیل عبارت اپنی کتاب میں لکھی ہے اس کی نسبت آپ کا کیا فتویٰ ہے؟

A..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بن باپ ہونا تو عقلاً مشتبہ ہے اس لیے کہ حضرت مریم یوسف کے نکاح میں نہیں تھی۔ چنانچہ اس زمانہ کے معاصرین لوگ یعنی یہود جو کہتے ہیں وہ ظاہر ہے۔

B..... تربیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی از روئے حکمت بہت ناقص ٹھہری۔

C..... اکثر پیشگوئیاں انبیائے بنی اسرائیل اور ان کے حواریوں کی ایسی ہیں جیسے خواب اور مجذوبوں کی ہوں۔ اگر انہیں باتوں کا نام پیشگوئی ہے تو ہر ایک آدمی کے خواب اور ہر دیوانہ کی بات کو ہم پیشگوئی ٹھہرا سکتے ہیں۔

D..... عیسیٰ بن مریم آخردرماندہ ہو کر دنیا سے انھوں نے وفات پائی۔

E..... سب عقلاً جانتے ہیں کہ بہت سے اقسام بحر کے مشابہ ہیں تجزات سے۔ خصوصاً معجزات موسویہ و عیسویہ۔

F..... اشیاء اور ارضیاء اور عیسیٰ کی غیب گوئی، اقواعد نجوم اور رمل سے بخوبی نکل سکتی ہیں بلکہ اس سے بہتر۔

G..... حضرت عیسیٰ کا معجزہ احیائے میت کا بعضے بھان متی کرتے پھرتے ہیں کہ ایک آدمی کا سر کاٹ ڈالا بعد اس کے سب کے سامنے دھڑ سے دھڑلا کر کہا اٹھ کھڑا ہوا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

H..... معجزات موسویہ و عیسویہ کے سبب مشاہدہ کارخانہ محر اور نجوم وغیرہ کے کسی کی نظر میں ان کا اعجاز ثابت نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ معجزات موسویہ اور عیسویہ کی سی حرکات یہاں بہتوں نے کر دکھائیں۔

I..... یسوع نے کہا کہ میرے لیے کہیں سر رکھنے کی جگہ نہیں دیکھو یہ شاعرانہ مبالغہ ہے اور صریح دنیا کی تنگی سے شکایت کرنا فتح ترین ہے۔

J..... جوان ہو کر اپنے بندے بچیا کا مرید ہوا اور آخر کار ملعون ہو کر تین دن دوزخ میں رہا۔

K..... جس طرح اشیاء اور عیسیٰ علیہ السلام کی بعض بلکہ اکثر پیشگوئیاں ہیں جو صرف بطور معے اور خواب کے ہیں جس پر چاہو منطبق کر لو باعتبار ظاہری معنوں کے محض جھوٹ ہیں یا مانند کلام یوحنا کے محض مجذوبوں کی سی بڑ ہیں۔ ویسی پیشگوئیاں البتہ قرآن میں نہیں ہیں۔

L..... حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو جو حد سے زیادہ گالیاں دیں تو ظلم کیا۔

M..... کافروں نے معجزہ مانگا۔ حضرت عیسیٰ نے ان کافروں کو جھڑک دیا اور تہدید بوعید الہی کی، یا کچھ نہیں بولے، چپکے بیٹھے رہے اور ان کے ہاتھوں دہشت اٹھائیں۔

N..... جناب سچ اقرا می فرماید کہ کئی نہ نان می خورائید نہ شراب می آشامیدند و آجناب شراب می نوشیدند و بچکی در بیانابی مانند و ہمراہ جناب مسیح بسیار زناں ہمراہ می گشتند و مال خود را می خورائیدند و زناں فاحشہ پائیمائے آجناب را می بوسیدند و آجناب مزنا و مریم را دوست می داشتند و خود شراب برائے نوشیدن دیگر کسان عظامی فرمودند۔

O..... وقتیکہ یہود از فرزند سعادت منداں از زوجہ پسر خود زنا کردد حاملہ گشت و قارض را کہ از آباء اجداد سلیمان و عیسی علیہ السلام بود زانید۔ یعقوب علیہ السلام بیچ کس را از۔ شہا سزائے ندادند۔

جواب..... ۲۵ یہ تمام اقتباسات اصل کتابوں اور ان کے سیاق و سباق سے ملا کر پڑھے جائیں جب کچھ خیال قائم کیا جاسکتا ہے۔

سوال..... ۲۶ کیا آپ مولانا عبدالرحمن جامی مرحوم کو جانتے ہیں؟ اور کیا آپ کو علم ہے کہ انھوں نے اپنی کتاب سلسلۃ الذہب میں فارسی میں مندرجہ ذیل نظم لکھی ہے؟ اگر آپ کو علم نہ ہو کہ یہ نظم کس نے لکھی ہے تو یہ فرما دیجئے کہ جس شخص نے یہ نظم الازلی رنگ میں حضرت علیؑ کی شان میں لکھی ہے وہ مسلمان ہے یا کافر ہو گیا؟

شعبے پیش بنے فاضل	گفت کاے در علوم دیں کامل
باز گو رحے از علی ولی	کہ ترا یاقم ولی علی
گفت کاے درد لائے من وای	از کدا میں علی سخن خواہی
زاں علی کش توی ظہیر و معین	یا ازاں کش منم رہی و رچن
گفت من گرچہ اند کے دائم	در دو عالم علی یکے دائم
شرح ایں نکتہ را تمام بگو	آں کدا مست و ایں کدام بگو
گفت آن کو بود گزیدہ تو	نیت بجز نقش تو کشیدہ تو
پیکرے آفریدہ بحیال	گزرا نیدہ برو احوال
پہلو نے بروت مالیدہ	بہر کہیں دروفا سگالیدہ
گر بڑے پڑ تہور و پیاک	کینہ خوی و مقنن و سفاک
بندہ نفس خویش چوں من و تو	فارغ از دین و کیش چوں من و تو
در خیر پرور خود کندہ	بزدہ تا دوش و دوش انگندہ
بخلافت دلش بے مائل	شد ابو بکر در میان حائل
بعد بو بکر خواست دیگر بار	لیکن آں نہ عمر گرفت قرار
چوں ازیں درط رخت بست عمر	شد خلافت نصیب یاردرگر
درنگ و پوئے بہر ایں مطلوب	ہمہ غالب شد عداوہ مغلوب
باجنس و ہم و عن ز نادانی	اسد اللہ غالبش خوانی
ایں علی در مشاعرہ کہ وہ	خود نہود است در نہ باشد بہ
واں علی کش منم بجاں بندہ	سیلت نفس شوم راکندہ
برصف اہل رنج بادل صاف	بہر اعدائے دیں کشید مصاف
بودہ از عایت قوت خویش	خالی از حول خویش و قوت خویش
ایں علی در کمال خلق و ہنر	عین ابو بکر بود عین عمر
نہست در چچ معنی و چچ	رافضی رابا و مشاہدے
ادب و ہوم خویش دارد زد	زانکہ مہوم است در خوراد
علی بہر خود تراشیدہ	خاطر از مہر او خراشیدہ

جواب..... ۲۶ مجھے معلوم نہیں کہ یہ نظم کس کی ہے؟ اور شیعہ سنی سے اس میں کون اشخاص مراد ہیں۔ نیز اس کا مضمون صاف ہے ایک مہوم ”علی“ کو کہا گیا ہے جو کچھ کہا گیا ہے اور دونوں پہلو آئے سائے موجود ہیں۔ اس میں غلط فہمی کا کوئی امکان نہیں۔

سوال..... ۲۷ کیا مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں آنحضرت ﷺ کی بیحد تعریفیں نہیں کیں؟

جواب..... ۲۷ آنحضرت ﷺ کی تعریف بیشک کی ہے لیکن جبکہ خود بھی آنحضرت ﷺ کے ہر ذرہ بلکہ عین محمد ہونے کا دعویٰ بھی کر دیا گیا بلکہ آنحضرت ﷺ سے بھی اپنے آپ کو بڑھا دیا تو حضور ﷺ کی تعریف گویا اپنے آپ کو انتہائی معراج ترقی پر پہنچانے کی تمہید تھی۔ (دیکھو جواب نمبر ۱۳)

سوال..... ۲۸ کیا مرزا قادیانی نے انبیاء کی تحقیر کرنا اپنی کتابوں میں ناجائز قرار نہیں دیا؟

جواب..... ۲۸ یہی تو لطف ہے کہ ایک جگہ جس چیز کو ناجائز قرار دیتے ہیں دوسری جگہ اس ناجائز کا ارتکاب اس جرأت و دلیری سے کرتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

سوال..... ۲۹ یہ درست ہے یا نہیں کہ مرزا قادیانی کے مخالفوں نے انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے کا الزام آپ پر لگایا تھا اور آپ نے اپنی کتابوں میں بار بار اس کی تردید کی ہے۔

جواب..... ۲۹ انھوں نے اس الزام کی تردید کی ہے۔ مگر تردید ناقابل قبول اور ناقابل اعتماد ہے۔ جیسا کہ میں نمبر ۲۱ کے جواب میں کہہ چکا ہوں۔

سوال..... ۳۰ مرزا قادیانی کے دعوے سے پہلے جو لوگ اس امت کے گزرے ہیں ان کے متعلق مرزا قادیانی کا کوئی فتویٰ اگر آپ نے مرزا قادیانی کی کسی کتاب میں پڑھا ہے تو اس کا حوالہ دیجئے۔

جواب..... ۳۰ اس سوال کا مقبوم صاف نہیں۔

سوال..... ۳۰/۱ اگر کوئی شخص مرزا قادیانی کو مفتی قرار نہیں دیتا اور آپ کی تکفیر و تکذیب نہیں کرتا اور جو لوگ آپ پر کفر کا فتویٰ دینے والے ہیں ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اور اہل قبلہ میں سے ہے تو ایسے شخص کے متعلق مرزا قادیانی نے وہی فتویٰ دیا ہے جو آپ کی تکفیر و تکذیب کرنے والوں اور آپ کو مفتی قرار دینے والوں کے متعلق ہے تو اس کا حوالہ دیجئے۔

جواب..... ۳۰/۱ ہاں مرزا قادیانی کی عبارتوں میں مرزا قادیانی کے اوپر ایمان نہ لانے والوں کو خدا رسول پر ایمان نہ رکھنے والا قرار دیا گیا۔ دیکھئے مرزا قادیانی کا قول ہے۔

”غلاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول ﷺ کو بھی نہیں مانتا۔“

(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۸)

اور ان کا الہام ہے۔ ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“

(اشہار معیار الایمان مندرجہ تلخیص رسالت جلد ۲۷ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵ مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے خلیفہ مرزا محمود احمد کا فتویٰ یہ ہے:-

”آپ (مرزا قادیانی مسیح موعود) نے اس شخص کو جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لیے اس بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر ٹھہرایا ہے۔“

(مرزا محمود احمد قادیانی خلیفہ قادیان مندرجہ تحفید الاذیان ج ۶ نمبر ۶ اپریل ۱۹۱۱ء)

منقول از قادیانی مذہب ص ۶۳۹ طبع پنجم۔

مرزا قادیانی کا قول ہے:- بس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے نیک اطلاع دی ہے تمہارے اوپر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذّب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔“ (اربعین نمبر ۳ ص ۲۸ حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۷۷۷) (مرزا قادیانی سے) سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں یا نہ پڑھیں۔

حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ پہلے تمہارا فرض ہے اسے واقف کرو پھر اگر تصدیق نہ کرے نہ تکذیب کرے تو وہ بھی منافق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۳۶ ملفوظات ج ۳ ص ۲۷۷)

سوال..... ۳۱ کیا یہ درست نہیں کہ مرزا قادیانی کے بعض مخالف مولویوں نے بعض دوسرے مولویوں کے پاس پہنچ کر آپ کے خلاف فتویٰ حاصل کیا اور مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے فتویٰ دینے میں ابتداء نہیں کی۔

جواب..... ۳۱ علمائے اسلام نے مرزا قادیانی کے دعاوی باطلہ اور توہین انبیاء اور تاویلات مردودہ کی بنا پر ان کے خلاف فتوے دیے۔ مگر مرزا قادیانی نے علماء کے خلاف زہر افشانی اور سب و شتم بہت پہلے سے شروع کر رکھا تھا۔

سوال..... ۳۲ کیا آپ شیخ الاسلام ابوالعباس المعروف ابن تیمیہ کو جانتے ہیں؟ آپ کے نزدیک وہ کیسے عالم تھے؟ کیا آپ نے ان کی کتاب منہاج السنۃ ج ۳ پڑھی ہے جس میں انھوں نے ص ۶۱ و ۶۲ میں بیان کیا ہے کہ خوارج حضرت علیؑ اور حضرت عثمانؓ اور ان کی ساری جماعت کو کافر کہتے تھے مگر حضرت علیؑ اور ان کی جماعت خارجیوں کو کافر نہیں کہتے تھے۔ اگر اس کا علم نہ ہو تو بتلا دیجئے کہ بطور امر واقعہ یہ درست ہے یا نہیں کہ حضرت علیؑ اور ان کی جماعت خارجیوں کو کافر نہیں کہتے تھے۔

جواب..... ۳۲ منہاج السنۃ میں نے پڑھی ہے مگر اس کا نسخہ اس وقت موجود نہیں ہے تاکہ حوالے کی صحت کی جانچ اور ان کی عبارت کا مطلب بیان کیا جاسکے۔

سوال..... ۳۳ مرزا قادیانی نے الہامات کے جو معنی اور تشریح آپ کرتے ہیں کیا مرزا قادیانی بھی ان الہامات کے وہی معنی اور تشریح کرتے ہیں؟ یا ان معنوں اور تشریح کو جو آپ کرتے ہیں مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں رد کیا ہے؟

جواب..... ۳۳ مرزا قادیانی کے الہامات بہت ہیں اور ممکن ہے کہ بعض الہامات کے معنی و مطلب بیان کرنے میں مرزا قادیانی اور دوسرے علماء متفق ہوں اور بعض الہامات ایسے بھی ہیں کہ خود مرزا قادیانی بھی اس کے معنی سمجھنے سے قاصر رہے اور بعض الہامات کے معنی خود مابہ دولت غلط سمجھے اور بعض الہامات کے معنی میں مرزا قادیانی

اور دوسرے علماء آپس میں مختلف ہیں۔

سوال..... ۳۴ مرزا قادیانی سے پہلے جو اولیاء اللہ اس امت میں ہوئے ہیں کیا ان پر بھی اس وقت کے علماء کی طرف سے اعتراضات ہوتے رہے ہیں یا نہ؟

جواب..... ۳۴ بعض بزرگوں پر ان کے زمانے کے مخالفین نے اعتراضات کیے ہیں۔

سوال..... ۳۵ کیا آپ کوئی حوالہ پیش کر سکتے ہیں جس میں مرزا قادیانی نے اپنا یہ عقیدہ لکھا ہو کہ انبیاء علیہم السلام صادق اور معصوم نہیں ہوتے۔

جواب..... ۳۵ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی نے صاف لکھا ہے کہ ان کو کسی قدر جھوٹ ہو۔ لے کی بھی عادت تھی۔ (دیکھو جواب نمبر ۱۱۹ الف)

سوال..... ۳۶ مرزا قادیانی سے پہلے جو مقبولان الہی اس امت میں گزرے ہیں کیا ان میں سے اکثر پر علمائے وقت کی طرف سے کفر کے فتوے نہیں لگائے جاتے رہے؟

جواب..... ۳۶ بعض بزرگوں کے متعلق تو ایسا ہوا ہے مگر یہ کلیہ نہیں کہ ہر بزرگ پر کفر کا فتویٰ لگا ہے۔ نیز کیا یہ قاعدہ اٹا نہیں ہو سکتا کہ کاذب اور جھوٹے مدعیان نبوت اور دجالوں کی تصدیق کرنے والے بھی ہوتے رہے ہیں اور آج بھی صریح کفر کے مرتکبین کی جماعتیں موجود ہیں۔

سوال..... ۳۷ جن علماء نے مرزا قادیانی کے خلاف فتویٰ دیا ہے کیا وہ علماء آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے نہیں دیتے۔

جواب..... ۳۷ اگر ایسا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے کفر پر مختلف عقائد علماء بھی متفق ہیں۔

سوال..... ۳۸ مرزا قادیانی کے مخالف علماء نے جو غلط عقائد مرزا قادیانی کی طرف منسوب کیے ہیں ان کی تردید مرزا قادیانی کی تصانیف میں موجود ہے یا نہیں؟

جواب..... ۳۸ غلط عقائد کون سے منسوب کیے ہیں؟ ان کی تفصیل بیان کر کے دریافت کیا جاسکتا ہے کہ ان کا رد مرزا قادیانی کی کتابوں میں ہے یا نہیں؟

سوال..... ۳۹ واضح کیجئے کہ نبوت مطلقہ اور نبوت تشریعیہ سے آپ کی کیا مراد ہے؟

جواب..... ۳۹ نبوت اور رسالت کے اندر اصطلاحی فرق کیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ نبی وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ منصب نبوت عطا فرمائے، وحی والہام سے نوازے۔ مگر کتاب عطا نہ ہو اور رسول وہ ہے کہ اس کو نبوت عطا ہو، وحی و الہام سے نوازا جائے اور اس کو کتاب بھی عطا کی جائے۔ اگر نبوت تشریعیہ سے مراد رسالت ہو تو اس کی تعریف یہ ہوگی جو اوپر مذکور ہوئی اور اس کے مقابل محض نبوت کو نبوت مطلقہ کہہ دیا جائے تو یہ ایک اصطلاحی بات ہوگی۔ ورنہ نبوت حقیقیہ جو اللہ کی طرف سے ایک منصب خفیم ہے۔ اس میں حقیقۃً نبوت تشریعیہ اور نبوت مطلقہ یا غیر تشریعیہ کا کوئی فرق نہیں ہے۔

سوال..... ۴۰ نبوت مطلقہ اور نبوت تشریعی کا دعویٰ جس کتاب میں مرزا قادیانی نے کیا ہے اس کا حوالہ دیجئے۔

جواب..... ۴۰۔ مرزا قادیانی کا دعوائے نبوت ان کی کئی کتابوں میں صراحتاً موجود ہے۔ تخریق حقیقۃ الوحی، اربعین، دافع السوء وغیرہ۔

اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے، اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔“ (تخریق حقیقۃ الوحی ص ۶۸ خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

مرزا قادیانی کا الہام۔ ”قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (ای مرسل من اللہ)“

(البشری ج دوم ص ۵۶)

”ہلاک ہو گئے وہ لوگ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔“

میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔“

(کشتی نوح ص ۵۶ خزائن ج ۱۹ ص ۶۱)

مرزا قادیانی کا الہام ہے۔ ”انا ارسلنا احمد الی قومہ فاعرضوا وقالوا کذاب اشیر۔“

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۳ خزائن ج ۱۷ ص ۲۲۳)

سوال..... ۴۱۔ کوئی ایسا حوالہ دیجئے کہ جس میں مرزا قادیانی نے ختم نبوت کے منکر پر اس فتوے کے خلاف فتویٰ دیا ہو جو آپ کے خیال میں دعوے سے پہلے دیتے تھے۔

جواب..... ۴۱۔ ختم نبوت کے منکرین کے بارے میں مرزا قادیانی کی پہلی تحریریں یہ ہیں۔

”کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا

ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا

ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں۔“ (انجام آختم ص ۲۷ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

”میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین

اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“ (اشہار مرزا تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۴۳ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۵۵)

”ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور

آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔“ (اشہار مرزا، ندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۶ ص ۲ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۷)

”میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عہدہ میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔

ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم

المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے وہی رسالت حضرت

آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہو گئی۔“

(اشہار مرزا تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۲۰ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۱، ۲۳۰)

اس کے بعد جب خود نبی بنے تو ختم نبوت کے معنی بدلنے لگے اور اپنی نبوت کا اعلان ہونے لگا۔ مثلاً

”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

”یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے وحی الہی کا دروازہ

ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی امید بھی نہیں۔“

(ضمیمہ برائین احمدیہ جلد پنجم ص ۱۸۳ خزائن ج ۲۳ ص ۲۵۲)

”اور آنحضرت ﷺ کو جو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ کلمات و مخاطبات الہیہ کا بند ہے۔ اگر یہ معنی ہوتے تو یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی جو شیطان کی طرح ہمیشہ سے خدا تعالیٰ سے دور و بچور ہوتی۔“

(ضمیمہ برائین احمدیہ جلد پنجم ص ۱۸۳ خزائن ج ۲۳ ص ۲۵۲)

یعنی مگرین ختم نبوت کو یا تو پہلے کا کافر اور کاذب اور ملعون اور دائرۃ اسلام سے خارج کہتے تھے یا اب خود ہی نبی اور رسول بن گئے اور ختم نبوت کے عقیدہ کو لعنتی قرار دے دیا۔

سوال..... ۴۲ کوئی ایسا حوالہ دیجئے جس میں مرزا قادیانی نے لکھا ہو کہ میں معجزات انبیاء کا قائل نہیں ہوں۔

جواب..... ۴۲ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار ان الفاظ میں کیا ہے۔ ”حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگئے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد بٹھرایا اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔“

(ضمیمہ انہام آختم ص ۶ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

”اور یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انھیں سچ سچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب (یعنی مسیریم) تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔“

(ازالہ ابہام ص ۲۲۲ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۲۱۳)

اسی طرح معجزہ شق القمر وغیرہ کا انکار بھی مرزا قادیانی کی کتابوں میں موجود ہے۔

سوال..... ۴۳ کیا یہ درست ہے یا نہیں کہ جن لوگوں نے مرزا قادیانی پر الزام لگایا کہ آپ انبیاء کے معجزات کا انکار کرتے ہیں آپ نے اپنی کتابوں میں ان کی تردید کی؟

جواب..... ۴۳ ہاں تردید بھی کرتے گئے اور خود انکار بھی کرتے رہے۔

سوال..... ۴۴ باوجود اس اقرار کے کہ انبیاء علیہم السلام سے معجزات ظاہر ہوتے ہیں کسی شخص کا ایک خاص امر کی نسبت یہ کہنا کہ میرے نزدیک یہ معجزہ نہیں اور دوسرے کا اس خاص امر کے متعلق یہ کہنا کہ میرے نزدیک یہ معجزہ ہے۔ کیا ایسا بیان کفر ہے؟

جواب..... ۴۴ اگر کوئی معجزہ متفق علیہا ہو تو اس کو معجزہ تسلیم نہ کرنا انکار ہی قرار دیا جائے گا۔

سوال..... ۴۵ کیا یہ درست ہے کہ بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ قرآن مجید کی فلاں آیت میں فلاں معجزہ کا ذکر ہے اور دوسرے علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ ان آیات میں معجزہ کا ذکر نہیں۔ گو اس بات میں ان کا اختلاف نہیں ہے کہ انبیاء سے معجزات ظاہر ہوتے ہیں۔

جواب..... ۴۵ خاص حوالہ دے کر اتفاق یا اختلاف کا سوال کرنا چاہیے۔

سوال..... ۴۶ کیا یہ درست ہے کہ سرسید احمد خاں بانی علی گڑھ کالج معجزات کے قائل نہ تھے؟

جواب..... ۴۶ سرسید احمد خاں بہت سے معجزات کا انکار کرتے تھے۔

سوال..... ۴۷ کیا یہ صحیح ہے کہ اجماع کی تعریف میں خود علمائے اسلام کا سخت اختلاف ہے؟

جواب..... ۴۷ اجماع کی تعریف میں، اس کے شرائط میں، اس کے احکام میں گو کچھ اختلاف ہے مگر وہ ایسا اختلاف نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے اجماع غیر معتبر ہو جائے۔ قول صحیح اور راجح کی تعیین دلائل سے ہو سکتی ہے اور جو قول صحیح اور راجح ہے اس کے موافق اجماع کو حجت اور دلیل قرار دیا جاسکتا ہے۔

سوال..... ۴۸ کیا حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہے کہ ومن ادعی الاجماع هو کاذب۔ جو شخص اجماع کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

جواب..... ۴۸ امام احمد بن حنبل کے اس قول کا حوالہ دیا جائے تو اس کے متعلق کچھ کہا جاسکتا ہے۔

سوال..... ۴۹ اجماع امت کے جیسے شرعیہ ہونے میں علمائے اسلام کا اختلاف ہے یا نہیں؟

جواب..... ۴۹ اجماع کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض قسموں کے حجت ہونے میں بیشک اختلاف ہے مگر اجماع قطعی کے حجت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

سوال..... ۵۰ کیا آپ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت پر اجماع ہے؟ اگر یہ درست ہے تو فرمائیے وہ لوگ جو شیعہ مذہب رکھتے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے منکر ہیں وہ مسلمان ہیں یا کافر؟

جواب..... ۵۰ ہاں خلافت صدیق پر اجماع ہے اور جو لوگ کہ خلافت صدیقؓ کے منکر ہیں یعنی یہ بھی تسلیم نہیں کرتے کہ ابوبکر صدیقؓ پہلے خلیفہ ہوئے وہ نہ صرف دائرہ اسلام سے خارج بلکہ جاہل اور قطع بات کے منکر ہیں۔

سوال..... ۵۱ جو حکم اجماع امت کے منکر کا آپ بیان کرتے ہیں کیا اس حکم پر سب علمائے امت کا اتفاق ہے؟

جواب..... ۵۱ اجماع قطعی کے منکر کا حکم متفق علیہ ہے۔

سوال..... ۵۲ آپ مرزا قادیانی کا کوئی ایسا حوالہ پیش کریں جس میں انھوں نے لکھا ہو کہ میں اجماع امت کا کلی منکر ہوں۔

جواب..... ۵۲ بعینہ اس عبارت کا کوئی حوالہ تو مجھے یاد نہیں مگر مرزا قادیانی نے اجماعیات کا انکار کیا ہے۔

سوال..... ۵۳ ایک فرقہ کے علماء جو دوسرے فرقہ کے لوگوں کو کافر کہتے ہیں کیا باوجود ان کے دعویٰ اسلام ان کی عورتوں اور مردوں کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... ۵۳ تکفیر کے مختلف وجوہ ہیں۔ بعض صورتوں میں ارتداد کا حکم بتقیہ ہوتا ہے اور بعض میں ظنی، اس لیے اس کے احکام بھی مختلف ہیں۔

سوال..... ۵۴ مرزا قادیانی اور آپ کے جمیع اپنی کتابوں میں اللہ تعالیٰ پر فرشتوں پر اور خدا تعالیٰ کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور نبیوں پر اور قیامت پر اور تقدیر پر اور حشر و نشر اور جنت و دوزخ پر اور قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ محمد مصطفیٰ کی نبوت پر اور کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر اپنا ایمان ظاہر کرتے ہیں یا نہیں؟ اور ای طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور شریعت اسلامیہ کی پابندی کے متعلق مرزا قادیانی کی اور آپ کے جمیع کی

کتابوں میں ہدایات اور تاکیدات درج ہیں یا نہیں؟

جواب..... ۵۴ ان چیزوں پر ایمان کا دعویٰ ان کی کتابوں میں ہے۔ مگر بعض ایمانیات کی صورتیں انھوں نے بدل دی ہیں اور بعض میں تحریف کر کے ان کو سخ کر دیا ہے۔

سوال..... ۵۵ بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کی جماعت اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یا نہیں؟

جواب..... ۵۵ یہ لوگ اپنے مسلمان ہونے کے مدعی ہیں۔

سوال..... ۵۶ آپ نے کسی سرکاری یونیورسٹی سے کوئی سند تحصیل علوم عربی کی حاصل کی ہے؟ اگر حاصل کی ہے تو کونسی؟ اور اس کی سند پیش کیجئے۔

جواب..... ۵۶ میں نے کسی سرکاری یونیورسٹی سے کوئی سند حاصل نہیں کی۔

سوال..... ۵۷ آپ کس فرقہ اسلام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں؟

جواب..... ۵۷ میں اہل السنۃ والجماعت خفی مسلمان ہوں۔

سوال..... ۵۸ جس مدرسہ میں آپ مدرس ہیں وہ سرکاری ہے یا پرائیویٹ؟

جواب..... ۵۸ یہ مدرسہ سرکاری نہیں۔ قوی ہے۔

سوال..... ۵۹ آپ ماہوار تحفہ کیا لیتے ہیں؟

جواب..... ۵۹ میں صرف (پچھڑ روپے) ماہوار پاتا ہوں۔

سوال..... ۶۰ کیا آپ کا تعلق دیوبندی جماعت سے نہیں ہے؟

جواب..... ۶۰ ہاں میری تعلیم دارالعلوم دیوبند کی ہے۔

سوال..... ۶۱ کیا دیوبندی خیالات کے لوگوں پر علماء کی کسی جماعت نے کفر کا فتویٰ نہیں لگایا؟

جواب..... ۶۱ اس جماعت کے بعض افراد کے خلاف بعض لوگوں نے کفر کا فتویٰ دیا ہے مگر جن عقائد کی ان کی طرف نسبت کر کے کفر کا فتویٰ دیا ہے وہ درحقیقت ان کے عقائد نہیں ہیں۔ غلط طور پر ان کی طرف منسوب کر دیئے ہیں۔

سوال..... ۶۲ مولوی احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے ہم خیال علماء دیوبندی خیالات کے علماء اور لوگوں کو کافر اور مرتد سمجھتے ہیں یا نہ؟

جواب..... ۶۲ بعض علماء نے ایسا کیا ہے۔

سوال..... ۶۳ کیا دیوبندی خیال کے علماء نے مولوی احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے ہم خیال لوگوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہوا ہے یا نہ؟

جواب..... ۶۳ تمام دیوبندی علماء، مولوی احمد رضا خاں اور ان کی جماعت کی تکفیر نہیں کرتے۔

سوال..... ۶۴ کیا یہ درست نہیں ہے کہ موٹے موٹے فرقہ ہائے اسلام مثلاً سنی، شیعہ، اہل حدیث وغیرہ کے علماء نے ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگایا ہوا ہے یا نہ؟

جواب..... ۶۴ کسی فرقہ کے بعض افراد نے دوسرے فرقہ کے بعض افراد پر مخصوص عقیدہ کی بنا پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

مکرر سوالات متعلقہ جرح

(۱) متعلقہ جرح نمبر ۴

اگر سوال نمبر ۴ کا جواب اثبات میں ہو تو یہ بتلائیں کہ

سوال..... الف..... یہود و نصاریٰ اور مشرکین اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور آسمانی کتابوں اور انبیائے کرام کے وجود کے قائل تھے یا نہ؟ اور اگر قائل تھے تو بایں ہمہ وہ از روئے قرآن مجید مسلمان ہیں یا کافر؟ اور اگر کافر ہیں تو کیوں؟

(۱) متعلقہ جرح نمبر ۴

جواب..... الف..... یہود و نصاریٰ اور مشرکین ان سب پر ایمان رکھتے ہوئے بھی اس لیے کافر ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ پر ایمان نہیں لائے اور انھوں نے مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا یا حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا قرار دیا۔ یا غیر اللہ کی عبادت کی۔

سوال..... ب..... عمرزا قادیانی کی کتب ہائے ذیل دیکھ کر بتلائیں کہ ان میں عقیدہ ہائے ذیل درج ہیں یا نہ؟

۱..... (توضیح الہام ص ۷۵ خزائن ج ۳ ص ۹۰) ”ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قوم العالمین ایک وجود اعظم ہے جس کے بیشمار ہاتھ اور بیشمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہیں کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں۔“

۲..... (حقیقۃ الہی ص ۱۰۳ ج ۲۲ ص ۱۰۶) میں ہے۔ ”میں (خدا تعالیٰ) خطا بھی کروں گا اور صواب بھی۔ یعنی جو میں چاہوں گا کبھی کروں گا اور کبھی نہیں۔ میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں۔“

۳..... (حقیقۃ الہی ص ۷۳ خزائن ج ۳ ص ۷۷) میں ہے۔ ”انت منی وانا منک تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے۔“

۴..... (حقیقۃ الہی ص ۸۶ خزائن ج ۲۲ ص ۸۹) میں ہے۔ ”انت منی بمنزلۃ اولادى۔“ اے مرزا تو میری اولاد کے بمنزلہ ہے۔“

۵..... (توضیح الہام نمبر ۲۴ خزائن ج ۳ ص ۶۳) میں ہے۔ ”فرشتے، روح کی گرمی کا نام ہے۔“

۶..... (توضیح الہام ص ۷۹ خزائن ج ۳ ص ۹۲) میں ہے۔ ”جبرئیل فرشتہ خدا کا عضو ہے۔“

۷..... (حقیقۃ الہی ص ۸۳ خزائن ج ۲۲ ص ۸۷) میں ہے۔ ”قرآن مجید خدا کی کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

۸..... (ازلہ ابہام ص ۲۳ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۱۱۵) میں ہے۔ ”قرآن شریف سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔“

۹..... (ازلہ ابہام ص ۳۰۵ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۲۵۶) میں ہے۔ ”حضرت مسیح علیہ السلام عمل التوبہ میں کمال رکھتے تھے یعنی مسکریٰ طریق سے بطور لہو و لعب کے۔“

- ۱۰۔ (ازالہ ابہام ص ۳۰۹ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۲۵۸) میں ہے۔ ”عجرات مسیح مکروہ اور قابل نفرت ہیں۔“
 ۱۱۔ (دافع البلاء ص ۱۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۵) میں ہے۔ ”جس (مسیح) کے فتنہ نے دنیا کو تباہ کر دیا۔“
 ۱۲۔ (دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰) میں ہے۔ ”عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی۔“
 ۱۳۔ (دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰) میں ہے۔ ”میں اسی (عیسیٰ علیہ السلام) سے بڑھ کر ہوں۔“
 ۱۴۔ (ازالہ ابہام ص ۸ خزائن ج ۳ ص ۱۰۶) میں ہے۔ ”مسیح کی پیشگوئیاں اوروں سے زیادہ غلط نکلیں۔“
 ۱۵۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۹ خزائن ج ۲۲ ص ۹۲) میں ہے۔ ”تیرا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کا) تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔“

۱۶۔ (حاشیہ تحفہ کوثر ص ۷۰ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۲۰۵) میں ہے۔ ”خدا نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لیے ایک ذلیل جگہ تجویز کی جو متعفن اور حشرات الارض کی نجات کی جگہ تھی۔“
 ۱۷۔ (ازالہ ابہام ص ۱۳۶ خزائن ج ۳ ص ۱۶۹) میں ہے۔ ”خدا کے تائید یافتہ بندے قیامت کا روپ بن کر آتے ہیں اور انھیں کا وجود قیامت کے نام سے موسوم ہو سکتا ہے۔“

اگر عقیدہ ہائے مذکورہ بالا کتب ہائے مذکورہ بالا میں درج ہیں تو ایسے عقیدے رکھنے والا شخص مسلمان کہلا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کہلا سکتا تو کیوں؟ حالانکہ وہ خدا کے وجود اور فرشتوں کے اور قیامت کے وجود کا بھی قائل ہے۔ سب جواب قرآن مجید کی آیات اور احادیث صحیحہ کے حوالہ سے دیں۔

جواب..... ب..... یہ مضمون توضیح المرام میں موجود ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ الہام ان کی کتاب (الاستثناء کے ص ۸۶ خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۳) میں موجود ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے۔ ”انی مع الرسول اجیب، اخطی واصیب یعنی خدا فرماتا ہے میں رسول کے ساتھ ہوں قبول کرتا ہوں، خطا بھی کرتا ہوں اور صواب بھی۔ اور (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۶) میں ہے۔ ”انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب۔ اور اس کا ترجمہ بین السطور میں اس طرح لکھا ہے۔ ”میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا۔ اپنے ارادے کو کبھی چھوڑ بھی دوں گا اور کبھی پورا کروں گا۔“ یہ الہام (الاستثناء کے ص ۸۰ خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۶) میں موجود ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے۔ ”یا قمر یا شمس انت منی وانا منک۔ نیز (دافع البلاء کے صفحہ ۶ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷) میں بھی یہ الہام موجود ہے مگر یا قمر یا شمس کے الفاظ نہیں ہیں اور (حقیقۃ الوحی کے ص ۷۴ خزائن ج ۲۲ ص ۷۷) میں الاستثناء کی عبارت کے موافق موجود ہے۔

(دافع البلاء ص ۶ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷) میں یہ الہام موجود ہے۔ انت منی بمنزلہ اولادی اور یہ بھی ہے انت منی وانا منک توضیح المرام کے ص ۲۳ خزائن ج ۳ ص ۶۳ میں یہ عبارت ہے۔ ”جب خدا تعالیٰ کی محبت کا شعلہ واقع ہو تو اس شعلہ سے جس قدر روح میں گرمی پیدا ہوتی ہے اس کو سکینت و اطمینان اور کبھی فرشتہ و ملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔“

(توضیح المرام کے ص ۷۸ خزائن ج ۳ ص ۹۲) میں یہ عبارت ہے۔ ”سو وہ وہی عضو ہے جس کو دوسرے لفظوں میں جبرئیل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔“

(الاستثناء ص ۸۲ خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۹) پر موجود ہے۔ ان القرآن کتاب اللہ ولکلمات خورجت من فوہی۔ اور حقیقۃ الوحی کے ص ۹۶ خزائن ج ۲۲ ص ۸۷ میں یہ عبارت ہے۔ ”اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

(ازالہ ادہام ص ۲۶۔ ۲۷ خزائن ج ۳ ص ۱۱۵، ۱۱۶) حاشیہ میں یہ عبارت اس طرح ہے۔ ”قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔“ نیز ای میں کہا ہے۔ ”ایسا ہی ولید مغیرہ کی نسبت (قرآن نے) نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندھی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کیے ہیں۔“

ہاں یہ مضمون (ازالہ ادہام کے ص ۳۰۹، ۳۱۰ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۲۵۶، ۲۵۷) میں موجود ہے۔ اس کے آخر میں مرزا قادیانی نے کہا ہے۔ ”اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان انجوپہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔“

(ازالہ ادہام ص ۳۰۹ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۲۵۸)

یہ اسی حوالہ کا خلاصہ ہے جو اوپر نمبر ۹ میں بیان ہوا۔ ہاں (دافع البلاء کے ص ۱۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۵) میں یہ عبارت موجود ہے۔ ”لیکن ایسے شخص (یعنی مسیح) کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنہ نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔“ (دافع البلاء ص ۲ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰) حاشیہ میں یہ مضمون موجود ہے۔ ”اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو عیسائی یوحنا کہتے ہیں جو پیچھے ایلایا بنایا گیا اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی۔“ (دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰) میں یہ مضمون موجود ہے۔ عبارت یہ ہے۔ ”اب خدا اٹلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا (یعنی مسیح کا) ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام۔“

(ازالہ ادہام ص ۸ خزائن ج ۳ ص ۱۰۶) میں یہ عبارت موجود ہے۔ ”حضرت مسیح کی پیشگوئیاں اوروں سے زیادہ غلط نکلیں۔“ اور (ازالہ ادہام ص ۷ خزائن ج ۳ ص ۱۰۶) میں ہے۔ ”اس سے زیادہ قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں نکل سکیں۔“

یہ الہام عربی عبارت میں (الاستقاء کے ص ۸۳ خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۹) پر موجود ہے۔ عبارت یہ ہے۔ ”ولکن سریرک وضع فوق کل سریر۔“ ترجمہ: ”لیکن تیرا تخت بر تخت سے اوپر رکھا گیا۔“ اور (ہدیۃ الوسی کے ص ۸۹ خزائن ج ۲۲ ص ۹۲) میں بھی یہ لفظ ہیں۔ ”آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔“ ہاں یہ عبارت (تحدہ کلزویہ ص ۶۹ خزائن ج ۱۷ ص ۲۰۵) کے حاشیہ پر موجود ہے۔ ”اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لیے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ و تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔“

(ازالہ ادہام ص ۵۸ خزائن ج ۳) میں یہ عبارت موجود ہے۔ مرزا قادیانی ان عبارتوں اور عقیدوں اور ان کے علاوہ اور بھی عقائد ایسے ہیں جن کی وجہ سے خارج از اسلام ہیں۔ اور کوئی شخص جو ان جیسے عقائد رکھتا ہو مسلمان نہیں رہ سکتا۔

(۲) متعلقہ جرح نمبر ۶، ۵

سوال الف مرزا قادیانی نے (ازالہ ادہام ص ۵۵۶) پر تو اتر کو حجت تسلیم کیا ہے یا نہیں؟ اور کیا رسالہ عقائد احمدیت ص ۱۲ پر مرزا قادیانی کا یہ عقیدہ درج ہے کہ ”سنت ایک عملی طریق ہے جو اپنے ساتھ تو اتر رکھتا ہے جو آنحضرت ﷺ نے جاری کیا اور یقینی مراتب میں قرآن شریف سے دوسرے درجہ پر ہے۔“

جواب..... الف..... ہاں (ازالہ اوہام ص ۵۵۶ خزائن ج ۳ ص ۳۹۹) پر مرزا قادیانی نے تواتر کو حجت تسلیم کیا ہے۔ رسالہ عقائد احمدیت اس وقت موجود نہیں ہے۔

سوال..... ب..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ آنحضور ﷺ کے عہد مبارک سے لے کر آج تک مردج ہے اور معمولی خاص و عام چلا آتا ہے یا نہیں؟ اور کتب عقائد مذکور تواتر کی حد تک پہنچتا ہے یا نہیں؟

جواب..... ب..... حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ امت میں آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک سے آج تک چلا آتا ہے۔ کتب عقائد میں بھی اس کو بیان کرتے ہوئے چلے آتے ہیں۔

سوال..... ج..... عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے تواتر کے منکر کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب..... ج..... ایسا شخص جاہل اور معاند ہے اور اس کے لیے وہی فتویٰ ہو سکتا ہے جو مرزا قادیانی نے خود (ازالہ اوہام ص ۵۵۷ خزائن ج ۳ ص ۴۰۰) میں دیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ ”اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت و دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بجزہ اور حصہ نہیں دیا۔“

سوال..... د..... کیا وفات مسیح کا عقیدہ بھی کتب عقائد میں درج ہو کر اس کی تعلیم دی جاتی ہے یا نہ؟

جواب..... د..... وفات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کتب عقائد میں مذکور نہیں اور نہ اس کی تعلیم دی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔

سوال..... ہ..... سرسید اور ابن حزم و سید رضا اور محمد طاہر گجراتی کے ذاتی خیالات و عقائد اجماع امت کے مقابلہ میں اسلام کے لیے حجت ہو سکتی ہے یا نہ؟ اور مفسرین مذکورین مسلمانوں کے پیشوا معتز علیہ ہیں یا نہیں؟

جواب..... ہ..... سرسید احمد خاں اور ابن حزم اور سید (رشید) رضا اور محمد طاہر گجراتی کے ذاتی خیالات حجت شرعیہ نہیں۔

سوال..... و..... شیخ محمد عبدہ کی تفسیر اور کتاب محلی مسلمانوں میں مردج اور مدارس اسلامیہ میں زیر تعلیم ہے یا نہ؟

جواب..... و..... شیخ محمد عبدہ کی تفسیر اور کتاب محلی یہاں مسلمانوں میں مردج نہیں نہ مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب ہے۔

سوال..... ز..... مجمع البحار عقائد کی کتاب ہے یا لغت کی؟ کتاب ہذا میں امام مالکؒ کے قول (مات عیسیٰ) کے کیا معنی کیے گئے ہیں؟

جواب..... ز..... مجمع البحار لغات کی کتاب ہے۔ عقائد یا حدیث کی کتاب نہیں۔ احادیث کا ذکر لغات کے ضمن میں جمع آ جاتا ہے۔ امام مالکؒ سے یہ قول ثابت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ مالک سے امام مالک مراد ہیں یا اور کوئی۔

سوال ... ح (کتاب مذکور ج ۱ ص ۲۸۶) میں تحریر ہے کہ ”عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حد تو اتار کو پہنچتا ہے۔“

جواب ح ہاں (مجمع البحار ج ۱ ص ۲۸۶) میں یہ عبارت موجود ہے۔ لہذا خبر النزول یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر متواتر ہونے کی جہت ہے۔ نیز اسی کتاب کے (عملہ ص ۸۵) میں ہے۔ ”ہاں ینزوج ویولد له وکان لم ینزوج قبل دفعه الى السماء“ (ابھی مختصراً) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر نکاح کریں گے اور اولاد بھی ہوگی۔ کیونکہ آسمان پر جانے سے پہلے انھوں نے نکاح نہیں کیا تھا۔

سوال ... ط قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور تواتر کے مقابلہ میں چند اشخاص کے خیالات درست عقیدہ قائم کرنے کے لیے حجت ہو سکتے ہیں؟

جواب ط نہیں۔

(۳) متعلقہ جرح نمبر ۷

سوال الف مرزا قادیانی کا فتویٰ (فتاویٰ احمدیہ ج ۲ ص ۸۱) میں تحریر ہے۔ ”(جنگ) جہاد کا فتویٰ فضول ہے۔ اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے۔“ نیز رسالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد میں مرزا قادیانی نے جہاد کو غیر ضروری قرار دیا ہے۔ کیا یہ عقیدہ قرآن شریف کے عقیدے کے موافق ہے یا برخلاف؟

(۳) متعلقہ جرح نمبر ۷

جواب الف جہاد کے فضول ہونے کا عقیدہ جو مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے قرآن و حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ مرزا قادیانی نے شریعت محمدیہ کے ایک قطعی حکم و منسوخ کر دیا جو صریح کفر ہے۔

(۴) متعلقہ جرح نمبر ۱۸ اے۔ بی

سوال الف (ازالہ ابہام ص ۴۲۲، ج ۱ ص ۶۱۱ خزائن ج ۳ ص ۵۱۱ اور حیات البشر ص ۹۶ خزائن ج ۷ ص ۳۲۵) کی عبارت پڑھ کر کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے ختم نبوت کو تسلیم کیا یا نہیں؟ اور اپنی نبوت کی نفی کی یا نہیں؟

(۴) متعلقہ جرح نمبر ۱۸ اے۔ بی

جواب الف (ازالہ ابہام ص ۶۱۱ خزائن ج ۳ ص ۵۱۱) میں ہے۔ ”قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا۔ کیونکہ رسول کو علم دین جو وسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ ہدایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود متفق ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔“

اور (حملۃ البشر ص ۲۰ خزائن ج ۷ ص ۲۰۰) پر لکھتے ہیں۔ ”وکیف یحییٰ نبی بعد رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم اللہ بہ النبیین۔“ یعنی ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی کس طرح آ سکتا ہے حالانکہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور حضور ﷺ پر اللہ نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا۔

سوال ب (نزول صحیح نمبر ۲ خزائن ج ۱ ص ۱۸۰ و تہ حقیقۃ الوحی ص ۸ خزائن ج ۲ ص ۵۰۳) کیونکر بتلاں کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا یا نہیں؟ اور اگر کیا تو کیا یہ دعویٰ ختم نبوت کا عملاً و عمداً انکار ہے یا نہیں؟

جواب..... نمبر ۴۱ کے جواب میں مرزا قادیانی کی وہ عبارتیں نقل کر چکا ہوں جن سے ان کا دعوئے نبوت ثابت ہوتا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ پہلے وہ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے تھے اور بعد میں انھوں نے ختم نبوت کا انکار کر دیا بلکہ ختم نبوت کے عقیدے پر اعتراض جڑے اور اس کی ہنسی اڑائی۔

(۵) متعلقہ جرح نمبر ۹

سوال..... الف..... کیا چراغ دین ساکن جنوں نے جو مع شریعت محمدیہ ہونے کے علاوہ مرزا قادیانی کا مرید بھی تھا۔ دعویٰ نبوت کا مرزا قادیانی کے دائرہ ارادت میں کیا۔ مرزا قادیانی نے اس کے متعلق (دافع ابلاء ص ۲۱) پر لعنۃ اللہ علی الکافرین کا تمغہ عطا کر کے کفر کا فتویٰ دیا یا نہیں؟ اس کے علاوہ محتار ثقفی اور ابو الطیب محتبی وغیرہ نے دعوئے نبوت عہد اسلام میں آنحضور ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے کیا۔ ان کی بابت شرع نے کیا حکم دیا اور ان کا کیا حشر ہوا؟

(۵) متعلقہ جرح نمبر ۹

جواب..... الف..... ہاں (دافع ابلاء ج ۲۲ ص ۱۹ شخص خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۲۳) میں چراغ دین کو مدعی رسالت ہونے کی بنا پر لعنۃ اللہ علی الکافرین کا حکم لگایا ہے اور اس کی رسالت کو ناپاک رسالت قرار دیا ہے۔ اسلام نے حضور ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کاذب اور ملعون قرار دیا اور مدعیان نبوت سے اکثر ذلت اور خواری سے قتل کیے گئے۔

سوال..... ب..... کیا قرآن مجید کے الفاظ خاتم النبیین (جس کا معنی مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۶۱۵ خزائن ج ۳ ص ۳۳۳) میں ختم کرنے والا نبیوں کا کیا ہے) کے متعلق قرآن مجید میں یہ بتلایا گیا ہے کہ بعض قسم کے نبیوں کی تعداد ختم ہو گئی ہے اور بعض قسم کی ختم نہیں ہوئی۔ اگر یہ نہیں بتلایا گئی تو پیروی کرنے والے اور غیر پیروی کرنے والے ہر قسم کے نبیوں کی تعداد ختم مانی جائے گی یا نہیں؟

جواب..... ب..... مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۶۱۴ خزائن ج ۳ ص ۳۳۱) میں خاتم النبیین کے معنی خود یوں کیے ہیں۔ ”ختم کرنے والا نبیوں کا اس کی تشریح خود یوں بیان کی۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔“

اس کے علاوہ ہم جواب نمبر ۴۱ کے ماتحت مرزا قادیانی کی عبارت نقل کر چکے ہیں جس میں انھوں نے خود حضور ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر قرار دیا ہے اور قرآن مجید کی آیت ”خاتم النبیین“ کا یہ مفہوم کہ آنحضور ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آ سکتا۔ مرزا قادیانی نے اہل السنۃ والجماعت کا مسلم النبوت عقیدہ تسلیم کیا ہے اور فی الحقیقت تمام امت محمدیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ نبوت بالکلیہ ختم ہو چکی۔

سوال..... ج..... شیخ ابن عربی اور ملا علی قاری اور مولانا محمد قاسم اور مولانا عبدالحی اور شیخ محمد طاہر یاسکی اور معتبر عالم نے اپنی کسی کتاب میں یہ اعتقاد ظاہر کیا ہے کہ آنحضور ﷺ کے بعد نیا نبی پیدا ہو گیا ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اعتقادی بات لکھی ہو۔ نہ کہ فرضی یا شرعی۔ نیز نبی کے ساتھ جدید کی صفت بھی ایذا کی ہو نہ کہ پرانا۔

جواب..... ج..... ان بزرگوں نے اور کسی معتبر عالم نے یہ نہیں لکھا کہ حضور ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت

عطا ہوگا اور کوئی نبی بن کر مبعوث ہو سکے گا۔

سوال و..... (مجمع البحار ص ۸۵) پر درج ہے یا نہیں کہ آنحضور ﷺ کے بعد نبی کے آنے سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔

جواب و..... (مجمع البحار ص ۸۵) میں ہے:- وهذا ناظر الی نزول عیسیٰ یعنی حضور ﷺ کے بعد جو نبی آنے والا ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو نازل ہوں گے اور وہ حضور ﷺ کی بعثت سے قبل کے نبی ہیں۔ یعنی حضور ﷺ کی بعثت کے بعد ان کو منصب نبوت عطا نہیں ہوگا۔

سوال و..... کیا رسالہ (عقائد احمدیہ ص ۱۴) میں مرزا قادیانی کا اصول درج ہے کہ ”جو حدیث قرآن مجید اور صحیح بخاری کے مخالف ہو وہ قبول کے لائق نہیں۔“ کیا اصول مذکورہ کے مطابق حدیث مندرجہ سوال بوجہ مخالفت آیت قرآن (خاتم النبیین) اور حدیث صحیح (بخاری ص ۵۸ ج ۳ مطبوعہ ممر اور ابن ماجہ) (لوقضی ان یکون بعد محمد نبی لعاش ابنہ ولكن لا نبی بعده) کے قابل رد ہے یا نہیں؟ و نیز حدیث مندرجہ سوال کے متعلق حاشیہ ابن ماجہ میں مرقوم ہے کہ حدیث مندرجہ سوال جرح کا راوی متروک ہے۔ (قابل قبول نہیں) اور کیا جس طرح آیت ان کان للرحمن ولد قانا اول العابدین توخید باری تعالیٰ والفاظ سورۃ اخلاص لم یلد کے منافی نہیں۔ اسی طرح حدیث مندرجہ سوال بغرض بحث ختم رسالت کے منافی نہیں یا ہے؟

جواب و..... کتاب عقائد احمدیت تو موجود نہیں۔ مگر یہ اصول ”مرزا قادیانی نے کئی کتابوں میں لکھا ہے۔ مثلاً (حملۃ البشری ص ۱۱۱ خزائن ج ۷ ص ۱۸۸) میں لکھتے ہیں۔ ولا اظن احدا من العالمین العالمین المقضین ان یقدم غیر القرآن علی القرآن او یضع القرآن تحت حدیث مع وجود التعارض بینہما و یرضی لہ ان یتبع احاد الانا و یتروک بیئات القرآن۔“ یعنی میں تو کسی عالم باطل پر بدگمانی نہیں کر سکتا کہ وہ غیر قرآن کو قرآن پر مقدم کرے اور باوجود تعارض کے قرآن کو حدیث کے قدموں کے نیچے ڈال دے اور اپنے لیے پسند کرے کہ ان آثار کا تتبع ہو کر جو احاد ہیں قرآن کے بیانات کو ترک کرے۔“ پس اس قاعدہ کے ماتحت حدیث لوقضی ان یکون بعد محمد نبی لعاش ابنہ صحیح اور درست ہے اور لوعاش کان نبیا والی روایت ناقابل اعتماد ہے۔

کتاب تحفہ الطیب من الخبیث میں حدیث لوعاش ابراہیم لکان نبیا کے متعلق لکھا ہے قال النووی فی تہذیبہ ہذا الحدیث باطل یعنی امام نووی نے اپنی کتاب ”تہذیب“ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے۔ الغرض حدیث لوعاش ابراہیم لکان صدیقاً نبیا اول تو صحیح نہیں اور بغرض بحث اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہے۔ آیت خاتم النبیین قطعی ہے اور ختم نبوت کا مسئلہ اجماعی مسئلہ ہے۔ مرزا قادیانی نے خود اسی مضمون کو اپنی پہلی کتابوں میں تسلیم کیا ہے کہ ”تمام اہل السنۃ والجماعت کا مسلم الثبوت عقیدہ یہی ہے۔ وہ (حملۃ البشری ص ۲۰ خزائن ج ۷ ص ۲۰۰) میں لکھتے ہیں۔

”وکیف یجی نبی بعد رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم وقد انقطع الوحی بعد وفاته و ختم اللہ بہ النبیین۔“ یعنی اور آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی کیونکر آئے حالانکہ آپ کی وفات کے بعد وحی نبوت منقطع ہو گئی ہے اور آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔“

اس سے پہلے لکھ چکے ہیں (جلد البشری ص ۲۰ خزائن ج ۷ ص ۲۰۰) ”الا تعلم ان الرب الرحيم المتفضل مسمى نبياً صلى الله عليه وسلم خاتم الانبياء بغير استثناء وفسره نبينا في قوله لا نبي بعدى بيان واضح للطالبين ولو جوزنا ظهور نبي بعد نبينا صلى الله عليه وسلم لجوزنا الفتاح باب وحى النبوة بعد تغليقها وهذا خلف كما لا يخفى على المسلمين“

”یعنی کیا تو نہیں جانتا کہ اس محسن رب نے ہمارے نبی کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور اگر ہم آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز رکھیں تو لازم آتا ہے کہ وحی نبوت کے دروازے کا افتتاح بھی بند ہونے کے بعد جائز خیال کریں اور یہ باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں۔“ ان عبارتوں سے مرزا قادیانی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی حتیٰ کہ عیسیٰ بن مریم بھی نہیں آ سکتے کیونکہ یہ خاتم النبیین اور لائبی بعدی کے خلاف ہے۔ اور اس میں صاف اقرار ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد وحی نبوت بند ہو چکی اور اب اس کا دروازہ کھلنا محال اور باطل ہے۔

(۵) متعلقہ جرح نمبر ۱۰

سوال..... اگر کوئی شخص کسی عالم یا محدث کو دنیا کا آخری عالم یا آخری محدث بتائے اس کا یہ کہنا اپنی دانست کے مطابق اور اپنی معلومات کی بنا پر ہوگا یا خدا کے علم کے مطابق کہا ہوگا۔ اور کیا قرآن مجید میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے اور لوگوں کے ایسے الفاظ بولنے سے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے قانون مقرر کردہ میں کچھ فرق آ جائے گا یا نہ؟

(۵) متعلقہ جرح نمبر ۱۰

جواب..... میں جواب نمبر ۱۰ میں بیان کر چکا ہوں کہ ہمارا کسی کو خاتم المحدثین یا خاتم المتقہما کہنا مبالغہ کی جہت سے ہوتا ہے نہ کہ حقیقت کے لحاظ سے۔ مگر حضور ﷺ کا لقب خاتم الانبیاء یا خاتم النبیین حقیقت پر مبنی ہے۔ اس کو مبالغہ پر حمل نہیں کر سکتے۔

(۶) متعلقہ جرح نمبر ۱۳

سوال..... (حقیقۃ الوحی ص ۸۹ ج ۲۲ خزائن ص ۹۲) دیکھ کر بتلائیں کہ مرزا قادیانی نے اس میں لکھا ہے یا نہیں؟ کہ ”آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت (یعنی مرزا قادیانی کا) سب سے اوپر بچھایا گیا ہے۔“ نیز (تخریقۃ الوحی ص ۱۳۶ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۴) میں لکھا ہے یا نہیں کہ ”میرے معجزات اس قدر ہیں کہ بہت کم نبی ایسے آئے جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔“

اور (زبد السک ص ۱۰۰-۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۳۷۷، ۳۷۸) میں لکھا ہے یا نہیں:-

آدم	نیز	احمد	مختار
در	ہم	جائے	ہم
کم	نیم	زاں	ہم
ہر	کہ	گوید	دروغ
		ہست	لعین

اور (تحد کلاؤ یہ غور ص ۴۰ خزائن ج ۱ ص ۷۳) پر مرزا قادیانی نے یہ تحریر کیا ہے کہ ”آغسور کے تین ہزار معجزات تھے۔“

اور (براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۵۶ خزائن ج ۲ ص ۷۲) پر یہ تحریر ہے کہ ”مرزا قادیانی کی نشانیاں اور معجزات دس لاکھ سے زیادہ ہیں۔“

کیا عبارات مندرجہ بالا سے یہ نتیجہ اخذ نہیں ہوتا کہ مرزا قادیانی تمام انبیاء سے افضل ہیں؟

(۶) متعلقہ جرح نمبر ۱۳

جواب مرزا قادیانی کے یہ اقوال میں اوپر بھی بتا چکا ہوں اور مزید حوالے بھی اب بتاتا ہوں:-

”آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔“ (حقیقۃ الہی ص ۸۹ خزائن ج ۲ ص ۲۲)۔

”نزلت سرور من السماء ولكن سرورک وضع فوق کل سرور۔“ (الاستواء ص ۸۳ خزائن ج ۲ ص ۷۰۹)

یعنی آسمان سے کئی تخت اترے لیکن تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ ”خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔“ (تحریر حقیقۃ الہی ص ۱۳۶ خزائن ج ۲ ص ۵۷۴)

(نزدک آج ص ۹۹ خزائن ج ۱ ص ۴۷۷) میں یہ شعر موجود ہیں اور (تحد کلاؤ یہ کے ص ۴۰ خزائن ج ۱ ص ۱۵۳) میں یہ مضمون ہے کہ آنحضرت ﷺ سے تین ہزار معجزات ظہور میں آئے۔“ اور (براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۵۶ خزائن ج ۲ ص ۷۲) پر یہ مضمون ہے:-

”ان چند سطروں میں جو پیش گوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان بھی ایسے ایسے کھلے کھلے ہیں جو اوتل و دجہ پر خارق عادت ہیں۔“ اور (حقیقۃ الہی ص ۶۷ خزائن ج ۲ ص ۷۰) پر لکھے ہیں کہ ”میری تائید میں اس نے (خدا نے) وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔“

ان عبارتوں سے اور نیز ان عبارتوں سے جو ہم نے سوال نمبر ۱۳ کے جواب میں لکھوائی ہیں یہ بات آفتاب کی طرح روشن ہو جاتی ہے کہ مرزا قادیانی تمام انبیاء اور آنحضرت ﷺ سے بھی افضل ہونے کا دعویٰ رکھتے تھے۔ حضور ﷺ کی روحانیت کو ہلال اور اپنی روحانیت کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دیتے تھے۔

(۷) متعلقہ جرح نمبر ۱۷ و ۱۸

یہ جرح متعلق بمقدمہ ہذا نہیں ہے اور نہ گواہ سے تعلق رکھتا ہے۔

(۷) متعلقہ جرح نمبر ۱۷ و ۱۸

(۸) متعلقہ جرح نمبر ۱۹

یہ جرح بھی غیر متعلق ہے۔ فریق مقدمہ میں سے کوئی شیعہ نہیں ہے۔

(۸) متعلقہ جرح نمبر ۱۹

سوال..... کیا ایک شخص باوجود کسی کے دعویٰ محبت کرنے کے اس کی توہین کر سکتا ہے یا نہ؟ مرزا قادیانی نے آپ کے علم میں عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے یا نہ؟ کیا مرزا قادیانی نے (دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ج ۱۸ ص ۳۰) میں یہ تحریر کیا ہے کہ:-

”ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔“ اور کیا منافق لوگ دعویٰ ایمان کے باوجود آنحضور ﷺ کی شان میں توہین کے الفاظ استعمال کرتے تھے یا نہیں؟ اور کیا مرزا قادیانی نے (کشتی نوح کے ص ۱۶ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸) پر حضرت عیسیٰ کی عزت کا دم بھر کے ان کی والدہ ماجدہ پر ناپاک اتہام لگایا ہے کہ انھوں نے حمل کی حالت میں نکاح کیا تھا۔ اس کی خصوصیت کے متعلق قرآن میں کیا ذکر ہے؟

(۹) متعلقہ جرح نمبر ۱۹ (الف)

جواب..... بہت سے دعویٰ محبت کرنے والے بھی توہین کرتے ہیں خصوصاً جبکہ یہ دعویٰ صدق و اخلاق پر مبنی نہ ہو۔ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے جیسا کہ ہم سوال نمبر ۱۹ کے جواب میں لکھوا چکے ہیں۔ (دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ج ۱۸ ص ۳۰) میں یہ شعر موجود ہے:- ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے نیز اسی (دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ج ۱۸ ص ۳۰) پر ہے۔ ”اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح بن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔“

اور (ازلہ الادلہ ص ۱۵۸ خزائن ج ۳ ص ۱۱۰) پر ہے:-

ایک منم کہ حسب بشارات آدم
عیسیٰ کجاست تا بعد پا بہ منبرم

(۱۰) متعلقہ جرح نمبر ۲۰

سوال..... اگر زید یہ دعویٰ کرے کہ میں انگلستان کے بادشاہ کا مثیل ہوں یا درحقیقت شاہ انگلستان ہوں۔ کیا یہ شاہ انگلستان کی توہین نہیں۔ کیا مرزا قادیانی مثیل مسیح کا دعویٰ ترک کر کے خود مسیح موعود بنے یا نہیں؟ اس کے متعلق (ازلہ الادلہ ص ۱۹۰ خزائن ج ۳ ص ۱۹۲) اور (نزول مسیح ص ۲۸ خزائن ج ۱۸ ص ۳۲۶) اور (دافع البلاء ص ۱۸ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰) کا ملاحظہ کر کے جواب دیں۔ مثیل مسیح موعود اور خود مسیح موعود میں فرق بتلا دیں۔

(۱۰) متعلقہ جرح نمبر ۲۰

جواب..... ہم سوال نمبر ۲۰ کے جواب میں لکھوا چکے ہیں کہ مرزا قادیانی نہ صرف مثیل مسیح بنے بلکہ وہ تمام انبیاء کے مثیل بنے۔ پھر آنحضرت ﷺ کے بروز بن گئے۔ یہاں تک کہ بکار اٹھے:- من فوق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفی و ما رانی (خطبہ البہامیہ ص ۲۵۹ خزائن ج ۱۶ ص ۱۶۱)

یعنی جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہ دیکھا اور نہ پہچانا اور ایک جگہ لکھتے ہیں:- ”میں محمد ﷺ ہوں یعنی بروزی طور پر۔“ (تہذیب حقہ ابوی ص ۸۵ خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱)

غرضیکہ مثیل مسیح موعود سے ترقی کر کے مسیح موعود بلکہ آنحضرت ﷺ کے بروز بن گئے بلکہ حضور ﷺ

سے انصافیت کا دعویٰ کر دیا اور اس سے بڑھ کر انبیاء اور آنحضرت ﷺ کی توہین اور کیا ہوگی۔

(۱۱) متعلقہ جرح نمبر ۲۱

سوال..... کیا کسی مخالفت کی وجہ سے کسی معزز کی توہین کرنا درست ہے یا نہ؟ کیا قرآن مجید کی سورہ مائدہ میں ہے کہ ”کسی قوم کی دشمنی تمہیں مجرم نہ بنادے۔“ کیا مرزا قادیانی نے (ضمیر انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱ ص ۲۹۱) میں لکھا ہے کہ آپ کا یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا خاندان بھی نہایت ناپاک ہے۔ تین دادیاں، تانیاں زنا کار کسبیاں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“ نیز (صفحہ ۵ خزائن ج ۱ ص ۲۸۹) میں لکھا ہے کہ ”آپ کو یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو جھوٹ بولنے کی بھی کسی قدر عادت تھی اور بدذہانی کی اکثر عادت تھی۔“

(۱۱) متعلقہ جرح نمبر ۲۱

جواب..... الزامی رنگ میں بھی ایسا جواب نہیں دیا جاسکتا جس سے کسی معزز نبی یا ولی کی توہین ہوتی ہو۔ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ”ایسا کرنا سفاہت اور جہالت ہے۔ کچھ تعجب نہیں کہ کسی نادان بے تمیز نے سفیانہ بات کے جواب میں سفیانہ بات کہہ دی ہو۔ جیسا کہ بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدذہانی کے مقابل پر جو آنحضرت ﷺ کی شان میں کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔“

(تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۱۰۲ مجموعہ اشہار ج ۳ ص ۵۳۴)

(۱۲) متعلق جرح نمبر ۲۲ تا ۲۶

سوال..... کیا مولوی رحمت اللہ یا مولوی آل حسن اور مولوی جامی معصوم تھے؟ ان کے اقوال کسی مذہب کے لیے حجت ہو سکتے ہیں؟ اور کیا مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا؟ اور (نزل کج ص ۴ خزائن ج ۱ ص ۲۸۲) میں لکھا ہے کہ جو میرے مخالف تھے ان کا نام بجائے عیسائی یہودی اور مشرک رکھا گیا ہے اور اگر مولوی رحمت اللہ یا مولوی آل حسن یا کوئی مولوی کسی نبی کی توہین کرے تو مسلمان رہ سکتا ہے یا نہ؟

متعلق جرح نمبر ۲۲ تا ۲۶

جواب..... مولوی رحمت اللہ، مولوی آل حسن اور مولانا جامی معصوم نہیں تھے۔ نہ ان کے اقوال حجت ہو سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے یقیناً دعوائے نبوت کیا اور (نزل کج ص ۴ ماشہ خزائن ج ۱ ص ۲۸۲) میں یہ عبارت موجود ہے۔ اگر خدا خواستہ یہ لوگ بھی کسی نبی کی توہین کرتے تو یہ بھی مسلمان نہیں رہ سکتے تھے۔

(۱۳) متعلقہ جرح نمبر ۲۷ تا ۳۰

سوال..... کیا مرزا قادیانی نے دیاچہ (برائین احمدیہ ص ۱۵ خزائن ج ۱ ص ۲۳) میں تحریر کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کو کثیف کہے وہ بدکار ہے۔ اور پھر (ازالہ ابہام ص ۲۷ خزائن ج ۳ ص ۱۲۶ ماشہ) میں تحریر کیا ہے کہ ”معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں ہوا۔“ اور (ازالہ ابہام ص ۶۹ خزائن ج ۳ ص ۲۷۳) میں لکھا ہے کہ ”آنحضور سرور کائنات ﷺ کو حقیقت و جلال وغیرہ کی پوری معلوم نہ ہوئی تھی۔“ نیز (صفحہ ۲۳۶) میں لکھا ہے کہ ”ابن مسعود ایک معمولی آدمی تھا۔“ اور (ازالہ ابہام ص ۶۲۹ خزائن ج ۳ ص ۳۳۹) پر لکھا ہے کہ ”چار سونے کی پٹیلوں کی غلط نگلی۔“ کیا یہ اندراجات نبی کریم اور دیگر انبیاء کرام کی توہین کے متعلق ہیں؟

جواب..... ہاں دیا چاہے (برائین کے صفحہ ۱۵ خزانہ ج ۲۳) میں یہ شعر ہے:-
 لعل تاباں .. را اگر مگوئی کثیف
 زیں چہ کاہد قدر روشن جوہرے
 طعنہ ہرپا کاں نہ ہرپا کاں بود
 خود کسی ثابت کہ ہستی قاہرے

اور (ازالہ اوہام ص ۷۷ خزانہ ج ۳ ص ۱۲۶) کے حاشیہ میں یہ عبارت موجود ہے۔ میر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ اور (ازالہ اوہام ص ۶۹۱ خزانہ ج ۳ ص ۱۷۳) میں یہ عبارت موجود ہے:- ”اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کا ملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونے کے موبہ مشکف نہ ہوگی ہو (الی قولہ) تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔“ اور (ازالہ اوہام ص ۶۹۹ خزانہ ج ۳ ص ۲۳۹) میں لکھا ہے کہ ”ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جموٹے ٹکے اور بادشاہ کو شکست آئی اٹھ۔“ یہ عبارتیں یقیناً توہینِ مضمیٰ یا توہینِ مرتع میں داخل ہیں۔

(۱۳) متعلق جرح نمبر ۳۰

سوال..... کیا مرزا قادیانی نے (آئینہ کلمات ص ۵۴۷ خزانہ ج ۵ ص ایضا) میں لکھا ہے کہ ”ہر مسلم مجھے قبول کرتا ہے مگر کتھریوں کی اولاد نہیں قبول کرتی؟“ (انہام آقہم ص ۲۶۸ خزانہ ج ۱۱ ص ایضا) میں لکھا ہے کہ ”منکر کتے اور کتے کے بچے ہیں۔“ اور کیا (حقیقۃ الہی ص ۱۶۳ خزانہ ج ۲۲ ص ۱۶۷) میں لکھا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔“

(۱۳) متعلق جرح نمبر ۳۰

جواب..... ہاں (آئینہ کلمات اسلام کے ص ۵۴۷، ۵۴۸ خزانہ ج ۵ ص ایضا) میں یہ عبارت ہے:- ”تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة و ينتفع من معارفها و يقبلني و بصدق دعوتي الاذرية البغايا الذين حتم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون.“ ترجمہ..... یہ کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان محبت اور دوستی کی نظر سے دیکھتا اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے، مگر کتھریوں کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر لگا دی ہے وہ قبول نہیں کرتے۔“ نیز (الاستبصار ص ۹۰ خزانہ ج ۲۲ ص ۷۱۸) میں ہے:- ”من انكر الحق المبين فانه كلب و عقب الكلب سرب ضراء.“ یعنی جو کلمے ہوئے حق کا انکار کرے وہ کتا اور کتے کی اولاد ہے۔“ اٹل نیز اسی قصیدہ میں (ص ۱۰۷ خزانہ ج ۲۲ ص ۷۳۵) پر ہے:-

اذيتني خبتا فلست بصادق

ان لم تمت بالخزي يا ابن بغاء

یعنی اپنے ایک منکر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”تو نے مجھے ستایا ہے اپنی خباثت سے تو میں سچا نہ ہوں گا اگر تو ذلت سے نہ مرا اسے کتھری بچے یا اے حرام زادے“ نیز (حقیقۃ الہی ص ۱۶۳ خزانہ ج ۲۲ ص ۱۶۷) میں مرزا قادیانی کا یہ قول موجود ہے:- ”ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔“

سوال نمبر ۳۱، ۳۲ غیر متعلق مقدمہ ہے۔

(۱۶) متعلقہ جرح نمبر ۳۳

سوال..... کیا مرزا قادیانی کے الہامات بھی ہیں جن کی تشریح مرزا قادیانی نے خود کی اور بعد میں اس تشریح سے مخرف ہو گئے۔ کیا مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۳۹۶ خزائن ج ۳ ص ۳۰۵) میں احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح اپنے ساتھ ہونے کی بابت پیش گوئی کی اور الہام مفصل و مشرح درج کیا اور پھر اس تشریح کے پابند رہے۔ کیا مرزا قادیانی نے (ہفتہ الہام ص ۳۳۹ خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۲) میں صاف الفاظ لکھے ہیں کہ ”پہلے میرا نام مریم رکھا گیا اور ایک مدت تک میرا نام خدا کے نزدیک یہی رہا۔“ اور (ص ۷۶ خزائن ج ۲۲ ص ۷۹) پر یہ الہام درج ہے کہ:-
”یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة۔ اے مریم تو اور تیرے دوست جنت میں داخل ہوں۔“ اور (کشتی نوح ص ۹۵ خزائن ج ۱۹ ص ۵۳) میں لکھا ہے کہ ”وضع حمل روحانی ہوا۔“

کیا مرزا قادیانی بعد میں ایسے الہامات پر قائم رہے؟ اور کیا (ہفتہ الہام ص ۱۰۵ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸) میں یہ الہام درج ہے کہ ”انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون۔ تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فوراً ہو جاتا ہے۔“ اور (ص ۲۵۵ خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷) پر لکھا ہے کہ ”خدا تعالیٰ نے سرفی سے دستخط کر دیے اور چھینٹیں بھی پڑیں۔“ اور کتاب البریہ و آئینہ کمالات میں مفصل کہا ہے کہ ”میں خود خدا ہوں۔“ کیا ایسے الہامات کے متعلق مرزا قادیانی کا اعتقاد پختہ ہے؟

(۱۶) متعلقہ جرح نمبر ۳۳

جواب..... ہاں ایسے الہام ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۳۹۶ خزائن ج ۳ ص ۳۰۵) میں یہ الہام درج ہے:- ”خدا تعالیٰ نے پیشگوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا، باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے، اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا، کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔“

پھر دوسرا الہام (تلخیص رسالت جلد دوم ص ۸۵ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۰۱) پر یہ ہے۔ ویسٹلونک احق ہو قل ای وریبہ انہ لحق و ما انتم بمعجزین زوجنا کما لا مبدل لکلماتہ۔ ”اور تمہارے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے۔ کہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے (محمدی بیگم سے) نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔“

پھر جب محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ ہو گیا تو مرزا قادیانی کو دوسری طرح الہام ہونے لگے۔ (انہام آختم ص ۲۱۶ خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵) میں ان کا یہ الہام ہے:- ”فیسکفیکہم اللہ ویردھا الیک لا تبدل لکلمات اللہ“ ”بین السطور۔ و برائے تو اس ہمہ را کفایت خواہم شد و آن زن را کہ زن احمد بیگ را دختر است باز بسوئے تو خواہم آورد۔“

اسی طرح ایک اور (الہام انجام آختم ص ۲۲۳ خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵) میں درج ہے:- ”بل الامر قائم علی

حالہ ولا یردہ احد باحتیالہ والقدّر قدر مبرم من عند الرب العظیم۔ ”بلکہ اصل امر برحال خود قائم است و بیچ کس باحیالہ خود اور اردو توائفہ کرد و ایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است۔“
ان الہاموں کے باوجود مرزا قادیانی مرگئے اور محمدی بیگم اپنے شوہر کے پاس رہی۔ یہ سارے الہام غلط اور جھوٹے نکلے۔

(حقیقۃ الوحی ص ۳۳۹ خزائن ج ۲۲ ص ۲۵۲) میں یہ درج ہے کہ (خدائے) ”پہلے میرا نام مریم رکھا اور ایک مدت تک میرا نام خدا کے نزدیک یہی رہا۔“ اور (ص ۷۶ خزائن ج ۲۲ ص ۷۹) پر یہ الہام بھی درج ہے۔ ”یا مویم اسکن انت و زوجک الجنة“ اور پھر مرزا قادیانی نے (کشتی نوح ص ۳۹ خزائن ج ۱۹ ص ۵۳) میں وضع حمل روحانی کا ذکر کیا ہے اور (ص ۴۷ خزائن ج ۱۹ ص ۵۰) پر یہ عبارت درج ہے۔ ”مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نکلنے کی گئی اور استعارہ کے رنگ مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر (برائین احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۱۵۶) میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں امین مریم ٹھہرا۔“

(حقیقۃ الوحی کے ص ۱۰۵ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸ اور الاستثناء ص ۸۶ خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۳) پر یہ الہام درج ہے۔ ”انما امرک اذا ردت شیان ان تقول له کن فیکون۔“ اور (حقیقۃ الوحی ص ۲۵۵ خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷) پر درج ہے۔ ”اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تاہل کے سرفی کے قلم سے اس پر دستخط کیے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آ جاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیے اور میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا۔ (الی قولہ) سرفی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے۔“

مرزا قادیانی اپنی وحی اور الہام پر ایسا ہی ایمان رکھتے تھے جیسا کہ قرآن پر۔ ان کا قول ہے۔ ”میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۲۱۱ خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

دوسری جگہ کہتے ہیں۔ ”میں خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں۔“ (تبلیغ رسالت جلد ہشتم ص ۶۳ مجموعہ اشہارات ج ۳ ص ۱۵۳) ایک اور جگہ لکھا ہے۔ ”مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔“

(برائین چہارم ص ۱۹ خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۳)

حوالہ جات سے صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی اپنے الہاموں کو یقینی اور قطعی سمجھتے تھے اور قرآن کی طرح ان پر ایمان رکھتے تھے۔

(۱۷) متعلق جرح نمبر ۳۵

سوال کیا مرزا قادیانی نے (ازلہ الادہام ص ۴۰۰ خزائن ج ۳ ص ۳۰۷) پر لکھا ہے کہ آنحضور نے بھی پیش گوئیوں کے سمجھنے میں غلطی کھائی۔ (ص ۲۶۹ خزائن ج ۳ ص ۲۳۹) میں لکھا ہے کہ چار سو بیویوں نے پیشگوئیاں کیں اور جھوٹے نکلے اور (ص ۸ خزائن ج ۳ ص ۱۰۶) میں تحریر ہے کہ مسیح کی پیشگوئیاں اوروں سے بھی زیادہ غلط نکلیں۔

(۱۷) متعلق جرح نمبر ۳۵

جواب ہاں (ازلہ الادہام ص ۴۰۰ خزائن ج ۳ ص ۳۰۷) میں لکھا ہے۔ ”بعض پیشگوئیوں کی نسبت

آنحضرت ﷺ نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نے ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔“ نیز یہ بھی لکھا ہے۔
 ”ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۲۹ خزائن ج ۳ ص ۳۲۹)

”اور لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی پیش گوئیاں اوروں سے زیادہ غلط نکلیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۸ خزائن ج ۳ ص ۱۰۶)

یہ تمام مرزا قادیانی کا افترا اور اتہام ہے جو نبیوں پر باندھا گیا ہے۔

سوال کیا مرزا قادیانی نے (کشتی نوح ص ۵ خزائن ج ۱۹ ص ۵) میں لکھا ہے کہ قرآن شریف بلکہ توراۃ کے بعض صحیفوں میں یہ چیز موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ کیا مرزا نے یہ حوالہ نہیں دیا ہے؟
 جواب مرزا قادیانی نے (کشتی نوح ص ۵ خزائن ج ۱۹ ص ۵) پر لکھا ہے۔ ”قرآن شریف میں بلکہ توراۃ کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔“ حالانکہ یہ قرآن پر بہتان ہے اور نرا جھوٹ ہے۔

سوال کیا مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۷۷ خزائن ج ۳ ص ۱۴۰) میں یہ خواب درج کیا ہے کہ تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ درج ہے مکہ، مدینہ، قادیان، کیا یہ حوالہ و خواب سچا ہے یا جھوٹا؟
 جواب مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۷۷ خزائن ج ۳ ص ۱۴۰) پر اپنا یہ کشف لکھا ہے کہ اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کشف جھوٹا ہے۔ قرآن شریف میں حقیقت قادیان کا نام نہیں۔

سوال کیا مرزا قادیانی نے البشری وغیرہ میں یہ الہام درج کیا ہے کہ ہم مکہ میں مریم کے یا مدینہ میں۔ کیا یہ الہام سچا ہے؟

جواب کتاب (البشری ص ۱۰۵ ج ۲) میں مرزا قادیانی کا یہ الہام درج ہے۔ ”ہم مکہ میں مریم کے یا مدینہ میں۔“ حالانکہ یہ الہام بالکل جھوٹا ثابت ہوا۔ مرزا قادیانی لاہور میں مرے اور قادیان میں دفن ہوئے۔

سوال کیا مرزا قادیانی نے (برہان احمد ص ۳۹۸ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) میں لکھا ہے کہ ”عیسیٰ ﷺ بحال زندگی آسمان سے نازل ہوں گے۔“ اور پھر (ازالہ اوہام ص ۱۹۷ بار سوم) پر لکھا ہے کہ ”عیسیٰ ﷺ فوت ہو کر وطن گلیل میں فوت ہو گیا۔“ اور (ست جہن ص ۳ خزائن ج ۱۰ ص ۲۰۷) میں لکھا ہے کہ ”عیسیٰ ﷺ کی قبر ملک شام میں ہے۔“ اور (کشتی نوح ص ۳۵ خزائن ج ۱۹ ص ۵۸، ۵۷) میں تحریر کیا ہے کہ ”ان کی قبر ملک کشمیر میں ہے۔“ ان میں سے کوئی بات سچی ہے؟

جواب مرزا قادیانی نے (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳) پر خود لکھا ہے۔ ”اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول ﷺ نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے۔“ پھر (ازالہ اوہام ص ۲۷۳ خزائن ج ۳ ص ۲۵۲) میں ہے۔ ”یہ تو ج ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔“ پھر (تحد کولودیہ ص ۱۰۲ خزائن ج ۱ ص ۲۹۳) کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ ”یہ ثبوت بھی نہایت روشن دلائل سے مل گیا کہ آپ کی قبر سرینگر علاقہ کشمیر خان یار کے محلہ میں ہے۔“ اور (کشتی نوح ص ۱۵ خزائن ج ۱۹ ص ۱۶) میں ہے ”اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور کشمیر

سریگر محلہ خان یار میں اس کی قبر ہے۔“

ان مختلف تحریرات اور بیانات کا تناقض ظاہر ہے اور پہلے اعتقاد کے سوا کہ وہ تمام مسلمانوں کے عقیدہ کے موافق ہے بچھلے بیان غلط اور باطل ہیں۔

(۱۸) متعلقہ جرح نمبر ۳۶ تا ۳۸

سوال..... کیا نبی اور بزرگ اور ولی کا درجہ ایک ہے؟ مرزا قادیانی پر یہ فتویٰ کفر جو علمائے اسلام نے دیے ہیں وہ ضد کی بنا پر ہیں یا ان کے عقائد فاسدہ کی بنا پر؟ کیا فتوے مذکور صحیح ہیں یا غلط؟ کیا مرزا قادیانی نے مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کی اور اپنی جماعت الگ بنائی ہے یا نہیں؟ کیا مرزا قادیانی اور ان کی جماعت باقی مسلمانوں کے برخلاف اجرائے نبوت اور وفات مسیح اور نبوت مرزا قادیانی کے علی الاعلان قائل ہیں یا نہ؟ اور کیا مرزا قادیانی پر فتویٰ کفر علمائے اسلام نے بالاتفاق دیا ہے یا بالاختلاف؟

(۱۸) متعلقہ جرح نمبر ۳۶ تا ۳۸

جواب..... نبی اور ولی کا درجہ ایک نہیں ہو سکتا۔ نہ کوئی ولی کسی نبی سے افضل ہو سکتا ہے۔ مرزا قادیانی پر کفر کے فتوے علماء نے ان کے عقائد فاسدہ کی وجہ سے دیے ہیں۔ اور وہ فتوے صحیح ہیں۔ مرزا قادیانی خود اپنے اقرار کے بموجب کاذب اور جھوٹے ٹھہرے محمدی بیگم کا نکاح ان کے ساتھ نہیں ہوا اور وہ وفات پا گئے۔ اقرار یہ ہے کہ ”وانی اجعل هذا النبأ معیار الصدقی او کذبی۔“ (انجام آقلم ص ۲۳۳ خزائن ج ۱۱ ص ۱۵۱) ”یعنی اس خبر کو کہ محمدی بیگم ضرور میرے نکاح میں آئے گی۔ یہ خدا کا طے کردہ فیصلہ ہے تقدیر مبرم ہے کوئی اس کو بدل نہیں سکتا میں اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار قرار دیتا ہوں۔“

مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ان کی جماعت میں دعویٰ کی تصدیق کرتی ہے اور مرزا قادیانی کو نبی اور رسول کہتی ہے۔ تمام مسلمانوں سے علیحدہ رہتی اور ان کو کافر کہتی ہے اور علمائے اسلام نے بالاتفاق مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کو خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ میں ایک مطبوعہ فتویٰ جس میں بہت سے علماء کے دستخط منقول ہیں پیش کرتا ہوں۔

(۱۹) متعلق جرح نمبر ۳۹ تا ۴۰

سوال..... کیا مرزا قادیانی نے (ہجرت الہی ص ۱۰۵ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸) میں یہ الہام لکھا ہے کہ ”تیرا حکم سے فی انور ہو جاتی ہے۔“ اس الہام سے مرزا قادیانی کا درجہ نبوت تشریفی وغیر تشریفی سے کہیں بڑھ کر ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ کیا مرزا قادیانی نے ان انبیاء سے جو نبی شریعت لائے مثلاً عیسیٰ علیہ السلام بہتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے یا نہیں؟ کیا مرزا قادیانی لوگوں کے اعتراضات سے بچنے کے لیے قسم قسم کی تاویلات کیا کرتے تھے یا نہیں؟ کیا مرزا قادیانی نے (نزل مسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۸) میں اپنی وحی کو قرآن کی طرح منزه لکھا ہے یا نہیں؟ اور (اربعین نمبر ۳ ص ۷۶ خزائن ج ۱۷ ص ۳۳۶، ۳۳۵) میں دعویٰ کیا ہے یا نہیں؟ کہ میں صاحب شریعت ہوں اور (ہجرت الہی ص ۲۱۱ خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰) میں لکھا ہے یا نہیں کہ اپنے الہامات پر لہی طرح ایمان لاتا ہوں جس طرح قرآن پر؟ کیا مرزا قادیانی کے نزدیک اصول دین وہی رہے جو اس وقت تک تمام مسلمانوں کے رہے؟

(۱۹) متعلق جرح نمبر ۳۹ و ۴۰

جواب..... (ہجرت الہی ص ۱۰۵ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸) پر یہ الہام درج ہے۔ انما امرک اذا اردت شیئا ان

تقول له کن فيكون. "تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ میرے حکم سے فی الغور ہو جاتی ہے۔" اس الہام سے تو مرزا قادیانی کا درجہ نبوت کیا درجہ الوہیت کا اذعا ثابت ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلکہ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جیسا کہ سوال نمبر ۱۳ اور سوال نمبر ۱۹ (الف) کے جواب میں بیان ہو چکا ہے اور مرزا قادیانی کے اقوال کے حوالے دیے جا چکے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اعتراضات سے بچنے کے لیے ایسی دو راز کار تاویل کی ہیں جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کے کلام میں تناقض اور اختلاف ہے۔ انھوں نے بیشک دعویٰ کیا کہ ان کی وحی اور الہام قرآن کی طرح جتنی ہے۔ ان کا قول ہے:-

انجہ	من	بشوم	زومی	خدا
بخدا	پاک	دائش	ز	خطا
ہجو	قرآں	منزہش	دانم	
از	خطابا	ہمیں	است	الہام

(نزول آج ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

اور ان کا قول ہے:- "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔"

(ابلیس چہارم ص ۱۹ خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴)

مرزا قادیانی اس اصول کی رو سے جماعت مسلمین سے خارج ہو گئے۔

(۲۰) متعلق جرح نمبر ۵۲۵۴۷

سوال..... نور الانوار، قمر الاقمار وغیرہ کتب اصول دین دیکھ کر بتا دیں کہ ائمہ اربعہ جن میں امام احمد بھی شامل ہیں اجماع امت کے قائل ہیں یا نہیں؟ کیا کتب اصول میں منکر اجماع کو کفر کا حکم دیا گیا ہے؟ ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے یا نہیں؟

(عقائد احمدیت ص ۲۳) دیکھ کر بتا دیں کہ مرزا قادیانی نے ائمہ اربعہ کی شان کو تسلیم کیا ہے یا نہیں؟

(۲۰) متعلق جرح نمبر ۵۲۵۴۷

جواب..... اجماع حجت شرعیہ ہے۔ اس کے جہت ہونے میں ائمہ اربعہ کا اختلاف نہیں ہے۔ نامی شرح حسامی میں ہے۔ فاتفق جمهور المسلمین علی حججہ خلافا للنظام والشیعة وبعض الخوارج. (۲ ج ۲ ص ۲) یعنی اجماع کے جہت ہونے پر جمہور مسلمین کا اتفاق ہے۔ البتہ نظام اور شیعہ اور بعض خوارج کا اختلاف ہے۔ اور منکر اجماع قطعی کے کافر ہونے میں بھی اختلاف نہیں ہے۔

(۲۱) متعلق جرح نمبر ۵۲۵۴۸ آخر

سوال..... کیا ایک شخص کلمہ گوئی اور دعویٰ اسلام کے باوجود قرآن مجید اور احادیث صحیحہ متواترہ کے برخلاف اعتقاد رکھے وہ مسلمان ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا جو شخص اپنا اعتقاد قرآن مجید و احادیث صحیحہ کے مطابق رکھے کافر ہے۔ اور کیا فریق اول کے مرد کا فریق ثانی کی عورت سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ اور جماعت احمدیہ مرزا قادیانی بھی غیر احمدی مرد مسلمان سے احمدیہ عورت کا نکاح جائز سمجھتے ہیں یا نہیں؟

(۲۱) متعلق جرح نمبر ۵۲۵۴۸ آخر

جواب..... جو شخص کلمہ گوئی کے باوجود نماز کی فرضیت کا انکار کر دے، زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کر دے، روزے

کی فرضیت کا انکار کر دے یا نبوت کا دعویٰ کر دے یا کسی نبی کی توہین کرے یعنی کسی ایسی چیز کا انکار کرے جس کا دین میں سے ہونا بالیقین ثابت ہو وہ یقیناً کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ دیکھو! خود مرزا قادیانی نے اور ان کی جماعت نے تمام دنیا کے کلمہ گو یوں کو اسلام سے اس بنا پر خارج کر دیا کہ وہ مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لائے۔ حالانکہ وہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔ کلمہ گو ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر فرائض و واجبات کو مانتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو رسول، نبی، خاتم الانبیاء والمرسلین اعتقاد کرتے ہیں۔ اس کے باوجود مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ اور ان کی جماعت ان تمام مسلمانوں کو کافر بتاتے ہیں۔

مرزا قادیانی کا قول یہ ہے۔ ”ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا مسلمان نہیں ہے۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

مرزا قادیانی خود فرماتے ہیں۔ ”کفر و قسم پر ہے۔ اول..... ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوم..... یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔“

(حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)

اس کا مطلب صاف ہے کہ دوسری قسم کا کفر مرزا قادیانی نے ان تمام مسلمانوں اور کلمہ گو یوں کے لیے ثابت کیا ہے جو اسلام پر اور آنحضرت ﷺ پر ایمان رکھنے کے باوجود مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) پر ایمان نہ لائیں۔ اسی عبارت سے آگے یہ بھی لکھا ہے کہ ”اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔“ اور وہ یہ کہ مرزا قادیانی کا انکار یا تکذیب خدا اور رسول کے انکار و تکذیب کی طرح کفر ہے۔

اور مرزا قادیانی کا الہام ہے۔ ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“

(تسلخ رسالت جلد نم ۲۷ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

اور ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ مرزا قادیانی اپنے الہام کو قطعی اور یقینی اور قرآن کی طرح منزه عن الخطا سمجھتے تھے۔ پس ان کے اس الہام کے بموجب ہر وہ مسلمان جو تمام ایمانیات پر ایمان رکھتا ہو حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ پر بھی ایمان رکھتا ہو ان کے نزدیک بلاشبہ قطعی جہنمی ہے۔ پس مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کے نزدیک تمام غیر قادیانی مسلمان کافر اور جہنمی ہیں۔ اور اسی بنا پر مرزا قادیانی اور ان کی جماعت نے فتویٰ دیا ہے کہ قادیانیوں اور غیر قادیانیوں میں باہم رشتہ ناتائسی شادی مناکحت جائز نہیں ہے۔

”حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی قبول

کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔“ (برکات خلافت ص ۷۵ فتول از قادیانی مذہب)

ہمارا یعنی مسلمانوں کا حنفی مسئلہ ہے کہ جو مسلمان کافر ہو جائے وہ مرتد ہے اور مرتد کے ساتھ کسی مسلمان لڑکی کا نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر غیر قادیانی ہونے کی حالت میں نکاح ہوا تھا بعد میں قادیانی بن گیا تو فی الفور نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ خاوند کے ارشاد پر نکاح صحیح ہو جانا متحقق علیہ مسئلہ ہے۔ وارتداد احدہما فسسخ عاجل (درعیار)

(کتابت المقتنی ج ۶ ص ۱۵۷ تا ۱۵۹)

قادیانی سے ثبوت نسب کے احکام

قادیانی سے نکاح اور ثبوت نسب

سوال بکر قادیانی کا نکاح ایک صحیح العقیدہ عورت زاہدہ سے درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو ثبوت نسب کس سے متعلق ہوگا؟

(۲) دو صحیح العقیدہ زاہدہ اور بکر کا نکاح ہو گیا، اس کے بعد بکر قادیانی ہو گیا تو اس سے نکاح پر کوئی اثر پڑایا نہیں؟ ہر دو صورت میں نسب کا تعلق کس سے ہوگا؟

(۳) مندرجہ بالا ہر دو صورت میں جبکہ عورت زاہدہ صحیح العقیدہ ہے نیز اس کا ایک لڑکا زید بھی صحیح العقیدہ ہے۔ ایک صحیح العقیدہ عورت عابدہ کا نکاح اس لڑکے سے درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً (۲۱)..... اہل سنت والجماعت کے فتوؤں کے مطابق قادیانی اسلام سے خارج ہیں۔ نہ مسلمان صحیح العقیدہ عورت کا نکاح کسی قادیانی سے درست ہو سکتا ہے نہ بعد میں شوہر کے قادیانی ہو جانے سے وہ نکاح باقی رہ سکتا ہے۔ بلکہ قادیانی ہوتے ہی فوراً نکاح ختم ہو جاتا ہے۔ اولاد مسلمان شمار ہوگی۔ (۳)..... شرعاً یہ نکاح صحیح ہو جائے گا مگر اس کا خیال رہے کہ ماحول کے اثر سے کہیں اس لڑکی کے عقائد پر خلاف شرع قادیانی اثر نہ پڑے اس کا پورا انتظام کر لیا جائے۔ واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمد عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹/۷/۸۷ھ (قادیانی محمودیہ ج ۱۰ ص ۳۰)

قادیانی سے نکاح درست نہیں اور نہ اس سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا

سوال ایک شخص نے جو ابتداء سے قادیانی مذہب رکھتا تھا تہذیب کر کے یعنی چھپا کر مذہب کو ایک اہل السنۃ والجماعت مسلمان کی لڑکی سے عقد کیا لیکن قادیانی شخص ہنوز مذہب قادیانی رکھتا ہے۔ آیا یہ نکاح ابتداً صحیح ہو یا نہیں اور میر و نفقہ عورت کو ملے گا یا نہیں اور بچہ کا نسب ثابت اور صحیح ہوگا یا نہیں اور بچہ کا خرچ اور پردرش کس کے ذمہ ہوگی۔

الجواب نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا، اور میر و نفقہ کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اولاد صحیح النسب اور ثابت النسب نہ ہوگی۔ البتہ ماں سے اولاد کا نسب ثابت ہوگا اور ماں کے ذمہ پردرش اور نفقہ بچہ کا لازم ہوگا اور وراثت ماں سے جاری ہوگی۔ کما فی الدر المختار و برٹ ولد الزنا واللعان بجهة الام فقط لما قدمناه فی العصبۃ انه لا اب لهما. فقط. (در مختار ج ۵ ص ۵۶۵ باہی الحررقی والفرقی مکتبہ رشیدیہ) (قادیانی دارالعلوم دیوبند ج ۱۱ ص ۳۶، ۳۵)

مرزائیہ سے نکاح کر لے تو اولاد کے نسب کا حکم

سوال مرزائی عورت سے مسلمان مرد کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ اس نکاح کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد کی شرعی حیثیت کیا ہوگی۔ اولاد جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب صورت مسئلہ میں ان بچوں کا نسب ثابت ہوگا۔ درختار میں ہے۔ ولاحد ایضاً بشبهة العقدای عقد النکاح عندہ ای الامام کوطنی محرم نکحہا الی ان قال وحرر فی الفتح بانہا من شبهة المحل وفيہا یثبت النسب اھ۔ (درختار علی رد المحتار ج ۳ ص ۱۶۸ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

قال الشامی صوابہ فی النہر فانہ بعد ما ذکرما قدامنہ عن الفتح قال وھذا انما یتیم بناء علی انہا شبهة اشباعہ قال فی الدرایة وهو قول بعض المشائخ والصحیح انہا شبهة عقد لانہ زری عن محمد انہ قال سقوط الحد عنہ بشبهة حکمیة فیثبت النسب اھ وھذا صریح بان الشبهة فی المحل وفيہا یثبت النسب علی مامر اھ وفي مجمع الفتاوی یثبت النسب عندہ خلافا لھما۔ (ج ۳ ص ۱۶۹) محرم کی تشریح کرتے ہوئے علامہ شامی نے تدریج مجوسیہ کو بھی داخل کیا ہے اور عالمگیری میں مجوسیہ و مرتدہ کا ایک حکم لکھا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۹۹/۷/۲۸ھ (خیر الفتاوی ج ۵ ص ۲۰۷)

مرزائی سے نکاح کیا تو اولاد ثابت النسب نہ ہوگی

سوال مرزائی مرد اور مسلمان عورت کا نکاح ہو سکتا ہے؟ مرزائیوں سے تعلقات رکھنا کیسا ہے؟ مسکی دلاور نے اپنی بیٹی کا نکاح عنایت (قادیانی) سے کیا جبکہ وہ گیارہ سال کی تھی دس سال آباد رہی پھر اس کو والد نے گھر بلایا اور دوسری جگہ بغیر طلاق لیے نکاح کر دیا۔ یہ نکاح کیسے ہے؟ اس سے پیدا ہونے والی اولاد کے نسب کا حکم کیا ہے؟

الجواب یہ نکاح ایسے ہے جیسے کسی عیسائی چوہڑے کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح کر دیا جائے یہ بالکل کالعدم ہے اور یہ اولاد بھی ولد حرام ہے۔ نکح کافر مسلمة فولدت منه لا یثبت النسب منه ولا تجب العدة لانہ نکاح باطل اھ۔ (شامی ج ۲ ص ۳۲۰-۳۲۱ مکتبہ رشیدیہ)

۲..... ان سے تعلقات رکھنے جائز نہیں اور ان کے جنازوں و نکاحوں میں شرکت کرنا بھی ممنوع ہے۔

۳..... دوسرا نکاح جائز نہیں لہذا زوجین میں تقریق کرانا لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

(خیر الفتاوی ج ۵ ص ۳۱۰)

الجواب صحیح: بندہ محمد اسحاق غفرلہ ۱۳۹۵/۴/۲۵ھ

کتاب الحظر والاباحۃ

جائز و ناجائز

قادیانیوں سے میل جول رکھنا

سوال..... میرا ایک سگا بھائی جو میرے ایک اور سگے بھائی کے ساتھ مجھ سے الگ اپنے آبائی مکان میں رہتا ہے۔ محلہ کے ایک قادیانی کے گھر والوں سے شادی غمی میں شریک ہوتا ہے۔ میرے منع کرنے کے باوجود وہ اس قادیانی خاندان سے تعلق چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا میں اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں اور الگ کرائے کے مکان میں رہتا ہوں۔ والد صاحب انتقال کر چکے ہیں۔ والدہ اور بہنیں میرے اس بھائی کے ساتھ رہتی ہیں۔ اب میرے سب سے چھوٹے بھائی کی شادی ہونے والی ہے۔ میرا اصرار ہے کہ وہ شادی میں اس قادیانی گھر کو مدعو نہ کریں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ اب سوال ہے کہ میرے لیے شریعت اور اسلامی احکامات کے رو سے بھائیوں اور والدہ کو چھوڑنا ہوگا یا میں شادی میں شرکت کروں تو بہتر ہوگا۔ اس صورتحال میں جو بات صائب ہو۔ اس سے براہ کرم شریعت کا منشا واضح کریں۔

جواب..... قادیانی مرتد اور زندقہ ہیں اور ان کو اپنی تقریبات میں شریک کرنا دینی غیرت کے خلاف ہے اگر آپ کے بھائی صاحبان اس قادیانی کو مدعو کریں تو آپ اس تقریب میں ہرگز شریک نہ ہوں۔ ورنہ آپ بھی قیامت کے دن محمد رسول اللہ ﷺ کے مجرم ہوں گے۔ واللہ اعلم۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۹-۲۳۰)

مرتد کے ساتھ تعلقات قائم کرنا

سوال..... جو شخص اسلام چھوڑ کر ہندو یا قادیانی مذہب اختیار کر لے تو اس سے دوستی اور محبت رکھنا اور خندہ پیشانی سے ملنا اور اس کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب..... وہ شخص جو دین اسلام چھوڑ کر ہندو یا قادیانی مذہب اختیار کر لے مرتد ہے، اس سے تعلقات اور میل جول رکھنا صحیح نہیں، اسی طرح اس سے خندہ پیشانی سے پیش آنا، مصافحہ کرنا، ملنا جلنا اور اس کے ساتھ کھانا پینا، رشتہ عقد و مناکحت قائم کرنا ناجائز اور ممنوع ہے۔

كما قال العلامة محمد بن عبد الله التمر ناشي: ومن ارتد عرض الحاكم عليه الاسلام استحباب. وتكشف شبهة ويحبس وجوباً ثلاثة ايام فان اسلم فيها واقتل لحديث من بدل دينه فاقتلوه.

(توبہ الاصابہ ص ۳۱۲، ۳۱۳ مطلب فی مکر الايمان) (نہجی حقاہ ص ۳۳۳)

قادیانیوں کے ساتھ مسلمانوں جیسے تعلقات قائم کرنا ناجائز ہے

سوال..... ہمارے علاقہ میں کچھ قادیانی رہتے ہیں، تو کن امور میں ہم مسلمانوں کو ان کے ساتھ تعلق رکھنا چاہیے اور کن امور میں قطع تعلق کرنا چاہیے؟

الجواب..... قادیانیوں کے تمام دعوے جھوٹ اور لغویات پر مبنی ہیں، باجماع امت یہ لوگ کافر اور مرتد ہیں، لہذا ان کے ساتھ مسلمانوں جیسے تعلقات (مناکحت، موائت، مشارکت وغیرہ) قائم کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

لما قال اللہ تعالیٰ: وَلَا تَزْنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. (حورہ ۱۱۳) (قادیانی حنائیہ ج ۱ ص ۳۵)

مرزائیوں کے ساتھ تعلقات رکھنے والا مسلمان

سوال..... ایک شخص مرزائیوں (جو بالاجماع کافر ہیں) کے پاس آتا جاتا ہے اور ان کے لٹریچر کا مطالعہ بھی کرتا ہے اور بعض مرزائیوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ یہ ہمارا آدمی ہے یعنی مرزائی ہے مگر جب خود اس سے پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ میں مسلمان ہوں اور ختم نبوت اور حیات حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرحمۃ و فریضت جہاد وغیرہ تمام عقائد اسلام کا قائل ہوں اور مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو کافر کذاب، دجال خارج از اسلام سمجھتا ہوں تو کیا وجہ ہالا کی بنا پر اس شخص پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا۔ اگر از روئے شریعت وہ کافر نہیں ہے تو اس پر فتویٰ کفر لگانے کے بارے میں کیا حکم ہے جبکہ ان کے عقائد مذکورہ معلوم ہونے پر بھی تکفیر کرتا ہو اور کفار والا ان کے ساتھ سلوک کرتا ہو اور اس کی نشر و اشاعت کرتا ہو۔

جواب..... ایسے شخص سے اس کے مسلمان رشتہ دار بایکات کریں سلام و کلام ختم کریں اس کو علیحدہ کر دیں اور یہی اس سے علیحدہ ہو جائے تاکہ یہ شخص اپنی حرکات سے باز آئے۔ اگر باز آ گیا تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو کافر سمجھ کر کافروں جیسا معاملہ کیا جائے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۰)

قادیانیوں کے ساتھ تعلقات

سوال..... قادیانیوں کو ملک میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے۔ اب یہ ذمی کافر ہیں، سوال یہ ہے:

۱..... اگر کوئی قادیانی مہمان آئے تو اس کا اکرام اور مہمانی جائز ہے یا نہیں؟

۲..... اگر کوئی قادیانی کسی مقصد سے درود شریف یا قرآن مجید کا ختم کرائے تو کسی مسلمان کو اس میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟

۳..... قادیانی کسی مسلمان کی دعوت کریں جس میں ذبیحہ بھی قادیانیوں کا ہو تو ایسی دعوت قبول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بیٹو! توجروا۔

الجواب باسم ملہم الصواب قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے باوجود ذمی نہیں اس لیے کہ یہ زندقہ ہیں اور زندقہ کسی صورت بھی ذمی نہیں قرار پاتا بہر صورت واجب القتل ہے، اس لیے قادیانیوں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنا جائز نہیں۔ مذکورہ الصورتوں سوالات کا جواب نفی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(حسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۳۵۹-۳۶۰)

قادیانیوں سے کسی قسم کا تعلق رکھنا ناجائز ہے

سوال مثل بالا: سوال..... قادیانیوں کے بارے میں چند سوالات ہیں:

- ۱..... قادیانی مسلمان کے جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے یا نہیں؟
- ۲..... قادیانی کے ساتھ بیٹھ کر مسلمان کھانا کھا سکتا ہے یا نہیں؟
- ۳..... شادی یا کسی دیگر تقریب میں قادیانی مسلمانوں کو مدعو کر سکتا ہے یا نہیں؟
- ۴..... قادیانی مسلمان کو سلام کرے تو جواب میں کیا کہا جائے؟ بیٹو! توجروا۔

الجواب باسم ملہم الصواب قادیانیوں کے ساتھ اس قسم کے تعلقات قطعاً ناجائز ہیں، یہ عام کفار سے بدتر زندگی اور واجب القتل ہیں، ان کی شادی غمی میں شرکت کرنا یا اپنی شادی غمی میں انھیں شریک کرنا، ان سے سلام و کلام غرض کسی قسم کا تعلق رکھنا جائز نہیں، مسلمان کے جنازہ کے ساتھ ایسے مغضوب لوگوں کو چلنے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۳ جمادی الآخرہ ۱۳۹۵ھ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۳۶۰)

قادیانیوں سے تعلقات رکھنے کا حکم

سوال..... ایک شخص صحیح العقیدہ ہے۔ صوم، صلوة و زکوٰۃ کا پابند ہے، لیکن اس کے دنیوی تعلقات قادیانی جماعت کے ساتھ ہیں۔ کیا ایسے شخص سے مسجد کے لیے چندہ لینا اور ایسے شخص سے تعلقات رکھنا جائز ہے، اور ایسے شخص کو خنزیر سے بدتر کہنا اور سمجھنا کیسا ہے؟ بیٹو! توجروا۔

الجواب باسم ملہم الصواب ایسا شخص جو صوم و صلوة کا پابند ہے لیکن اس کے تعلقات قادیانی جماعت کے ساتھ ہیں۔ اگر وہ دل سے بھی ان کو اچھا سمجھتا ہو تو وہ مرتد ہے اور بلاشبہ خنزیر سے بدتر ہے، اس سے تعلقات رکھنا ناجائز ہے، اگر وہ مسجد کے لیے چندہ دیتا ہے تو اسے وصول کرنا جائز نہیں۔ اور اگر وہ قادیانیوں کے عقائد سے متفق نہیں اور نہ ہی ان کو اچھا سمجھتا ہے، بلکہ صرف تجارت وغیرہ، دنیوی معاملات کی حد تک ان سے تعلق رکھتا ہے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ وہ قادیانی جس سے ان کے تجارتی تعلقات ہیں اگر پہلے مسلمان تھا، بعد میں العیاذ باللہ مرتد ہوا یا اس کا باپ مرتد ہوا تو وہ قادیانی چونکہ خود اپنے مال کا مالک نہیں ہے اور اس کا کوئی عقد صحیح نہیں۔ اس لیے یہ شخص اگر ان سے تجارت کرتا ہے تو یہ تجارت ہی صحیح نہ ہوگی۔ کما فی الدرالمختار و بتوقف منہ عند الامام و یفقد عندهما کل ما کان مبادلة مال بمال او عقد تبرع۔ (شامیہ ج ۳ ص ۳۳۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

اور اگر وہ قادیانی مرتد یا مرتد کا بیٹا نہیں بلکہ باپ دادا سے اس باطل عقیدہ پر ہے تو ایسے قادیانی سے تجارت کرنے سے مال کا مالک تو ہو جائے گا، لیکن ایسے لوگوں سے تجارت کا معاملہ جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے ان کے ساتھ ایک قسم کا تعاون ہو جاتا ہے۔ نیز اس قسم کے معاملات میں یہ قیاحت بھی ہے کہ عوام قادیانیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھنے لگتے ہیں، علاوہ ازیں اس طرح قادیانیوں کو اپنا جال پھیلانے کے مواقع ملتے ہیں، اس لیے قادیانی سے لین دین اور دیگر ہر قسم کے معاملات میں قطع تعلق رکھنا ضروری ہے۔ ان سے تعلقات رکھنے والا آدمی اگرچہ ان کو برا سمجھتا ہے قابل ملامت ہے ایسے شخص کو سمجھانا دوسرے مسلمانوں کا فرض ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۱ محرم سنہ ۱۳۹۶ھ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۳۶۱)

سوال..... بدقسمتی سے ہمارے قصبہ کے دو تین شخص مرد ہو کر مرزائی فرقہ ضالہ میں شریک ہو گئے اور ہندوستان کے دیگر علاقوں کی طرح ہمارے قصبہ میں بھی ابتداءً اس فرقہ کے استیصال کی طرف توجہ نہ کی گئی اور مرتدین کے ساتھ غلط ملط اور اہل و شراب وغیرہ کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ تقریباً دس سال ہوئے مولانا مولوی محمد ایوب صاحب بیگ فاضل دیوبند نے اہل قصبہ کو اس فرقہ کے دھل سے آگاہ کرتے ہوئے اہل قصبہ کو ان سے انقطاع تعلقات کی تلقین فرمائی۔ بھ اللہ تعالیٰ اس مروجہ کی پند و نصیحت کا اچھا اثر ہوا اور اہل قصبہ نے مرتدین سے یہاں تک منقطع کیا کہ قصبہ میں ان کے لیے رہنا دشوار ہو گیا اور کچھ عرصہ کے لیے قصبہ چھوڑ کر مرتدین کے چلے جانے سے قصبہ پاک ہو گیا، عوام ان کے دامِ ترویج سے بچ گئے اور آج تک قصبہ میں مرتدین کو کسی نے رشتہ وغیرہ نہیں دیا۔ اب کچھ عرصہ سے مرتدین کے رشتہ دار اور دیگر ضعیف الایمان لوگ چھپ چھپ کر مرتدین سے ملے ہیں، اور سوائے تعلقات مناکحت کے جو آشکارا کیے بغیر نہیں ہو سکتے دیگر ہر قسم کے تعلقات رکھتے ہیں بظاہر مقاطعہ کیے ہوئے ہیں۔ چند خدامِ دین جو یہ چاہتے ہیں کہ یہ دھل و ضلالت کا پودا اس قصبہ میں نشوونما نہ پائے بلکہ ہر ممکن کوشش سے قصبہ کو اس فتنہ سے پاک کیا جائے عوام کو مرتدین سے مقاطعہ کرنے کی تلقین کرتے ہیں، نہ صرف یہ بلکہ جو لوگ مرتدین سے براہِ راست تعلق رکھتے ہیں ان سے بھی مقاطعہ کرنے کو کہتے ہیں۔ براہِ نوازش اپنا قیمتی وقت اس کارِ خیر میں صرف کر تمام مضمون کو بغور ملاحظہ فرما دیں اور مندرجہ ذیل مسائل کا مفصل جواب حوالہ جات کے ساتھ فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔

نمبر۱..... وہ لوگ جو مرتدین سے تعلقات اہل و شراب اور ہر قسم کے تعلقات رکھتے ہیں آیا وہ بھی مرتد ہو جاتے ہیں یا صرف گنہگار؟ اگر گنہگار ہوتے ہیں تو کس درجہ میں؟ آیا عام فاسق فاجر یا بے نمازیوں اور ان لوگوں میں کچھ فرق ہے یا سب یکساں گنہگار ہیں؟ ایسے لوگوں سے جو مرتدین سے میل جول اور اہل و شراب وغیرہ تعلقات رکھتے ہیں۔ قصبہ کے عام مسلمان میل ملاپ رکھیں یا اس غرض سے تعلقات منقطع کر دیں کہ وہ مرتدین سے میل جول چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں۔

نمبر۲..... وہ لوگ جو مرتدین سے تعلقات اہل و شراب و مناکحت وغیرہ تو نہیں رکھتے لیکن نشست و برخاست گفت و شنید اور غلط ملط رکھتے ہیں وہ کس درجہ میں گنہگار ہیں، عام گنہگاروں اور ان میں کیا فرق ہے اور اس کے ساتھ قصبہ کے دیگر مسلمان تعلق رکھیں یا نہیں؟

نمبر۳..... ایک شخص جس کا داماد مرزائی ہے، برادری کے انقطاع تعلقات کی وجہ سے متعدد بار توبہ کر چکا ہے اور قسم کھا چکا ہے کہ میں اپنی بیٹی اور داماد سے آئندہ کوئی تعلق نہ رکھوں گا لیکن ہر توبہ کے بعد یہ ہوتا ہے کہ داماد اور بیٹی کے پاس آتا جاتا ہے اور ان سے ہر قسم کے تعلقات رکھتا ہے، ایسے شخص کی توبہ پر کب تک اعتماد کیا جائے؟

نمبر۴..... ایک لڑکی جس کا خاوند مرتد ہو گیا وہ برادری کے شور و غوغا کی وجہ سے اپنے والد اور تایا سے کہتی ہے کہ اگر میرے نان نفقہ کا انتظام کر دو تو میں اپنے خاوند کو جو مرتد ہونے کی وجہ سے خاوند بھی شرعاً نہیں رہا چھوڑ دوں گی لیکن اس کا باپ اور تایا باوجود قدرت رکھنے کے اس کے نان نفقہ کی کفالت سے انکار کرتے ہیں، یہ دونوں کس درجہ کے گنہگار ہیں اور ان سے قصبہ کے عام مسلمان تعلقات رکھیں یا منقطع کر دیں اور اگر رکھیں تو کس قسم کے تعلقات رکھ سکتے ہیں۔ احترا یا محمد عفی عنہ، برائے نوازش بغور مطالعہ فرمانے کے بعد تمام سوالات کا مفصل جواب علیحدہ

علیحدہ تحریر فرمائیں۔ قرآن وحدیث کا حوالہ حتی الامکان دیا جائے۔ مسلم جنرل ٹریڈنگ کمپنی پوسٹ نمبر اکراچی۔

الجواب..... حامداً ومصلياً. قال الله تعالى ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار الابه والركون الى الشيء هو الركون اليه بالانس والمحبة فاقتضى ذاك النهي عن مجالسة الظالمين وموانستهم ولا انصت اليه هو مثل قوله تعالى فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين۔ (اکام القرآن ج ۳ ص ۲۵) وقال تعالى يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا الذين اتخذوا دينكم هذواً ولعباً (المائدہ ۵۷) وقال تعالى فاعرض عن من تولي عن ذكرنا ولم يرد الا الحيوة الدنيا ذلك مبلغهم من العلم ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله وهو اعلم بالمهتدين۔ (النجم ۲۹-۳۰)

مرزائی لوگ بتوتی علماء حق کافر و مرتد ہیں ان کے ساتھ رشتہ مناکحت قطعاً ناجائز ہے اور ایسا نکاح منعقد نہیں ہوتا بلکہ وہ زنا کے حکم میں ہے جتنے لوگ ایسے نکاح میں شریک ہوں یا باوجود قدرت کے ایسے نکاح کو نہ روکیں وہ سب حسب حیثیت گنہگار ہوں گے۔

مرتد کے ساتھ اکل و شرب و مجالست وغیرہ بھی ناجائز ہے قلبی محبت بھی قطعاً ممنوع ہے جو مسلم عورت کسی مرزائی کے نکاح میں ہے تمام اہل قدرت پر حسب قدرت اس کو چھڑانا واجب ہے خاص کر جبکہ وہ خود بھی اس سے علیحدہ ہونے کی خواہش مند ہو جو شخص جس قدر صاحب اختیار ہے اور اس کے چھڑانے میں کوتاہی کرے اسی قدر وہ گنہگار ہے۔ اگر کوئی مرتد صدق دل سے توبہ کرے اور تجدید ایمان کرے تو اس کی توبہ قبول ہو جائے گی۔ اگر ترک تعلقات کے ذریعہ سے اس کی توقع ہے کہ کوئی مسلمان کسی مرزائی سے تعلق نہیں رکھے گا تو ضرور ایسے شخص سے ترک تعلقات کر دیا جائے۔ اگر یہ خیال ہے کہ نرمی سے سمجھانے اور اخلاق کے ساتھ پیش آنے پر اپنی حرکت سے باز آ جائے گا اور ترک تعلق سے اس کی ضد اور زیادہ ہوگی تو اس سے نرمی کا معاملہ کیا جائے۔ الغرض مرتد خدا کے دشمن ہیں ان سے جس قدر کوئی محبت کا تعلق رکھے گا اسی قدر وہ خدا کی رحمت سے دور ہوگا۔ المرء مع من احب کے ماتحت اسی جماعت میں اس کا حشر ہوگا اور دنیا و آخرت میں خدا کے دشمنوں کا شریک و رفیق سمجھا جائے گا اور یہ گناہ ان گناہوں سے بڑھ کر ہے جن کا تعلق محض اپنے نفس سے ہے کیونکہ ایسا شخص خدائی باغیوں کا ہم پلہ ہے والعیاذ باللہ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوئی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۸/۱۳۶۲ھ

صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

(قادیانی محمدیہ ص ۶۳ ۶۶)

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

قادیانیوں سے تعلقات کا حکم

سوال..... ایک شخص صحیح العقیدہ ہے، صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے لیکن اس کے دنیوی تعلقات قادیانی جماعت کے ساتھ ہیں کیا ایسے شخص سے مسجد کے لیے چندہ لینا اور تعلقات رکھنا جائز ہے؟ ایسے شخص کو خنزیر سے بدتر کہنا اور سمجھنا کیسا ہے؟ مہربانی فرما کر جواب سے نوازیں۔

الجواب..... ایسا شخص جو صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے لیکن اس کے تعلقات قادیانی جماعت کے ساتھ ہیں اگر وہ دل سے بھی ان کو اچھا سمجھتا ہے تو وہ مرتد ہے اور بلاشبہ خنزیر سے بدتر ہے اس سے تعلقات رکھنا ناجائز ہے۔ اس

سے مسجد کے لیے چند لینا بھی جائز نہیں ہے اور اگر وہ قادیانیوں کے عقائد و نظریات سے متفق نہیں اور نہ ہی ان کو اچھا سمجھتا ہے بلکہ صرف تجارت وغیرہ دنیوی معاملات کی حد تک ان سے تعلق رکھتا ہے تو اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ وہ قادیانی جس سے ان کے تجارتی تعلقات ہیں اگر پہلے مسلمان تھا بعد میں مرتد ہوا یا اس کا باپ مرتد ہوا تو وہ قادیانی چونکہ خدا اپنے مال کا مالک نہیں ہے اور اس کا کوئی عقدہ صحیح نہیں۔ اس لیے یہ شخص اگر ان سے تجارت کرتا ہے تو یہ تجارت صحیح نہ ہوگی اور اگر وہ قادیانی مرتد یا مرتد کا بیٹا نہیں بلکہ باپ داد سے اس باطل عقیدہ پر ہے تو ایسے قادیانی سے تجارت کرنے سے مال کا مالک مرتد ہو جائے گا۔ لہذا ایسے لوگوں سے تجارت کا معاملہ جائز نہیں۔ اس میں قادیانیوں کے ساتھ تعاون ہے۔ اس قسم کے لین دین اور معاملات میں لوگ قادیانیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھنے لگتے ہیں۔ اس طرح قادیانیوں کو اپنا جال پھیلانے کے مواقع ملتے ہیں۔ پس قادیانیوں سے لین دین اور دیگر ہر قسم کے معاملات میں قطع تعلق ضروری ہے۔ ان سے تعلقات رکھنے والا اگرچہ ان کو برا سمجھتا ہو قابل ملامت ہے ایسے شخص کو سمجھنا دوسرے مسلمانوں پر فرض ہے۔ واللہ رسولہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ مکملہ ص ۳۲۱)

نوٹ..... بیدہ بھی فتویٰ پہلے احسن الفتاویٰ سے نقل ہوا۔ یہ فتاویٰ حکیم نے ان کے فتویٰ کو اپنا فتویٰ ظاہر کیا ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قادیانیوں سے دوستی کا حکم

سوال..... کلمہ گو مسلمان اور کافر کو اپنی نشست و برخاست میں دوست سمجھنا کیسا ہے اور کافر کے کہتے ہیں کیا مسلمان کلمہ گو بھی کافر ہیں یا قاسم و قاجر ہیں؟

الجواب..... کافر دشمن خدا ہے اور مسلمان کا دشمن۔ اسے دوست بنانا حرام، مسلمان کو صرف مسلمان ہی سے دوستی کرنا چاہیے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا غُلُوٓىً وَعَدُوٓىً أَوْلِيَاءَ** (احمدی) اور فرماتا ہے۔ **لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ** (النساء ۱۳۳) کافر اس کو کہتے ہیں جو ضروریات دین میں سے کسی ضروری دینی کام مگر ہو، مجرد کلمہ گوئی سے مومن نہیں ہو سکتا جبکہ کسی ضروری دینی کا باوجود ادعائے ایمان، مگر ہو جیسے قادیانی باوجود کلمہ گوئی و ادعائے ایمان، ختم نبوت کے مگر ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرتے ہیں لہذا اس قسم کی کلمہ گوئی مومن ہونے کے لیے کافی نہیں اور ایسا کلمہ گو اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو، کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ امجدیہ ج ۳ ص ۲۸۹ تا ۲۹۱)

قادیانی فتنہ کا ضرر

سوال..... (۱)..... جماعت لاہوری و قادیانی کے رشتہ دار اپنے رشتہ دار مرزائیوں کو مسلمان اور مذہب خفی میں مسلمان تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ بروئے شریعت و فتویٰ ہائے علماء دین، مرزائی اور ان کے حامی و رشتہ دار اور جو ان کو مسلمان جانیں وہ سب خارج از اسلام و کافر ہیں اور یہ بھی ہم کو بخوبی معلوم ہے کہ ان کو مسجد اہل اسلام میں بھی داخل نہ ہونے دیں۔ مگر ہم لوگ ان کو مسجد میں آنے سے روکنے میں سخت مجبور ہیں۔ اگر روکتے ہیں تو وہ آمادہ فساد ہوتے ہیں اور مسجد میں جنگ و جدال کی نوبت ہو جاتی ہے۔ اب جماعت مرزائی کے رشتہ دار ہماری مسجد میں آتے ہیں۔ اور جس لوٹے سے وہ وضو کرتے ہیں اور مسجد میں جن گھڑوں سے ہم پانی پیتے ہیں وہ بھی پیتے ہیں اور ہماری جماعت نماز میں شریک نہیں ہوتے جو کہ مؤذن مسجد پڑھاتا ہے اور ان کی ضد یہ ہے کہ اگر امام صاحب معین

جماعت کرائیں گے تو ہم بھی شریک جماعت ہوں گے کیونکہ ہمارا چندہ مشترک ہے (یہ چندہ اس وقت کا ہے جبکہ یہ اہل سنت والجماعت شمار کیے جاتے تھے) ایسی صورت میں اگر یہ لوگ ہماری جماعت فرض و واجب میں شامل ہو جائیں اور ہم ان کو علیحدہ کرنے کی طاقت نہ رکھیں تو نماز سب کی درست ہو جائے گی یا نہیں۔ اور امام کی امامت کرائی درست ہے یا نہیں۔ (۲)..... جو لوگ باوجود واقف ہونے اس امر کے کہ ان کا مسجد میں آنا از روئے شریعت منع ہے اور وہ لوگ بوجہ کسی خوف کے مسجد میں آنے سے نہ روکیں یا بوجہ لحاظ و رشتہ داری کے چشم پوشی کریں تو ایسے لوگ نمازی کسی جرم شرعی کے مرتکب ہیں یا نہیں۔ (۳)..... امام معین مسجد نے فتاویٰ علماء اہل اسلام کہ متعلق قادیانیوں کے جاری تھے مسجد میں حملہ والوں کو سنائے اور یہ کہا کہ قادیانی یا ان کے رشتہ دار ان جوان کے ساتھ شامل ہیں وہ ہماری جماعت نماز میں شریک ہوں گے تو میں نماز نہیں پڑھاؤں گا۔ جن کو سن کر اہل محلہ نے مرزائیوں کے رشتہ داروں سے باوجود سمجھانے اور ان کا کہنا نہ ماننے کے قطع قتل ان سے کر دیا۔ اسی وجہ سے مرزائیوں کے رشتہ دار امام صاحب ہی کے مخالف ہو گئے اور وہ چاہتے ہیں کہ امام معین کی طرح امامت سے جدا ہو جائیں۔ اس واسطے جب امام صاحب جماعت کراتے ہیں تو ضداً یہ لوگ شامل جماعت نماز ہوتے ہیں جیسا کہ سوال نمبر اسے واضح ہے۔ اور اگر نائب امام جو مؤذن بھی ہے وہ جماعت کرائے یا دیگر شخص جماعت کرائے تو وہ شریک جماعت نماز نہیں ہوتے۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ ذاتی نقصان تنخواہ کا امام کو پہنچانا ہے۔ ہم اہل محلہ نے امام صاحب کو نہ امامت سے علیحدہ کیا ہے نہ انھوں نے استعفا دیا ہے بلکہ ہر نماز میں امام صاحب حاضر رہتے ہیں لیکن بوجہ فساد کے ہم لوگ نائب امام صاحب سے جماعت کراتے ہیں۔ ایسی صورت میں مسجد فتنہ سے تنخواہ امام صاحب کو دینی اور امام صاحب کو لیتی درست ہے یا نہیں؟

استفتیٰ نمبر ۱۱۳۱ عبدالرحمن صاحب (چاندنی چوک) ۵ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۲ اگست ۱۹۳۶ء

جواب..... قادیانی فتنہ بہت زیادہ مضر اور مسلمانوں کی دینی اور اخلاقی بلکہ سیاسی حالت کے لیے بھی تباہ کن ہے۔ اگر مسلمان ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لیے ان کے ساتھ تعلقات نہ رکھیں تو اس میں وہ حق بجانب ہیں۔ باقی رہا امام کا معاملہ تو اگر اہل مسجد امام سے کسی شرعی ضرورت کے ماتحت نماز نہ پڑھو سکیں تو مضائقہ نہیں اور امام جب تک امام ہے اس کو مسجد فتنہ سے تنخواہ دی جاسکتی ہے جبکہ اس کی نیابت میں دوسرا شخص اہل مسجد کی رضامندی سے اس کا کام انجام دیتا رہتا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

(کفایت المفتی ج ۳ ص ۵۲-۵۳)

قادیانی سے مقاطعہ جائز ہے؟

سوال.....: زید نے کہا کہ کمیٹی مجھ کو چھوڑ دے مگر قادیانیوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ اس وجہ سے کمیٹی نے زید سے ترک موالات کر لیا۔ اسی باعث کمیٹی والے تقریب وغیرہ میں نہ زید کو بلاتے ہیں۔ نہ زید کے یہاں جاتے ہیں۔ مگر زید کے ساتھ کمیٹی والے ہمدردی ہی کرتے ہیں۔ زید کے ساتھ نشست اور خلا (ملا جلا) ہی ہے تو آیا ترک موالات کامل ہے یا ناقص۔ ترک موالات کی تعریف شرح طور سے تحریر فرمائی جائے تاکہ اس پر عمل کیا جائے؟

جواب..... زید کا ایسا کہنا سخت گناہ ہے اور کفر کا اندیشہ ہے۔ لیکن فقط اتنی بات سے خارج نہیں ہوا۔ لہذا جو حقوق عام مسلمانوں کے ہیں ان کا وہ بھی حقدار ہے۔ مثلاً مل جائے تو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا، بیمار ہو تو عیادت کرنا وغیرہ۔ اس لیے ایسے حقوق عامہ کو ترک نہ کیا جائے۔ مگر خصوص تعلقات نکاح شادی وغیرہ بالکل قطع کر دیے جائیں اور اگر

یہ خیال ہو کہ مکمل ترک مولات کرنے اور قطع تعلق کرنے سے وہ راہ راست پر آ جائے تو اس میں بھی مضائقہ نہیں کہ چند روز کے لیے بالکل قطع تعلقات کر دیا جائے۔ مگر اس صورت کو ہمیشہ نہ رکھیں۔

وقد صرح العینی فی شرح المنیۃ بکراهۃ المعاشرة تارک الصلوۃ فهذا اولیٰ. واللہ

(امداد المقتبین ج ۲ ص ۲۳-۱۰۲۳)

تعالیٰ اعلم!

قادیانیوں سے میل جول کی ممانعت

سوال از کوہ سری مرسلہ باشندگان کوہ سری بذریعہ حکیم عبدالخالق صاحب ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ کوہ سری کے انتخاب میں دو امیدوار مہمربے جن میں سے ایک احمدی ہے، جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد مانتا ہے اور دوسرا فریق مشن یعنی جادوگر کا ممبر ہے، مسلمانان کوہ سری نے ہر دو کو حسب رسوم پر چیاں دیں، اب احمدی لاہوری کے حق میں جن مسلمانان اہلسنت وجماعت نے پرچیاں دی ہیں ان کے برخلاف مشورہ کیا جا رہا ہے کہ یہ بھی مرزائی ہو گئے ہیں کیا صرف پرچی دینے سے اور وہ بھی اس لیے کہ ایک تعلیم یافتہ اور مسلمانوں کے ہمدرد کو دی جائیں کوئی شخص مرزائی ہو سکتا ہے؟ جبکہ اس کے عقائد اہلسنت وجماعت کے ہوں؟ بیٹو! تو جو روا

جواب اس میں شک نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے انبیاء علیہم السلام کی سخت سے سخت توہین کی ہے اور دعویٰ نبوت کیا۔ اس وجہ سے یقیناً وہ شخص کافر ہے، اس کے اقوال پر مطلع ہو کر مجدد تو مجدد اسے مسلمان جانتا بھی کفر ہے، مگر کسی غیر مسلم کو مہمربے کی رائے دینا کفر نہیں، نہ فقط اتنی بات سے رائے دہندگان مرزائی ہوئے۔ مگر مرزائیوں سے میل جول رکھنا سخت دینی مضرت کا سبب ہے، حدیث میں ہے۔ ایاکم وایاہم لا یصلونکم ولا یفتونکم۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰) واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ احمدیہ ج ۳ ص ۱۶۸-۱۶۹)

دین و ایمان کے تحفظ کے لیے مرزائیوں سے قطع تعلق کیا جائے

سوال (۱) علمائے اسلام مطابق شریعت مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا سمجھتے ہیں؟ (۲) ان کا پیر و کسا ہوگا؟ (۳) مسلمانوں کو مرزائیوں سے قطع تعلق کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ (۴) اور قطع تعلق کہاں تک ہے؟

المستفتی نمبر ۴۳ مسلمانان بمعدراول ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۳۶ء

جواب (۱) جمہور علمائے اسلام مرزا غلام احمد قادیانی کو بوجہ ان کے دعوائے نبوت اور توہین انبیاء کے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ (۲) ان کے پیروؤں اور ان کو سچا ماننے والوں کا بھی یہی حکم ہے۔ (۳) ہاں اگر دین کو قوت سے محفوظ رکھنا چاہتے ہوں تو قطع تعلق کر لینا چاہیے۔ (۴) ان سے رشتہ ناکرنا ان کے ساتھ خلط ملط رکھنا جس کا دین اور عقائد پر اثر پڑے ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دلی (کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۱۶)

قادیانیوں سے اختلاط

سوال مرزائیوں کے دونوں فریق قادیانی و لاہوری بالیقین مرتد خارج عن الاسلام ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو مرتد کا کیا حکم ہے۔ مرتدین کے ساتھ اختلاط برتاؤ کرنا عوام کو ان کی باتیں سننا، جلسوں میں شریک ہونا، ان سے

مناکت کرنا، ان کی شادی دینی میں شریک ہونا، ان کے ساتھ کھانا پینا، تجارتی تعلقات قائم رکھنا، ان کو ملازم رکھنا۔ یہ امور جائز ہیں یا نہیں؟

جواب..... مرزا غلام احمد قادیانی کا کافر مرتد ہونا اور ان کے اقوال و کلمات غیر محصورہ کا غیر مختل لٹا دینا ہونا اظہر من الشمس ہو چکا ہے۔ اور اسی لیے جمہور علمائے امت ان کی تکفیر پر متفق ہیں۔ اس کی مفصل تحقیق کرنا ہوتا مستقل رسائل مثل ”اشد العذاب“ مصنفہ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب اور ”القول الصحيح فی مکانہ المسیح“ مصنفہ مولانا محمد سہول صاحب اور مطبوعہ ”فتاویٰ علمائے ہند در بارہ تکفیر قادیانی“ جس میں ہر ضلع و صوبہ کے علماء کے سینکڑوں دستخط و تصدیق ہیں۔ ملاحظہ فرمائے جائیں۔ پھر مرزائیوں کے دونوں فرقتے قادیانی اور لاہوری اتنی بات پر متفق ہیں کہ وہ (مرزا قادیانی) اٹلی درجہ کا مسلمان بلکہ مجدد و محدث اور مسیح موعود تھے اور ظاہر ہے کہ کسی کافر مرتد کے متعلق بعد اس کے عقائد معلوم ہو جانے کے ایسا عقیدہ رکھنا خود کفر و ارتداد ہے۔ اس لیے بلاشبہ دونوں فرقتے کافر و مرتد ہیں اور اب تو لاہوریوں نے جو تحریف قرآن اور انکار ضروریات دین کا خاص طور پر بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے سبب اب وہ اپنے کفر و ارتداد میں مرزا قادیانی کے تابع ہونے سے مستغنی ہو کر خود بالذات ارتداد کے علمبردار ہیں۔ اس لیے دونوں فریق سے عام مسلمانوں کا احتیاط اور ان کی باتیں سننا جلسوں میں ان کو شریک کرنا یا خود ان کے جلسوں میں شریک ہونا۔ شادی دینی اور کھانے پینے میں ان کو شریک کرنا سخت گناہ ہے اور مناکت قطعاً حرام ہے اور جو نکاح پڑھ بھی دیا جائے تو نکاح منعقد نہیں ہوتا بلکہ اگر بعد انعقاد نکاح مرزائی ہو جائے تو نکاح فوراً ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ تجارتی تعلقات اور ملازمت میں رہنا یا ملازم رکھنا بعض صورتوں میں جائز ہے۔ بعض میں وہ بھی ناجائز ہے۔ اس لیے بلا ضرورت شدیدہ اس سے بھی احتراز ضروری ہے۔

(امداد المؤمنین ج ۲ ص ۱۰۲۳، ۱۰۲۵)

قادیانیوں سے میل جول کی حرمت

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قادیانی مذہب ایسی جگہ آباد ہوا جہاں بالکل قطعاً مسلمان رہتے ہیں وہ قادیانی مسلمانوں کو بہکانا چاہتا ہے، نیز ان کے یہاں کا اصول بھی یہی ہے کہ تا سمجھ مسلمانوں کو اخلاق و نرمی سے اپنی طرف کھینچ کر بہکا لیتے ہیں اس خوف سے جمیع مسلمانوں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور کسی نے اس سے میل جول نہ رکھا مگر اسی محلہ کا ایک سقہ اس قادیانی سے مانوس ہو گیا اس کی بی بی نے اپنے شوہر سقہ کو منع کیا اور کہا ہم کو تم کو خدا اور رسول سے کام پڑے گا۔ ایسے بد مذہب سے علیحدہ رہو اور پانی بھی اس کے یہاں نہ بھرو ایک روپیہ بھینہ نہ سہی اس پر وہ سقہ اپنی بی بی کو طلاق دینے کے لیے تیار ہو گیا اور کہنے لگا تو میرے مکان سے نکل جا، میں تو اس قادیانی سے ایسا ہی ملوں گا اور پانی بھروں گا گو میرے تمام ٹھکانے چھوٹ جائیں مگر میں اس کو نہ چھوڑوں گا ہاں اگر سارے شہر کے بہشتی ایسا ہی کریں اور چھوڑ دیں تو میں بھی چھوڑ دوں، ورنہ میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا، بلکہ اگر وہ قادیانی سوز کھائے گا تو میں بھی سوز کھاؤں گا۔

سوال یہ ہے کہ جن مسلمانوں نے اس سے ترک سلام و کلام کر دیا ہے ان کے واسطے از روئے شریعت کیا جزا ملے گی اور سقہ کے واسطے شریعت پاک کا کیا حکم ہے۔ بیڑا تو جڑا

الجواب..... مسلمانوں کے لیے ثواب عظیم اور اس فعل سے اللہ و رسول کی رضا ہے اور وہ سقہ اشد گنہگار و مستحق

عذاب نار ہے سقاوں اور ان کے چودھری کو لازم ہے کہ اگر وہ تو یہ نہ کرے تو اسے برادری سے نکال دیں اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَنُمْسِكُمْ النَّارَ. (مائدہ ۱۱۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔
(احکام شریعت ص ۱۹۷-۱۹۸)

قادیانیوں سے تعلقات

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مرزائیوں سے لین دین، نشست و برخاست برادری کے تعلقات کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... نخلع و تنوک من یفجورک کے تحت ان کے باطل اعتقادات و رسومات سے الگ تھلگ رہنا ضروری ہے ان سے برادری اور دوستانہ تعلقات رکھنا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۲۰۵)

قادیانیوں کی تقریب میں شریک ہونا

سوال..... اگر پڑوس میں زیادہ اہلسنت جماعت رہتے ہوں چند گھر قادیانی فرقہ کے ہوں ان لوگوں سے بوجہ پڑوسی ہونے کے شادی بیاہ میں کھانا پینا یا ویسے راہ و رسم رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب..... قادیانیوں کا حکم مرتدین کا ہے ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا یا ان کی تقریب میں شریک ہونا جائز نہیں قیامت کے دن خدا اور رسول ﷺ کے سامنے اس کی جوابدہی کرنی ہوگی۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۱)

مسلمان ہونے والے قادیانی کا اپنے خاندان سے تعلق

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو حقیقی بھائیوں میں سے ایک نے قادیانی عقائد اختیار کر کے کفر و ارتداد قبول کر لیا ہے اور دوسرا بھائی ابھی تک اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور مسلک اہل سنت والجماعت ظاہر کرتا ہے۔ پس کو ہر چند سمجھایا گیا کہ مرزائی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اپنے بھائی سے ہر قسم کا قطع تعلق کرے مگر وہ اپنے قادیانی بھائی سے قطع تعلق نہیں کرتا بلکہ رشتہ تاتہ بھی کر رہا ہے اور شادی بیاہ خوشی غمی میں بھی قادیانی بھائی کے ساتھ شریک ہوتا رہتا ہے۔ اب اس شخص کے بارے میں اس کی مسلمان برادری پریشان ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کیا ایسے آدمی سے مسلمان برادری قطع تعلق کرے اور اس کو اپنی خوش و غمی میں شریک نہ کرے۔ کیا ایسا کرنے کی شرع شریف میں اجازت ہے۔ بیٹو! قوجو!۔

جواب..... مرزائیوں کے ساتھ برادری کے تعلقات قائم کرنا یا رشتہ کرنا ناجائز و حرام ہے۔ لہذا اس شخص پر لازم ہے کہ وہ اس مرزائی کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات ختم کر دے اور نخلع و تنوک من یفجورک پر عمل کرے۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے اس کے بندوں کی رضا مندی کچھ نہیں۔ لاطاعة المخلوق فی معصیة الخالق۔ (کنز العمال ج ۵ ص ۹۲ حدیث نمبر ۱۳۳۰۰) دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس شخص کو مزید سمجھانے کی کوشش کریں اور اس شخص کو اپنانے کی کوشش کریں تاکہ یہ مرزائی کے ساتھ تعلقات ختم کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
(فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۲۰۳)

قادیانیوں سے میل جول کا شرعی حکم؟

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ ایک شخص جو کہ خود ہمیشہ تبلیغ کرتا رہا ہے کہ غیر مسلم یعنی مرزائی سے کھانا جائز نہیں اور وہ تبلیغ کنندہ یونین کونسل کا ممبر ہے اور قادیانی بھی یونین کونسل کا ممبر ہے۔ اب اسی دیہات میں پوری یونین کا اجتماع ہوتا ہے اور وہی تبلیغ کنندہ سب کی دعوت کرتا ہے جس میں اسی دیہات کا وہ قادیانی بھی شامل ہے۔ اور پھر اسی طرح دوبارہ اجتماع ہوتا ہے تو وہ قادیانی دعوت کرتا ہے۔ جس میں وہ تبلیغ کنندہ بھی شامل ہوتا ہے۔ لیکن اس کی شمولیت مشروط ہے کہ اخراجات میں سے نصف خرچ میرا ہوگا کیونکہ ہم دونوں کے مشترک مہمان ہیں اور وہ اس صورت میں رضامند ہو جاتا ہے۔ اس دعوت میں کسی قسم کا کوئی جانور قادیانی کا مذبح نہیں ہے۔ جانور مذبح کا گوشت مسلمان سے خریدا گیا ہے اور مسلمان ہی پکانے والا ہے۔ البتہ باقی روٹی اور برتن وغیرہ اس کے ہیں اور وہی تبلیغ کنندہ باقی ممبران یونین کے مجبور کرنے پر کہ اب دونوں کے ملنے سے دنیاوی کاموں میں عوام کا بہت فائدہ ہے تو وہ کھانا کھا لیتا ہے۔ کھانے کے برتن میں مرزائی شریک نہیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ بعد ازاں وہ قادیانی قیمت نہیں لیتا۔ جواب یہ دیتا ہے کہ پہلے آپ نے انتظام کیا میں نے کچھ نہیں دیا۔ اب میں نے انتظام کیا ہے آپ سے کچھ نہیں لوں گا۔ کیونکہ اس وقت بھی مشترک خرچ ہوتا تھا۔ اب اس شخص کے حق میں شرعی فیصلہ کیا ہے اور کس قدر مجرم ہے اور بعد ازاں ایک مولوی صاحب یا کوئی شخص جو کہ ایک ایسی پارٹی کے پاس مہمان ہوتا ہے جس کا ہر قسم کا لین دین حتیٰ کہ دعوتوں میں شمولیت بھی کرتے ہیں اس قادیانی کے ساتھ ہے اور وہ مبلغ یا شخص اس کو کافروں سے مشابہت اور کتوں سے مشابہت دیتا ہے۔ کیا اس مبلغ نے قرآن و حدیث کی رو سے ٹھیک کہا یا غلط۔ اگر غلط ہے تو اس کی سزا کیا ہے۔

جواب..... صورت مسئلہ میں تبلیغ کنندہ کا پہلا رویہ درست تھا کہ ان کا کھانا اہل اسلام کے لیے درست نہیں۔ اس لیے کہ ان مرزائیوں کے تعلقات میل جول مناسد سے خالی نہیں لہذا بعد میں مرزائی کی دعوت کو قبول کر لینا مکمل ہوئی غلطی اور بے شرعی اور حمیت اسلامیہ کے خلاف ہے۔ نیز خاتم النبیین ﷺ سے عدم محبت کا اظہار ہے۔ دعوت میں شرکت کرنے والے اور مرزائی کو دعوت دینے والے دونوں مجرم ہیں۔ جلد از جلد توبہ کرنا لازم ہے۔ واضح رہے کہ تمام مسلمان مل کر اس برائی کو دور کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲)..... چونکہ مرزائی کافر ہیں اور مذکورہ مسلمان ان سے میل جول تعلقات رکھتے ہیں اور مرزائی اور وہ مسلمان ایک دوسرے کی دعوت وغیرہ میں شریک ہوتے ہیں۔ اس بنا پر مولوی کا کہنا کوئی غلط نہیں۔ البتہ مولوی کو چاہیے کہ حکمت کے ساتھ سمجھائیں۔ لیکن اگر مذکورہ ممبران وغیرہ باوجود حکمت کے ساتھ سمجھانے کے بھی تعلقات نہیں توڑتے تو کسی مصلحت کی بنا پر (مسلمان مرزائیوں کے شر سے محفوظ رہیں) مولوی کا کہنا بجا اور صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(نفاذی مفتی محمود ج ۱ ص ۱۹۸، ۱۹۹)

مرزائیوں سے دوستی ممنوع ہے

سوال..... اگر کوئی آدمی کسی مرزائی، قادیانی یا عیسائی سے دوستی کرتا ہے تو کیا یہ درست ہے؟ اور آدمی مسلمان ہے لیکن اگر مسلمان اس نیت سے دوستی کرے تاکہ اس مرزائی، عیسائی یا قادیانی کی اصلاح ہو جائے تو کیا یہ درست ہے؟

عثمان غنی لاہور

جواب..... کفار اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں مومن اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں، اللہ تعالیٰ کا دوست اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دوستی کیونکر کر سکتا ہے؟ کفار کی دوستی سے ممانعت کی آیات کئی ہیں ان میں سے ایک مندرجہ ذیل ہے۔
(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ) (آل عمران ۲۸) (مسلمانوں مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ) دوست کے بغیر ان کی اصلاح کرے ان کو تبلیغ کرے۔ ۱۴/۱/۱۴۱۷ھ
(احکام و مسائل ص ۵۳۶)

خوش اخلاقی قادیانیوں کا دامن فریب ہے

سوال..... قادیانیوں سے میل جول اور عام زندگی میں تعلقات کی نوعیت کیا ہونی چاہیے۔ خاص طور پر جب وہ خوش اخلاق اور خدمت گار ہو؟ جبکہ خوش اخلاقی اچھی عادت ہے۔ محمد رشید چنیوٹ

جواب..... محترم محمد رشید صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

قادیانی علی العموم کفار و مرتدین ہیں۔ ان سے سلام، کلام، کھانا، پینا، بیاہ شادی، لین دین کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں، حرام قلعی حرام ہے۔ کوئی شخص کسی لحاظ سے بہترین صفات کا حامل ہو، اس کا اللہ، رسول اور قرآن، اسلام اور اہل اسلام کا دشمن ہونا اور ان سے بغاوت کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ کوئی ذاتی خوبی، اس کا مداوا نہیں کر سکتی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ. (المجادلہ ۲۲)

”تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔ اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جایا جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ اللہ کی جماعت ہے، سن لو کہ اللہ کی جماعت ہی کامیاب رہے گی۔“

یہ ہے اہل ایمان کا عمل، کہ وہ اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں سے محبت نہیں کرتے۔ خواہ باپ ہو، بیٹا ہو، بھائی ہو، دوست ہو لہذا آپ قادیانی سے ہر قسم کی قطع تعلقی کریں۔ وہ اتنا ہی خوش اخلاق ہے تو کفر و ارتداد کو چھوڑے، قادیانی مرتد پر لعنت بھیجے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان لائے، مرتد ہونا اخلاق نہیں بد اخلاقی ہے۔ جو شخص خود جہنم کا ایندھن بن جائے اور دوسروں کو بھی اپنی طرف کھینچے۔ اس کی بہترین خدمات نہیں، بدترین مہلکات ہیں۔ واللہ البیادى و صلى الله على خير خلقه و نور عرشه قاسم رزقہ محمد والہ و صحبہ وسلم۔ عبد القیوم خان
(منہاج الفتاویٰ ص ۳۵۶، ۳۵۷)

قادیانیوں سے خاندانی و اخلاقی روابط حرام ہیں

سوال..... میرے خالو کراچی میں طویل عرصہ سے ایک اعلیٰ رہائشی علاقے میں مقیم ہیں۔ چند سالوں سے وہ

مرزائی (احمدی) ہو گئے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی اسی راہ پر ڈال دیا ہے وہ لوگ ہمارے گھر آتے جاتے ہیں۔ آیا ہم ان سے تعلقات منقطع کریں یا نہ کریں اور شادی بیاہ، اکٹھے کھانا وغیرہ کیسا ہے؟ وضاحت فرمادیں۔ ان مرتدین اسلام کی سزا کیا ہے اور کیا میں انفرادی طور پر ان کو کوئی سزا دے سکتا ہوں۔ تفصیلاً جواب مرحمت فرمائیں۔

عامر اقبال، واہ کینٹ

جواب..... محترم عامر اقبال صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کے خاندان: باللہ اگر احمدی یا قادیانی ہو گئے ہیں تو یقیناً وہ اسلام سے خارج، مرتد اور کافر ہو گئے۔ آپ کا اور ہر مسلمان کا ان سے ملنا جتنا، کھانا پینا اور کسی قسم کا تعلق رکھنا حرام ہے۔ صحابہ کرامؓ کو دیکھیں انھوں نے اپنے حقیقی رشتہ داروں اور عزیزوں کو کس طرح عقیدے کی بناء پر ترک کر دیا تھا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ. (مجادلہ ۲۲)

”تم ایسی قوم نہ پاؤ گے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے محبت رکھے۔ خواہ ان کے باپ ہوں، بیٹے ہوں یا بھائی اور قبیلہ والے ہوں۔“

بدر اور احمد کی لڑائیوں میں آئے سائے کون تھے؟ اپنے ہی نسب، جیسی بھائی، باپ، بیٹے، ماموں، چچے، خالہ زاد، عم زاد، دوست، عزیز اور رشتے دار وغیرہ۔ پس آپ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور رشتہ ایمان پر تمام رشتے قربان کر دیں۔ مرتدوں کا آپ سے ہنس کے بولنا اخلاق نہیں، مگر ہے جو آپ کے خدا و رسول کا لحاظ، پاس نہ کریں ان سے نہ شرمائیں۔ وہ آپ کے خیر خواہ کیسے ہو سکتے ہیں؟ آپ اپنے ایمان کا ثبوت دیں اور ان تمام لوگوں سے، اللہ و رسول ﷺ کی رضا کے لیے تعلقات ختم کر دیں۔ نہ دنیاوی معاملات میں نہ دینی معاملات میں۔ ان سے بیاہ شادی حرام، حرام قطعی حرام ہے۔ ان کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، رشتہ ناتہ رکھنا، تعلقات رکھنا، سب حرام اور کفر ہے۔ ان مرتدین کی سزا شرعاً قتل کرنا ہے مگر یہ سزا صرف حکومت دے سکتی ہے، عام آدمی نہیں۔ واللہ اعلم و رسولہ۔ عبدالقیوم خان

(منہاج القرآن جلد اول ص ۳۵۱-۳۵۲)

قادیانیوں سے میل جول کا حکم

سوال..... آج کل نئے فیشن کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی حالت یہ ہے کہ ان کو اپنے مذہب و عقائد کی توجہ کم خبر ہوتی ہے، بسا اوقات وہ لوگ آج کل کے عقائد باطلہ و افعال ممنوعہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں چنانچہ نئی زمانہ قادیانیوں کا سلسلہ عام ہو رہا ہے اور عموماً ان کو لوگ گلہ گو کہہ کر مسلمان سمجھتے ہیں اور بادیوں ان کے عقائد کفر یہ عام ہو جانے کے پھر بھی ان سے پرہیز اور اجتناب نہیں کرتے اور اگر ان سے کہا جائے ان لوگوں سے پچنا چاہیے کیونکہ ان کی صحبت کا برا اثر پڑتے پڑتے ایک روز ان کے عقائد کی خرابی کا دل میں احساس بھی باقی نہیں رہتا۔ لیکن یہ لوگ نہیں مانتے اور ان کو برا بھی نہیں سمجھتے بلکہ اپنی رشتہ داری یا ذاتی اغراض کی وجہ سے غلاما رکھتے ہیں اور توجہ یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ ان کے اس قدر حامی اور مددگار ہو جاتے ہیں کہ اصل قادیانی بھی ان سے زیادہ ان کے عقائد باطلہ کی تائید نہیں کر سکتے۔ لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ (۱) آیا قادیانی یا جوان کو اچھا سمجھیں ان سے میل جول رشتہ ناتہ کرنا ان کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا اور ان کی اعانت و مدد کرنا کیسا ہے؟

(۲)..... نیز جو رشتے ایسے لوگوں کے ساتھ ہو گئے ہیں ان کو باقی رکھنا بہتر ہے یا ان سے تعلق منقطع کر کے اچھے اور نیک و دیندار مسلمانوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنا بہتر ہے؟

(۳)..... اگر کوئی شخص باوجود سبھانے اور باوجود شرعی حکم پہنچانے اور باوجود قادیانی کے عقائد باطلہ کو جان لینے کے بھی ان کے ساتھ غلاما رکھے اور ان کو اچھا سمجھے اور ان سے علیحدگی کو گوارا نہ کرے بلکہ سچے کپے دیندار مسلمانوں کو برا سمجھے، ایسے شخص سے میل جول رکھنا چاہیے یا نہیں؟

اس مسئلے نمبر ۵۶۸ عبدالرحمن (ریاست حیدر) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۳۵ء

جواب..... (۱)..... قادیانی فرقہ جمہور علمائے اسلام کے فتوے کے بموجب دائرہ اسلام سے باہر ہے۔ اس لیے اس فرقہ کے ساتھ میل جول اور تعلقات رکھنا سخت، مضر اور دین کے لیے تباہ کن ہے۔ اس حکم میں قادیانی اور لاہوری دونوں برابر ہیں۔

(۲)..... اگر نادانستگی سے ان لوگوں کے ساتھ رشتہ ہو گیا ہو تو معلوم ہونے پر اسے منقطع کر دینا لازم ہے تاکہ خدا و رسول کی ناخوشی اور آخرت کے وبال سے نجات ہو۔

(۳)..... جو لوگ کہ قادیانیوں کے عقائد کفریہ سے واقف ہوں اور پھر بھی ان کو مسلمان سمجھیں وہ گویا خود بھی ان عقائد کفریہ کے معتقد ہیں۔ اس لیے وہ بھی اسلام سے خارج اور قادیانیوں کے زمرے میں شمار ہوں گے۔ دیندار مسلمانوں کو ان سے بھی علیحدگی اور بیزاری کا سلوک کرنا چاہیے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لا (شائع شدہ اخبار الجمعۃ ۲۰ اگست ۳۵ء)

جواب..... قادیان کے نبی کے مقلد (دونوں لاہوری احمدی اور قادیانی) اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور بہت سے کام مسلمانوں کے مذہب کے خلاف کیے۔ ان وجوہ سے وہ تمام علمائے اسلام کے نزدیک اسلام سے خارج سمجھے جاتے ہیں اور دونوں فرقے جو کہ یقین کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی ہادی تھے یا مسیح موعود تھے یا مہدی تھے یا امام وقت تھے اس لیے وہ لوگ اپنے مقتدا کے مانند ہیں اور وہ لوگ کافر ہیں۔ اور لاہوری جماعت بھی یقین کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی قابل تقلید تھے وہ بھی کافر ہیں۔ محمد کفایت اللہ (صدر جمعیتہ علمائے ہند) ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۳۵ء۔

(کفایت السنی ج ۱ ص ۳۱۳ ۳۱۴)

مرزائیوں کے ساتھ تعلقات کے مفصل احکام

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ فرقہ مرزائیہ کا کفر و ارتداد جبکہ شرعاً، عقلاً، نقلاً نصف التہار کی طرح روشن اور واضح ہو چکا ہے تو اس صورت میں اہل اسلام فرقہ مرزائیہ کے ساتھ حدود شرعیہ میں رہتے ہوئے کس حد تک معاملات و برتاؤ کر سکتے ہیں۔ مرزائیوں کی دعوتوں، ان کے ساتھ کھانا پینا، کاروبار، لیکن دین حتیٰ کہ ان کے ساتھ نشست و برخاست تک کے مسائل پر روشنی ڈالیں۔

الجواب..... واضح رہے کہ مولات یعنی دلی محبت و مودت کسی غیر مسلم نے کسی بھی حال میں قطعاً جائز نہیں۔ لقولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء۔ (الممتحنہ ۱) البتہ مواسات یعنی ہمدردی، خیر خواہی، نفع رسانی کی اجازت ہے۔ لیکن جو کفار برسرِ پکار ہوں تو ان کے ساتھ اس کی بھی اجازت نہیں۔ تعلقات کا

تیسرا درجہ مدارات یعنی ظاہری خوش خلقی اور دوستانہ برتاؤ ہے۔ یہ بھی غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے بشرطیکہ اس سے مقصود ان کو دینی نفع پہنچانا نہ ہو۔ یا وہ بحیثیت مہمان آئے ہوں۔ یا ان کے شر اور فتنہ سے اپنے آپ کو بچانا مقصود ہو۔ آخری درجہ معاملات ہے۔ یعنی کفار سے تجارت، اجارات، صنعت و حرفت کے معاملات۔ یہ بھی جائز ہیں۔ بجز ایسی حالت کے کہ ان سے عام مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہو۔ اگر ایسا ہو تو یہ بھی جائز نہیں۔

مذکورہ بالا توضیح سے نتیجہ یہ نکلا کہ اگر مرزائیوں کے ساتھ نفست و برخاست، کھانا پینا، آمد و رفت، میل جول، دلی محبت اور دوستی کی بناء پر ہو تو ناجائز اور حرام ہے۔ اگر کسی دینی و شرعی غرض کے تحت ہو تو جائز ہے مگر چونکہ عام طور پر اس قسم کے تعلقات دلی دوستی کی بناء پر ہوتے ہیں اور ان تعلقات کی خاصیت بھی یہ ہے کہ یہ دلی قرب پیدا کرتے ہیں۔ مزید برآں عوام الناس میں صحیح نیت کا بھی اہتمام نہیں ہوتا اس لیے اس قسم کے تعلقات کو علی الاطلاق منع کیا جاتا ہے۔ لیفسد باب المفاسد۔ قال اللہ تعالیٰ ولا ترکوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ (حدود ۱۱۳)

تعلقات کی یہ تفصیل مختلف آیات قرآنی کا خلاصہ ہے۔ تاہم مرزائیوں کی تقریبات میں شمولیت اور ان کے ہم پیالہ وہم نوالہ بن کر رہنا جائز نہیں۔ کیونکہ اس کا انجام خود مرزائی بن جانا ہوتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس لیے سخت احتراز لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۰/۷/۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

(خبر الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۸۶-۳۸۷)

قادیانی مذہب والوں سے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں؟

سوال..... میرے ہمسائے قادیانی ہیں۔ وہ ہم سے دودھ خریدتے ہیں۔ میں پڑھی لکھی ہوں اور جانتی ہوں کہ شرعاً کسی طرح ان سے تعلق جائز نہیں لیکن میری والدہ صاحبہ ان پڑھ ہیں۔ وہ میرے منع کرنے پر بھی نہیں رکتیں اور ان کو بدستور دودھ دیتی رہتی ہیں۔ آیا میں اپنی والدہ سے خدمت گزاری والا طریقہ بھی رکھوں اور ان مرزائیوں سے بھی مکمل قطع تعلق رہوں۔ میری والدہ کہتی ہے وہ مرزائی لوگ قرآن بھی پڑھتے ہیں نماز روزہ سب عبادتیں کرتے ہیں وغیرہ۔ میں نوکری کرتی ہوں۔ میں نے امی کو کہا کہ آپ بھی ان بدبختوں سے تعلق چھوڑ دیں ورنہ میں نوکری چھوڑ دوں گی۔ کیا میں نوکری چھوڑ دوں جبکہ میری والدہ نے میری بات نہیں مانی۔ تمام گوشن پر تفصیلی راہنمائی فرمائیں۔

رفعت نذیر ناروال

جواب..... محترمہ رفعت نذیر صاحبہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ نے جو حالات لکھے ان سے کئی لوگوں کو سابقہ ہے۔ آپ مبارکباد کی مستحق ہیں کہ آپ نے پوری تفصیل سے وضاحت کی اور ایک عظیم دینی خلش کا اظہار اور اس کا حل دریافت کیا۔ امید ہے کہ دیگر حضرات مرد و خواتین بھی اس وضاحت سے مستفید ہوں گے۔

آپ نے دونوں باتوں کا احتیاط سے خیال رکھنا ہے۔ ایمان کی حفاظت اور ماں کی خدمت۔ عقیدہ اپنا رکھیں اور اس سلسلہ میں کسی سے بھی نرمی نہ کریں۔ مضبوطی سے اس پر قائم رہیں۔

ماں کا ادب اور خدمت کریں اور نرمی سے اسے حق کی دعوت دیں۔ نہ مانے تو بھی اس کی خدمت کرتی

رہیں اور عقیدہ و ایمان اپنا رکھیں۔ اس سے وہ ناراض ہوں تو سو پار ہوں اس کی فکر نہ کریں۔ حضرت اولیس قرنیؑ نے ماں کی خدمت کی ہے۔ اس پر ایمان قربان نہیں کیا۔ آپ بھی یہی کچھ کریں۔ اپنی ملازمت جاری رکھیں اور ترقی کے لیے حریص نہ ہوں۔ مرزائی قرآن، صاحب قرآن اور اسلام کے باغی، دشمن اور بدخواہ ہیں۔ ان کا قرآن پڑھنا نرا دھوکہ اور فریب ہے۔ وہ تو اس کتاب مقدس کو ہاتھ تک نہیں لگا سکتے۔

لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ (الواقفہ ۷۹) اس کو صرف پاک لوگ ہاتھ لگا سکتے۔

نماز تراویح، روزہ وغیرہ اس کا قبول ہے جو ایمان والا ہو۔ مرتدین اور کفار کی تو کوئی عبادت قبول ہی نہیں جیسے ہندو، عیسائی، یہودی کی نماز، روزہ ناقابل قبول ایسے ہی مرزائی مرثدوں کا۔ آپ چاہیں تو اس تمام کارروائی کو اسلام اور قرآن کی توہین قرار دے کر ان لوگوں پر کیس کر سکتے ہیں۔ وہ قانونی طور پر نہ مسلمان کہلوا سکتے ہیں نہ اسلامی عبادت ادا کر سکتے ہیں۔ نہ اسلامی اصطلاحات استعمال کر سکتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ اور دیگر مسلمانوں نے ایمان کی خاطر تمام رشتے ناتے قربان کر کے اور غلامی رسول ﷺ کا رشتہ اختیار کر کے ہمارے لیے بہترین نمونہ چھوڑا ہے۔ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ باقی سب رشتے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا رشتہ سب سے پہلے۔ واللہ اعلم ورسولہ۔ عبد القدوم خان (منہاج القرآن ج اول ص ۳۲۷-۳۲۸)

قادیانی کو سلام اور جواب

سوال..... قادیانی لوگوں کو سلام کرنا یا ان کے سلام کا جواب دینا شرع شریف میں کیسا ہے؟

الجواب..... حامداً و مصلیاً۔ ان لوگوں کو سلام نہیں کرنا چاہیے اگر یہ لوگ سلام کریں تو جواب میں فقط ہدایہ اللہ کہہ دینا چاہیے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳-۹-۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح: عبداللطیف ۱۶ رمضان ۵۵ھ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۲۲۱)

بیمار قادیانی کی تیمارداری

سوال..... مرزائی مفلوج الجسم اور مفلس، تنگ دست رشتہ دار کی خدمت جسمانی یا امداد مالی (مثلاً ماموں ہے) کرنا اور کوئی اس کا رشتہ دار خدمت کرنے والا نہ ہو محض مخلوق خدا کا کافر اور پلید سمجھ کر جیسے کتے وغیرہ کی خدمت ہے جائز ہے یا نہیں۔ سائل صوفی علی محمد مسجد نور جالندھر شہر ۳۱ مارچ ۲۵ھ

الجواب..... حامداً و مصلیاً۔ مرزائی صرف کافر ہی نہیں بلکہ مرتد ہیں، جو معاملہ دیگر کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے، مرتد کے ساتھ شرعاً نہیں کیا جاتا اس لیے مرتد کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں چاہیے البتہ اگر یہ توقع ہو کہ وہ خوش اخلاقی اور تیمارداری سے متاثر ہو کر ارتداد سے تائب ہو جائے گا اور اسلام قبول کر لے گا تو پھر یہ تیمارداری مستقل تبلیغ کا حکم رکھتی ہے۔ بشرطیکہ نیت یہی ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۲۹۲)

قادیانی کی تجسیم تکفین اور ان کے نکاح میں شرکت

سوال (۱) کسی قادیانی کی تجسیم و تکفین میں دیدہ و دانستہ حصہ لینے والے مسلمان کے حق میں کیا حکم ہے؟

(۲) قادیانی کی شادی میں شریک ہونا اور اہدائے کیا ہے؟

(۳) دعوت قادیانی کی مسلمان کے لیے کیسی ہے؟

(۴) علمائے دین کے فتویٰ کو غلط بتانے والا اور توہین کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

(۵) عزیز و اقارب دوست آشنا نیز برادری کے بھائی اور مسلمانان قصبہ قادیانیوں کے ساتھ کیا برتاؤ کریں تاکہ وہ عند اللہ مآخوذ نہ ہوں؟

(۶) قادیانی کی شادی کرنا کیا ہے؟

جواب (۱) مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام قبیحین خواہ کسی پارٹی کے ہوں جمہور علمائے اسلام کے اتفاق سے کافر و مرتد ہیں۔ ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا یا شریک ہونا ہرگز جائز نہیں اور جو کوئی مسلمان شریک ہو وہ گناہگار ہے۔ توبہ کرنی چاہیے۔

(۲) یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ اس سے لوگ ان کو مسلمان سمجھنے لگتے ہیں اور ان کو اپنی گمراہی پھیلانے کا موقع ملتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ”فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ (الانعام ۶۸) وَلَا تَرَكُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَنْسُكُمُ النَّارُ“ (مائدہ ۱۱۳)

(۳) ہرگز نہ کھانی چاہیے۔ بالخصوص ذبیحہ ان کا بالکل مردود ہے۔ اس سے پرہیز ضروری ہے۔

(۴) ایسا شخص سخت گناہگار ہے بلکہ اندیشہ کفر ہے توبہ کرنی چاہیے۔ ”صروح بہ فی کلمات الکفر من جامع الفصولین والبحر“

(۵) مسلمانوں کو قادیانیوں سے کسی قسم کا تعلق شرکت شادی وغنی وغیرہ کا ہرگز نہ رکھنا چاہیے۔ اگرچہ رشتہ داری و قرابت بھی ہو۔ رشتہ اسلام کے قطع کرنے والے کے ساتھ رشتہ قرابت کوئی چیز نہیں۔

(۶) قادیانی مرد یا عورت کا کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ مرتد ہیں اور مرتد کا نکاح کسی سے منعقد نہیں ہو سکتا۔ ”قال فی الدر المختار ولا یصح ان ینکح مود او مودۃ احدا من الناس مطلقاً“

(امداد المفتین ج ۲ ص ۲۳۱ ص ۱۰۲۳)

قادیانی کے گھر مسلمان کے لیے فاتحہ خوانی کا شرعی حکم

سوال عرض ہے کہ ایک قادیانی آدمی کی مسلمان بہن فوت ہو گئی۔ ہمارے محلہ کے امام صاحب اور کئی لوگوں نے ان کے گھر جا کر فاتحہ خوانی کی۔ آیا قادیانی کے گھر فاتحہ خوانی کے لیے جانا درست ہے۔ لوگ امام صاحب کو اس وجہ سے کافر کہہ رہے ہیں۔ شرعی مسئلہ واضح فرمائیں۔ محمد ذیشان ملتان

جواب محترم ذیشان صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

قادیانی کی بہن مسلمان تھی اس کے لیے فاتحہ خوانی بالکل صحیح ہے البتہ اس مرزائی کے گھر نہ جانا چاہیے تھا کیونکہ مرزائی سے سلام، کلام، کھانا پینا، میل ملاپ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں۔ پس مسلمان مرحومہ کی فاتحہ خوانی کسی مسلمان عزیز کے گھر بھی ہو سکتی تھی۔ نیز کسی کے گھر جانا ممکن نہ تھا تو اپنی جگہ یا اپنے گھر بیٹھ کر دعائے مغفرت کی جا سکتی تھی۔ مرزائی سے ہر قسم کا تعلق ختم کرنا ضروری ہے۔ بہر حال امام مسجد اور جن دوسرے مسلمانوں نے

مرحومہ کی فاتحہ خوانی کی جائز ہے۔ اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ اس امام کو معاذ اللہ کافر کہنا یا اس قسم کی گفتگو کرنا بیہودہ و حرام ہے۔ مسلمان عام طور پر اور علمائے کرام خاص طور پر ایسے مواقع پر سخت احتیاط کریں کہ کسی قسم کا شک و شبہ پیدا نہ ہو اور لوگ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ واللہ اعلم ورسولہ۔
عبدالقیوم خان

(منہاج القادری ج ۱ اول ص ۳۵۳)

قادیانیوں کے ساتھ اشتراک تجارت اور میل ملاپ حرام ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسئلہ میں!

قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اپنی جماعت کے مرکزی فنڈ میں جمع کراتے ہیں جو مسلمانوں کے خلاف تبلیغ اور ارتدادی مہم پر خرچ ہوتا ہے چونکہ قادیانی مرتد کافر اور دائرہ اسلام سے متفقہ طور پر خارج ہیں۔ تو کیا ایسے میں ان کے اشتراک سے مسلمانوں کا تجارت کرنا یا ان کی دکانوں سے خرید و فروخت کرنا یا ان سے کسی قسم کے تعلقات یا راہ و رسم رکھنا از روئے اسلام جائز ہے؟

جواب..... صورت مسئلہ میں اس دقت چونکہ قادیانی کافر محارب اور زندیق ہیں اور اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت نہیں سمجھتے بلکہ عالم اسلام کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھ تجارت کرنا خرید و فروخت کرنا ناجائز و حرام ہے، کیونکہ قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ لوگوں کو قادیانی بنانے میں خرچ کرتے ہیں۔ گویا اس صورت میں مسلمان بھی سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد بنانے میں ان کی مدد کر رہے ہیں لہذا کسی بھی حیثیت سے ان کے ساتھ معاملات ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح شادی، غمی، کھانے پینے میں ان کو شریک کرنا، عام مسلمانوں کا اختلاط، ان کی باتیں سننا، جلسوں میں ان کو شریک کرنا، ملازم رکھنا، ان کے ہاں ملازمت کرنا یہ سب کچھ حرام بلکہ دینی حیثیت کے خلاف ہے۔ فقط واللہ اعلم

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۹)

قادیانیوں سے لین دین کرنے کا حکم

سوال..... مسلمانوں کے لیے قادیانیوں کے ساتھ لین دین یعنی تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب..... اگرچہ غیر مسلموں سے دنیاوی معاملات کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر مسلمانوں کو جھوٹ دینے کی کوشش کرتے ہیں جس سے بسا اوقات ان کے تفریہ عقائد مخفی رہ جاتے ہیں، اس لیے یہ مرتدین کے حکم میں ہو کر ان سے کسی قسم کی تجارت کرنا جائز نہیں۔

قال العلامة برهان الدین المرغینانی: ویزیل ملک الموقد عن اموالہ یوتدہ زوالا مراعی فان اسلم عادت الی حالہا۔ (المہدیہ ج ۲ ص ۵۶۶ کتاب السیر مطبع جمیعیہ کاپور، فتاویٰ حقانیہ ج ۵ ص ۳۳۳-۳۳۴)

سوال..... از بریلی علی گھر جعفر خاں مسلولہ قدرت حسین صاحب ۵ رمضان ۱۳۳۹ھ

قادیانیوں کے ہاتھ مال فروخت کرنا کیسا ہے؟ بیٹا تو ہروا۔

الجواب..... قادیانی مرتد ہیں، ان کے ہاتھ نہ کچھ بیچا جائے نہ ان سے خریدا جائے، ان سے بات ہی کرنے کی اجازت نہیں۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں۔ ایاکم و اباہم ان سے دور بھاگو انھیں اپنے سے دور رکھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۵۹۸)

قادیانی کی زمین اجارہ پر لینا

سوال ایک شخص تقریباً تیس سال سے قادیانی ہو گیا ہے اور شخص مذکور ضلع پشاور میں مالک زمین و میانہ جات ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان اس قادیانی کا زمین اجارہ پر لے یا نصف حصہ پر کاشت کرے تو بروئے شرع شریف وہ اجارہ گیر نہ یا کاشت کنندہ شخص پر کوئی گناہ تو نہ ہوگا؟ المستفتی نمبر ۷۷۷ حکیم عبدالرؤف پشاور۔ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ ۱۹ فروری ۱۹۳۶ء

جواب قادیانی کی زمین اجارے پر یا تقسیم پیداوار پر لینے والا خارج از اسلام تو نہ ہوگا لیکن اگر قادیانی کی زمین نہ لے تو ایک مسلمان کے لیے یہ اچھا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی (کفایت المفتی ج ۷ ص ۳۳۳) مرزا کے نام کی مشابہت سے احتراز سوال (الجمیعہ مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۲۷ء)

میں نے اپنے نو مولود لڑکے کا نام غلام احمد رکھا ہے۔ چند بزرگ کہتے ہیں کہ یہ نام نہ رکھو کیونکہ غلام احمد قادیانیوں کے سردار کا نام تھا۔

جواب ایک نام کے ہزاروں آدمی ہوتے ہیں۔ بعض ان میں سے اچھے اور بعض برے ہوتے ہیں۔ یہ نام اس وجہ سے ناجائز نہیں ہو سکتا کہ قادیانی فرقہ کے پیروا کا نام تھا۔ تاہم اگر آپ بجائے غلام احمد کے محمد احمد نام بدل کر رکھ دیں تو بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ (کفایت المفتی ج ۵ ص ۲۵۸)

قادیانیوں کے مرتب کردہ قاعدہ یسرنا القرآن سے احتراز کیا جائے سوال (الجمیعہ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۲۵ء)

ایک شخص پیرزادہ منظور محمد نام نے ایک طویل قاعدہ بچوں کی تعلیم کے لیے بنایا ہے جس کا نام قاعدہ یسرنا القرآن ہے۔ یہ شخص قادیانی ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور صاحب وحی مانتا ہے۔ اس قاعدہ کو پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص قاعدہ لکھے اور قاعدہ کا نام یسرنا القرآن رکھ دے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب میں نے قاعدہ یسرنا القرآن اب تک نہیں دیکھا۔ اگر اس قاعدہ میں قادیانی مشن کی باتیں لکھی ہوں تو یقیناً اسے بچوں کو پڑھانا نہیں چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ابتداء ہی سے ان کے دل میں گمراہی کی طرف میلان ہو جائے۔ بہر صورت اس سے احتراز اولیٰ و انسب ہے کیونکہ بچوں کی تعلیم کے لیے دوسرے قاعدے بہت اچھے اچھے (مثلاً نورانی قاعدہ وغیرہ) موجود ہیں۔ قاعدہ کا نام یسرنا القرآن رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ (کفایت المفتی ج ۲ ص ۳۶)

قاعدہ یسرنا القرآن کے اثرات

سوال قاعدہ یسرنا القرآن جو قادیانیوں کا بنایا ہوا ہے جس میں کوئی عقیدہ قادیانی کی بات نہیں کہ جس سے فساد عقیدہ اور فساد عمل شرعی ہوتا ہو بلکہ اس کی ترکیب و ترتیب اور ہدایات بابت طریقہ تعلیم ایسی ہے جس کے باعث بچہ بسوخت پانچ چھ ماہ میں بلکہ اس سے کم مدت میں ناظرہ ختم کر لیتا ہے۔ چنانچہ راقم کا خود تجربہ ہے کہ

بہت سے بچوں کو تین تین چار چار ماہ میں ختم کر لیا ہوں۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس قاعدہ کا پڑھنا جائز ہے، اور کیا کفار کی بنائی ہوئی چیز کو اس کے کمال اور کسی خوبی اور عمدگی کی وجہ سے عمدہ اور اچھا کہنا جائز ہے یا نہیں۔ مثلاً یوں کہنا کہ مقرر کا کپڑا اور بنگھوان پور کا بیڑا بہت اچھا ہے اس لیے کہ اچھا مشہور ہے تو اچھا کہنا کیسا ہے کیونکہ اس کے بنانے والے کا فر ہیں، یا یوں کہنا کہ امریکن لائین یا جرمنی کوئی چیز اچھی ہے تو اس کو اچھا کہنا کیسا ہے؟

الجواب..... حامداً و مصلیاً۔ امریکن لائین اور قاعدہ میرنا القرآن میں بہت فرق ہے۔ اول خالص دنیادی چیز ہے۔ اور ثانی تعلیم قرآن اور دینیات کی ابتداء و اجراء ہے۔ اول کی تعریف سے کفار کے دین کی تعریف نہیں ہوتی ہے اور ثانی کی تعریف سے دل میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ جن لوگوں نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اتنا بہترین انتظام کیا ہے جس سے بچہ بہت جلد ناظرہ رواں اور حفظ پڑھنے پر قادر ہو جاتا ہے اور اس کا وقت ضائع ہونے سے محفوظ رہتا ہے وقت جیسی قیمتی چیز کی حفاظت کرنا اور اس کو ضائع ہونے سے بچانا لوگ خوب جانتے ہیں۔ لامحالہ دینی اصول و فروع میں بھی یہ لوگ ماہر ہوں گے اور ان کا طریقہ تعلیم بہت اچھا ہے لہذا ان کو اپنے مدارس میں ملازم رکھنا چاہیے یا ان کے مدارس میں اپنے بچوں کو داخل کرنا چاہیے۔ علیٰ ہذا القیاس بچہ جو کہ عقائد قادیانی سے بالکل بے خبر ہے جب وہ ان کا بنایا ہوا قاعدہ پڑھے گا پھر آئندہ وہ دوسرے قواعد یا کتب میں وہ سہولت نہ پائے گا اور بعد میں معلوم کرے گا کہ وہ پہلا قاعدہ قادیانی کا تصنیف کردہ ہے تو لامحالہ اس کی طبیعت میں قادیانی کی نہ صرف تعریف بلکہ قدر پیدا ہوگی اور یہ خواہش کرے گا کہ میں ان کی دوسری تصانیف بھی پڑھوں، وہ بھی اسی طرح سہل اور دل نشین طریق پر ہوں گی اور ان کی کتابیں پڑھنے سے جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے۔ پھر اگر خراب نتیجے سے والدین منع بھی کریں اور قادیانی کی برائی بھی سمجھائیں تب بھی بچہ کہے گا کہ یہ کسی عداوت نفسانی کی وجہ سے منع کر رہے ہیں ورنہ واقعاً اگر قادیانی خراب ہوتا تو اس کا بنایا ہوا قاعدہ کیوں پڑھاتے؟ اور جب اس قاعدہ سے اس قدر نفع ہوا جس کا میں تجربہ کر چکا ہوں اور اس کی تعریف اپنے ابتدائی استاذ صاحب قاری خدا بخش سے سن چکا ہوں تو لامحالہ دوسری کتابیں بھی ایسی ہی ہوں گی۔ تلیس کی بناء پر روحانی اور معنوی غیر محسوس طریقہ پر جو اثر پڑتا ہے وہ غلط ہے۔ اس لیے اہل تقویٰ کفار کی دوکانوں سے اشیاء خریدنے سے احتراز کرتے ہیں اور اہل اسلام کی دوکانوں سے خریدتے ہیں۔

پھر جب آپ اس قاعدہ میرنا القرآن کو ردواج دے کر سب جگہ شائع کر دیں گے تو اس سے قادیانیت کی بہت بڑی تبلیغ ہوگی اس لیے کہ یہ قاعدہ رجسٹرڈ ہے۔ کوئی دوسرا اس کو نہیں چھپوا سکتا اور لامحالہ قادیانیوں سے خریدنا ہوگا اور وہ روپیہ مسلمانین کو دیا جائے گا کہ اہل اسلام کی تردید کر کے قادیانی مذہب کو پھیلایا جائے۔ اور مسلمانوں سے مجمع عام میں مناظرہ کیا جائے اور اہل اسلام کے خلاف کتابیں چھپوا کر شائع کی جائیں نیز بغدادی قاعدہ اور نورانی قاعدہ جن کو مخلص و دینداروں نے تصنیف کیا ہے وہ بیکار اور موقوف ہو جائیں گے۔ آج آپ کو یہ قاعدہ پسند آیا اس کے نتائج یہ ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ۔ معین مفتی مدرہ مظاہر علوم سہارنپور (فائدہ محمودیہ ج ۸ ص ۴۰۳ تا ۴۰۶)

قادیانی قاعدہ کے پڑھانے کا حکم

سوال..... از باسی ناگور مارواڑ مرسلہ محمد غیاث الدین کمہاروی ۳ صفر ۱۴۵ھ۔ قادیانی ضلع گرداسپور پنجاب سے جو

قائدہ میرنا القرآن چھپ کر شائع ہوا ہے بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟

الجواب..... مذہب قادیانی رکھنے والے یقیناً اجتماعاً بلا شک و شبہ کفار مرتدین ہیں۔ ایسے لوگوں کی کتابیں بچوں کو پڑھانا ناجائز ہے اگرچہ ان کتابوں میں ان کی گمراہی کی باتیں نہ ہوں مگر مصنف کی عزت دل میں پیدا ہوگی اور ان کی باتیں قبول کرنے کا مادہ پیدا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو کو کہتے ہیں، یہ شخص کھلا ہوا کافر و مرتد تھا۔ اس نے وحی نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ حضرت مریم کی شان رفیع و جلیل میں طرح طرح کی گستاخیاں، بیہودہ کلمات استعمال کیے، اس شخص نے اپنی نبوت کا دعویٰ کر کے ضروریات دین سے انکار کیا ہے، نیز انبیاء کرام کی تکذیب و توہین کی اور قرآن عظیم کا بھی انکار کیا ہے۔

اس کے مختصر عقائد و باطل یہ ہیں (ازالہ اوہام ص ۵۳۳ خزائن ج ۳ ص ۲۸۶) میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔

خداے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام اتنی بھی رکھا اور نبی بھی۔ اسی (کتاب کے ص ۶۸۸ خزائن ج ۳ ص ۲۷۰) میں ہے۔

”حضرت رسول خدا ﷺ کے الہام و وحی غلط نکل تھیں۔“ ملخصاً اسی کے (ص ۲۸۶ خزائن ج ۳ ص ۱۱۶، ۱۱۵) میں لکھتا ہے۔

”قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبان کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔“ (۳)..... حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں جو آیتیں تھیں۔ مرزا قادیانی نے انھیں اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ چنانچہ مرزا لکھتا ہے۔

”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔“ تجھ کو (غلام احمد کو) تمام جہان کی رحمت کے واسطے روانہ کیا۔ (تہذیب الوحی ص ۸۲ خزائن ج ۲ ص ۸۵) اور آیت کریمہ ”و مبشراً بوسول یاتی من بعد اسمعہ احمد“ سے اس نے اپنی ذات مراد لی۔

(۵)..... (ابو نعیم نمبر ۲ ص ۱۳ خزائن ج ۱ ص ۳۶۰) پر لکھا ”کامل مہدی نہ موسیٰ تھا نہ عیسیٰ“ حضرت عیسیٰ ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے ہوئے، (اعجاز احمدی ص ۱۳ خزائن ج ۹ ص ۱۲۰) پر لکھا ”یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور ان کی پیشین گوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں۔ بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے۔ اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔“ اسی (کتاب کے صفحہ ۱۳ خزائن ج ۱ ص ۱۹) پر حضرت عیسیٰ ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے ہوئے لکھا ہے ”میسائی تو ان کی خدائی کو دوتے ہیں۔ مگر یہاں نبوت بھی ان کی ثابت نہیں۔“

اس طرح کے توہین آمیز کلمات اور انکار ضروریات دین سے مرزا قادیانی کی کتابیں بھری ہیں۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت کا اعلان کر کے حضور ﷺ کے بعد نیا نبی پیدا ہونے کو واقع تسلیم کر لیا۔ اس کے متبعین اسے علی الاعلان نبی ماننے اور اس کی نبوت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ لہذا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین (قادیانی کہنے والے) ضروریات دین کا انکار کرنے، انبیاء کرام کی شان میں گستاخی کرنے، اور قرآن کریم کا انکار کرنے کی وجہ سے یقیناً اجتماعاً بلا شک و شبہ کافر و مرتد ہیں۔ ایسے کہ مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِهِ وَ عَذَابُہٗ فَقَدْ کَفَرَ جو

ان کی کفریات پر مطلع ہو کر ان کے کافر و مرتد ہونے اور عذاب دیے جانے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، ایسے عقیدہ والوں کی کتابیں بچوں کو پڑھانا ان کے عقیدہ و عمل کے فساد کا باعث ہے۔ معروف محدث امام ابن سیرین علیہ الرحمہ کے پاس وہ بد مذہب نے آ کر عرض کی کہ ہم آپ سے ایک حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں آپ نے منع فرمایا۔ انھوں نے کہا تو پھر آپ ہی کوئی حدیث ہمیں پڑھ کر سنائیے۔ فرمایا یہ بھی نہیں۔ یا تو تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ یا میں چلا جاؤں گا۔ وہ دونوں نکل گئے، لوگوں نے امام موصوف سے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا۔ اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یَّقْرَآ عَلَیْ اَیَّةٍ فِیَعْرِضَ لَهَا فِیَقْبُرَ ذَٰلِکَ فِیْ قَلْبِیْ۔ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں آیت پڑھ کر اس کے معنی میں کچھ تحریف کر دیں اور میرے دل میں وہ بات گھر کر جائے۔ جب ایک امام وقت اور محدث عصر کا یہ حال تو ہمہ شا کا کیا ٹھکانا، وہ بھی بچوں کا۔ لہذا مذہب قادیانی رکھنے والوں کی کتابوں کا بچوں کو پڑھانا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
آل مصطفیٰ مصباحی۔
(فتاویٰ امجدیہ ج ۳ ص ۱۰۹ تا ۱۱۱)

قادیانی کو کسی اسلامی جلسہ یا ادارہ میں شریک کار بنانا!

سوال..... قادیانیوں، مرزائیوں احمدی ہو یا محمودی، میل جول رکھنا ان کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، شادی بیاہ کرنا، ان سے مسلمانوں کو اپنی مساجد اور قبرستانوں کے لیے چندہ لینا یا ان کو اشاعت اسلام کی غرض سے چندہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲)..... وقتی مصلحت کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کو اپنی انجمنوں مجلسوں وغیرہ کا قادیانیوں کو ممبر عام اس سے کہ وہ خصوصی ہوں یا عمومی بنا کر رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳)..... کچھ لکھے پڑھے کہتے ہیں کہ قادیانی یہاں صرف بیس ہی تو ہیں۔ اگر ان کو شامل کر لیا جائے تو کیا حرج ہے؟ مسلمانوں کی شان نہیں کہ وہ اس قلیل مقدار سے خوف زدہ ہو کر اس اشتراک عمل سے باز رہیں۔ یہ ایک مولوی صاحب کا مقولہ ہے۔ لہذا ہم کو بتایا جائے کہ یہ مولوی صاحب ٹھیک فرماتے ہیں یا نہیں؟

جواب..... مرزا غلام احمد قادیانی بافتاق امت کافر ہیں۔ ان کے وجہ کفر اور عقائد کفریہ کو علماء نے مستقل رسالوں میں جمع کر دیا ہے۔ ضرورت ہو تو رساں ذیل میں دیکھ لیا جائے۔ ”اشد العذاب“ مصنفہ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب ”القول السبح“..... ”فتاویٰ تکفیر قادیان“ اور جب کہ یہ لوگ کافر و مرتد ٹھہرے تو ان کو اسلامی اداروں کا رکن بنایا جائے گا تو گویا خود علماء اسلام ان کو ایک عزت و دینی کے عہدہ پر جگہ دے رہے ہیں۔ اس سے عوام پر یہ اثر ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو شل علماء اسلام کے مقتداہ سمجھنے لگتے ہیں اور ان کے فتوے ماننے لگتے ہیں۔ جو سراسر ضلالت و گمراہی ہے اور جس قدر مصالح ان لوگوں کی شرکت میں پیش نظر ہیں اس سے بہت زیادہ نقصانات شدیدہ کا خطرہ ہی نہیں بلکہ یقین ہے۔ اس لیے ہرگز ان لوگوں کو اسلامی مجالس میں شریک نہ کرنا چاہیے ہمارے اکابر و اساتذہ نے بہت غور و فکر اور تجارب کے بعد ہی رائے قائم کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم! (امداد المصلحین ج ۲ ص ۱۰۲)

مسلمانوں اور مرزائیوں کی متحدہ جماعت کو ووٹ دینے کی شرعی حیثیت

سوال..... ایک مسلم پارٹی کا قادیانیوں سے انتخابی اتحاد ہوا ہے، ایسی متحدہ جماعت کو ووٹ دینا مسلمانوں کے لیے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب..... قادیانی چونکہ مرتد اور خارج من الاسلام ہیں، ان سے اتحاد کرنے سے اگرچہ کسی وقتی مصلحت کی

بناءً پر کچھ معمولی فائدے حاصل ہو سکتے ہیں، لیکن ان کے ارتداد اور کفر کی وجہ سے ان کے جو مذہب مقاصد ہیں اتحاد کی صورت میں وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے، اس لیے قادیانیوں سے اتحاد کرنے میں فائدہ کم اور نقصان کا احتمال زیادہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اگرچہ یہودیوں سے اتحاد کیا تھا لیکن اس سے کوئی اسلامی شعار متاثر نہیں ہوا تھا۔ تاہم صورت مسئلہ کے مطابق اگر مسلمان کسی نیک مقصد کی تکمیل کے لیے قادیانیوں سے اتحاد کر لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بنیادی طور پر کفار اور مشرکین سے اتحاد کرنا ممنوع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ ذُنُوبِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۸)۔ لیکن جہاں کہیں مسلمانوں کو کفار اور مشرکین سے دینی اور دنیوی فائدہ ہو تو ایسی صورت میں ان سے اتحاد کرنا مباح ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بھی مدینہ منورہ میں آنے کے بعد یہودیوں کے دو مشہور قبائل بنو نضیر اور بنو قریظ سے اتحاد کیا تھا، اور صلح حدیبیہ بھی اسی قسم کے اتحاد اور معاہدہ کی ایک کڑی تھی۔ اسی طرح آج بھی حالات کو دیکھا جائے گا کہ اگر مسلمانوں اور اسلام کو کفار کے ساتھ اتحاد کرنے میں کوئی معقول فائدہ ہو تو ان سے اتحاد کرنے میں شرعاً کوئی قبح نہیں۔

لما قال الامام شمس الدين السرخسي: ولان رسول الله ﷺ صالح اهل مكة عام الحديبية على ان وضع الحرب بينه وبينهم عشرين فكان ذلك نظراً للمسلمين لمواطنة كانت بين اهل مكة واهل خيبر وهي معروفة ولان الامام نصب ناظراً ومن النظر حفظ قوة المسلمين اولاً وربما ذلك في المواقعة اذا كانت للمشركين شوكه. (المبسوط للسرخسي ج ۱ ص ۸۶ کتاب اسیر) وقال الامام ابوبكر جصاص في تفسير هذه الآية: "وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلَامِ فَاجْتَنَحْ لَهَا" قال ابوبكر قد كان النبي ﷺ عاهد حين قدم المدينة اصنافاً من المشركين منهم النضير و بنو قينقاع و قريظة وعاهد قبائل من المشركين. (احکام القرآن ج ۳ ص ۸۶ سورۃ الانفال)

(فتاویٰ حنائیہ ج ۲ ص ۳۰۸ تا ۳۱۰)

قادیانی کسی اسلامی انجمن کے ممبر نہیں بن سکتے

سوال (۱)..... کسی اسلامی انجمن میں قادیانیوں کو ممبر بنانا شرعاً کیا حکم ہے۔ (۲)..... اگر کثرت رائے اور متفقہ رائے سے یہ جوہر منظور ہو جائے کہ قادیانیوں کو بھی ممبر بنایا جائے پھر اس انجمن میں شریک ہونا یا اس کی امداد کرنا کیا ہے۔ المستفتی نمبر ۲۲۲ احمد صدیق (کراچی) ۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء۔

جواب (۱)..... قادیانیوں کو کسی انجمن میں ممبر نہ بنایا جائے۔ (۲)..... ہرگز نہیں۔ بلکہ اس انجمن سے علیحدہ ہو جانا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی (کفایت المفتی ص ۳۱۹)

قادیانی نواز و کلاء کا حشر:

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان دین متین اس مسئلے میں کہ گزشتہ دنوں مردان میں قادیانیوں نے ربوہ کی ہدایت پر کلمہ طیبہ کے بیج بوائے، پوسٹر بوائے اور بیج اپنے بچوں کے سینوں پر لگائے اور پوسٹر دکانوں پر لگا

کر کلمہ طیبہ کی توہین کی اس حرکت پر وہاں کے علماء کرام اور غیرت مند مسلمانوں نے عدالت میں ان پر مقدمہ دائر کر دیا اور فاضل بیج نے ضمانت کو مسترد کرتے ہوئے ان کو جیل بھیج دیا اب عرض یہ ہے کہ وہاں کے مسلمان وکلاء صاحبان ان قادیانیوں کی پیروی کر رہے ہیں اور چند بیسوں کی خاطر ان کے ناجائز عقائد کو جائز کرنے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں اور چند بیسوں کی خاطر ان کے ناجائز عقائد کو جائز کرنے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں ان وکلاء صاحبان میں ایک سید ہے۔ برائے کرم قرآن اور احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں تفصیل سے تحریر فرمائیں کہ شریعت محمدی ﷺ کی رو سے ان وکلاء صاحبان کا کیا حکم ہے؟

جواب..... قیامت کے دن ایک طرف محمد رسول اللہ ﷺ کا کیپ ہوگا اور دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کا۔ یہ وکلاء جنھوں نے دین محمدی ﷺ کے خلاف قادیانیوں کی وکالت کی ہے۔ قیامت کے دن غلام احمد کے کیپ میں ہوں گے اور قادیانی ان کو اپنے ساتھ دوزخ میں لے کر جائیں گے۔ واضح رہے کہ کسی عام مقدمے میں کسی قادیانی کی وکالت کرنا اور بات ہے۔ لیکن شعائر اسلامی کے مسئلہ پر قادیانیوں کی وکالت کے معنی آنحضرت ﷺ کے خلاف مقدمہ لڑنے کے ہیں۔ ایک طرف محمد رسول اللہ ﷺ کا دین ہے اور دوسری طرف قادیانی جماعت ہے۔ جو شخص دین محمدی ﷺ کے مقابلہ میں قادیانیوں کی حمایت و وکالت کرتا ہے وہ قیامت کے دن آنحضرت ﷺ کی امت میں شامل نہیں ہوگا خواہ وہ وکیل ہو یا کوئی سیاسی لیڈر، یا حاکم وقت۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۱-۲۳۲)

قادیانی جماعت کو چندہ دینا

سوال..... کسی فنڈ میں سے کچھ رقم تبلیغ اسلام کے لیے مندرجہ ذیل انجمن کو دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر دیا جائے تو جائز ہے یا ناجائز جبکہ ان کے اعتقاد یہ ہیں۔ فریق اول۔ مولوی محمد علی کی پارٹی جولاءہور میں ”احمدیہ انجمن اشاعت اسلام“ کے نام سے موسوم ہے اور برلن ایشیا و افریقہ میں اس مشن کے ذریعہ تبلیغ کا کام کر رہی ہے۔ فریق ثانی۔ خواجہ کمال الدین کی پارٹی جو لندن میں دوکنگ مشن کی بنیاد قائم کر کے لندن اور اس کے قرب و جوار میں اشاعت اسلام کا کام انجام دے رہی ہے۔ ہر دو فریق مرزا غلام احمد قادیانی کے معتقد ہیں۔ فریق اول مرزا غلام احمد قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں، نئی نہیں مانتے اور ان کا اعتقاد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مجدد آئیں گے نئی نہیں آئیں گے۔ حدیثوں میں جو نزول مسیح کا ذکر ہے اسے وہ درست مانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ چونکہ قرآن کریم حضرت مسیح کی وفات کا ذکر صاف الفاظ میں فرماتا ہے اس لیے وہ اس سے مراد ایک مجدد کا مثیل مسیح ہو کر ظاہر ہونا چاہتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد اور نزول مسیح کی پیشین گوئی کا مصداق مانتے ہیں اور یہ اشعار حسب ذیل مرزا غلام احمد قادیانی کی شان میں فرماتے ہیں۔ آں سجا کہ برا فلک مقاش گویند۔ لطف کر دی کہ ازیں خاک نمایاں کر دی۔ فریق ثانی قریب قریب یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ خود کو پکا سنی حنفی ائمہ ہب کہتے ہیں۔ صحیح صورتوں میں اسلام کی تبلیغ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو کیا ان ہر دو فریقین میں سے کوئی اسلام کی تبلیغ کا کام صحیح معنوں و صورتوں میں انجام دے رہا ہے۔ کیا ان ہر دو فریقین میں سے کسی بھی ایک فریق کو تبلیغ کے لیے کچھ رقم اس فنڈ میں سے دی جائے تو کیا مسلمانان عالم و علمائے اسلام کے نزدیک مذہبی نقطہ نظر سے خلاف سمجھا جائے گا۔ اگستہی نمبر ۱۱۳۵۵ جولائی ۱۹۳۶ء

فرسٹ فنڈ بمبئی ۲۸ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۹۳۶ء

جواب..... یہ دونوں جماعتیں احمدی قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتی ہیں اور ایک ایسے شخص سے مسلمانوں کو روشناس کرائی اور اس کے حلقہ ارادت میں داخل کرتی ہیں جس نے جمہور اسلام کے علم و تحقیق کے بموجب نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور اس کے مرکزی مقام میں اس کے جانشین اور خلفا اس کو نبی اور رسول ہی مانتے ہیں اور منوانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کا اپنا لٹریچر دعوائے نبوت میں اتنا صاف اور واضح اور روشن ہے کہ محمد علی پارٹی یا خواجہ کمال الدین پارٹی کی تاویلات تحریف سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں اور یہ دونوں پارٹیاں ممالک یورپ میں احمدی تبلیغ کرتی ہیں۔ اسلامی تبلیغ کا محض نام مسلمانوں سے چندہ لینے کے لیے ہے۔ ورنہ ان کا ذاتی نصب العین قادیانی مشن کی تبلیغ ہے۔ پس مسلمانوں کو ہرگز جائز نہیں کہ وہ کسی قومی تعلیمی فنڈ سے بلکہ اپنی جیب خاص سے بھی ان کو چندہ دیں۔ ایسا کرنے میں وہ قادیانی نبوت کا زب کی اعانت و امداد کے گنہگار اور مواخذہ دار ہوں گے۔

(کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۱۷-۳۱۸) محمد کفایت اللہ۔ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

مختلف مذاہب کے لوگوں کا اکٹھے کھانا کھانا

سوال..... اگر سو آدمی اکٹھے کھانا کھاتے ہیں اور برتن سٹیل کے ہیں یا چینی کے اور ان کو صرف گرم پانی سے دھویا جاتا ہے۔ سو آدمیوں میں عیسائی، ہندو، سکھ، مرزائی ہیں۔ برتن ایک دوسرے سے تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اگر عیسائی، سکھ، ہندو، مرزائی کا برتن کسی مسلم کے پاس آ جائے تو کیا جائز ہے؟ اگر نہیں تو مسیح افواج میں ایسا ہوتا ہے۔ حکومت اس سے پرہیز کرتی ہے تو فوج میں اختصار پیدا ہو سکتا ہے یا فوجیوں کے دل میں ایک دوسرے کے خلاف کوئی بات بیجھ سکتی ہے۔

جواب..... غیر مسلم کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا بھی جائز ہے اور اس کے استعمال شدہ برتنوں کو دھو کر استعمال کرنے میں بھی مضائقہ نہیں۔ ہمارا دین اس معاملہ میں تنگی نہیں کرتا۔ البتہ غیر مسلموں کے ساتھ زیادہ دوسری کرنے اور ان کی عادات و اطوار اپنانے سے منع کرتا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۶۹)

مرزائیوں سے خلط ملط نا جائز ہے

سوال..... (اخبار المجیدہ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۷ء) قادیانیوں کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... کھانا پینا تو جبکہ کوئی نا جائز اشیاء اور نا جائز طریقے سے نہ ہو غیر مسلم کے ساتھ بھی جائز ہے۔ ہاں خلا ملا رکھنا اور ایسی معاشرت جس سے عقائد و اعمال مذہبیہ پر اثر پڑے نا جائز ہے۔ جمہور علماء ہندوستان کے فتویٰ کے بموجب قادیانی کافر ہیں۔ ان کے ساتھ کھانا پینا اگر اسیاناً اتفاقاً ہو تو مضائقہ نہیں۔ لیکن ان کے ساتھ خلا ملا اور اسلامی تعلقات رکھنا نا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۹۶)

مرزائی کے گھر افطاری کرنا

سوال..... ایک مرزائی رمضان المبارک میں افطاری کا اہتمام کرتا ہے۔ اس کے ہاں اس کے گھر جا کر روزہ افطار کرنا جائز ہے؟ جن لوگوں نے روزہ افطار کیا کیا ان کا روزہ ہو گیا یا وہ دوبارہ روزہ رکھیں جبکہ روزہ کھولنے والے لوگ مرزا قادیانی اور مرزائیت سے پوری طرح واقف بھی ہوں۔ (ڈاکٹر حفیظ اللہ، وسادہ یوالہ ۲۰/۳/۱۹۹۳)

جواب..... یہ ان لوگوں کی خطا ہے وہ اس سے توبہ کریں اور آئندہ کے لیے ایسا نہ کریں پھر وہ غور کریں اگر

کوئی نصرانی عیسائی انھیں اپنے گھر بلا کر روزہ افطار کروائے تو وہ ایسا کرنے کو تیار ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (الَّذِينَ آمَنُوا أَجْلُ لَكُمْ الطَّيِّبَاتِ) (آج حلال ہوئیں تم کو سب پاک چیزیں اور اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے) اور مرزائی عیسائیوں سے بھی بدتر ہیں۔ ۱۱/۱۰/۱۳۹۳ھ (احکام و مسائل ص ۳۵۵)

قادیانی کی دعوت کھانا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اگر کوئی مرزائی مسلمانوں کو کھانے کی دعوت دے تو ان کے گھر کھانا جائز ہے یا نہ؟ اگر کوئی دعوت کھائے تو اس کے لیے کیا حکم ہے۔
 فضل الرحمن محلہ۔

جواب..... مرزائی کی دعوت کھانا عوام المسلمین کے لیے جائز نہیں۔ اس طرح دھوکہ دیتے ہیں۔

مفتی محمد عبداللہ ۵ شوال ۱۳۹۳ھ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۲۰۰)

قادیانیوں کی دعوت کھانا جائز نہیں

سوال..... قادیانیوں کی دعوت کھا لینے سے نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ نیز ایسے انسان کے لیے حضور ﷺ کی شفاعت نصیب ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر کوئی قادیانی کو کافر سمجھ کر اس کی دعوت کھاتا ہے تو گناہ بھی ہے اور بے غیرتی بھی، مگر کفر نہیں، جو شخص حضور ﷺ کے دشمنوں سے دوستی رکھے اس کو سوچنا چاہیے کہ حضور ﷺ کو کیا منہ دکھائے گا۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۲۱)

دانستہ قادیانی کے گھر کھانا کھانے والے کا حکم

مسئلہ ۲۳۲..... ایجابی الاثری ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درمیان اس مسئلہ کے زید خاندان قادریہ و چشتیہ میں خلیفہ ہے اور مولود خواں بھی ہے اور علم فارسی میں دخل رکھتا ہے، علاوہ ازیں کلام نعتیہ میں اس کی تصنیفات بھی موجود ہیں اور حاجی بھی ہے، اور یہ زید کو علم تھا کہ بکر قادیانی ہے دانستہ اس کے مکان پر واسطے کھانا کھانے گیا لہذا اس کی نسبت از روئے شرع شریف کیا حکم ہے؟ اور زید سے محفل مولود شریف پڑھوانا کیسا ہے؟ بیٹو اتوجروا

الجواب..... زید گنہگار ہوا، اس نے حکم شریعت کے خلاف کیا، اس سے علانیہ توبہ لی جائے، اگر نہ مانے تو اس سے محفل شریف نہ پڑھوائی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَأَمَّا سِيسِيكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدَ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ. (الانعام آیت ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم۔

قادیانی کی دعوت اور اسلامی غیرت

سوال..... ایک ادارہ جس میں تقریباً ۲۵ افراد ملازم ہیں اور ان میں ایک قادیانی بھی شامل ہے اور اس قادیانی نے اپنے احمدی (قادیانی) ہونے کا برملا اظہار بھی کیا ہوا ہے اب وہی قادیانی ملازم اپنے ہاں بچے کی پیدائش کی خوشی میں تمام اشاف کو دعوت دینا چاہتا ہے اور اشاف کے کئی نمبر ان اس کی دعوت میں شریک ہونے کو تیار ہیں۔ جبکہ چند ایک ملازمین اس کی دعوت قبول کرنے پر تیار نہیں کیونکہ ان کے خیال میں چونکہ جملہ قسم کے مرزائی مرتد،

دارہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہیں اور اسلام کے غدار ہیں تو ایسے مذہب سے تعلق رکھنے والوں کی دعوت قبول کرنا درست نہیں ہے۔ آپ برائے مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کر دیں کہ کسی بھی قادیانی کی دعوت قبول کرنا ایک مسلمان کے لیے کیا حیثیت رکھتا ہے تاکہ آئندہ کے لیے اسی کے مطابق لائحہ عمل تیار ہو سکے۔

جواب..... مرزائی کافر ہونے کے باوجود خود کو مسلمان اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر اور حرام اداے کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ”میرے دشمن جنگوں کے سوہ ہیں اور ان کی عورتیں ان سے بدتر کتیاں ہیں۔“ جو شخص آپ کو کتا، خنزیر، حرام زادہ اور کافر یہودی کہتا ہو اس کی تقریب میں شامل ہونا چاہیے یا نہیں؟ یہ توئی آپ مجھ سے نہیں بلکہ خود اپنی اسلامی غیرت سے پوچھئے۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۳۰-۲۳۱)

قادیانیوں کے ساتھ کھانا پینا خطرناک ہے

سوال..... یہاں قادیانی لوگ ہیں۔ مگر بڑے بے شرم ہیں۔ ان کو کتنا جواب دیں مگر وہ لوگ نہیں مانتے اور ان کے ہاں جو شخص کھانا کھا آیا اس کے لیے کیا سزا ہونی چاہیے؟

جواب..... قادیانیوں کے یہاں جس شخص نے کھانا کھایا ہے اس سے توبہ کرائی جائے کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا اور قادیانیوں کے ساتھ کھانا پینا خطرناک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔
(کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۶۱-۳۶۲)

مرزائی کی دعوت طعمام قبول کرنا

سوال..... ہمارے محلے میں چند مرزائی رہتے ہیں، وہ کبھی کبھی کسی خوشی کے موقع پر دعوت کرتے ہیں اور اس میں ہم مسلمانوں کو بھی بلاتے ہیں، کیا مرزائیوں کی دعوت کو قبول کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب..... مرزائی مرتد ہو کر واجب القتل ہیں، اس لیے مرتد سے کسی قسم کے تعلقات رکھنا یا اس کے ہاں دعوت کھانا جائز نہیں۔

لما قال شيخ الاسلام محافظ الدين النسفي: يعرض الاسلام على المرتد و تكشف شبهة و يحبس ثلاثة ايام فان اسلم و الا قتل.

(کنز الدقائق علی ہاشم البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۵ باب احکام المرتدین) (تادی حنائی ج ۵ ص ۳۳۷)

کسی کے ساتھ کھانا کھانے کے بعد معلوم ہو کہ وہ قادیانی تھا تو کیا کیا جائے

سوال..... کسی فرد کے ساتھ کھانا کھالینا بعد میں اس فرد کا یہ معلوم ہونا کہ وہ قادیانی تھا پھر کیا حکم ہے؟

جواب..... آئندہ اس سے تعلق نہ رکھا جائے۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۱۳)

قادیانیوں کے ساتھ میل جول سے توبہ کے بعد الزام نہ دیا جائے

مسئلہ..... از شہر عقب کو توای مسئولہ ولایت حسین و عبدالرحمن ۹ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ۔

علمائے دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ میں ایمان سے کہتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ میں نہ تو پہلے قادیانی تھا اور نہ اب ہوں، قادیانی پر لعنت کرتا ہوں، میں اہل ملت و جماعت ہوں اگر کوئی شخص مجھ پر بعد توبہ

کرنے کے الزام دے تو وہ مواخذہ دار ہوگا یا نہیں؟ یا اگر میرا میل کسی وقت ان لوگوں سے کوئی ثابت کرے تو میں سب لوگوں کا مواخذہ دار ہوں گا، قادیانی کو کافر جانتا ہوں۔ العبد ولایت حسین

گواہان عبدالرحمن بقلہم خود، مسیح اللہ بقلہم خود، قازر حسین بقلہم خود، امانت حسین بقلہم خود، مولوی محمد رضا خاں بقلہم خود، صادق حسین بقلہم خود، محمد حسن بقلہم خود، لیاقت حسین بقلہم خود، فقیر محمد شمس علی خاں رضوی، فقیر ایوب علی رضوی بقلہم خود، قناعت علی قادری رضوی بقلہم خود۔

الجواب اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے اور بعد توبہ کے گناہ باقی نہیں رہتا۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں۔ الثائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ (ابن ماجہ ص ۳۲۳ باب الذکر التوبۃ کتاب الہرم مطبوعہ ایچ ایم سعید کتبھی کراچی)

”گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے کہ گویا گناہ کیا ہی نہیں۔“

قادیانیوں کے ساتھ میل جول سے انھوں نے پہلے بھی ایک مجمع میں توبہ کی تھی اور آج پھر ایک مجمع میں توبہ کی تھی۔ پھر ایک مجمع کے ساتھ آئے جن کے دستخط اوپر ہیں اور دوبارہ توبہ کی، توبہ کے بعد ان پر بلاوجہ جو کوئی الزام رکھے گا وہ سخت گنہگار ہوگا اور توبہ کے بعد اگر پھر یہ میل جول کریں گے تو ان پر گناہ عظیم کا بار ہوگا مگر بلاوجہ توبہ کے بعد الزام رکھنا سخت جرم ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد علی لاہوری قادیانی کی تفسیر کا حکم

سوال مولوی محمد علی ہندی نے جو انگریزی تفسیر لکھ کر شائع کی ہے اس پر اعتماد عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس تفسیر کا ترجمہ انگریزی سے ملاوی زبان میں حاجی عثمان جو کروامینونو نے کیا ہے جس کی وجہ سے علماء جاوہ میں سخت نزاع پیدا ہو گیا ہے۔ اور اکثر علماء نے اس تفسیر پر مدلل اور معقول اعتراض کیے ہیں لیکن جاری قرآن کے مترجم حاجی عثمان کہتے ہیں کہ مجھے اس تفسیر میں کوئی غلطی نہیں معلوم ہوتی پس آپ کا فرض ہے کہ اس کے متعلق اپنی رائے کا اظہار فرمائیں۔

جواب یہ بات مشہور ہے کہ مولوی محمد علی جو اس تفسیر کے مصنف ہیں۔ قادیانی عقائد کے مبلغ ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ تفسیر مذکور میں بعض آیات میں معنیٰ خیز معنیٰ تحریف کی گئی ہے۔ وہ آیات جن کا تعلق حضرت مسیح علیہ السلام سے ہے یا وہ آیات جن کو زبردستی مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود پر چسپاں کیا گیا ہے ہمارے دعویٰ کا کھلا ہوا ثبوت ہیں۔ انہی وجوہات کی بنا پر جامع اذہر کے شیوخ اور بیروت کے مفتی نے اس کا انگریزی ترجمہ کی مصر اور شام میں داخلہ کی ممانعت کر دی ہے تاکہ لوگ تحریف و توسیل سے گمراہ نہ ہوں اور ان کے سلفی عقائد پر زور نہ پڑے۔ قادیانی بیشک دائرہ اسلام سے خارج ہیں کیونکہ وہ مسیح دجال کے حق میں وحی اور رسالت کے مجوز ہیں۔ ان کو قرآن حکیم کی معنیٰ تحریف میں وہ ملکہ حاصل ہے جن کے مقابلہ میں باطنی عقائد کے پیرو اور فارس کے زندیق کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ ان کے نزدیک سورہ فاتحہ میں استمرار وحی الی آخر الزمان مجملہ نکات و معارف قرآن سے ہے۔ قادیانی مدعی کے قاسد عقائد اور جاہلانہ غلط فہمی کی تردید ہم نے اس کی زندگی میں بھی کی ہے اور اس کی موت کے بعد ہم اس امر سے غافل نہیں ہیں اور انشاء اللہ ہم باطل کا مقابلہ حق و انصاف کے ساتھ نامتدور کرتے رہیں گے۔

میری تحقیق میں اس ترجمہ پر ہرگز اعتبار نہ کرنا چاہیے اور نہ فہم کا کوئی خاکہ اور عمل و سعی کا کوئی نقشہ اس کج اور ناہموار سطح پر تیار ہو سکتا ہے رہا یہ امر کہ یہ تفسیر غیر اقوام میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں بہت مفید سے سو

حقیقت میں یہ وہی کہہ سکتا ہے جس کو مطالب قرآن پر عبور نہ ہو اور نہ وہ لغت عربی اور اسالیب قرآن پر کوئی ادنیٰ سی بھی واقفیت رکھتا ہو سلف کی تفسیر سے واقف انسان کبھی اس لغو گوئی کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔

(المنار، صفر، ۱۳۳۷ھ ص ۲۸ مطبوعہ مصر، احقر محمد عثمان فاروقیہ دہلوی۔ دفتر جمعیت علماء ہند دہلی)

اہلحدیث مرزا قادیانی ان کے نزدیک صحیح موعود اور مجدد تھے جو طریق ترجمہ یا تفسیر انھوں نے اختیار کیا ہے اس کے اتباع کا اسی روش پر چلنا لازم و ضروری ہے۔ (۷ ستمبر ۱۹۲۸ء) (قادیانی ج ۲ ص ۸۴-۸۵)

قادیانی روزہ

سوال اسلام میں روزے کی کیا حدود ہیں۔ اگر کوئی شخص دوپہر کو روزہ کھول لے اور کھانے کے بعد دوسرے روزے کی نیت کرے تو اس کے کتنے روزے شمار ہوں گے۔ ہمارے علاقے میں چھوٹے چھوٹے بچے اس طرح دن میں کئی روزے رکھتے ہیں۔ دعوت کے ذریعہ مطلع کریں کہ اس طرح کے روزے کن لوگوں کے نزدیک جائز ہیں؟

سائل: عبدالحمد فستائیر اسلامیہ کالج چنیوٹ

جواب روزے کی ابتداء پوپٹھنے سے ہوتی ہے اور اس کی انتہا غروب آفتاب ہے۔ روزہ دار کے لیے پوپٹھنے سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک کھانا پینا قطعاً حرام ہے۔ آپ نے جس صورت کے متعلق سوال کیا ہے اس میں دو روزے تو درکنار ایک روزہ بھی شمار نہیں ہوگا۔ روزے کی حدود میں کھانا پینا روزے کا اتمام نہیں۔ روزے کا توڑنا ہے۔ یہ جواب شریعت اسلام کی روشنی میں ہے۔ ہاں مرزائی حضرات کی شریعت جدا ہے ان کے نزدیک ایک دن میں سات سات روزے رکھے جاسکتے ہیں۔ مرزا بشیر الدین محمود نے ۱۶ اپریل ۱۹۳۷ء کو قادیان میں ایک خطبہ میں کہا تھا۔

میں نے جماعت کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ ہر جمعرات کو سات نفلی روزے رکھے۔

(اخبار الفضل ربوہ ص ۳ کالم ۱۱۱ مارچ ۱۹۶۳ء)

کیا یہ لطف روزے ہیں، روزے کے روزے اور بچوں کا کھیل۔ شریعت ہوتو ایسی ہو۔ معاذ اللہ ثم معاذ

(عجقات ص ۳۰۲)

اللہ واللہ اعلم بالصواب۔

غیر مسلموں کو زکوٰۃ دینا

سوال کیا غیر مسلم (ہندو، سکھ، عیسائی، قادیانی، پارسی وغیرہ) کو زکوٰۃ دینا جائز ہے جبکہ سیکڑوں مستحقین مسلمان موجود ہوں۔

حکومت بنگالوں میں جمع شدہ رقوم سے صرف مسلمانوں کے اکاؤنٹوں نے زکوٰۃ منہا کرتی ہے جبکہ اس زکوٰۃ میں سے کچھ حصہ کالجز کے طلبہ کو بطور اعانت دیا جاتا ہے ان طلبہ میں مسلمان طلبہ کے علاوہ قادیانی، ہندو سبھی شامل ہوتے ہیں آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ آیا زکوٰۃ کا یہ مصرف اسلام کے عین مطابق ہے یا اس میں اختلاف ہے۔

جواب زکوٰۃ کا مصرف صرف مسلمان ہیں کسی غیر مسلم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اگر حکومت زکوٰۃ کی رقم غیر مسلموں کو دیتی ہے اور صحیح مصرف پر خرچ نہیں کرتی تو اہل زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳ ص ۴۰۳)

باب چہارم..... (قادیانیوں کا شرعی حکم)

- ۵۴ کافر کو کافر کہنا حق ہے
- ۵۴ مرزائی کا فر ہیں
- ۵۵ با اتفاق علماء قادیانی کا فر ہیں
- ۵۵ قادیانی اور اس کے پیروکار کا فر ہیں
- ۵۵ قادیانیوں کا کفر قرآن و حدیث کی روشنی میں
- ۵۶ مرزا قادیانی اور اس کے تمعین کے کفر میں شبہ نہیں ہے
- ۵۷ مرزائیوں کا لاہوری فرقہ بھی کافر ہے
- ۵۷ قادیانی کا فر ہیں رد افض میں تفصیل ہے
- ۵۸ قادیانی اہل کتاب نہیں ہیں
- ۶۰ مذاہب..... مرزائی، رافضی، پکڑ الوی وغیرہ کا فر ہیں یا نہیں؟
- ۶۱ صحیح العقیدہ مسلمان کو بلا تحقیق قادیانی کہنا صحیح نہیں ہے
- ۶۱ اہل قبلہ کو کافر کہنے کا مطلب
- ۶۲ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب
- ۶۳ دارالسلام میں غیر مسلمین کو تبلیغی اجتماع کی اجازت نہیں
- ۶۳ مدینہ منورہ کے علاوہ کسی دوسرے شہر کو (منورہ) کہنا؟
- ۶۳ جھوٹے نبی کا انجام
- ۶۴ جھوٹے مدعی مسیحیت کا شرعی حکم
- ۶۴ حکم قائل بوقابت مسیح علیہ السلام

باب پنجم..... (لاہوری مرزائیوں کے متعلق شرعی حکم)

- ۶۵ مجدد کو ماننے والوں کا کیا حکم ہے
- ۶۵ چودھویں صدی کے مجدد حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ تھے
- ۶۵ مرزا قادیانی کو مجدد اور نبی نبوت سے مستثنیٰ سمجھنے والے بھی کافر ہیں
- ۶۶ وحی کشف والہام کی تعریف مجدد اور مہدی کی علامات
- ۶۹ تجدید دین اور مرزا قادیانی؟
- ۷۳ مرزا قادیانی مجدد نہیں کافر و مرتد تھا

باب ششم..... (قادیانیوں کو مسلمان سمجھنے والوں کے بارے میں حکم)

- ۷۴ قادیانیوں کو مسلمان سمجھنے والے کا شرعی حکم
- ۷۴ مرزائیوں کو مسلمان سمجھنے والے کا حکم
- ۷۴ مرزا قادیانی کو سچا ماننے والے کا حکم

- مرزائی کو کافر نہ سمجھنے والے کا حکم ۷۳
 مرزا قادیانی کے دعوئی مسیحیت و مہدویت سے واقف ہونے کے باوجود اس کو مسلمان کہنے والے کا حکم ۷۵
 مرزا قادیانی کی تعریف کرنے والے کا حکم ۷۶
 قادیانیوں سے نرمی کرنے والے کا حکم ۷۶
 مسلمان کو مرزائی کہنے والے کا حکم ۷۶

باب ہفتم..... (ظہور مہدی و فتنہ دجال)

- حضرت مہدیؑ کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ ۷۷
 حضرت مہدیؑ کا ظہور کب ہوگا اور وہ کتنے دن رہیں گے ۷۸
 حضرت مہدیؑ کا زمانہ ۷۹
 حضرت مہدیؑ کے ظہور کی کیا نشانیاں ہیں؟ ۸۰
 مرزا قادیانی کے علاوہ پوری امت نے مہدیؑ اور مسیحؑ کو الگ قرار دیا ۸۰
 فرقہ مہدویہ کے عقائد ۸۰
 الامام المہدیؑ..... سنی نظریہ ۸۰
 کیا امام مہدیؑ کا درجہ پیغمبروں کے برابر ہوگا ۸۵
 کیا حضرت مہدیؑ عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی ہیں؟ ۸۵
 ظہور مہدیؑ اور چودھویں صدی ۸۵
 پہلی نماز کے علاوہ باقی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام ہوں گے ۸۶
 مہدیؑ اور مسیحؑ علیہ السلام دو الگ شخصیتیں ۸۷
 حضرت مہدیؑ کے کارنامے ۸۷
 بعد میں پیدا ہونے والوں کو پہلی رضی اللہ عنہ کہنا ۸۷
 حضرت مہدیؑ کی پیدائش کی سند؟ ۸۸
 نزول مسیحؑ علیہ السلام کے ساتھ ہی حضرت مہدیؑ کے مشن کی تکمیل ۸۸
 امام مہدیؑ کے آنے کے منکر کا حکم ۸۸
 امام مہدیؑ کے بارے میں روایات کی تحقیق ۸۹
 امام مہدیؑ علیہ الرضوان ۸۹
 علامات ظہور مہدیؑ ۸۹
 رفیع عیسیٰ علیہ السلام و ظہور مہدیؑ علیہ الرضوان کے دلائل ۹۲
 دجال کی آمد ۹۳
 ایک قادیانی کے پرفریب سوالات کے جوابات ۹۳
 ظہور مہدیؑ کے بعد دجال کا خروج اور اس کے فتنہ و فساد کی تفصیل ۹۵

مفصل فہرست فتاویٰ ختم نبوت جلد اول

استساب

حرفے چند

کتاب العقائد..... باب اول!

قادیانی اور کلمہ طیبہ

کلمہ شہادت اور قادیانی

مسلمان اور قادیانی کے کلمہ اور ایمان میں بنیادی فرق

باب دوم..... (قادیانیوں کا انکار ختم نبوت)

نبوت کے متعلق عقائد کی وضاحت

مجموعہ کی اصولی تسہیل

مجموعہ تراجم اور بحر میں فرق

خاتم النبیین کا صحیح مفہوم وہ ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے

ختم نبوت یا ہجرت ختم نبوت

ختم نبوت کے وقت کے تسہیل کی تحقیق

ختم نبوت

تکمیل نبوت

قرآن اور ختم نبوت

خاتم النبیین ہونا کمال جامعیت کی دلیل ہے

فتنہ انکار ختم نبوت

نبوت تشریفی وغیر تشریفی

مرزا غلطی و برداری تھی؟

مہاتما بدھ کے متعلق عقیدہ نبوت درست نہیں ہے

بکریں ختم نبوت کو مسلمان سمجھنا کفر ہے

باب سوم..... (قادیانی عقائد)

قادیانی عقیدہ کے مطابق مرزا قادیانی (نور محمد) رسول اللہ ہیں

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

قادیانی عقائد

- ۲۷ مرزا قادیانی کا معراج جسمانی کا انکار و اقرار
- ۲۷ قادیانی عقائد
- ۲۸ قادیانی کے چھوٹے خدا
- ۲۹ قادیانی اور اس کی آئینیں
- ۳۰ مرزا کا قول کہ اللہ نے مجھ سے ہمسری کی اور مجھے حمل قرار پایا
- ۳۱ مرزا کا حیض اور بچہ
- ۳۱ اللہ تعالیٰ کا نطفہ
- ۳۱ اللہ تعالیٰ سے ہمسری (تغویذ باللہ)
- ۳۱ استقرار حمل
- ۳۱ یہ دعویٰ کہ مجھ میں رسول اللہ کی روح حلول کر گئی ہے کفر ہے
- ۳۱ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا دعویٰ کرنا
- ۳۲ مرزا قادیانی کا اپنے عمر کے بارہ میں چھوٹا اہام
- ۳۲ مرزا قادیانی کی عمر پر سپا استدلال
- ۳۳ مرزا قادیانی کی عمر پر دوسرا استدلال
- ۳۵ مرزا انیسویں سے سوال
- ۳۵ قادیانی عقائد
- ۳۶ قادیانی شبہات (مشتری علی اللہ کے خائب ہونے کا مضمون)
- ۳۷ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کے کفر کے اسباب
- ۳۸ چودھویں صدی ہجری کی شریعت میں کوئی اہمیت نہیں
- ۳۸ کیا چودھویں صدی آخری صدی ہے
- ۳۹ پندرہویں صدی اور قادیانی بدحواسیاں
- ۳۹ کیا آنحضرت ﷺ کی نگین پہننے والی پیشگوئی غلط ثابت ہوئی؟
- ۴۰ مہابہ اور خدا کی فیصلہ
- ۴۱ قادیانی تحریک کی بنیاد
- ۴۲ مرزا قادیانی کی تردید صیانت کی فرض
- ۴۳ علامہ اقبالؒ نے قادیانیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے کی تحریک کی تھی
- ۴۵ معراج نبویؐ میر روحانی تھا یا جسمانی؟
- ۴۶ تم استیضات کی روایات کا جواب
- ۴۸ معراج خواب یا حقیقی رؤیت
- ۴۸ خواب میں زیارت نبویؐ اور مرزا قادیانی

کیا پاکستانی آئین کے مطابق کسی کو مہدی مصلح یا مجدد ماننا کفر ہے؟

فرقہ داریان

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ مہدویت و نبوت جھوٹا ہے

باب ہشتم..... (مسیح موعود کی پہچان)

- ۹۶ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح اللہ ہوتا
- ۹۷ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کس طرح پہچانا جائے گا؟
- ۹۸ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دفن کہاں ہوگا؟
- ۹۹ حضرت مریم کے بارے میں عقیدہ
- ۱۰۰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق چند شبہات کا ازالہ
- ۱۰۱ مسیح موعود سے عیسیٰ ابن مریم ہی مراد ہیں
- ۱۰۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثل آدم علیہ السلام ہوتا
- ۱۰۳ حدیث لو کان موسیٰ وعیسیٰ حبیبین کی تحقیق
- ۱۰۴ تحقیق استدلال بر بطلان دعویٰ مرزلبا آیت فلما جاء ہم!
- ۱۰۵ دفع ترددات بعض مائلین سوئے قادیانی
- ۱۰۶ مرزا غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ احیاء موتی کا کیوں منکر تھا؟
- ۱۰۷ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے والے کا حکم
- ۱۰۸ ظہور امام مہدیؑ اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فتویٰ
- ۱۰۹ کیا قتل خنزیر نبوت کے منافی ہے؟
- ۱۱۰ عیسیٰ موعود کا دعویٰ کرنے والے کا حکم
- ۱۱۱ ایک قادیانی کے چند سوالات مسیح جوابات
- ۱۱۲ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا ہے

باب نہم..... (حیات عیسیٰ علیہ السلام)

- ۱۲۰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول قرآن وحدیث کی روشنی میں
- ۱۲۱ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر شبہات
- ۱۲۲ حیات عیسیٰ علیہ السلام
- ۱۲۳ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زعمہ ہیں
- ۱۲۴ سیدنا مسیح علیہ السلام کی بغیر باپ کے پیدائش
- ۱۲۵ ایک قادیانی نو جوان کے جواب میں
- ۱۲۶ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مشن کیا ہوگا؟
- ۱۲۷ حیات عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

- ۱۳۷ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانوں پر زکوٰۃ و نماز کی ادائیگی؟
- ۱۳۸ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ نص قرآنی سے ثابت ہے
- ۱۳۸ فرقہ مرزائیہ کے آٹھ اہم اشکالات کے جوابات
- ۱۳۷ اسی مضمون کا ایک اور خط اور اس کا جواب
- ۱۳۹ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں
- ۱۵۰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کیسی ہے؟
- ۱۵۱ رفع کے کیا معنی ہیں؟
- ۱۵۲ حیات عیسیٰ علیہ السلام کی تحقیق
- ۱۵۵ حیات عیسیٰ کے متعلق اشکال کا جواب
- ۱۵۵ لوکان موسیٰ و عیسیٰ حیین کی تحقیق
- ۱۵۶ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر شبہ کا جواب
- ۱۵۷ ایسا سوال
- ۱۵۷ حیات عیسیٰ و ادریس علیہما السلام

باب دھم..... (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی)

- ۱۵۹ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی اور قرآن
- ۱۵۹ رفع عیسیٰ علیہ السلام کا قرآن سے ثبوت
- ۱۶۰ قادیانیوں سے سوال
- ۱۶۱ مفتی اعظم استاذ العلماء شیخ حسین محمد مخلوف کا علمی و تحقیقی فتویٰ
- ۱۶۳ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع آسمانی اور کفریات مرزا غلام احمد قادیانی
- ۱۶۳ حیات و رفع الی السماء پر اشکال کا جواب
- ۱۶۳ رفع الی السماء کے وقت عمر عیسیٰ پر اشکال کا جواب
- ۱۶۵ رفع و نزول مسیح علیہ السلام..... قادیانی نظریات

بانک یا ز دھم..... (نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام)

- ۱۶۹ نزول من السماء کا تعین
- ۱۷۰ احادیث طبری کی روشنی میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کے حالات
- ۱۷۱ شبہات
- ۱۷۱ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت ان کی پہچان کیونکر ہوگی؟
- ۱۷۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس عمر میں نازل ہوں گے؟
- ۱۷۳ قادیانی عقیدہ میں مسیح کی روحانیت کے متعدد نزول
- ۱۷۴ احادیث اور نزول مسیح علیہ السلام

- ۱۷۶ حکمت نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلحاظ ختم نبوت
- ۱۷۹ حکمت نزول مسیح علیہ السلام بلحاظ فتن عالمی و اصلاح عمومی
- ۱۷۷ نزول مسیح علیہ السلام قرآن و سنت کی روشنی میں
- ۱۷۷ نزول عیسیٰ علیہ السلام پر اجماع امت
- ۱۷۸ قرآن اور حیات مسیح علیہ السلام
- ۱۷۸ لفظ توفی کی تفسیر
- ۱۷۸ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لفظ توفی کے استعمال کی حکمت
- ۱۷۹ یہودی محاصرہ کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پریشانی کی وجوہات
- ۱۸۰ آیت کے چند امور
- ۱۸۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کی علامت ہونے کی وجہ
- ۱۸۳ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت تو اترے
- ۱۸۳ نزول روحانی کی نہیں جسمانی کی ضرورت ہے
- ۱۸۴ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن و حدیث کی وضاحت
- ۱۸۵ کیا یہ عقیدہ یہودی یا شیعہ سے نقل ہو کر ہمارے ہاں آ گیا ہے؟
- ۱۸۸ خروج دجال و نزول عیسیٰ علیہ السلام

- باب دوازدھم..... (بعد نزول عیسیٰ علیہ السلام کی حیثیت نبی کی یا امتی کی)
- ۱۹۳ عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت نبی کے تشریف لائیں گے یا بحیثیت امتی کے؟
- ۱۹۳ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول نبی ہوں گے یا امتی
- ۱۹۴ بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی حیثیت
- ۱۹۵ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وقت نزول نبی ہوں گے یا امتی؟
- ۱۹۶ رفع و نزول مسیح علیہ السلام ختم نبوت کے منافی؟
- ۱۹۷ نزول مسیح ختم نبوت کے منافی نہیں
- ۱۹۷ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں
- ۱۹۸ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بعد از نزول تعلیم حاصل کرنا؟

باب سیزدھم..... (قادیانی شبہات کے جوابات)

- ۱۹۹ علمائے حق کی کتب سے تحریف کر کے قادیانیوں کی دھوکہ دہی
- ۲۰۲ قادیانی اپنے کو احمدی کہہ کر فریب دیتے ہیں
- ۲۰۲ ایک قادیانی کا خود کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے گمراہ کن استدلال
- ۲۰۶ قرآن پاک میں احمد کا مصداق کون ہے؟
- ۲۰۶ قادیانی کے دروازہ نبوت تا قیامت کھولنے کے معنی

- ۲۰۶ قادیانیوں کے دلائل اور ان کے جوابات
- ۱۰۹ لفظ خاتم کی لغوی تحقیق
- ۲۱۰ غلام احمد قادیانی کے وسوسوں کا جواب
- ۲۱۱ مسئلہ ختم نبوت پر ایک دلچسپ مناظرہ
- ۲۱۲ حضور ﷺ کے خاتم النبین ہونے پر اشکال اور اس کا جواب
- ۲۱۳ عقیدہ اجرائے نبوت اور شیخ ابن عربی کا قول
- ۲۱۴ دفع شبہ قادیانی و تفسیر آیت
- ۲۱۵ مرزا قادیانی کا ولولہ تقول علینا بعض الاقوال سے استدلال باطل ہے
- ۲۱۶ ازالہ اوہام عن ختم النبوة والرسالة ومعنى الوحي والالهام!
- ۲۱۶ فرقہ قادیانیہ کے اقوال کی تردید میں
- ۲۲۶ دفع شبہ قادیانی
- ۲۲۶ دعویٰ نبوت کے بعد زبدہ رہنے والا
- ۲۲۷ نبوت تشریف اور غیر تشریف میں فرق
- ۲۲۸ نبوت تشریف و غیر تشریف
- ۲۲۸ کیا نبوت جاری ہے؟
- ۲۲۹ ختم نبوت کے متعلق چند شکوک کا ازالہ
- ۲۳۰ جھوٹا دعویٰ نبوت اور طوالت عمر
- ۲۳۰ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ اہل سنت کا عقیدہ ہے
- ۲۳۱ نزول مسیح کے وقت ساتھ آنے والے فرشتوں کی پہچان
- ۲۳۲ دفع شبہ قادیانی متعلقہ دعویٰ علامت مسیح در خود
- ۲۳۳ نزول عیسیٰ اور ورافعک پر مطابقت
- ۲۳۳ خاتم النبین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
- ۲۳۴ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نماز و رکوع کیسے ادا کرتے ہیں
- ۲۳۵ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حدیث لائبریری بعدی کے منافی نہیں
- ۲۳۶ نزول مسیح اور مسلمانوں کے سخت فقر و فاقہ اور مال و زر کی کثرت پر تعارض کا اشکال
- ۲۳۶ حیات مسیح اور توفی کے معنی
- ۲۳۷ حیات و نزول عیسیٰ پر بارہ اشکالات و جوابات
- ۲۳۹ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نبی کے الفاظ
- ۲۴۴ بعث توفی عیسیٰ علیہ السلام
- ۲۴۷ وفات عیسیٰ علیہ السلام پر چند اشکالات اور ان کا جواب

- ۲۳۸ حدیث عاش مائتہ وعشرون سنقہ سے وفات مسیح کا شہ اور اس کا جواب
- ۲۳۸ آنحضرت ﷺ کو آسمان پر کیوں نہ اٹھایا گیا؟
- ۲۵۱ شہد وفات عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت
- ۲۵۲ بعض شبہات قادیانی
- ۲۵۳ رجوع موعوثی پر شبہ کا جواب
- ۲۵۴ دفع شبہ قادیانی متعلقہ وفات مسیح علیہ السلام
- ۲۵۴ دفع شبہ عدم حیات عیسوی از حدیث از واقعات نبینا علیہ السلام
- ۲۵۶ دفع شبہ از آیت بروقات عیسیٰ علیہ السلام
- ۲۵۶ کیا قادیانیوں کو جبر اقوی اسلمی نے غیر مسلم بنایا ہے؟
- ۲۵۶ قدخلت من قبلہ الرسل کا صحیح مفہوم
- ۲۵۶ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت کا عقیدہ رکھنا کفر ہے

باب چہار دہم..... (کلمات کفر و ارتداد)

- ۲۵۸ آنحضرت ﷺ کی شان میں فحش کلمات کہنے والا مرتد ہے
- ۲۵۸ انبیاء علیہم السلام کی شان میں سب و شتم کرنے والا کافر ہے
- ۲۵۸ حضور ﷺ کی ادنی گستاخی بھی کفر ہے
- ۲۵۸ شان اقدس ﷺ میں گستاخی
- ۲۵۹ حضور ﷺ کی توہین کرنا ارتداد ہے
- ۲۵۹ شاتم رسول مرتد و مباح الدم ہے
- ۲۶۳ رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے والے کا حکم
- ۲۶۵ وجوہ ارتداد
- ۲۶۷ نبوت کو کسی کہنا کفر ہے
- ۲۶۷ آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کفر ہے
- ۲۷۰ آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کفر و ارتداد ہے
- ۲۷۰ حضور ﷺ کے منکر کا کیا حکم ہے؟
- ۲۷۰ شاتم رسول کی توبہ قبول ہے؟
- ۲۷۱ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ؟
- ۱۷۲ باوجود توبین رسالت کے بارے میں سوال بھی توبین ہے
- ۱۷۳ کیا گستاخ رسول کو حرامی کہہ سکتے ہیں؟
- ۱۷۳ اجرائے نبوت کے قائل کا حکم؟

باب پنجم دھم..... (موجبات کفر، وجوہ کفر)

- ۲۷۶ ضروریات دین جن کا انکار کفر ہے
- ۲۷۷ کافر کی قسمیں اور مرزائیوں کو کیوں اقلیت قرار دیا گیا؟
- ۲۷۹ قادیانی کفریات
- ۲۸۰ کافر بودن میں مرزا غلام احمد قادیانی
- ۲۸۱ قادیانی کسی غیر مسلم کی سند سے مسلمان نہیں ہو سکتے
- ۲۸۲ دعویٰ نبوت و اقوال کفریہ قادیانی تحریر کے آئینہ میں
- ۲۸۳ مسیح ہونے کا دعویٰ
- ۲۸۴ حضرت یحییٰ علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ
- ۲۸۴ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی توحید
- ۲۸۵ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے معجزات کی نسبت مرزا قادیانی کے خیالات
- ۲۸۶ حضرت یوسف علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ
- ۲۸۶ (مرزا) میں سب کچھ ہوں
- ۲۸۶ معجزات کی کثرت
- ۲۸۶ احادیث کے متعلق مرزا قادیانی کا خیال
- ۲۸۷ فرقہ قادیانیہ و مرزائیہ
- ۲۸۸ علمی لطیفہ
- ۲۸۹ قادیانی اور لاہوری دونوں کافر قادیانیوں کے تفصیلی احکام
- ۲۹۲ نماز کا انکار کرنے والا انسان کافر ہے
- ۲۹۲ غیر مسلم کے ذمے میں کون لوگ آتے ہیں
- ۲۹۳ معاش کے لئے کفر اختیار کرنا
- ۲۹۴ شہریت کے حصول کے لئے اپنے کو کافر ٹھکانا
- ۲۹۴ مرتد کی توبہ قبول ہے؟
- ۲۹۵ فتح کلاچ

باب شش دھم..... (مرتد و ارتداد کے احکام)

- ۲۹۶ کافر زندیق مرتد کافر فرق
- ۲۹۷ مرتد اور زندیق میں فرق
- ۲۹۷ اپنے کو خدا اور رسول کہنے والا کافر و مرتد و ملحد ہے
- ۲۹۸ مرتد ہونے کے لئے شرائط

- ۲۹۸ آنحضرت ﷺ کے بعد جو لوگ مرتد ہو گئے
 ۲۹۸ مرتد سے سمجھوتہ
 ۲۹۹ مرزا بیت سے توبہ کی ضروری شرط
 ۳۰۰ مرتد کی توبہ کے شرائط

باب ہفت دھم..... (ارتداد کی سزا)

- ۳۰۱ مکرین ختم نبوت کے لئے اصل شرعی فیصلہ کیا ہے؟
 ۳۰۱ جنگ یمامہ مسئلہ کذاب کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے تھی
 ۳۰۲ گستاخ رسول واجب القتل ہے
 ۳۰۲ کیا گستاخانہ کلام میں تاویل کی مجالش ہے؟
 ۳۰۵ کیا گستاخانہ کلام میں نیت کا اعتبار ہوگا؟
 ۳۰۷ گستاخ رسول کے واجب القتل ہونے کی وجوہات
 ۳۰۸ مرزائی مرتد ہیں
 ۳۰۸ قتل مرتد
 ۳۱۶ مرزا قادیانی کا کلمہ پڑھنے پر سزا کا گمراہ کن پروپیگنڈہ
 ۳۱۶ وفاقی شرعی عدالت پاکستان کا حکم شرعی
 ۳۱۷ آئین پاکستان میں گستاخی رسول ایکٹ میں ترمیم کا حکم

کتاب الصلوٰۃ..... باب اول..... (مرزائی اور تعمیر مسجد)

- ۳۱۹ مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے
 ۳۲۰ مسجد اسلام کا شعار ہے
 ۳۲۰ تعمیر مسجد عبادت ہے کافراں کا اہل نہیں
 ۳۲۳ تعمیر مسجد صرف مسلمانوں کا حق ہے
 ۳۲۳ غیر مسلموں کی تعمیر کردہ مسجد ”مسجد ضار“ ہے
 ۳۲۳ کافرانہ پاک اور مسجدوں میں ان کا داخلہ ممنوع
 ۳۲۶ منافقوں کو مسجدوں سے نکال دیا جائے
 ۳۲۶ منافقوں کی مسجد مسجد نہیں
 ۳۲۶ منافقوں کے مسلمان ہونے کی شرط
 ۳۲۷ کسی غیر مسلم کا مسجد کے مشابہ عبادت گاہ بنانا
 ۳۲۸ مسجد کا قبلہ رخ ہونا اسلام کا شعار ہے
 ۳۳۰ محراب اسلام کا شعار ہے
 ۳۳۱ اذان

مسجد کے بنار

قادیانیوں کو مسجد بنانے سے جبراً روکنا کیسا ہے؟

قادیانی کی بنائی ہوئی مسجد کے بارے میں حکم

قادیانیوں کا مسجد کے نام سے عبادت گاہ بنانا

مسلمانوں کے چندہ سے بنائی گئی مسجد پر قادیانیوں کا کوئی حق نہیں

قادیانیوں کا شعائر اسلام کا استعمال کرنا

مرزائی کی تعمیر کردہ مسجد میں نماز کی ادائیگی

مسجد کی بجلی سے قادیانی کو نکالنا دینا

قادیانی کا مسجد کے لئے جائیداد وقف کرنا

لاہوری مرزائی کا مسجد کے لئے چندہ

قادیانی کا چندہ مسجد میں لگانا

مسجد کے لئے قادیانی سے چندہ لینا

مسجد کے لئے قادیانی چندہ کا قصم

مرتدوں و مساجد کا لئے کا قصم

دارالاسلام میں غیر مسلمین کوئی عبادت گاہ بنانے کی اجازت نہیں

اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کی نئی عبادت گاہ تعمیر کرنے کا حکم

متروکہ اراضی پر مسلمان مسجد بنائیں تو وہ شرعاً مسجد ہے

باب دوم..... (امامت اور جماعت کے متعلق احکام)

مگر رسالت کی نجات کا عقیدہ رکھنے والے کی امامت کا حکم

اپنے کو مرزائی کہنے والے کی امامت

قادیانی کی امامت درست نہیں ہے

قادیانی کی امامت درست ہے یا نہیں

قادیانی کی امامت

دین دارالجمہن کا امام کا فہرستہ ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی

مرزائیوں کو کافر نہ سمجھنے والے کی امامت کا حکم

قادیانی کو مسلمان کہنے والے کی امامت

قادیانی سے لڑکی کی شادی کرنے والے

لاہوری مرزائی کی امامت کا حکم

مرزائی سے تنخواہ لے کر امامت کرانا

مرزائی کا نکاح چڑھانے والے کی امامت کا حکم؟

- ۳۴۸ مرزائی متولی کی ولایت میں امامت درست نہیں
- ۳۴۹ مرزائی سے تعلق رکھنے والے کی امامت
- ۳۴۹ مرزائیوں سے میل ملاپ والے کی امامت
- ۳۵۰ مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت کا حکم
- ۳۵۱ مرزائیوں کے رکھے ہوئے امام کے پیچھے نماز کا حکم
- ۳۵۱ مرزائیوں کے خلاف تحریک میں جیل جانے کے بعد معافی پر رہائی حاصل کرنے والے کی امامت کا حکم
- ۳۵۱ مرزائیوں کے لئے امام بننے کا حکم
- ۳۵۲ مرزائی کا جنازہ پڑھانے والے کی امامت کا حکم؟
- ۳۵۲ مرزائی کا جنازہ پڑھانے والے کی امامت کا حکم؟
- ۳۵۳ قادیانی کا جنازہ پڑھانے والے امام کا حکم
- ۳۵۳ مرزائی کے لئے دعائے مغفرت کرنے والے کی اذان کا حکم
- ۳۵۴ مرزائی اگر جماعت میں شریک ہو جائے تو نماز مکروہ نہیں ہوگی
- ۳۵۴ قادیانی کا مسجد میں نماز کے لئے آنا
- ۳۵۴ جمعہ کے خطبہ میں مکرین ختم نبوت کی تردید کرنا
- ۳۵۵ ایک ہی مسجد میں مسلمانوں اور قادیانیوں کی نماز

کتاب الجنائز..... باب اول

- ۳۵۶ قادیانی جنازہ
- ۳۵۶ قادیانیوں کا جنازہ جائز نہیں
- ۳۵۸ مرزائیوں کے طحاہ عقائد حسب ذیل ہیں
- ۳۶۳ قادیانی کا جنازہ پڑھنا
- ۳۶۳ کافر کی صرف تعزیت جائز ہے جنازہ پڑھنا یا قبرستان جانا جائز نہیں
- ۳۶۴ ایسے گلے پڑھنے کا اعتبار نہیں
- ۳۶۴ مرزائی کا جنازہ پڑھنے والے مسلمان کو تو پکڑنا ضروری ہے
- ۳۶۵ کسی مرزائی کے قبول اسلام کے حق میں گواہیوں کے سبب جنازہ پڑھانے کا حکم
- ۳۶۵ جنازہ پڑھانے والا خود گواہ ہے کہ متوفی مرزائیت سے تائب ہو گیا تھا
- ۳۶۶ مرزائی کے جنازہ کا حکم
- ۳۶۶ قادیانی کی نماز جنازہ درست نہیں
- ۳۶۶ قادیانیوں پر نماز جنازہ پڑھنے اور ان سے مناکحت جائز قرار دینے والے شخص کا حکم
- ۳۶۷ مرزائیوں اور شیعوں کی نماز جنازہ پڑھانے والوں اور پڑھنے والوں کا حکم؟
- ۳۶۷ قادیانی کا جنازہ پڑھنے اور پڑھانے والا توبہ و تہجد بیکار کرے

- ۳۶۸ قادیانیوں کا جنازہ پڑھنے والوں کا حکم۔
 ۳۶۹ یہ عقیدہ ہے کہ جوں اور نماز جنازہ پڑھنے کا شرعی حکم
 ۳۷۰ قادیانی کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم
 ۳۷۱ قادیانی کے ساتھ تعلقات اور اس کا جنازہ پڑھنے کا حکم
 ۳۷۱ قادیانی کے جنازہ کی نماز
 ۳۷۲ قادیانی کی نماز جنازہ کا حکم
 ۳۷۲ مرزائی کو مسلمان سمجھنے والا نکاح کی تجدید کرے
 ۳۷۲ جس کی نماز جنازہ غیر مسلم نے پڑھائی اس پر دوبارہ نماز ہونی چاہئے
 ۳۷۳ لاہوری مرزائی کی اقتداء میں جنازہ پڑھنے کا حکم

باب دوم..... (قادیانی مردے کا حکم)

- ۳۷۵ قادیانی مردے کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا اور فاتحہ و عاواستغفار کرنا حرام ہے
 ۳۷۵ قادیانی مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا ناجائز ہے
 ۳۷۶ فقہ حنفی
 ۳۷۷ فقہ مالکی
 ۳۷۷ فقہ شافعی
 ۳۷۸ فقہ حنبلی
 ۳۸۲ دین دارانجمین کے حیر و کار مرد ہیں ان کا مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے
 ۳۸۲ مرزائی میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا
 ۳۸۳ مرزائی کا جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ناجائز نہیں
 ۳۸۳ قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم

باب سوم..... (قادیانی وراثت کے احکام)

- ۳۸۴ ارتداد کی وجہ سے مال ملک سے نکل جاتا ہے
 ۳۸۴ قادیانی مسلمانوں کے ترکہ کے وارث نہیں بن سکتے
 ۳۸۴ مردہ مسلمانوں کے ترکہ کا وارث نہیں
 ۳۸۵ قادیانی مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا
 ۳۸۵ قادیانی کی وراثت کا حکم

کتاب الذبائح..... باب اول..... (قادیانی کا حکم ذبیحہ)

- ۳۸۶ مرزائی کا ذبیحہ حرام ہے
 ۳۸۶ قادیانیوں کا کیا حکم ہے؟ اور ان کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟
 ۳۸۷ قادیانیوں کو قربانی کے جانور میں شریک کرنا اور اس کا ذبیحہ

قربانی کی کھال بچ کر درمزاریت کی کتابیں منگوانا

باب دوم..... (قادیانی کا ذبیحہ)

۳۹۲	مرتد واجب القتل ہے
۳۹۳	فقد حنفی
۳۹۳	فقد شافعی
۳۹۴	فقد حنبلی
۳۹۴	فقد مالکی
۳۹۵	فقد حنفی
۳۹۵	فقد شافعی
۳۹۶	فقد حنبلی
۳۹۶	فقد مالکی
۳۹۷	مرتد کی اولاد کا حکم
۳۹۷	مرتد کی اولاد کا ذبیحہ
۳۹۸	کفر زندقہ
۴۰۲	قادیانی زندیق ہیں
۴۰۵	زندیق کا حکم
۴۱۰	قادیانیوں کے معاملہ میں اشکال کی وجہ

کتاب النکاح باب اول (قادیانی کا مسلمان سے نکاح)

۴۱۲	قادیانی لڑکے سے مسلمان لڑکی کا نکاح جائز نہیں
۴۱۲	قادیانی کی متغنی کی مٹھائی
۴۱۳	مرزائی اور سنی میں منکحت کا حکم
۴۱۳	عدم جواز نکاح زن مسلمہ یا قادیانی
۴۱۵	قادیانی کا مسلمان عورت سے نکاح جائز نہیں
۴۱۵	مرزائی کی لڑکی سے نکاح اور اس سے تعلقات کا کیا حکم ہے؟
۴۱۵	مسلمان لڑکی کا قادیانی سے نکاح
۴۱۵	مسلمان خاتون کسی قادیانی کے نکاح میں نہیں رہ سکتی
۴۱۵	مسلمان لڑکی کا قادیانی سے نکاح نہیں ہو سکتا
۴۱۷	مرزائی کو بیٹی کا رشتہ دینے والے کا حکم
۴۱۸	مرزائی ہے سنیہ کا نکاح درست نہیں ہے
۴۱۸	مسلم عورت سے قادیانی نکاح کا حکم

- مرزائی کے ساتھ نکاح بالافتاق ناجائز ہے
 ۴۲۹
 مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہے مناکحت جائز نہیں ہے
 ۴۳۰
 مرتد کسی سے نکاح نہیں کر سکتا
 ۴۳۰
 قادیانی بافتاق امت کافر ہیں ان کے ساتھ مناکحت ناجائز ہے
 ۴۳۱
 مرزائی اور مسلمان کا باہم نکاح حرام ہے
 ۴۳۱
 مرزائی سے نکاح کا حکم
 ۴۳۱
 لاہوری مرزائی سے نکاح کا حکم
 ۴۳۲
 قادیانیوں سے رشتہ قائم کرنے والے کا حکم
 ۴۳۲
 مسلمان لڑکی کا قادیانی سے نکاح کرنے والے ملا کے ایمان و نکاح کا حکم
 ۴۳۳
 قادیانی عورت سے نکاح حرام ہے
 ۴۳۳
 قادیانی عورت سے نکاح کرنے والے سے تعلقات کا حکم
 ۴۳۵
 مسلمان کا قادیانی لڑکی سے نکاح جائز نہیں بشرط کا تو یہ کریں
 ۴۳۵
 اگر کوئی جانتے ہوئے قادیانی عورت سے نکاح کر لے تو اس کا شرعی حکم
 ۴۳۶
 قادیانی عورت سے نکاح جائز نہیں
 ۴۳۶
 قادیانی عورت سے مسلمان مرد کا نکاح باطل ہے
 ۴۳۶
 مسلمان لڑکے کا مرزائی کی لڑکی سے نکاح
 ۴۳۷
 ملاحظہ اور زنادقہ سے نکاح کا حکم
 ۴۳۷
 مرزائی مرتد بن کر کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا
 ۴۳۸
 قادیانی سے نکاح کا حکم
 ۴۳۸
 قادیانیت سے تائب مسلمان لڑکی کا قادیانی سے نکاح
 ۴۳۹
 باپ کی رضامندی پر قاضی (مرزائی) کا پڑھایا ہوا نکاح صحیح ہے
 ۴۳۰
 توہین رسالت کرنے والے کے نکاح کا حکم
 ۴۳۱
 مرزائی کی مسلمان اولاد سے رشتہ کرنا
 ۴۳۱
 شہرہ مرزائی کی پہلے تحقیق
 ۴۳۱
 مرزائی کے پڑھائے نکاح کا حکم
 ۴۳۲
 نکاح خواں کا کافر ہونا نکاح کے لئے معتبر نہیں
 ۴۳۲
 نابالغ اولاد مذہب میں باپ کی تابع ہوتی ہے مرزائی باپ کے لڑکے سے مناکحت جائز نہیں
 ۴۳۳
 کیا قادیانی نکاح کا وکیل ہو سکتا ہے
 ۴۳۳
 قادیانی کی وکالت سے نکاح
 ۴۳۳

۴۳۴

مرزا کی باپ نابالغ کا ولی نہیں ہو سکتا

۴۳۵

قادیانی سے بیخ شرا اور مناکحت کا حکم

۴۳۵

دین دارا مجن اور میزان انجمن والے قادیانیوں کی بکڑی ہوئی جماعت ہیں کافر و مرتد ہیں ان سے کسی مسلمان کا نکاح حرام ہے

باب دوم..... (قادیانی فسخ نکاح کے احکام)

۴۳۷

شادی کے ذریعے مسلم نو جوانوں کو مرتد بنانے کا جال

۴۳۸

خادم مرزا کی ہو گیا تو فوراً نکاح جاتا رہا

۴۳۹

مرزا کی کا دھوکہ دے کر سنی عورت سے نکاح کرنا

۴۳۹

اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمان لڑکی سے قادیانی کا نکاح کرنا

۴۴۰

شوہر مرزا کی ہو گیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟

۴۴۰

نکاح کے بعد شوہر قادیانی ہو جائے کیا حکم ہے؟

۴۴۰

عورت مرزا کی ہو جائے تو نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟

۴۴۰

سنی لڑکی کا نکاح قادیانی سے درست نہیں شوہر اگر بعد نکاح قادیانی ہو گیا تو نکاح باطل ہو گیا

۴۴۱

شوہر کے قادیانی ہونے سے فسخ نکاح

۴۴۱

قادیانی سب جس عورت سے نکاح لیا وہ بغیر طلاق دوسرے مسلمان سے شادی کر سکتی ہے یا نہیں

۴۴۲

الحمد للہ وہ عین کے ارتداد سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

۴۴۲

ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

۴۴۲

قادیانی ہو جانے پر نکاح کا حکم

۴۴۳

مرزا کی سے نکاح

۴۴۳

چار بیچوں کے بعد معلوم ہوا کہ شوہر قادیانی ہے کیا کریں؟

۴۴۳

قادیانیوں کو لڑکی دینا ناجائز ہے

۴۴۳

کسی قادیانی کا اپنا مذہب چھپا کر مسلمان لڑکی سے نکاح کرنا

۴۴۵

قادیانی سے مسلمان لڑکی کا نکاح ناجائز ہے تفریق لازم ہے شرکت کرنے والے گنہگار ہیں

۴۴۵

شوہر کے ظلم سے جو عورت قادیانی ہوئی..... پھر مسلمان..... اس کی شادی

۴۴۵

مرزا کی شوہر سے فسخ نکاح کے بعد عدت دہر کا کیا حکم ہے

۴۴۶

قادیانی کی بیوی کا مسلمان رہنے کا دعویٰ غلط ہے

۴۴۶

قادیانی ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

۴۴۶

مرزا کی کا نکاح مسلمان عورت سے جائز نہیں

- مرتبہ ہونے اور پھر تجدید اسلام کرنے والے کے نکاح کا حکم ۴۴۷
- شوہر کے قادیانی ہونے سے نکاح صحیح ہو جاتا ہے ۴۴۸
- قادیانی ہو جانے سے نکاح صحیح ہو گیا ۴۴۸
- شوہر مرزائی یا عیسائی ہو جائے تو عورت پر عدت واجب ہے؟ ۴۴۸
- لا علمی میں قادیانی سے نکاح کا حکم ۴۴۹
- خاوند کے قادیانی ہو جانے سے نکاح کا حکم ۴۴۹
- جو شخص قادیانی ہو جائے اس کا نکاح برقرار نہیں رہتا ۴۴۹
- قادیانیت سے جو تہہ کر چکا اس سے نکاح جائز ہے ۴۵۰
- مرزائی کے ساتھ نکاح نہیں ہوتا ۴۵۰
- کسی کو قادیانی کہنے والے کے نکاح کا حکم ۴۵۰
- مرزائی لڑکے سے مسلمان عورت کا نکاح حرام اور باطل ہے ۴۵۱
- مسلمان قادیانی سوکر پھر مسلمان ہو جائے تو اس کے نکاح کا حکم ۴۵۳
- بیوی قادیانی ہو گئی قادیانی سے شادی کر لی اب اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ ۴۵۴
- مرزا غلام احمد قادیانی کو جو غیر مانے و مرتد ہے اس سے نکاح درست نہیں ۴۵۴
- قادیانی کا مسلمان عورت سے نکاح ۴۵۴
- قادیانی میاں بیوی ایک ساتھ مسلمان ہوئے تو نکاح باقی رہے گا؟ ۴۵۵
- بیان در عدالت ذریعہ قازمی خان حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ ۴۹۳ تا ۴۵۵

باب سوم..... (قادیانی سے ثبوت نسب کے احکام)

- قادیانی سے نکاح اور ثبوت نسب ۴۹۴
- قادیانی سے نکاح درست نہیں اور نہ اس سے بچے کا نسب ثابت ہوگا ۴۹۴
- مرزائیہ سے نکاح کرے تو اولاد کے نسب کا حکم ۴۹۵
- مرزائی سے نکاح کیا تو اولاد ثابت المنسب نہ ہوگی ۴۹۵

کتاب الحظر والاباحتہ..... باب اول..... (جائز و ناجائز)

- قادیانیوں سے میل جول رکھنا ۴۹۶
- مرتبہ کے ساتھ تعلقات قائم کرنا ۴۹۶
- قادیانیوں کے ساتھ مسلمانوں جیسے تعلقات قائم کرنا جائز ہے ۴۹۷
- مرزائیوں کے ساتھ تعلقات رکھنے والا مسلمان ۴۹۷

- ۴۹۷ قادیانیوں کے ساتھ تعلقات
- ۴۹۸ قادیانیوں سے کسی قسم کا تعلق رکھنا جائز ہے
- ۴۹۸ قادیانیوں سے تعلقات رکھنے کا حکم
- ۴۹۹ قادیانیوں سے تعلق
- ۵۰۰ قادیانیوں سے تعلقات کا حکم
- ۵۰۱ قادیانیوں سے دوستی کا حکم
- ۵۰۱ قادیانی فتنہ کا ضرر
- ۵۰۲ قادیانی سے مقاطعہ جائز ہے؟
- ۵۰۳ قادیانیوں سے میل جول کی ممانعت
- ۵۰۳ دین و ایمان کے تحفظ کے لئے مرزائیوں سے قطع تعلق کیا جائے
- ۵۰۳ قادیانیوں سے احتیاط
- ۵۰۴ قادیانیوں سے میل جول کی حرمت
- ۵۰۵ قادیانیوں سے تعلقات
- ۵۰۵ قادیانیوں کی تقریب میں شریک ہونا
- ۵۰۵ مسلمان ہونے والے قادیانی کا اپنے خاندان سے تعلق
- ۵۰۶ قادیانیوں سے میل جول کا شرعی حکم؟
- ۵۰۶ مرزائیوں سے دوستی ممنوع ہے
- ۵۰۷ خوش اخلاقی قادیانیوں کا دام فریب ہے
- ۵۰۷ قادیانیوں سے خاندانی و اخلاقی روابط حرام ہیں
- ۵۰۸ قادیانیوں سے میل جول کا حکم
- ۵۰۹ مرزائیوں کے ساتھ تعلقات مفصل احکام
- ۵۱۰ قادیانی مذہب والوں سے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں؟
- ۵۱۱ قادیانیوں کو سلام اور جواب
- ۵۱۱ بیمار قادیانی کی تیمارداری
- ۵۱۲ قادیانی کی چھٹیرو گھنٹین اور ان کے نکاح میں شرکت
- ۵۱۲ قادیانی کے گھر میں مسلمان کے لئے فاتحہ خوانی کا شرعی حکم
- ۵۱۳ قادیانیوں کے ساتھ اشتراک تجارت اور میل ملاپ حرام ہے

- ۵۱۳ قادیانیوں سے لین دین کرنے کا حکم
- ۵۱۴ قادیانی کی زمین اجارہ پر لینا
- ۵۱۴ مرزا کی نام کی مشابہت سے احتراز
- ۵۱۴ قادیانیوں کے مرتب کردہ قاعدہ میرنا القرآن سے احتراز کیا جائے
- ۵۱۴ قاعدہ میرنا القرآن کے اثرات
- ۵۱۵ قادیانی قاعدہ کے پڑھانے کا حکم
- ۵۱۷ قادیانی کو کسی اسلامی جلسہ یا ادارہ میں شریک کارینا
- ۵۱۷ مسلمانوں اور مرزائیوں کی متحدہ جماعت کو ووٹ دینے کی شرعی حیثیت
- ۵۱۸ قادیانی کسی اسلامی انجمن کے ممبر نہیں بن سکتے
- ۵۱۸ قادیانی نواز دکھا کا عشر
- ۵۱۹ قادیانی جماعت کو چندہ دینا
- ۵۲۰ مختلف مذاہب کے لوگوں کا اکٹھے کھانا کھانا
- ۵۲۰ مرزائیوں سے خلط ملط نا جائز ہے
- ۵۲۰ مرزا کی کے گھر افطاری کرنا؟
- ۵۲۱ قادیانی کی دعوت کھانا؟
- ۵۲۱ قادیانیوں کی دعوت کھانا جائز نہیں
- ۵۲۱ دانستہ قادیانی کے گھر کھانا کھانے والے کا حکم
- ۵۲۱ قادیانی کی دعوت اور اسلامی غیرت
- ۵۲۲ قادیانیوں کے ساتھ کھانا پینا خطرناک ہے
- ۵۲۲ مرزا کی کی دعوت طعام قبول کرنا
- ۵۲۲ کسی کے ساتھ کھانا کھانے کے بعد معلوم ہو کہ وہ قادیانی تھا تو کیا کیا جائے؟
- ۵۲۲ قادیانیوں کے ساتھ میل جول سے توبہ کے بعد الزام نہ دیا جائے
- ۵۲۳ محمد علی لاہوری قادیانی کی تفسیر کا حکم
- ۵۲۴ قادیانی روزہ؟
- ۵۲۴ غیر مسلموں کو زکوٰۃ دینا؟

بسم الله الرحمن الرحيم!

نام کتاب	قادی ختم نبوت جلد اول
ترتیب و تہذیب	حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری مدظلہ
اشاعت اول	جون 2005ء
صفحات	546
قیمت	250/-
مطبع	اصغر پریس لاہور
ناشر و ملنے کا پتہ	دفتر مرکز یہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر: 061-4514122 فیکس نمبر: 4542277

شاکست

مکتبہ المدینہ انوی مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون نمبر: 021-2780337 فیکس نمبر: 021-2780380
مکتبہ ختم نبوت / ادارہ تالیفات ختم نبوت غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون نمبر: 042-7232936